لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

CHECKED

اُسوۃ الرسول ص

جلد سوم

سوانح حیات مقدسہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین رسول اکرم محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از

از آغاز واقعات ششم سال ہجرت تا حالات وفات حسرت آیات

CHECKED 1996

مؤلفہ

خان بہادر سید اولاد حیدر بلگرامی

مؤلف سوانح حضرات چہاردہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپی

Presented by Ziaraat.Com

اللہ اکبر

دیباچۂ کتاب اسوۃ الرسول جلد سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی احمد المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین الی یوم الدین

خدا کی مہربانی اور قوم کی قدردانی سے کل دو برس کے قلیل عرصہ مین اسوۃ الرسولؐ کی دو جلدین شایع ہوکر بزرگان قوم و وطن اور ماہران علم و فن کے ملاحظہ سے مشرف ہوچکین۔ تیسرا سال آغاز ہے۔ اور تیسری کتاب بھی حاضر ہے۔

یہ بھی خدا کی شان کبریائی۔ اور قدردانان قوم کی ہمت افزائی کہ مؤلف کے قلیل الحاصل اور کثیر المشاغل ہونے کی موجودہ حالتون مین بھی۔ اتنی بڑی ضخیم جلدون کی طباعت واشاعت کے سامان فراہم ہوگئے۔ اور دو ہزار صفحات سے زاید کی ضخامت رکھنے والی کتابین۔ اندرون و بیرون ملک۔ نہایت آسانی سے۔ ہاتھون ہاتھ پہونچ گئین۔

الحمد للہ لا لائہ والشکر لنعمائہ

دوسری جلد۔ جیساکہ معلوم ہوچکا ہے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے لیکر ہجرت کے پانچ برس تک کے حالات و واقعات کا تفصیلی دفتر ہے تیسری جلد ہجرت کے باقی پانچ برس دو مہینون کے حالات کا تتمہ ہے۔ اس جلد مین جناب ختمی مرتبت علیہ وآلہ السلام والتحیۃ کے مفصل اور مسلسل حالات و واقعات صلح حدیبیہ (ذی قعدہ سنہ ۶ھ) سے لیکر وفات (۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ) تک قلمبند ہین۔ آخر مین آپ کی اولاد امجاد اور ازواج مطہرات کے مختصر حالات بھی ضمیمہ کے طور پر اضافہ کردیے گئے ہین۔

"تاریخ و سیر سے دلچسپی رکھنے والے حضرات جانتے ہین کہ تاریخ اسلام مین سال یکم ہجرت سے لیکر سال ہشتم ہجرت (فتح مکہ) تک اسلام کا ہشت سالہ زمانہ پرآشوب خطرات مالی وجانی اور دیگر اقسام کے مصائب و پریشانی مین گذرا ہے۔ فتح مکہ کے وقت سے کسی قدر اطمینان وسکون حاصل ہوا جس مین تعلیم دین اور تنظیم قوم و آئین کے سیاسی انتظامات عمل مین لائے گئے۔ فرامین تبلیغ و ہدایت کے ساتھ سلاطین ممالک و رئیسان قبائل کے نام سیاسی مواثیق کے لفظ لفظ خیال سے

Presented by Ziaraat.Com

باہمی مراسم ورو ابط اور قیام امن عام کے خطوط جاری فرمادے گئے لیکن تاہم۔ واقعات پر تعمق کی نظر ڈالنے والے حضرات واقف ہین کہ جناب ختمی مرتبت علیہ وآلہ الصلواۃ والتحیۃ کا یہ زمانہ بھی اندرونی مشکلات اور خانہ داری کی صعوبات سے خالی نہین گذرا ہے چونکہ ابتلا و مصائب بھی انبیاء اللہ سلام اللہ علیہم کے جزو سیرت قائم ہو چکے ہین۔ اسلیے حضرت خاتم النبیین والمرسلین کی ذات قدسی صفات ان سے کیسے مستثنے رہسکتی تھی۔

ترتیب کتاب مین کوئی نوعیت ہے اور نہ ترکیب بیان مین کوئی جدت۔ تحریر مضامین۔ طرز بیان اور ادائے مطالب مین عموماً وہی تفصیل و تشریح کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو قیل کی جلدون مین افہام و تفہیم کی سہولیت کی غرض خاص سے قائم ہو چکا ہے۔

انکشافات تنقید ہی کا بھی وہی عنوان ہے اور طرز بیان۔ واقعات ایلاء۔ نزول سورہ تحریم کے اسباب۔ واقعات حجۃ الوداع۔ نزول آیات۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک۔ واکملت لکم دینکم۔ کامل تفصیل و تشریح کے ساتھ لکھے گئے ہین۔ واقعات عقبہ متعلق غزوۂ تبوک جنکو شبلی صاحب نے قطعاً مرفوع القلم فرمادیا ہے تفصیلی حقیقت کے ساتھ مندرج کردیے گئے ہین۔ ان مقامات خاص کے علاوہ۔ اس جلد مین بھی۔ جہان جہان شبلی صاحب کا قلم استخفاف پر جھکا ہے اور انکشاف سے رُکا ہے۔ وہان وہان حقیقت کی جلوہ نمائی کردی گئی ہے۔ فہرست دیباچہ سے پورے حالات معلوم ہونگے۔

اخلاقیات و سیاسیات رسالت جلد چہارم مین مذکور ہین۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ المیامین۔

حقیر

سید اولاد حیدر عفی عنہ

۲۵ صفر ۱۳۴۷ھ

کواتھ۔ ضلع آرہ۔ شریف العمارت

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مضامین اُسوۃ الرسول جلد سوم

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	آغاز سال ۶ھ	
۱	صلح حدیبیہ	۱
۲	شیدایان وطن کے جذبات	۲
۳	سفر حدیبیہ بالکل دوسانہ تھا	۳
۴	مقام حدیبیہ نزول رسالت مآب صحابہ سے مشورت	۵
۵	بدیل بن ورقاء رئیس خزاعہ کی معرفت قریش کے پاس پیام صلح	″
۶	بارگاہ رسالت میں عروہ سفیر قریش کی گفتگو۔	۷
۷	عروہ سفر قریش کی واپسی اور قریش سے گفتگو۔	۸
۸	عروہ کی تقریر کا جلیس۔ رئیس قبیلہ حبشہ پر اثر اور بارگاہ رسالت میں اوس کی سفارت	۹
۹	جلیس کی واپسی اور قریش سے گفتگو	″
۱۰	قریش کے پاس اسلام کا بارویگر پیام صلح۔	۱۰
۱۱	کفر و اسلام کے اخلاق کی بینظیر امتحانی مثالیں	″
۱۲	قریش کے پاس تیسری بار پیام صلح حضرت عمر کے اغماض پر حضرت عثمان کا ارسال۔	۱۱
۱۳	حضرت عثمان اور قریش سے گفتگو	″
۱۴	بیعت رضوان	۱۲
۱۵	بارگاہ رسالت میں سہیل بن عمر سفیر قریش کی آمد اور گفتگوئے صلح	۱۳
۱۶	قریش کے پیش کردہ شرائط صلح اور آنحضرت صلعم کی منظوری	۱۴
۱۷	حضرت عمر اور صلح حدیبیہ سے مخالفت	۱۵
۱۸	تحریر صلحنامہ اور حضرت علیؑ کا کمال ادب	۱۶
۱۹	شرائط صلح	۱۷
۲۰	معاہدہ صلح مسلمانوں سے ناراضی	۱۸
۲۱	عدالت اسلام اور شقاوت کفار کی بینظیر مثال	″
۲۲	آنحضرت صلعم اور ابوجندل کو صبر و تحمل کی ہدایت	۲۰
۲۳	حضرت عمر کی مخالفت کا اثر حکم رسول سے معاویہ کی تعریف	۲۱
۲۴	حضرت عمر سے عتاب آمیز خطاب	″

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۵	نزول آیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔	۲۲
۲۶	عورتیں شرائط صلح سے مستثنےٰ کر دی گئیں	۲۴
۲۷	صلح حدیبیہ کے مفید اور فاتحانہ نتائج	۲۵
۲۸	ابوجندل کی تبلیغ دین اور مخلصی	″
۲۹	عتبہ ابن اسید کا واقعہ	۲۶
۳۰	مسلم مقیدین و محصورین کی رہائی ابوبصیر کی آخری سرگزشت	۲۷
۳۱	سلاطین ممالک اور رئیسان قبائل کے نام تبلیغ اسلام کے خطوط۔	۲۹
۳۲	قیصر روم کے نام دعوت اسلام کا خط	۳۰
۳۳	قیصر کے دربار میں نامۂ مقدس	۳۱
۳۴	شاہ ایران خسرو پرویز کے نام خط مبارک	۳۳
۳۵	آنحضرت کی گرفتاری کا حکم اور اس کا نتیجہ	۳۴
۳۶	حاطب بن بلتعہ اور عزیز مصر کے دربار میں سفارت	″
۳۷	مقوقس کی طرف سے نامۂ رسالت کا جواب	۳۵
۳۸	عمر بن امیہ الضمیری اور نجاشی شاہ حبشہ کے نام نامۂ مقدس	۳۶
۳۹	نجاشی کا قبول اسلام اور دربار رسالت میں اس کا عقیدت نامہ۔	۳۷
۴۰	ام المومنین حضرت ام حبیبہ سے عقد	۳۸
۴۱	سردار قبائل کے نام خطوط حاکم بحرین کے نام نامۂ مبارک	″
۴۲	منذر کی عرضی کا جواب۔	″
۴۳	رئیس یمامہ کے نام خط	۳۹
۴۴	حاکم عمان کے نام فرمان	″
۴۵	سردار قبیلہ غسان کے نام فرمان	۴۲
۴۶	خالد بن ولید اور عمرو عاص کا مدینہ میں سلام لانا	۴۳
	جیسا کہ شبلی صاحب نے لکھا ہے صحیح ثابت نہیں ہوتا۔	
	آغاز سال ۷ھ ہجری	
	غزوہ خیبر محرم ۷ھ ہجری	
	غزوہ خیبر محرم ۷ھ ہجری	۴۴

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۹	یہود کی غداری	۴۵
۵۰	قبائل گرد و پیش کے ساتھ یہود کی سازشین	۴۶
۵۱	منافقین مدینہ کی فتنہ انگیز تحریر	″
۵۲	بنی غطفان سے یہود کی سازش	۴۷
۵۳	بنو فزارہ کے پاس آنحضرت صلعم کا پیام صلح	″
۵۴	ذی قرد (سنہ ہجری)	″
۵۵	جنگ خیبر دفاعی تھی	۴۸
۵۶	مدینہ سے خیبر کی طرف روانگی	۵۲
۵۷	منزل صہبا سے کوچ	″
۵۸	بارگاہ رسالت مین غنیم کا جاسوس	۵۴
۵۹	جناب بن منذر کا مفید مشورہ۔ میدان جنگ کی تبدیلی	″
۶۰	رایات خیبر مین حضرت عائشہ کی چادر کا پھریرا	۵۵
۶۱	خیبر مین داخلہ	۶۲
۶۲	خیبر کے قلعون کی تفصیل	″
۶۳	مقابلہ اور مقاتلہ پر یہود کی تیاری اور اسلام کی احتیاط	۶۳
۶۴	چند عورتین خدمت مجاہدین کی نیت سے ہمراہ لشکر تھین	″
۶۵	احکام و آداب لشکر	″
۶۶	قلعہ ناعم (سالم) کی فتح محمود بن مسلمہ کی شہادت	۶۴
۶۷	قلعہ نطاۃ کی فتح	″
۶۸	یہودی گلہ بان کا قبول ایمان	۶۵
۶۹	جاسوس یہود کی گرفتاری	″
۷۰	قلعہ شق کی فتح	۶۶
۷۱	قلعہ صعب کی فتح	″
۷۲	ایک صحابی کی شراب خواری	″
۷۳	قلعہ قموص کا محاصرہ علمبرداران خیبر کا فرار	۶۷
۷۴	شبلی صاحب کی خدمت مین گذارش	″
۷۵	علمبرداران خیبر کی گریز کا انکشاف	۶۸
۷۶	عطاے علم خیبر کا گرانمایہ وعدہ	۷۴
۷۷	محبت علی کی حقیقت اور اوسکی سخت تاکید	۷۶
۷۸	حضرت علیؑ اور لواے خیبر کی عطا	۷۷

نمبر شمار		صفحہ
۷۹	حضرت علیؑ کی آنکھون کا علاج اور اوسکی معجزنما تاثیر	۷۸
۸۰	مرحب سے مقابلہ	۸۰
۸۱	عنتر سے مقابلہ اور اوسکا قتل	۸۳
۸۲	مرحب کا قتل	″
۸۳	قوت روحانی اور طاقت انسانی کی آزمائش	۸۴
۸۴	در خیبر کا اوکھاڑنا غلط ہے	۸۵
۸۵	اس روایت کو غلط بتلانا ہی غلط ہے	″
۸۶	مرحب کے بعد رئیسان یہود سے مقابلہ	۹۱
۸۷	بارگاہ رسالت سے فتح خیبر کے صلہ مین حضرت علی کو بشارتین	۹۲
۸۸	شہداے خیبر اور اونکی مجاہدانہ خدمات	۹۳
۸۹	محمود بن مسلمہ کی شہادت	″
۹۰	عامر ابن اکوع کی شہادت	۹۴
۹۱	تمام مقتولین اسلام درجہ شہادت پر فائز نہین ہوے	″
۹۲	اراضیات مفتوحہ خیبر کا بندوبست	″
۹۳	حضرت ام المومنین صفیہ کا قصہ	۹۵
۹۴	زینب یہودیہ کا آنحضرت صلعم کو زہر دینا اور آپکا عفو جرم فرمانا	۹۷
۹۵	بشر کے مارنیکے جرم مین زینب کا قتل	۹۸
۹۶	عبداللہ بن سہیل کلبے رجا نہ قتل اور آنحضرت صلعم کا عفو کرنا	″
۹۷	خرانہ نہ بتلانے کے جرم کو کنانہ کے قتل کا باعث بتلانا غلط ہے۔	۹۹
۹۸	مہاجرین حبشہ کو ہمراہ لیکر حضرت جعفرؑ کا خیبر مین حاضر ہونا	۱۰۱
۹۹	وفد اشعریین خیبر مین	۱۰۲
۱۰۰	خمس خیبر مین تقسیم مین بنی ہاشم کی ترجیح	۱۰۳
۱۰۱	تقسیم خیبر	″
۱۰۲	خیبر مین بعض احکام فقہیہ کا نزول	۱۰۵
۱۰۳	جنگ خیبر بالکل دفاعی تھی	۱۰۶
۱۰۴	وادی القریٰ اور فدک کے معاملات	۱۰۸
۱۰۵	وادی القریٰ اور فدک	″
۱۰۶	فدک کے خاص معاملات	″
۱۰۷	ہبہ فدک (سنہ ہجری	۱۱۰
۱۰۸	فدک کی آمدنی	۱۲۱

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۰۹	ردّ شمس (رجعت آفتاب) کا مشہور واقعہ	۱۲۵
۱۱۰	**عمرۃ الصلح**	۱۲۹
۱۱۱	قریش سے راہ مین پہلی مُلاقات	″
۱۱۲	مکّہ مین موکب رسالت کا نزول	۱۳۰
۱۱۳	اشعار پڑھنے سے حضرت عمر کی ممانعت	″
۱۱۴	سنّت رمل	۱۳۱
۱۱۵	امامہ بنت حضرت حمزہ علیہ السلام	″
۱۱۶	عمر عاص اور خالد بن ولید کے اسلام لانیکی صحیح روایت۔	۱۳۲
۱۱۷	اسلام خالد بن ولید	۱۳۳
۱۱۸	**آغاز سنہ ۸ ہجری**	۱۳۴
۱۱۹	غزوۂ مؤتہ (سنہ ۸ ہجری)	۱۳۴
۱۲۰	اُمراء لشکر اسلام کو خاص احکام	۱۳۵
۱۲۱	غنیم سے مقابلہ۔ زید کی شہادت	″
۱۲۲	حضرت جعفر کی شہادت	″
۱۲۳	عبداللہ بن رواحہ کی شہادت	۱۳۶
۱۲۴	خالد بن ولید کی امارت منصوص نہین تھی	۱۳۷
۱۲۵	حضرت جعفر طیّار (ذوالجناحین) کی شہادت پر آنحضرتؐ کا ملال۔	۱۳۸
۱۲۶	آنحضرت صلعم کیطرف سے جعفرؓ کے گھر مین ارسال طعام تعزیت	۱۳۹
۱۲۷	جعفر ذوالجناحین۔	۱۴۱
۱۲۸	جعفر طیّار	۴۲
۱۲۹	حضرت کی فضیلت اور آپکا سن شریف۔	″
۱۳۰	**فتح مکّہ** رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء)۔	″
۱۳۱	بارگاہ رسالت مین بنو خزاعہ کے فریادی۔	۱۴۴
۱۳۲	ابوسفیان کی ناکامیاب سفارت	۱۴۵
۱۳۳	حاطب بن بلتعہ کا افشاے راز کرنا اور معفو ہونا	۱۴۸
۱۳۴	مدینہ منوّرہ سے مکّہ معظّمہ کی طرف روانگی	۱۵۳
۱۳۵	سفر مین افطار صوم کا حکم	″
۱۳۶	ابوسُفیان اور عبداللہ بن اُمیّہ سے مُلاقات	″
۱۳۷	دو بھائیون سے رسول اللہ صلعم کی راہ مین ملاقات اور عفو تقصیرات	۱۵۴
۱۳۸	لشکر اسلام مین ابوسفیان کی آمد حضرت عمر کا عتاب بجا۔	″

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۳۹	ابوسفیان کا ایمان بخوف جان	۱۵۰
۱۴۰	شبلی صاحب کی نقل و ترجمہ مین کھُلی تحریف	″
۱۴۱	ابوسفیان کبھی سچے مسلمان نہین ہوئے	۱۵۹
۱۴۲	لشکر اسلام کی شوکت اور ابوسفیان کی حیرت	۱۶۰
۱۴۳	ابوسفیان کے ساتھ آنحضرت صلعم کے احسان	۱۶۱
۱۴۴	احسان کی دوسری مثال	۱۶۲
۱۴۵	شبلی صاحب کی دوسری تحریف	″
۱۴۶	ابوسفیان کا سلسلۂ استیجاب	۱۶۳
۱۴۷	بخاری صاحب اور شبلی صاحب کی کھُلی تحریفین	″
۱۴۸	ابوسفیان کا مکّہ مین داخلہ	۱۶۵
۱۴۹	مکہ مین آنحضرتؐ کا فاتحانہ لیکن حکومتانہ داخلہ	″
۱۵۰	خالد کے ماتحتی دستۂ فوج سے مقابلہ و مقاتلہ	″
۱۵۱	عقیل ابن ابیطالب پر بیجا الزام	۱۶۸
۱۵۲	حضرت اُمّ ہانی کا مکان دارالامان قرار پایا	۱۷۰
۱۵۳	اُمّ ہانی کے گھر مین رسول اللہؐ کی صیافت	″
۱۵۴	حرم محترم مین داخلہ	۱۷۱
۱۵۵	حضرت عمر کی بت شکنی کا غلط دعویٰ	۱۷۲
۱۵۶	شبلی صاحب اور واقعہ بت شکنی کا تسخّر	۱۷۳
۱۵۷	حضرت علی اور بت شکنی کی خدمت	۱۷۴
۱۵۸	بیت اللہ کا فتح الباب	۱۷۸
۱۵۹	کنجی کے دینے مین عثمان کی ماں کی جہالت	۱۷۹
۱۶۰	حرم محترم کے اندر داخلہ	۱۸۰
۱۶۱	حرم محترم مین خطبہ نبوی	۱۸۱
۱۶۲	ظالمین و مشرکین قریش کی عام معافی	۱۸۳
۱۶۳	سقف کعبہ پر اذان	۱۸۴
۱۶۴	مکّہ مین اسلام کی بیعت عام	″
۱۶۵	عورتون کی بیعت ہند زوجہ ابوسفیان کی مکالمت	″
۱۶۶	ناقابل عفو مجرمین کی معافی	۱۸۶
۱۶۷	چار خونین مجرمین کی سزا	۱۸۷
۱۶۸	فتح مکّہ کے باقی حالات، اصنام کعبہ کی تفصیل	۱۸۸

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۶۹	بنو حنیفہ کے مسلمان مظلومین اور خالد بن ولید کے مظالم	۱۹۰
۱۷۰	خالد کی اس غلطی پر محدث دہلوی کی رائے	۱۹۵
۱۷۱	فتح بیت الحرام امن صلح عام کا پیغام ثابت ہوئی	″
۱۷۲	مکہ کے مجرمین اور خلق رحمت للعالمین۔	۱۹۶
۱۷۳	غزوۂ حنین ۱۰ شوال ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء	۲۰۰
۱۷۴	قبائل ہوازن کی تیاریاں۔	۲۰۱
۱۷۵	ہوازن اور ثقیف کا اتحاد۔	″
۱۷۶	مالک بن عوف کی مدافعت فوج اور ترتیب فوج کے نئے انتظام۔	۲۰۲
۱۷۷	وربد اور معائنہ فوج متحدہ	۲۰۳
۱۷۸	مکہ سے حنین کی طرف فوج اسلام کی روانگی اور حضرت عمر کی اصابت رائے کی تازہ مثال	۲۰۴
۱۷۹	سامان جنگ کیلئے آنحضرت صلعم نے صفوان بن امیہ سے قرض لیا۔	″
۱۸۰	ــــ مسلمانوں کا نازبیجا	۲۰۵
۱۸۱	ــــ نازبیجا کی دوسری مثال	۲۰۶
۱۸۲	جانبین کا مقابلہ	۲۰۷
۱۸۳	شبلی صاحب کے تسخفات حالات اور انکے منقدانہ انکشافات	۲۰۸
۱۸۴	شبلی صاحب اور خالد بن ولید کی الزام سے برآءت	۲۱۲
۱۸۵	رفاقت رسولؐ میں ثابت قدم رہنے والے حضرات	″
۱۸۶	رسول اللہ صلعم کے ساتھ کل چار اشخاص باقی رہگئے۔	۲۱۳
۱۸۷	فوج کا فرار رسول اللہ صلعم کا انتظار صحابہ کی گران گوشی	۲۱۴
۱۸۸	رسول اللہ کی سواری کی شان۔	۲۱۵
۱۸۹	ابوسفیان کی معرفت اسلام اور حقیقت ایمان کی شان	″
۱۹۰	فتح حنین اور کفار کی شکست	۲۱۷
۱۹۱	رسول اللہ کی سواری کی شان جلالت	۲۱۸
۱۹۲	ایک خاتون مسلمہ کی بینظیر شجاعت	۲۱۹
۱۹۳	حضرت علی اور علمدار کفار کا قتل	۲۲۰
۱۹۴	میدان جنگ کا معائنہ خالد کی بزدلانہ حرکت پر حکم امتناعی	۲۲۱
۱۹۵	کفار کا اوطاس سے فرار	″
۱۹۶	ابوعامر اشعری کا خاتمہ بالخیر	۲۲۳
۱۹۷	اسیران جنگ کے ساتھ محاسن سلوک	۲۲۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۹۸	محاصرہ طائف (۸ھ ہجری)	۲۲۵
۱۹۹	النواے محاصرہ کی صرورت	۲۲۸
۲۰۰	حضرت علی سے آنحضرت صلعم کا راز کی باتیں کہنا۔	۲۲۹
۲۰۱	غنیمت حنین کی تقسیم	۲۳۰
۲۰۲	تقسیم میں انصار کا عذر۔	۲۳۱
۲۰۳	تقسیم میں عذر دار انصار ہی نہیں مہاجرین بھی تھے	۲۳۲
۲۰۴	عباس ابن مرداس اور تقسیم میں عذر	″
۲۰۵	ذوالخویصرہ تمیمی کی بیتمیزی کا واقعہ	۲۳۵
۲۰۶	رحمت عالم کی رحمت عام کا نمونہ	۲۳۶
۲۰۷	رحمت کی دوسری مثال	۲۳۷
۲۰۸	مراجعت مدینہ	۲۳۸
۲۰۹	ولادت و وفات حضرت ابراہیمؑ	″
۲۱۰	حرمت خمر	″
۲۱۱	آغاز سنہ ۹ ہجری	″
۲۱۲	واقعہ ایلاء	″
۲۱۳	شبلی صاحب کی قلمکاریوں کا انکشاف	۲۴۶
۲۱۴	عیسائیوں کے مغویانہ اعتراضات کا جواب	۲۶۳
۲۱۵	عیسائی متعصبین سے احتجاج	″
۲۱۶	مسٹر سیل مترجم قرآن اور ڈاکٹر پرائیڈے کی خلط بیانیوں کی تردید	۲۷۶
۲۱۷	غزوۂ تبوک رجب ۹ھ مطابق اکتوبر نومبر ۶۳۰ء	۲۸۱
۲۱۸	جناب سرور خدا کا تہیۂ سفر اور اسکی دشواریاں	۲۸۲
۲۱۹	صحابہ اور فراہمی سامان جنگ	″
۲۲۰	صحابہ اور شرکت جنگ	۲۸۳
۲۲۱	بعض صحابہ کے وفادارانہ اور جانثارانہ حالات	۲۸۴
۲۲۲	عبداللہ ذوالبجادین کے حالات	۲۸۵
۲۲۳	تبوک کی طرف روانگی۔	۲۹۰
۲۲۴	اعلان حدیث منزلت	″
۲۲۵	حضرت ابوذر غفاری کی سعی فی الجہاد۔	۲۹۱
۲۲۶	حضرت ابوذر غفاری کے خاتمہ حالات	″
۲۲۷	ابوخیثمہ کے حالات	۲۹۲

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۲۸	تبوک مین نزول جلال۔ عبداللہ ذوالبجادین کا خاتمہ احوال	۲۹۳
۲۲۹	تبوک تک کا سفر بیکار نہین گیا	۲۹۴
۲۳۰	عیسائی قوموں کے ساتھ خاص رعایت	۲۹۵
۲۳۱	تبوک سے واپسی۔ واقعہ عقبہ۔ ہلاکت سول کی ترکیب	״
۲۳۲	حضرت عمر اور منافقین لشکر کا عقبہ کے نامون کی تلاش	۲۹۸
۲۳۳	مسجد ضرار اوس کا انہدام آثار	۲۹۹
۲۳۴	کعب بن مالک کی سرگزشت اور انکی عفو خطا	۳۰۳
۲۳۵	حج اکبر حضرت علی کے محاسن خدمات۔ تبلیغ سورۂ برات ۹ ذوالحجہ ۹ھ	۳۰۶
۲۳۶	واقعات متفرقات سنہ ۹ ہجری	۳۱۷
۲۳۷	سبلی صاحب کی آیندہ ترتیب مضامین	״
۲۳۸	عمال صدقات کی ماموری اور مقام ماموریت	۳۱۸
۲۳۹	اسلامی معلمین و مبلغین۔	۳۱۹
۲۴۰	سال لوفود۔ وفود عرب کا آنا اور اسلام لانا	۳۲۰
۲۴۱	وفد مزینہ	۳۲۱
۲۴۲	وفد بنی تمیم	״
۲۴۳	وفد بنی سعد	۳۲۳
۲۴۴	وفد اشعریین ۸ھ	״
۲۴۵	وفد دوس ۸ھ	۳۲۴
۲۴۶	وفد حرب بن کعب ۸ھ	״
۲۴۷	وفد قبیلہ بنی طے	۳۲۵
۲۴۸	عدی بن حاتم طائی	״
۲۴۹	وفد ثقیف	۳۲۶
۲۵۰	وفد نصاراے نجران اور واقعہ مباہلہ	۳۲۸
۲۵۱	واقعہ مباہلہ کا انکشاف حقیقت	۳۳۰
۲۵۲	حضرت علی مباہلہ مین شریک نہین تھے۔	״
۲۵۳	اہل بیت رسالت کی شان مین آیہ تطہیر کا نزول آل عبا۔ آل کسا یا پنجتن پاک کے القاب کی توجیہ	۳۳۲
۲۵۴	نصاراے نجران پر صداقت اسلام کا اثر مدینہ سے نصاری کی روانگی۔ یسیر کا خاتمہ بالخیر	۳۳۴
۲۵۵	وفد ہمدان ۹ھ	۳۳۵
۲۵۶	وفد طارق بن عبداللہ	۳۳۶
۲۵۷	سوحرت بن کعب ۹ھ۔	۳۳۷
۲۵۸	وفد بنو اسد	״
۲۵۹	وفد بنو فزارہ	״
۲۶۰	وفد عامر ابن صعصعہ	״
۲۶۱	وفد حمیر	۳۳۸
۲۶۲	وفد کندہ	״

نمبر شمار		صفحہ
۲۶۳	وفد بنی عبدالقیس	۳۳۹
۲۶۴	وفد تجیب	۳۴۰
۲۶۵	وفد بنو سعد ہذیم	״
۲۶۶	وفد بہراء	۳۴۱
۲۶۷	وفد حولان	״
۲۶۸	وفد محارب	۳۴۲
۲۶۹	وفد غسان	۳۴۳
۲۷۰	وفد بنی عبس	۳۴۶
۲۷۱	وفد بنی عائذ	״
۲۷۲	وفد سلامان	۳۴۴
۲۷۳	وفد بنی حنیفہ	״
۲۷۴	مسیلمہ کا خط آنحضرت صلعم کے نام	״
۲۷۵	آنحضرت کا جواب خط	״
۲۷۶	وفد ازد	۳۴۵
۲۷۷	**آغاز سنہ ہجری** تبلیغ اسلام اور تاسیس نظام مقبوضات اسلام	۳۴۶
۲۷۸	علاقہ یمن مین اشاعت اسلام	״
۲۷۹	حضرت علیؑ اور یمن مین دوسری بار ماموری	۳۴۷
۲۸۰	نجران مین اشاعت اسلام	۳۴۹
۲۸۱	بحرین مین اشاعت اسلام	۳۵۰
۲۸۲	عرب شام مین اشاعت اسلام	۳۵۱
۲۸۳	یمن مین حضرت علیؑ کی تبلیغی خدمات	۳۵۲
۲۸۴	شبلی صاحب کی نئی ترتیب تالیف	۳۵۸
۲۸۵	**حجۃ الوداع سنہ ہجری**	۳۶۱
۲۸۶	خون جاہلیت کی معافی	۳۶۷
۲۸۷	سود کی قطعی ممانعت	۳۶۸
۲۸۸	حقوق نسوان کی مراعات	۳۶۸
۲۸۹	مسائل احکام متفرقہ کی تعلیم قبل وجوب ہجرت کی ممانعت	۳۷۰
۲۹۰	آپس کی خونریزی سے اجتناب۔	۳۷۱
۲۹۱	مکہ معظمہ کی روانگی	۳۷۳
۲۹۲	مقام خم (غدیر) مین قیام	״
۲۹۳	شبلی صاحب کا واقعہ غدیر۔	۳۷۴
۲۹۴	غدیر خم مین حدیث ثقلین	۳۷۷
۲۹۵	حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ	۳۸۰
۲۹۶	حدیث من کنت مولاہ در خطبہ غدیر خم	۳۸۱
۲۹۷	خم غدیر مین نزول آیہ بلغ	۳۸۶
۲۹۸	حضرت علیؑ کے سر پر دستار امامت	۳۹۰

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۹۹	اس دستار مبارک کی عظمت	۳۹۰
۳۱۰	خطبۂ غدیر خم	۳۹۱
۳۰۱	تکمیل اسلام اور نزول آیہ اکملت لکم دینکم	۳۹۵
۳۰۲	تہنیت امہات مومنین	۳۹۶
۳۰۳	حسان بن ثابت کا قصیدہ غدیر خم	〃
۳۰۴	اسباب نزول آیہ سأل سائل بعذاب واقع	۳۹۷
۳۰۵	استخفاف واقعات غدیر اور اوس کے انکشافات	۴۰۰
۳۰۶	صحابہ در حالات غدیر کی شہادت سے خاموشی اسکی پاداش۔	۴۰۵
۳۰۷	شبلی صاحب اور بریدہ والی شکایت کی مہمل تاویل	۴۱۱
۳۰۸	قاضی محمد سلیمان صاحب 〃 〃 〃	〃
۳۰۹	مولوی عبید اللہ صاحب 〃 〃 〃	〃
۳۱۰	**آغاز سنہ ۱۱ ہجری**	
۳۱۱	وفات جناب سرور کائنات صلعم ۲۸ صفر یا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱	۴۱۷
۳۱۲	زیارت شہدائے احد	۴۱۹
۳۱۳	بعیث اسامہ کا حکم اول	〃
۳۱۴	ابتدائے مرض اور حضرت عائشہ سے اظہار مرض	۴۲۲
۳۱۵	بیماری اور حضرت عائشہ کی تیمارداری	۴۲۳
۳۱۶	شبلی صاحب کے بیان میں بے ربطی	۴۲۴
۳۱۷	شدت مرض اور آنحضرت صلعم کا صبر و سکون	۴۲۵
۳۱۸	انصار کے متعلق مہاجرین کو اور مہاجرین کی نسبت انصار کو اتحاد و سلوک کی وصیت	۴۲۶
۳۱۹	خطبہ ہدایت عام اور ادائے مطالبات	۴۳۰
۳۲۰	امت کے لیے دعائے یکی اخلاق و بہرہ	۴۳۲
۳۲۱	مرض میں بار دیگر شدت	۴۳۳
۳۲۲	تبات علی المقدر یا راضی برضائے الٰہی	〃
۳۲۳	**واقعہ قرطاس** (پنجشنبہ)	۴۳۵
۳۲۴	حضرت علیؑ کی طلبی	۴۴۱
۳۲۵	حضرت ابی بکر کی پیشنمازی کی مقدار حقیقت	۴۴۳
۳۲۶	پیشنمازی سے خلافت کا خواب غلط	۴۵۳
۳۲۷	جیش اسامہ سے تخلف کرنے والوں پر عتاب	۴۵۴
۳۲۸	قریب وفات کے حالات	۴۶۴
۳۲۹	المستریحون کا تصدق	۴۶۵
۳۳۰	حضرت عباس اور حضرت علی سے گفتگو	۴۶۶
۳۳۱	حضرات اہلبیت (علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام) سے الوداع	۴۶۷
۳۳۲	حضرت علیؑ سے آخری رخصت	۴۶۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۳۳	وفات رسول پر گریہ و بکا	۴۷۱
۳۳۴	پدر بزرگوار کی مفارقت میں جناب سیدہؑ کی گریہ زاری	۴۷۳
۳۳۵	حضرت عائشہ کی گریہ و زاری	۴۷۴
۳۳۶	تعزیت اہلبیت علیہم السلام	۴۰۵
۳۳۷	(حاشیہ) شبلی صاحب اور تاریخ وفات کی تحقیق۔	۴۷۶
۳۳۸	شبلی صاحب کے رقم کردہ وجوہات تاخیر تدفین کے انکشافات	۴۷۸
۳۳۹	غسالہ۔ تجہیز اور تکفین رسول صلعم	۴۸۱
۳۴۰	حضرت علیؑ کے غسل دینے کی خصوصیت	۴۸۴
۳۴۱	تدفین رسول اللہ صلعم۔	۴۸۶
۳۴۲	رسول کی نماز جنازہ	۴۹۰
۳۴۳	حضرت رسول خدا صلعم کے جنازہ کی نماز سب سے پہلے حضرت	۴۹۱
۳۴۴	علیؑ نے پڑھی۔	
۳۴۵	نعش مطہر کو لے کر قبر منور میں اترنیوالے حضرات	۴۹۲
۳۴۶	اولاد امجاد آنحضرت ص	۴۹۶
۳۴۷	جناب سیدۃ نساء العالمین	〃
۳۴۸	ازواج مطہرات	〃
۳۴۹	صدیقہ کبریٰ ام المومنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا	〃
۳۵۰	حضرت سودہ بن زمعہ	۴۹۸
۳۵۱	حضرت عائشہ بنت حضرت ابی بکر	۵۰۰
۳۵۲	حضرت حفصہ بنت حضرت عمر	۵۰۵
۳۵۳	حضرت زینب ام المساکین	۵۰۸
۳۵۴	حضرت ام سلمہ رض	〃
۳۵۵	حضرت زینب بنت جحش	۵۱۲
۳۵۶	حضرت جویریہ	۵۱۳
۳۵۷	حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان	۵۱۴
۳۵۸	حضرت میمونہ	۵۱۵
۳۵۹	حضرت صفیہ	〃

Presented by Ziaraat.Com



اُسوۂ الرّسول جلد سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین

صلح حدیبیہ

ذی قعدہ سنہ ۶ ہجری

اقیموا الحج والعمرۃ للہ

صلح حدیبیہ۔ ذیقعدہ سنہ ۶ ہجری

سنہ ۶ ہجری مین اقامت حج وعمرہ کا حکم آیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنظر سہولت وآسانی پہلے عمرہ کے ارکان مختصرہ سے اس حکم خداوندی کی تعمیل کا قصد فرمایا اس لیے کہ ارکان حج وسیع وطویل تھے۔ اون کی اداکاری کے لیے مکہ مین کامل تین چارون تک قیام کی ضرورت تھی۔ حج سے عمرہ کی ترکیب تعمیل مختصر تھی اور آسان۔ اور دن بھر کی مدت قلیل مین بخوبی انجام ہوسکتی تھی۔

اس تجویز مین جناب رسولخدا صلعم کی نظر کفار قریش کی عداوت اور مشرکین مکہ کی خصومت پر زیادہ تر تھی جن سے حج کیا عمرہ کے ارکان مختصرہ کے بجالانیکی بھی اجازت ملنے کی اُمید نہین تھی۔ اس وجہ سے آپنے قریش کے پاس صاف لفظون مین کہلا بھیجا کہ ہم خلاف موسم حج صرف عمرہ کے قصد سے مکہ آئینگے اور بلا قصد وخیال محاربت ومقاتلت بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوکر مدینہ واپس جائینگے"

یون تو عموماً تمام عرب کو نسل ابراہیمی مین داخل ہونے کا دعویٰ تھا۔ اور اونکے موطن ومسکن مین اس معبد

ابراہیمی کا موجود ہونا۔ گویا اونکے دعوی کی تصدیق کے لیے کافی تھا۔ یہہ ایک ایسا عام استحقاق تھا جسمین قبائل عدنانی کے ساتھ عرب قحطانی بھی شامل تھے جنکا سلسلۂ ابراہیمی سے وابستہ ہونا ابتک مشکوک ہے۔ بہرحال تمام عرب مین تو یہہ استحقاق تعمیم کی صورت رکھتا تھا لیکن قریش۔ بنو اسمعیل ہونیکے اعتبار سے۔ اسکو اپنی تخصیص خاص کا معیار قرار دیتے تھے۔ اور اس معبد ابراہیمی کی مجاورت کو عرب کے تمام قبائل و اقوام پر اپنی مفاخرت کا اصلی اور حقیقی باعث یقین کرتے تھے۔ قریش کے اس استحقاق مخصوص مین بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو اون پر ترجیح حاصل تھی اور اسی ترتیب و سلسلہ سے۔ بنی ہاشم و عبد مطلب کے موجودہ طبقہ مین اس معبد ابراہیمی اور مذبح اسمعیلی کی مجاورت و تولیت کا اصلی حقدار اور حقیقی دعویدار اسوقت وہ بزرگوار تھا۔ جو ابراہیم و اسمعیل کا مایہ افتخار اور تمام انبیاء و مرسلین کا سید و سردار تھا۔ صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ اسی استحقاق اصلی اور دعوی حقیقی کی بنا پر اوسکی شریعت ملت ابراہیمی (مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ) کے مخصوص نام سے موسوم کی گئی۔ اور اوسکی اُمت (کَانَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا) کی مناسبت سے خاص طور پر مسلم کہلائی۔ ان دعاوی حقیقی رکھنے پر ذُرّیت ابراہیمی کا وہ مایہ افتخار اور شریعت خلیل اللّٰہی کا حقیقی دعویدار اپنے خاندانی شعائر۔ مآثر اور مفاخر کو اغیار عرب اور کُفّار مکّہ کے ہاتھون تباہ و برباد ہوتے ہوے کامل تیرہ ۱۳ برس تک دیکھ چکا تھا۔ اتنے دنون تک وقتی مصلحت اور خدا کی اجازت کا منتظر بنکر خموش رہنے اور صبر کرنے پر مجبور تھا لیکن منعم حقیقی نے اب حالت بدل دی تھی۔ داعی اسلام کے معاملات مین ضعف و اضمحلال کی جگہہ قوت و استقلال آچلا تھا۔ اور خود حریف مقابل متعدد معرکون مین اوسکے موجودہ قوت و اقتدار سے متواتر شکست اوٹھاکر اوسکی طاقت و استقامت کا اعتراف کرچکا تھا۔ اب کوئی وجہ نہین تھی کہ وہ اتنی قوت و استطاعت کی موجودگی مین بھی اپنے شعائر و مآثر خاندانی کی زیارت سے محروم رکھا جاے۔ اس بنا پر مصلحت ایزدی نے اَقِیْمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ نازل فرماکر اوسکو حج و زیارت حرم محترم کے لیے ماذون فرمادیا۔ اور اوس مُصلح عالم نے بھی مصلحت وقتی پر نظر فرماکر اس فریضہ الٰہی کی ادا کاری۔ پہلے ارکان عمرہ کی سہل اور آسان ترکیب تعمیل سے شروع فرمائی۔

شیدایان وطن کے جذبات تیرہ ۱۳ برس کامل کی خموشی اور صبر و سکوت کے بعد زیارت کعبہ کا حکم بالنفس النفیس جناب خیر الانام اور مہاجرین اسلام کو کتنا غنیمت اور عزیز معلوم ہوا ہوگا۔ اوسکا صحیح اندازہ مشکل ہے۔ یہہ صحیح ہے کہ مہاجرین اسلام کا موطن و مسکن اونکے لیے متقل تھا۔ اور اُنکے اعزّہ و اقارب اُنکے قاتل لیکن تاہم حب وطن۔ فضاے دیار و مسکن۔ یاد احباب و اقارب کے جذبات اونکے قلوب مہجورین مین نشتر زن تھے۔ اور ان تمنا و حسرت کے لاانتہا شوق برابر دامن کش دل بیتاب تھے حالانکہ برادران وطن کے ہاتھون سے جتنے مظالم و مصائب یہہ اوٹھا چکے تھے وہ ان جذبات کے زائل کرنیکے لیے کافی تھے لیکن یہہ حب وطن کے ولدادہ ہمیشہ مہربانان وطن کی لذت ایذا اور لطف جفا اوٹھانے کے لیے سربکف طیّار رہتے۔

ان شیدایان وطن کے طبقہ مین ممتازین کے جذبات و شوق کے اظہار سے قطع نظر کرکے۔ بلال حبشی۔ جو نہ اصلاً عربی تھے اور نہ نسباً قریشی۔ صرف مکّہ مین پرورش پانے اور مدّت تک رہجانے کی وجہ سے۔ شیدایان وطن مین داخل

Presented by Ziaraat.Com

ہو گئے تھے۔ اس شدّت سے شوق وطن مین بیتاب بیقرار تھے کہ اپنے موجودہ جذبات شوق مین اپنی گزشتہ ایذا و جفا کا جو اہل وطن کے ہاتھون پانچ برس پہلے اوٹھا چکے تھے۔ کبھی خیال بھی نہین کرتے تھے مدینہ مین مکہ کو یاد کر کے بے اختیار روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً	آہ۔ کیا وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ مین وادی مکہ مین ایک رات
لِرَادٍ وَحَوْلِیْ اَذْخِرٌ وَجَلِیْلٌ	بسر کرون اور میرے گرد و پیش اذخر اور جلیل کے خوشبودار
وَهَلْ اَرِدَنَّ یَوْمًا مِیَاهَ مُجَنَّةٍ	وخت روئیدہ ہون آہ۔ کیا وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ مین مجنہ کے
وَهَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَةٌ وَطَفِیْلٌ	چشمہ پر اُتروں اور شامہ و طفیل کو دیکھ سکون۔

ان جذبات کے علاوہ تعمیل حج و عمرہ کے لا انتہا خلوص عقاید اہل اسلام کی پرجوشی اور مسرّت کے لیے کیا کم تھے۔ اور وہ اس حکم خداوندی کے بعد متمنّان زیارت کعبہ کو مدینہ مین چین نہین لینے دیتے تھے۔ اونکے خلوص و عقیدت کے اندازہ کیلیے اتنا ہی کافی ہے جیسا کہ علماے محققین و محدثین نے لکھا ہے کہ اس حکم ایزدی سے حج و عمرہ کی صرف اہمیت مراد تھی نہ فرضیت۔ کیونکہ اگر فرضیت مراد ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سال فرائض حج بجالاتے۔ حالانکہ فرضیت حج کا حکم ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوا۔ اور اوسی سال آیات عشرہ کا اعلان عام فرما کر تمام اہل اسلام کو حج کرایا گیا اور سال آیندہ خود بھی حج فرمایا گیا۔ روضہ الاحباب صفحہ ۳۲۹۔

عمرہ ہو یا حج۔ اہل اسلام کو حکم خداوندی کی تعمیل کا شوق۔ زیارت حرم۔ طواف کعبہ کی تمنّا۔ اس حد تک پہونچا چکی تھی کہ وہ ابھی سے اسکی اہمیت کو فرضیت سمجھے تھے۔ اسی خاص عالم اخلاص و عقاد مین۔ بروایت۔ زرقانی جناب رسول خدا صلعم نے رویاے صادقہ کے خاص مناظر مین مشاہدہ فرمایا۔

اِنَّهٗ دَخَلَ الْبَیْتَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ	آپ بیت اللہ مین داخل ہوے ہین اور آپ اور آپ کے
اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُؤُسِهِمْ اَوْ مُقَصِّرِیْنَ ص ۲ جلد دوم	صحابہ۔ بال منڈاے یا کترواے ہوے صحیح و سالم ہین۔

آپ نے اس بشارت ایزدی سے تمام اہل اسلام کو جزوی تو اونکے جذبات مسرت و فرحت کی حد نہین تھی۔ اُسی وقت سے آپنے عمرہ بجالانے کا قصد فرمالیا۔

سفر حدیبیہ بالکل دوستانہ تھا مدبّر رسالت نے ادائے عمرہ کے عزم بالجزم کے ساتھ انتہا درجہ کے حزم و احتیاط کو بھی ابتدا ہی سے مدنظر رکھا۔ یہہ صحیح ہے کہ اسلام سے مختلف معرکون مین قریش کا زور بالکل ٹوٹ گیا تھا۔ قوت گھٹ گئی تھی۔ حوصلے پست ہو گئے تھے۔ یہہ سب کچھ تھا۔ مگر تاہم۔ اسلام سے نفرت۔ اہل اسلام سے قلبی عداوت مین ذرا بھی خم نہین آیا تھا۔ اور ابھی تک وہ استیصال اسلام کی فکرون سے غافل نہین تھے۔ اس بنا پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے محابا

Presented by Ziaraat.Com

اہل اسلام کی جمعیت کثیر لیکر مکہ مین چلا جانا خلاف مصلحت سمجھا۔ زرقانی لکھتے ہین

قال الزهری لا یرید قتالاً قال ابن اسحٰق و استنفر العرب من البوادی ومن حوله من الاعراب لیخرجوا معه وخشی من قریش ان یعرضوا له بحرب او یصدوه عن البیت وایطاء علیه کثیر من الاعراب فخرج ممن معه من المهاجرین والانصار ومن لحق من العرب وساق معه الهدی واحرم بالعمرة لیامن الناس حربه ولیعلموا انه انما خرج زائرا للبیت ومعظما له (صفحہ ۲۰۰ جلد ۲)

امام زہری کا قول ہے کہ آپکا اس سفر مین مطلق ارادہ جنگ نہین تھا اور ابن اسحاق کہتے ہین کہ چارون طرف سے اور گرد ونواح سے اہل عرب بغرض رفاقت حاضر ہوے تھے لیکن آپ کو قریش کی طرف سے اندیشہ لگا تھا کہ وہ ارادۂ پیکار نہون اور زیارت حرم محترم سے بار رکھنے کیلیے سد راہ ہون بہت سے اہل عرب آپکے ہمراہ ہوگئے۔ پس آپ مہاجرین وانصار اور دیگر اعراب کے ہمراہ جو آپ سے ملحق ہوگئے تھے۔ مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ قربانی کے اونٹ ہمراہ لیے عمرہ کا احرام باندہ لیا۔ اس لیے کہ اس سامان ولباس سے دیکھکر لوگ سمجھ جائین کہ آپ صرف حرم محترم کی زیارت وتعظیم بیت اللہ کے قصد سے تشریف لائے ہین۔

شبلی صاحب اس مین اتنا اور اضافہ فرماتے ہین۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کہ قریش کو کوئی احتمال نہ ہو عمرہ کا احرام باندہا قربانی کے اونٹ ساتھ لیے۔ یہہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص ہتیار باندہ کر نہ آوے صرف تلوار۔ جو عرب مین سفر کا ضروری آلہ سمجھی جاتی ہے۔ پاس رکھلی جائے۔ اس مین بھی یہہ شرط ہے کہ نیام مین بند ہو۔ سیرۃ النبی ص ۳۲۹ ج ۱۔

اس حزم واحتیاط کے ساتھ موکب سالت یکم ذی قعدہ سنہ ۶ ہجری کو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی زیارت کو روانہ ہوا۔ چودہ سو معتقدین کی جماعت رکاب مین حاضر تھی۔ ذوالحلیفہ مین پہونچکر۔ جو مدینہ کی منزل میقات تھی۔ تمام اونٹون کی گردنون مین قربانی کی نشانیان لٹکادی گئین۔ یہہ نشانیان کیا تھین؟ چھوٹے چھوٹے لوہے کے ٹکڑے تھے۔ جو تاگون مین باندہ کر اونٹون کے گلون مین لٹکادیئے گیے۔ اور یہی ہدی کے اونٹ ہونے کی علامت خاص تھی یہہ اونٹ اگر گم ہوجاتا تھا۔ یہانتک کہ اگر کسی دوسری جگہہ یا کسی دوسرے شخص کے پاس چلا جاتا تھا۔ تو وہ شخص علامت قربانی دیکھکر اوسکو اپنے کسی مصرف مین نہین لاتا تھا۔ نہ کھاتا تھا۔ نہ سواری مین لاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید احتیاط کے خیال سے قبیلہ خزاعہ کے ایک جاسوس کو قریش کے قصد وارادہ کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ ذوالحلیفہ سے اوٹھکر لشکر اسلام چشمۂ اشقاط پر۔ جو حدیبیہ سے قریب اور مقابل مین۔ واقع تھا خیمہ زن ہوا۔ بنی خزاعہ کا جاسوس حاضر ہوکر کہنے لگا کہ قریش نے تمام قبائل عرب کو سازش مین لاکر اس امر پر اتفاق کرلیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو مکہ مین نہ آنے دین۔

یہہ خبر بالکل صحیح تھی اور فی الواقع قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ کی خبر پاتے ہی جمعیت عظیم

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ جنگ و پیکار پر طیار بیٹھے تھے۔ اور ایک جمعیت کو خالد ابن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کی ماتحتی مین مقدمۃ الجیش بنا کر طلیعہ کے طور پر لشکر اسلام کی سُراغ رسانی کی غرض سے بھیج چکے تھے۔ قریش کی یہہ جمعیت غمیم تک پہونچ چکی تھی۔ اور خاص لشکر قریش کی چھاؤنی مقام ملاح مین قائم تھی۔

مقام حدیبیہ مین نزول رسالت اور صحابہ سے مشورت

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کی طیاریون کی خبر ملی تو آپ ایک غیر متعارف راہ سے کترا کر مقام حدیبیہ مین پہونچ گئے۔ یہان صرف ایک کنوان تھا جو چودہ سو آدمیون کی جمعیت کو صرف ایکبار سے زیادہ پانی نہلا سکا۔ خالد بن ولید نے۔ مقام غمیم سے پوشیدہ آکر قریش کو مکہ مین آنحضرت صلعم کے حدیبیہ مین اوترنے کی خبر پہونچادی۔ کمال عاقبت بینی اور مآل اندیشی کے خیال سے آپنے حدیبیہ سے آگے بڑھنے کا قصد نفرمایا۔ صحابہ سے مشورت فرمائی۔ مواہب لدنیہ کی عبارت سے الفاظ استفسار یہہ تھے۔

اشیروا علیّ۔ ایھا الناس اترون ان امیل الی عیالھم وذراری ھولاء الذین یریدون ان یصدونا عن البیت وقیر

لوگو! اب تمھاری کیا رائے ہوتی ہے۔ کیا تملوگ اپنے مال بچون کی طرف لوٹ جانا چاہتے ہو۔ اسلیے کہ یہہ لوگ تمھین بیت محترم مین جانے سے ضرور روکین گے۔

مجمع مین حضرت ابوبکر بول اوٹھے۔

یارسول اللہ خرجت عامدا لھذا البیت لا تریدقتل احد ولا حرب احد فتوجّہ لہ فمن صدنا ہ

یارسول اللہ صلعم۔ ہم تو زیارت بیت محترم کے قصد سے باہر نکلے ہین نہ کسی کو قتل کرنے کا ارادہ ہے اور نہ کسی سے لڑنے کا قصد ہے۔ آپ خانہ کعبہ کی طرف چلے چلین۔ جو ہماری راہ روکیگا ہم اوس سے لڑین گے۔

اُنکے بعد جماعت انصار کی طرف سے۔ مقداد بن عمر۔ جو ابوالاسود کی کنیت سے زیادہ مشہور ہین اوٹھکر اظہار عقیدت کرنے لگے۔ انھون نے اس موقع پر بھی اپنی اوسی تقریر کا اعادہ کیا جس کو وہ جنگ بدر کے موقع پر عرض کر چکے تھے جسکو ہم جلد دوم مین پوری تفصیل سے لکھ چکے ہین۔

بدیل بن ورقا۔ رئیس خزاعہ کی معرفت قریش کے پاس پیغام صلح

جان نثاران اسلام کی موجودہ شان جان نثاری و وفاداری دیکھکر بھی کمال احتیاط کے خیال سے فوری پیشقدمی کا قصد نفرمایا گیا اور حدیبیہ سے آگے قدم نہ بڑہایا گیا۔ قبیلہ خزاعہ جو اسوقت تک اسلام نہین لایا تھا۔ لیکن قدیم الایام سے یہہ قبیلہ مکہ کے نواح مین آباد تھا اور اپنی آبادی کے وقت سے قبیلہ بنی ہاشم کا حلیف تھا۔ (زرقانی ص ۲۱۵) وہی مراسم و روابط ابھی تک قائم تھے اور اسی بنا پر برابر قریش کی حرکات و سکنات کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین پہونچایا کرتے تھے حسن اتفاق سے اوسکا رئیس القبیلہ۔ بدیل بن ورقا۔ یہہ خبر پاکر کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آبادی سے

Presented by Ziaraat.Com

قریب مین مقیم ہین۔ بقصد زیارت خدمت مین حاضر ہوا۔ اور آپ کا قصد و ارادہ سُنکر عرض کرنے لگا کہ کفار قریش کا لشکر عظیم مخالفت پر تیار ہے۔ وہ آپ کو مکّہ جانے نہین دیگا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ تم میری طرف سے بطور سفارت قریش کے پاس جاؤ اور کہدو کہ ہم صرف زیارت کعبہ کے قصد سے آئے ہین۔ ہمکو تم سے جنگ و پیکار کرنا ذرا بھی منظور نہین ہے۔ اگر تم لوگ اپنی موجودہ حالتون کے متعلق۔ جنگ و پیکار کے موجودہ سامان و ارادہ سے قطع نظر کرکے۔ میری تجویز و صلاح سے کام لینا چاہو۔ تو مین تمکو یہی راے دونگا۔ کہ مختلف معرکہاے جنگ مین متواتر شکست کھانے اور ہزیمت اوٹھانے سے تمھاری حالتین اس قابل نہین رہی ہین کہ تم کسی فوری جنگ کا ارادہ کرسکو۔ اس لیئے بہتر یہ ہے کہ تم ایک مُدّت مقررہ تک میرے ساتھ مصالحت قائم کرلو۔ اور عرب کے دیگر قوم و قبائل کو چھوڑ دو۔ ہم اور وہ آپس مین تصفیہ کرلین گے۔ اگر قریش میری اس صلاح سے اتفاق نکرین گے اور ان شرایط پر راضی نہون گے۔ تو خدا کی قسم۔ جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے۔ وہ جان لین اور سمجھ رکھین کہ جبتک میری گردن پر میرا سر باقی رہے گا۔ مین اون سے لڑتا رہون گا۔ یہانتک کہ خداوند عالم کو ہمارے اونکے جو فیصلہ کرنا منظور ہوگا وہ کردے گا۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ پروردگارا۔ تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان کشودکار فرما کیونکہ تو ہی سب سے بہتر کشودکار فرمانے والا ہے۔

بدیل خدمت رسالت سے یہہ پیغام مصالحت لیکر قریش کے پاس آیا۔ اتفاق سے تمام عمایدو اکابر قریش حرم مین جلسہ جماے بیٹھے تھے۔ بدیل نے اونکو مخاطب کرکے کہا کہ مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہون اگر آپ لوگ سُننا چاہین تو مین سنا دون۔ یہہ سنکر چند شریر الطبع اور فتنہ جو بول اوٹھے کہ ہمکو اونکے کسی نامہ و پیام سُننے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ لیکن اکثر معتدل مزاج متین مشیر کین کہنے لگے۔ کچھ مضائقہ نہین۔ بدیل کہو۔ کیا پیام لائے ہو۔ بدیل نے لفظاً لفظاً آنحضرت صلعم کا پیام کہہ سُنایا۔ عروہ ابن مسعود ثقفی۔ جو اُمرأے قریش مین اسوقت سب سے زیادہ کبیر السّن اور تجربہ کار تھا۔ پیام مبارک اور شرایط صلح کو سُنکر اوٹھکھڑا ہوا۔ اور قریش کے تمام مجمع کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ کیا تملوگ سن و سال اور تجربہ و کمال کے لحاظ سے میرے بچّون کے برابر نہین ہو۔ اور مین تمھارے باپ کے ہمسر نہین ہون سب نے کہا ہان۔ ہم مین سے کسی کو تمھاری عظمت و بزرگی اور عقل و دانشمندی مین عذر نہین۔ عُروہ بولا تمکو میری طرف سے کسی سازش یا کسی قسم کی اثر پذیری وغیرہ کا گمان تو نہین۔ سب نے کہا۔ کبھی نہین۔ عُروہ نے کہا۔ تو مین تم سے کہتا ہون کہ محمدؐ نے جو شرطین پیش کی ہین وہ سب معقول ہین۔ اچھا تو بدیل کی طرح اپنا پیامبر بنا کر تملوگ مجھکو اُن کے پاس بھیجدو مین جاتا ہون اور محمدؐ سے ملکر بالمشافہ تمام امور طے کراتا ہون۔ تمام قریش نے اسکی سفارت کو قبول کرلیا۔

Presented by Ziaraat.Com

بارگاہ رسالت مین عروہ سفیر قریش کی گفتگو۔

عُروہ ابن مسعود ثقفی مکہ سے حدیبیہ مین آیا۔ اور بارگاہ رسالت مین باریاب ہوکر عرض کرنیلگا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھوڑی دیر کے لیے ہم اسکو مان لیتے ہین کہ تم نے تمام افراد قریش کا کامل استیصال کردیا۔ لیکن یاد رکھو۔ اسیکے ساتھ ہی ساتھ۔ یہہ مثال بھی تمھارے ساتھ ہمیشہ کے لیے قائم ہوجائیگی کہ تم نے اپنی قوم وقبیلہ کو اپنے ہی ہاتھون سے تباہ وبرباد کرڈالا۔ اور اگر جنگ دوسردارو۔ اسکے خلاف نتیجہ معرض ظہور مین آیا تو یہہ چند اوباش جو تمھارے گردوپیش جمع ہین آناً فاناً۔ ذرہاے ریگ کی طرح ہوا مین اوڑ جائین گے۔ زرقانی کی زبانی عُروہ کے یہہ آخر الفاظ تھے۔

وانی لاری اشوابا یعنی اخلاطا من الناس خلیقا ان یفروا عنک ویدعوک۔ ویروی اوباشا بتقدیم الواو علی الباء الموحدۃ۔ اشوابا الاخلاط من انواع شتی والاوباش الاخلاط من السفلۃ (صفحہ ۲۱۸ جلد دوم مصر)

مین آپکے اشواب یعنی ہر قسم کے آدمیون کا مخلوط گروہ وانبوہ دیکھتا ہون یہہ آپکو چھوڑکر بھاگ جائینگے اور آپ انھین بلاتے رہجائینگے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اشواب کی جگہہ اوباش کہا تھا (حرف بے پرواؤ کی تقدیم کے ساتھ) اشواب قسم قسم کے لوگون کے خلط ملط کو کہتے ہین اور اوباش چھوٹے درجہ کے لوگون کی جماعت کو کہتے ہین۔

عُروہ کا یہہ کلام سنکر حضرت ابوبکر کو سخت غصہ آگیا۔ یہان تک کہ عروہ کو بہت بے نقط سُنائی۔ شبلی صاحب لکھتے ہین:

عروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یہہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر۔ عروہ نے کہا مین انکی سخت کلامی کا جواب دیتا۔ لیکن انکا ایک احسان میری گردن پر ہے۔ جس کا بدلہ۔ مین ابھی تک ادا نہین کرسکا۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۳۳۱ [1]

عروہ پوری آزادی اور بے تکلفی سے مقابل بیٹھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتین کررہا تھا اور عرب کے

---

[1] حضرت ابوبکر نے عروہ سے جو سخت کلامی کی تھی اوسکے الفاظ باتفاق مورخین ومحدثین یہہ تھے امصص بظر اللات اس کلمہ کی شرح مین زرقانی لکھتے ہین۔ قال العلماء ھذا مبالغۃ من ابی بکر فی سب عروۃ فانہ اقام عروۃ وھو صنمہ مقام امہ علما کہتے ہین کہ ابوبکر نے عروہ کے گالی دینے مین بہت مبالغہ کیا۔ اور اوسکی مان کی بجاے عروہ کے معبود کا نام لیا۔ پھر زرقانی امام قسطلانی کے اس قول کی شرح مین لکھتے ہین۔ لان عادۃ العرب بذلک للفظ الام فابدلہ الصدیق باللات فنزلہ منزلۃ امرأۃ تحقیرا لمعبودہ عرب کی عادت تھی کہ اس کلمہ سب وشتم کو مان کی طرف مخاطب کرتے تھے۔ ابوبکر نے مانکی جگہہ اوسکے معبود کی طرف اوسکو منسوب کیا کہ اوس کے معبود کی تحقیر ہو الفاظ سب وشتم تو معلوم ہوے۔ اوسکے معنی کیا ہوے۔ اوسکے اردو ترجمہ مین اگرچہ تہذیب مانع ہے لیکن قدیم مورخین ومحدثین ہونیکی طرح ہم کو بھی مؤلف ہونیکے فرائض سے مجبوری ہے اسلیے محدث شیرازی حافظ جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب نے اس کلمہ دشنام کے جو معنی بتلائے ہین اور اپنی عبارت خاص مین لکھتے ہین ہم اوسکو ذیل مین نقل کئے دیتے ہین۔ کلمہ دشنام ہی وامصص بظر اللات مصص در لغت مکیدن است وبظر قطعہ ایست کہ بعد از ختنہ کردن زن در فرج او باقی می ماند۔

روضۃ الاحباب ص ۳۵۱ مطبوعہ لکھنؤ قریب قریب یہی عبارت شرح زرقانی جلد دوم ص ۲۱۹ مطبوعہ مصر مین بھی مرقوم ہے۔ ہم نے فارسی ہی عبارت پر اکتفا کردی۔ اردو ترجمہ سے ناظرین خود معنی لگاکر اندازہ کرلین کہ حضرت صدیق اکبر کی زبان سے یہہ کلمہ کس قدر پُر لطف اور خوش ذائقہ معلوم ہوا ہوگا مؤلف عفی عنہ۔

Presented by Ziaraat.Com

قدیم دستور کے مطابق کہ متکلم باتین کرتے وقت مخاطب کی ڈاڑھی پکڑ لیا کرتا ہے۔ ریش مبارک پر بار بار ہاتھ ڈالتا تھا مغیرہ ابن شعبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر ہتیار باندھے کھڑا تھا۔ اور وہ ان حرکات کو داب رسالت کے خلاف سمجھکر کہنے لگا۔ عُروہ۔ اپنا ہاتھ ریش مبارک سے ہٹالے۔ ورنہ۔ ابکی بار تیرا ہاتھ لوٹ کر نجائیگا۔ عُروہ نے مغیرہ کی طرف دیکھکر کہا۔ اے مکار۔ کیا تیری موجودہ مکاری کی حالت مین بھی۔ مین تیرا کام نہین چلا رہا ہون [1]

عروہ۔ سفیر قریش کی واپسی اور قریش سے گفتگو

حضرت ابوبکر اور مغیرہ کے اظہار عقیدت کے علاوہ۔ عُروہ۔ اثنائے گفتگو مین تمام صحابہ کی شان وفاداری اور انداز جان نثاری کو اپنی آنکھون سے دیکھتا رہا۔ اور آداب رسالت اور محاسن عقیدت کے تعجب انگیز اور حیرت خیز اثر لیکر رسول اللہ صلعم کی خدمت اور مسلمانون کی جماعت سے رخصت ہُوا۔ مکہ مین قریش کے پاس آیا۔ اور بڑی آزادی سے صاف صاف لفظون مین تمام صنادید قریش کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

تم لوگون کو معلوم ہے کہ مین نے شاہان روم۔ کجکلاہان فارس اور ملوک حبشہ کے بڑے بڑے دربار دیکھے ہین۔ اونکی تہذیب۔ تمدّن۔ اخلاق۔ معاشرت۔ اور عقیدت کو متعدد اور متواتر بار مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن تم یقین جانو۔ مین اسوقت اوس صحبت اور اوس بارگاہ سے چلا آرہا ہون۔ جسکی تہذیب۔ شائستگی اور حُسن عقیدت کی مثال سے سلاطین کے دربار بالکل خالی ہین۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باتین کرنے لگتے ہین۔ تو سب کے سب ہمہ تن تصویر بنکر چپ سُنا کرتے ہین۔ کچھ عرض کرنے لگتے ہین تو افراط ادب سے سلسلۂ کلام مین کبھی اپنی صدا کو آنحضرتؐ کی آواز سے بلند ہونے نہین دیتے۔ کوئی شخص اون سے نظر اوٹھاکر یا آنکھین ملاکر باتین کرنیکی جرأت نہین کرسکتا۔ ایک کو حکم دیتے ہین تو تعمیل کے لیے سو ٹوٹ پڑتے ہین۔ وضو کرتے ہین تو پانی کا قطرہ قطرہ تبرک بنکر رفقا مین تقسیم ہوجاتا ہے۔ بلغم یا تھوک گرتا ہے تو عقیدتمند ہاتھون ہاتھ لیکر روی و محاسن کا غازہ بنا لیتے ہین۔ اس لیے میری صلاح یہی ہے کہ جو شرائط وہ پیش کرین۔ اون سے مصالحت کرلیجاے۔ ملک و قوم کی اسی مین بھلائی ہے ورنہ

---

[1] عروہ کے اس قول و خطاب کی شرح کیلیے طویل تفصیل کی ضرورت ہے جو مفصل طور پر تمام محدثین و مورخین نے اپنے اپنے تالیفات و تصنیفات مین درج فرمائی ہے۔ جسکا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔ مختصراً عروہ کے دونو اقوال کی شرح یہ ہے حضرت ابوبکر کے حسن احسان کی طرف عُروہ نے اشارہ کیا اوسکی تفصیل یہ ہے کہ ایام جہالت مین عُروہ پر کسی کا قرض تھا اوسکی ضمانت و ذمہ داری حضرت ابوبکر نے اپنے ذمے لی تھی۔ اور عروہ ابھی تک اوسکو ادا نکر سکا تھا۔ زرقانی جلد دوم ص ۲۲۲ مصر۔ مغیرہ کے متعلق یہ قصہ ہے کہ ایام جہالت مین مغیرہ نے محض دغا سے تیرہ آدمیون کو قتل کرڈالا تھا جنکی دیت عُروہ کو مغیرہ کی طرف سے دینی ہوئی تھی۔ وہ رقم مغیرہ نے آجتک عروہ کو واپس نہین دی تھی۔ اس سے زیادہ تفصیل روضۃ الاحباب ص ۳۵۳ مطبوعہ لکھنؤ مین قلمبند ہے۔ المولف احقر اولاد حیدر عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

جس لشکر کو مین اون کے ساتھ دیکھ آیا ہون وہ ایسا ہی ہے کہ جنگ و مقابلہ سے کبھی موتھ نہ پھیرین گے۔ تاوقتیکہ سب کے سب اپنے گلے نہ کٹوالین۔ یا تمھارے گلے کاٹ کر تم پر غالب نہ آئین۔ زرقانی جلد دوم ص ۲۲۲ مطبوعہ مصر روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ ۳۵۳۔

عروہ کی تقریر کا جلیس۔ رئیس قبیلہ حبشہ پر اثر اور اوسکی دربار رسالت مین سفارت

عُروہ بن مسعود ثقفی کی یہہ تقریر سنکر قریش کے مجمع مین سنّاٹا ہو گیا۔ عُروہ کے مشاہدات کے خلاف کسی کی زبان نہ کُھلی۔ عُروہ کی تقریر نے **جلیس**۔ جو قبیلہ احابیش[1] (حبشیون) کا رئیس تھا۔ اور اُسوقت قریش کی طلبی پر اپنی فوج کثیر لیکر مکّہ مین مقیم تھا۔ بڑی تاثیر کی۔ وہ ایکبار اوٹھکھڑا ہوا اور تمام مجمع کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ عُروہ تو دیکھ آے۔ اب آپ لوگ ہمین بھی دیکھ آنے دین۔ سب نے جلیس کو اجازت دیدی۔ جلیس وہان سے چلا۔ جب قافلہ اسلام کے پاس پہونچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو دُور سے آتے دیکھکر صحابہ سے ارشاد کیا کہ اسوقت ہماری طرف اوس قوم کا آدمی آرہا ہے جو مراسم قربانی کو بڑی تعظیم کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ امام قسطلانی لکھتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذا فلان وھو من قوم یعظمون البدن فابعثوھا لہ فبعثوھا لہ لیعتبر بروہ ویتحقق انھم لم یریدوا حربا فبعثھم علی دخول مکۃ لنسکھم واستقبلہ الناس یلبون

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ یہہ فلان شخص ہے (نام لیکر) اور اوس قوم کا آدمی ہے جو اشیاے قربانی کی بڑی تعظیم کرتے ہین پس ان پر اثر ڈالو۔ یہہ سنکر تمام لوگون نے قربانی کے اونٹون کو یکجا کھڑا کردیا تاکہ وہ دیکھ لے اور تحقیق کرلے کہ جماعت اسلام کا ارادہ مکّہ کے داخلہ سے سواے مناسکات قربانی بجالانیکی کچھ اور نہین ہے۔ پھر سب نے ملکر اوسکا استقبال کیا اور لبیک کہی۔

جماعت مسلمان کے یہہ سامان اور عنوان دیکھکر وہ متحیر ہو گیا۔ اور مسلمانون کی سلیقہ شعاری اور دینداری سے موثر ہوکر آبدیدہ ہوا اور بیساختہ پکار اوٹھا۔ ھلکت قریش برب الکعبۃ خداے کعبہ کی قسم۔ قوم قریش ہلاک ہو گئی۔

جلیس کی واپسی اور قریش پر اوس کی تقریر کا اثر

یہہ کہکر اوس نے اپنی رائے کا یون اظہار کیا کہ یہہ لوگ (مسلمان) تو سوائے عمرہ و زیارت کعبہ کے اور کسی قصد و ارادہ سے نہین آئے ہین۔ یہہ کہا اور اولٹے پاؤن پھرا اور اکابر و عمائد قریش کے

---

[1] قبائل حبشہ کے نام سے اکثر ناظرین کو یہہ غلط فہمی واقع ہوتی ہے کہ حبشہ کے لوگ (حبشی) مکّہ مین کہان سے آگئے۔ اونکی اطلاع و اطمینان کیلیے روضۃ الاحباب کی یہہ تشریح کافی ہے۔

الاحابیش جمع احبوش وھم بنو الحرث بن خزیمۃ بن مدرکۃ وبنو الحارث بن عبد مناف بن کنانۃ وبنو المصطلق من خزاعۃ کانوا یحالفوا مع قریش تحت جبل یقال لہ الحبش فی اسفل مکۃ وقیل سموا بذلک لتحبشھم والتحبش التجمع والحباشۃ الجماعۃ (کما فی شرح ابن حجر)

احابیش احبوش کی جمع ہے اور احبوش قبائل بنو حرث بن خزیمہ بن مدرکہ اور بنو الحارث بن عبد مناف بن کنانہ اور بنو المصطلق جو خزاعہ کی شاخ مین نام ہین۔ اور انکی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہہ لوگ اپنی جماعت کیساتھ قوم قریش سے معاہدہ کرنیکے لیے اوس پہاڑ کے نیچے جمع ہوئے تھے جسکا نام حبش تھا اور جو پائین مکّہ کی طرف واقع ہے۔ بعضون نے یہہ وجہ تسمیہ بتلائی ہے کہ یہہ اپنی جماعت کثیر ہونیکی وجہ سے احابیش کہلائے۔ کیونکہ لغت عرب مین تحبیش کے معنی جمع کثیر کے اور حباشہ کے معنی جماعت کے آئے ہین۔ روضہ ص ۳۴۹

مجمع مین واپس آکر کہنے لگا۔

امام قسطلانی نے اوسکی تقریر کے یہہ الفاظ لکھے ہین۔

رأیت البدن قد قلدت واسعرت بماری ان تصدّوا عن البیت

مین تو اون لوگون کی قربانی کے جانور اور اون مین علامات قربانی لٹکی ہوئی دیکھ آیا۔ ایسی حالت مین تم اونہین بیت الٰہی مین داخل ہونیسے کیسے روک سکتے ہو

قریش نے اوسے مغرورانہ لہجہ مین ڈانٹ کر کہا:۔

اجلس فانما انت اعرابی لا علم لہ

بیٹھ جا۔ تو صحرائی عرب ہے۔ تو کیا جانے۔

جلیس بھی آخر عرب تھا۔ یہہ تحقیرانہ ڈانٹ سُنکر چراغ پا ہو گیا۔ قریش کے بھرے مجمع کو مخاطب کر کے باآواز بلند کہنے لگا۔

یا معشر قریش واللہ ما علی حالفناکم ولا علی ھذا عاھدناکم ایصد عن بیت اللہ من جاء معظما لہ والذی نفس الحلیس بیدہ لتخلن بین محمد وبین ما جاء لہ او لانفرن بالاحابیش نفرۃ رجل واحد فقالوا لہ اکفف عنا یا جلیس حتی تاخذ لانفسنا ما ترضی بہ

اے گروہ قریش۔ مین نے اس امر پر تم سے عہد و پیمان نہین کیا ہے اور نہ اسلیے تمہارا ساتھ دیا ہے کہ جو شخص زیارت خانہ کعبہ کے قصد سے آئے اوسے آنے سے منع کیا جاوے۔ اوس خدا کی قسم جس کے ہاتھ مین جلیس کی جان ہے۔ اگر تم لوگون نے محمدؐ کو اون کے رفقا کے ساتھ اجازت نہین دی کہ وہ زیارت کعبہ سے مشرف ہون تو مین ابھی ابھی ایک ایک کر کے تمام افراد قوم احابیش کو لیکر چلا جاؤنگا۔

(زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص۳۳۲ ج۲)

یہہ سنکر قریش سمجھ گئے بُرا ہُوا۔ منت و سماجت کر کے اوسکی کسی نہ کسی طرح تشفی و تسکین کر دی اور سمجھا دیا کہ اس معاملہ کو ہمارے استصواب رائے پر چھوڑ دو۔ ہم خود اپنی تجویز و صلاح سے اون کے (محمد صلعم) ساتھ صلح کر لین گے۔

تعجب ہے کہ شبلی صاحب نے یہہ واقعہ کا واقعہ چھوڑ دیا۔ نہین معلوم کیا مصلحت سمجھی گئی۔

قریش کے پاس اسلام کا بار دیگر پیام صلح

چونکہ عروہ کی رسالت کا کوئی نتیجہ ابتک معلوم نہین ہوا تھا۔ اس لیے جناب ساقی کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن اُمیہ کو اپنا خاص اونٹ ثعلب نامی دیکر اپنی طرف سے بغرض استفسار قریش کے پاس بھیجا۔ کوئی حالت۔ کوئی طریقہ اور انداز نہ اختیار کیا جاوے۔ قریش کی شقاوت اسلام کی طرف سے کم ہونے والی نہین تھی۔ خراش کے پہونچتے ہی قریش ایکبارگی اوس پر ٹوٹ پڑے۔ پہلے اوسکے اونٹ کو ٹکڑے بوٹی کر ڈالا اور قریب تھا کہ خراش کے بھی پُرزے پرزے اوڑا دئے جائین لیکن قوم احابیش نے بیچ بچاؤ کر کے بچا لیا اور یہہ غریب اپنی جان لیکر بھاگ آیا۔

کفر و اسلام کے اخلاق کی بینظیر مثال

قریش نے ان ظالمانہ حرکتون سے اہل اسلام کو مرعوب کرنا چاہا تھا۔ مدعا یہہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے رفقا خائف ہو کر ناکامیاب واپس جائین لیکن اب یہہ محال تھا۔ اہل اسلام کو

Presented by Ziaraat.Com

قریش پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ وہ قریش کو شکست دیکر متعدد معرکون مین اونکی تاب و طاقت کو آزما چکے تھے۔ پھر اُن سے کیا ڈرتے اور کب دبتے۔

مزید شقاوت اور دہشت انگیزی کے قصد سے قریش نے خفیہ طور پر پچاس تیرانداز جوانون کا ایک دستہ قافلہ اسلام پر تیر باراتی کیلیے بھیجدیا۔ لیکن اتفاقاً سب کے سب گرفتار کر لیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر کئے گئے۔ اگرچہ ان خطاکارون کی خطاؤ جرم بالکل کھلے تھے اور صاف اور ایسے تھے کہ کسی طرح عفو کے قابل نہین تھے۔ لیکن رحمت عالم اور خلق مجسم نے قبل از ارتکاب جرم مجرمین کی سزادہی کو انصاف رسالت کے خلاف اور مصلحت وقت کے منافی سمجھا اور سب کو چھوڑ دیا۔ خدا کی قدرت۔ جو لوگ خائف کرنے آئے تھے وہ خود خائف ہو کر جدہر سے آئے تھے اودھر واپس گیے۔ قرآن مجید مین اسی واقعہ کی طرف اشارت کی گئی ہے۔

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ

وہ وہی خدا ہے جس نے مکہ مین اونلوگون کے ہاتھ تم سے اور تمھارے ہاتھ اون سے روک دیئے۔ بعد اسکے کہ تم کو اون پر قابو دیدیا تھا۔

قریش کے پاس تیسری بار پیام صلح حضرت عمر کے اغماض پر حضرت عثمان کا ارسال

نہ عروہ کے معاملہ کا نتیجہ نکلا اور نہ جلیس کے مشاہدہ کا فایدہ۔ خراش ابن امیہ کا ارسال بھی مفید کار نہوا۔ بالآخر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو قریش کے پاس تنقیح حالات کی غرض سے بھیجنا چاہا مگر اونھون نے صاف انکار کر دیا۔ ابن ہشام لکھتے ہین:۔

دعا عمر ابن الخطاب لیبعثہ الی مکۃ فیبلغ عنہ اشراف قریش ما جاء لہ فقال یا رسول اللہ انی اخاف قریشا علی نفسی ولیس بمکۃ من بنی عدی بن کعب احدا یعنی وقد عرفت قریش عدوانی ایاھا وغلظتی علیھا ولکنی ادلک علی رجل اعز بھا منی عثمان بن عفان صفحہ ۱۷۸ مصر دوم

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب کو اسلیے بلایا کہ اونکو اشراف قریش کے پاس بھیجین اور پیام صلح دین حضرت عمر بولے۔ یا رسول اللہ ص۔ مجھکو قریش کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے اور اسوقت میرے قبیلہ عدی بن کعب کا کوئی آدمی مکہ مین نہین ہے جو میری اعانت کرے۔ قریش کے ساتھ میری سختی و عداوت بھی ظاہر ہے لیکن ایسے زیادہ معزز آدمی اس کام کیلیے آپکو بتلائے دیتا ہون وہ عثمان بن عفان ہین۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے اغماض کا کیا جواب دیتے۔ خموش رہگیے۔ اُنکے کہنے کے مطابق حضرت عثمان بلائے گیے۔ سب امور کہکر وہ بھیجے گیے۔ یہہ بھی اپنے ایک عزیز خاندان ابان بن سعید کی حمایت و ضمانت مین ہو کر مکہ پہونچے اور ابوسفیان وغیرہم اکابر و عمائد قریش سے ملکر جناب رسولخدا صلعم کا پیام پہونچایا۔

حضرت عثمان اور قریش سے گفتگو تاریخ ابن الوردی مین ہے

ثم دعا رسول اللہ ص عمر بن الخطاب لیبعثہ الی قریش

پیغمبر صاحب نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم جاکر قریش کو مطلع کر دو کہ ہم لوگ

Presented by Ziaraat.Com

نعلمهم انه لم يات بحرب وانما جاء زائرا فخافهم عمر فبعث صلعم عثمان بن عفان الى ابوسفيان واشراف قريش فعرفهم ذلك فقالوا ان احببت انك تطوف فطف فقال ما كنت لافعله حتى يطوف رسول الله صلعم فحبسوه وبلغ رسول الله ص ان عثمان قتل فقال لا نبرح حتى نناجز القوم ودعا صلعم الى بيعة الرضوان تحت الشجرة۔

لڑنیکے قصد سے نہین آئے ہین۔ بلکہ زیارت کعبہ کے قصد سے آئے ہین حضرت عمر قریش سے خائف ہوئے پیغمبر صاحب نے حضرت عثمان کو ابوسفیان وغیرہ کے پاس بھیجا چنانچہ حضرت عثمان نے جاکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہونچایا اونھون نے کہا کہ اگر تم خود طواف کرنا چاہتے ہو تو کرلو حضرت عثمان نے کہا مین بغیر رسول اللہ صلعم کے ایسا نہین کرسکتا۔ یہہ سنکر کفار قریش نے اونکو قید کرلیا۔ یہان رسول مقبول صلعم کو یہہ خبر پہونچی کہ عثمان قتل کردیئے گئے پیغمبر صاحب نے کہا کہ اب ہم اس قوم سے بغیر مقابلہ کیے نہین رہ سکتے پس آنحضرت صلعم نے سب لوگون کو زیر درخت بیعت رضوان کیلیے طلب فرمایا ؎

بیعت رضوان! تاریخ طبری مین ہے

بیعت تحت الشجرۃ عن سلمۃ ابن الاکوع

قال نادى منادى النبى صلى الله عليه وآله وسلم ايها الناس البيعة البيعة نزل روح القدس فثرنا الى رسول الله صلعم وهو تحت شجرة سمرة فبايعناه

سلمہ ابن الاکوع کہتے ہین کہ منادی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ندا کی کہ ایہا الناس حکم خدا آیا ہے کہ بیعت کے لیے حاضر آؤ یہہ یہہ سنکر ہم لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم درخت سمرہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ہم سب نے بیعت نبوی کا شرف حاصل کیا۔

تاریخ ابن ہشام مین ہے:۔

حدثنى عبد الله بن ابوبكر ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال حين بلغه ان عثمان قد قتل

عبد اللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عثمان کے قتل ہونیکی خبر پہونچی تو آپنے فرمایا کہ مین عثمان کے خون کا بدلہ

؎ شبلی صاحب کی موقع شناسی کا کیا کہنا! اسواقعہ (ارسال حضرت عثمان) کی ابتدا یون فرمائی گئی ہے۔ بالآخر اپنے گفتگوے صلح کیلیے حضرت عمر کو انتخاب فرمایا مذکورۂ بالا دونون عربی ماخذون کی عبارتون سے ثابت ہوگیا ہے کہ بدیل کے بعد جتنے لوگ بھیجے گئے وہ صرف تفحص احوال کی غرض سے اس بنا پر رسول اللہ صلعم کی ان سفارتونکو آپ زیادہ سے زیادہ پیام صلح سے تعبیر فرماسکتے ہین تعین صلح۔ یا تصفیہ و تقرر شرائط مصالحت نہین کہہ سکتے اور یہ پیغامبری گفتگوے مصالحت کی غرض سے تجویز کی گئی تھی لیکن آپنے حضرت عمر کی اہمیت اور شخصیت بڑہانیکی خاص ضرورت سے اتنی قلم آرائی فرمائی ہے۔ جو بالکل خلاف واقع اور مخالف عبارت مواخذ تاریخی ہے۔ افسوس ہے کہ جس منصب سے آپنے حضرت عمر کی اہمیت بڑہانی چاہی وہ خود حضرت عمر کو پسند نہ آئی۔ اور جناب موصوف نے اوس منصب کی قبولیت سے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انکار صاف کردیا۔ تو پھر آپکی اس تحصیل حاصل سے کیا فائدہ ہوا۔ حضرت عمر شرائط صلح طے کرنے جاتے ہون یا کفر و اسلام کی گتھی سلجھانے کیلیے بھیجے جاتے ہون۔ اس سے بحث نہین جب یہہ تاریخون سے مسلم ہے کہ انھون نے اس منصب کی قبولیت سے انکار کردیا اور آپ بھی اپنے ان لفظون مین تسلیم کرچکے ہین کہ انھون نے معذرت کی۔ تو جب گفتگوے صلح کے منصب کو نہ انھون نے قبول کیا اور نہ وہان تشریف لے گیے۔ تو پھر اسکا اظہار ہی محض بیکار ہے ؎

بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش من انداز قد موزون شناسم

المولف عفی عنہ

لا نبرح حتی ناجز القوم ودعا رسول اللہ صلعم الی البیعۃ فکانت بیعۃ الرضوان تحت الشجرۃ فکان الناس یقولون بایعھم رسول اللہ صلعم علی الموت وکان جابر عن عبد اللہ یقول ان رسول اللہ صلعم لم یبایعھم علی الموت ولکن بایعھم علی ان لا نفر ما یعھم رسول اللہ صلعم الناس ولم یتخلف عنہ احد من المسلمین حضرھا الا الجد بن القیس اخو بنی سلمۃ وکان جابر بن عبد اللہ یقول واللہ لکانی انظر الیہ لاصقا بابط ناقۃ ضیاء الیھا تستبزھا من الناس تواتی رسول اللہ صلعم ان الذی ذکر من عثمان باطل

لیے بغیر نہین رہ سکتا۔ اسکے بعد آپنے تمام لوگون کو بیعت کیلیے ایک درخت کے نیچے بلایا اور لوگون نے آپ سے مرجانیکی شرط پر بیعت نہین کی تھی۔ بلکہ اس شرط پر بیعت کی تھی کہ لڑائی سے نہین بھاگین گے۔ چنانچہ سوائے جد بن قیس کے موجودہ مسلمانون مین سے کوئی فرد واحد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس شرط بیعت سے روگردان نہین ہوا۔ جابر ابن عبداللہ کہتے ہین کہ گویا مین اوسکو دیکھ رہا ہون کہ وہ (جد بن قیس) ردا بغل مین دبائے اپنے اوس ناقہ سے اوترا۔ جسکے دونو لب پکے ہوئے تھے۔ لوگون سے چھپکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ قتل عثمان کی خبر غلط ہے۔ ص ۹، ۱ جلد دوم مصر۔

شبلی صاحب۔ بیعت رضوان کے متعلق یہہ تفصیل فرماتے ہین۔

آپنے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھکر صحابہ سے جان نثاری کی بیعت لی۔ تمام صحابہ نے جنمین زن و مرد سب شامل تھے۔ ولولہ انگیز جوش کے ساتھ دست مبارک پر جان نثاری کا عہد کیا۔ یہہ تاریخ اسلام کا ایک مہتم بالشان واقعہ ہے اس بیعت کا نام بیعت الرضوان ہے سورہ فتح مین اس بیعت اور واقعہ کا ذکر ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا

خدا مسلمانون (کی قومون) سے راضی تھا جبکہ وہ تیرے ہاتھون درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ سو خدا نے جان لیا جو انلوگون کے دلون مین تھا تو خدا نے ان پر تسلی نازل فرمائی اور عاجلانہ فتح دی۔

لیکن بعد کو معلوم ہوا وہ خبر (قتل عثمان) صحیح نہین تھی۔ ص ۳۳۲ سیرۃ النبی۔

شبلی صاحب نے اسواقعہ کو مہتم بالشان واقعہ اسلام بتلایا ہے۔ اور حقیقتا ہے بھی ایسا ہی لیکن اسوقت کے ایسا ولولہ انگیز جوش مسلمانون مین ہمیشہ بنا رہتا تو البتہ اسکی مستقبل اہمیت پر ہمیشہ افتخار کیا جاسکتا تھا۔ واقعات تو بتلا رہے ہین کہ یہہ جوش و خروش بالکل وقتی تھا۔ صحیح بخاری کی مفصلہ ذیل حدیث سے اس پر پوری روشنی پڑتی ہے۔

عن العلاء بن المسیب عن ابیہ قال لقیت البراء بن عازب رضی اللہ عنھما فقلت طوبی لک صحبت النبی صلعم وبایعتہ تحت الشجرۃ فقال یا بن اخی انک لا تدری ما احدثنا بعدہ

علاء بن مسیب اپنے باپ کی زبانی بیان کرتے ہین کہ ہم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور کہا کہ خوشا حال تمہارا کہ تمنے رسول مقبول کی صحبت اور بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا۔ براء نے کہا۔ اے بھتیجے یہہ بھی جانتے ہو کہ ہم لوگون نے آنحضرت صلعم کے بعد کیا احداث کیا۔ بحوالہ تاریخ احمدی مطبوعہ لکھنؤ ص ۵۳

بارگاہ رسالت مین سہیل بن عمرو سفیر قریش کی آمد اور گفتگوئے صلح

بیعت رضوان بھی ہو چکی۔ اور مسلمانون کے خلوص و عقیدت کا امتحان بھی۔ جب اس بیعت کی خبر مکہ مین پھیلی تو قریش کو بھی تشویش دامنگیر ہوئی مکرز بن حفص۔ ایک خلقی

Presented by Ziaraat.Com

شریر الطبع اور مفسد شخص بیعت رضوان کی حقیقت دریافت کرنیکی غرض سے جمعیت اسلام کی طرف چلا۔ مواہب اللدنیہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسے دیکھکر فرمایا ھذا مکر وھو رجل فاجر یہ مکر مرد فاجر ہے اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ آپنے اپنے اصحاب سے کہدیا کہ یہہ دغاباز شخص ہے۔ اس سے کوئی بات نہ کرے مین خود اس سے گفتگو کرونگا لیکن قبل اسکے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچکر ہمکلام ہو کہ سہیل بن عمرو آگیا اور جناب سرور صلعم اوس سے مخاطب ہوگئے۔

قریش نے سہیل بن عمرو کو خاص طور پر منتخب کرکے سفارت کیلیے بھیجا تھا۔ اور احتیاطاً حویطب بن عبدالعزیٰ کو اوسکے ہمراہ کردیا تھا سہیل بڑا فصیح و بلیغ مشہور تھا۔ اور زرقانی کے قول کے مطابق خطیب عرب کہا جاتا تھا ص ۴۲۳۔ قریش نے رخصت کرتے وقت کہدیا تھا کہ شرائط صلح اسی امر پر منظور کیے جائین گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر عمرہ کیے واپس جائین۔

سہیل بن عمرو کو آتا دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے مجھے یقین ہوگیا کہ قریش کو ہمارے ساتھ صلح منظور ہے اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ آپنے سہیل کو آتے ہی پہچان لیا اور فرمایا سھل امرنا ہمارے کام سہل ہوگئے۔ زرقانی نے بھی ان کلمات کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی کے اسناد سے لکھا ہے۔

قریش کے پیش کردہ شرایط صلح اور آنحضرت صلعم کی منظوری

سہیل حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت صلعم کی پشت مبارک پر اوسوقت سعد بن عبادہ اور بشر بن عبادہ انصاری بنظر استحفاظ ہتیار باندھے کھڑے تھے۔ سہیل نے قریش کی طرف سے گفتگو صلح شروع کی۔ اور بیان کیا کہ آپ دس مہینون تک (یا یقولے دو برسون تک) حج و عمرہ کا قصد نکرین۔ تو فیما بین مصالحت ممکن ہے۔ ورنہ نہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے منظور کرلیا۔

اسکے بعد سہیل بن عمرو اور آنحضرت صلعم کے درمیان دیر تک شرائط صلح پر گفتگو ہوتی رہی۔ یہانتک کہ جملہ شرائط فیما بین طے ہوگئے صرف کتابت رہگئی مسلمانون مین حضرت عمر اس صلح کے سخت مخالف نکلے تفصیل یہہ ہے۔

حضرت عمر اور صلح حدیبیہ سے مخالفت

ابن ہشام لکھتے ہین۔

فلما انتھی سھیل بن عمرو الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکلم فاطال الکلام وتراجعا ثم جری بینھما الصلح فلما التام الامر ولم یبق الا الکتاب وثب عمر بن الخطاب فاتی ابا بکر فقال یا ابا بکر الیس برسول اللہ قال بلی قال اولسنا بالمسلمین قال بلی قال اولیسوا بالمشرکین قال بلی قال فعلام نعطی الدنیۃ فی دیننا قال ابوبکر یا عمر الزم غرزہ فانی اشھد انہ

سہیل بن عمرو آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچگیا اور باتین شروع کین اور فیما بین دیر تک باتین رہین۔ یہان تک کہ آپس مین اتفاق رائے اور شرایط صلح بھی تجویز ہوگئے اور جملہ امور طے ہوگئے صرف اونکا قلمبند ہونا باقی رہگیا۔ اس اثنا مین حضرت عمر بن الخطاب حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوبکر کیا یہہ رسول اللہ نہین ہین حضرت ابوبکر نے کہا ہان ہین حضرت عمر نے پوچھا ہملوگ مسلمان نہین ہین۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہان ہین حضرت عمر بولے کہ وہ لوگ (قریش) مشرک نہین ہین۔ حضرت ابوبکر بولے ہان ہین حضرت عمر نے کہا ہم کیون اسوقت اپنے دین مین سستی اور نقص گوارا کرین حضرت ابوبکر نے کہا۔ یہہ اعتراض نکرو مین شہادت دیتا ہون

Presented by Ziaraat.Com

رسول الله قال عمر وانا اشهد انه رسول الله ص
ثم اتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال
يا رسول الله الست برسول الله قال بلى قال ولسنا
بالمسلمين قال بلى قال اولسو بالمشركين قال بلى
قال فعلام نعطى الدنية فى ديننا قال انا عبد الله
ورسوله لن اخالف امره وان ينصرنى قال فكان عمر
يقول ما زلت اتصدق واصوم واصلى واعتق من
الذى صنعت يومئذ مخافة كلامى الذى تكلمت به
حتى رجوت ان يكون خيرا ص ۷۰۹ مصر جلد دوم

کہ وہ خدا کے رسول ہین حضرت عمر بولے مین بھی گواہی دیتا ہون کہ وہ خدا کے رسول ہین
پھر حضرت عمر خود جناب رسولخدا کی خدمت مین جا حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ
آپ رسولخدا نہین ہین۔ ارشاد ہوا۔ ہان حضرت عمر بولے کیا ہم مسلمان نہین ہین۔ ارشاد ہوا۔
ہان ہو حضرت عمر نے پوچھا اور یہ لوگ (قریش) مشرکین ہین ہین۔ ارشاد ہوا۔ ہان ہین
حضرت عمر نے کہا تو پھر کیون اپنے دین مین حسرت و نقص گوارا کرین۔ آپنے ارشاد فرمایا۔
سنو عمر مین خدا کا رسول بھی ہون اور اوسکا بندہ بھی اگر مین اوسکے خلاف کرون تو وہ مجھپر
عذاب نازل کریگا حضرت عمر کا بیان ہے کہ آپکے اس گستاخانہ کلام کے کفارہ مین مین
ہمیشہ صدقہ دیتا رہا۔ روزے رکھتا رہا۔ نمازین پڑھتا رہا۔ اور غلام
آزاد کرتا رہا۔ یہانتک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ امر خیر تھا۔"

صحیح بخاری مین بھی حضرت عمر کی یہہ گفتگو درج ہے۔ لیکن حضرت ابوبکر سے استفسار کا ذکر نہین ہے بخاری کی عبارت یہہ ہے:"

قال عمر بن الخطاب فاتيت النبى
صلى الله عليه وآله وسلم فقلت الست نبى الله حقا
قال بلى قال قلت السنا على الحق وعدونا على
الباطل قال بلى قلت فلم نعطى الدنية
فى ديننا قال انى رسول الله ولست اعصيه
وهو ناصرى

حضرت عمر نے فرمایا کہ روز صلح حدیبیہ مین مے پیغمبر صاحب سے کہا کہ آپ نبی برحق
نہین ہین آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک ہون مین نے کہا کیا ہم حق پر اور
ہمارے دشمن ناحق پر نہین ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ بیشک ہین۔ تو مین نے کہا تو
پھر ہم کیون اسوقت اپنے دین مین خست اور نقص گوارا کرین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سنو مین خدا کا رسول ہون۔ اوسکے خلاف کچھ نہین کر سکتا۔
وہی میرا مددگار ہے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص۵۴۲۔

حدیبیہ کے مسئلہ صلح مین حضرت عمر کی مخالفت۔ شک فی النبوۃ کے درجہ تک پہونچگئی تھی جسکا اعتراف خود حضرت عمر ان الفاظ مین فرماتے ہین

والله ما شككت منذ اسلمت الا يومئذ
فاتيت النبى صلعم فقلت السنا نبى الله حقا قال بلى قلت
السنا على الحق وعدونا على الباطل قال بلى قلت فلم
قتلانا فى الجنة وقتلاهم فى النار قال بلى قلت
فلم نعطى الدنية فى ديننا قال انى رسول الله ولست
اعصيه وهو ناصرى

آج کے دن کے سوا۔ اسلام لانے کے دن سے آجتک مجھے کبھی ایسا شک نہین ہوا تھا
جیسا آج ہوا۔ مین آنحضرت کی خدمت مین گیا اور کہا کیا آپ نبی برحق نہین آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہان پھر مین نے کہا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین اور کیا ہمارے
مقتول جنت اور اونکے مقتول دوزخ مین نہین ہین آپنے فرمایا ہان۔ مین نے کہا
کہ پھر دین مین نقص و خست کیا معنی (یعنی آپ کیون صلح کرتے ہین) آنحضرت صلعم نے
ارشاد فرمایا کہ مین خدا کا رسول ہون۔ اوسکی نافرمانی نہین کر سکتا اور وہ
میرا معین و مددگار ہے[1]۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص۵۵۵

[1] ظاہر ہے کہ جب حضرت عمر باین تقارب شان رسول کو ابتک نہ سمجھے تو شبلی صاحب باین تفاصیل کیا سمجھتے نہ سمجھے سمجھکے نہ سمجھین تو پھر ۔۔۔ سمجھے۔ المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

شبلی صاحب نے خدا جانے کس مصلحت سے حضرت عمر کے اختلاف راے کے واقعہ کو تحریر صلحنامہ کے بعد لکھا ہے۔ حالانکہ تاریخ و سیرت کیا تمام کتب حدیث کی ترتیب بیان کے بھی خلاف ہے۔

حضرت عمر کی اس بیوقت مخالفت اور بیجا تعریض نے صحابہ پر بہت برا اثر ڈالا جیسا کہ جلد معلوم ہوتا ہے۔

ابن ہشام اور طبری لکھتے ہین کہ حضرت عمر کی اس تقریر کے بعد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰؑ کو بلا کر صلحنامہ لکھوایا۔ تحریر صلحنامہ کے حالات تاریخ کامل ابن اثیر کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہون۔

تحریر صلحنامہ اور حضرت علی کا کمال ادب

فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالب فقال اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم قال سہیل لا نعرف ھذا ولکن اکتب باسمک اللھم فاکتبھا ثم قال اکتب ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ فقال سہیل لو نعلم انک لرسول اللہ لم نقاتلک ولکن اکتب اسمک واسم ابیک فقال لعلی امح رسول اللہ فقال لا امحی ابدا فاخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکتب موضع رسول اللہ محمد بن عبد اللہ وقال لعلی لتبلین بمثلھا (ابن اثیر احمدی)

رسول مقبول صلعم نے حضرت علی کو بلا کر ارشاد کیا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا کہ یہ ہم نہین جانتے۔ لکھو باسمک اللھم۔ چنانچہ یہی لکھا گیا پھر جناب رسالتمآب صلعم نے حضرت علیؑ سے کہا کہ لکھو یہ صلحنامہ وہ ہے جسکی بنا پر محمد رسول اللہ نے سہل بن عمر سے صلح کی سہیل نے کہا کہ اگر ہم تمھین رسول اللہ جانتے تو قتال پر آمادہ کیون ہوتے۔ لہذا بجاے رسول اللہ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوا دو۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اچھا رسول اللہ کے لفظ کو نکال دو۔ اونھون نے عرض کی میری مجال نہین کہ مین رسول اللہ کے لفظ کو محو کر سکون۔ یہ سنکر آنحضرت صلعم نے وہ کاغذ لیلیا اور لفظ رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھ کر حضرت علیؑ سے فرمایا کہ ایک دن تمھین بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا[1]

خصائص امام نسائی مین ہے:۔

قال صلعم اما لک مثلھا ستاتیھا مضطھدا

آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ عنقریب تمکو بھی ایسا ہی کرنا پڑیگا[2]

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ امی تھے اور لکھنے پڑھنے سے فارغ تھے۔ اس لیے ابن اثیر مورخ اور امام مسلم محدث وغیرہ کے اس قول کے متعلق کہ آپنے خود محمد بن عبد اللہ لکھدیا علما مین بڑی بڑی بحثین ہوئی ہین اور شرح زرقانی مین مفصل مرقوم ہین۔ شبلی صاحب نے اسکے متعلق جو رائے قائم کی ہے ہمکو اوس سے اتفاق ہے وہ لکھتے ہین۔

---

[1] اسی ایک واقعہ سے حضرت عمر کی معرفت رسولؐ اور حضرت علیؑ کی تصدیق رسالت کی حقیقت کا اندازہ کر لیا جاے۔ مولف عفی عنہ

[2] جس معاملہ کی طرف جناب مخبر صادقؐ نے حضرت علی سے پیشین گوئی فرمائی وہ جنگ صفین کا صلحنامہ ہے۔ جو خوارج کے دباؤ سے معاویہ اور حضرت علی کے فیمابین لکھا جاتا تھا اوسوقت بھی آپکی امامت کے اقرار کی نسبت ایسا ہی عذر پیش کیا گیا تھا تاریخ ابو الفدا مین ہے فقال عمر عاص ھو امیرکم واما امیرنا فلا عمر عاص بولا علی تمھارے امیر ہین ہمارے امیر نہین فاجاب علی ومحاہ وقال علی اللہ اکبر مشبہ فی السنۃ واللہ انی لکاتب رسول اللہ یوم الحدیبیۃ فکتب محمد رسول اللہ م فقالوا الست برسول اللہ فامرنی رسول اللہ بمحوہ حضرت علی نے کتبہ لیکر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کا لفظ کاٹدیا۔ اور کہا اللہ اکبر یہ وہی معاملہ ہے مطابق سنت نبوی جسکی خبر مخبر صادقؐ نے دی تھی جب بروز حدیبیہ صلحنامہ مین مین نے محمد رسولؐ لکھا تو کفار قریش نے لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسا ہی قیل و قال کیا اور آپنے خود کاغذ لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کر دیا۔ تفصیل کیلیے دیکھو تاریخ احمدی ص ۱۸۵ وغیرہم۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت صلعم کو لکھنا نہین آتا تھا۔ اس بنا پر آپکو اُمّی کہتے تھے۔ یہہ واقعہ جہان مسلم مین منقول ہے وہان لکھا ہے کہ آپنے رسول اللہؐ کا لفظ مٹا کر ابن عبد اللہ لکھدیا بخاری مین یہہ واقعہ چونکہ عام روایت کے خلاف ہے، اسلیے ایک معرکۃ الآرا مباحثہ بن گیا۔ لیکن حقیقت یہہ ہے کہ لکھنے پڑھنے کا کام روزمرّہ جب نظر سے گزرتا رہتا ہے تو ناخواندہ شخص بھی اپنے نام سے حرف آشنا ہو جاتا ہے اس سے اوسکی اُمیّت مین فرق نہین آتا بے شبہ اُمّی ہونا آپکا فخر ہے اور خود قرآن مجید مین یہہ وصف شرف و عزت کے موقع پر استعمال ہوا ہے اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ — وہ لوگ جو نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہین۔

شرایط صلح صلح کی یہہ شرطین قائم ہوئین۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

اصطلحوا علی وضع الحرب عن الناس عشر سنین یامن فیھن الناس ویکف بعضھم عن بعض (۲) علی من اتی محمدا من قریش بغیر اذن ولیہ ردّہ علیھم و من جاء قریشا ممن مع محمدؐ لم یردّوہ علیہ (۳) و ان بیننا علیہ مکفوفۃ وانہ لا اسلال ولا اغلال (۴) وانہ من احب ان یدخل فی عقد محمد وعھدہ فعل وانہ من احب ان یدخل فی عقد قریش وعھدھم دخل فیہ (۵) فانک ترجع عنا عامک فلا تدخل علینا مکۃ (۶) اذا کان عام قابل خرجنا عنک فدخلتھا باصحابک فاقمت بھا ثلاثا معک سلاح الراکب السیوف فی القرب لا تدخلھا بغیرھا — ہشام ص ۱۸۰ ج ۲ طبری ۱۵۴۰

(۱) جانبین سے دس برس تک جنگ و قتال نہو۔ اور طرفین امن و امان مین رہین۔ اور ایک دوسرے پر ہاتھ نہ اوٹھایا جاوے (۲) قریش کا جو شخص اپنے ولی کی بلا اجازت محمد صلعم سے جا کر مل جاوے تو وہ واپس کیا جاویگا لیکن اگر محمد صلعم کا آدمی (مسلمان) مکہ مین آکر قریش کے پاس چلا آوے تو وہ واپس نہین کیا جاویگا (۳) جانبین سے کوئی اپنی مطلب برآری کیلیے چوری اور رشوت ستانی کے عیوب عمل مین نہین لائیگا (۴) قبائل عرب کو اختیار ہے۔ جو چاہے محمد صلعم کی بیعت مین آکر اونکا ہم معاہد ہو اور جو چاہے قریش کا تابع اور شریک حال ہو۔ طرفین کو اسمین کلام نہ ہوگا (۵) مسلمان امسال بغیر زیارت کعبہ بجا لائے واپس جائین (۶) سال آیندہ آئین لیکن تین دن سے زیادہ مکہ مین قیام نکرین ہتیار لگا کر نہ آئین صرف تلوارین لائین وہ بھی نیام کے اندر۔

معاہدہ صلح سے مسلمانونکی ناراضی صلح لکھکر مرتب ہو گئی۔ لیکن اکثر مسلمان اس سے راضی نہوے۔ وہ اس صلح کو اسلام کی توہین سمجھتے تھے۔ ابن ہشام لکھتے ہین

وقد کان اصحاب رسول اللہ حین خرجوا وھم لا یشکون فی الفتح لرؤیا اراھا رسول اللہ صلعم فی نفسہ دخل علی الناس من ذلک امر عظیم حتی کاد ان یھلکھم

مسلمان جب مدینہ سے مکہ کی طرف چلے تھے تو اونکو جناب رسولخداؐ کی خواب کے مطابق ہی فتح کا پورا یقین تھا لیکن ان معاملات کی وجہ (امر صلح) سے ایک امر (شک) عظیم مین مبتلا ہو گئے تھے اور قریب بہلاکت پہونچ گئے تھے۔

اس امر عظیم کی ابتدا حضرت عمر سے ہوئی تھی۔ محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

ہر کس از قریش بے اذن ولی خویش پیش محمدؐ بیاید او را بایشان باز بفرستند ہر مسلمان کہ بنزد قریش رود ایشان باز نفرستند

اگر قریش کا کوئی آدمی اپنے ولی کی اجازت بغیر محمد صلعم کے پاس آوے تو واپس کر دیا جاوے اور اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا آوے تو واپس

Presented by Ziaraat.Com

مسلمانان ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ
باز فرستیم کسے را کہ مسلمان آمدہ باشد و روا نیست آنکہ چون
سہیل ذکر این شرط نمود۔ حضرت صلعم فرمود چنین باشد۔
حضرت عمر گفت یا رسول اللہ صلعم ایا بر این شرط راضی
می شوی۔ آن سرور تبسمے نمود و گفت ہر کہ از ایشان نزد
ما مسلمان آید و ما او را باز گردانیم خداوند تعالی او را فرجے
و مخرجے روزی گرداند و ہر کہ از ما اعراض نماید و بسوے
کفار رود ما را با او کارے نیست بلکہ دے
بمصاحبت کفار سزاوار است۔

مکا جاوے۔ مسلمانوں کو اس شرط پر بہت تعجب ہوا اور کہنے لگے سبحان اللہ
ہم کیونکر اوس شخص کو واپس کرین گے جو بداں حاص مسلمان ہو چکا ہے
ایک روایت مین وارد ہے کہ جب اس شرط کو سہیل نے آنحضرت صلعم کی
خدمت مین عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ ہان یہہ شرط رکھی جائے حضرت عمر نے
عرض کی یا رسول اللہ صلعم کیا آپ اس شرط پر راضی ہو گئے آپنے تبسم
فرمایا اور کہا جو شخص اونکا ہماری طرف آجائیگا اور ہم اوسکو پھر اونھین
دالیں دینگے تو خدائے سبحانہ تعالی اوس کیلیے کشایش و خلصی کے
سامان و اسباب عطا فرمائیگا اور جو شخص کہ ہم سے جدا ہو کر اونکے
پاس جائیگا ہمکو اوس سے کوئی کام نہین ہے اسلیے کہ وہ کفار ہی کی صحبت
کے قابل ہے۔

ص ۳۵۷۔ لکھنؤ

اسلام کی عدالت اور کفار کی نقادت کی نظیر مثال

ابھی یہہ گفتگو ہو رہی تھی کہ باتفاق جمہور محدثین و مورخین ابو جندل کا۔ (جو اسی سہیل بن عمر موجودہ سفیر قریش کا بیٹا تھا) دردناک واقعہ پیش آیا ہم اسکے پورے واقعہ کو شبلی صاحب کے الفاظ مین بیان کرتے ہین۔

یہہ شرطین بظاہر مسلمانون کے سخت خلاف تھین۔ اتفاق یہہ کہ عین اوسیوقت جسوقت معاہدہ لکھا جا رہا تھا سہیل کے صاحبزادے ابو جندل جو اسلام لا چکے تھے اور مکہ مین کافرون نے اونھین قید کر رکھا تھا اور طرح طرح کی اذیتین دیتے تھے کسی طرح بھاگ کر پاؤن مین بیڑیان پہنے ہوے آئے اور آپکے پاؤن پر گر پڑے۔ سہیل نے کہا محمد صلعم صلح کی تعمیل کا یہہ پہلا موقع ہے اس (ابو جندل) کو شرائط صلح کے موافق مجھکو واپس دیدو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ابھی معاہدہ قلمبند نہین ہو چکا سہیل نے کہا تو صلح ہمکو منظور نہین۔ آنحضرت صلعم نے کہا تو اچھا انکو یہین رہنے دو۔ سہیل نے نامنظور کیا۔ آپنے چند دفعہ اصرار فرمایا۔ لیکن سہیل کسی طرح راضی نہوا۔ مجبوراً آنحضرت صلعم کو تسلیم کرنا پڑا۔ ابو جندل کو کافرون نے اسقدر مارا تھا کہ اوسکے جسم پر نشان تھے۔ مجمع کے سامنے تمام زخم دکھائے اور کہا۔ برادران اسلام۔ کیا پھر مجھکو اسی حالت مین دیکھنا چاہتے ہو مین اسلام لا چکا ہون۔ کیا پھر مجھکو کافرون کے ہاتھ مین دیتے ہو۔ تمام مسلمان تڑپ اوٹھے۔ حضرت عمر ضبط نکر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ پیغمبر برحق نہین ہین۔ آپنے فرمایا۔ ہان ہون۔ حضرت عمر نے کہا کیا ہم حق پر نہین ہین۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ ہان حق پر ہو۔ حضرت عمر نے کہا تو پھر دین مین یہہ ذلت کیون گوارا کرین۔ آپنے فرمایا مین خدا کا پیغمبر ہون اور خدا کے حکم کی نافرمانی نہین کر سکتا۔ خدا میری مدد کریگا۔ حضرت عمر نے کہا کیا آپنے یہہ نہین فرمایا تھا کہ ہم لوگ

Presented by Ziaraat.Com

کعبہ کا طواف کرین گے۔ آپ نے فرمایا لیکن یہہ تو نہین کہا تھا کہ اسی سال کرین گے۔ حضرت عمر اوٹھکر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور وہی گفتگو ہوئی حضرت ابوبکر نے کہا وہ پیغمبر خدا ہین۔ جو کرتے ہین وہ خدا کے حکم سے کرتے ہین حضرت عمر کو اپنے ان گستاخانہ معروضات کا جو بے اختیاری مین اون سے سرزد ہوئین۔ تمام عمر سخت رنج رہا اور اوسکے کفارہ کے لیے اونھون نے نمازین پڑہین روزے رکھے خیرات کی۔ غلام آزاد کیے۔ بخاری مین اگرچہ ان اعمال کا ذکر اجمالاً ہے لیکن ابن اسحٰق نے تفصیل سے یہہ تمام باتین گنائی ہین۔ اس حالت کا گوارا کرنا صحابی کی اطاعت شعاری کا سخت خطرناک امتحان تھا۔ ایک طرف (ظاہر مین) اسلام کی توہین ہے۔ ابوجندل بیڑیان پہنے ہوئے جانثاران اسلام سے استغاثہ کرتے ہین سب کے دل جوش سے لبریز ہین اور اگر ذرا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایما ہو جائے تو تلوار فیصلہ قاطع کے لیے موجود ہے۔ دوسری طرف معاہدہ پر دستخط ہو چکے ہین اور ایفاے عہد کی ذمہ داری ہے۔ سیرۃ النبی ج ۱ ص ۳۳۶۔

شبلی صاحب نے ابوجندل کے معاملہ مین جان نثاران اسلام کی پرجوشی مگر تدبیر و تجویز رسالت کی وجہ سے ضبط و خاموشی جو کچھ لکھی ہے وہ صحیح اور فی الواقع ہے لیکن بخلاف تمام مسلمانون کے حضرت عمر اسوقت بھی ضبط نکر سکے اور ابل پڑے جس طرح شرائط صلحنامہ کی تجویز کے وقت جامہ سے باہر ہو گئے تھے۔ ہم خود متعجب تھے کہ شبلی صاحب نے حدیث و تاریخ کے تمام ماخذون کے خلاف حضرت عمر کے اختلاف راے کے واقعہ کو شرائط صلح کے تجویز کیے جانیکے موقع پر کیون نہ لکھا۔ اب اوس کا سبب معلوم ہوا۔ آپنے گویا وہان کا جوڑ یہان لگایا ہے اور دو پیوندون کا ایک پیوند بنایا ہے اسلیے کہ اختلاف کا واقعہ جہان تک ہو سکے تکرار سے بچے اور کمّی وقوع کی طرف جھکے۔ مگر افسوس شبلی صاحب تاریخ و حدیث کے ماخذون کو کیسے دہوڈالین گے۔ جو ہر ہر واقعہ کو اپنے وقت و مقام وقوع پر لکھکر بتلاتے ہین۔ دیکھیے آپ حضرت عمر کی مخالفانہ تقریر و گفتگو کو ابوجندل کے استغاثہ کے بعد کھینچ لاتے ہین۔ حالانکہ اس موقع پر حضرت عمر نے کوئی تقریر ہی نہین فرمائی بلکہ ایک دوسری ترکیب سے نظم صلح کو درہم و برہم کر دینا چاہا۔ محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

عمر خطاب رضی اللہ عنہ از جاے خویش برجست و با ابوجندل	عمر خطاب رضی اللہ عنہ (استغاثہ ابوجندل کے وقت) اپنے مقام سے
می رفت و میگفت صبر کن و ایشان مشرکانند خون ایشان	جست کر کے ابوجندل کے پاس گئے اور اوس کے ساتھ ٹہل کر
خون سگ است و قبضہ شمشیر خود را پیش او فرامی داشت	باتین کرنے لگے اور کہنے لگے صبر کرو۔ یہہ سب مشرک ہین اور
و او را بر سہیل تعریض و کتابت تحریص میکرد بر آنکہ پدر را بکشد	ان سب کا خون کتّے کے خون کے برابر ہے یہہ کہتے جاتے تھے اور
و آن صلح را درہم بزند و چنانکہ از عمر رضی اللہ عنہ منقول است	اپنی تلوار کا قبضہ ابوجندل کے سامنے بڑہاتے جاتے تھے۔
کہ گفت امیدوار بودم و توقع آن می داشتم کہ ابوجندل	یہہ حرکات آپکی بغرض تعریض اور بارادہ تحریص اس امر کے تھی
شمشیر از من بگیرد و گردن پدر بزند و لکن مے بکشتن پدر خویش	کہ ابوجندل اپنے باپ کو قتل کر دے اور یہہ صلح درہم و برہم

Presented by Ziaraat.Com

نجیلی نمود۔ وروایتے آنکہ ابوجندل گفت اے عمر تو چرا این کار نمی کنی وچرا نمی کشی سہیل را۔ عمر جواب داد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرا از قتل نہی کردہ است ابوجندل گفت یا عمر تو احق نیستی بطاعت پیغمبر صلعم از من ص ۳۵۸۔

ہو جائے۔ چنانچہ عمرؓ سے منقول ہے کہ مجھے امید تھی اور اس امر کی توقع تھی کہ ابوجندل مجھسے میری تلوار لے لے اور اپنے باپ کو مار ڈالے لیکن اوس نے اپنے باپ کے مارنے مین بخل کیا اور ایک روایت مین یون ہے کہ ابوجندل نے حضرت عمر سے (جواباً) کہا کہ آپ خود کیون سہیل کو قتل نہین کر ڈالتے۔ حضرت عمر نے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے قتل سے منع فرمایا ہے۔

ابوجندل نے جواب دیا۔ آپ اس امر مین مجھسے زیادہ اطاعت رسولؐ کے مستحق نہین ہین۔

قریب قریب یہی واقعہ ابن ہشام جلد دوم ص ۱۸۰ مطبوعہ مصر مین بھی درج ہے۔

آغاز ہی سے معاملات حدیبیہ مین حضرت عمر کی مخالفت اتنی بڑھ گئی تھی کہ کسی طرح سے کم نہین ہوتی تھی حالانکہ حضرت ابوبکر اور خاص جناب سو بخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب قریب اپنے تمام ظنیات و قیاسات کو استفسار کر چکے تھے لیکن تاہم ابھی تک برہم مزاجی وہی تھی۔ سبب یہ تھا کہ حکم رسالت کی موجودہ مصالح۔ جو مآل و عاقبت کار کے فواید و منافع پر کُلیتاً مبنی تھے۔ وہ ابھی تک آپکی سمجھ مین نہین آئے تھے اسلیے کہ پیش نظر نہین تھے۔ اور جو کچھ پیش نظر تھا وہ بظاہر بالکل مخالف تھا اسی بنا پر۔ ظاہری ناموزونیت اور غیر مناسبت دخل قیاس پر جراءت دلاتی تھی۔ اعتراض کراتی تھی اور اختلاف کی راہین نکلاتی تھی اور حضرت عمر بھی اپنی غایت خوش فہمی سے اپنی مقدار عقل و بساط فہم کو اسرار قدرت کا ہمراز سمجھتے تھے حالانکہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (جن چیزون کو تم نہین جان سکتے خدا اونکو پورے طور سے جانتا ہے) کی نص صریح پیش نظر تھی۔

جناب سو بخدا اور ابوجندل کو صبر و تحمل کی ہدایت

حضرت عمر کی مخالفت والے جملہ معترضہ کو تمام کر کے پھر ہم اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین اتنا معلوم ہو چکا ہے کہ ابوجندل کے معاملہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ترمیمین پیش کین ان مین سے ایک کو بھی سہیل نے منظور نہین کیا۔ باپ کا بیٹے کی طرف سے ایسا دل پتھر کر لینا صرف مخالفت اسلام کی وجہ سے تھا۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ کفار قریش کے دل مین کس عصبیت اور شقاوت کے ساتھ اسلام کی مخالفت جاگزین تھی۔ جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالآخر مجبور ہو کر نگاہ حسرت آلود سے ابوجندل کی طرف دیکھا اور راضی برضاے الٰہی رہنے کیلیے اوسکو ذیل کے الفاظ مین تعلیم و ہدایت فرمائی۔

یا ابا جندل اصبر واحتسب فان اللہ جاعل لک ولمن معک من المستضعفین فرجا ومخرجا انا قد عقدنا صلحا وانا لا نغدر بھم (ابن ہشام ص ۱۸۰)

اے ابا جندل ضبط و صبر سے کام لو خدا تمھارے لیے اور تیزاون مظلومون کیلیے جو تمھارے ہمراہ ہین سہولیت اور مخلصی کی راہ ضرور نکالے گا۔ ہم چونکہ اُن لوگون سے صلح کر چکے اسلیے خلاف ورزی نہین کر سکتے۔

صلحنامہ پر جانبین سے دستخط ہو گئے اور سہیل صلحنامہ لیکر مکہ کی طرف واپس گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر کی مخالفت رائے کا اثر
حکم رسول ص سے صحابہ کی سرتابی

ان تمام امور سے فراغت ہو چکی تو جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اہل اسلام کو مخاطب کر کے حکم عام دیا۔

قوموا فانحروا ثم احلقوا قال (الراوی)
فواللہ ما قام منھم رجل حتی قال ذلک ثلاث
مرات فلما لم یقم منھم احد دخل علی ام سلمۃ
فذکر لھا ما لقی من الناس فقالت لہا ام سلمۃ
یا نبی اللہ ص اتحب ذلک اخرج لا تکلم احدا منھم
کلمۃ حتی تنحر بدنک وتدعو حالقک فیحلقک
فقام فخرج فلم یکلم احدا منھم کلمۃ حتی
فعل ذلک نحر بدنتہ ودعا حالقہ فحلقہ
فلما راء وا ذلک قاموا فنحروا وجعل بعضھم
یحلق حتی کاد بعضھم یقتل بعضا غما

(طبری ص ۱۵۵۰)

سب کھڑے ہو جاؤ۔ اپنی اپنی قربانیاں کرو۔ پھر سر منڈواؤ۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ مسلمانوں سے ایک شخص بھی باہر نہ نکلا۔ یہانتک کہ آپنے اس حکم کو تین مرتبہ دہرایا لیکن تاہم کوئی شخص تعمیل حکم کیلیے باہر نہ نکلا۔ یہہ دیکھکر آپ حضرت ام سلمہؓ کے خیمہ مین تشریف لے گئے۔ اور صحابہ سے جو کچھ پیش آیا تھا دہرا دیا حضرت ام سلمہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ص۔ اگر آپ یہہ امور بجا لایا جانا چاہتے ہین تو باہر تشریف لیجائین۔ لوگون سے ایک لفظ بھی اسکے متعلق نہ کہین۔ یہانتک کہ آپ خود اپنی قربانی کے اونٹ کو نحر کرلین سر نہ منڈالین۔ یہہ سنکر جناب سو نحدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فورًا باہر تشریف لائے اور اپنے شتران قربانی کو ذبح فرمایا۔ حجام کو بلا کر اصلاح فرمائی۔ جب مسلمانون نے آپکو قربانی کرتے دیکھ لیا تو اپنی قربانیان بھی کین اور بعض نے سر بھی منڈوائے۔

صحابہ کی یہہ سرتابی آنحضرت صلعم کو بہت بری معلوم ہوئی۔ اور آپ بہت رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوے۔ ملا معین لاہوری معارج النبوۃ مین لکھتے ہین۔

حضرت عمر سے عتاب آمیز خطاب

بعد ازان رو بعمر آورد وگفت
شما را فراموش شد کہ در روز احد راہ گریز پیش گرفتہ
بودید ومن شما را میخواندم وہیچ یک را از شما بمن مجال
التفات نبود فراموش کردید روز خراب را کہ
دشمنان از اعلی واسفل متوجہ بودند وآنچہ وعدۂ
حق تعالی بود بایجاز پیوستہ وبعد ازان یک یک اقعہ
الطاف الٰہی وایجاز وعد بود۔ بیاد یاران آورد
وہمہ را در مقام انصاف گفتند ہر چہ خدا ورسول ص
او فرماید راست است ص ۱۹۶۔

(سلسلہ گفتگو مین پھر آنحضرت صلعم نے حضرت عمر سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ کیا تمکو وہ دن بھول گئے کہ جنگ احد مین تم سب بھاگے جاتے تھے اور مین تمکو اپنے پاس بلاتا تھا اور تم مین سے کوئی میرے پاس نہین آتا تھا اسیطرح تم جنگ خندق کے دن کو بھی بھول گئے کہ دشمن مدینہ کے بالائی اور زیرین حصہ سے تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور خدا تعالی نے اوسدن بھی اپنے اون عدو کو جو تم سے کیا تھا پورا کر دیا اسیطرح آپنے ایک ایک کے اون تمام وقعات کو یاد دلایا جنمین خدا عالم نے مسلمانونکے ساتھ عطایاے الطاف اور ایفاے وعد فرمائے تھے۔ تمام صحابہ نے حقیقت حال سنکر بطریق انصاف جواب دیا کہ جو کچھ خدا اور رسول ص نے ارشاد کیا وہ سب صحیح ودرست ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضی اور رنجیدگی کی یہی حالت روانگی کے وقت تک قائم رہی طبری مین ہے۔

عن ابن عباس قال حلق رجال یوم الحدیبیہ وقصّر آخرون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ المحلّقین قالوا والمقصّرین یا رسول اللہ؟ قال یرحم اللہ المحلّقین قالوا والمقصّرین یارسول اللہ؟ قال یرحم اللہ المحلقین قالوا والمقصّرین یارسول اللہ؟ قال والمقصّرین قالوا یارسول اللہ فلم ظاھرت الترحم للمحلقین دون المقصّرین قال لانھم لم یشکوا ص ۱۵۵۰

ابن عباس سے منقول ہے کہ حدیبیہ مین پہلے لوگون نے سر منڈوایا۔ پیچھے لوگون نے بال کتروائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پروردگار تو سر منڈوانے والون پر رحم فرما لوگون نے پوچھا اور بال کتروانیوالون پر آپنے فرمایا سر منڈوانیوالون پر خدا رحم فرما۔ لوگون نے پوچھا اور بال کتروانے والون پر آپنے فرمایا سر منڈوانیوالون پر خدا رحم فرما لوگون نے پوچھا اور بال کتروانیوالون پر۔ آپنے فرمایا بال کتروانیوالون پر بھی پھر لوگون نے پوچھا یارسول اللہؐ آپنے سر منڈوانیوالون کو بال کتروانے والون پر ترجیح دی۔ فرمایا اسلیے کہ اونھون نے شک نہین کیا۔

اس کے بعد آپ نے حدیبیہ سے جمعیت مسلمین کے ہمراہ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

نزول آیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا

شبلی صاحب رقمطراز ہین۔

صلح کے بعد تین دن تک آپنے حدیبیہ مین قیام فرمایا۔ پھر روانہ ہوئے تو راہ مین یہہ سورت اوتری

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ہم نے تجھکو کھلی ہوئی فتح عنایت کی۔ تمام مسلمان جس چیز کو شکست سمجھے ہوئے تھے خدا نے اوسکو فتح کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ یہہ آیت نازل ہوئی ہے تعجب سے پوچھا کہ یہہ کیا فتح ہے ارشاد ہوا کہ ہان۔ صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر کو تسکین ہو گئی۔ اور مطمئن ہو گئے نتائج مابعد نے اس راز سربستہ کی عقدہ کشائی کی ۳۳۶۔

شبلی صاحب نے اپنے خاص طریقہ اختصار کی شان مین مناسبت موضع کے اعتبار سے اسواقعہ کو زینب قلم فرمایا ہے لیکن اکثر محدثین نے اسکی حقیقت کو پوری تفصیل سے نقل کیا ہے۔ اونمین سے ہم محدث شیرازی کی عبارت ذیل مین پیش کرتے ہین

بصحت پیوستہ کہ چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حدیبیہ مراجعت نمود شبے از شبہا در راہ منزل خنجان عمر خطاب رضی اللہ عنہ یا حضرت برسالت پناہ

روایت صحیحہ مین ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم حدیبیہ سے واپس ہوے تو واپسی مین منزل خنجان مین شب کے وقت حضرت عمر آپکے ہمراہ ہو لیے تین بار متواتر اونھون نے کسی شے کی نسبت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا

لہ دوران بیان مین ہم برابر متواتر اسانید سے دکھلاتے آئے ہین کہ تعلیم و تنبیہ اور تبلیغ و تاکید کے تمام موقعون پر حضرت عمر سے خطاب فرمایا گیا ہے چنانچہ شبلی صاحب نے تو آخر خطاب کا خود لکھکر اعتراف فرمالیا اور تا نزول آیہ انا فتحنا حضرت عمر کو اپنے شکوک پر مصر رہنے کا اقرار کر لیا۔

Presented by Ziaraat.Com

علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہمراہ شد واز وے
سہ نوبت چیزے پرسید وہیچ جواب نشنید۔
مرویست از عمرؓ کہ گفت باخود خطاب کردم کہ
ثکلتک الامّت۔ مبالغہ نمودی سہ بار ورسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب تو ندادہ پس شتر خودرا
تیز راندم وپیش پیش لشکر می رفتم وترسان بودم کہ
مبادا درشان من قرآن نازل شود بعد از لحظہ شنیدم
کہ شخصے فریاد میکرد ومرا میخواند کہ ترا رسول خداؐ
میطلبد۔ آن ترس بر من زیادہ شد پس بتردد آنحضرتؐ
رفتم وسلام کردم جواب من داد وگفت با من سخن
کردی وجوابت ندادم زیرا کہ بسمع وحی مشغول بودم
انیست بر من سورۂ نازل شدہ کہ دوستر میدارم
از آنچہ آفتاب بر آن طالع میشود۔ بعد ازان
سورۂ کریمہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً بخواند ویاران را
تہنیت گفت واصحاب نیز او را مبارک باد گفتند
ونزد مفسران مراد از فتح مبین صلح حدیبیہ است ص ۳۶۱

لیکن تیسون بار کوئی جواب نپایا۔ حضرت عمر خود بیان کرتے ہین کہ مجھکو
جواب ملنے سے اسقدر صدمہ ہوا کہ مین نے اپنے نفس کو یون مخاطب کیکے
کہ تیری مان تیرے سوگ میں بیٹھے۔ کہا کہ مین نے بمبالغہ تمام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین عرض مدعا کیا اور کوئی جواب نپایا۔
یہہ کہکر حضرت عمر بیان کرتے ہین کہ مین نے اپنے اونٹ کو تاریانہ مار کر تیز کیا
اور تمام لشکر کے آگے کر لیا۔ اور سب سے آگے آگے چلا۔ اور اپنے دلمین برابر یہی خوف
کرتا جاتا تھا کہ مبادا کوئی حکم قرآن میرے خلاف مین نازل ہوگا اس اثنا مین کسی
شخص نے پیچھے سے مجھے یہ کہکر پکارا کہ عمر تمھین جناب رسولخداؐ صلعم بلاتے ہین
یہہ آواز سنکر مین فوراً لوٹا۔ اور میرا خوف زیادہ ہوگیا آنحضرت صلعم کی خدمت
مین یہونچا سلام عرض کیا۔ آپنے جواب سلام دیکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے
عمر تم نے تین بار ایک بات مجھسے پوچھی لیکن مین نے تمھین کوئی جواب نہ دیا اسلیے
کہ مین وحی آلہی کی سماعت مین ہمہ تن مصروف تھا آج رات کو ایک ایسی سورۃ نازل
ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی اون تمام چیزون سے جن پر آفتاب روشن ہوتا ہے۔
عزیز تر ہے! اس کے بعد آپنے آیہ کریمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا تلاوت فرمایا اور
تمام صحابہ کو بلاکر تہنیت دی اور صحابہ نے بھی آپکی خدمت مین مبارکباد عرض کی اور
مفسرین کے نزدیک فتح مبین سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔

ہم نے ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے اسلیے لکھدیا ہے کہ انھین واقعات وحالات سے تدبیر ربانی اور تجویز وقیاس انسانی کے امتیاز معلوم ہوتے ہین۔ جمعیت اسلام مین۔ جیسا کہ واقعات بتلا رہے ہین۔ سب سے پہلے حضرت عمر ہی نے صرف معاملات کی صورت ظاہری پر اعتبار کرکے اپنی سوء قیاسی اور حقیقت ناشناسی سے مدعائے مشیت اور منشاء رسالت کے خلاف تصور فرمایا۔ خود جناب رسالتمآب صلعم اور حضرت ابوبکر سے استفسار بھی فرما چکے۔ اور جواب بھی پا چکے۔ لیکن تاہم آپکے شکوک وشبہات کا ازالہ نہین ہوا۔ ان کے ایک شبہ نے جیسا کہ ہم واقعات مرقومۂ بالا سے اوپر ثابت کرائے ہین۔ قریب قریب تمام لشکر اسلام کی عقیدت کو متزلزل کر دیا۔ اور اس شدت کے ساتھ کہ صدور حکم قربانی وغیرہ کے وقت تقریباً سب لوگ سرتابی اور عدول حکمی پر آمادہ ہوگئے۔ اور بالآخر جناب ام سلمہؓ کی صلاح سے حضرت رسولخداؐ کو۔ کمال غیظ وغضب مین تنہا اپنے قربانی کے اونٹون کو نحر فرمانے۔ اپنے سر مبارک کی اصلاح بنوانے کی مثال قائم فرمانی ہوئی۔ خدا خدا کرکے جب جاکر

Presented by Ziaraat.Com

مسلمانون کو اتنی توفیق ہوئی کہ اونھون نے رسول اللہ صلعم کو قربانی کرتا ہوا دیکھکر اپنی اپنی قربانیان تو کردین مگر سر منڈوانیکے وقت کتنون نے سر منڈا لیے اور کتنون نے صرف بال کتروا لیے۔ یہہ تخفیف حکم بھی طبع رسالت کے ناگوار ہوئی۔ اور بار بار کے اصرار پر بھی آپنے دعائے رحمت مین مقصرین کو شامل نفرمایا۔ اور تیسری بار کی الحاح وزاری کے بعد اوالمقصرین کو دعاے مبارک مین شامل فرمایا بھی تو یہہ یاد دلاکر اور تبلاکر کہ محلقین (سر منڈوانے والے) الزام شک سے بری ہین اور مقصرین (بال کتروانے والے) شک و شبہہ کے ارتکاب جرم مین داخل ہین۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اہل اسلام کو عموماً اور حضرت عمر کو خصوصاً مخاطب کرکے۔ خداے سبحانہ تعالیٰ کے وہ تمام احسانات و تفضلات یاد دلائے۔ جو اون پر سخت سے سخت آفت و مصیبت کے مختلف اور متواتر موقعون پر خاصکر مبذول فرمائے گئے تھے۔ اور پھر اون احسانات و تفضلات کے مقابلہ مین اُنکی احسان فراموشی اور ناسپاسگذاری کے موجودہ طریقہ و انداز کو دکھلاکر اونکو سخت عبرت و غیرت دلائی گئی جس پر تمام اہل اسلام کے مجمع نے آپکی خدمت بابرکت مین اپنے قصور کا اعتراف کرکے اپنی طرف سے ندامت و معذرت کا اقرار کیا۔ جیسا کہ معارج النبوۃ کی مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوا۔ ان واقعات سے علوم رسالت کے یقینیات اور عقول صحابیت کے قیاسات و ظنیات کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے جسکی ابتدا حضرت عمر کے ایسے تیز طبع اور سریع الفہم صحابہ سے ہوتی ہے۔

عورتین شرایط معاہدہ سے مستثنیٰ فرمائی گئین۔

شرایط صلحنامہ مین بیان ہوچکا ہے کہ جو شخص قریش مین سے مسلمانون کے پاس چلا جائے وہ واپس دیدیا جاے بخلاف اسکے جو شخص قریش کے پاس مسلمانون کا چلا جائے وہ واپس ندیا جائے عورتین اس شرط سے بالکل مستثنیٰ تھین۔ اس صنف نازک کی نسبت جو حکم منصوص مخصوص طور پر نازل ہوا وہ یہہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

مسلمانو اجب تمھارے پاس عورتین ہجرت کرکے ائین تو تم اُن کو جانچ لو۔ خدا اون کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اب اگر تمکو معلوم ہو کہ وہ حقیقتاً مسلمان ہین تو اونکو کافرون کے ہان واپس ندو۔ نہ وہ عورتین کافرون کے قابل ہین اور نہ کافر اِن عورتون کے قابل ہین۔ اور ان عورتون پر اون لوگون نے جو خرچ کیا ہے وہ تم اونکو دیدو۔ اور تم اون سے خود شادی کرسکتے ہو۔ بشرطیکہ اون کے مہر ادا کردو اور کافرہ عورتون کو اپنے عقد نکاح مین کبھی نرکھو۔

سیرۃ النبی جلد اول ص

چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد۔ ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط کا واقعہ پیش آیا۔ یہہ قبل سے اسلام لاچکی تھین صلح کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

مکہ سے مدینہ چلی آئین۔ اُن کے دونو بھائی عمارہ اور ولید۔ اُن کی واپسی کی غرض سے مدینہ پہونچے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرط صلحنامہ کے مطابق واپس ندیا۔ اسی طرح جن صحابہ کی عورتین ابھی تک مکہ مین مقیم تھین اور وہ اسلام سے محروم تھین صحابہ نے اونھین طلاق دیکران سے دائمی مفارقت اختیار کرلی۔

صلح حدیبیہ کے مفیدانہ اور فاتحانہ نتائج

سچ حدا کی بات خدا کی قسم خدا جانے۔ ابھی صلحنامہ کی تحریر کے کئی دن ہوے تھے تحریر صلحنامہ تعئین شرائط کے وقت۔ کفار قریش کی مخالفانہ شدت۔ مخاصمانہ عصبیت۔ اسلام سے قطعی نفرت۔ تحکمانہ اظہار زور و قوت نے کیسے خوفناک اور دہشت انگیز منظر پیش کئے تھے۔ اور اونکی اوسوقت کے انداز سے کوئی ظاہرین یہہ راے قائم نہین کرسکتا تھا کہ یہہ سرکش اور مغرور قوم اسلام کے آگے کبھی اپنا سر نیچا کرے گی۔ یا ایسے اور اتنے سخت شرایط صلح لکھوانیکے بعد بھی کسی وقت و موقع پر مشرکین مکہ اور متمردین قریش کو اہل اسلام کے پاس ملتجی بنکر جانیکی ضرورت اور مجبوری ہوگی۔ ان حق فراموشون نے تو اپنے انسانی غور و خوض۔ فکر و تامل اور تفہم و تعقل کی امکانی قوت کے مطابق ایسی شرطین لکھوائی تھین کہ ان تمام معاملات مین اونکو مسلمانون پر قابو اور دسترس حاصل رہے اور اون کے مقابلہ مین اہل اسلام مغلوب ضعیف اور اُن کے زیر اثر و دست نگر بنے رہین۔

لیکن بالآخر تھین تو یہہ تمام انسانی تدبیرین۔ جو زیادہ سے زیادہ انسانی تخیلات و تصورات کے دائرون تک محدود تھین۔ پھر اُنکے استقرار و استمرار کا اعتبار کیا۔ ان کوتہ بینون کو تقدیر ربانی اور اسرار روحانی کی کیا خبر تھی کہ خدا کا نظام جبروت اس مین کیا انقلابات پیدا کرے گا۔ صلحنامہ کے چند ہی روز دن کے بعد مغرور ان قریش کی سرکوبی۔ تنبیہہ۔ خجالت اور پشیمانی کے جو اسباب بارگاہ مسبب الاسباب سے فراہم ہوے اونکی تفصیل ذیل مین قلمبند ہے۔

ابوجندل کی مصیبتناک داستان اوپر بیان ہوچکی ہے۔ محدث شیرازی اوس مین اتنا اور اضافہ فرماتے ہین کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ صلح سے مجبور ہوکر اور ہدایت ضبط و صبر فرماکر اوسکو بید رد باپ کے حوالے کردیا تو وہ شقیق القلب اسکو لیکر اوٹھا۔ سامنے والے ببول کی ایک شاخ توڑلی اور اوسی خاردار شاخ سے بیٹے کو مارتا ہوا مکہ لے گیا۔ روضۃ الاحباب ص ۳۵۸۔

ابوجندل کی تبلیغ دین اور مخلصی

مدبر قدرت نے اس مظلوم اور مجبور مسلمان قیدی (ابوجندل) سے تبلیغ و تعلیم اسلام کا جس آسانی سے کام لیا اور جس سہولیت سے اُسکی (ابوجندل) کی نجات و مخلصی کا سامان فراہم فرمایا۔ وہ اُسکی تدبیر قدرت کی خاص مثال ثابت ہوتا ہے۔ صاحب رحمۃ العالمین لکھتے ہین۔

ابوجندل نے قید خانہ مکہ مین پہونچکر دین حق کی تبلیغ شروع کردی۔ جو کوئی اوسکی نگرانی پر مامور ہوتا وہ

اوسے توحید کی خوبیان سُناتا۔ اللہ کی عظمت وجلال بیان کرکے ایمان کی ہدایت کرتا۔ خدا کی قدرت کہ ابوجندل اپنے سچے ارادے اور عزم مین کامیاب ہوجاتا تھا اور وہ شخص (نگران محبس) مسلمان ہوجاتا تھا۔ قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کردیتے اب یہہ دونون ملکر تبلیغ کا کام اوسی قیدخانہ مین کرتے۔ الغرض اسی طرح پر ایک ابوجندل کے قید ہوکر مکّہ پہونچ جانے کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک سال کے اندر تین سو اشخاص ایمان لائے۔

رحمۃ العلمین ص ۲۴۰ —

عتبہ ابن اسید کا واقعہ ابوجندل کے ایسے اکثر بے یار و مددگار مسلمان مکّہ مین گرفتار تھے۔ اور شب و روز ظالمان قریش کے ہاتھون ناقابل برداشت مصائب اوٹھا رہے تھے۔ آخر صبر و تحمّل کی تاب و طاقت کہان تک۔ وقت اور موقع پاکر اُن مین اکثر ادہر اودہر نکلجاتے تھے۔ اُن مین عتبہ ابن اسید۔ جن کی کنیت ابوبصیر تھی۔ مکّہ سے بھاگ کر مدینہ مین چلے آئے۔ قریش کو خبر ہوئی دو آدمی اُن کے پکڑنے کو آئے۔ ابوبصیر بلائے گئے اور بارگاہ رسالت سے فوراً واپس جانے کا حکم ہوا۔ (انّ ہذا رسولٌ صادقٌ امینٌ) عتبہ نے عرض کی۔ حضور ہمین پھر کافرون مین بھیجے دیتے ہین کہ وہ ہمین کافر بنالین۔ ارشاد ہوا۔ خدائے مسبب الاسباب تمھاری نجات و مخلصی کی راستہ نکال دیگا۔ ابوبصیر مجبور ہوکر اپنے دونو کافر رفیقون کے ساتھ مدینہ سے مکّہ واپس ہوئے۔ منزل ذوالحلیفہ مین پہونچکر اپنے دونو محافظون سے ایک کو موقع پاکر مار ڈالا۔ دوسرا شخص جو بچ رہا تھا۔ اوس نے مدینہ مین جاکر جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین روئداد عرض کردی۔ اوسکے پیچھے ابوبصیر بھی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور نے اپنے عہد کو پورا کردیا۔ آپ بریُ الذمہ ہین۔ اب جو الزام ہے وہ مجھپر۔ مین مدینہ مین بھی نہین رہنے کا۔ یہہ کہا اور اوسی وقت مدینہ سے چلے گئے۔ اور مقام عیص مین۔ جو سمندر کے ساحل پر ذومرّہ کے قریب ہے۔ سکونت اختیار کی۔

اب سُنئے۔ جب عیص مین ابوبصیر کی سکونت کی خبر معلوم ہوئی تو باقیماندہ مقیّدین اسلام جو مکّہ مین پڑے کفار قریش کی مصیبتین جھیل رہے تھے۔ ایک ایک کرکے موقع اور وقت سے بھاگ کر انکے پاس پناہ گزین ہونے لگے۔ یہان تک کہ اون کے پاس تھوڑے ہی دنون مین ایک معتدبہ جماعت ہوگئی۔ اور پھر تو رفتہ رفتہ اونمین اتنی قوّت آگئی کہ مکّہ سے آنے والے قافلہاے تجارت کو سرراہ روک لینے لگے۔ اور اس ردوکد مین اسباب قافلہ بھی اونکو جو کچھ دستیاب ہوجاتا تھا وہی اونکے آذوقہ اور مدد معاش کے لیے کافی ہوتا تھا۔ قریش ساحل کے مقامات و حالات سے واقف بھی نہین تھے جو اُن کے معاملات کی کوئی انسداد و اصلاح کی فکر کرتے۔

بالآخر قریش نے عاجز اور تنگ ہوکر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اپنے آدمی بھیجے

Presented by Ziaraat.Com

اور بڑی منت و عاجزی سے گزارش کی کہ صلحنامہ کے شرائط سے یہہ شرط خارج کر دیجاے اور اب جو مسلمان چاہے مکہ سے بلاخوف وہراس اور بغیر عذر وکلام مدینہ مین جاکر مقیم ہو۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا عذر تھا۔ فوراً منظور ہوگیا۔

مسلم مقیدین قریش اور محصورین مکہ کی رہائی ابوبصیر کی آخری سرگزشت

اوسی وقت تمام مسلم مقیدین کو مدینہ مین واپسی کا حکم عام لکھ کر بھیجدیا گیا۔ ابو بصیر کو بھی اطلاع دیدی گئی۔ محدث شیرازی لکھتے ہین کہ جسوقت یہہ نامہ مبارک عیص مین پہونچا۔ غریب ابوبصیر پر عالم نزع طاری تھا۔ ابوجندل جو مکہ سے آکر انھین کے پاس مقیم تھے۔ سرہانے تیمارداری کر رہے تھے۔ ابوبصیر کے کان مین چلاکر نامۂ مقدس کی آمد کی بشارت دی ابوبصیر نے یہہ مژدہ جانفزا سُنکر آنکھین کھولدین اور ابوجندل کے ہاتھ سے نامۂ مبارک لیکر اپنے سینہ پر رکھ لیا اور روح عالم قدس کی طرف پرواز کرگئی ابوجندل کا بیان ہے کہ ہم سب نے ملکر ابوبصیر کو دفن کر دیا اور ایک مسجد وہان تعمیر کردی۔ پھر وہان سے ہملوگ مدینہ منورہ مین چلے آے۔ روضۃ الاحباب ص ۳۶۳۔

جب اتنے مشاہدات متواتر مسلمانون کی چشم ظاہر سے گزر چکے تب جاکر اونکو صلح حدیبیہ کے فواید مخفیہ کی حقیقت کا یقین ہوا۔ اور اوسوقت یہہ سمجھے کہ حقیقت مین وہ جس صلح کو اپنی شکست سمجھے تھے۔ وہ حقیقت مین اونکی وہی فتح مبین تھی جسکو خود خدائے سبحانہ تعالی وحی بھیجکر بتلا چکا تھا۔ صدق اللہ ورسولہ۔

وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون

جو چیزین تم مکروہ سمجھتے ہو وہ تمھارے حق مین بہتر نکلتی ہین اور خدا اون چیزون کو جنکو تم نہین جانتے تم سے بہتر جانتا ہے۔

فتح مبین کی تفسیر مین محدث شیرازی لکھتے ہین۔

مراد از صلح حدیبیہ است و آنچہ در بعضی از اخبار وارد شدہ کہ اصحاب از حضرت پرسیدند افتح ھو (حضرت عمر کا کلمہ مستفسرہ ہے) فرمود نعم۔ مویّد این سخن است و صلح حدیبیہ را فتح خواند۔ زیرا کہ مقدمہ فتوح بسیار و بواسطہ این صلح جمعے از مومنان کہ در مکہ بودند و ایمان[1] خود را مخفی می داشتند سرگزار شدند و مسلمانان با کفار بر سبیل مجاہرہ و مناظرہ

فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ بعض اخبار مین وارد ہوا ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کیا یہہ واقعی فتح ہے (حضرت عمر کا کلمہ مستفسرہ ہے) فرمایا۔ ہان۔ آپکا قول مبارک اسکا مویّد ہے۔ آپ نے صلح حدیبیہ کو اس لیے فتح کہا کہ یہہ صلح بہت سے فتوحات کی مقدمہ تھی اور اسکے ذریعہ سے بہت سے مسلمان جو اسوقت مکہ مین مقیّد تھے اور اپنے ایمان کو چھپاتے تھے بالکل آزاد ہوگیے اور مسلمان کفار کے ساتھ مجاہرہ اور مناظرہ کرنے پر پوریطور سے آزاد ہوگیے۔ اور قرآن مجید

[1] کیا اس سے حکم تقیہ پر عمل صحابہ ثابت نہین ہے۔ مولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

می نمودند و قرآن بر ایشان می خواندند و بآن سبب بسیارے از کفار مسلمان شدند۔

اونکو سُناتے تھے۔ اور اس سبب سے بہت سے کفار مسلمان ہو گئے۔

آخر مین محدث شیرازی تحریر فرماتے ہین

در بعضے از تفاسیر و کتب اہل سیر ہست کہ در آن دو سال کہ صلح میان ایشان باقی بود چندان از کفار مسلمان گشتند کہ موازی بود بر آنکہ قبل از صلح باسلام آمدہ بودند۔

بعض کتب تفسیر و سیرت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو سال صلح کے زمانہ مین اس تعداد مین قریش (کفار) اتنے مسلمان ہوے جتنے اُنکے صلح سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔

شبلی صاحب بھی انھین مضامین کو ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

اب تک مسلمان اور کفار باہم ملتے جلتے نہ تھے۔ اب صلح کی وجہ سے آمد و رفت شروع ہوئی۔ خاندانی اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے کفار مدینہ مین آتے۔ مہینون قیام کرتے اور مسلمانون سے ملتے جلتے تھے۔ باتون باتون مین اسلامی مسائل کا تذکرہ آتا تھا۔ اسکے ساتھ ہر مسلمان۔ اخلاص۔ حسن عمل۔ نیکوکاری۔ پاکیزہ اخلاق کی ایک زندہ تصویر تھا۔ جو مسلمان مکہ جاتے تھے اونکی صورتین یہی مناظر پیش کرتی تھین۔ اس سے خود بخود کفار کے دل اسلام کی طرف کھنچے آتے تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس معاہدۂ صلح سے لیکر فتح مکہ تک اسقدر لوگ کثرت سے اسلام لائے کہ کبھی نہ لائے تھے حضرت خالد (فاتح شام) اور عمر ابن عاص (فاتح مصر) کا اسلام بھی اسی زمانہ کا یادگار ہے۔ سیرۃ النبی ۳۳۷۔

صاحب رحمۃ العلمین اسکو زیادہ دلیل و تفصیل کے ساتھ یون بیان کرتے ہین۔

صلح کا حقیقی فائدہ۔ امام زہری نے معاہدہ کی دفعہ اوّل کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جانبین سے آمد و رفت کی روک ٹوک اوٹھ جانے سے یہہ فائدہ ہُوا کہ لوگ مسلمانون سے ملنے جلنے لگے۔ اور اس طرح اونکو اسلام کی حقیقت معلوم کرنے کے ذریعے ملے اور اسی وجہ سے اس سال اتنے زیادہ لوگون نے اسلام قبول کیا کہ اس سے بیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہین ہوے تھے۔ معاہدۂ حدیبیہ کی شرط دوم کے رُو سے مسلمان اس سال مکہ پہونچکر عمرہ کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اسی لیے اللہ کا رسولؐ دو ہزار صحابہ کو لیے مکہ مین پہونچا۔ مکہ والون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مین آنے سے تو نہ روکا لیکن خود گھرون مین قفل لگا کر کوہ بوقبیس کی چوٹی پر۔ جس کے نیچے مکہ آباد ہے۔ چلے گیے۔ پہاڑ پر سے مسلمانون کے حال کو دیکھتے رہے۔ خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن تک عمرہ کے لیے مکہ مین ٹھہرا رہا۔ اور پھر ساری جمعیت کے ساتھ مدینہ کو واپس گیا۔ ان منکرون پر مسلمانون کے سچے جوش۔ سادہ اور سچے موثر طریق عبادت کا اور اونکی اعلا دیانت و امانت کا (کہ خالی شدہ شہر مین کسی کا ایک پائی کا بھی نقصان نہین ہوا) عجیب اثر ہُوا۔ جس نے سیکڑون کو اسلام کی طرف مائل کر دیا ص ۲۴۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ان مفید اور خوشگوار نتائج صلح کو دیکھکر اب تمام اہل اسلام کو یقین ہو گیا کہ وہ تدبیر قدرت اور تجویز رسالت کی تفہیم سے کتنے دُور تھے۔ معاملہ صُلح کی صرف صورت ظاہری پر اعتبار کرکے جو شکوک اُن کے دلون مین خطور کر رہے تھے اور جن پر وہ کسی قدر عمل پیرا بھی ہو گئے تھے۔ وہ حالت حاضرہ مین اُن کے لیے کسقدر ندامت و خجالت کے باعث ثابت ہوئے اور آیہ وافی ہدایہ۔

عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اکثر ایسی چیزین جنھین تم ناپسند کرتے ہو تمھارے حق مین اچھی نکل آتی ہین اور اکثر ایسی ہوتی ہین جنھین تم پسند کرتے ہو مکروہ تمھارے لیے بُری ہو جاتی ہین اور خدا اون چیزون کو جنھین تم نہین جانتے تم سے بہتر جانتا ہے۔

کے خطاب کے پہلی مخاطب بھی قرار پا گئے۔

سلاطین ملک اور رئیسان قبائل کے نام تبلیغ اسلام کے خطوط

سلاطین ملک اور رئیسان قبائل کے نام تبلیغ اسلام کے خطوط

صلح حدیبیہ کے اون تمام منافع و فواید کے علاوہ جو کامل تفصیل و تشریح سے اوپر بیان ہو چکے ہین۔ ایک بہت بڑا فائدہ یہہ ہُوا کہ اس مصالحت کے ہوتے ہی اشاعت اسلام کے لیے جس طرح ملک کے اندرونی مقامات مین فتح الباب ہو گیا۔ اوسی طرح تمام بیرونی ممالک مین اسکی اشاعت و اعلان کے راستے کھُل گئے۔

قریش کی مخالفت۔ خفیہ سازشین اور پوشیدہ ریشہ دوانیان ابتک توسیع اسلام کی سدّ راہ ہو رہی تھین اب اسلام بالکل آزاد تھا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (اے رسول ہم نے تمکو تمام دنیا کے لوگون کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا ہے) کے حکم برحق کے موافق بیرونی ممالک کے غیر مسلم سلاطین اور غیر مسلم امیران قبائل کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھے اور صحابہ متعدد مین سے حسب دیل بزرگوارون کو خطوط دیکر غیر اسلامی سلاطین و امرائے قبائل کے دربار مین عہدۂ سفارت پر روانہ فرمایا

۱۔ دحیہ کلبی	قیصر روم	۴۔ عمر بن اُمیہ الضمیری	نجاشی بادشاہ حبش
۲۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی	خسرو پرویز (کجکلاہ ایران)	۵۔ سلیط بن عمر بن عبد شمس	رؤساے یمامہ
۳۔ حاطب بن بلتعہ	عزیز مصر	۶۔ شجاع بن وہب الاسدی	رئیس حدود شام

صحابہ موصوفین تعمیل حکم کے لیے بسر و چشم حاضر تھے۔ ان تمام سُفراے اسلام کو رخصت کرتے وقت جو ہدایت فرمائی گئی۔ وہ شبلی صاحب کے الفاظ مین یہہ تھی۔

ایُّہا الناس۔ خدا نے مجھکو تمام دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو حواریُّون عیسیٰؑ کی طرح اختلاف

Presented by Ziaraat.Com

نکرنا۔ جاؤ۔ اور میری طرف سے پیغام حق ادا کرو۔

شبلی صاحب پھر اشارون مین بات کر گئے۔ آپ کی کتاب دیکھنے والون کو یہہ نہ معلوم ہوا کہ حواریان عیسیٰ نے کیا اختلاف کیا تھا جس سے بچنے اور احتیاط کرنے کے لیے آپ اپنے اصحاب کو خاص طور پر ہدایت فرماتے ہین نہین معلوم معلوم اسکے بیان کر دینے مین کیا دشواری تھی۔ حالانکہ آپ طبری کی جس عبارت سے اس مضمون کو نقل کر رہے ہین اوسی عبارت کے سلسلہ مین اسکی توجیہہ بھی لکھی ہوئی ہے۔ اگر آپ چاہتے تو اوسے لکھ کر اپنے کلام کے موجودہ ابہام کو بہت آسانی سے رفع کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے نہین کیا۔ اور یہہ کام مجھسے لیا۔

طبری اسی سلسلہ بیان مین لکھتے ہین۔

قالوا یا رسول اللہ صلعم وکیف کان اختلافھم	صحابہ نے عرض کی کہ وہ کیا اختلاف تھا جو اون سے سرزد ہوا۔ ارشاد
قال دعا الی مثل ما دعونکم الیہ فامّا من	فرمایا کہ حضرت عیسی نے اونکو بھی ویسی ہی دعوت دینی دی تھی جیسی
قرّب بہ فاحبّ وسلّم واما من بعدا بہ فکرہ	مین تمکو گون کو دی ہے۔ لیکن جب تک وہ لوگ حضرت عیسی
وابی فتکا ذلک منھم عیسی الی اللہ عزوجل	کے پاس رہے اوسکے ساتھ خلوص و محبّت بھی رکھا کیے اور اطاعت
فصحوا من لیلتھم تلک وکل رجل منھم بلغتہ	بھی کی۔ لیکن جب اون سے عیسیٰ سے دور چلے گئے۔ تو اوس سے
القوم الّذین بعث الیھم فقال عیسی	نفرت کرنے لگے۔ اور انکار کرنے لگے۔ اون کے امور کی شکایت
ھذا امر قد عزم اللہ لکم علیہ	حضرت عیسیٰ نے خدا سے کی۔ پھر اوسی رات کی صبح کو اون مین سے
فامضوا	ہر شخص اوس قوم کی زبان مین حضرت عیسی کے متعلق کلام کرنے لگا
ص ۱۵۶۰	جس قوم کی طرف وہ بھیجے گئے تھے حضرت عیسی نے کہا یہہ امر جیسا
	اون کے لیے منجانب اللہ مقدر ہو چکا تھا بالآخر ویسا ہی ہو کر رہا۔

اس عبارت نے حواریون عیسیٰ کے اختلاف کا انکشاف کر دیا اور بتلا دیا کہ حواریّون کے اس اختلاف کی مثال دکھلا کر آنحضرت صلعم نے صحابہ کو ثبات دینی اور غیر قومون کی اثر پذیری سے بچنے اور احتیاط قائم رکھنے کی تعلیم دی تھی اور تاکید کی تھی۔

دعوت اسلام کا خط قیصر روم کے نام

شاہان روم و فارس کی موجودہ اقتدار و عظمت کے اعتبار سے تمہیدًا اتنا لکھدینا ضروری ہے کہ چند سال پیشتر ایرانیون نے رومیون کو شکست سخت پہونچائی تھی جسکا اشارہ قرآن مجید مین اذ غلبت الرّوم مین موجود ہے۔ ہرقل موجودہ قیصر روم نے بعد چندے ایرانیون کو ہزیمت کامل پہونچا کر اپنے تمام نقصانات کا پورا معاوضہ لے لیا۔ ان ایام مین کہ فرمان مبارک ہرقل کے نام صادر ہوا وہ اپنے اس موجودہ فتح کی

Presented by Ziaraat.Com

اوا سے شکرانہ کے لیے بیت المقدس مین جاکر مقیم تھا۔ کہ دحیہ کلبیؓ نامہ مقدس لیکر حارث غسانی کے پاس۔ جو قیصر کی طرف سے علاقہ شام کا گورنر تھا اور بصرے مین جو آج کل حوران کے نام سے مشہور ہے۔ اور اوسوقت علاقہ شام کا دارالسلطنت تھا مقیم تھا حارث نے وہ نامۂ مبارک۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے لیکر اپنے ایک معتمد خاص کی معرفت ہرقل قیصر روم کے پاس بیت المقدس مین بھجوادیا۔ ہرقل کو جب نامہ مقدس ملا تو اوس نے بڑا شاندار دربار کیا۔ اور اپنے ہر طبقہ کے ملازمین و رعایا کو جمع کیا۔ خود لباس شاہی پہنکر تخت پر جلوس کیا۔ اور تمام مسیحی پیشوایان مذہب اور عالمان دین کو حاضر رہنے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ جمع ہوچکے تو اوس نے حکم دیا کہ اگر کوئی عرب بیت المقدس مین موجود ہو تو اوسکو خدمت ترجمانی کے لیے حاضر کرو۔ حسن اتفاق سے ابوسفیان تجار قریش کے ساتھ اوندنون بیت المقدس مین مقیم تھا۔ لوگ ابوسفیان کو دربار مین بُلا لائے۔ نامۂ مُبارک کھولا گیا تو اوسکی عبارت یہہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
من محمد رسول اللہ ص الی ھرقل عظیم الروم السلام علی من اتبع الھدی امّا بعد اسلم تسلم واسلم لربّك اللہ اجرك مرّتین وان تتول فان اثم الاکارین علیك	محمد رسول اللہؐ کی طرف سے ہرقل بادشاہ روم کے نام سلامتی اون لوگون کے لیے ہے جو ہدایت کی پیروی کرتے ہین۔ تم اسلام قبول کرو اگر تم نے اسلام قبول کرلیا تو تمھارا پروردگار تمھین دوہرے ثواب عطا فرمائے گا اور اگر تم نے نا توجہی کی تو تم عذاب منکر کا مواخذہ لیا جائیگا۔

صحیح بخاری مین نامہ مقدس کی آخر عبارت کے بعد یہہ آیہ قرآنی تحریر تھی۔

یَاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِكَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ	اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم مین اور تم مین یکسان ہے وہ یہہ کہ خدا کے سوا کسی کو نہ پوجین اور ہم مین سے کوئی خدا کو چھوڑ کر کسی کو خدا نہ بنائے۔ اور اگر تم نہین مانتے تو گواہ رہو کہ ہم ماننے والے ہین۔

قیصر کے دربار مین نامۂ مقدس

اس نامہ مبارک کی صاف اور بیلوث عبارت موعظت کو سنکر تمام مجمع حیرت مین آگیا عیسائی پیشوایان مذہب و عالمان دین نے طیش مین آکر سخت اظہار نفرت کیا۔ لیکن قیصر پر اونکی متعصبانہ مخالفت کا کوئی اثر نہوا۔ اوس نے خط مبارک کو تخت پر رکھ لیا اور ابوسفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات دریافت کرنے لگا۔ فیما بین یون گفتگو شروع ہوئی۔

قیصر۔ مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوسفیان۔ شریف ہے۔

قیصر۔ محمدؐ سے پہلے بھی کسی نے اُنکے خاندان مین نبوت کا دعوے کیا ہے۔

ابوسفیان۔ نہین۔

قیصر۔ اُنکے خاندان مین کوئی بادشاہ گزرا ہے۔

ابوسفیان۔ نہین۔

قیصر۔ جن لوگون نے اُنکا دین اختیار کیا ہے وہ غریب و مسکین ہین یا صاحب اثر و مقتدر۔

ابوسفیان۔ وہ سب مساکین و غرباے قوم ہین۔

قیصر۔ اونکے پیرو بڑہتے جاتے ہین یا گھٹتے جاتے ہین۔

ابوسفیان۔ بڑہتے جاتے ہین۔

قیصر۔ کبھی تملوگون کو اُس مدعی نبوّت پر جھوٹ بولنے کا بھی علم و تجربہ ہُوا ہے۔

ابوسفیان۔ کبھی نہین۔

قیصر۔ کبھی انھون نے تم سے بدعہدی اور پیمان شکنی کی ہے۔

ابوسفیان۔ نہین کبھی نہین۔ لیکن اب جو نیا معاہدہ صلح (حدیبیہ) ہوا ہے۔ آیندہ دیکھین وہ قائم رہتا ہے یا نہین

قیصر۔ تملوگون نے کبھی اُن سے جنگ کی ہے۔

ابوسفیان۔ ہان کی ہے۔

قیصر۔ نتیجہ جنگ کیا رہا ہے۔

ابوسفیان۔ کبھی ہم غالب آئے کبھی وہ۔

قیصر۔ اوسکی تعلیم کیا ہے۔

ابوسفیان۔ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ نماز پڑہو۔ پاکدامنی اختیار کرو۔ سچ بولو صلہ رحم ادا کرو۔"

سیرۃ النبیؐ

شبلی صاحب۔ اس مکالمہ کی شرح و تفصیل مین لکھتے ہین۔

اس گفتگو کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعہ سے کہا کہ تم نے اُسکو شریف النسب بتلایا۔ پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانون سے ہوتے ہین تم نے کہا کہ اسکے خاندان مین کسی اور نے نبوّت کا دعوی نہین کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو مین سمجھتا کہ یہہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس خاندان مین کوئی بادشاہ نہین تھا۔ اگر ہوتا تو مین سمجھتا اسکو بادشاہت کی

Presented by Ziaraat.Com

ہوس ہے۔ نم مانتے ہو اُس نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ جو شخص کسی آدمی سے جھوٹ نہین بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے تم کہتے ہو کہ کمزورون نے اُسکی پیروی کی ہے۔ پیغمبرون کے ابتدائی پیرو غریب ہی لوگ ہوتے ہین۔ تم نے تسلیم کیا ہے کہ اُس کا مذہب بڑھتا جاتا ہے۔ سچے مذہب کا یہی حال ہے کہ بڑھتا جاتا ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اُس نے کبھی فریب نہین کیا پیغمبر لوگ فریب نہین کرتے۔ تم کہتے ہو کہ وہ نماز تقویٰ اور عفاف کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر یہہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اُسکا قبضہ ہوجائے گا۔ مجھکو یہہ خیال تھا کہ ایک پیغمبر جو آنے والا ہے۔ لیکن یہہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب مین پیدا ہوگا۔ مین اگر وہان جاتا تو خود اوسکے پاؤن دھوتا۔

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی تھی اوس سے بطارقہ اور اہل دربار سخت برہم ہوئے تھے۔ یہہ دیکھ کر قیصر نے اہل عرب کو دربار سے ہٹوا دیا اور گو اوس کے دل مین نور اسلام آچکا تھا لیکن تاج و تخت کی تاریکی مین وہ روشنی بجھکر رہگئی۔ سیرۃ النبی صہ ۳۴۲۔

ابوسفیان کا بیان ہے کہ اُسی روز سے میرے دل مین اپنی ذلت کا نقش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا یقین ہوگیا۔ رحمۃ ۱۷۰۔

خسرو پرویز شاہ ایران کے نام خط مبارک

عبداللہ بن حذافہؓ سہمی خسرو پرویز کے نام جو نامہ مقدس لے گئے تھے اوسکی عبارت یہہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس

محمد پیغمبر خدا کی طرف سے۔ کسریٰ شاہ فارس کے نام۔ سلامتی ہے

السلام علی من اتبع الھدیٰ و امن باللہ و رسولہ و اشھد ان

اوس شخص کے لیے جو ہدایت کا پیرو اور خدا و پیغمبر خدا پر ایمان

لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من

لائے اور یہہ گواہی دے کہ خدا صرف ایک خدا ہے اور یہہ کہ خدا نے

کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس

مجھے تمام لوگون کا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خوف دلائے۔

تو اسلام قبول کر تو سلامت رہیگا ورنہ مجوسیون کا وبال تیری گردن پر ہوگا

خسرو پرویز۔ موجودہ فرمانروائے فارس نہایت عظمت و شان کا تاجدار تھا۔ عجم کا ہمیشہ سے دستور تھا کہ ہر خط کے عنوان پر نام بادشاہ وقت کا عظمت کے خیال سے لکھا کرتے تھے۔ نامۂ مقدس مین اونکے دستور کا فرق کے خلاف عنوان خدا اور خدا کے رسولؐ کے نام سے شروع کیا گیا تھا۔ اور خسرو کا نام سب سے آخر مین رکھا گیا تھا۔ فرمان رسالت مین اسی ایک بات کو دیکھکر خسرو غیظ و غضب کی شدت مین آگ کا پتلا بنگیا اور نامہ مبارک کو چاک چاک کر ڈالا اور اپنے عزور شاہی مین آکر کہنے لگا کہ میرا رعایا اور میرا غلام اپنی تحریر مین میرے مراتب خاندانی اور مدارج سلطانی کی

Presented by Ziaraat.Com

یون تحقیر کرے۔

آنحضرتؐ کی گرفتاری کا حکم اور اوس کا نتیجہ

پھر اوس نے باذان کو جو اوسکی طرف سے علاقہ یمن کا عامل تھا لکھا کہ محمد صلعم کو (نعوذ باللہ) پابزنجیر کرکے میرے پاس بھیجدو۔ باذان نے دو آدمیون کو اس خدمت پر تعنات کیا۔ ایک کا نام بانویہ تھا۔ دوسرے کا خرخسرو۔ اُن دونونے مدینہ مین آکر شہنشاہ رسالت کی خدمت مین عرض کی کہ کسریٰ خسرو پرویز نے آپ کو طلب کیا ہے۔ اگر آپ اوسکے حکم کو نمانین گے تو وہ آپکے تمام ملک و انتظام کو تباہ وسیاہ کردیگا۔ آپ نے جواب دیا کہ کل اس کے متعلق کہون گا۔ دوسرے دن۔ وہ جواب لینے آئے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ خسرو تو خود چلا گیا۔ اب کس کے پاس جاؤن۔ کل رات کو اوسکے بیٹے شیرویہ نے اوسے قتل کرڈالا۔ یہہ دونون ایرانی افسر یمن مین واپس آئے تو وہان اُن کے آنے سے پہلے خسرو کے قتل کی خبر پہونچ چکی تھی۔

عبداللہ بن حذافۃ السہمی نے مدینہ منورہ مین واپس آکر اپنی سفارت کی جب ساری روئداد بیان کی اور نامۂ مبارک کے چاک کردیے جانے کا حال عرض کیا تو اوسیوقت ارشاد کیا گیا تھا کہ یوہین سلطنت عجم کے پُرزے پُرزے اوڑجائین گے۔

حاطب ابن بلتعہ اور عزیز مصر کے دربار مین سفارت

حاطب ابن بلتعہ عزیز مصر کے دربار مین سفارت کے عہدے پر مامور ہوکر بھیجے گئے تھے۔ اسکندریہ ملک مصر کا دارالسلطنت تھا۔ جریج ابن متی جس کا لقب مقوقس تھا مصر کا موجودہ فرمانروا تھا۔ حاطب نے عزیز مصر کو فرمان رسالت سُنانے سے پہلے ان الفاظ مین موعظت فرمائی۔ اور اسلام کی حقیقت تبلائی۔

ایہا الملک۔ آپ سے پہلے تخت مصر پر ایک فرمانروا ایسا بھی گزرا ہے جو انا ربکم الاعلیٰ کا جھوٹا دعوی کرتا تھا نتیجہ یہہ ہوا کہ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا اوسکو کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ دریا کی تہہ مین ایسا سمایا کہ پھر نہ اوبھرا نزول عذاب کے وقت نہ اوسکی دولت اوسکے کام آسکی نہ فوج و سلطنت اوسے بچاسکی۔ مناسب ہے کہ موجودہ فرمانروا بھی اوسکی مثال سے عبرت کا سبق لے اور ایسا نکرے کہ دوسرے اوسکے حال و مثال سے عبرت پذیری اختیار کرین۔

مقوقس نے جواب دیا۔ یہہ صحیح ہے لیکن فرعون تو کافر تھا۔ اور کوئی مذہب و ملت نہین رکھتا تھا مین تو ایک مذہب کا پیرو ہون اور مین اوس سے علیحدہ نہین ہوسکتا جبتک بہتر کوئی دوسرا مذہب مجھے تحقیق نہ ہوے۔

حاطب نے کہا اسی لیے تو مین آپکو دین اسلام کی طرف دعوت دیتا ہون۔ جو تمام دنیا کے مذہب پر حاوی اور اون کیلیے

Presented by Ziaraat.Com

کافی ہے۔ ہمارے پیغمبر خاتم المرسلین صلعم نے اکیلے قریش ہی کو تھوڑے اسلام کی دعوت دی ہے وہ تمام دنیا کو اس دین کی دعوت دیتے آئے ہین۔ قریش نے اون سے مخالفت کی اور اسی طرح یہود بھی اون کے دشمن بن گئے۔ مگر مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ بخلاف ان مذاہب اقوام کے مذہب مسیحی اور قوم نصاریٰ اسلام سے قریب تر ہے خدا کی قسم جس طرح موسیٰؑ نے عیسیٰ کی بشارت دی ہے اوسیطرح حضرت عیسیٰؑ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی خوشخبری دی ہے قرآن مجید کی طرف ہم آپکو بھی اسوقت ویسے ہی دعوت دیتے ہین۔ جیسے قوم یہود اور توریت والون کو انجیل مقدس والون کی دعوت دیتے ہین۔

انبیائے سابقین اور امم ماضیہ کے احوال پر غور کیجیے۔ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ نبیؑ جس قوم کے زمانہ مین مبعوث ہوتا ہے وہی اب قوم اوسکی اُمت کہلاتے ہین۔ اس دستور قدیم کے مطابق آپنے ہمارے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے اسلیے آپ اوسکے ضرور حقدار ہین کہ آپ اوسکے پیرو اور اوسکی شریعت کے معین و مددگار بنجائین اور یہ بھی سمجھ لین کہ ہم آپکو حضرت مسیحؑ ہی کے دین کی طرف گویا دعوت دیتے ہین۔

مقوقس نے کہا مین نے ابھی تمھارے پیغمبر آخرالزمان کی طرف غور نہین کیا ہے اسلیے اونکے دین کی طرف ابھی میرا میلان خاطر نہین ہے۔ اگرچہ جہان تک مجھے علم و اطلاع ہے اونکا مذہب مجھے کسی شئے مطلوب و محبوب سے نہین روکتا اور یہہ بھی مجھے پورا یقین ہے کہ تمھارا پیغمبر آخرالزمان نہ ساحر ضرر رسان ہے نہ کاہن کذب البیان۔ اور اون مین جو علامتین اور تعریفین ہین وہ سب صفات نبوت ہی کے متعلق ہین۔ مگر بات یہہ ہے کہ مین اس مسئلہ خاص مین مزید غور کرنا چاہتا ہون۔

مقوقس کی طرف سے آنحضرت صلعم کے خط کا جواب

یہہ کہکر مقوقس نے ایک فیل دندان کی نفیس و بیش بہا ڈبیہ مین نامۂ مبارک کھوایا اور اوس پر اپنی مُہر لگا کر خزانہ شاہی مین رکھوا دیا۔ اسکے بعد ان الفاظ مین نامہ مقدس کا جواب لکھا۔

لمحمد بن عبد الله من المقوقس عظيم القبط	محمد بن عبداللہ کے نام مقوقس رئیس قوم قبط کی طرف سے۔ سلام علیک کے بعد
سلام عليك اما بعد فقد قرأت كتابك وفهمت ما	مین نے آپکا خط پڑھا اور اوسکے مضمون و مطلب کو سمجھا مجھکو اسقدر
ذكرت وما تدعوا اليه وقد علمت ان نبيّا بقي وكنت	معلوم تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے لیکن مین یہہ سمجھا تھا کہ وہ ملک شام مین
اظن انّه يخرج بالشام وقد اكرمت رسولك وبعثت	ظہور فرمائین گے۔ مین نے آپکے قاصد کی عزت کی۔ اور دو لڑکیان
اليك بجاريتين لهما مكان في القبط عظيم	بھیجتا ہون جنکو مین قبطیون (مصر کی قوم) مین بڑی عزت کی جاتی ہے۔
وبكسوة واهديت اليك بغلة لتركبها و	اور مین آپ کیلیے ملبوس بھی بھیجتا ہون اور ایک خچر بھی روانہ کرتا ہون
السلام عليك	کہ آپ اوس پر سوار ہون۔ آپ پر میرا سلام ہو۔

شبلی صاحب لکھتے ہین۔ با اینہمہ عزیز مصر اسلام نہین لایا۔ دو لڑکیان بھیجی تھین۔ اون مین ایک ماریہ قبطیہ تھین جو حرم نبوی مین داخل ہوئین۔ دوسری سیرین تھین۔ جو حضرت حسان کے ملک مین آئین۔ خچر کا نام

Presented by Ziaraat.Com

دُلدُل تھا جس کا ذکر اکثر حدیث کی کتابون مین آیا ہے۔ جنگ حنین مین آپ اسی پر سوار تھے۔ طبری نے لکھا ہے کہ ماریہ اور سیرین حقیقی بہنین تھین۔ اور حاطب بن بلتعہ جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقوقس کے پاس خط دیکر بھیجا تھا۔ ادنکی تعلیم سے دونو خاتونین خدمت نبوی مین پہونچنے سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھین اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ سے نکاح کیا ہوگا نہ کہ لونڈی کی حیثیت سے وہ آپ کے حرم مین آئین

پھر حاشیہ کی عبارت مین لفظ جاریہ کے متعلق شبلی صاحب نے لکھکر یہہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہم نے جاریہ کا ترجمہ لڑکی کیا ہے۔ اس لیے کہ عربی مین جاریہ لڑکی کو کہتے ہین اور لونڈی کو بھی۔ ارباب سیرۃ ماریہ قبطیہ کو لونڈی کہتے ہین۔ لیکن مقوقس نے جو لفظ اُن کی نسبت لکھا ہے۔ یعنی کہ مصر یون مین اُنکی بڑی عزت ہے۔ یہہ لونڈیون کی شان مین استعمال نہین کیے جا سکتے۔ ص ۳۴۶۔

مجھکو شبلی صاحب کی اس راے سے پورا اتفاق ہے۔ لیکن صرف اتنی گزارش ہے کہ اس معاملہ مین بھی آپنے صرف سیرت والون ہی کو مجرم قرار دیا۔ اور محدثین کو صاف نکالدیا۔ حالانکہ صحاح و اسانید سے لیکر سُنن و تفاسیر کی چھوٹی بڑی کتاب ایسی نہین چھوٹی ہے۔ جن مین علماے محدثین نے ماریہ قبطیہ کو کنیز لکھکر اقرار نکیا ہو۔ ان حضرات کے خلاف آپ نے خود بھی اس مسئلہ خاص کے متعلق جو کچھ اطلاع و حقیقت پائی ہے وہ صرف طبری ہی کی مرویات ہے۔ جو اگر سیرت نگار نہین تو تاریخ نویس ضرور ہے۔ نہ محدث مشہور ہے۔ اور نہ مفسر۔ دنیا اور آپ بھی اوسکو امام المورخین ہی لکھتے ہین۔ پھر فرد جرم مین تنہا سیرت و تاریخ والون کے نام لکھنا۔ حقیقت سے کتنا دور ہے۔

عمر ابن امیۃ الضمیری اور نجاشی۔ شاہ حبشہ کے نام نامۂ مقدس

عمر ابن امیۃ الضمیری کو جو نامہ مقدس۔ نجاشی۔ بادشاہ حبشہ کے نام دیا گیا تھا اوسکے یہہ الفاظ تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
من محمد رسول اللہ ﷺ الی النجاشی اصحم ملک	محمد رسول اللہ کی طرف سے نجاشی اصحم۔ بادشاہ حبشہ کے
الحبشۃ۔ سلام۔ انت وانی احمد الیک	نام تجھے سلامتی ہو۔ سُن پہلے اللہ کی تیری طرف سے اور
اللہ الملک القدوس السلام المومن	اپنی جانب سے تعریف کرتا ہون۔ جو مالک ہے۔ قدوس
المھیمن واشھد ان عیسی بن مریم روح	ہے۔ مومن ہے اور مہیمن ہے اور گواہی دیتا ہون
اللہ وکلمتہ اللہ القاھا الی المریم	کہ عیسیٰ ابن مریم خدا کی روح اور کلمہ ہین جو مریم۔ دوشیزہ۔
البتول الطیبۃ الحصینۃ فحملت بعیسی	طیبہ اور عفیفہ کی جانب بھیجے گیے اور اونھین عیسیٰ کا حمل رہگیا۔

Presented by Ziaraat.Com

خلقہ اللہ من روحہ ونفخہ کما خلق آدم
بدء ونفخہ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ
لا شریک لہ والولایۃ علی طاعتہ وان تسعی
وتؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ وقد
بعثت الیک ابن عمی جعفرا ونفرا معہم من المسلمین
فاذا جاءوک فقرّہم ودع التجبّر وانی
ادعوک وجنودک الی اللہ وقد بلغت
ونصحت فاقبلوا نصحی والسلام علی
من اتبع الہدی

حدائے عیسیٰؑ کو اپنی روح اور نفخ سے اوسی طرح پیدا کیا جیسا کہ
آدمؑ کو اپنے ہاتھ اور نفخ سے پیدا کیا اب میری دعوت یہہ ہے کہ
توحید پر جو اکیلا اور بالکل لاشریک ہے ایمان لے آ۔ اور ہمیشہ
اوسی کی فرمان برداری مین رہا کر اور میری اتباع کر۔ اور میری
تعلیم کا سچے دل سے اقرار کر۔ کیونکہ مین اللہ کا رسولؐ ہون مین
قبل ازین اپنے برادر عم حضرت جعفر کو مسلمانون کی ایک جماعت سے
بھیج چکا ہون۔ تم اوسے بہ آرام ٹھہرانا۔ تکبّر چھوڑ دو۔ کیونکہ مین
تمکو اور تمھارے اہل دربار کو خدا کی طرف بُلاتا ہون۔ دیکھو مینے
اللہ کا حکم پہونچا دیا اور تمھین بخوبی سمجھا دیا۔ اب مناسب ہے کہ
میری نصیحت مان لو سلام ہو اوس پر جو سیدہی راہ چلتا ہے طبری ص ۱۵۶۹

نجاشی کا اسلام اور بارگاہ رسالت مین اوسکا عقیدت نامہ

تمام مورخین عرب کا اسپر اتفاق ہے کہ اس نامہ مقدس کی عبارت پڑھتے ہی نجاشی مسلمان ہوگیا نامۂ مبارک کے جواب مین جو عقیدت نامہ اوس نے بارگاہ رسالت مین لکھا اوسکے الفاظ یہہ تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الی محمد رسول اللہ ﷺ من النجاشی الاصحم
بن الجر سلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ من اللہ الذی لا الہ الا ہو الذی ہدانی الی الاسلام
اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ
فی ما ذکرت من امر عیسی فورب السماء
والارض ان عیسی ما یزید علی ما ذکرت
وقد عرفنا ما بعثت بہ الینا وقد قرّبنا
ابن عمک واصحابہ فاشہد انک رسول اللہ ﷺ
صادقا مصدّقا وقد بایعتک وبایعت ابن
عمک واسلمت علی یدیہ للہ رب العلمین وقد
بعث الیک ابنی ارحا ابن الاصجم بن الجرفانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمدؐ رسول اللہؐ کی خدمت مین نجاشی۔ اصجم بن ابجر کی طرف سے۔ اے نبی اللہؐ
آپ پر اللہ کی سلامتی۔ رحمت اور برکت ہو۔ اوس خدا کے سوا کوئی معبود
نہین ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ اب عرض یہہ ہے کہ حضور کا
فرمان میرے پاس پہونچا عیسیٰؑ کے متعلق جو کچھ آپنے تحریر فرمایا ہے۔ خدائے
آسمان و زمین کی قسم۔ وہ اس سے ذرہ برابر بڑھکر نہین ہے۔ اونکی حیثیت
اوتنی ہی ہے جو آپنے تحریر فرمائی ہے۔ مین نے آپکی تعلیم سمجھ لی ہے اور آپکے
ابن عم اور مسلمان میرے پاس بار آم تمام ہین۔ مین اقرار کرتا ہون کہ
آپ اللہ کے رسول ہین۔ سچے ہین۔ راست بازون کی سچائی ظاہر
کرنے والے ہین مین آپ سے (مزید) بیعت کرتا ہون۔ مین نے آپکے
ابن عم کے ہاتھ پر آپکی بیعت اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری کا اقرار کرلیا ہے
اور مین حضور کی خدمت مین اپنے فرزند ارحا کو روانہ کرتا ہون مین تو

Presented by Ziaraat.Com

لا املك الا نفسی وان شئت ان اتیك فعلت یا رسول الله صلعم فانی اشهد ان ما تقول حق السلام علیك یا رسول الله ص

اپنے نفس کا مالک ہون۔ اگر حضور کا منشا یہ ہو کہ مین حاضر خدمت ہو جاؤن تو مین ضرور حاضر ہون گا۔ کیونکہ مین شہادت دیتا ہون کہ آپ جو کچھ فرماتے ہین وہ سب سچ ہے۔ آپ پر یا رسول اللہ! میرا اسلام ہو

نجاشی نے حسب وعدہ اپنے بیٹے کو مع اوسکے رفقا کے بھیجا۔ لیکن افسوس ہے کہ قضاے آلہی سے وہ باریاب خدمت نہو سکا۔ طبری مین اوسکی یہ کیفیت لکھی ہے۔

قال ابن اسحاق ان النجاشی بعث ابنه فی ستین من الحبشة فی سفینة فاذا کانوا فی وسط من البحر غرقت لهم سفینتهم فهلکوا ص ۱۵۷۰

ابن اسحاق کہتے ہین کہ نجاشی نے اپنے لڑکے کو ساٹھ اہل حبش کی جماعت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین روانہ کیا۔ لیکن حکم آلہی سے کشتی بیچ سمندر مین پہونچکر ڈوب گئی اور سب کے سب مر گئے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ سے عقد

مہاجرین حبشہ مین اکثر لوگ ابھی تک حبشہ ہی مین مقیم تھے۔ انھین مین ام حبیبہ بنت ابوسفیان معاویہ کی بہن بھی تھین جو اپنے شوہر کے ساتھ وہین سکونت پذیر تھین۔ قضاے آلہی سے اُنکے شوہر وہین انتقال کر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو لکھ بھیجا کہ میری طرف سے ام حبیبہ کی خواستگاری کرو۔ نجاشی نے فورًا حکم کی تعمیل کی اور سعید بن العاص کی وساطت سے آنحضرت صلعم کا پیام بھیجا۔ ام حبیبہ کو کوئی عذر نہین تھا۔ نجاشی نے چارسو اشرفیون کے مہر پر آنحضرت صلعم کا عقد کر دیا اور رقم مہر ادا کر کے ام المومنین ام حبیبہ کو آپ کی خدمت بابرکت مین بار آم تمام بھیجدیا۔ طبری ص ۱۵۷۰

سردار قبائل کے نام خطوط
حاکم بحرین کے نام نامہ مبارک

ملوک سلاطین کے علاوہ سرداران قبائل کے نام بھی لکھے گئے تھے۔ انمین سے۔ حاکم بحرین۔ منذر بن ساوی کے نام بھی نامہ مقدس لکھا گیا۔ اور عُلا بن الحضرمی صحابی فرمان رسالت لیکر اسکے پاس گئے۔ منذر شاہان فارس کا ماتحت تھا۔ اوس نے آپکے فرمان کو پڑہا۔ اور فورًا مسلمان ہو گیا اور اُسکی رعایا کے اکثر طبقات بھی مسلمان ہو گئے۔ اوس نے جو عریضہ فرمان نبوّت کے جواب مین ارسال خدمت کیا اوسمین عرض کی کہ میری رعایا کے بعض طبقے نے تو اسلام کو بہت ہی پسند کیا ہے لیکن بعض لوگ کراہت کرتے ہین۔ اور بعض ایسے محروم القسمت بھی ہین جو مخالفت کا ارادہ رکھتے ہین۔ میرے علاقے مین یہودی اور مجوسی بھی کثرت سے آباد ہین۔ اِن کے لیے کیا حکم ہوتا ہے۔

منذر کی عرضی کا جواب

جناب سو لخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب مین تحریر فرمایا۔

من ینصح انما ینصح لنفسه ومن اقام علی یهودیته او مجوسیته فعلیه الجزیة

جو نصیحت پذیر ہوتا ہے وہ صرف اپنی ذات واحد کے لیے۔ جو مذہب یہود و مجوس پر قائم رہے اوسکو جزیہ[1] دینا ہوگا۔

[1] جزیہ فارسی لفظ گزیت کا معرّب ہے۔ اور اصطلاح مین اوس محصول کو کہتے ہین جو ملوک فارس غیر اقوام و مذاہب سے اونکے امن و امان اور حفاظت مال و جان کے معاوضہ مین لیتے تھے المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

رئیس یمامہ کے نام خط ہوذہ بن علی کو بھی شقہ نبوّت لکھا گیا تھا۔ جو سلیط بن عمر کی معرفت بھیجا گیا تھا۔ ہوذہ بن علیؑ نے جواباً لکھا۔ آپ نے جو باتین لکھی ہین۔ وہ نہایت اچھی ہین۔ اگر حکومت مین کچھ میرا بھی حصہ ہو تو مین بھی تمھاری اقتدا کے لیے طیّار ہون۔" اسلام ہوس ملک کے لیے نہین آیا تھا[1]۔ آپ نے فرمایا۔ زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو مین ندون گا۔" ص ۳۴۶ سیرۃ النبی۔

حاکم عمان کے نام فرمان حاکم عمّان کے نام کا خط عمر عاص لیکر گئے تھے۔ حاکم عمّان۔ دو بھائی تھے جیفر۔ عبد طبری عباد لکھتے ہین۔ اُنکے باپ کا جلندی لکھا ہے۔ عمر عاص عمّان پہونچے تو پہلے اُنکو عبد ملا۔ یہی اصلاً سردار ملک تھا۔ اور اخلاق و سیرت مین اپنے بھائی سے بھی زیادہ خلیق و کریم مشہور تھا۔ عمر عاص نے اپنی آپ معرفی کرائی۔ اور بتلایا کہ مین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفیر ہون۔ رسول اللہ صلعم کی طرف سے دعوت اسلام کا تحفہ تمھارے اور تمھارے بھائی کیلیے لایا ہون پھر فیما بین یون مکالمت ہوئی

عبد۔ میرا بھائی جیفر۔ مجھسے عمر مین بڑا ہے اور ملک کا وہی مالک ہے۔ مین تمھین اوسکی خدمت مین پہونچا دون گا لیکن یہ تو بتلاؤ۔ تمھاری دعوت کیا ہے۔

عمر عاص اوس خدائے واحد کی معرفت اور پرستش کرنا جسکا کوئی شریک نہین اور ہمارے رسول محمد بن عبداللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنا۔

عبد تم تو عمائد قریش مین خود ایک رئیس قوم کے بیٹے ہو۔ پہلے یہ تو کہو کہ اس معاملہ مین تمھارے باپ نے کیا روش اختیار کی ہے۔ ہم چاہتے ہین اس امر مین ہم اونھین کی تقلید کرین۔

عمر عاص۔ میرا باپ تو ہمارے رسولؐ کی شہادت دینے اور اونکی نبوّت قبول کرنے سے پہلے مر گیا میری دلی تمنا تھی کہ وہ آنحضرت صلعم پر ایمان لاتا۔ اس سے پہلے مین بھی اپنے باپ کی رائے پر تھا۔ یہان تک کہ خدا کی توفیق میری رفیق ہوئی اور مین اسلام سے مشرف ہوا۔

عبد۔ تم کب سے اسلام لائے۔

عمر عاص۔ تھوڑے دن سے۔

عبد۔ کہان۔

عمر عاص۔ نجاشیؑ کے دربار مین اور نجاشی بھی مسلمان ہو گیا۔

---

[1] افسوس رسول صلعم کے بعد ہوس ملک اور طمع زر اسلام کا اصلی مدعا قرار پا گیا [2] العادۃ طبیعۃ الثانیۃ عادت انسان کی طبیعت ثانی ہو جاتی ہے جس سے چھٹکارا دشوار ہے۔ عمر عاص اپنی عادت کی وجہ سے اسوقت بھی غلط گوئی اور حرفت باری سے نہ چوکے۔ عبد پر اثر ڈالنے کی غرض سے اپنا اسلام لانا نجاشی کے دربار مین اوٹھا لے گئے۔ ان سے کون پوچھے کہ آپ لانے گئے تھے یا کفار قریش کی طرف سے سفیر بنکر ملک حبشہ سے مسلم مہاجرین کو نکلوانے گئے تھے۔ آپکو وہان گئے ہوے تقریباً ذرا سی اور اسلام لائے ہوئے ابھی دو تین مہینون سے بھی زیادہ عرصہ نہین گزرا جسکا اعتراف آپ خود اپنی تقریر مین کر چکے ہین۔ نجاشی کے اسلام لانے کا واقعہ بھی آپکی موجودگی کا نہین ہے۔ کیونکہ جو سفیر نجاشی کے پاس بارگاہ رسالت سے بھیجا گیا تھا اور جسکے سامنے وہ حضرت جعفرؑ کے دست مبارک پر ایمان لایا وہ عمر ابن امیہ الضمیری تھے۔ نہ آپ۔ پھر آپ نے جو یہہ جھوٹی داستان اور بچے کے بچے تراشے وہ سب آپکی حرفت آمیز یا وہ گوئی ہے۔ جو کسی غرض مدعا سے ہو اسلام کی راست گوئی اور صدق بیانی کے سخت خلاف ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اسلام لانے پر بھی آپ نے صرف اوسکے زبانی اقرار سے واسطہ رکھا اوسکی تعلیم آداب و اخلاق سے آپ کورے رہے

المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

عبد۔ نجاشی کی رعایا نجاشی کے ساتھ اوسکے اسلام لانیکے بعد کیسے پیش آئی۔

عمر عاص۔ نجاشی نے سابق دستور اپنا حاکم اور فرمانروا برقرار رکھا۔ اور طبقہ رعایا مین بھی اکثرون نے اسلام قبول کیا۔

عبد۔ (تعجب سے) کیا بیشاپ اور پادریون نے بھی۔

عمر عاص۔ ہانؔ

عبد۔ عمرا۔ خوب غور کرلو۔ سوچ لو۔ سمجھلو۔ جو کچھ کہہ رہے ہو یاد رکھو۔ جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی شے آدمی کو رسوا کرنے والی نہین ہے۔

عمر عاص۔ مین نے ایک حرف بھی جھوٹ نہین کہا اور نہ جھوٹ بولنا اسلام مین درست ہے۔

عبد۔ ہرقل نے کیا کیا۔ کیا اوسے نجاشی کے اسلام لانے کا حال معلوم ہے۔

عمر عاص۔ ہان معلوم ہے۔

عبد۔ تم کیسے ایسا کہتے ہو۔

عمر عاص۔ اسلام لانے سے پہلے نجاشی ہرقل کو خراج دیتا تھا۔ لیکن اب اوس نے صاف صاف کہدیا کہ آج سے ایک درم بھی ہرقل کو نہ دون گا۔

تمھین حقیقت معلوم نہین۔ ہرقل تک یہ خبر پہونچ بھی گئی۔ اوسکے بھائی بناقؔ نے پہونچائی کہ نجاشی سلطنت روم کا باجگذار۔ غلام اور تابعدار ہوکر اتنا شوخ گستاخ اور خود مختار ہوگیا کہ خراج دینے سے انکار کرتا ہے اور قیصر کے دین وملت کو چھوڑ کر اوس نے اپنے لیے نیا مذہب اختیار کرلیا ہے۔ ہرقل نے بھائی کو جواب دیا۔ تو پھر مین کیا کرون اوسے اختیار ہے۔ جو مذہب چاہے اختیار کرے۔ بھائی اگر مجھے اپنے تخت وتاج کی ہوس گلوگیر نہوتی تو نجاشی سے قبل مین نے وہ دین قبول کرلیا ہوتا۔

عبد۔ (پھر تعجب سے) عمر عاص یہہ کیا یاوہ گوئی کر رہے ہو۔

عمر عاص۔ خدا کی قسم۔ بالکل سچ کہہ رہا ہون۔

عبد۔ اچھا بتلاو۔ تمھارا نبیؐ کن کن چیزون کے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور کن کن چیزون کے ارتکاب سے منع کرتا ہے۔

عمر عاص۔ خدائے واحد کی عبادت واطاعت کا حکم دیتا ہے معصیت الٰہی سے منع کرتا ہے۔ ارتکاب نا استعمال

لہ کسقدر غلات واقع ہے۔ نجاشی کے دربار مین مسیحی علما کا صرف آبدیدہ ہونے کا ذکر قرآن مجید مین بھی ہے۔ لیکن اونکا مسلمان ہونا نہ قرآن مین ہے نہ حدیث وتاریخ مین۔ المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

شراب پتھر اور صلیب کی پرستش سے قطعاً ممانعت فرماتا ہے۔

عبد۔ کیسے اچھے کام مین جسکی تعلیم و دعوت وہ دیتا ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ میرا بھائی بھی اُنکی دعوت کو قبول کرلے اور ہم دونون بھائی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر اسلام سے مشرف ہون۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اسکے برعکس اگر میرا بھائی دنیا طلبی مین مبتلا رہا اور اسلام کی موجودہ دعوت کو اوس نے رد کر دیا تو یہہ امر اوسکی سلطنت کے لیئے بھی مُضر ہوگا

عمر عاص۔ اگر تمھارے بھائی نے اسلام قبول کرلیا تو آنحضرت صلعم بھی اوسے اس ملک کا فرمانروا تسلیم کرلین گے ہان صرف اتنا کرینگے کہ یہان کے مالدار اور دولتمند لوگون سے رقم صدقہ وصول کرینگے اور یہین کے غربا کو تقسیم کر دینگے

عبد۔ بات تو اچھی ہے۔ مگر صدقہ سے مُراد کیا ہے۔

عمر عاص (زکوٰۃ وصدقات کے مسائل بتلاکر) اونٹ مین بھی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

عبد۔ تو پھر ہمکو اپنی مویشیون مین سے بھی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اونکی زکوٰۃ کیسی۔ وہ تو خود جنگل کی گھاس۔ درختون کی پتّی اور دریا کا پانی پی لیتے ہین۔

عمر عاص۔ جو کچھ بھی ہو۔ اونٹون کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

عبد۔ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ میری قوم کے کثیر التعداد لوگ جو دور دراز مقامات مین پھیلے ہوے۔ کیسے اس حکم کی تعمیل کرسکین گے

عمر عاص عبد کے پاس انتظار جواب مین مقیم رہے۔ عبد روز کی خبر اپنے بھائی جیفر کو لکھکر بھیجدیا کرتا تھا ایک دن بادشاہ (جیفر) نے عمر عاص کو اپنے دربار مین طلب کیا۔ یہہ چلے۔ دربار کے دروازے پر پہونچے تو چوبدارون نے اُن کے بازو تھامکر بادشاہ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اسے چھوڑ دو۔ اونھون نے چھوڑ دیا۔ جب یہہ چھوٹ گئے تو بیٹھنے لگے۔ چوبدارون نے ڈانٹا۔ اونھون نے بادشاہ کی طرف دیکھا۔ بادشاہ نے پونچھا تمھارا کیا کام ہے۔ عمر عاص نے نامہ مبارک پیش کیا اور جیفر سے یہہ گفتگو ہوئی۔

جیفر۔ قریش کا کیا حال ہے۔

عمر عاص۔ تمام قریش نے طوعاً و کرہاً اسلام کو قبول کرلیا ہے۔

جیفر نے مُہر توڑ کر نامۂ مقدس کو پڑہا۔ پھر عبد کو دیا۔ اوس نے بھی پڑہا۔ عمر عاص نے اندازسے اوسی وقت سمجھ لیا کہ بھائی سے زیادہ نرم دل ہے۔ پھر عمر عاص اور جیفر سے یہہ گفتگو ہوئی۔

جیفر۔ قریش کا کیا حال ہے۔

عمر عاص۔ تمام قریش نے طوعاً کرہاً اسلام قبول کرلیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جیفر - اُسکے رفقا کون لوگ ہین۔

عمر عاص - وہی لوگ ہین جو اوسپر ایمان لاچکے ہین۔ گھربار اور تمام کاروبار سے دست بردار ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ہمہ وقت حاضر ہین۔ اور کامل خوض وغور۔ فکر وتعمّق اور تحقیق وتفتیش حالات کے بعد آپکی متابعت کو اختیار کرچکے ہین۔

جیفر - اچھا۔ تم کل پھر ہمسے ملنا۔

عمر عاص عبد سے ملا۔ وہ کہنے لگا میری راے یہہ ہے کہ اگر ہمارے ملک کو کوئی صدمہ نہ پہونچے تو بادشاہ مسلمان ہوجائیگا عمر عاص جب دوسرے دن بادشاہ سے ملا تو جیفر نے کہا کہ تم نے ہماری دعوت کے معاملہ پر غور نہین کیا۔ جیفر نے کہا مین نے تمھارے معاملہ پر غور کیا۔ مین اونکی اگر اطاعت قبول کرتا ہون تو وہ ہم سے اتنی مسافت بعید پر ہین کہ اونکی فوج وقت پر مجھے مدد نہین پہونچاسکتی۔ اس لیے مجھے تمام عرب مین کمزور ہوکر رہنا پڑے گا۔ حالانکہ اگر اونکی فوج اس ملک مین آئے تو مین ایسی سخت لڑائی لڑون گا کہ کبھی تمھین سابقہ نہ پڑا ہو۔ عمر عاص نے کہا کہ اچھا تو مین پھر کل واپس جاؤن۔ جیفر نے کہا کل بھر اور ٹھہر جاؤ۔

دوسرے دن جیفر نے پھر عمر عاص کو آدمی بھیجکر بلایا اور وہ دون بھائی بغیر کسی عذر وکلام کے مسلمان ہوگئے۔ اور مُلکی رعایا کا بھی اکثر حصہ مسلمان ہوگیا۔ بحوالہ زاد المعاد ابن القیم ص۵۲۳[1]

سردار قبیلہ غسان کے نام خط

حارث نامی۔ قبیلہ غسان کا سردار۔ جو حدود شام کا رئیس تھا اور قیصر روم کا باجگذار۔ اوسکو جب نامہ مقدس پہونچا تو بخلاف ہرقل قیصر روم کے نامۂ مبارک پڑھکر بگڑ کھڑا ہوا اور پھر ایسا کہ فوج کو فوراً طیاری کا حکم دے ہی دیا اور سال ڈیڑھ سال ترتیب فوج اور سامانِ جنگ کرتا رہا۔ مسلمان یہہ خبر پاکر ہمیشہ اوسکے حملہ کے منتظر تھے جنگ موتہ اور غزوۂ تبوک اسی مبتدی کی خبرین تھین۔

---

[1] حافظ ابن القیم نے یہہ روایت اپنے اسناد سے لکھی ہے۔ جو کسی تاریخ وسیر سنہ مین مروی نہین ہے۔ علاوہ نقل کے عقل وواقعہ کے خلاف بھی ہے۔ اس لیے کہ ۸ھ ہجری کے قبل عمر عاص کا اسلام لانا ہی ثابت نہین ہے۔ جیسا کہ عنقریب بیان کیا جاتا ہے۔ تو سفارت کیسی؟ اس تفصیلی بیان اور طویل داستان مین چونکہ حقیقت اسلام کے اکثر جزئیات قابل الذکر تھے۔ اور غالباً اسی ضرورت سے صاحب رحمۃ العالمین نے بھی نقل کیا ہے اس بنا پر مین نے بھی اسکا چھوڑ دینا پسند نہین کیا۔ ممکن ہے کہ یہہ گفتگو جس سفیر دربار رسالت سے پیش آئی اونکا نام بھی عمر ہو۔ جو رواۃ نے اپنے قیاس سے عمر عاص سمجھ لیا ہو۔ اور پھر اوسی طرح نقل ہوتا ہوا حافظ ابن القیم تک چلا آیا ہو۔ عمر عاص کے فاتح مصر ہونے کی تخصیص نے اونکی اس غلط فہمی کو اور قوی کردیا ہو۔ لیکن واقعیت اور اصلیت عمر عاص کی اس سفارت کے بالکل خلاف ہے اور حافظ ابن القیم کا حدیث وتاریخ مین اتنا پایہ بھی نہین جو انکے منفردات بھی قابل استناد سمجھے جائین۔ المولف عفی عنہ

خالد بن ولید اور عمر عاص کا اسلام

اسلام کی قدرت نما تاثیر کا خاص انداز ہے کہ اوسکا احساس زیادہ تر اونھین لوگون پر بہت جلد اور گہرا ہوتا ہے جو اُس کے شدید مخالف بلکہ دشمن جان ہوتے ہین۔ خالد ابن ولید اور عمر عاص کی مخالفت اسلام ابتدا سے لیکر اس وقت تک اتنی عام اور علی الاعلان ہین کہ محتاج بیان نہین۔ صلح حدیبیہ کے محاسن نتائج کا بہت بڑا اثر تازیانہ بنکر تمام کفار قریش مین سب سے پہلے انھین دو شخصون پر پڑا۔ اور پھر اس شدت سے کہ اوسکے جذبات کو پھر ایکدم کے لیے بھی یہہ لوگ روک نہ سکے۔

قدرت کے عجیب تیر تگ ہین۔ کُل یوم ہو فی شان۔ یہی حضرات ہین جو آج چھ برس بار بار سخت جذبات کے ساتھ مدینہ مین استیصال اسلام کے لیے مضطربانہ طور پر جایا کرتے تھے۔ آج بھی یہہ وہی لوگ ہین جو محسوسات و جذبات قلبی کے ساتھ اوسی اسلام کے قدمون پر اپنی متابعت و فرمان برداری کے سر جھکانے کے لیے دوڑے جاتے ہین شبلی صاحب قمطراز ہین۔

حدیبیہ کی صلح کو خدا نے فتح کہا ہے لیکن اجسام کی نہین۔ قلوب کی۔ اسلام کو اپنی اشاعت کے لیے امن درکار تھا اور وہ اسی صلح سے حاصل ہو گیا۔ اس صلح کو دشمن بھی فتح سمجھتے تھے[1]۔ قریش اور مسلمانون مین جو معرکے ہوئے۔ فوجی حیثیت سے قریش کی صف مین ہر جگہہ خالد ابن ولید کا نام ممتاز نظر آتا ہے۔ جاہلیت مین رسالہ کی افسری انھین کی سپرد تھی۔ احد مین مشرکین کے اوکھڑے ہوئے پاؤن انھین کی کوشش سے سنبھلے تھے حدیبیہ کے موقع پر بھی قریش کا طلایہ انھین کی زیر افسری نظر آتا تھا۔ لیکن قریش کا یہہ سپہ سالار اعظم بھی آخر اسلام کے حملہ کاری سے نہین بچا۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت خالد نے مکہ سے نکلکر مدینہ کا رُخ کیا۔ راستہ مین حضرت عمر عاص ملے پوچھا کدھر کا قصد ہے۔ بولے اسلام لانے جاتا ہون۔ عمر عاص نے کہا ہمارا بھی یہی ارادہ ہے۔ دونو صاحب یکبار بارگاہ نبوی مین حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور اب وہ جوہر جو اسلام کی مخالفت مین صرف ہو رہا تھا۔ اسلام کی حمیت مین صرف ہونے لگا۔ سیرۃ النبی ص ۳۴۷

لیکن آپکے مختار اور ابن حجر کے قول کے خلاف جسکی سند پر آپ نے خالد کا اسلام صلح حدیبیہ کے بعد بتلایا ہے امام عبد البر۔ ابن اثیر اور علامہ ابن وردی کے مختار و اقوال سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے

ملاحظہ ہو ذیل کی عبارت:۔

قال ابن الوردی ثم دخلت سنۃ ثمان	علامہ ابن (اپنی تاریخ مین) وردی کہتے ہین کہ پھر ۸ھ ہجری
فیھا قدم خالد بن ولید وعمر بن عاص وعثمان بن طلحہ	شروع ہوا اور خالد بن ولید۔ عمر بن عاص اور عثمان بن طلحہ

[1] مگر افسوس حضرت عمر نہین سمجھتے تھے اور حضرت ابوبکر کے سمجھانے سے بھی نہین سمجھتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

فاسلموا ولکن قال ابن عبد البر فی الاستیعاب وابن اثیر فی اسد الغابہ لا یصح لخالد ابن الولید مشھد مع رسول اللہ صلعم قبل الفتح

حضور نبوی میں آکر اسلام لائے۔ لیکن حافظ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خالد بن ولید کا مشرف بصحبت ہونا صحیح نہیں ہے۔

بحوالہ تاریخ احمدی ص۲۵

آغاز سال ۷ سنہ ہجری

غزوہ خیبر

غزوہ خیبر محرم ۷ سنہ ہجری

خیبر۔ عبرانی لفظ خبر سے ماخوذ ہے۔ جو اصلاً قلعون کے معنیون مین آیا ہے مدینہ منورہ سے آٹھ منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ سیاحین یوروپ مسٹر ڈاوٹی (Mr Diotie) نے ۱۸۷۷ء مین مہینون خیبر کی سیر کی ہے۔ اور نگاہ تحقیق سے خیبر کے تمام مقامات کا کامل مشاہدہ کیا ہے۔ ڈاوٹی کا بیان ہے کہ نخلستان خیبر کی زمین بڑی زرخیز ہے۔ قوم یہود کے یہان بڑے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعہ بنے ہوے تھے۔ اونمین سے چند قلعون کے آثار ابتک زندہ ہین"

جلد دوم مین یہودیون کی جلا، وطنی اور مقام خیبر مین اونکی سکونت پذیری کے مفصل حالات بیان ہو چکے ہین۔ سمجھ لینے کے لیے مجملاً یہی کافی ہے کہ مدینہ منورہ اور اوسکے گرد و نواح سے یہودیون کے قبائل اوکھڑتے گئے اور گردو پیش بستے گئے۔ مال و دولت کی کثرت سے یہان بھی اونکی عالی شان عمارتین بنگئین اور مضبوط و مستحکم قلعے تیار ہو گئے۔ کاروبار کی بڑی بڑی منڈیان کھل گئین اور اطراف و جوانب مین دور دور تک اونکی ثروت و اقتدار کے سکے جمگئے۔ واقعات مین توصل و تسلسل قائم رکھنے کی ضرورت سے ہمکو پھر بالاختصار یہودان مدینہ کی جلا، وطنی سے لیکر خیبر مین سکونت اختیار کرنیکے موجودہ وقت تک حالات دہرانے کی ضرورت و مجبوری ہے۔

جلد دوم مین یہان تک معلوم ہو چکا ہے کہ بنی نضیر کے یہودی مدینہ سے اوکھڑے تو خیبر مین جمگئے۔ اور اپنی فطرتی خونخواری اور غداری کے تقاضون سے یہان بھی مخالفت اسلام کی نیش زنی سے باز نہ آئے۔ اطراف و جوانب کے تمام قبائل کو استیصال اسلام پر آمادہ و طیار کرکے مدینہ پر چڑھا لاے اور جنگ احزاب برپا کی۔ پھر جنگ قریظہ کی بنا ڈالی۔ لیکن یہودیون کا سردار حیی ابن اخطب خود ہی قتل ہو گیا۔ حیی ابن اخطب کے بعد ابو رافع اوس کا جانشین ہوا۔ اُس کا پورا نام سلام بن ابی الحقیق تھا۔ یہہ عرب کا ملک التجار تھا۔ اور بڑا عظیم الشان صاحب کاروبار۔ قبیلہ غطفان کی آبادی خیبر سے بالکل ملی ہوئی تھی۔ یہہ لوگ یہود ان خیبر کے ساتھ قدیم الایام سے معاہدہ مین شریک تھے۔ اور ہر صورت سے اونکے معین و رفیق

۶ھ ہجری مین سلام ابن الحقیق نے جسکی کنیت ابو رافع ہے۔ خود اُنکے پاس جاکر سب لوگون کو اسلام کے استیصال پر برانگیختہ کیا۔ ابن سعد طبقات جلد دوم مین لکھتے ہین۔

ان ابورافع بن ابی الحقیق قد اجلب فی غطفان ومن حولہ من مشرکی العرب وجعل لھم الجعل لعظیم الحرب سول اللہ صلعم ص۶۶

ابو رافع نے غطفان اور آس پاس کے مشرکین عرب کو جنگ پر ترغیب دیکر اور آنحضرت صلعم سے جنگ کرنے کی ضرورت دکھلا کر اُن لوگون کی ایک بڑی بھڑ جمع کی تھی۔

جب مدینہ پر اِس حملہ کی طیّاریان معلوم ہوئین تو عبداللہ بن عتیک انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے سلام بن ابی الحقیق کو اوسکے قلعہ کے اندر ہی مار ڈالا[۵۱]۔ سلام کے بعد۔ یہودیون نے اسیر بن زرام کو اپنا امیر بنایا۔ اسکی فتنہ انگیزی کی کیفیت شبلی صاحب ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین۔

یہود کی غدّاری اسیر نے قبائل یہود کو جمع کرکے تقریر کی اور کہا کہ میرے مشیرون نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقابلہ مین جو تدبیرین کین وہ غلط تھین۔ صحیح تدبیر یہ ہے کہ خود محمدؐ صلعم کے دارالریاست پر حملہ کیا جاوے اور مین یہی طریقہ اختیار کرونگا۔" اس غرض سے اسیر نے غطفان اور دیگر قبائل مین دورہ کیا۔ اور ایک فوج گران طیّار کی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہہ خبرین پہونچین تو آپ نے اس افواہ پر اعتبار نہین کیا بلکہ عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا کہ خود خیبر جاکر اصل واقعہ کی تحقیق کرین۔ چنانچہ وہ چند آدمیون کو لیکر گئے۔ اور چھپکر خود اسیر کی زبانی اوسکی تدبیرین اور مشورے سُن لئے۔ یہہ حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیے۔ آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو تیس آدمی دیکر خیبر کو روانہ کیا۔ انلوگون نے اسیر سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو اسلیے بھیجا ہے کہ تم اگر حاضر ہوجاؤ تو خیبر کی حکومت تمکو دیدیجائیگی۔ چنانچہ وہ تیس آدمی لیکر خیبر سے نکلا اور احتیاط کی بنا پر یہہ مخلوط قافلہ اسطرح چلا کہ دو دو شخص ہمرکاب چلتے تھے جن مین ایک یہودی ایک مسلمان ہوتا تھا۔ قرقرہ پہونچکر اسیر کے دل مین بدگمانی پیدا ہوگئی۔ اوس نے ہاتھ بڑہا کر عبداللہ ابن انیس کی تلوار چھیننی چاہی۔ انھون نے کہا او دشمن خدا بدعہدی کرنا چاہتا ہے۔ یہہ کہکر سواری بڑھائی اور جب اسیر زد پر آگیا تو تلوار ماری کہ اوسکی ران کٹ گئی۔ گرتے گرتے عبداللہ کو بھی زخمی کیا۔ اب مسلمان ہپشدستی کرکے یہود پر ٹوٹ پڑے نتیجہ جنگ یہہ تھا کہ یہود ایک کے سوا کوئی نہین بچا۔ یہہ آخر ۶ھ ہجری یا محرم ۷ھ ہجری کا واقعہ[۵۲] ہے۔

---

۵۱ ابو رافع کے قتل کے تعیین وقت مین بہت اختلاف ہے۔ جیسا کہ جلد دوم مین مذکور ہوچکا ہے۔ صاحب روضۃ الاحباب نے باسناد صحیح ۶ھ ہجری سے پہلے بتلایا ہے اور ارباب سیر و تاریخ ۷ھ ہجری کا خاص واقعہ ٹھہراتے ہین۔ المؤلف عفی عنہ

۵۲ شبلی صاحب رقمطراز ہین۔ یہہ تمام واقعات ابن سعد سے منقول ہین۔ بہت سی کتابون مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن انیس نے خود ابتدا کی اور سلام کو قتل کر ڈالا۔ لیکن صحیح واقعہ وہی ہے جو ابن سعد سے منقول ہے اور وہی ایسے معرکہ کی وجہ ہوسکتا ہے۔" شبلی صاحب کو اس نظریہ مین پورا تسامح ہوگیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قوم یہود کی تمام فتنہ انگیزیان ایک ایک کرکے جلد دوم مین بیان ہوچکی ہین - یہی یہود تھے - جو قریش کے ہمزبان ہوکر قبائل عرب کو مخالفت اسلام پر آمادہ اور طیار کرتے تھے - ان مخالفانہ تدبیرون اور معاندانہ ترکیبون کا نتیجہ - جنگ احزاب تھی - جس مین شکست کامل اوٹھاکر اونکے دل بیٹھ گئے - لیکن اب بھی اونکی غدارانہ فطرت چین سے نہ بیٹھی - کفار قریش سے بھی معاملات بنی قریظہ مین ان بن ہوگئی - اور ایسی کہ آیندہ رفاقت وحمایت کی کوئی امید باقی نہین رہی طبعی ناہمواری اور خلقی خونخواری سے فتنہ انگیز طبیعت والون کا بچنا محال ہے - کوئی حالت بھی ہو - وہ اپنی نیش زنی اور بیچینی سے باز نہین آتے -

قبائل گردوپیش کے ساتھ یہود کی سازش

جب قریش اور اہل حجاز سے کوئی امید باقی نہین رہی - تو یہودیون نے خیبر اور اوسکے آس پاس کے تمام قبائل واقوام کو اسلام کی مخالفت پر آمادہ کیا - ابن ابی الحقیق - یہود ان بنی نضیر کا رئیس - مدینہ سے آکر خیبر مین آباد ہوا تھا - اوس نے یہان کے مشہور ومعروف قلعہ القموص پر قبضہ کرلیا تھا - سلام ابن ابی الحقیق جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے - اس قلعہ کا سردار تھا - اوس کے قتل کے بعد اوس کا بھتیجا کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق سردار قبیلہ ناضر ہوا - مخالفت اسلام یہودیون کی خاندانی وصیت تھی جسکی تعمیل باپ کے بعد بیٹے پر واجب ہوجاتی تھی - سلام بن ابی الحقیق کی سازشون کے بعد کنانہ نے بھی - باپ دادا کی طرح مخالفت اسلام مین بڑی سرگرمی دکھلائی - غطفان سے لیکر بنو فرازہ تک کی تمام قومون کو اسلام کا دشمن بنا دیا - کنانہ کی اس تجویز وتدبیر مین خیبر کے تمام یہود شریک تھے - اسلیے کہ وہ اُسکو اپنے قومی ہستی کا اصل ذریعہ قرار دیتے تھے - یہود ادھر یہہ سامان کرتے تھے اودھر منافقین مدینہ دربار رسالت کی روزانہ خبرین پہونچاتے تھے اور مسلمانون کی قلت اعداد وعسرت کی سامان کی بنا پر یہودیونکو اُنکی کامیابیکا یقین دلاتے تھے -

منافقین کی فتنہ انگیز تحریک

جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان شورشون کی خبر پہونچتی تھی لیکن آپ برابر سکوت فرماتے تھے - سبب خاموشی یہہ تھا کہ آپ معاملات کو صلح وآشتی کے ساتھ طے فرمادینا چاہتے تھے چنانچہ آپ نے ایکبار پھر آپ نے اوسی طرح کوشش فرمائی جس طرح اسیر بن زرام کے وقت مین تجویز فرمائی تھی اسی تجویز کی بنا پر پھر عبداللہ بن رواحہ کو آپ نے اہل خیبر کے پاس پیام صلح دیکر بھیجا - سفیر رسالت نے نامہ مقدس دیا - جواب کا منتظر تھا کہ دفعتًا راس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کا قاصد یہہ خبر لایا کہ آنحضرت صلعم خیبر پر عنقریب

بقیہ عبارت صفحہ گزشتہ "اسیر" لکھنے کو لکھ گئے "سلام" واقعات مین اسیر بن زرام کی روانگی مدینہ کے حالات لکھ رہے ہین اور عبداللہ بن انیس کے ساتھ اوسکی غداری اور عیاری کے واقعات خود بیان کررہے ہین اور حاشیہ کی عبارت مین تحریر فرماتے ہین کہ عبداللہ بن انیس نے خود ابتدا کی اور سلام کو قتل کرڈالا یہہ کیا؟ سلسلہ بیان مین آپ اوپر لکھ آئے ہین کہ سلام کے بعد یہود نے اسیر بن زرام کو مسند ریاست پر بٹھلایا - پھر اُسوقت سلام زندہ کہان تھا جو قافلہ کے ساتھ ملا لیا گیا جیسا کہ عبداللہ بن انیس کی سبقت والا واقعہ غلط ہے اوسیطرح سلام کی موجودگی بھی جھوٹی ہے - اگر آپنے اسیر کی جگہہ سلام کا نام خود نہین لکھا اور صرف سبقت والی روایت کے راویون کا قول نقل کردیا ہوتب بھی غلطی کی - پہلے آپکو اس امر کی صحت کردینی تھی - بعدہ سبقت کی حقیقت لکھنی تھی - المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

لشکر گران لیکر حملہ کرنے والے ہین۔ ہوشیار ہوجاؤ۔ لیکن اسی کے ساتھ کوئی خوف وہراس دل مین نہ لاؤ۔ مسلمانون کی قلیل جماعت تمھاری کثیر جمعیت کا کچھ بھی بگاڑ نہین سکتی۔ تمھارے مقابلہ مین اونکو سوائے نقصان کے نفع کی کوئی امید نہین ہے"

یہود ایک تو فطرتًا یوہین غدّار اور خونخوار تھے۔ اب عبداللہ بن ابی سلول کا یہہ اشتعال آمیز اور فساد انگیز خط پاکر اور بھی آمادۂ فساد ہوگئے۔ عبداللہ بن رواحہ رنگ بیرنگ دیکھکر مدینہ واپس آئے۔ خط پاتے ہی کنانہ بن ابی الربیع اور یہود بن قیس قبیلہ غطفان کے امیر کے پاس چلے گئے۔

بنی غطفان سے سازش

رئیس غطفان سے سب حالات کہہ سنکر اوسکو نخلستان خیبر کی نصف پیداوار دیجانیکی شرط پر اپنے ساتھ معاہدہ مین شریک کرلیا۔ غطفان کا ایک قوت دار اور نمودار قبیلہ بنو فرازہ بھی تھا۔ اوسکے سردار بھی خیبر مین بلائے گئے کہ شریک ہوکر مسلمانون سے لڑین۔

بنو فرازہ کے پاس آنحضرت کا پیام صلح

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہہ معلوم ہوا تو آپ نے بنو فرازہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ اگر تم یہود کی اعانت سے باز رہو تو ہم وہی شرط تمھارے ساتھ کرنے پر آمادہ ہین۔

معجم البلدان مین باسناد مغازی موسی بن عقبہ تحریر ہے۔

عن ابن شہاب قال کاتب سوفراء ممن قدم علی اھل خیبر لیعبدوھم فارسلھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انّا لا نعینوا ھم وسألھم ان یخرجوا ھم

ابن شہاب سے منقول ہے کہ جب یہی فرازہ اہل خیبر کے پاس اونکی حمایت مین آئے تو آنحضرت صلعم نے اونکو لکھ بھیجا کہ تم اون لوگون کی حمایت نہ کرو بلکہ اون سے درخواست کی کہ اہل خیبر کے معاہدہ وشرایط سے نکل آؤ"

لیکن بنو فرازہ۔ بنی غطفان کے اغوا اور اہل خیبر کے سطوت وثروت کی وجہہ سے اسلام کے پیام کی طرف شنوا نہین ہوے۔

ذی قرد۔ محرم سنہ ہجری

واقعہ ذی قرد۔ جنگ خیبر کا دیباچہ یا بنی غطفان کی شرکت جنگ کا عنوان ہے جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خاص چراگاہ ذی قرد مین واقع تھی جس مین آپ کی اونٹنیان ہمیشہ سے چرا کرتی تھین۔ بنی غطفان کے ایک دستہ فوج نے اپنے سردار عبدالرحمن بن عینیہ کی ماتحتی مین حملہ کیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اونٹنیون کے محافظ تھے۔ اونکی والدہ گرامی قدر بھی ہمراہ تھین۔ قزّاقانِ غطفان سے مزاحم ہوے۔ خونخوار دشمنون نے اُنھین وہین قتل کرڈالا گلّہ سے ۱۲ اونٹنیان ہانک لے گئے۔ اور اونھین کے ساتھ حضرت ابوذر غفاریؓ کی داغ رسیدہ زوجہ محترمہ کو بھی گرفتار کرلے گئے۔ قریب مین مسلمانون کا بھی ایک دستہ فوج تھا۔ اوسکو خبر ہوئی تو

Presented by Ziaraat.Com

فوراً ایٹیرون کے تعاقب مین پہونچ گیا۔ وہ لوگ دوڑکر پہاڑ کے ایک درہ مین چھُپ گئے۔ چونکہ پہلے سے انتظام کر چکے تھے اسلیئے عینیہ بن حصین جو قبیلہ غطفان کا سردار تھا۔ اونکی کمک کو پہلے سے طیار تھا۔ اہل اسلام کی موجودہ جمعیت مین سلمہ بن الاکوع بہت بڑے تیر انداز تھے۔ وہ واصباہ کا نعرہ مار کر ایک معتدبہ جمعیت اسلامی کے ساتھ مقابل ہوے۔ اور دشمن کی جماعت کو عین اوسی حالت مین کہ وہ اپنے اونٹون کو پانی پلا رہے تھے اپنے تیرون کے نیچے رکھ لیا۔ دشمنون نے تھوڑی دیر تک مقابلہ مین استقامت دکھلائی۔ لیکن پھر سب کے سب بھاگ نکلے مسلمانون نے اپنی سب اونٹنیان چھڑالین اور جناب ابوذرؓ کی بی بی کو بھی مستخلص کرا لیا۔ اور مدینہ مین آکر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کرکے عرض کی کہ عظفان سے انتقام کا یہی تو پورا موقع ہے۔ اجازت دیجائے تو دم کے دم مین سب کے سب ہین ڈھیر کر دے جائین۔

رحمت عالم نے ارشاد فرمایا اداملکت فاسجح۔ جب دشمن پر قابو پاجاؤ تو عفو سے کام لو۔

طبری نے اسواقعہ کو خیبر سے کُل تین دن پہلے تبلایا ہے۔ جنگ خیبر کے یہی اسباب وقوع تھے۔ جو تفصیل سے بیان کر دیئے گئے۔ اور اسمین کوئی کلام نہین کہ غزوات اسلامی مین غزوہ خیبر اپنی اہمیت کے اعتبار سے امتیاز خاص رکھتا ہے۔ اسلیے کہ اس سے پہلے جو معارک اسلامی پیش آے وہ بھی گو اپنی اپنی مقدار اہمیت سے خاص خاص امتیاز ضرور رکھتے تھے مگر غور سے دیکھا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ اون مین صرف جنگی اور دفاعی نظم امتیاز تھے اور اسمین دفاعی نظام کے ساتھ اسلام کے نظام تسلط و تصرف کے امتیازی اقتدار قائم ہوتے ہین جنکی مثال سے اور غزوات و فتوحات کے کارنامے خالی ہین۔

شبلی صاحب ان الفاظ مین اسکی امتیازی خصوصیت کو دکھلاتے ہین:۔

اب تک جو لڑائیان وقوع مین آئین وہ محض دفاعی تھین۔ یہہ پہلا غزوہ ہے جس مین غیر مسلم رعایا بناے گئے اور طرز حکومت کی بنیاد قائم ہوئی۔ اسلام کا اصلی مقصد تبلیغ و دعوت ہے۔ اب اگر کوئی قوم اس دعوت کی سد راہ نہو تو اسلام کو نہ تو اوس سے جنگ ہے نہ اوسکی رعایا بنانے کی ضرورت ہے صرف معاہدہ صلح کافی ہے جسکی بہت سی مثالین اسلام مین موجود ہین لیکن جب کوئی قوم خود اسلام کی مخالفت پر آمادہ ہو اور اوسکو مٹا دینا چاہے تو اسلام کو مدافعت کے لیے تلوار ہاتھ مین لینا پڑتی ہے۔ اور اوسکو اپنے زیر اثر رکھنا پڑتا ہے۔ خیبر اس قاعدہ کے موافق اسلام کا پہلا غزوہ ہے۔ سیرۃ النبی ص ۳۵۲۔

غزوہ خیبر جنگ دفاعی تھی

شبلی صاحب نے اس غزوہ کی آخری صورت حال تو بالکل سچی اور صحیح بیان کی ہے لیکن افسوس ہے کہ عنوان بیان اور آغاز داستان ہی مین ابہام پیدا کر دیا ہے۔ آپکے تمہیدی الفاظ یہہ ہین "ابتک جو لڑائیان وقوع مین آئین وہ محض دفاعی تھین۔ یہہ پہلا غزوہ جس مین غیر مسلم رعایا بناے گئے۔ اور طرز حکومت کی بنیاد قائم ہوئی"

اس سے پہلے تو یہہ معلوم ہوا کہ سابق غزوات اسلامی کی طرح یہہ غزوہ دفاعی نہین تھا۔ دوم یہہ کہ ضرورت مدافعت کے برخلاف ملک گیری کی خواہش اور حکمرانی کی داغ بیل قائم کرنے کی غرض و غایت سے یہہ غزوہ اختیار کیا گیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

جہانتک۔ تاریخ و سیر۔ احادیث و تفاسیر سے تلاش واقعات کی گئی ہے معلوم ہوا ہے کہ یہہ صرف شبلی صاحب کی طباعی کا نمونہ ہے۔ جو اصول مسلّمہ اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام مین جو جنگ بلا ضرورت مدافعت اور حکم شریعت اختیار کیجائیگی۔ وہ جہاد نہ کہلائیگی۔ بلکہ عام ملک گیری سمجھی جائیگی۔ اسی بنا پر معتقدات کا یہہ مسلّمہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام غزوات اصول مدافعت کے موافق جہاد دفاعی کی صورت عینی رکھتے تھے اور اسی خصوصیت سے جہاد کہلاتے تھے۔ اور اسی لیے غزوہ خیبر سب سے پہلے جہاد دفاعی کہلائیگا۔ اوسکے بعد اسلام کے نظم املاک کا مقدمہ شبلی صاحب نے غضب کیا۔ غزوہ خیبر کو پہلے جہاد کی تعریف پھر دفاعی ہونیکی خصوصیت امتیازی سے نکال ڈالا حالانکہ اسباب وقوع کی تفصیل مین یہود اور اونکے حلیف بنی غطفان کے خونخوارانہ مظالم جو مسلمانون کی جانون اور مالون پر ٹوٹے خود بیان فرما چکے ہین۔ اور یہہ بھی آپ ہی تحریر کر چکے ہین کہ اونکے اقدام حملات سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے پاس صلح و آشتی کے خود پیغام بھیجے تھے اور اونکے قطعی انکاری جواب پانے پر بھی آپنے سوائے سکوت و خاموشی کے اور کچھ نہین کیا۔ اور اسکے بعد۔ تا وقتیکہ وہ لوگ خود سبقت کر کے مسلمانون پر حملہ آور ہوے اور اونکی جان و مال کا نقصان نہ کر چکے۔ آپنے پیشدستی نہین کی۔ ربیعہ بن کنانہ اور ابو رافع وغیرہ کی فتنہ انگیزیون سے۔ جسے آپ خود لکھ چکے ہین قطع نظر کر کے۔ ذی قرد کا پورا واقعہ جسکو آپ اسانید و دلائل معتبرہ سے خیبر سے کل تین دن پہلے کا واقعہ ثابت فرما چکے ہین۔ آپ کی کتاب مین پوری تفصیل سے قلمبند ہے کیا اس واقعہ مین حضرت ابوذر غفاری کے صاحبزادے کا خون ناحق۔ اونکی والدہ ماجدہ کی گرفتاری۔ ناقہاے رسول اللہ صلعم کا سرقہ یہود اور اونکے حلیف بنی غطفان کا پیشدستانہ اور جارحانہ حملہ نہین تھا۔ کیا ان مظالم و مفاسد کی حیثیت و مقدار آپ کے نزدیک نصاب قصاص و نظام دفاع قائم کرنے کیلیے کامل نہین تھی؟ اور کیا آپ کے نزدیک یہود کی اتنی بڑی عظیم الشان طیاری غطفان اور نبو فزارہ کی مشارکت۔ حمایت و مددگاری کے کثیر التعداد سامان کی مدافعت و مقابلت اسلام کیلیے ضروری نہین تھی؟ کیا اونکی اتنی اور ایسی طیاریان کا رد و کلو کے حدود تک پہونچکر ضرورت دفاع پیدا کرنیکے قابل نہین تھین؟ جب ان تمام مظالم مین یہود اور شرکاے یہود کی سبقت خود آپ کی تفصیل و تحریر سے ثابت ہے تو پھر غزوہ خیبر کو جنگ دفاعی کی تعریف تخصیص سے مرفوع القلم فرمانا آپکی خوش فہمی کے سوا اور کیا سمجھا جاے۔

حالانکہ ارباب سیر و تاریخ پر وقوع اسباب لکھنے پر تبصرہ فرماتے ہوے خود لکھتے ہین۔ خیبر کا آغاز۔ اور غزوات کی بہ نسبت ایک امتیاز خاص رکھتا ہے اور اگرچہ ارباب سیر کی نظر اس نکتہ پر نہین پڑی کہ اس امتیاز کے اسباب کیا تھے۔ تاہم اس واقعہ کی حیثیت سے امتیازی امور اونکی زبان سے بلا قصد نکل گئے ہین۔ سب سے مقدم یہہ ہے کہ جب آپنے خیبر کا قصد کیا تو اعلان عام کر دیا لا تخرجن معنا الا راغب فی الجہاد (ابن سعد) ہمارے ساتھ صرف وہ لوگ آئین جو طالب جہاد ہون۔ سیرۃ النبی ص ۳۵۲

جنگ خیبر کے جہاد ہونیکا اس سے بہتر اور کون ثبوت ہو سکتا ہے جو خاص قول رسالت سے ثابت ہے۔ اب اسکے ساتھ مظالم

Presented by Ziaraat.Com

یہود کے واقعات اسبابجو اوپر بیان ہو چکے ہین ملا لیے جاوین تو پھر اس غزوہ کے جہاد دفاعی ثابت ہونے مین کوئی شبہ باقی نہین رہتا۔

شبلی صاحب کے اس بیان تمہید کی تنقید اس وجہ سے مجھکو ضروری معلوم ہوئی کہ آپ کے اس مبہم بیان سے مخالفین اسلام کو اس تعریض کا موقع مل جاتا ہے کہ خیبر کی جنگ مملوکات و مقبوضات یہود پر قابض ہونے کی غرض خاص سے اختیار فرمائی گئی تھی اور آئین تبلیغ دین اور حفاظت خود اختیاری کی کوئی وجہ قائم نہین کی جا سکتی۔ اسلام نے بلا ضرورت بیقت کر کے یہود کو اُن کے مقبوضات سے بیدخل کر دیا اور مملوکات سے نکال دیا۔ کوتہ بین مخالفین کی عیب جو نگاہین آپ کے اس ابہام فی البیان سے منتفع ہو کر غزوۂ خیبر کے اصلی مقاصد کو مختلف تعریضات و تشنیعات کا اسی طرح ہدف بنا لیتین شبلی صاحب کے محتاط قلم سے ایسی بداحتیاطی سخت افسوسناک ہے۔

اسی طرح شبلی صاحب کا یہ لکھنا۔ اس قاعدے (تبلیغ اسلام) کے مطابق خیبر اسلام کا پہلا ملک تھا۔ صحیح نہین معلوم ہوتا۔ باعتبار اراضی۔ آبادی۔ پیداوار اور آمدنی کے علاقہ خیبر کو ملک کی مبالغہ آمیز تعریف کے اندر لائین۔ تو کسی قدر جائز ہو سکتا ہے۔ اسلیے پہلا ملک ہونیکی جگہہ یہہ کسی طرح اسلام کی پہلی ملک نہین قرار پا سکتا! اس لیئے کہ اس سے پہلے یہود بنی قینقاع۔ بنی نضیر اور بنی قریظہ کے مقبوضات مثل اراضیات زراعت و نخلستان و مکانات مسکونہ اسلام کی تملیک تصرف مین آ چکے تھے اور بحکم رسالت و بقاعدۂ شریعت عام مسلمانون مین تقسیم ہو چکے تھے۔

مضامین تمہید کے آخر مین لکھا گیا ہے کہ غزوات کے خاتمہ کے بعد یہہ بحث تفصیل آئیگی کہ ایک مدت تک لوگ جہاد کو عرب کے قدیم طریقہ کے مطابق معاش کا ذریعہ سمجھتے رہے۔ اس لڑائی (خیبر) تک یہی غلط فہمی قائم رہی۔ یہہ پہلا غزوہ ہے جسمین یہہ پردہ اوٹھا دیا گیا اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی مین صرف وہ لوگ شریک ہون جنکا مقصد محض جہاد اور اعلاے کلمۃ اللہ ہو۔ سیرۃ النبی صہ ۳۵۲۔

آپ کے اس مختصرہ سے صحابہ دنیا پسندی سے بری نہین ہوتے۔ بلکہ اس مظاہرہ سے تو شیوع اسلام سے لیکر خیبر کے موجودہ زمانہ تک تو طمع دنیاوی مین اونکا انہماک ثابت ہوتا ہے۔ یہہ بالکل صحیح ہے اور اسی بنا پر آنحضرت صلعم نے بار بار کے تجربے اور مشاہدے کے بعد صحابہ کو ایکبار اس قصد و خیال سے باز رہنے کے لیے نہایت سختی کے ساتھ ہدایت و موعظت فرمائی۔ مگر افسوس کہ اتنی تاکید و تہدید کے بعد بھی صحابہ مین خالص مجاہدین بہت ہی کم نکلے۔ چنانچہ مسند امام احمد ابن حنبل کی یہہ روایت شاہد ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما کان	حضرت عمر سے مروی ہے کہ بروز جنگ خیبر چند اصحاب رسولؐ نے آکر ذکر کیا کہ
یوم خیبر اقبل نفر من اصحاب رسول اللہ صلعم فقالوا فلان	فلان شخص شہید ہوا۔ اسی طرح پھر دوسرے شخص کی نسبت کہا کہ فلان شخص
شہید حتی مروا علی رجل فقالوا فلان شہید فقال	شہید ہوا۔ یہہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
رسول اللہ صلعم کلا انی رأیتہ فی النار فی بردۃ غلہا او عباءۃ ثم قال رسول اللہ	فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کہو۔ مین نے اوس شخص کو نار جہنم مین دیکھا ہے
صلعم یا ابن الخطاب اذہب فنادی فی الناس انہ	بعد ازان حضرت عمر سے فرمایا کہ جاکر لوگون مین منادی کر دو کہ سوا مومنین کے

Presented by Ziaraat.Com

لا یدخل الجنۃ الا المومنون قال فخرجت فنادیت انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون۔

کوئی شخص جنت میں داخل نہوگا حضرت عمر فرماتے ہین پس مین نے جاکر آنحضرت صلعم کے حکم کے موافق اس بات کا اعلان کردیا کہ مومنین کے سوا جنت مین کوئی نہ داخل ہوگا بحوالہ مدنی ص۶۱ بحوالہ تاریخ احمدی ص۶۱

اگر اس ہدایت کا اثر تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جاوے۔ تو وہ صحابہ کے طبقہ مین ہرگز دیرپا نہ رہا۔ اس لیے کہ دولت اندوزی کی بنا پر یہی جہاد۔ وفات رسولؐ کے بعد تمام عرب مین تنہا ذریعہ معاش بنا لیا گیا اور تمام مشاغل قدیم۔ تجارت و فلاحت موقوف و متروک کردیئے گئے۔ اور ان تمام جہادون کے مقاصد۔ تبلیغ دینی اور اعلاے کلمۃ اللہ کے اصول حقیقی سے علیحدہ ہوکر صاف صاف ملک گیری اور کھلی کھلی کشورستانی وجہانبانی کے دستور قدیم پر قائم ہوگئے۔ جیسا کہ ہم جلد اوّل کے تبصرہ مین پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر آئے ہین۔

اپنے موجودہ مضامین تنقیدی کو ختم کرکے ہم پھر اپنے سلسلۂ بیان پر آجاتے ہین۔

مذکورۂ بالا واقعات غزوۂ خیبر کے اصلی اسباب وقوع ثابت ہوتے ہین۔ اور اسلام کی طرف سے اس کی دفاعی صورت قائم کرتے ہین مذکورۂ بالا اسباب وقوع کے سلسلہ مین یہودیون کی قدیم مخالفت اور معاندت ثابت ہوتی ہے جس کا خونین منظر پہلے ذی قرد مین مسلمانون کے خون ناحق کا محضر پیش کرچکا ہے۔ خیبر کی جنگ اسلام کی انھین مخالفانہ حملات کی مدافعت تھی۔ جسکے سامان وہ سالہا سال سے فراہم کررہے تھے۔ اور خود تو خود غیر جانبدارانہ قومون کو بھی اپنی طرف سے اسلام کی مخالفت پر آمادہ اور طیار کررہے تھے۔

واقعات مندرجہ بالا سے ثابت ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام مفسدون کی خبر پاکر بھی اپنی طرف سے کسی مخالفانہ کارروائی کا قصد نفرمایا۔ بلکہ ایک بار نہین کئی بار خود اپنی طرف سے قاصد بھیجکر اور صلح و آشتی کے خطوط لکھ لکھ کر انکے معاملات کو بمصالحت و مبالہت طے فرمادیا لیکن یہود کی ناشنوا قوم شنوا نہ ہوئی اور اوسنے تجویز رسالت کی اخلاقی خوبیون کو قدر کی نگاہون سے نہ دیکھا۔ اور صاف صاف لفظون مین انکار کردیا۔ جناب ساحاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مایوس ہوکر خیبر کی جنگ مدافعانہ کا اعلان فرمادیا۔

یہان ایک امر ضرور ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ بخلاف جنگ احد و خندق وغیرہ کے اس جنگ مین مخالف کی حملہ آوری معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ خود آنحضرت صلعم کا مدینہ سے آٹھ میل خیبر تک لشکر لیجانا ظاہر ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہہ شبہ ہوسکتا ہے کہ پھر یہہ جنگ دفاعی کیسے کہی جائیگی۔ اسی شبہے نے غالبًا شبلی صاحب کے قلم کو بھی دھوکا دیکر روکدیا ہے۔

جواب یہہ ہے کہ جنگ احد و خندق کی مشکلات نے بتلادیا تھا کہ دارالاسلام مدینہ مین پہونچکر دشمنون کے حملات کتنے شدید۔ تکلیف دہ اور ضرر رسان ہوجاتے ہین۔ اسلیے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے اینده ایسے موقعون پر مخالف کو اپنے قریب آنے کی مہلت دینی بالکل نامناسب اور خلاف مصلحت سمجھ لیا تھا۔ ذی قرد کے خونخوارانہ حملہ نے جو جنگ خیبر سے کل تین روز پہلے واقع ہوا تھا۔ آپ کی اس تجویز کو حقیقت اور مصلحت کے بالکل مطابق ثابت کردیا یون تو یہودیون کے حملہ کی خبر مدت سے گرم تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن ذی قرد کے خونین مناظر نے اونکا مشاہدۂ عینی کرا دیا تھا۔ اسی وجہہ سے جنگ خیبر مین آپ نے غنیم کو اتنا وقت نہین دیا کہ وہ مدینہ منورہ پر چڑھ آئین اور شہر کا محاصرہ کرکے اہل اسلام کو محصور و مجبور کرلین۔ بلکہ غزوہ بدر کی طرح ابوجہل کے لشکر کی آمد سنتے ہی آپ نے مدینہ سے ۸۰ میل آگے بڑھکر چشمہ بدر پر روکدیا اور بڑی ہمت و استقلال سے اوسکو ہزیمت کامل پہونچائی۔ بالکل یہی صورت جنگ خیبر کی تھی۔ وہ غزوہ (بدر) مشرکان مکہ کے حملات مخالفانہ کی مدافعت کی غرض سے قائم ہوا تھا۔ اور یہہ یہود ان خیبر کی غدارانہ مفسدہ انگیزی کی تنبیہہ و تادیب کی ضرورت سے اختیار فرمایا گیا۔ مدّعاے دفاع دونون مین مشترک تھا۔ اس لیے خیبر کی جنگ بھی جہاد دفاعی ضرور تھی۔

خیبر کی طرف روانگی جناب سولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محرم ۷ ہجری مین چودہ سو مسلمانون کی جمعیت کے ساتھ خیبر کا قصد فرمایا۔ منزل صہبا مین پہونچکر راہ بہت ہی پر پیچ اور کج مج پائی گئی۔ زمین تو ناہموار تھی ہی۔ اور صحرائی درختون سے اور جنگلی جھاڑیون سے بالکل پُر خار۔ اگرچہ متفرق جادے معلوم ہوتے تھے۔ مگر یہہ معلوم ہونا دشوار تھا کہ براہ راست خیبر کو کس جادے سے جانا چاہیے۔ اسلیے دلیل کی ضرورت ہوئی۔

دوسری ضرورت یہہ تھی کہ تدبیر قدرت اور تجویز رسالت یہہ تھی کہ لشکر اسلام ایک ایسے قریب و سہل اور جلد پہونچا دینے والے رستہ سے خیبر مین پہونچ جائے کہ غطفان کا قبیلہ یہود ان خیبر کے پاس جمع نہ ہونے پاے اور فوج اسلام پہلے پہونچ جانیکی وجہہ سے جانبین کی سدّ راہ ہوجائے۔ انھین ضرورتون کی وجہہ سے دلیل بُلایا گیا۔ خشیل نامی ایک دلیل پیش کیا گیا اور وہ اجرت پر ہمراہ لیا گیا۔ وہ ایک ایسے مقام پر سے آیا جہان سے مختلف راہین مختلف مقامات پر جاتی تھین۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان راستون کے نام مجھکو بتلاؤ۔ مین جس راستہ کو پسند کرون تم اوسی راستہ سے مجھے لیچلو۔ اوس نے کہا کہ ایک راہ کا نام حیران ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے یہہ راہ نہ پسند ہے اور نہ مین اس راہ سے جانا چاہتا ہون۔ پھر اوس نے بتلایا دوسرے راستہ کا نام شاش ہے۔ ارشاد ہوا یہہ بھی نہین۔ پھر اوس نے کہا تیسری راہ کا نام حاطب ہے۔ آپ نے فرمایا یہہ بھی میری راہ نہین ہے اور نہ اس راہ سے جانا مجھے منظور ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ مجھے تعجّب ہوتا تھا کہ وہ شخص (دلیل) جو نام لیتا تھا۔ وہ حضور کے نزدیک قبیح نکلتا تھا۔ اور آنحضرت صلعم اوس راہ کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اب ایک ہی راہ باقی تھی۔ دلیل نے عرض کی اس راہ کا نام مرحب ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اسی راہ سے لیچلو۔ کہ مجھے اسی سے کام ہے۔ حضرت عمر نے خفا ہوکر دلیل سے کہا کہ تو نے پہلے ہی کیون نہ اس راہ کا نام لے لیا اور اتنی دیر تک الجھا رہا۔

منزل صہبا سے کوچ موکب سالت منزل صہبا سے اوٹھکر اسی راستہ سے خیبر کی طرف چلا۔ رات کو سفر کیا جاتا تھا اور دن کے وقت لشکر کو آرام لینے کے لیے ٹھہرا دیا جاتا تھا۔ راہ کٹنے کے لیے صحابہ مجاہدین اور تمام اسلامی مبارزین بلکہ اونکے شتربان تک۔ ہُدیٰ خوانیان (رجز خوانیان) کرتے جاتے تھے۔ جو سُننے والون کی لطافت اور نیز سہولیت مسافت کے

Presented by Ziaraat.Com

وسافرت کا باعث ہوتا تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان اشعار سے محظوظ خاطر ہوتے تھے ہدی خوانون مین عامر بن الاکوع بہت مشہور تھا۔ اوسکے اشعار یہہ تھے۔

اللھم لولانت ما اھتدینا	اے خدا اگر تو ہدایت ہمین نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پاتے
ولا تصدقنا ولا صلینا	نہ خیرات کرتے اور نہ روزہ نماز ادا کرتے
فاغفر فداء لك ما اقتفینا	ہم تجھ پر فدا ہون۔ ہم جو تیرے احکام بجا نہین لاتے
والقین سکینۃ علینا	تو اون کو معاف فرمادے اور ہمپر تسلی نازل فرما
انا اذا صیح بنا اتینا	ہم جب فریاد مین پکارے جاتے ہین۔ تو پہونچ جاتے ہین
ونبت الاقدام ان لاقینا	اور جب مقابلہ ہو تو ہمکو ثابت قدم رکھ۔ لوگون نے
وبالصباح عولوا علینا	پکار کر ہم سے استغاثہ چاہا ہے۔

یہہ اشعار صحیح بخاری مین نقل کئے ہین۔ مسند بن حنبل مین یہہ اشعار زیادہ ہین۔

ان الذین قد بغوا علینا	جن لوگون نے ہم پر دست درازی کی ہے۔ جب وہ کوئی
اذا ارادوا فتنۃ ابینا	فتنہ برپا کرنا چاہتے ہین تو ہم اون سے دبتے نہین ہین
ونحن عن فضلکما ما استغنینا	اور اے خدا ہم تیری عنایت سے بے نیاز نہین۔ سیرۃ النبی ص ۳۵۳

جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباد بن بشر انصاری کو طلیعہ فوج اسلامی بنا کر روانہ کیا۔ اور مخالف کی خبر رسانی کیلیے تاکید فرمادی۔ حسن اتفاق سے بشر بن عباد کو آگے جاکر تھوڑے ہی دور پر خیبریون کا ایک جاسوس مل گیا۔ جسے عباد نے فوراً گرفتار کرلیا۔ اوس سے استفسار حال کیا تو اوس مکار نے پہلے حقیقت حال پر پردہ ڈالا۔ اور کہا۔ میرا اونٹ گم ہوگیا ہے۔ اوسکو تلاش کر رہا ہون۔ بشر بن عباد نے بہت سی ایسی حرفتین دیکھی تھین۔ اوسکی حیلۃ الوقتی پر کوئی اعتنا نہ کی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تنبیہہ و تادیب پر مستعدی دکھلائی اور اوس سے پوچھا کہ خیبریون کی کیا خبر ہے اوس نے کہا کہ مین صرف اتنا جانتا ہون کہ یہود ابن قیس نے کنانہ بن ابی الحقیق کو بنی غطفان کے پاس بھیجکر حمایت کے لیے بلایا ہے۔ دعینیہ بن بدر سلاح پوش جوانون کی معتدبہ جماعت کے ساتھ خیبر مین پہونچ گیا ہے۔ سب ملاکر خیبر مین اسوقت دس ہزار فوج مسلمانون سے مقابلہ کے لیے طیار ہے۔

عباد تو پہلے ہی جان گئے تھے کہ یہہ خیبریون کا جاسوس ہے۔ مگر وہ خوف جان سے اظہار حال نکر سکا۔ عباد نے چشم نمائی کی تو اوس نے صاف صاف لفظون مین پھر کہا کہ میری جان بخشی کردیجاے تو مین حقیقت حال عرض کرون عباد بن بشر نے اوسکی استدعا قبول کرلی۔ اوس نے سب سے پہلے اپنے جاسوس ہونے کا اقرار کیا۔ پھر کہا کہ باوجود دس ہزار

Presented by Ziaraat.Com

سلاح پوش جوانون کے موجود ہونے کے بھی۔ یہود ان خیبر بنی نضیر و بنی قریظہ کے معاملات کو پیش نظر رکھ کر اہل اسلام سے سخت ہراسان ہو رہے ہین۔ اگرچہ مدینہ کے منافقین نے اونکے پاس کہلا بھیجا ہے اور بہت کچھ اطمینان دلایا ہے کہ تم کو مسلمانون سے ذرا بھی ڈرنا نہین چاہیے۔ تمھاری جمعیت کثیر کے سامنے اونکے مٹھی بھر آدمی کچھ کام نہین کر سکتے۔ تمھارے پاس لشکر اور سامان جنگ بھی افراط سے ہے۔ اونکے پاس تو لڑنے کو ہتیار بھی کافی نہین ہین۔ پھر تم کیون دبنے لگے؟ اس اطمینان و سامان سے بھی خیبر والون کو تسکین نہین۔ سب کے سب ویسے ہی مخوف ہین۔ دلون مین مارے خوف کے پنکھے لگے ہین۔ اب خیبر والون نے مجھے خاصکر مسلمانون کی تعداد لشکر دریافت کرنے کو بھیجا ہے۔ یہہ حال سنکر بشر ابن عباد مجھکو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لے آے۔

بارگاہ رسالت مین غنیم کا جاسوس

جاسوس بارگاہ رسالت مین حاضر ہوا۔ بشر ابن عباد نے روئداد عرض کی حضرت عمر نے واقعہ سنکر عرض کی کہ اسکی گردن اوتار لی جاے۔ بشر ابن عباد بولے یہہ نہین ہو سکتا۔ مین اسے امان دیکر لایا ہون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشر ابن عباد سے ارشاد فرمایا کہ اسکو بآرام تمام اوسوقت تک اپنی حراست و حفاظت مین رکھو۔ جبتک کہ اسکے بیان کی صداقت نہ ہو جاے۔ چنانچہ جب آپ خیبر مین پہونچگئے تو وہ خود مسلمان ہو گیا۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۳۰۰۔ افسوس ہے کہ حضرت عمر کی عجلت و مداخلت علی الاکثر قبل از وقت کام کرنا چاہتے تھے اور آیہ وافی ہدایہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے مفاد پر جناب کی توجہ بہت کم رہتی تھی۔

میدان جنگ کی تبدیلی حباب ابن منذر کا مفید مشورہ

موکب سالت وادی حرضہ کی راہ سے خیبر کی طرف بڑہا اور قریب خیبر پہونچکر ایک مقام پر خیمہ زن ہوا۔ تو حباب بن منذر جو معارک جنگ کے بڑے تجربہ کار بزرگ تھے۔ خدمت اقدس مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اگر حکم خدا کے رو سے یہان قیام فرمایا گیا ہے تو مجھے کوئی عذر نہین اور اگر یونہین قیام کیا گیا ہے تو مجھے کچھ عرض کرنیکی اجازت دی جائے۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ نہین۔ مین نے خدا کے حکم سے یہان قیام نہین کیا ہے۔ بلکہ یونہین اوتر پڑا ہون۔ حباب نے عرض کی کہ یہہ مقام یہود کے قلعہ نطاۃ سے اتنا قریب ہے کہ ہماری آوازین اونکی سماعت تک پہونچ سکتی ہین۔ لیکن ہم اونکی باتون کو نہین سن سکتے۔ اسی طرح اون کے پتھر بلا مزاحمت ہم تک آسکتے ہین لیکن ہمارے پتھر اون تک نہین پہونچ سکتے۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ ہم پر اونکا قابو ہر طرح حاصل ہو سکتا ہے اور ہمارا اون پر نہین۔ اُسکے علاوہ یہہ غدار اور خونخوار قوم جس طرح شبخون کی عادی اور مشتاق ہے وہ معلوم ہے۔ اس لیے اونکی اس خونخواری کی طرف سے بھی خاص اندیشے لگے ہین۔ ان تمام باتون سے بھی قطع نظر کی جائے تاہم یہہ مقام بالکل نشیب مین واقع نظر آتا ہے۔ اور چاروطرف

Presented by Ziaraat.Com

سالہا سال کی غلطت اور عفونت سے بھرا پڑا ہے۔ ممکن نہین کہ مجاہدین اسلام یہان قیام کرین اور اونکی صحت قائم رہ جائے۔ حباب کی اس مفید تجویز سے آنحضرت صلعم نے اتفاق فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ نے حباب ابن منذر کی ہدایت کے مطابق مقام رجیع کو جو وہان سے قریب تھا۔ پسند کیا۔ چنانچہ لشکر اسلام وہان سے اوٹھکر مقام رجیع مین خیمہ زن ہوا۔

روضۃ الاحباب صہ ۳۸۲۔

شبلی صاحب سیرۃ النبیؐ مین لکھتے ہین۔

چونکہ معلوم تھا کہ بنی غطفان خیبریون کی مدد کو ضرور آئین گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام رجیع مین نوجین اوتارین جو غطفان اور خیبر کے بیچ مین ہے۔ اسباب باربرداری خیمہ خرگاہ اور مستورات یہین چھوڑ دی گئین اور فوجین خیبر کی طرف بڑہین غطفان یہ سنکر کہ اسلامی فوجین خیبر کی طرف بڑھ رہی ہین ہتیار سجکر نکلے لیکن آگے بڑہکر جب اون کو معلوم ہوا کہ خود انکا گھر خطرہ مین ہے تو واپس چلے گئے۔ طبری مین ہے۔

ان غطفان لما سمعت بمنزل رسول الله صلعم من خیبر جمعوا الرثم خرجوا لیظاهروا یهود علیه حتی اذا ساروا منقلنز خلفهم فی اموالهم واهالیهم حسّاظنوا ان القوم قد خالفوا الیهم فرجعوا الی عقابهم فقاموا فی اهالیهم واموالهم وخلّوا بین رسول الله وبین خیبر ۱۵۷	جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کی خبر غطفان کو پہونچی تو سلاح جنگ پہنکر یہودیون کی حمایت مین نکلے لیکن پھر اونکو اپنے مال اور اہل وعیال کی تباہی و بربادی کا خیال آیا اور یہ بھی سوچے کہ قوم یہود ان سے خلاف معاہدہ نہ کرے۔ اس بنا پر وہ واپس جاکر اپنے بال بچون مین بیٹھ رہے اور جناب رسولخدا صلعم اور اہل خیبر کے باہم مقابلہ کے لیے راہ خالی کردی۔

روایت خیبر مین حضرت عائشہ کی چادر کا پھریرا

عرب مین اظہار مفاخرت و مسابقت ہمیشہ سے ہر قبیلہ اور عشیرہ کا نصب العین تھا اور مذہبی۔ قومی اور سیاسی امور مین اسکا اجرا و ذکر ضروری سمجھا جاتا تھا۔ قدیم الایام سے عرب کے تمام اقوام و قبائل نے ان امور کے اظہار کے لیے ایک خاص شعار اور نشان مقرر کرلیا تھا۔ اونکی انھین تخصیصی علامات مین علم و رایات بھی تھے۔ جو تجمیع قبائل و اقوام کے ضروری موقعون مین آراستہ کئے جاتے تھے۔ اس کا دستور سفر کے وقتون مین بھی سب سے زیادہ ضروری تھا۔ جلد دوم مین اسکی اہمیت تفصیل سے بیان ہوچکی ہے۔ عرب کے جلیل القدر مناصب مین لواء کا بھی ایک خاص امتیازی منصب تھا۔ اور صاحب اللواء قافلہ مین معزز اور ممتاز عہدہ دار شمار ہوتا تھا۔ لواء قومی کی ترتیب بھی سردار قوم کے مخصوص ہاتھون سے ہوتی تھی۔ اور لوائے قومی ایک خاص عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ قبیلہ قریش کے لواے قوم کی ترتیب سوائے بنی ہاشم کے کوئی دوسرا نہین کرسکتا تھا۔ ہم اس منصب خاص کی تفصیل قصیٰ کے زمانہ سے لیکر حضرت عبد المطلب کے وقت تک جلد دوم مین بیان کرچکے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اس منصب کی عظمت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ واقعہ احد مین۔ علمداران کُفار مین ایک ایک کر کے جب سب کا خاتمہ ہوگیا تو آخر خاندان بنی عبد الدّار کے ایک غلام نے صرف اوس خاندان کے غلام ہونے کی عزّت کے باعث قریش کی علمداری کا منصب پایا۔ لیکن جب حضرت علی مرتضیٰؑ کی تیغ ابدار نے اوسکو بھی قتل کر ڈالا تو علقمہ نامی خاندان بنی عبد الدّار کی ایک عورت نے وہ علم اوٹھا لیا۔ اور اس صنف نازک کی یہہ قوت و جگر داری دیکھکر جوانان قریش کی پُر جوشیون مین ایک نیا ہیجان پیدا ہوگیا۔

ان واقعات سے ہر شخص سمجھ لے سکتا ہے کہ عرب مین علم و رایت ایک قومی علامت امتیاز ہے اور اونکا علمبردار افراد قوم کا ممتاز ممبر ہے۔ لیکن تحقیق سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ عظمت و اقتدار اوسی علم و لواء کے ساتھ مخصُوص ہے جو معرکہاے جنگ مین آراستہ کیا جاتا ہے۔ عام تجارتی کاروان یا دیگر قومی اور ملکی قافلون کے ساتھ جو علم ہوتے تھے وہ نہ اسقدر معزّز خیال کئے جاتے تھے اور نہ اون کے علمدار اتنے ممتاز عرب کے خاص محاورے مین ایسے عَلَمون کو رایات کہتے تھے۔ لیکن وہ علم جو غنیم سے مقابلہ و مقاتلہ کے وقت اعزاز قوم کا نشان امتیاز بنا کر ساتھ لیا جاتا تھا وہ لواء کہلاتا تھا۔ اور مجازاً رایت بھی بولا جاتا تھا۔ چنانچہ زرقانی لکھتے ہین۔

قد صرح جماعۃ من اللغویین بترادف الرایۃ واللواء وھو العلم الذی یحمل فی الحرب لکن روی احمد والترمذی عن ابن عباس والطبرانی عن بریدہ وابن عدی عن ابی ھریرۃ قالوا کانت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوداء ولواءہ ابیض

اہل لغت رایت و لواء کو باہم مترادف ٹھہراتے ہین۔ اور اوس علم کا نام بتلاتے ہین جو موقع جنگ پر آراستہ کیا جاتا ہے۔ لیکن امام احمد۔ ترمذی حضرت ابن عباس سے اور طبرانی بریدہ سے اور ابن عدی ابوہریرہ کے اسناد سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے رایت کا رنگ سیاہ تھا اور لواء کا سفید۔

صفحہ ۲۵۶

شبلی صاحب کی موقع شناسی اور دقت رسی البتہ قابل تعریف ہے۔ اپنے مطلب کا ایک شوشہ ملنا چاہیئے دم کے دم مین مسلسل مضمون طیار۔ چونکہ اس غزوہ مین منصب علمداری کی تفویض ایک شرف خاص اور امتیاز تخصیص رکھتی ہے۔ اور وہ حسن اتفاق سے ایک ایسے ذی قسمت بزرگوار کی خوش تقدیری کا حصّہ ٹھہری ہے۔ جو آپ کی طبع نفیس کے نزدیک مطبوع و ممدوح نہین۔ اس لئے ابتدا ہی سے اس تخصیص کو بھی محض معمولی واقعات کے نقل کا پردہ ڈالکر تعمیم و معمول کے عام تمثیلی صورت مین دکھلانیکی کوشش فرمائی گئی ہے۔ اگر ان نقش و نگار مصنوعی پر تقینیات قیاس بھی کر لیا جاے۔ تاہم آپکے مفید مطلب نہین ہوتا۔ اسلیے کہ جس علم مخصوص کو امتیاز خاص حاصل تھا وہ آپ ہی کے اقراری الفاظ سے ایک فرد جداگانہ ثابت ہوتا ہے۔ آپکے الفاظ یہہ ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

غرض آپ عطفان اور یہود کے حملہ کی مدافعت کے لیے مدینہ سے محرم ۷ھ مین سباع بن عرفطہ انصاری کو مدینہ کا افسر مقرر کرکے مدینہ سے روانہ ہوے ۔ ازواج مطہرات مین حضرت ام سلمہ ساتھ تھین ۔ فوج کی تعداد ۲۰۰ اسوقتی ۶۰۰ سوار اور باقی پیدل تھے ۔ اس وقت تک لڑائیون مین علم کا رواج نہ تھا چھوٹی چھوٹی جھنڈیان ہوتی تھین ۔ یہ پہلا مرتبہ تھا کہ آپنے تین علم طیار کرآے ۔ دو حباب ابن منذر اور سعد بن حیادہ کو عنایت ہوے اور خاص علم نبوی جس کا پھریرا حضرت عایشہ کی چادر سے طیار ہوا تھا ۔ جناب امیرؑ کو مرحمت ہوا ۔ سیرۃ ص ۳۵۲ ۔

شبلی صاحب کے مندرجہ بالا طلسم الفاظی کی پہلے قلعہ کشائی کرلی جائے تو اس کے بعد حقیقت کی جلوہ نمائی کیجائے گی آپ فرماتے ہین اسوقت تک لڑائیون مین علم کا دستور نہین تھا ۔ چھوٹی چھوٹی جھنڈیان ہوتی تھین " چھوٹے بڑے سے بحث نہین ۔ آپکے پہلے فقرہ عبارت کے بعد دوسرے ہی فقرہ سے ثابت ہے کہ لڑائیون مین علم کا رواج دستور قدیم تھا ۔ افسوس ہے کہ آپ اپنے غلط دعوی کی شان بیان مین واقعیت کی طرف ذرا بھی متوجہ نہین ہوتے ۔

اگر آپکا یہ دعوی صحیح ہے کہ اوسوقت تک لڑائیون مین علم کا رواج نہ تھا ۔ تو بتلایا جاے کہ امارت مکہ اور خدمات کعبہ کے ذکر مین منصب لواء ۔ جو قریش کے منصبہاے عظیم وقدیم کی فہرست مین ایک خاص جدول کے اندر سیرۃ النبی جلد اوّل ص ۱۵۵ ۔ پر لگایا گیا ہے اور اوسکو خاندان امیہ کا عموماً اور ابوسفیان کا خصوصاً التمغا بنایا گیا ہے ۔ کیا شے بتلایا جائیگا ۔ شاید ان سے وہی چھوٹی چھوٹی جھنڈیان مراد ہون ۔ تب بھی تو قوم وملک مین علم کا دستور ثابت ہوتا ہے ۔ عام اس سے کہ ایک بڑے نشان کی صورت مین ہو ۔ یا ہاتھ بھر کی جھنڈی کی قد وقامت مین ۔

اگر معرکہاے جنگ مین اسکی عدم موجودگی مخصوص ہے تو آپ خود ظہور اسلام سے سابق زمانہ مین حرب الفجار کے سلسلہ بیان مین لکھتے ہین ۔

یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیلہ مین ہوئی ۔ قریش کے تمام خاندانون نے اس معرکہ مین اپنی اپنی الگ فوجین طیار کی تھین ۔ آل ہاشم کے لیے علمبردار زبیر ابن عبد المطلب تھے ۔ جب لڑائیون مین علم کا دستور ہی نہین تھا تو یہہ علم اور علمدار کہان سے نکل آئے (سیرۃ النبی ص ۱۲۲) ۔

پھر ظہور اسلام کے خاص ایام مین اور مخصوص غزوات مین ، غزوہ خیبر سے پہلے جناب سرور مخدوم صلی اللہ علیہ وآلہ کا اپنے دست مبارک سے متعدد علم آراستہ فرماکر مختلف ممتازین اسلام کو عنایت کرنا تمام حدیث وتاریخ کی کتابون مین لکھا ہے ۔ جنگ حد کے اسلامی علمدارون کے نام امام قسطلانی نے یہ بتلاے ہین ۔

وعقد علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلاثۃ الویۃ لواء للاوس بیدا سید بن الحضیر ولواء للمھاجرین بید علی ابن ابیطالب

(جنگ حد مین) آنحضرت صلعم نے تین علم طیار فرماے ۔ قبیلہ اوس کا علم اسید بن حضیر کو ۔ اور مہاجرین کا علم حضرت علی ابن ابیطالب

Presented by Ziaraat.Com

وقیل بید مصعب ابن عمیر ولواء الخزرج بید الحباب بن منذر وقیل بید سعد بن عبادہ (زرقانی جلد دوم ص۲۸)

اور بعض کہتے ہین مصعب ابن عمیر کو۔ اور قبیلہ خزرج کا علم جناب بن منذر کو اور بعض کہتے ہین کہ سعد بن عبادہ کو عنایت فرمایا۔

اب تو شبلی صاحب کو معلوم ہوگیا کہ انعقاد علم کا رواج عرب مین۔ ایام جہالت سے لیکر اسلام کی اشاعت تک برابر جاری رہا۔ تو پھر آپکے یہ دونو دعوی کہ اسوقت تک لڑائیون مین علم کا رواج نہ تھا اور یہ (خیبر) پہلا مرتبہ ہے کہ آپنے تین علم طیار کرائے" کسقدر واقعیت اور حقیقت کے خلاف ہوکر لغو ثابت ہوتا ہے۔

اب یہ دیکھنا اور دکھلانا باقی رہگیا ہے کہ شبلی صاحب کو ایسی لغو خامہ فرسائی کی کیا ضرورت واقع ہوئی۔ ضرورت تو وہی ثابت ہوتی ہے جسکی طرف ہم اوپر اشارہ کر آے ہین۔ اور وہ یہ ہے کہ خیبر کے علم مین بمقابلہ دیگر علمہاے معارک اسلامی کے ایک خاص شرف اعزاز اور شان امتیاز تھی۔ اور وہ حقیقت و واقعیت کے اعتبار سے ایک ایسے بزرگوار کا خاص طور پر معیار فضیلت ثابت ہوتی ہے جسکو آپ کسی امتیازی اور اختصاصی نگاہ نہ خود دیکھنا چاہتے ہین اور نہ کسی کو دکھلانا چاہتے ہین۔ اسی وجہ خاص سے پہلے منصب لواء کو انکاری پھر استخفافی الفاظ مین مٹانا اور گھٹانا چاہا۔ اوّل تو معارک جنگ مین سرے سے اسکے وجود ہی سے یہ کہکر انکار فرمایا کہ اسوقت تک لڑائیون مین اسکا دستور ہی نہ تھا لیکن فوراً اسکی قدامت اور مرویات مین اسکے ذکر متواتر و متکاثر کا خیال ثانی آگیا تو اوسکی عظمت اور اہمیت کو استخفاف کے درجہ تک گھٹاکر ان لفظون مین بیان کیا کہ چھوٹی چھوٹی جھنڈیان ہوتی تھین" ان تمام لفظی قلعہ بندیون کا مدعاے خاص یہ تھا کہ لواے جنگ اور صاحب لواء (خصوصاً صاحب لواے خیبر) کے اعزاز خاص کا اثر ناواقف مسلمانون کے دل پر نہ پڑنے پائے۔ اور وہ لواے خیبر کے روحانی عظمت و اقتدار کو تعمیم کے اصول معمول سے بڑہاکر خصوصیت کے مرتبہ تک نہ لیجائین۔ کیونکہ ایسا یقین و اعتقاد آپ کے اوس مدعاے حقیقی اور منشاء اصلی کے بالکل خلاف ثابت ہوگا جس کی بناپر مجلدات سیرۃ النبی کی تصنیف کی ضرورت آپکو واقع ہوئی ہے۔

شبلی صاحب کے دونون بیان دعویون کی لغویت ثابت کردی گئی۔ اب آپ کی ایک نئی قلمکاری ملاحظہ کی جاے۔ سابق عبارت کے آگے لکھتے ہین۔ "وہ علم حباب بن منذر اور سعد بن عبادہ کو عنایت ہوے اور خاص علم نبوی جس کا پھریرا حضرت عایشہ کی چادر کا طیار کیا ہوا تھا۔ جناب امیرؑ کو مرحمت ہوا"

چونکہ اس غزوہ مین تفویض علم سے جناب امیر علیہ السلام کا خاص اعزاز و امتیاز ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے شبلی صاحب کی طبع نازک پر اونکی یہ شان اعزاز ناگوار گذری۔ لیکن چونکہ یہ واقعات اعزاز و امتیاز خاص متواترات کے درجون سے بڑھکر یقینیات تک پہونچے ہوئے تھے۔ اس لئے ان سے انکار تو ہو ہی نہین سکتا تھا۔ ہان قلمکاری

Presented by Ziaraat.Com

ہوسکتی تھی اور وہ اسطرح کی گئی کہ جناب امیر علیہ السلام کے اس نشان اعزاز و اختصاص مین لے دے حضرت عائشہ کی شرکت کا پیوند لگا دیا گیا۔ مدعا یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے دامن فضائل مخصوصہ پر شرکت و تعمیم کا ہلکا سا رنگ آجائے ؎

بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش ؛ من اندازِ قدِ موزون شناسم

پہلے تو اس روایت کی حقیقت اور شبلی صاحب کے اصول نقل و استنباط کے نیرنگ ملاحظہ ہون۔ یہ روایت مواہب لدنیہ مین امام قسطلانی نے علامہ دمیاطی کی سیرۃ دمیاطی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ امام قسطلانی کا شمار محدثین مین ہے اور دمیاطی کا صاحبان سیرۃ مین سوائے اس ایک محدث اور اس ایک اہل سیرۃ کے۔ نہ کسی اور محدث نے روایت حضرت عائشہ کی تصریح کی ہے نہ کسی اور اہل سیرۃ نے۔ طبری۔ ابن ہشام ابن سعد۔ ابن اثیر۔ ابوالفدا وغیرہم۔ سیرت و تاریخ کی اتنی کتابین۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی مسند امام ابن حنبل۔ مشکوات وغیرہم احادیث کی اتنی کتابین موجود ہین۔ کسی مین تو اس تصریح کا نشان نہین نہین معلوم دمیاطی کو یہ تصریح کس حوالہ سے پہونچی۔ ضرور ہے کہ یہ خبر منفرد و موضوع عہد معویہ کی موضوعات کے حواشی مین داخل ہو۔ ورنہ کیا معنی کہ تفاسیر۔ احادیث۔ سیرت اور تاریخ اسلامی کے اتنے بڑے بڑے خوش عقیدہ مولفین و مصنفین حضرت ام المومنین کی ایسی فضیلت خاص کے استظہار و استشہار سے سعادت اندوز نہوتے۔

اسی لیئے شبلی صاحب کے مقرر کردہ معیار و اصول نقل و استنباط کے موافق تو یہ روایت کبھی نقل و ذکر کے قابل ہی نہین تھی۔ کیونکہ صاحبان صحاح مین سے اسکو کسی نے نہین لکھا۔ سیرت کے نقول آپکو قبول نہین۔ کیونکہ درجہ استناد مین سیرت کا پایہ صاحبان حدیث سے فروتر رکھا گیا ہے۔ پھر شبلی صاحب نے اپنے اصول مقررہ کے خلاف اس روایت کی نقل و استنباط پر کیسے جرأت کی۔ جو نہ کسی صحیح مین ہے نہ کسی مسند مین۔ مواہب لدنیہ مین سیرۃ دمیاطی سے نقل کی گئی ہے اور آپ خود ان دونو کتابون کی مجہولیت ان الفاظ مین بیان کرتے ہین۔

مواہب لدنیہ مشہور کتاب ہے اور متاخرین کا یہی ماخذ ہے۔ اسکے مصنف قسطلانی ہین جو بخاری کے مشہور شارح ہین۔ حافظ ابن حجر کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مفصل ہے لیکن ہزارون موضوع اور غلط روایتین بھی موجود ہین۔ دیباچہ ص۲۷۔ کیا عجب کہ یہ تصریح بھی انہین موضوعات مین ہو۔

سیرۃ دمیاطی کے متعلق تحریر ہے۔ کہ مصنفین سیرت مین سے بعض لوگون نے اس نکتہ کو سمجھا اور جب احادیث کی چھان بین کی تو اونکو تسلیم کرنا پڑا کہ اون کی (دمیاطی) کتابون مین بہت سی روایتین صحیح حدیث کے خلاف درج ہوگئی ہین لیکن چونکہ انکی تصنیف پھیل چکی تھی اس لیے اصلاح نہ ہوسکی۔ حافظ ابن حجر ایک موقع پر دمیاطی کا ایک قول نقل کرکے لکھتے ہین۔

وھذا علی ان کان یعتقد الرجوع عن — یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ اکثر واقعات جن مین دمیاطی نے

Presented by Ziaraat.Com

کثیر مما وافق فیہ اھل السیرۃ وخالفت الاحادیث	اہل سیر کی موافقت اور صحیح حدیثون کی مخالفت کی تھی۔ اپنی سے
الصحیحۃ وان ذلک کان منہ قبل تضعیفہ منہا ولخروج	رجوع کیا لیکن چونکہ اونکی کتاب کے نسخے تمام پھیل گئے تھے اس لیے
نسخ کتابہ وانتشارہ لم یتمکن من تغیرہ	اون کی اصلاح نکر سکے۔ سیرۃ النبی۔ دیباچہ ص۴۱۔

باوجود اتنی مذکورہ بالا خامہ فرسائی کے پھر آپنے انھین دونو ناقابل استناد کتابون کے حوالون پر اعتبار کیا طرفہ یہ ہے کہ آپ کو انکے حوالے دیتے وقت صحیحین بخاری و مسلم کی ساتھ خوش اعتقادی اور ذی اعتمادی کا بھی خیال نہ آیا۔ آخر کیون؟ صرف اسلیے کہ استخفاف فضیلت علیؑ اور اظہار فضیلت عائشہ کی ضرورت پیش تھی اور یہ دونون ضرورتین ایسی شدید و ناگزیر تھین کہ انکی نقل و تحریر کے آگے۔ اگرچہ اپنے معیار مقررہ سے اختلاف ہو۔ اقرار رقم کردہ سے انحراف ہو۔ کچھ بھی ہو اغراض و تغافل اور تسامح و تساہل ممکن نہین تھا۔ سبق آموزی بخاری کا یہ پہلا قاعدہ ہے۔

بہرحال۔ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آپ کی یہ قلمکاری بھی آپکے مفید مطلب نہین ہوی۔ کیونکہ جس علم کو آپنے علم نبویؐ لکھکر تمام مسلمانون کو خیبر کے لواے مبشرہ پر گمان کرنے کا دھوکا دیا ہے وہ اصل مین وہی رایت تھا جو قافلہ اور لشکر کی جمعیت عام مین امتیاز قوم و قبائل کی ضرورت سے ہمراہ لیا جاتا ہے۔ نہ حقیقتاً وہ علم مبارک اور وہ لواے مقدس تھا۔ خیبر مین جسکے اشتیاق حصول مین تمام ممتازین صحابہ کو شب بھر سخت اضطراب و بیقراری اور اختر شماری مین کٹ گئی۔ علامہ زرقانی کی مرقومۂ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

روی احمد والترمذی عن ابن عباس و	امام احمد اور ترمذی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے بریدہ
الطبرانی عن بریدۃ وابن عدی عن ابوھریرہ	سے اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب
قالوا کانت رایۃ رسول اللہ صلعم سوداء ولواءہ	رسول خدا صلعم کے رایات سیاہ تھے۔ اور لواے فوج
ابیض وزاد ابوھریرۃ مکتوب فیہ لا الہ الا اللہ	آپ کا سفید تھا۔ اور ابوہریرہ نے اس مین یہ اضافہ
محمد رسول اللہ وھو ظاھر فی التغایر۔	کیا ہے کہ اسپر لا الہ الا اللہ و محمداً رسول اللہ لکھا تھا۔
فلعل التفرقۃ بینھما عرفیۃ قالہ الحافظ و	یہ قول ابن حجر کا ہے۔ اور مصباح مین منقول ہے کہ
فی المصباح لواء الجیش علمہ وھو دون الرایۃ	لواے فوج آپ کا علم کہلاتا تھا اور وہ آپکے رایات سے
وقال الدمیاطی وکانت متئانف فی جواب	علیحدہ تھا۔ دمیاطی نے اون لوگون کے سوال کے
سوال نسا من ذکر الرایات ھو مم کانت رایتہ	جواب مین کہا ہے جو آنحضرت صلعم کے رایات کے بارے مین
فقال کانت رایۃ النبی صلعم السوداء من	پوچھتے ہین کہ وہ (رایت) سیاہ تھا اور حضرت عائشہ کی
برد العائشۃ رض والاولی سوداء بالتنکیر	چادر سے بنا تھا۔ زرقانی لکھتے ہین کہ سیاہ رنگ کا ہونا بالتنکیر

Presented by Ziaraat.Com

کما قالہ الصحابۃ الثلاثۃ لانہ لم یتقدم ذکرھا وکان اسمی العقاب

یعنی بالعموم ہے اسلیے کہ آپ کے تمام رایات سیاہ ہوا کرتے تھے جیسا کہ تین صحابہ کے اقوال سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور اُن مین سے کسی ایک نے بھی اس روایت کو مقدم نہین کیا۔ اور وہ علم وہ تھا جس کا نام عقاب تھا۔

زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۵۶ مصر

مگر شبلی صاحب ہین کہ بخلاف اتباع صحابۂ کرام ذکر روایات کو مقدم کرتے ہین صرف اس لئے کہ فضیلت حضرت عائشہ۔ الم نشرح ہو اور آپ کی چادر کے نیچے علمبردار خیبرؑ کے فضائل مخصوصہ چھپ جائین۔ یا کم سے کم حضرت علیؑ کی فضیلت مخصوصہ مین جناب عائشہ بھی شریک ہو جائین۔ اوّل تو علامہ زرقانی کی شرح و معانی سے جس علم کی تفویض نے جناب امیر علیہ السلام کو شرف مخصوص بخشا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان سیاہ علمون سے بالکل جدا تھا اور وہ سفید تھا۔ اور وہ معارک جنگ کیلیے مخصوص تھا۔ اور اوس کا نام عقاب تھا اس علم خاص کے علاوہ جو سیاہ رنگ والے علم تھے وہ رایات کہے جاتے تھے اور قوم و قبیلہ کی تمیز و شناخت کے لیے ہمراہ لیے جاتے تھے۔ انھین رایات مین سے جو جمعیت خیبر کے موقع پر ساتھ لیگئے تھے ممکن ہے کہ ایک مین حضرت عائشہ کی ردا پھریرہ کی جگہہ لگادی گئی ہو۔ اگرچہ بالکل خلاف قیاس اور خلاف واقع ہے اسلیے کہ زرقانی نے اسکو بھی لکھ کر صاف کر دیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے رایات بالعموم سیاہ ہوتے تھے۔ تو اگر صرف سیاہ رنگ کی وجہہ سے ردائے حضرت عائشہ کا قیاس کیا جاتا ہے تو پھر یہ مان لینا ہوگا کہ آپ کے تمام رایات سیاہ مین حضرت عائشہ کی چادر ہین لگی تھین اور یہ محال ہے کہ اتنی ردائین حضرت عائشہ کے پاس موجود ہون۔ کیونکہ آپ خود فرماتی ہین کہ ازواج پیغمبرؐ مین کسی کے پاس کبھی ایک جوڑے سے زیادہ پہننے کو نہین رہتا تھا۔ اس بنا پر حضرت عائشہ کی چادر سے رایات کی آراستگی موضوعات کے حواشی ہین اور کچھ بھی نہین۔

اگر بفرض محال ہم اسکو تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لین تب بھی تو شبلی صاحب کا مطلب نہین نکلتا۔ کیونکہ ان رایات مین جو کچھ عظمت و برکت تھی وہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس نسبت سے تھی نہ اسوجہہ سے کہ یہ حضرت عائشہ کی ردا کا بنا تھا یا کسی صحابہ کے دامان عبا کا۔ نہ اس رعایت سے کہ سعد ابن عبادہ کے ہاتھ مین تھا یا حباب ابن منذر کے کاندھے پر۔ ان وجوہ و اسباب کی بنا پر یہ یقین کر لینا چاہیے کہ رایات یا لوایات جنگ کی عظمت و اہمیت جناب رسولخدا صلعم کی نسبت اور یمن و برکت کی بدولت تھی نہ کسی دوسرے کی نسبت و رعایت مخصوص سے۔

اسی طرح اگر شبلی صاحب کا یہ بیان کہ مدینہ سے روانگی لشکر کے وقت رایات بنا کر دو سعد و حباب کو اور ایک جناب امیر علیہ السلام کو مرحمت ہوا صحیح بھی مان لیا جاوے۔ تو حقیقت اور واقعیت صرف اتنی ثابت ہوگی کہ جناب امیرؑ کے

دست اقدس مین جناب سولخدا صلعم کا رایت مبارک تھا۔ جو آپ کے امیر المومنین اور رئیس المہاجرین ہونے کا معیار کامل تھا۔ پھر چند دنون کے بعد جب غزوہ خیبر کا لواے موعود و مخصوص زینت دوش مظہر ہوا تو اس رایت برداری و علمداری کی شان والا دوبالا ہو گئی جیسا کہ عنقریب مفصل طور پر معلوم ہو گی۔

تعجب ہوتا ہے کہ شبلی صاحب کا ایسا محقق مورخ اور محدث ہو کر ایسی ایسی موضوع اور غیر مقید مرویات سے استدلال فضائل کی بنیاد قائم کرے اور خاصکر ایسی حالت مین وہ ذاتی طور پر خود جانتا ہو کہ جناب امیر علیہ السلام کا ایسا بزرگوار جو بالنفس النفیس اصحاب کسا مین داخل۔ آل عبا مین شامل ہو۔ اور جسکی تصدیق فضائل مین آیہ تطہیر نازل ہو چکا ہو وہ کسی کی چادر کا کیونکر منت کش ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

خیبر مین داخلہ شبلی صاحب کی تمہید غیر مفید کی مرقومہ بالا تنقید کو ختم کر کے ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ منزل صہبا سے رجیع مین قیام کی جگہہ بدل دی گئی۔ یہان ٹھہر کر فوج مین رسد تقسیم کی گئی۔ جو صرف پسے ہوے ستو تھے۔ یہی خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی آگے رکھا گیا۔ آپ نے بطیب خاطر پانی مین گھول کر اوسے نوش فرمالیا اور شکر خدا ادا کیا۔ خیبر وہان سے متصل تھا۔ رجیع سے کوچ فرما کر مغرب کے بعد موکب رسالت خیبر مین داخل ہو گیا۔ ہمیشہ سے شہنشاہ رسالت کا دستور تھا۔ کہ جب کسی نئے مقام شہر قریہ یا آبادی مین داخل ہوتے تھے تو مرقومہ ذیل دعاے داخلہ پڑھ لیتے تھے

اللھم انا نسئلك خیر ھذہ القریۃ و خیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بك من شرّھا وشر اھلھا وشر ما فیھا۔

اے خدا ہم تجھ سے اس قصبہ اور اس قصبہ کے رہنے والون اور قصبہ کی تمام داخلی چیزون کی بھلائی چاہتے ہین اور اس قصبہ اور قصبہ والون اور قصبہ کی داخلی چیزون کی برائی کے لیے تجھ سے پناہ مانگتے ہین۔ زرقانی جلد دوم ص ہمام جلد دوم ص ۱۵۸

خیبر کے قلعون کی تفصیل یہ دعا فرما کر تمام لشکر کو حکم ہوا کہ بسم اللہ کہکر آگے بڑھو۔ خیبر مین رات بھر کامل خموشی اور سکوت سے قیام کیا گیا۔ چونکہ رات کو غنیم پر حملہ کرنا فرمان نبوت کے مطابق بالکل ممنوع ہو چکا تھا۔ اسلیے لشکر اسلام نے رات بھر پورے اطمینان سے آرام کیا۔

خیبر مین چھوٹے بڑے ملا کر چھ قلعے تھے۔ جو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر یکے بادیگرے واقع تھے مورخ یعقوبی نے ان قلعون کے یہ نام بتلاے ہین۔ سالم۔ نطاۃ۔ قصارہ۔ شق۔ حریطہ۔ اور القوص ان قلعون مین یہود کی مجموعًا بیس ہزار فوج موجود تھی۔ ان تمام قلعون مین قموص نہایت مستحکم محفوظ اور مضبوط مشہور تھا۔ مرحب جسکو یعقوبی یہود کا رستم دستان اور ہزار جوانون کے برابر ایک جوان تسلیم کرتا ہے۔ اسی قلعہ کا قلعہ دار اور یہان کی فوج کا سردار تھا۔ ابن ابی الحقیق کا خاندان جو مدینہ منورہ سے جلا وطنی کے بعد خیبر پر قابض ہو گیا تھا۔ اسی قلعہ مین رہتا تھا۔ یہود پہلے ہی سے ہوشیار تھے۔ استحفاظ و مدافعت کے انتظام قبل ہی سے درست کر چکے تھے۔ اپنی مستورات کو ان قلعون سے ہٹا کر ایک محفوظ و مستور جگہہ مین بھجوا دیا۔ اور رسد و غلہ کا ذخیرہ قلعہ ناعم مین رکھوا دیا۔ اور فوجین قلعہاے نطاۃ و قموص مین جمع کرا دین۔

Presented by Ziaraat.Com

اس انتظام کے اعتبار سے صرف قلعہ قموص اور نطاۃ مقابلہ جنگ کی ضرورت کے لیے منتخب کرلیا گیا تھا اور باقی قلعون کو دوسرے سامانون کے لیے۔

مقابلہ و مقاتلہ پر یہود کی طیاری اور اسلام کی احتیاط

اسلام کی مخالفت اور مسلمانون کے استیصال پر وہ اسقدر آمادہ تھے کہ باوجود سخت بیمار۔ لاغر و ناتوان ہونے کے بھی سلام بن مشکم نصیری نے قلعہ نطاۃ کی قلعہ داری اپنے ذمہ لی اور وہان کی فوجین اوسکی ماتحتی مین جنود اسلامی کے مقابلہ کا انتظار کرنے لگین۔ اتنے متواتر اور عینی واقعات کی موجودگی مین بھی جو ہمہ دم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر تھے ابتک آپ کا ارادہ کشت وخون کا نہین تھا۔ اور جیساکہ ہم اوپر لکھکر تبلا آے ہین۔ آغاز معاملات سے لیکر اسوقت تک آپ کی خواہش دلی یہی تھی کہ صلح وآشتی کے شرایط پر جانبین سے معاملات طے ہوجائین۔ لیکن یہود کی طرف سے یہ خونخوارانہ طیاریان دیکھکر آپ کو اونکے معاملات کی طرف سے مایوسی ہوگئی تو چار و ناچار جناب رسول خدا صلعم نے لشکر اسلامی کو طیاری کا حکم دیا۔

علامہ حسین دیاربکری تاریخ الخمیس مین لکھتے ہین۔

ولما نیفس النبی صلعم ان الیھود نحارب وعظ اصحابہ ونصحھم وحرضھم علی الجھاد

آنحضرت صلعم کو جب اسکا یقین ہوگیا کہ یہود ہم سے ضرور لڑینگے تو آپنے تمام مسلمانون کو وعظ ونصیحت کی۔ شرائط ونصاب جہاد تبلاے اور جہاد پر آمادہ کیا۔

چند عورتین بھی اس غزوہ مین خدمت مجاہدین کرتی تھین۔

جائزہ لشکر کے وقت چند خواتین اسلامی کو ہمراہ لشکر دیکھکر فرمایا گیا کہ تمھارا آنا کس غرض سے ہے۔ محترمات نے عرض کی مجاہدین کی خدمت کے لیے ہم نے اپنی امکانی قوتون کی نذر کرلی ہے۔ ایام سکون مین ہم لشکر کے ساتھ چرخہ کاتین گے اوس سے جو کچھ مال دنیا نصیب ہوگا وہ لشکر کے مصارف مین نذر کرین گے۔ دوران قتال مین مبارزان مجروحین کی خدمت کرین گے اونکے زخمون کی مرہم پٹی کرینگے۔ ہمارے ساتھ دوائین بھی ہمراہ ہین۔ اون سے علاج کرینگے۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پرہمت خواتین کے مردانہ وار جواب سنکر بیحد متاثر ہوے اور انکو ہمراہی لشکر کی اجازت دیدی۔ چنانچہ فتح خیبر کے بعد تقسیم غنیمت مین ان عورتون کو مردون کے برابر حصہ دیا گیا۔ یہ مال غنیمت نہ روپے تھے۔ نہ اشرفیان۔ نہ موتی تھے نہ جواہر۔ بلکہ صرف خشک کھجورین تھین جو سرفروش ووفادار مبارزین کو بھی ملین اور ان خدمت گزار خواتین کو بھی۔

احکام وآداب لشکر

ہم اس سے قبل تمام غزوات اسلامی کی خصوصیات مین لکھکر دکھلاتے آئے ہین کہ آداب وتہذیب فوج کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خاص توجہ رکھتے تھے اور عرب کے عام دستور جنگ کے

Presented by Ziaraat.Com

مطابق شور و غوغا کے خلاف سکوت و خاموشی اختیار کرنے کی لشکر اسلامی کو سخت تاکید فرمائی گئی۔ غزوہ مین ایک موقع پر مبارزین اسلام نے ملکر زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اصول خاموشی کے اعتبار سے ہدایتًا ارشاد ہوا کہ آہستہ آہستہ تکبیرین کہو۔ سمجھ لو۔ جیسے تم پکارتے ہو وہ گران گوش نہین۔ اور نہ تمھاری نگاہون سے اتنا دور ہے کہ تمھین چلا کر پکارنے کی ضرورت ہو۔ وہ تو تم سے بالکل قریب ہے پھر اتنے زور سے پکارنا کیا۔

قلعہ ناعم (سالم) کا محاصرہ

محمود بن مسلمہ کی شہادت

شبلی صاحب نے بھی یہ دونون واقعے بخاری باب غزوہ خیبر اور سنن ابو داؤد کے اسناد سے۔ سیرۃ النبی جلد اول صـ۳۵۳ مین تحریر فرمائے ہین۔ ترتیب فوج سے فراغت پاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالف کی طرف سے آغاز جنگ کا انتظار کرنے لگے۔ اس اثناء مین یہود کی طرف سے قلعہ ناعم کی فوج نے لشکر اسلام پر تیر بارانی شروع کی۔ محمود بن مسلمہ نے لشکر اسلام سے بڑھکر مخالف کے حملات کو روکا اور بڑی ہمت و دلیری سے اونکے خونخوارانہ محاربات کا کلّہ بکلّہ جواب دیا۔ یہانتک کہ تکان جنگ سے تھک کر دیوار قلعہ کے نیچے دم لینے کے لیے بیٹھ گئے۔ مکاری اور غداری یہودیون کی فطرت تھی۔ وہ ایسا موقع کب چوکنے والے تھے۔ کنانہ بن الربیع نے موقع پاکر اور نامردانگی دکھاکر فصیل قلعہ سے چکّی کا پاٹ ایسا ناک کر گرایا جو محمود بن مسلمہ کے وسط سر پر گرا اور وہ غریب نادانستہ اوسکے نیچے دب کر شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ لیکن اہل اسلام نے قلعہ کو بھی بہت جلد خالی کرالیا۔

شبلی صاحب لکھنے کو تو تاریخ لکھتے ہین اور سیرت نبویؐ کی ترتیب دیتے ہین۔ لیکن نہین معلوم کہ نقل و تحریر واقعات مین اتنی عجلت کو کس مصلحت سے اختیار فرماتے ہین کہ واقعات کے واقعات۔ حالات کے حالات جن سے اسلام کے محاسن تاثیر اور اوسکی تبلیغ و تعلیم کے روحانی فیوض ثابت ہوتے تھے۔ قلم انداز فرماتے جاتے ہین۔ حالانکہ حدیث و سیرت کے بحث عنوان مین مسلّم ہو چکا ہے کہ سیرت و تاریخ واقعات و حالات کے ذخائر کا نام ہے۔ اور احادیث و فقہہ احکام و نصابات شرعیہ کے مرتب و فاترین۔ باوجود ان اعتراضات کے واقعات ضروری کے بیان سے تاریخ و سیرت مین تغافل و تساہل کرنا مؤلف کی شان اور تالیف کے طریق و عنوان سے بالکل مخالف ہے۔

اکثر علماے محدثین قلعہ نطاۃ کو اسلام کے اوّل فتوحات مین شمار کرتے ہین۔ لیکن امام المغازی ابن اسحق قلعہ ناعم کو فتح اسلام کا دروازہ قرار دیتے ہین۔ اہل سیر و تاریخ نے زیادہ تر قول ابن اسحاق کو اپنا مختار قرار دیا ہے اور اسی لئے ہم نے حصون خیبر کے فتوحات کا فتح ناعم ہی سے فتح الباب کیا ہے۔

قلعہ نطاۃ کی فتح

قلعہ ناعم کو فتح کر کے لشکر اسلام نے قلعہ نطاۃ و شوق جو بالکل ایک دوسرے سے ملحق تھے۔ محاصرہ کیا۔ عامر یہودی ان دو نو قلعون کا سردار تھا۔ عامر کا ایک حبشی غلام تھا۔ جو اوسکے گوسفندون کی گلّہ بانی کرتا تھا۔ لشکر اسلام کے محاصرہ کی خبر گرم تھی۔ وہ سویرے سے بھیڑون کے گلّون کو لیکر صحرا مین نکل گیا تھا۔ شام کو حسب المعمول

Presented by Ziaraat.Com

جب واپس آیا تو تمام اہل قلعہ کو مسلح اور آمادہ جنگ دیکھا۔ اپنے آقا عامر سے پوچھا کہ آج یہ کیسی طیاری ہے۔ عامر نے جواب دیا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس شخص سے جس نے چند دنون سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جنگ کرین۔

یہودی گلہ بان کا قبول ایمان

اوس غلام حبشی پر یہ جواب سنکر ایک خاص حالت طاری ہوگئی۔ لیکن وہ خموش رہگیا۔ جب لشکر اسلام قلعہ کے مقابل آگیا تو وہ حسب المعمول اپنے بھیڑون کے گلے کو لیکر باہر نکلا۔ اور اپنی بھیڑون سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بلا تکلف آپکے سامنے زمین پر دو زانو بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہین۔ ارشاد ہوا اسلام کی اور وہ خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی تصدیق ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر مین آپکی دعوت کی تصدیق کرون تو اسکے معاوضہ مین مجھے کیا ملے گا۔ ارشاد ہوا بہشت بشرطیکہ اصول اسلام پر تم مستقل رہسکو۔ یہ سنتے ہی وہ غلام حبشی فوراً مسلمان ہوگیا۔ اور عرض کرنے لگا میرے پاس یہ بھیڑیان امانت ہین انھین واپس دیکر فوراً حاضر ہوتا ہون۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر حصار کے اندر جاؤگے۔ تو یہود تمھارا مسلمان ہوجانا سنکر تمھین فوراً قتل کروالین گے۔ مصلحت وقت یہ ہے کہ حصار کے قریب جاکر اپنے مالک کو آواز دو کہ اپنی بھیڑیان آکر لیجاوے۔ تم بھیڑیان دیکر چلے آؤ۔

حسب الحکم اوس غلام حبشی نے ایسا ہی کیا۔ قلعہ کے نیچے جاکر آواز دی اور کہا کہ اپنی بھیڑیان اندر کرلو۔ عامر فوراً پہچان گیا۔ حبشی بھیڑیان واپس دیکر مبارزین اسلام کی صف مین چلا آیا۔ اور شبان سے آناً فاناً شیر میدان بن گیا اور شریک جنگ ہوکر یہودیون سے خوب لڑا۔ یہانتک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ لوگ اوسکو میدان جنگ سے اوٹھالاے اور ایک خیمہ مین رکھدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوسکے خاتمہ احوال کی اطلاع کی تو آپنے ارشاد فرمایا عَمَلٌ قَلِیْلٌ وَاَجْرٌ کَثِیْرٌ کام تو کم ہین لیکن اوسکے اجر بہت زیادہ ہین۔

ایک روایت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جب اوسکے خاتمہ کی خبر آپ کو پہونچائی گئی تو آپ اوس خیمہ مین تشریف لاے جہان اوسکی لاش رکھی تھی۔ اوسکی لاش کو دیکھکر فرمایا۔ خداے سبحانہ تعالیٰ نے یقیناً اپنے اس بندہ پر عنایت و رحمت فرمائی اور اوسکو بہشت مین درجات عالی عطا فرماے۔ روضۃ الاحباب ص ۳۸۳۔

جاسوس یہود کی گرفتاری

دستور جنگ کے موافق۔ ایام محاصرہ مین۔ دن بھر لڑائی ہوتی تھی۔ رات کو جانبین کے لشکر اپنے اپنے مقامات پر واپس جاتے تھے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ ہر روز شب کے وقت ایک شخص محافظت لشکر کی خدمت پر خاص طور پر مقرر ہوتا تھا اور وہ اپنے رفقا کے ساتھ لشکرگاہ کی حفاظت کرتا تھا۔ ایکبار حضرت عمر کی باری کی رات تھی۔ یہ پہرہ داری مین مشغول تھے انکے رفقا ایک مرد یہود کو پکڑ کر انکے پاس لے آے۔ اونہون نے اوسکے قتل کا حکم دیا۔ یہود نے حکم سنکر عرض کی کہ مجھے قتل نکیا جاوے بلکہ پیغمبر اسلام کی خدمت مین لیجایا جاوے

مجھے خدمت رسالت مین کچھ باتین عرض کرنی ہین - اور مین اسی غرض سے شب کے وقت قلعہ سے چھپکر نکل آیا ہون حضرت عمر نے اوسکی استدعا قبول کی اور اوسکو خدمت رسول صلعم مین حاضر کیا - یہودی نے آتے ہی سلام عرض کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا خبر لائے ہو - عرض کی کہ اگر میری جان بخشی ہو - تو صحیح صحیح عرض کرون - ارشاد ہوا تمہاری امان کا حکم ہے - اُس نے عرض کی کہ مین یہود ان قلعہ کو ابھی ابھی اس حالت مین چھوڑے آتا ہون کہ اسوقت تک اُن مین کسی قسم کا نظم و ربط نہین ہوا ہے - اسلیے کہ لشکر اسلام کی ہیبت سے سب کے ہوش و حواس زائل ہو گئے ہین اور اس شدت سے خوف و ہراس طاری ہے کہ مجھے یقین ہے کہ وہ قلعہ چھوڑ کر بھاگ جائینگے - اور نطاۃ سے نکل کر قلعہ شق مین کیونکہ شق مین نطاۃ سے زیادہ فوج بھی ہے اور سامان و اسلحات جنگ بھی - صبح کو آپ قلعہ نطاۃ مین بیخوف و ہراس چلینگے تو مین آپ کو وہان کے ذرہ ذرہ سے آگاہ کردون گا - حضرت نے فرمایا انشاء اللہ - اُس یہودی نے بھی کہا انشاء اللہ چنانچہ صبح کو ایک خفیف سی لڑائی کے بعد قلعہ نطاۃ مسلمانون کے قبضہ مین آگیا -

قلعہ شق کی فتح نطاۃ کے بعد لشکر اسلامی قلعہ شق پر جا پڑا - اور دم کے دم مین وہ بھی فتح ہو گیا - اور مسلمانون نے اُسپر بھی قبضہ کر لیا -

قلعہ صعب کی فتح یہ تین اور چھوٹے چھوٹے قلعے فتح ہوتے گئے - اور اہل اسلام اُنپر متصرف ہوتے گئے یہانتک کہ قلعہ صعب کا محاصرہ ہوا - یہ قلعہ مضبوطی اور استحکام مین اور قلعون سے زیادہ مضبوط و مستحکم تھا - یہودنے لشکر اسلام مین رسد قبل ہی سے روک دی تھی مسلمانون کے پاس جو کچھ ذخیرہ تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا - اس وجہ سے فوج اسلامی مین فاقون کی نوبت تھی یعتب بن قشیر اسلمی کا بیان ہے کہ ہم نے ان تکلیفون سے تنگ آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض حال کی تو آپنے فرمایا تھوڑا صبر و تحمل اور کرو - انشاء اللہ تمھارے رزق مین بہت جلد وسعت عطا کی جاتی ہے -

دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حباب ابن منذر کو فوج دے کر اہل قلعہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور اُن کو ہدایت کر دی کہ ایکبار تمام جمعیت سے حملہ کردو - اُس دن قبیلہ اسلم کے تمام لوگ حباب بن منذر کی ماتحتی مین خدمت جہاد مین مصروف تھے - آنحضرت صلعم کی ہدایت کے موافق سب نے ایکبار حملہ کر کے قلعہ صعب کو نہایت آسانی سے فتح کر لیا - قلعہ مین داخل ہوئے تو اُمید سے زاید زر و مال اور کھانے پینے کی چیزین دستیاب ہوئین -

ایک صحابی کی شراب خواری لطیف تر یہ ہے کہ ان تمام چیزون سے زیادہ شراب کا ذخیرہ ہاتھ آیا - راوی حدیث کا بیان ہے کہ وہ منظر میری آنکھون سے نہین ہٹتا کہ شرابون کی مشکون پر مشکین قلعہ سے باہر لاکر زمین پر پانی کی طرح بہائی جاتی ہین - یہانتک کہ یہود کا یہ سالہا سال کا ذخیرہ دم کے دم مین تباہ و برباد ہو گیا - عبداللہ خمار مسلمان ہو چکا تھا لیکن اُسکو ابھی تک اسکا چسکا پڑا تھا کبھی کبھی مفت کی مل جاتی تھی تو پی لیا کرتا تھا ؎ یون تو پیتا نہین پی لیتا ہون گاہے گاہے ماہے

Presented by Ziaraat.Com

وہ بھی تھوڑی سی مزہ مُنھ کا بدلنے کے لئے - اس حرکت ناشائستہ کے لئے اُسکی دوایک مرتبہ تادیب وتنبیہ بھی ہو چکی تھی -
عبداللہ خمّار اس سیلاب مے کو دیکھ کر خون رونے لگا - اور ضبط نہ کرسکا - تھوڑی سی اُٹھا کر پی لی - یاروں نے دیکھ لیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین پکڑ لائے - آپ کو بھی اُسکی یہ حرکت نہایت بُری معلوم ہوئی نعلین مبارک سے اُس شرابخوار صحابی کی خود بھی تنبیہ کی اور حاضرین صحابہ کو بھی اسی طریقہ سے اُس کی تادیب کا حکم فرمایا اور صحابۂ کرام نے بھی حسب الحکم اُنکی پوری مرمت فرمائی - حضرت عمر کی زہ غضبی تاب نہ لاسکی فرمانے لگے - اللّٰھُمَّ الْعَنْہُ خدا اس پر لعنت کرے - بار بار اس شخص سے کہا جاتا ہے - تاہم یہ اپنی عادت سے باز نہین آتا - آنحضرت صلعم نے فرمایا - اے عمر اسے بُرا نہ کہو - با انیہمہ - یہ شخص خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے - روضۃ الاحباب ص ۳۸۵

قلعہ القموس کا محاصرہ
علمبرداران خیبر کا فرار

اسی طرح ایک ایک کرکے یہود کے تمام قلعے فتح ہوتے گئے - صرف قلعہ القموس رہ گیا - اور اسی پر یہود کی قسمت کا آخر فیصلہ موقوف تھا - اور اس مین کوئی کلام نہین کہ مورخین ومحدثین کی متفقہ بیان کے مطابق قلعہ قموص - یہود کے تمام قلعون سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا - زرقانی لکھتے ہین وھو اعظم حصون - سب قلعون سے عظیم تر یہ تھا - ص ۲۶۳ ج ۲

شبلی صاحب - قموص کی قلعہ کشائی کے متعلق رقمطراز ہین :-

ناعم کے بعد اور قلعے آسانی فتح ہو گئے - لیکن قلعہ قموص مرحب کا تختگاہ تھا - اس مہم پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بھیجا - لیکن دونو ناکام واپس آئے - طبری مین روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن نہ جم سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کی کہ فوج نے نامردی کی - لیکن فوج نے اُن کی نسبت بھی یہی شکایت کی -

اس روایت کو طبری نے جس سلسلہ سے نقل کیا ہے - اُسکے راوی عوف ہین - اُن کو بہت سے لوگون نے ثقہ لکھا ہے لیکن بندار جب ان کی روایت بیان کرتے تھے تو کہتے تھے وہ رافضی اور شیطان تھا - یہ لفظ نہایت سخت ہے - لیکن انکی شیعیت سب کو تسلیم ہے - اور گو شیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہین - لیکن یہ ظاہر ہے کہ جس روایت مین حضرت عمر کے بھاگنے کا واقعہ بیان کیا جاوے - شیعہ کی زبان سے اُس کا رتبہ گیارہ جاتا ہے - اسکے علاوہ اوپر کے راوی عبداللہ بن بریدہ ہین جو اپنے والد سے روایت کرتے ہین - لیکن محدثین کو اس بات مین شبہ ہے کہ انکی جو روایتین باپ کے سلسلہ سے منقول ہین صحیح بھی ہین یا نہین - سیرۃ النبی ج ۱ ص ۳۵۶

شبلی صاحب کی خدمت مین گذارش

شبلی صاحب کی مرقومہ بالا عبارت مین - پہلے تو ہم کو آپ کا وہی انداز اختصار دکھلاتا ہے جو ایسے خاص مقامات پر آپ کی تحریر کا معیار خاص ثابت ہوتا ہے - اس بنا پر آپ نے

Presented by Ziaraat.Com

صرف اتنا لکھ کر کہ اس مہم پر آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو بھیجا لیکن دونو ناکام واپس آئے گویا تمام واقعہ کو ختم کر دیا۔ حالانکہ آپ کے اس مختصر اور مبہم بیان نے اصل واقعیت ہی کو خبط و بے ربط کر دیا۔ مطلق علم و اطلاع رکھنے والے مسلمان یہ سمجھیں گے کہ گویا یہ واقعہ بیک روز دو بیک وقت گذر گیا پہلے حضرت ابوبکر گئے پھر حضرت عمر گئے لوٹ آئے اور تھوڑی تھوڑی سی لڑائیوں کے بعد محض اتفاقی طور پر ان دونوں صاحبوں کو کامیابی نہ ہوئی "

شبلی صاحب۔ آپ نے اپنے مفہوم میں جو مطلب پیدا کرنا چاہا ہے وہ تو واقعیت نہیں ہے اور نہ آپ کی یہ تحریر صحیح واقعہ کی اطلاع دیتی ہے۔ واقعیت یہ ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر قلعہ کشائی کے لیے بھیجے گئے۔ اور دن بھر انھوں نے حتی الامکان کوشش کی۔ مگر بکشود کار نہ شوئی۔ ہزیمت اٹھا کر واپس آئے۔ دوسرے دن حضرت عمر خیبر کشا بن کر قلعہ خیبر کے نیچے آئے اور آپ نے بھی دن بھر اپنی چوٹی کا زور لگایا لیکن کچھ مفید کار نہ ہوا۔ اس دن سے زیادہ آج کے روز مسلمانوں کو بلا و مصیبت اٹھانی ہوئی۔ ملاحظہ ہو امام نسائی خصائص میں لکھتے ہیں

عن ابی بریدہ قال حاصرنا خیبر فاخذ الرایۃ ابوبکر ولم یفتح لہ فاصبنا منہ من الغد عمر فانصرف ولم یفتح لہ واصاب الناس شدۃ و جہد

ابوبریدہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگوں نے قلعہ خیبر کا محاصرہ کیا۔ آنحضرت ابوبکر علم لے کر گئے مگر بغیر فتح کیے واپس آئے دوسرے دن حضرت عمر علم لیکر گئے وہ بھی بے نیل مرام واپس آئے اور بہت سخت تکلیف اٹھانی ہوئی

ہم خوب جانتے ہیں شبلی صاحب کے ٹھہرنے کا یہ میدان نہیں ہے۔ آپ ان مقامات سے بہت جلد نکل جایا کرتے ہیں اور اپنی اختصار نویسی کے پردے میں اصل حقیقت اور نفس واقعیت کو چھپا ڈالتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ آپ کے ممدوحین کی لغزشیں طشت از بام اور مشہور عام نہ ہوں۔

علمبرداران خیبر کی گرنیز کا انکشاف

شبلی صاحب کو طبری کے اس لکھ دینے پر کہ یحبہ اصحابہ و یحبہم۔ ہمراہیان حضرت عمر۔ حضرت عمر پر بزدلی کا الزام لگاتے تھے اور حسرت عمر ان پر سخت طیش آگیا ہے۔ اور اس کے عقلی و نقلی دونوں طریقہ تنقید پر تیار ہو گئے ہیں لیکن حقیقت یہ بتلا رہی ہے کہ آپ اپنے دونوں طریقہ تنقیدی میں سے کسی ایک میں بھی کامیاب نہ ہوئے تفصیل یہ ہے۔

اوّل اعتراض یہ ہے کہ اس روایت طبری کا ایک راوی شیعہ ہے۔ اسوجہ سے گویا قابل اعتبار نہیں لیکن یہ دلیل تنقیدی جیسی ضعیف تھی وہ شبلی صاحب کو خود معلوم تھی۔ اس لیے ایک طرف اسکی مجہولیت کا اظہار بھی مقصود تھا اور دوسری طرف اسکی تائید بھی منظور تھی۔ اس لیے گویا اجتماع ضدین کے غیر امکان بناء و عنوان پر یہ لکھی گئی اسکی مجہولیت اور مہملیت کے لیے خود آپ کے الفاظ عبارت شاہد ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اس روایت کو طبری نے جس سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ اسکے راوی عوف ہیں۔ ان کو بہت سے لوگوں نے

ثقہ کہا ہے۔ لیکن بندار جب اُن کی روایت بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ وہ رافضی اور شیطان تھا یہ لفظ نہایت سخت ہے۔ لیکن اُن کی شیعیت سب کو تسلیم ہے اور گویا شیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ جس روایت میں حضرت عمر کے بھاگنے کا واقعہ بیان کیا جاوے شیعہ کی زبان سے اُس کا رتبہ کیا رہ جاتا ہے"

شبلی صاحب کی یہ عبارت اجتماع ضدین اور مؤلف کی ذوجہتی کے مزے دے رہی ہے۔ یعنی شیعہ ہونا آپ کے نزدیک دلیل بے اعتباری بھی نہیں۔ پھر آپ اُسی بے اعتباری کی بنا پر عوف کی روایت کو مانتے بھی نہیں اور بندار کے قول منفرد اور رائے واحد کے مطابق لکھتے ہیں کہ جس روایت میں حضرت عمر کے بھاگنے کا واقعہ بیان کیا جاوے۔ شیعہ کی زبان سے اُس کا رتبہ کیا رہ جاتا ہے یعنی وہ بیان قابلِ اعتبار نہیں رہتا۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے ان دونوں متناقض اور متخالف بیان نے آپ کے موجودہ استدلال کا کیا رتبہ باقی رکھا جو کسی کے آگے قابل تسلیم مانا جاوے۔ آپ خود لکھ کر اعتراف کر چکے ہیں کہ عوف کو بہت سے لوگوں نے ثقہ کہا ہے۔ لیکن بندار جب ان کی روایت بیان کرتے تھے تو کہتے تھے وہ رافضی تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عوف کو غیر ثقہ سوائے بندار کے کسی اور نے نہیں کہا۔ ورنہ بندار کے ساتھ آپ اُسکا نام بھی ضرور لکھ دیتے۔ آپ کی دلیل کے اس ضعف کو دیکھکر اہل تحقیق و انصاف خود یقین کر لینگے کہ آپ ایک گروہ کثیر کے قول متفقہ کو چھوڑ کر۔ جو عوف کو ثقہ ہونے کے بارے میں منقول ہیں۔ صرف بندار کے قول احاد پر اعتبار کرتے ہیں۔ اور قول منفرد سے قول کثیر کی تکذیب کرنا چاہتے ہیں۔ جو عقلاً و نقلاً ممنوع ہے۔ اور اصول تنقید و تحقیق کے بالکل منافی ہے۔ اس لیے کوئی بھی اسے قبول نہیں کر سکتا۔

اب بندار کی حیثیت خاص بھی ملاحظہ فرمالی جاوے کہ وہ کس پایہ و مایہ اور کس اہلیت و صلاحیت کے بزرگ ثابت ہوتے ہیں جن کے قول کو آپ اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ انکے قول واحد کے مقابلہ میں اپنے علماے کثیر کے اقوال متفقہ کو فضول و بیکار اور ساقط از اعتبار کیے دیتے ہیں انکی تفصیل شخصیت یہ ہے۔

آپ کا اصلی نام محمد بن بشار ہے اور بندار کے لقب سے مشہور ہیں۔ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی انکی نسبت لکھتے ہیں کذّبہ القلاس۔ قلاس نے ان کی تکذیب کی ہے۔ پھر اُسی میزان الاعتدال کی جلد دوم ص ۳۵۲ میں انکی نسبت تحریر ہے۔

قال عبد اللہ بن الدورقی کُنّا عند یحیی بن معین یجری ذکر بندار فرأیت یحیی لا یعنابہ

عبداللہ بن الدورقی کا بیان ہے کہ ہم لوگ یحیی بن معین کی صحبت میں تھے کہ بندار کا ذکر آیا تو میں نے دیکھا کہ اُنھوں نے

ولیستصعه — اُسکی طرف کوئی توجہ نہین کی بلکہ تضعیف کی

یہ تو میزان الاعتدال کی عبارت سے بندار کی حقیقت معلوم ہوئی - اب تہذیب التہذیب کے الفاظ مین اُنکی تفصیلی حقیقت ملاحظہ ہو۔

قال اسحاق بن ابراهيم الفرازی كنا عند بندار فقال فی حديث عن عائشه قال قالت رسول الله فقال له رجل يسخر منه اعندك بالله ما افضحك فقال اذ خرجنا من عند روح دخلنا الى ابی عبيده فقال قد بان ذلك عليك وقال عبد الله بن اسمعيل بن سيّار سمعت عمر بن علی يحلف ان بندارا يكذب فيما يروی عن يحيی وقال علی بن مدينی سمعت ابی وصاله عن حديث رواه بندار قال يسحروا فان فی السّحور بركة فقال هذا كذب وانكره اشدّ الانكار وقال حدّثنی ابوداؤد موقوفا وقال رايت القواريری لا يرضاه وقال كان صاحب الحمام۔ صفحہ ۲۰ جلد ۹

اسحٰق ابن ابراہیم الفرازی کہتے ہیں کہ ہم بندار کے پاس گئے تو اُس نے کہا کہ عائشہ نے کہا کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہؐ فرماتی تھین - تو ایک شخص نے فوراً ٹوک کر کہا کہ حدیث مین اور رسولؐ سے تمسخر کرتا ہے خدا کی پناہ۔ دیکھو کیا فضیحت لیا تمکو - وہ کہتا تھا جب ہم رَوح کے پاس سے ابو عبیدہ کے پاس جانے تھے - تو وہ کہتا تھا تیری بات فاش ہوگئی - اور عبداللہ بن اسمٰعیل بن سیّار کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن علی کو حلفاً کہتے ہوئے سُنا ہے کہ بندار جھوٹا ہے اُن حدیثون مین جو یحییٰ سے روایت کرتا ہے علی بن مدینی (اُستاد امام بخاری) کہتے ہین کہ ہم نے ابن ابی وصالہ سے یہ حدیث بندار سے سحروا فان فی السّحور برکۃ کے متعلق پوچھا تو اُسنے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے اور اس سے انکار شدید کیا ابوداؤد نے انکو موقوفاً بتلایا اسی طرح قواریری بھی بندار کو پسند نہین کرتا بلکہ کہتا تھا کہ وہ تو کبوتر باز تھا

بندار پر شبلی صاحب کی دلیل تنقیدی کا دارومدار تھا - وہ خود ہی ناقدین فنّ حدیث کے نزدیک ناقابل اعتماد اور ساقط الاستناد ثابت ہوئے - یحییٰ بن معین اُنھین ناقابل توجہ سمجھ کر اُن کی تضعیف کرتے ہین - تو لاشی اُسے سرے سے کاذب بتلاتے ہین - عمر بن علی ضعیف الاسناد ٹھہراتے ہین - ابن سیار عمر بن علی کا قول حلفی لکھ کر اُنکی تائید مزید فرماتے ہین - ابن مدینی اُستاد امام بخاری کا ذب اور منکر الحدیث دونون بتاتے ہین ابوداؤد اُس سے روایت کرنے مین احتیاط فرماتے ہین - قواریری اسکو خفیف الحرکات اور کبوتر بازی کے لہو لعب مین مبتلا بتلاتے ہین - تو پھر ایسے مجہول الحال شخص کے قول منفرد سے استدلال کرنا کسقدر مضحکہ انگیز ہے - حقیقت یہ ہے کہ آپ کو بندار کے تلاش حال کی کوئی ضرورت نہ تھی - اسلیے کہ آپ کا مدّعا تو اس روایت کی تضعیف تھی - خواہ وہ کیسی ہی ضعیف طریقہ سے نہ وارد ہوئی ہو - وہ آپ نے پوری کردی لیکن خوش فہمی سے آپ یہ نہ سمجھے کہ بندار کے جاننے والے اُنکی حیثیت

Presented by Ziaraat.Com

وصلاحیت کے پہچاننے والے اور بھی بہت سے ہین جوانکی بے اعتباری اور آپ کی قلمکاری کی حقیقت کھول دے سکتے ہین اس بنا پر آپ کا ثبوت استدلال جو اس روایت مندرجہ کی تنقید مین آپنے پیش کیا ہے بالکل لغو ثابت ہوا۔ اور عوف کی نا اعتباری ثابت ہونے کی جگہ خود بندار ہی کی تکذیب ثابت ہوگی۔

باقی رہا آپ کا یہ فقرہ کہ عوف کی شیعیت سب کو تسلیم ہے۔ ایک مغویانہ چکمہ سے زاید نہین۔ سب کو۔ یہ لفظ عام کس جماعت کی طرف راجع ہے۔ اگر اس سے سواد اعظم اہلسنت مقصود ہے۔ جیسا کہ ظن غالب بتلاتا ہے۔ تو یہ شیعون کے لئے کیسے قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ آپ کے تالیفی تدوین کا مقتضٰے تو یہ ہونا چاہتا تھا کہ آپ کے شیعون کے اعترافات سے اُس کا شیعہ ہونا ثابت کر دیتے تب البتہ آپ کے استدلال مین کچھ قوت آتی شیعون کے اقرار سے عوف کا شیعہ ہونا کہان تک ثابت کیا جائیگا آپ تو اپنے فرقہ کے قول و آرا سے بھی اُس کے شیعہ ہونے کا اظہار نہ فرما سکے۔ عام مسلمانوں کے بدظن بنانے اور اپنے محقق ہونے کی سطوت جمانے کی غرض خاص سے لکھدیا کہ عوف کی شیعیت سب کو تسلیم ہے جس دعوے کے شہود موجود نہون وہ صریح یاوہ گوئی ہے۔

لیکن ہم آپ کی اس ترکیب کو بھی آپ کی ایجاد و طبعزاد خاص نہین کہینگے۔ بلکہ یہ تو آپ کے سلف صالحین کا قدیم طریقہ چلا آتا ہے کہ جب کسی بحث مین کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہین دیکھی گئی اُسکے راوی کو شیعہ کہدیا گیا۔ آپ کے علم کلام کی کتابین اسکی مثالون سے بھری پڑی ہیں خصوصاً آپ کے امام المتکلمین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اس ترکیب خاص کے بہت بڑے باکمال مشاق گذرے ہین۔

اگر بفرض محال عوف شیعہ ہی تھا۔ جیسا آپ لکھکر بتلانا چاہتے ہین تو آپ ہی کے اقراری قول کے موافق اُسکی شیعیت اُسکی بے اعتباری کی کیونکر دلیل ہو سکتی ہے چنانچہ اس اصول کو آپ خود متعدد جگہون پر لکھ چکے ہین۔ اور بتلا چکے ہین کہ رواۃ شیعہ قابل الاستناد ہین۔ چنانچہ دیباچہ صفحہ ۴۴ مین بذکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری المتوفی ۲۱۱ھ ہجری مرقوم ہے۔

ثقات محدثین مین انکا شمار ہے۔ مزاج مین کسیقدر تشیع تھا۔ ابن معین کہتے ہین کہ عبدالرزاق اگر مرتد بھی ہو جائے۔ تب بھی ہم ان سے حدیث ترک نہین کر سکتے۔

آپ خود اس عبارت شیعہ رواۃ کی ذی اعتمادی اور قوی الاسنادی کا اسقدر پایہ بلند کر چکے۔ اب اُنکو گرانا تو گویا خود گرنا ہے۔ پھر اُسی دیباچہ کے صفحہ ۱۹ مین انھین امام طبری کی تصدیق و توثیق مین۔ جن کی روایت کی یہان ضرورتاً تنقید کی جاتی ہے۔ یہ عبارت لکھی گئی ہے۔

تاریخی سلسلہ مین سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے۔ طبری اس درجہ کے شخص ہین کہ تمام محدثین انکے فضل و کمال تفقہ (فقاہت) اور وسعت علم کے معترف ہین

Presented by Ziaraat.Com

ان کی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے۔ محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا مین
مین کسی کو ان سے بڑھکر عالم نہین جانتا ۳۱۰ھ مین وفات پائی
نے اُن کی نسبت لکھا ہے کہ یہ شیعون کے لئے حدیثین وضع کیا کرتے تھے لیکن علامہ ذہبی نے
میزان الاعتدال مین لکھا ہے۔

هذا رجم بالظن الكاذب بل ابن جرير من كبار ائمة الاسلام المعتمدين — یہ جھوٹی بدگمانی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ابن جریر (م) کے معتمد امامون مین سے ایک بڑے امام ہین۔

علامہ ذہبی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ ان مین فی الجملہ تشیع تھا۔ لیکن مضر نہین۔ تمام مستند
اور مفصل تاریخین مثلاً تاریخ کامل ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ ابو الفدا وغیرہ انھین کی کتاب کے
مختصرات ہین۔ یہ کتاب بھی ناپید تھی۔ یورپ کی بدولت شائع ہوئی۔

اب اہل تحقیق خود انصاف کرلین۔ کہ شبلی صاحب کو ان اقرار و اعترافات کے مقابلہ مین شیعہ رواۃ کی
بے اعتباری عموماً اور امام طبری کی روایت کی خصوصاً بے اعتمادی کیسے ثابت ہوسکتی ہے۔ امام طبری کی تاریخ
و تفسیر پر کیا موقوف و منحصر ہے صحیحین مسلم و بخاری کے رواۃ پر نظر غور فرمائیے تو جسطرح بخاری مین خوارج رواۃ کا
ذخیرہ پایا جائے گا اُسی طرح مسلم مین شیعہ رواۃ کی کثرت دکھلائی دے گی۔ اگر شیعہ رواۃ کی تکذیب و تغلیظ پر آئندہ
جرأت کی جائے گی تو صحیح مسلم کی صحت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اس بنا پر یہ لکھ کر بتلا دینا بہت ضروری ہے کہ
شبلی صاحب پر اُن کے اس اعتراض سے پہلے تناقض فی الکلام اور انحراف عن الاعتراف کے دو چارج
بیک وقت قائم ہوجاتے ہین۔

اب شبلی صاحب کا آخر والا فقرہ کہ "یہ ظاہر ہے کہ جس روایت مین حضرت عمر کے بھاگنے کا واقعہ بیان کیا جاوے
شیعہ کی زبان سے اس روایت کا کیا رتبہ رہ جاتا ہے"

بالکل خلاف اصول اور فضول اعتراض ہے۔ اور ایسا مضحکہ خیز کہ شبلی صاحب کی اس طفلانہ ضد پر بچے بھی
ہنس پڑین گے۔ جناب والا۔ اگر یہی وجہ اعتراض ہے تو ہر شیعہ اس کہنے کا مستحق ہے کہ فضائل خلفاء مین جتنی روایتین
اہلسنت کی زبان و قلم سے نکلی ہین اُنکی کیا وقعت باقی رہ جاے گی۔ اسی کے ساتھ نحن معاشر الانبیا والی روایت احاد و
منفرد کی کیا حقیقت رہ جائے گی۔ اسکو ابھی سے سونچ لیا جاوے فافہم فتدبر

شبلی صاحب اپنی خود غرضی کی پُرجوشی مین ایسے وارفتہ ہوگئے کہ عوف اور طبری کو تو جانے دیجیے۔
صحابہ اور تابعین کی بھی بے اعتباری ثابت کرنے لگے۔ چنانچہ اسی بحث کے آخر عبد اللہ بن بریدہ پر بھی بے اعتباری کا

Presented by Ziaraat.Com

چرکہ دے گئے ۔ ۵ ایک چھری اور لگاتے گئے جاتے جاتے ۔ تحریر فرماتے ہیں ۔

اس کے علاوہ عبداللہ بن بریدہ ہیں ۔ جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ۔ لیکن محدثین کو اس بات میں شبہ ہے کہ ان کی جو روایتیں باپ کے سلسلہ سے منقول ہیں صحیح بھی ہیں یا نہیں ۔

حالانکہ خود امام بخاری اپنی صحیح میں اور اُنکے شیخ اسحٰق امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں ۔ انھیں عبداللہ بن بریدہ سے بلا عذر و تامل روایت کرتے ہیں ۔ چنانچہ صحیح بخاری وسط مغازی میں ۔ بذیل ذکر محاصرۂ یمن و قصہ کنیز ۔ سلسلہ رواۃ میں ہے ۔

حدثنی محمد بن بشار قال حدثنا روح ابن عبادہ قال حدثنا علی بن سوید بن منجوق عن عبداللہ ابن بریدہ عن ابیہ

محمد بن بشار کہتے ہیں کہ مجھ سے روح ابن عبادہ نے حدیث کی اُن سے علی بن سوید ابن منجوق نے حدیث کی اُسے عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ کی زبانی حدیث کی

اس روایت کی سند میں عبداللہ بن بریدہ داخل ہیں اور اپنے باپ بریدہ سے روایت کرتے ہیں ۔ اور یہی وہ سلسلہ ہے جسکو شبلی صاحب محدثین کے نزدیک شبہ بتلاتے ہیں ۔ محدثین کے نام بھی نہیں لکھتے اور اگر لکھتے بھی تو اُنکے حکم و مختار کا امام بخاری کے آگے کیا اعتبار ہوتا ۔

اب اسمیں یہ نکتہ بھی خاص طور پر لحاظ و غور کے قابل ہے کہ بخاری نے اس روایت کو پہلے محمد بن بشار ملقب بہ بندار ہی سے نقل کیا ہے ۔ جو شبلی صاحب کے نزدیک نہایت معتبر اور معتمد ثابت ہوئے ہیں اور انھیں کے قول سے طبری کی روایت کی تردید فرمائی گئی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندار اور امام بخاری دونوں کے نزدیک عبداللہ بن بریدہ کی وہ مرویات جو وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں صحیح الاسناد اور قابل الاستناد ہیں ۔ پھر شبلی صاحب کے تمام محدثین کے قیاس سے عبداللہ بن بریدہ کی تضعیف کیسے قابل تسلیم ہو سکتی ہے ۔

تو امام بخاری کی سلسلہ رواۃ کی سند نقل ہو چکی اب امام احمد بن حنبل کا سلسلہ ملاحظہ ہو ۔

حدثنا یحیی بن سعید حدثنا عبدالجلیل قال انتھیت الی حلقہ فیھا ابو بردۃ وابنا بریدہ فقال عبداللہ بن بریدہ

یحیی بن سعید نے ہمسے حدیث کی ۔ اُنسے عبدالجلیل نے (سلسلہ رواۃ) ابی حلقہ پہ تمام کیا جسمیں ابو بردہ اور بریدہ کے دونوں بیٹے داخل ہیں ۔ عبداللہ بن بریدہ نے کہا :-

اسمیں بھی وہی عبداللہ بن بریدہ داخل ہیں اور امام احمد بن حنبل نے بلا تامل اُن سے روایت کی ہے ۔ آخر حدیث میں عبداللہ بن بریدہ کے خاص الفاظ اس حدیث کی تصدیق و صحت میں یوں مرقوم ہیں ۔

قال عبداللہ فوالذی لا الہ الا غیرہ ما بینی وبین رسول اللہ صلعم فی ھذا الحدیث غیر ابی بریدہ

قسم اُس خدا کی جسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے ۔ کہ اس حدیث میں میرے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان ، سوائے میرے باپ کے اور کوئی دوسرا واسطہ نہیں ہے

اگر اتنے مشاہد کے بعد بھی شبلی صاحب کو عبداللہ بن بریدہ کی تضعیف پر اصرار قائم رہے تو نہایت حیرت انگیز ہے

شبلی صاحب نے اپنی حیلۃ القلمی سے اصل واقعات پر جو پردہ ڈالا تھا۔ اُسکو چاک کرکے باقی حالات خیبر کی مفصلۂ ذیل بیان مین شیرازہ بندی کی جاتی ہے۔

علم خیبر کی گرانمایہ عطا

ہم برابر لکھتے آتے ہین کہ حقیقت کسی حال سے نہ چھپی ہے اور نہ چھپ سکتی ہے شبلی صاحب نے حضرت علی مرتضی کے فضائل مخصوص چھپانے اور گھٹانے مین تو ابتدا ہی سے کوشش بلیغ فرمائی تھی اور مرقومۂ بالا مقام پر تو گویا حضرت عمر کی جنبہ داری پر آستین چڑھا کر تُل گئے تھے جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہو چکا ہے۔ مگر حیرت ہو گئی کہ چند ہی سطور کے بعد وہ پُرجوشی بالکل دھیمی پڑ گئی۔ اسلیے صرف کہ وہ حقیقت تھی چھپ نہ سکی۔ چنانچہ مرقومہ بالا عبارت کے آگے تحریر فرماتے ہین۔

تاہم اسقدر صحیح ہے کہ اس مہم پر پہلے اور بڑے بڑے صحابہ بھیجے گئے تھے۔ لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت مین تھا۔ جب مہم میں دیر ہوئی تو ایکدن شام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل مین علم اُس شخص کو دونگا جسکے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور خدا کے رسولؐ کو چاہتا ہے اور خدا اور خدا کا رسولؐ بھی اُسے چاہتے ہین۔

یہ رات نہایت اُمید اور انتظار کی رات تھی صحابہ نے تمام رات اسی بیقراری مین کاٹی کہ دیکھیے یہ تاج فخر کسکو ہاتھ آتا ہے۔ حضرت عمر نے قناعت پسندی اور بلند نظری کی بنا پر کبھی حکومت اور سرداری کی تمنا نہین کی لیکن جیسا کہ صحیح مسلم باب فضائل علیؑ میں مذکور ہے۔ انکو خود اعتراف ہے کہ اس موقع کی تمنا مین اُنکی خودداری بھی نہ قائم رہ سکی۔

شبلی صاحب نے اس واقعہ مین عطاے لوا کے متعلق جو حدیث لکھی ہے اُسمین سے تین لفظون والا کلمہ بالکل نکال ڈالا۔ اسلیے کہ اُن کلمات رسالت سے آپ کے اُن مرقومہ واقعات کا پورا انکشاف ہو جاتا تھا جسکو آپنے چھپایا ہی نہین تھا بلکہ اُس کی حقیقت کی بڑی زورون سے تضعیف و تردید فرمائی تھی۔ ہم آپ کے ترجمہ حدیث کی اصل عبارت کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی کے خاص الفاظ مین نقل کرتے ہین۔

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ انہ قال لعلیؑ وکان یسیر معہ ان الناس قد نکروا منک انک تخرج فی البرد فی الملاء وتخرج فی الحر فی الحشو والثوب الغلیظ قال اولم تکن معنا بخیبر قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث ابوبکر وعقد لہ الرایۃ فخرج فبعث عمرا وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا

عبد الرحمن بن ابی لیلی اپنے باپ سے ناقل ہین کہ وہ سفر مین جناب امیر علیہ السلام کے ہمرکاب تھے جناب امیرؑ سے کہنے لگے لوگ آپ کی اس بات کو بُرا جانتے ہین کہ آپ جاڑے مین باریک کپڑا اور گرمی کے دنون مین گندہ اور موٹا کپڑا پہنتے ہین جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ہم لوگون کے ساتھ خیبر مین نہین تھے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو بھیجا اور علم اُنکے ہاتھ مین دیا اور وہ لوٹ آئے۔ پھر حضرت عمر کو بھیجا اور علم اُنکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگون کے ساتھ واپس آئے۔ پھر حضرت نے فرمایا البتہ کل ہم علم ایسے آدمی کو دین گے جو اللہ اور اللہ کے

Presented by Ziaraat.Com

یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرار غیر فرار — رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اُس سے محبت کرتا ہے۔ ضربوں پر ضرب لگانے والا ہے اور بھاگنے والا نہیں

امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو بہ تغیر الفاظ ابورافع اور ابوسعید خدری سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ امام سلیمان البلخی القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودۃ فی القربیٰ میں لکھتے ہیں۔

عن ابی رافع و ابی سعید خدری ان النبی صلعم اخذ الرایۃ وھزھا ثلثا ثم قال من یاخذھا بحقھا فجاء فلان فقال انا فقال النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم والذی کرم وجہ محمد لاعطینھا رجلا لا یفر ھناک یا علی خذ ھذا فانطلق بھا حتی فتح اللہ خیبر (اخرجہ احمد)

ابورافع اور ابوسعید خدری ناقل ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے علم آراستہ کیا جسکو تین آدمیوں نے اُٹھایا۔ پھر آپ نے کہا کون شخص ہے جو اس علم کو اسکے حق کی ادا کاری کی شرط کے ساتھ اُٹھائے (اس شخص (راوی حدیث) نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا) اُٹھا اور کہنے لگا میں اُٹھاؤں گا۔ آپ نے کہا خدا کی قسم جس حال عمدی کو انوار کرامت عطا فرمایا ہے۔ علم ایسے شخص کو دوں گا جو ایسا بھاگ نہ آئیگا۔ یہ فرما کر آپ نے ارشاد کیا۔ اے علیؑ آؤ اور اسکو لو اور چلے جاؤ یہاں تک حضرت علی اسکو لیکر چلے اور خداوند عالم نے خیبر کو آپکے دست مبارک سے فتح کرایا

ینابیع المودہ

صفحہ ۱۴۳

مطبوعہ بمبئی

امام المغازی ابن اسحٰق اپنی سیرۃ میں تحریر فرماتے ہیں :-

عن سلمہ (بن الاکوع) قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ابابکر الصدیق بالرایۃ الی بعض حصون خیبر فقاتل و لم تکن فتح لہ وقد جھد ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقال ثم رجع و لم تکن لہ فتح وقد جھد فقال رسول اللہ صلعم لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ کرار لیس بفرار

سلمہ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے ابوبکر الصدیق کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ لڑے۔ بہت کوشش کی مگر فتح نہ ہوئی دوسرے دن حضرت عمر بھیجے گئے وہ بھی لڑے۔ بڑی کوشش کی مگر فتح نہ ہوئی تو آنحضرت صلعم نے کہا کل میں علم ایسے شخص کو دونگا جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں اور اُس کے ہاتھ سے اللہ فتح دلوائے گا وہ حملہ کرنے والا ہے اور بھاگنے والا نہیں ہے (منقول اندرج المطالب جلد اول ص ۵۶۰ مطبوعہ لاہور)

ونٹ نوٹ شبلی صاحب پر منحصر نہیں۔ یہ الفاظ زمانہ موجودہ کے تمام علماے سواد اعظم کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں۔ شبلی صاحب تو وہ حدیث ہی نہیں لکھی جسمیں یہ الفاظ تھے۔ خواجہ صاحب امرتسری نے تو قیامت کی کہ متن میں تو یہ الفاظ لکھے مگر ترجمہ میں غائب کر دیے۔ اسکا کیا علاج المؤلف

Presented by Ziaraat.Com

محدث شہرستانی ملۃ الاحباب میں مرقوم فرماتے ہیں

واحادیث صحیحہ بر ثبوت پیوستہ کہ یک روز ابوبکر علم رسول را بدوشت و بپائے قلعہ آمد و مقاتلہ شدید نمود و فتح ناکردہ باز گشت۔ روز دیگر عمر علم بردوشت و مقابلہ کرد اندک از مقابلہ روز سابق نداد و ایضاً فتح نشد و روایتے آنکہ در اوّل عمر خبر داد روز دیگر ابوبکر رضی اللہ عنہ روز سوم باز عمر بجنگ رفت حسن فتح گشت ہنگام شب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ بامدادیں الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ ص ۳۸

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر علم رسول صلعم لیکر قلعہ کے پاس آئے سخت جنگ کرتے رہے بغیر فتح واپس آئے۔ دوسرے دن حضرت عمر علم لیکر چلے۔ پہلے دن سے کہیں زیادہ سختی کے ساتھ لڑے لیکن کامیابی نصیب نہیں ہوئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اول روز حضرت عمر فتح کیلئے نکلے اور دوسرے روز حضرت ابوبکر لڑنے کو نکلے اور میرے دل میں حسرت مقابلہ کو گئے لیکن فتح نہوا تو اسکے بعد تیسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو علم میں ایک ایسے شخص کو دونگا جو دشمن پر فتح پانے والا ہے اور جسے اللہ اور رسول دوست رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول اسے دوست رکھتے ہیں اور خدا اسکے ہاتھ پر فتح دیگا۔

محبت علی کی حقیقت اور اس کی تاکید شدید

چنانچہ علامہ رفاعی نے ان الفاظ کو باسناد ابن اسحٰق داخل حدیث لوا قرار دیتے ہیں اور محبت علیؑ کی تاکید کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

قال الحافظ فی المناقب اراد وجود حقیقۃ المحبۃ والا فکل مسلم یشترک مع علی فی مطلق ھذہ الصفۃ وفیہ تلمیح بقولہ تعالیٰ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فکانہ اشار الی ان اتم الاتباع اصلہ وحق وصفہ یصفۃ محبۃ اللہ ورسولہ ایاہ ومحبتہ علامۃ الایمان وبغضہ علامۃ النفاق ففی مسلم عن علی والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ انہ لعھد النبی صلعم ان لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق وله شاهد من حديث ام سلمه عند احمد مطبوعہ مصر ص ۲۵۷ جلد دوم

حافظ ابن مغازلی مناقب میں لکھتے ہیں کہ اس قول میں وجود محبت مراد ہے ورنہ تمام اہل اسلام حضرت علیؑ کے ساتھ اس صفت میں شریک ہوتے اور اس قول رسول صلعم میں اشارہ ہے آیہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کیطرف۔ اور یہ اشارت ہے اس امر کیطرف کہ حضرت علیؑ کو اتباع رسول میں کمال تام حاصل تھا۔ اسلیے جناب رسالتمآب نے حضرت علیؑ کو محب اللہ کی صفت خاص سے موصوف فرمایا اور آپکو صفت خاص کے باعث حضرت علیؑ کی محبت ایمان کی علامت اور بغض نفاق کی علامت قرار دیگئی ہے اور صحیح مسلم میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ قسم ہے اس خالق کی جو دانہ کو شگافتہ کرتا ہے اور ذی روح کو پیدا کرتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے میرے لیے یہ عہد کیا ہے کہ مجھ سے نہیں محبت کرے گا سوائے مومن کے اور نہیں بغض رکھیگا سوائے منافق کے اور اسپر روایت حضرت ام سلمہ بھی شاہد ہے جسکو امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اتنی متعدد اور متواتر حدیثون سے معلوم ہو گیا کہ اس ارشاد نبوی مین کرار غیر فرار کے الفاظ بھی ضرور تھے جن سے سابقین مجاہدین کی پست ہمتی اور کمی جرات کی حقیقت فاش ہوتی تھی اور حضرت علیؑ کی شجاعت و دلیری کے کمال ظاہر ہوتے تھے۔ اگرچہ شبلی صاحب نے اسکا اقرار کیا ہے۔ مگر اقرار مین ایسے الفاظ استعمال کیے ہین جن سے سابقین مبارزین کی گریز پائی کی واقعیت ظاہر نہونے پائے۔ یہ اہتمام صرف اسلیے تھا کہ صحابہ کبار کی سبکی نہو۔ ہم بار بار اور خاصکر غزوۂ خندق کے ذکر مین لکھ کر تبلا آئے ہین کہ یہ حضرات میر سامان ضرور تھے۔ مرد میدان ہرگز نہین۔ پھر اپنے ذاتی مدعا کے لیے خود غرضانہ طور سے حقیقت حال کو پوشیدہ کرنا۔ نہ محققانہ طرز تالیف کہا جا سکتا ہے اور نہ منصفانہ طریقہ تحریر۔

اس کے آگے تحریر ہے۔

حضرت علی اور لوا خیبر کی عطا

صبح کو یہ آواز کان مین آئی۔ علی کہان ہین؟ یہ بالکل غیر متوقع آواز تھی۔ کیونکہ جناب موصوف کی آنکھون مین آشوب تھا۔ اور سب کو معلوم تھا کہ وہ جنگ سے معذور ہین۔ غرض حسب طلب وہ حاضر ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی آنکھون مین لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ جب انکو علم عنایت ہوا تو انھون نے عرض کی کہ کیا یہود کو مار کر مسلمان بناؤن۔ ارشاد ہوا کہ یہ نرمی اُنپر اسلام پیش کرو۔ اگر ایک شخص بھی تمھاری ہدایت سے اسلام لایا تو سو سرخ اونٹون سے بہتر ہے۔ سیرۃ النبی ص ۷۵۳ بحوالہ بخاری۔

شبلی صاحب۔ بہت بڑے موقع شناس ہین۔ آپنے موجودہ زمانہ کی اسپی افسانہ نویسی کی شان مین اس عظیم الشان اور معرکۃ الآرا واقعہ کے بیان کو کُل تین چار سطرون مین تمام کر دیا۔ کیون؟ اسلیے کہ یہ حضرت علی مرتضی کے اظہار فضائل و مناقب کے خاص مقامات تھے۔ اور آپ کو بخاری صاحب کی طرح اس راہ دشوار گذار سے بہت جلد گذر جانا منظور ہے۔ بہرحال اب ہم اس واقعہ کی تفصیل ترجمہ زرقانی سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔ اور دکھلاتے ہین کہ آپکے اور آپکے محدثین کے بیانات مین کتنا فرق ہے۔

وفی البخاری عن سلمۃ کان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تخلف عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی خیبر وکان رمد اولا بن ابی شیبہ عن علی ارمد وللطبرانی عن جابر ارمد شدید وللترمذی وابی نعیم عن ابن عمر ارمد لا یبصر فقال انا اتخلف عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الحافظ کانہ انکر

بخاری مین سلمہ سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ خیبر مین آنحضرت صلعم کی ہمراہی سے پیچھے رہگئے تھے اسلیے کہ آپ کو آشوب چشم لاحق تھا۔ اور ابن ابی شیبہ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہین کہ مجھکو آشوب چشم تھا۔ اور طبرانی مین جابر کے یہ الفاظ ہین کہ آپ کو نہایت سخت آشوب چشم عارض تھا اور ابو نعیم ابن عمر کا یہ قول نقل کرتے ہین کہ اُسدن آپ کو ایسا آشوب چشم تھا کہ آپ دیکھ نہین سکتے تھے۔ اُسوقت حضرت علیؑ کہتے تھے کہ مین آنحضرت صلعم سے کیون پیچھے رہ گیا۔ حافظ ابن حجر اسکی شرح مین لکھتے ہین کہ آپ کا یہ فرمانا شرکت جنگ کی محرومی پر مبنی تھا اور اپنی نفس سے خطاب خاص تھا۔ یہ کہکر آپ

Presented by Ziaraat.Com

علیؑ بعضہ تاخر عنہ فقال ذلک فلحق زاد الکشمیہنی بہ یحتمل قبل وصولہ الی خیبر ویحتمل بعد وصولہ الیہا

اُٹھے اور لشکر سے مل گئے کشمیہنی کہتے ہیں کہ اس سے دونوں باتوں کا احتمال ہوتا ہے یہ بھی کہ آپ اُسیوقت مدینہ سے خیبر مین آئے اور یہ بھی کہ آپ پہلے سے خیبر تک آگئے تھے لیکن بوجہ رمد شریک جنگ نہین ہوسکے تھے۔

اس کے آگے زرقانی اپنے سلسلۂ بیان مین لکھتے ہین۔

فلما اصبح الناس غدوا الی مصابحہا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلہم یرجون ان یعطاہا ای الرایۃ وفی مسلم عن ابی ہریرۃ ان عمر قال ما احببت الامارۃ الا یومئذ وفی حدیث بریدۃ فما منا رجل لہ منزلۃ سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا وہو یرجو ان یکون ذلک الرجل حتی تطاولت لہا فقال علیہ السلام این علی بن ابیطالب فقالوا ہو یا رسول اللہ صلعم ہو یشتکی عینہ قال ارسلوا الیہ قال سہل ای الصحابۃ الی علی وہو بخیبر لم یقدر علی مباشرۃ القتال لرمدہ ولمسلم عن سلمۃ فارسلنی الی علیؓ فجئت بہ اقودہ ارمد ا ص ۲۵۷ جلد دوم

جب صبح ہوئی تو تمام لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حسول علم موجودہ کی اُمید لگا کر حاضر ہوے اور مسلم مین حضرت عمر کا یہ قول ابوہریرہ کی زبانی لکھا ہے کہ مجھکو کبھی ایسا شوق امارت نہین ہوا تھا جیسا آج کے دن۔ بریدہ بیان کرتے ہین کہ ہم لوگون مین کوئی شخص ایسا نہین تھا کہ جسکو آنحضرت صلعم کی خدمت مین رسوخ و منزلت ہو اور وہ یہ نہ چاہتا ہو کہ وہ شخص (صاحب علم) ہمین ہی بنایا جاوے یہانتک کہ لوگون کی اُمیدون کو طول ہوگیا۔ تو اسی اثنا مین جناب رسالمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی کہان ہین؟ لوگون نے عرض کی کہ آنکھون کی شکایت ہے۔ آپنے فرمایا اُنکو بلا بھیجو۔ سہل (بن سعید انصاری) کا بیان ہو کہ اس حکم سے یہ مراد تھی کہ کوئی صحابی اُنکو جا کر بلا لائے کیونکہ وہ خیبر مین آچکے تھے۔ لیکن آشوب چشم کی وجہ سے شریک جنگ نہین ہوسکتے تھے۔ اور صحیح مسلم مین سلمہ سے منقول ہے کہ مین حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے بلانے کے لیے گیا تھا اور مین آپ کو درد چشم کی شدت کی وجہ سے ہاتھ پکڑ کر خدمت رسالت مین لے آیا تھا۔

علیؑ کی آنکھون کا علاج اور اسکی معجزنما تاثیر

زرقانی اس کے آگے بیان کرتے ہین:۔

فبصق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عینیہ عندما کما عن علی فوضع رأسی فی حجرہ ثم مزق الیہ داختہ فداک لہا عینی ودعا لہ فقال اللہم اذہب عنہ الحر والقر فما وجدت حرا ولا قرا حتی کان لم یکن بہ وجع ص ۲۵۸

اسکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے اُنکی آنکھون مین اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ اور امام حاکم حضرت علیؑ کی زبانی اس علاج کی یہ صورت بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے میرا سر اپنی گود مین لے لیا اور اپنا لعاب دہن اپنی ہتھیلی پر لیکر میری آنکھون مین لگا دیا اور میرے لیے یہ دعا فرمائی کہ بارالہا علیؑ سے حرارت اور برودت کی مضرت کو دور فرما دے اُسیوقت سے میرا درد چشم زائل ہوگیا۔

اب اس اجمال کا خلاصہ محدث شیرازی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

سہیل بن ساعد الساعدی رضی اللہ عنہ گوید چون حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم این سخن بزبان راندان شب یاران در شورش بودند کہ
آیا فردا رایت بکدام یک از ایشان خواہد داد و بریدہ بن الحصیب گوید
کہ ہیچکس از ما یان نبود کہ نزد رسول منزلتے داشت الا کہ امیدوار
بودیم کہ آن مرد وے باشد و روایتے آنکہ جمعے از قریش با یکدیگر میگفتند
کہ مراد علی پسر ابیطالب نخواہد بود۔ زیرا کہ ویرا چشم درد میکند
بحدے کہ پیش پاے خود نمی بیند و منقول است کہ چون امیر المومنین
این خبر شنید کہ آنحضرت صلعم آن سخن فرمودہ گفت ۔
اللھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت
و گویند جناب ولایت مآب بواسطہ درد چشم از ان سفر تخلف
نمودہ در مدینہ ماندہ بود و درد وے بغایت صعب داشت
چنانچہ ہیچ چیز نمی دید۔ با خویشتن گفت تخلف کردن من از
رسول اللہ خوب نیست۔ کار سازی کردہ از مدینہ بیرون آمد
و در اثناء راہ یا بعد از وصول بخیبر بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ملحق گشت ایاس بن سلمہ بن الاکوع از پدر خویش سلمہ روایت
می کند کہ چون بامداد شد یاران ہمہ بدر خیمہ حضرت آمدند
و متوقع ہر یک آن بود کہ بآن دولت فائز آید۔ از سعد بن
وقاص منقول است کہ گفت در برابر چشم رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم بزانو آمدم و برخاستم و باستادم بامید آنکہ بآنکس من
باشم و ابو ہریرہ از عمر بن خطاب نقل میکند کہ گفت ہرگز امارت
را دوست نداشتم الا آن روز۔ القصہ حضرت از خیمہ بیرون آمد
و فرمود علی ابن ابی طالب کجا است گفتند چشمش درد می کند
فرمود وے را بیارید۔ سلمہ بن الاکوع رفت و دست ویرا
می کشید و می آورد تا بنزد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسانید

سہل بن ساعدی کہتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی زبان مبارک سے یہ کلمات بشارت ارشاد فرمائے تو
صحابہ مین اُس رات کو عام طور سے بیچینی پھیل گئی کہ دیکھین
علم موعودہ کل کس شخص کو عنایت ہوتا ہے۔ بریدہ بن الحصیب
کہتے ہین کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص جسکی منزلت آنحضرت کے
نزدیک تھی نہین باقی رہا تھا جسکو یہ تمنا نہوئی ہو کہ وہ شخص
(صاحب علم) مین ہوتا۔ اور ایک روایت مین یوں وارد ہوا
ہے کہ قریش کی ایک جماعت کہنے لگی کہ اس اشارت سے ہون
نہوں علی ابن ابیطالب مراد ہین۔ مگر وہ تو درد چشم مین ایسے
مبتلا ہین کہ آگے کی کوئی چیز بھی نہین دیکھ سکتے منقول ہے
کہ جب امیر المومنین علیہ السلام کو اسکی خبر ہوئی اور آپ نے
آنحضرت صلعم کے قول کو سنا تو فرمایا۔ پروردگار۔ تو جس کو
کوئی چیز عطا فرمائے کوئی شخص اُسے منع نہین کر سکتا اور
جو چیز کہ تو کسی کو نہ عطا فرمائے کوئی شخص اُسے دے
نہین سکتا۔ منقول ہے کہ جناب ولایت مآب درد چشم کی وجہ
سے مدینہ مین پیچھے رہ گئے تھے۔ اور آپ کو ایسا سخت آشوب
چشم لاحق تھا کہ آپ کسی چیز کو دیکھ نہین سکتے تھے۔ اس
حالت مین آپ نے دل مین سونچا کہ ایسے وقت مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ترک رفاقت میرے لیے بہتر نہین ہے
یہ سونچکر آپ کسی تدبیر سے مدینہ سے روانہ ہوے۔ اثناے
راہ مین تھے یا خیبر مین پہونچگئے تھے کہ آپ کو اس ارشاد رسول
(حدیث لواء) کی خبر ملی۔ اس کے بعد آپ لشکر سے ملحق ہوگئے
ایاس سلمہ بن الاکوع۔ اپنے باپ سلمہ کی زبانی بیان
کرتے ہین کہ جب صبح ہوئی تمام صحابہ خیمۂ رسول مین حاضر

Presented by Ziaraat.Com

وازا میرؑ منقول است کہ چون بخدمت آنحضرت رسیدم سر مرا در کنار خویش نہاد و آب دہن در چشمان من ریخت و بروایتے آب دہن خود را در کف خویش انداخت و در چشمان من مالید ببرکت لعاب دہن آنحضرتؐ فی الحال درد از چشم من زائل گشت و شفائے کُلّی یافتم۔ و ازان روز باز دیگر درد چشم و درد سر نہ کشیدیم و روایتے آنکہ علیؑ گفت حضرتؐ در شان من دعائے خیر تقدیم رسانید۔ و فرمود اللّٰھم اذھب عنہ الحرّ والقرّ امیرؑ گوید بعد ازان دیگر بار ہرگز سرما و گرما نیافتم روضۃ الاحباب ص ۳۶۸

ہوئے۔ ہر شخص اسکا متوقع تھا کہ حصول دولت علم یہ ہی طور ہوگا۔ سعد بن ابی وقاص خود اپنی حالت یوں بیان کرتے ہین کہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر دو زانو زمین پہ بیٹھ گیا اور پھر بیٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہو کر بیٹھ گیا اس امید میں کہ وہ شخص (صاحب علم) میں ہی ثابت ہون اور ابو ہریرہ حضرت عمر کی زبانی بیان کرتے ہین کہ مجھ کو اتنا شوق امارت کسی دن نہین ہوا تھا جتنا آج کے دن۔

القصہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمہ سے برآمد ہوئے اور فرمایا علی ابن ابیطالب کہان ہین۔ لوگون نے عرض کی کہ انکی آنکھین دکھتی ہین۔ آپ نے فرمایا انکو میرے پاس بلا لاؤ۔ سلمہ بن اکوع گئے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر خدمت مبارک مین لے آئے۔ جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ مین جب آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے میرا سر گود مین لے لیا۔ اور اپنا لعاب دہن میری آنکھون میں لگایا اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اپنی ہتھیلی پر لیا اور میری آنکھون مین لگا دیا۔ اُسیوقت میری آنکھون کا درد زائل ہو گیا اور مجھ کو شفائے کُلّی حاصل ہو گئی۔ پھر مجھے کبھی نہ درد چشم عارض ہوا اور نہ کبھی درد سر لاحق ہوا اور ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے پھر میرے لیے یہ دعا فرمائی کہ پروردگارا تو ان سے سردی اور گرمی کی مضرت کو دور فرما دے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ آپ کی اس دعا فرمانے کے بعد مجھکو گرمی اور سردی کی شدت کبھی نہ معلوم ہوئی۔

عطائے لوائے خیبر کے تفصیلی واقعات مین جنکو شبلی صاحب نے اپنی مجبوری کی خاص رعایت سے قلم انداز فرمایا آپ کو جو مجبوری عارض تھی وہ صرف فضائل علی کے اظہار کی وجہ سے تھی۔ جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

اب اس سلسلہ مین شبلی صاحب آگے بیان فرماتے ہین:۔

مرحب سے مقابلہ

مرحب قلعہ سے یہ رجز پڑھتا ہوا باہر نکلا ؎

شاکی السلاح بطل مجرب۔ دلیر ہون۔ تجربہ کار ہون۔ سلاح پوش ہون۔ مرحب کے سر پہ یمنی زرد رنگ کا معضر اور اُس پر سنگی خود تھا۔ قدیم زمانہ مین گول پتھر خالی کر لیتے تھے یہی خود کہلاتا تھا۔ مرحب کے جواب مین حضرت علیؑ نے یہ رجز پڑھا۔

انا الذی سمیتنی امّی حیدرہ — مین وہ ہون کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کلیث غابات کریہ المنظرۃ میں شیر بیشان کی طرح کریہ المنظر ہون سیرۃ النبی ص ۳۵۷

مندرجۂ بالا مضامین مین لوائے خیبر کے عطا ہونے کے واقعہ سے لیکر حضرت علی کے روانہ ہونے تک کے حالات شبلی صاحب کی عبارت کتاب سے نقل ہوچکے ہین۔ اسکے بعد شبلی صاحب نے مندرجۂ بالا اشعار رجز لکھکر جانبین کے مقابلہ کی کیفیت شروع کردی ہے۔ اور حضرت علی کی آمد اور آپ کی ہیبت وجلالت کا اثر جو یہودیون پر پڑا۔ وہ بالکل قلم انداز فرمادیا گیا! اسلیے کہ اسمین وہی فضائل علیؑ کے اظہار کا نقص واقع تھا۔ اب دیکھئے کہ آپکے علما اسکے متعلق کیا لکھتے ہین:۔ علامہ زرقانی اور ابن ہشام تحریر فرماتے ہین۔

قال سلمہ فخرج علیؑ واللہ یھرول وانا نحلفہ نتبع اثرہ حتّٰی رکز رایتہ فی رضم من حجارۃ تحت الحصن فاطّلع علیہ یھودی من راس الحصن فقال من انت قال علی بن ابی طالب قال غلبتم وما انزل علی موسٰی۔

زرقانی صفحہ ۲۵۰ مصر ابن ہشام ص ۱۸۰ جلد دوم مصر

سلمہ (ابن اکوع) کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ علم خیبر لیکر بطریق ہرول لشکر کے آگے آگے چلے اور ہم لوگ اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ہوے یہانتک کہ قلعہ کے پاس پہونچے تو حضرت علیؑ نے اُس علم کو پتھر کی ایک چٹان پر قلعہ کے نیچے گاڑدیا۔ قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے آپ کی اس بےنظیر قوت کو دیکھکر پوچھا تم کون ہو۔ آپنے جواباً ارشاد فرمایا مین علیؑ ابن ابیطالب ہون۔ یہ جواب سُن کر وہ اپنی قوم کو چلایا اور کہنے لگا کہ قسم موسیٰؑ کی اور جو کچھ اُن پر نازل ہوا ہے کہ تم سب کے سب مغلوب ہوگئے۔

محدث شیرازی بھی۔ بلفظہ وبحرفہ اس واقعہ کو روضۃ الاحباب مین اس عبارت کے ساتھ نقل فرماتے ہین:۔

پس علی مرتضی کرم اللہ وجہہ علم برگرفتہ روان شد تا بپای حصار قموص در آمد۔ علم را بر کودے از سنگریزہ کہ در انجا بود بزد۔ یہودی از بالاے حصار خود را بنمود دازوے پرسید تو کیستی۔ جواب داد منم۔ علی ابن ابیطالبؑ۔ یہودی فریادے برآورد کہ اے اہل خیبر مغلوب شدید ورواییتے آنکہ یہودی گفت بحق آن خداے کہ تورات بموسیٰؑ فرستادہ کہ این مرد فتح ناکردہ باز نخواہد گشت۔

ص ۳۸۵

حضرت علی کرم اللہ وجہہ علم لیکر روانہ ہوے۔ جب قلعہ قموص کے نزدیک پہونچے تو علم کو ایک پتھر کی چٹان پر جو وہان پڑا تھا گاڑدیا۔ ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے سر نکال کر پوچھا تم کون ہو۔ ارشاد ہوا علی ابن ابیطالبؑ یہ سُنکر اُسنے فریاد بلند کی اور یہودیون سے چلاکر کہا کہ اے اہل خیبر تم سب کے سب مغلوب ہوگئے۔ اور ایک روایت کے مطابق اُسنے کہا کہ اُس خدا کی قسم جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل فرمایا ہے کہ یہ شخص بغیر قلعہ فتح کیے کبھی واپس نہ جائے گا۔

شبلی صاحب نے مقابلہ سے پہلے کے اس واقعہ کو اگر اظہار فضائل علیؑ کے سبب سے متروک فرمادیا تھا تو لشکر اسلام کی فوج یہود پر ہیبت وجلالت کے غیر متحمل اثر پیدا کرنے کے ثبوت مین تو اسکو لکھکر دکھلادیا ہوتا۔ اسمین تو حضرت علیؑ کے اظہار فضائل کا نہ خوف تھا نہ دہشت۔

Presented by Ziaraat.Com

شبلی صاحب اور اُنکے اکثر محدثین نے۔ جنمین اصحاب صحاح بھی شامل ہین۔ مرحب کے مقابلہ سے خیبر کے جنگ کا آغاز کیا ہی اور اس کے خاتمہ پر اس عظیم الشان غزوہ کا خاتمہ کر دیا ہی جس سے ہر شخص عموماً یہ سمجھ سکتا ہی کہ مرحب کے تنہا مقابلہ اور اُسکے قتل ہوجانے کے بعد ہی خیبر کی مہم سر ہوگئی۔ اور یہودیون کا اتنا بڑا مستحکم اور مشہور و معروف قلعہ قموص فتح ہوگیا۔ حالانکہ یہ واقعیت کی تفصیل کے خلاف ہے۔ اگر تفصیل واقعیت مدنظر رکھی جائے اور تحقیق سے کام لیا جائے تو ثابت ہوجائے گا کہ مرحب کے مقابلہ سے قبل اور اُسکے قتل کے بعد بھی معرکۂ کارزار اور میدان گیرودار بڑی دیر تک گرم رہا۔ اور یہود نے مرحب کے مارے جانے کے بعد بھی قلعہ پر مسلمانون کا قبضہ نہونے دیا۔ جبتک کہ اُنکے تمام نبرد آزما اور شجاع روزگار سردار ایک ایک کرکے ذوالفقار آبدار سے مقتول نہوچکے۔ محدثین نے عموماً اور مؤلفین صحاح نے خصوصاً اسکی تفصیل و تصریح کو کیون قلم انداز فرمایا۔ اسلیے کہ اُنکے موضوع تالیف سے زائد تھا۔ بخلاف انکے ارباب سیر و تاریخ نے اسکی تفصیل کو قلمبند کیا۔ اسلیے کہ وہ اُن کا عین موضوع تھا۔ اس بنا پر محدثین نے کم اور تاریخ و سیر نے علے الاکثر ان واقعات کو مسلسل اور مفصل طریقہ سے قلمبند فرمایا ہے۔ کیا شبلی صاحب اب بھی حدیث و تاریخ کے فرق مابہ الامتیاز کو نہ سمجھیں گے۔ کیا اب بھی آپ کو اسلامی سیرتون کی تدوین تاریخ و سیر کی جگہ مرویات نقل کرنے پر اصرار قائم رہے گا۔

ان واقعات کے قلم انداز کرنے کی ایک دوسری وجہ یہ بھی خاص طور پر معلوم ہوتی ہے کہ انکی تفصیل سے حضرت علی مرتضیٰ کی خدمات تفصیل ثابت ہوتی تھی اور یہ اُن حضرات کے بالکل ناگوار خاطر تھا۔ اور انکے اثبات عقائد کیلئے بالکل مضر۔ اسوجہ سے ان واقعات کی تفصیل کا قلم انداز ہی کر دینا بہتر اور مناسب تھا۔ ارباب سیر و تاریخ کو استحفاظ عقاید سے زیادہ استحفاظ وقائع کی ضرورت مدنظر رہتی ہے۔ وہ ہر واقعہ کو اُسکی واقعیت اور اصلیت کی اُسی تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہین جس انداز و طریقہ سے وہ عملی طور پر وقوع پذیر ہوئے ہین۔ یہی اصلی اسباب ہین جنکی بنا پر ارباب سیر نے لکھا اور اصحاب حدیث نے نہ لکھا۔

تمہید۔ آ اتنا عرض کرکے ہم میدان کارزار مین حضرت علیؑ کی آمد سے لیکر خاتمۂ جنگ تک کے تمام حالات و واقعات اُسی تفصیل و تشریح سے لکھتے ہین جس طرح ارباب تاریخ و سیر نے لکھا ہے۔ بلکہ اُنکے علاوہ اکثر علماے محدثین نے بھی قلمبند فرمایا ہے۔ محدث شیرازی۔ روضۃ الاحباب مین۔ محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین۔ واقدی اپنی تاریخ مین۔ ابن اثیر اپنی کامل التواریخ مین۔ علامہ حسین دیاربکری تاریخ الخمیس مین۔ حبیب السیر اور روضۃ الصفا مین مرقوم ہے۔

اُس عالم یہود کے مندرجۂ بالا اعلان اور فریاد و فغان کے بعد اول شخص جو حضرت علی مرتضیٰؑ کے مقابلہ کے لیے نکلا۔ وہ حارث۔ مرحب کا بھائی تھا۔ اسکے نام مین اختلاف ہے۔ بعض اسکو حارث لکھتے ہین۔ بعض یاسر اور بعض

عنتر کہتے ہین - یہ شخص یہود کا وہی چابکدست اور دلیر پہلوان ہے جس نے تین دن متواتر لشکر اسلامی کو شکست پر شکست پہنچائی تھی - اور اپنے متواتر حملات سے اُنکو پسپا کر رکھا تھا - اسوقت بھی وہ اپنی کامیابیون کی پُرجوشیون مین آمادۂ پیکار ہوکر قلعہ سے نکل پڑا - محدث دہلوی لکھتے ہین -

عنتر کا قتل

اول کسے کہ از حصار بیرون آمد - حارث یہودی بود برادر مرحب کہ سنان نیزۂ وے سہ من بود - و بجنگ پیوست - و چند نفر را از اہل اسلام شہید ساخت پس علی مرتضیٰ بر سر او راند و بیک ضرب ویرا بدوزخ فرستاد -

پہلا شخص جو قلعہ سے باہر آیا وہ حارث یہودی مرحب کا بھائی تھا اُسکے نیزے کی انی تین من کی وزنی تھی - وہ میدان مین آکر مشغول کارزار ہوا - اور اہل اسلام کے چند نفر مسلمانون کو فوراً شہید کر ڈالا یہ دیکھکر حضرت علیؑ مرتضی نے اُسپر حملہ کرکے اُسکو واصل جہنم فرمایا -

محدث شیرازی کے بھی یہی الفاظ ہین لیکن شہدائے اسلام مین وہ صرف دو شہدا کی تصریح خاص کرتے ہین -

مرحب کا قتل

بھائی کا خون دیکھ کر مرحب لال ہوگیا - بیتاب ہوکر قلعہ سے باہر نکل پڑا - محدث دہلوی تفصیلاً لکھتے ہین -

مرحب چون بقتل برادر واقف شد با جماعتے از شجاعان خیبر اسلحہ پوشیدہ در صدد انتقام بیرون آمد و گوید کہ وے در میان خیبریان مبارزے بود بغایت دلاور - بلند بالا و تناور در شجاعت و مبارزت از میان ابطال این اہل بطلان ہمتا نداشت و آنروز دو زرہ پوشیدہ - دو شمشیر حمائل کردہ و دو عمامہ بر سر بستہ و خود بے بر بالاے آن نہادہ و رجز گویان در معرکۂ جنگ در آمد - و ہیچ کس را از اہل اسلام طاقت نشد کہ باو معارضہ نماید و در میدان قتال بیاید

مرحب کو اپنے بھائی کے قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ مع سپاہ خیبر مسلح ہوکر بھائی کا انتقام لینے کو قلعہ سے باہر آیا - کہتے ہین کہ مرحب تمام خیبریون مین ایک ایسا بلند قامت - قد آور مرد بہادر تھا کہ تمام دلیرون مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا - اُس روز وہ دو زرہین پہنے ہوئے تھا - دو تلوارین لٹکائے ہوئے تھا دو عمامے سر پر باندھے تھا - اُن عمامون پر خود رکھے تھا - رجز پڑھتا ہوا معرکۂ جنگ مین آیا - اہل اسلام مین سے کسی کو ہمت نہوئی کہ اُس سے جنگ کو نکلے حضرت علیؑ رجز پڑھتے ہوئے اُس سے مقابل ہوے - مرحب نے

لہ نئی روشنی کے ناظرین تین من کی نوک سنان پر متعجبانہ تبسم فرمائین گے اور اُسکو ہمارت والے ارجن کی بان سے تمثیل دیے پر تیار ہوجائینگے اُنکو حقیقت حال سمجھا دینی ضرور ہے - یہ اصلاً من کا اختلاف وزن ہے - ہندوستان مین غلہ کی افراط اور پیداوار کی بہتات نے چالیس سیر کا - اور کہین کہین اس سے بھی زیادہ وزن من کے قرار دے رکھے ہین - اوزان کی تعیین مین حکومت کا بھی اثر کثیر تھا - سلاطین مغلیہ کے وقت مین ۱۲ روپیہ کلدار کا من - سلاطین اودھ کے علاقہ مین چھیاسے ۹۶ روپیہ اور دولت انگلشیہ مین فی الحال ۸۰ سیر کا من رائج ہے لیکن ہندوستان کے خلاف عرب اور فارس وغیرہ ممالک مین جہان غلہ کی پیداوار کم ہے وہان تحقیق کی جاے تو ڈھائی سیر ۲،۱۰ سے زیادہ کا من نہین پایا جائیگا - اسلیے عربی کے مروجہ وزن کے حساب سے حارث کے نیزے کی انی ساڑھے سات سیر سے زیادہ نہین ثابت ہوتی اور یہ کسی طریقہ سے مستبعد نہین ہے المولف

Presented by Ziaraat.Com

پس علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہ نیز رجزے خواند و مقابل او شد - مرحب پیشدستی نمودہ خواست کہ تیغے بر سر علیؑ بزند پس امیر کبیر سبقت جستہ ذوالفقار بر سر آن ملعون غدار فرو آوردہ - چنانکہ از سر خود و ستارش گذشتہ تا بہ حلق و بروایتے تا برانہا و بروایتے تا قابوس زین اورسید و دو نیم ساخت پس اہل اسلام با حضرت امیرؑ در میدان آمدہ بہ قتل جہودان دست دراز کردند و حضرت امیرؑ ہفت کس از رؤساء شجاعان یہود را بقتل آورد - و باقی ایشان ہزیمت نمودہ در قلعہ آوردند - وے رضی اللہ عنہ در عقب ایشان می رفت - درین حالت یکے از مخالفان ضربے بر دست مبارک وے زد - چنانکہ سپر از دست بر زمین افتاد - یہودی دیگر سپر را بر بود و بگریخت - حضرت امیرؑ در غضب در آمد و یک حملے از عالم قدرت ربانی بقوت روحانی وارد شد کہ از خندق جستے نمودہ بر دروازۂ حصار افتاد و یک در آہنی حصار را بر کند و سپر خود ساخت و بہ جنگ پیوست

پیشدستی کر کے چاہا کہ تلوار کا وار کرے مگر حضرت علی نے اُس کو موقع نہ دیا - اور ذوالفقار کی ایسی ضرب اُس ملعون غدار کے سر پر لگائی کہ اُسکے خود اور عمامون کو کاٹتی ہوئی حلق تک اور بروایتے رانون تک اور بروایتے قابوس زین تک اُتر آئی - اور مرحب دو ٹکڑے ہو کر واصل جہنم ہو گیا - اہل اسلام نے برفاقت حضرت علی مرتضیٰؑ میدان جنگ مین پہونچکر یہود کو قتل کرنا شروع کیا اور حضرت علی نے یہودیون کے سات[1] فوجی سردارون کو جو بہادر اور رئیس سمجھے جاتے تھے قتل کیا - جنکے قتل ہوتے ہی باقیماندہ اشخاص قلعہ کی طرف بھاگ گئے - اور حضرت علیؑ نے اُنکا تعاقب کیا - اسی حالت مین ایک یہودی نے آپ کے ہاتھ پر ایسی ضرب لگائی کہ سپر ہاتھ سے زمین پر گر پڑی اور ایک دوسرا یہودی سپر اُٹھا کر بھاگ گیا - حضرت امیرؑ غصہ مین آئے اور ایک حالت قدرت ربانی اور قوت روحانی کی آپ پر طاری ہو گئی کہ آپ نے ایکبار جست فرما کر باب قلعہ پر پہونچ گئے - اور اُسی حالت مین آپنے اُسکے آہنی پھاٹک کا ایک پلہ نکال کر بجاے سپر ہاتھ مین لے لیا اور بدستور جنگ مین مصروف ہو گئے -

محدث شیرازی نے بھی روضۃ الاحباب ص ۳۸۳ مین یہی مضامین لکھے ہین -

قوت روحانی اور طاقت انسانی کی آزمائش

تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ ابوالفدا مین مرقوم ہے :-

عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خرجنا مع علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ حین بعثہ رسول اللہ صلعم برایتہ فلما دنا من الحصن خرج الیہ اہلہ فقاتلھم فضربہ رجل من یہود فطرح ترسہ من یدہ فتناول علی علیہ السلام بابا کان

ابورافع غلام رسول اللہ سے مروی ہے کہ جب پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کو علم دیکر خیبریون سے جنگ کے لیے بھیجا تو ہم بھی اُنکی معیت مین تھے پس جب حضرت علیؑ قتال کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے تو ایک یہودی نے حضرت علیؑ کے دست مبارک پر ایسی ضرب لگائی کہ ڈھال ہاتھ سے گر گئی - آپ نے فوراً ایک دروازہ باب خیبر کا کھینچ لیا -

[1] ناموں کی تفصیل فواتح پیبندی کی اسناد سے آگے آتی ہے - المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

عند الحصن فترس به عن نفسه فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله عليه ثم القاه من يده حتى فرغ فلقد رأيتني في نفر سبعة معي انا ثامنهم نتجهد على ان نقلب ذلك الباب فما نقلبه

اور اُسی کو بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا۔ اور قتال کرنے لگے۔ یہانتک کہ خدا نے آپ کو فتح نمایان عطا فرمائی۔ پھر جنگ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دروازہ قلعہ کو ہاتھ سے ڈال دیا۔ اور وہ اسقدر بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمی مل کر بھی اُسکو نہ اُلٹ سکے۔

در خیبر کا اُکھاڑنا غلط ہے

اب دیکھئے شبلی صاحب کی قلمکاریان اسکی حاشیہ نگاریون مین کیا زہر اُگلتی ہین۔ تحریر ہوتا ہے۔ مرحب بڑے طمطراق سے آیا لیکن حضرت علیؑ نے اس زور سے تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتون تک اُتر آئی اور ضرب کی آواز فوج تک پہونچی (بحوالہ طبری ۹، ۱۵۷) معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت علیؑ کی تلوار سر کو کاٹتی ہوئی دانتون تک اُتر آئی۔ مرحب کے مارے جانے پر یہود نے جب عام حملہ کیا تو اتفاق سے حضرت علیؑ کے ہاتھ سے سپر چھوٹ گئی۔ آپ نے قلعہ کا دروازہ جو سرتاپا سنگ تھا اُکھاڑ کر اُس سے سپر کا کام لیا۔ اس واقعہ کے بعد ابو رافع نے سات آدمیون کے ساتھ مل کر اُسکو اُٹھانا چاہا تو جگہ سے بھی نہ ہل سکا۔ یہ روایتین ابن اسحٰق اور حاکم نے روایت کی ہین۔ علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ مین تصریح کی ہے کہ کالھا واھیہ۔ سب نمبر روایتین ہین۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں علی ابن احمد فروح کے حال مین اس روایت کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ روایت منکر ہے۔ ابن ہشام نے جن سلسلون سے یہ روایتین نقل کی ہیں اُن مین سے ایک روایت مین تو بیچ کے ایک راوی کا نام سرے سے چھوٹ گیا ہے اور دوسری مین اس مشترک نقص کے ساتھ۔ بریدہ بن سفیان بھی ایک راوی ہے جسکو امام بخاری اور ابو داؤد اور دار قطنی قابل اعتبار نہین سمجھتے (بحوالہ میزان الاعتدال۔ ترجمہ بریدہ بن سفیان) سیرۃ النبیؐ جلد اول ص ۳۵۸

غلط بتلانا بھی غلط ہے

ہم نے تو اسی لیے اپنی تمہید مین پہلے ہی لکھدیا ہے کہ ان واقعات کی تصریح۔ اول تو محدثین کی تالیفات کا موضوع ہی نہین۔ دوسرے فضائل علی کی تفضیل ہونے کے باعث اُنکو مطبوع بھی نہین ہے۔ اسلیے ہم نے اسکو محدثین کے اقوال و اسناد سے لکھا ہی نہین۔ صرف اصحاب سیر و تواریخ کی اسناد سے اسکو قلمبند کیا اس لیے کہ اُن کا خاص موضوع تھا۔ لیکن خدا بھلا کرے شبلی صاحب کا کہ انھون نے ان تفصیلات کو امام حاکم صاحب المستدرک۔ امام بیہقی۔ صاحب سنن کا بھی مختار ثابت کردیا۔ مزید تحقیقات سے علی بن برہان الدین شافعی محدث۔ صاحب سیرۃ لسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون۔ صاحب سیرۃ الحلبیہ محدث۔ حافظ جمال الدین شیرازی محدث۔ صاحب روضۃ الاحباب اور شاہ عبد الحق صاحب دہلوی محدث۔ صاحب مدارج النبوۃ۔ علامہ ابن اثیر جزری اور علامہ طبری کا بھی یہی مختار متفقہ ثابت ہوتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ شبلی صاحب اپنے طرز بیان مین اپنے قول کی آپ رد فرماتے ہین اور انحراف عن الاعتراف کے نقص و عیب سے ذرا بھی نہین شرماتے

Presented by Ziaraat.Com

یہ ذوجہتی کی شان اچھی نہین - اور تدیّن موتفانہ کے بالکل خلاف ہے۔

یہی مرویات جنکو لکھکر آپ غلط بتلاتے ہین اگر حقیقتاً آپ کے نزدیک سخاوی اور ذہبی کے اقوال سے غلط ثابت ہوئی تھین تو ان کے لکھنے ہی کی کیا ضرورت تھی - مگر نہین آپ تو اسلاف کی تقلید اور بخاری کی تائید کے دلدادہ ہین - استخفاف ممکن نہین تھا تو خیر - ان کا استرداد ہی سہی - اور حقیقت یہ ہے کہ نہ آپ کے قلم مین اتنی قوت ہے اور نہ اتنی طاقت کہ ان واقعات کو آپ بالکل مرفوع القلم فرادین اور نہ آپ کے استدلال مین اتنا زور ہے کہ اسکو قوی دلیلون سے ردو باطل اور قطعی طور پر مستاصل کردین - اس لیے مجبوراً ذوجہتی کی وہی قدیم لکیر پیٹی گئی - لکھا بھی گیا اور گویا مٹا بھی دیا گیا -

بہرحال - آپ کے استدلال کا دارومدار سخاوی کے قول منفرد پر ہے - جو ان تفصیلات کو داہی بتلاتے ہین - لیکن خیریت ہے کہ آپ سوائے سخاوی کے کسی اور محدث کا قول انکے واہی ہونے کے ثبوت مین پیش نہین کرتے تو اب ارباب تحقیق خود سمجھ لینگے کہ آپ کے اس طریقۂ استدلال اور اسکی اسناد مین محض ایک ایسے شخص کے قول سے جو محدثین کے طبقہ متقدمین مین بھی نہین ہے - امام حاکم - امام بیہقی - محدث ابن جریری - علامہ حلبی - محدث شیرازی اور محدث دہلوی اتنے محدثین کی - پھر امام المغازی ابن اسحٰق - ابن جریر طبری - ابن اثیر اور ابوالفدا وغیرہم - اتنے مورخین کی تردید و تغلیط فرماتے ہین - کوئی سمجھ والا اسے قبول کرے گا -

دوسرا طریقہ استدلال تنقیدی آپ کا یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے اسکو روایت منکر بتلایا ہے - آپ تو صرف اپنے مطلب کی لکھ کر رہ گئے - اور سمجھ گئے کہ ذہبی کی تفصیلی عبارت کون دیکھتا ہے - یہ آپ کی صریح مغالطہ دہی - علامہ ذہبی نے اسکے اُس حصہ روایت کو صرف منکر بتلایا ہے جسمین یہ بتلایا گیا ہے کہ اس دروازے کو گرا دینے کے بعد چالیس آدمی نہ اُٹھا سکے - علامہ زرقانی نے اس واقعہ کو پوری تصریح کے ساتھ لکھا ہے -- ملاحظہ ہو اُنکی مفصلہ ذیل عبارت -

کالحافظ الذہبی فانہ بعد ان ذکر روایۃ الاربعین قال ھذا منکر ص ۲۶۵ جلد دوم

مثل حافظ ذہبی کے جو چالیس آدمیون والی روایت کو کہتے ہین کہ یہ منکر ہے -

زرقانی کی اس تصریح قول ذہبی سے ثابت ہو گیا کہ صرف چالیس آدمیون کے ناکامیاب رہ جانے والی روایت ذہبی کے نزدیک نامعتبر ہے اس قول سے ذہبی کے نہ اصل واقعہ مین کوئی نقص واقع ہوا اور نہ سات یا آٹھ آدمیون والی روایت غلط ٹھہری - جسکو محدثین کے علاوہ مورخین - ابن اسحٰق - طبری اور ابن اثیر نے حضرت ابورافع کی اسناد سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابی - واقعہ کے خاص شریک ہین نقل کی ہے اور جسکو ہم اپنے سلسلۂ بیان مین اوپر لکھ آئے ہین - جب ذہبی کے انکار کی یہ صورت حقیقت سے معلوم ہوئی - تو اصل واقعہ اور سات یا آٹھ آدمیون والی روایت کی تردید کہان ہوئی - بلکہ ایک دوسرے طریقہ سے اُنکی توثیق ہو گئی - کیونکہ جب ذہبی کا انکار

Presented by Ziaraat.Com

روایت اربعین تک محدود ہوچکا اور روایت سبعہ کا کوئی ذکر نہین کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ذہبی کو اُنکی صحت مین کوئی کلام نہین - ہان اگر سخاوی کی طرح ذہبی کلّھا منکرۃ لکھدیتے تو البتہ آپ ذہبی کا یہ قول اپنے استدلال مین پیش کرتے - لیکن وہ صاف صاف ھذا منکر لکھکر جیسا زرقانی بتلاتے ہین - صرف روایت اربعین کی تخصیص کردیتے ہین - یہی تو شبلی صاحب کا طریقہ استدلال ہے اور اسی پر تمام دُنیا سے داد طلبی کا سوال ہے -

اب آپ کے دوسرے طریقہ استدلال کی حقیقت حال ملاحظہ ہو - پہلا اعتراض یہ ہے کہ مؤرخ ابن ہشام نے اس روایت کے دونو طریقون مین بیچ کا ایک راوی چھوڑ دیا ہے - دوسرا یہ کہ اسکا ایک راوی بریدہ بن سفیان ہے جسکو امام بخاری - ابوداؤد اور دارقطنی قابل اعتبار نہین سمجھتے -

افسوس ہے شبلی صاحب کا کوئی طریقہ استدلال ایسا نہین پایا جاتا جسمین کچھ نہ کچھ غلط بیانی نہو - یہ اُنکی مؤلف و محقق ہونے کی شان سے بالکل خلاف ہے - آپ استدلالاً لکھتے ہین :-

> ابن ہشام نے جن سلسلون سے یہ روایتین لکھی ہین - اُن مین سے ایک روایت مین تو بیچ کے ایک راوی کا نام سرے سے چھوڑ دیا ہے اور دوسرے مین اس مشترک نقص کے ساتھ بریدہ بن سفیان ایک راوی ہے - جن کو امام بخاری وغیرہم قابل اعتبار نہیں سمجھتے -

آپ کا یہ حصہ عبارت اور دوسرے حصہ مین "اس مشترک نقص کے ساتھ" کے الفاظ بتلا رہے ہین کہ ان دونون سلسلہ رواۃ مین بیچ کا ایک راوی چھوٹ گیا ہے - مگر جب اصل کتاب کی عبارت سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو آپ کا دعوی مشترک محض غلط ثابت ہوتا ہے - تاریخ ابن ہشام مین جسکے صفحہ کا نشان شاید عمداً چھوڑ دیا گیا ہے ان دونون روایتون کے مفصلہ ذیل سلسلہ رواۃ درج ہین - پہلی رواۃ کا سلسلہ یہ ہے -

حدثنی بریدہ بن سفیان بن قروۃ الاسلمی	بریدہ بن سفیان بن قروۃ الاسلمی اپنے باپ سفیان سے اور
عن ابیہ سفیان عن سلمہ بن عمر بن الاکوع	سفیان سلمہ بن عمر بن اکوع سے روایت کرتے ہین

اب آنکھ والے تبلا دین کہ اس سلسلے مین کون راوی بیچ کا چھوٹ گیا ہے - صاف صاف بریدہ اپنے باپ سفیان سے روایت کرتا ہے - اور سفیان سلمہ کی زبانی بیان کرتا ہے اور سلمہ وہ بزرگ صحابی ہیں - جو خود شریک واقعہ ہین - افسوس شبلی صاحب کے ایسا محقق اور ایسا مغالطہ دہ طریقہ استدلال -

ابن ہشام کا دوسرا سلسلہ ملاحظہ ہو -

حدثنی عبد اللہ بن الحسن عن بعض اھلہ	عبد بن حسنؑ نے اپنے لوگون مین سے بعض کی زبانی اور
عن ابورافع	اُس نے ابورافع کی زبانی

Presented by Ziaraat.Com

اس روایت مین عبداللہ بن حسن نے اپنے اُس عزیز کا نام جس سے اُنھون نے یہ بیان سُنا تھا سہو فرمایا ہے۔ لیکن اس سہو سے سلسلہ رواۃ مین کوئی فرق نہین آتا۔ یہ روایت اُسوقت مقطع البتہ کہلاتی جب عبداللہ بن حسن بیچ کے راوی کا ذکر نہ فرماتے حقیقتاً نہ یہ انقطاع روایت ہے نہ اسقاط نام راوی۔ بلکہ ایک سہو ذہنی ہے جس سے کوئی انسان خالی نہین۔ اور یہ ایک ایسا عام امر ہے کہ دفاتر صحاح بھی اس سے خالی نہین ہین۔ ہم دیباچہ مین اس مسئلہ پر پوری بحث کر چکے ہین اور خود امام بخاری کی مقطوع الاسنادی لکھکر دکھلا چکے ہین۔ بخاری مین لیلۃ القدر والی روایت موجود ہے۔ جسکو امام صاحب نے بغیر کسی سند کے عن سفیان بن عینیہ کے عنوان شروع کیا ہے۔ بھلا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بخاری نے کبھی سفیان بن عینیہ کو دیکھا بھی تھا۔ کہان آپ کا وقت کہان سفیان کا زمانہ۔ پھر یہ عن کیسا ؟ ملاحظہ ہو دیباچہ جلد اوّل

جب خود امام بخاری کی مقطوع الاسنادی کی یہ کیفیت ہے تب حدیث مین کسی راوی کی نسبت اُن کی بے اعتمادی کب قابل اعتماد و اعتبار ہو سکتی ہے۔ اسکے علاوہ۔ انھین بخاری صاحب نے راہب بحیرہ کے واقعات مین اسمٰعیل بن اویس ایسے منکر الحدیث شخص سے خود روایت کی ہے۔ اور اسیطرح آغاز نزول وحی مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخوف ہو جانا۔ بخاری صاحب نے امام زہری کے بلاغات (اسنادہ منفردہ) سے نقل فرمایا ہے جسکا سلسلہ رواۃ صرف امام زہری تک پہونچکر تمام ہو جاتا ہے۔ اور پھر رسول اللہ تک ایک راوی کا نام نہین۔ طرفہ تر تو یہ ہے کہ شبلی صاحب نے ان مقامات پر بخاری کی تردید کی ہے اور اُنکے مختار مرویات کی تنقید لکھی ہے اور اب خدا کی شان۔ وہی شبلی صاحب اُنھین بخاری صاحب کے اسناد سے دوسرون کی بے اعتمادی پر استدلال کرتے ہین جو جمع الفاسد علے الفاسد کے اصول سے خود واہی ہے اور سراپا غلط۔

ہم ان افترایات کو شبلی صاحب کے طبعزاد بھی نہین کہہ سکتے اس لیے کہ مخالفت علیؑ کا مواد بہت قدیم ہے جو پہلے استحکام اصول عقاید کا ضروری عنصر اور پھر استقرار سلطنت و حکومت کا قوی جوہر بن کر پیکر اسلام کے رگ و پے میں داخل کیا گیا تھا۔ اور اس بنا پر مخالفین علیؑ نے آپ کی تخصیص کو تعمیم کی صورت میں بدل دینے کے لیے انواع و اقسام کے موضوعات و مصنوعات سے کام لیا۔ اگرچہ مخالفت علی کی بنا زمانہ رسولؐ ہی مین پڑ چکی تھی (دیکھو بریدہ اسلمی اور معاملہ کنیز متعلقہ فتح یمن) لیکن پوشیدہ رہی۔ زمانۂ خلافت مین کھل پڑی اور دورہ معویہ یا خلافت پنجم مین تو یہ اپنے تمام اقسام کے ساتھ عام ہو گئی اور معویہ کے ایک خاص تاکیدی فرمان شاہی کے مطابق اس کا عام دستور تمام ممالک اسلامی مین قائم ہو گیا۔ معویہ کا فرمان شاہی اور اُس کے تاکیدی الفاظ یہ ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

ثم کتب الی عمالہ ان الحدیث فی عثمان قد کثروا وفشا فی کل مصر وفی کل وجہ وناحیۃ فاذا اتاکم کتابی ھذا فادعوا الناس الی الروایۃ فی فضائل الصحابۃ والخلفاء الاولین ولا یترکوا خبرا یرویہ احد من المسلمین فی ابی تراب الا واتونی بمناقض لہ فی الصحابہ فان ھذا احب الی واقر لعینی

عبقات الانوار جلد ۵

معاویہ نے اپنے عمال مکی کو لکھ بھیجا کہ حدیثین فضائل مین کثرت سے ہوگئین اور وہ تمام شہر و اطراف مین شائع بھی ہوگئین پس جب تم لوگون کو میرا یہ فرمان پہونچے تو تم حدیثین اخبار کو فضائل صحابہ خلفائے راشدین کی ترتیب کی طرف دعوت دو اور اُن سے کہدو کہ وہ لوگ کوئی حدیث فضیلت علیؑ کی ایسی باقی نہ چھوڑین جسکی نقیض صحابہ کے لیے نہ تیار کرلین۔ کیونکہ یہ امر میرے لیے محبوب ترین ہے اور اس سے میری آنکھون کو ٹھنڈک پہونچتی ہے۔ عبقات الانوار جلد پنجم بحوالہ کتاب الاحداث امام مدائنی ص ۲۲ مطبوعہ لکھنؤ۔

اسی فرمان کی ہدایت اور اسکے جلد ومین حکومت کے وظیفے اور مالی اعانت نے حضرت علیؑ کی تضحیک افعال وخدمات کے مقابل ومماثل مرویات طیار کرالین اور پھر اس ترتیب وتفصیل سے کہ آپ کی تخصیص کسی زمانہ مین ایسی نہین چھوڑی گئی جسکی مماثل ومقابل شکل کا ہیولانہ قائم کرلیا گیا۔ تحقیق سے کام لینے والے اور ہر امر کا تفحص فرمانے والے جانتے ہین کہ اس صنف خاص مین ولادت کعبہ سے حضرت علیؑ کی خصوصیات کا آغاز ہوتا ہے۔ اسمین مصعب بن زبیر نے غالباً حکومت کی فرمائش یا باشتعال طبع خاص حکیم بن حزام کو کعبہ کا مولود اول قرار دیا بالآخر امام حاکم کو باین الفاظ مصعب کی تکذیب کرنی پڑی۔

وھم مصعب ابن عبید اللہ فی الحرف الاخیر فقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فی جوف الکعبہ

مصعب ابن عبداللہ کو اس حدیث آخر مین وہم ہوگیا ہے۔ اسلیے کہ اخبار متواترہ مین وارد ہوا ہے کہ فاطمہ بنت اسدؑ نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو کعبہ کے اندر پیدا کیا

چونکہ قلعہ خیبر کی فتح بھی حضرت علی مرتضیٰ کی خدمات مخصوص مین داخل ہے۔ اس لیے۔ اس مین نکتہ نگایا گیا۔ ہم اسکو شبلی صاحب ہی کی زبانی سنوانا اور سُننا چاہتے ہین۔ تحریر فرماتے ہین۔

ابن اسحاق۔ موسیٰ بن عقبہ اور واقدی کا بیان ہے کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے مارا تھا۔ مسند امام حنبل اور صحیح مسلم مین بھی ایک روایت ہے لیکن صحیح بخاری مین حضرت علی ہی کو مرحب کا قاتل اور فاتح خیبر بتلایا ہے اور یہی اصح الروایات ہے۔

خیریت ہوگئی کہ بخاری صاحب نے لکھدیا۔ نہین تو شبلی صاحب شیخین بخاری ومسلم کے آگے کب کسی کی سُنتے اور وہ ضرور ابن اسحٰق اور موسیٰ ابن عقبہ کی تقلید کرتے۔ مگر اب بخاری نے لکھدیا تو پھر آپ سے اب انکار

Presented by Ziaraat.Com

کہان ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ مسلم کی توثیق رخصت ہو گئی۔ اسلیے کہ وہ موسی ابن عقبہ کی روایت کی تصدیق کرتے ہین۔ حالانکہ شبلی صاحب خود دیباچہ مین صحیحین بخاری و مسلم کی باین الفاظ تصدیق کر چکے ہین کہ حدیث مین متعدد کتابین ایسی موجود ہین جنمین ایک حدیث بھی ضعیف نہین مثلاً صحیح بخاری و مسلم۔ اب اُسی مسلم کی اس روایت کے متعلق جسکی آپ خود اس موقع پر تکذیب فرما رہے ہین کیا ارشاد فرمائین گے۔ بینوا توجروا۔ اس تنقید کے بعد بھی کیا آپ کو صحیح مسلم کی نسبت یہ اعتقاد اور اصرار قائم رہے گا کہ مسلم مین ایک حدیث بھی ضعیف نہین؟ اگر نہین ہے تو ضعیف کیسی بالکل غلط حدیث یہ کہان سے نکل آئی؟ اسکا جواب شبلی صاحب کے ذمہ قیامت تک باقی رہ گیا۔

شبلی صاحب تو ہمیشہ اشارات سے کام لیتے ہین۔ اور تاریخی مضامین مین شاعرانہ استعارات سے عمل پیرا ہوتے ہین آپ نے اہل سیر کے چند نام لکھکر ان موضوعات کا الزام صرف اُنھین کے سر لگا کر ختم کر دیا ہے اور محدثین کو بال بال بچا لیا تحقیق کی جاتی ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ ان تمام مفاسد کے باعث تو اُستاد المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل ہین جنھون نے اس حدیث مین اپنی غلط تاویلون کے بے تکے جوڑ لگائے ہین۔ جو بالآخر نقادان فن کو ٹانکون سے اُدھیڑنے پڑے ملاحظہ ہو شرح زرقانی کی مفصلہ ذیل عبارت۔

وخالف فی ذلک اهل السیر فجزم ابن اسحاق و ابن عقبه والواقدی بان الذی قتل مرحبا هو محمد بن مسلمه وکذا روی احمد باسناد حسن عن جابر وقیل ان مسلمه کان بارزه قطع رجلیه فاجهز علیّ علیه وقیل ان الذی قتله هو الحرث اخو مرحب فاشتبه علی بعض الرواة فان یکن کذلک والا فما فی الصحیح مقدم علی ما سراه ولا سیما قد جاء عن بریده ایضا عند احمد والنسائی وابن حبان والحاکم وقال ابن عبد البر انه الصحیح وابن الاثیر الصحیح الذی علیه اهل السیر والحدیث ان علیا قاتله وقال الشامی ما فی مسلم مقدم علیه من وجهین احدهما انه اصح الاسناد الثانی ان جابرؓ لم یشهد

اس واقعہ (قتل مرحب بدست علی) میں اہل سیر نے اختلاف کیا ہے اور ابن اسحٰق اور موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ جس شخص نے مرحب کو قتل کیا وہ محمد بن مسلمہ ہین اور امام احمد (بن حنبل) نے بھی اسناد حسن کے ساتھ جابر کی سند سے لکھا ہے اور یہ تفصیل بیان کی ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب سے مقابلہ کر کے اُسکے دونوں پاؤن کاٹ ڈالے حضرت علیؑ نے اسکے بعد اُسپر حملہ کر کے اُسکو مار ڈالا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے تو حارث مرحب کے بھائی کو قتل کیا تھا بعض راویون کو اس واقعہ کو اسطرح سمجھنے مین شبہ ہو گیا ہے ورنہ جو صحیح مین ہے وہ مقدم ہے اُن واقعات پر جو صحیح کے خلاف بیان ہوے ہین خصوصاً وہ مرویات صحیحہ جو بریدہ کی زبانی انھین امام احمد امام نسائی۔ ابن حبان اور امام حاکم نے مرقوم کی ہین۔ اور انھین کی نسبت امام عبد البر کہتے ہین کہ یہی صحیح ہین اور ابن اثیر کہتے ہین کہ صحیح وہی واقعات ہین جنکو ارباب سیر و احادیث دونون نے لکھا ہے اور وہی ہے کہ مرحب کو علیؑ نے قتل کیا اور ابن کثیر شامی کہتے ہین کہ جو روایت مسلم نے پہلے لکھی ہے وہی صحیح تر ہے۔ دو وجہون سے

خیبر کما ذکر ابن اسحٰق والواقدی وغیرھما وقد شھدھا سلمہ وبریدہ وابو رافع فھم اعلم ممن لم یشھدھا وما قیل ان ابن سلمہ قطع ساقی مرحب ولم یجھز علیہ ومر بہ علیؑ فاجھز علیہ فایاہ حدیث سلمہ وابو رافع

زرقانی جلد دوم ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر

اُنمین سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُسکے اسناد زیادہ تر صحیح ہیں اور دوسری یہ ہے کہ جابرؓ جو ان مرویات اختلافی کے راوی ہین خیبر میں شریک ہی نہین تھے جیسا کہ خود ابن اسحٰق اور واقدی وغیرہ ہمانے ذکر کیا ہے اور جن لوگون نے خیبر کی جنگ مین شرکت کی وہ سلمہ بریدہ اور ابی رافع تھے۔ اسلیے یہ لوگ بمقابلہ اُنکے (جابرؓ) جو شریک جنگ نہوے ان واقعات کے زیادہ جاننے والے تھے۔ اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن سلمہ نے مرحب کے دونون پاؤن کاٹ ڈالے تھے۔ اُسکو مارا نہین تھا۔ علیؑ نے حملہ کرکے اُسکو مار ڈالا صحیح نہین ہو سکتا۔ اسلیے کہ سلمہ اور ابو رافع دونون (حاضرین واقعہ) اس بیان سے انکار کرتے ہین۔

تنقیص خصائص حضرت علیؑ کی بنا پر اس موضوع و مصنوع واقعہ کی یہ حقیقت حال تھی جسکی توضیح و تصحیح موجودہ استدلال تنقیدی مین کردی گئی۔ اسکے ایسے موضوعات و مصنوعات کے بیشمار انبار لگے ہین لیکن تاہم یہ بہت بڑی شکرگذاری کا موقع ہے کہ جن حضرات نے ان مفتریات کی تدوین کی اُنھین کے محققین و منقدین نے اُنکے ان برسون کے ریاض پر سیاہی کا قلم پھیر دیا۔ یہ اُنکی دیانت و صداقت کہی جاوے۔ یا اصل واقعہ کی حقیقت۔ جو آخر نہ چھپ سکی۔

مرحب کے بعد رئیسان یہود سے مقابلہ مقاتلہ

شبلی صاحب کو کیا پڑی ہے کہ حضرت علیؑ کی خدمات کی تفصیل کرین۔ مرحب قتل ہوا۔ خیبر فتح ہوگیا۔ قصہ ختم شد۔ کیونکہ خیبر کشائی وغیرہ کے حالات مابعد کو تو کلھا واھیۃ کہکر غلط بتلا ہی دیا گیا ہے۔ پھر تفصیل کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مگر آپ ایک لکھنے والے تو ہین نہین آپ سے پہلے متعدد لکھنے والے ان واقعات کے لکھنے والے گذر کیے ہین۔ ان حضرات مین ایک تو آپ کے علامہ حسین میبذی۔ صاحب فواتح میبذی ہین۔ جنکے فیوض سے آپ درسیات ہی کے وقت سے بہرہ مند ہونے لگتے ہین۔ اُنھون نے اپنی کتاب فواتح مین۔ مرحب کے قتل کے بعد سات رئیسان یہود سے حضرت علیؑ کا مقابلہ کرنا اور اُنکو قتل کرنا پوری تفصیل کے ساتھ نام بنام تحریر فرمایا ہے۔ محدث شیرازی بھی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

امیر المومنینؑ آنروز ہفت کس از رؤسا و شجاعان را بقتل آورد۔ ص ۳۸۷

امیر المومنینؑ نے اُسدن یہودیون کے سات رئیسون اور دلیرون کو قتل فرمایا۔

ہم نے ان واقعات کی پوری تفصیل حضرت علی علیہ السلام کی خاص کتاب سیرۃ سراج المبین جلد اول مین (ص ۱۰۶ سے لیکر صفحہ ۱۱۱ تک) کردی ہے۔ ہم بخوف طوالت اُس تفصیل کو یہان بار دیگر بیان کرنا نہین چاہتے صرف اُن دلیران و رئیسان یہود کے نام لکھدینے پر اکتفا کرتے ہین جو مرحب کے قتل کے بعد سے لے کر آخر وقت فتح تک بکے بادیگرے

Presented by Ziaraat.Com

قلعہ سے نکل نکل کر حضرت علی مرتضیٰ سے مقابل ہوتے گئے اور ضرب ذوالفقار سے مقتول ہوتے گئے فواتح میبذی کے اسناد سے مفصلہ ذیل یہودان مقتول کے نام معلوم کر لیے جائیں۔

(۱) داؤد بن قابوس (فواتح ص ۲۱۰) (۲) ربیع ابن الحقیق (فواتح ص ۲۱۸) (۳) عنتر خیبری (فواتح ص ۲۴۰) (۴) مرۃ بن مروان (فواتح ص ۱۱۹) (۵) یاسر خیبری (فواتح ص ۲۴۰) (۶) ضجیج خیبری (فواتح میبذی صفحہ ۲۴۰)

درگاہ رسالت سے فتح خیبر کے صلہ میں حضرت علی کو بشارت

انھین واقعات کے ایسا شبلی صاحب نے یہ بھی نہین لکھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس اہتمام و عظمت سے فاتح خیبر کو لواے خیبر دیکر جہاد کے لیے روانہ کیا تھا اُن کی اس بینظیر اور عدیم المثال خدمات جہاد کی بجاآوری پر اُنکی واپسی کے وقت دربار رسالت سے اظہار قبولیت و خوشنودی کے متعلق زبان رسالت سے کیا الفاظ نکلے۔ شبلی صاحب کی خموشی بجا ہے۔ اور اسکا یہی خاص موقع ہے۔ کیونکہ فضیلت علیؑ کا ذکر آجائے گا لیکن حقیقت حال تبلا رہی ہے کہ شبلی صاحب کی خموشی کے خلاف۔ زبان رسالت قبولیت کے اعلان اور حسن خدمات کے اظہار و بیان سے آپ کی طرح ساکت نہین رہی۔ اور کیونکر رہ سکتی تھی۔ اخلاق نبوت کے سراسر خلاف تھا۔ چنانچہ واپسی پر حضرت علی مرتضیٰ سے جو الفاظ ارشاد فرمائے گئے وہ محدث شیرازی کی زبانی یہ ہین۔

خبر بحضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسانیدند کہ قلاع خیبر بدست علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بر کیفیت مذکورہ مفتوح گشت۔ آن سرور بسے شادی نمود چون امیر متوجہ ملازمت نبی صلعم شد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باستقبال وے از خیمہ بیرون آمد و برادر برگرفت و در میان ہر دو چشمش ببوسید و فرمود وقد بلغنی نباوک المشکور وصنیعک المذکور و روایتے آنکہ حضرت فرمود من از تو راضی ام علیؑ را رقت آمد و بگریست حضرت فرمود اے علیؑ این گریہ فرح است یا گریۂ اندوہ۔ جواب داد کہ یا رسول اللہ گریہ فرح است و چگونہ شاد مان نہ گردم کہ تو از من راضی باشی۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود نہ تنہا من از تو راضی ام بلکہ خداوند تعالیٰ و ملائکہ و جبریل و میکائیل نیز از تو راضی اند۔ ص ۳۸۸ روضۃ الاحباب

جب جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر کے فتح ہونے کی مندرجۂ بالا کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نہایت مسرور الحال ہوے اور جب جناب امیرؑ آپکی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ نے خیمہ سے نکل کر اُنکا استقبال کیا۔ اور جب قریب آئے تو اُنسے بغلگیر ہوئے اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کی آنکھون کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا کہ تمھاری سعی مشکور اور کارہاے نمایان کی خبر مجھکو پہونچ چکی ہے۔ اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اے علیؑ مین تم سے رضامند ہوا۔ یہ سن کر حضرت علی کو رقت آئی اور وہ رونے لگے۔ یہ دیکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اے علیؑ یہ گریۂ مسرت ہے یا گریۂ اندوہ و حسرت ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کی گریۂ مسرت ہے اور مین کیونکر مسرور نہ ہون جب آپ مجھ سے راضی ہون۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ تنہا مین ہی تمسے راضی نہین ہوا بلکہ خداوند تعالیٰ کے ملائکہ۔ جبریل اور میکائیل سب کے سب تم سے راضی و خوشنود ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

شہدائے خیبر اور اُنکی جنگی خدمتیں

شبلی صاحب کو خیبر سے بھاگا بھاگ پڑی ہے۔ قلم سرعت رقم سے تحریر فرماتے ہین۔ غرض یہ قلعہ (قموص) ۲۰ دن کے محاصرے کے بعد فتح ہوگیا۔ ان معرکون مین ۹۳ یہود مارے گئے۔ جنمین حارث۔ مرحب۔ اسیر (کوئی نام نہیں۔ شاید عنتر ہو یا یاسر۔ عامر۔ زیادہ مشہور ہین صحابہ مین سے ۱۵ بزرگون نے شہادت حاصل کی۔ جنکے نام ابن سعد نے تفصیل لکھے ہین۔ ۲۵۸ سیرۃ النبیؐ جلد اوّل۔

افسوس شبلی صاحب نے مقتولین یہود کے ساتھ تو اتنی ہمدردی دکھلائی کہ تین چار مقتولین یہود کے نام بھی لکھدیے لیکن آپ کی ناتوجہی اور بے التفاتی مستشہدین خیبر مین سے ایک کا نام لینا بھی گوارا نہ کرسکی۔ ابن سعد کے صرف حوالے سے تو عام اطلاع و واقفیت کا فرض تالیفی پورا ہو نہین سکتا جب ہر شخص ابن سعد کی کتاب کو پڑھ سکتا اور سمجھ سکتا تو پھر اردو مین سیرۃ النبیؐ کے طیار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ غزوۂ خیبر پر موقوف نہین۔ ہم قریب قریب تمام غزوات مین آپکی فروگذاشت کی اس شان خاص کو دکھلاتے آئے ہین۔ گویا آپ اُنھین حضرات کے تذکرے تک اپنی تفصیلات کو محدود کرنا چاہتے ہین۔ جنکے حالات سے آپ کو دلچسپی ہے یا جنکو آپ عقیدت کی نگاہون سے دیکھتے ہیں۔ یہ آپکے معیار تعمیم اور اشاعۂ مساوات کے بالکل خلاف ہے

بہرحال ابن سعد کے علاوہ۔ تاریخ ابن ہشام مین شہدائے خیبر کے حسب ذیل نام بتلائے گئے ہین:

قبیلہ بنو اُمیہ۔ (۱) ربیعہ بن اکثم (۲) ثقیف بن عمر (۳) رفاعہ بن مسروح

قبیلہ بنی اسد۔ (۴) بشر بن البراء (۵) عبداللہ بن الحصیب (۶) فضیل بن النعمان

دیگر قبائل مختلفہ (۷) مسعود بن قیس (۸) محمود بن مسلمہ۔ (۹) ابوضیاح (۱۰) حوث بن حاطب (۱۱) عُروہ بن مُرّہ (۱۲) اوس بن القاید (۱۳) انیف بن حنیف (۱۴) ثابت بن واثلہ (۱۵) طلحہ بن عقبہ (۱۶) عامر بن الاکوع۔

یہ تمام شہدا قبائل انصار کی مختلف شاخون سے تھے۔

امام زہری کی بلاغات سے دو شہدا کے اور نام بتلائے گئے ہین۔ مسعود بن ربیعہ (بنی زہرہ) اور اوس بن قتادہ بنی عوف قبیلہ انصار کی ایک شاخ خاص سے۔ ابن ہشام جلد دوم ۱۹۱ مطبوعہ مصر

محمود بن مسلمہ کی شہادت

محمود بن مسلمہ تو وہی بزرگ ہین جنکو کنانہ بن ابی الحقیق نے قلعہ ناعم کے محاصرے مین دغابازی سے مار ڈالا تھا تفصیل یہ ہے۔

قلعہ ناعم پر محمود بن مسلمہ فوج لیکر گئے اور بڑی شجاعت کے ساتھ ایک عرصہ تک مبارزت کرتے رہے۔ اُسدن سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ اور آفتاب بھی اپنی پوری حرارت دکھلا رہا تھا۔ محمود لڑتے لڑتے تھک گئے۔ تو دم لینے کے لیے دیوار قلعہ سے لگ کر بیٹھ گئے۔ کنانہ بن الربیع نے انھین تنہا بیٹھا پاکر قلعہ کی فصیل سے ایک چکّی کا پاٹ اُنکے سر پر دے مارا۔ اور یہ اسلامی مجاہد اُسکے نیچے کچل کر رہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Presented by Ziaraat.Com

عامر بن الاکوع کی شہادت

عامر بن الاکوع بھی انھین شہدا مین ہین۔ یہ نزرگ قلعہ قموص کے محاصرے مین ایکدن مرحب سے اُلجھے۔ مرحب کی تلوار انکے جسم کے پائین حصہ پر پڑی۔ اور انکی تلوار مرحب کے بالائی حصۂ جسم پر۔ اسی کشمکش مین اپنی تلوار سے اُنکی رگ اکحل کٹ پڑی اور اسقدر خون بہا کہ غریب جانبر نہو سکے۔ مجروح ہونے کے بعد یارون نے مزاحاً کہنا شروع کیا کہ اگر تم مر بھی جاؤگے تو دربۂ شہادت نپاؤگے۔ اس لیے کہ تم تو اپنے زخم سے ختم ہوگے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمھارے سب اعمال حبط کرلیے۔ یہ سُننا تھا کہ یہ خالص مسلمان اور جان نثار بیقرار ہوگیا۔ چھوٹا بھائی سلمہ دوڑتا ہوا خدمت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پہونچا۔ سلمہ بیان کرتے ہین۔

قلت یارسول اللہؐ فداك ابی و امّی زعموا انّ عامرا احبط عملہ فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کذب من قالہ وانّ لہ اجرین وجمع بین اصبعیہ انہ لجاہد و مجاہد زرقانی طبع ۲ مصر

مین نے عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون لوگ کہتے ہین کہ عامر کے اعمال حبط ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا وہ لوگ جھوٹ کہتے ہین۔ اُسکو تو دو ثواب ملے ہین۔ یہ کہکر آپ نے اپنی دو انگلیان ملالین اور فرمایا کہ جاہد بھی ہے اور مجاہد بھی

علامہ ابن التین کہتے ہین کہ جاہد وہ ہے جو خدا کی راہ مین تکلیف اختیار کرے اور مجاہد وہ ہے جو حکم خدا کے موافق دشمنان خدا سے مقابلہ و مقاتلہ کرے۔ زرقانی ص ایضاً

تمام مقتولین درجہ شہادت پر فائز نہین ہوئے

مسند امام حنبل مین ہے

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما کان یوم خیبر اقبل نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا فلان شہید حتی مرّوا علی رجل فقالوا فلان شہید فقال رسول اللہ صلعم کلا انی رایتہ فی النار فی بردۃ غلّہا او عباءۃ ثم قال رسول صلعم یا ابن الخطاب اذہب فناد فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون قال فخرجت فنادیت انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون

زرقانی جلد دوم ص ۲۶۰ تاریخ احمدی ص ۶۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بروز جنگ خیبر جند اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا کہ فلان شخص شہید ہوگیا اسی طرح پھر دوسرے شخص کی نسبت کہا کہ فلان شخص شہید ہوگیا یہ سُنکر جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کہو کیونکہ مین نے اُس شخص کو جہنم مین دیکھا ہے بعد ازان حضرت عمر سے فرمایا کہ جاکر لوگون مین منادی کردو کہ سوا مومنین کے کوئی شخص جنت مین داخل نہوگا حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین نے جاکر آنحضرت صلعم کے حکم کے مطابق اس امر کا اعلان کردیا کہ مومنین کے سوا کوئی شخص جنت مین داخل نہوگا۔[1]

اراضیات مفتوحہ خیبر کا بندوبست

خیبر اور اُسکے توابع کو چونکہ اسلام نے فتح سے حاصل کیا تھا۔ اسلیے خیبر اور اُسکے متعلقہ اراضیات پر اسلام کا قبضہ ہوگیا۔ لیکن چونکہ یہود مقتول و مفتوح ہونے کے بعد بھی اپنی اراضیات سے

[1] یہ حدیث اُس بدبخت مقتول کی طرف ہے جسنے مال غنیمت مین خیانت کی تھی تفصیل کیلیے دیکھو فتح زرقانی ص ۲۵۲ ج ۲ و روضۃ الاحباب ص ۳۸۹

جدا ہونا نہین چاہتے تھے۔ اور معاملات مین اسلام کی طرف سے اُنھون نے کوئی خلاف ورزی بھی نہین دیکھی تھی اس بنا پر اُن لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر آکر درخواست کی کہ یہ قطعات زمین اُنھین کے ساتھ بندوبست مین قائم رکھے جائین۔ جناب رسولخدا صلعم کے محاسن اخلاق کا بھی یہی تقاضہ تھا کہ جبتک دشمن سے کسی بدمعاملگی کا ظہور نہو اُسکے معروضجات مسترد نہ فرمائے جائین۔ اسلیے یہودیون کی درخواست منظور کرلی گئی۔ اور وہ تمام اراضیات اُسی طرح یہود کے قبضہ اور بندوبست مین اس شرط واقرار کے ساتھ کہ اُنکی نصف پیداوار دربار رسالت مین ہمیشہ پہونچایا کرین۔ اور نصف اپنے تصرف مین لائین۔ قائم رکھی گئین۔

یہود کے یقین کے موافق اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے بھی اُنکے ساتھ معاملات مین ایسی عدالت وصفائی دکھلائی کہ آخر کار بقول شبلی صاحب۔ یہود کو اقرار کرنا پڑا کہ زمین اور آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہین۔ بحوالہ فتوح البلدان بلاذری وتاریخ طبری ص ۱۹۰ ۱۵

عہد رسالت مین عبداللہ بن رواحہ صحابی یہودان خیبر سے نصف پیداوار وصول کرنے کے لیے جاتے تھے علامہ طبری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ فصل طیار ہوجانے پر عبداللہ جاتے تھے۔ اراضیات خیبر کے تمام غلون کو اکٹھا کرواکے دو مساوی حصون مین جمع کردیتے تھے۔ پھر یہود سے کہتے تھے کہ ان مین سے جو حصہ تمھارا جی چاہے لے لو اور دوسرا میرے لیے چھوڑدو۔ وہ اپنا حصہ اُٹھا لیتے تھے اور عبداللہ اپنا حصہ لے کر مدینہ واپس آتے تھے۔

حضرت صفیہ کا قصہ حضرت صفیہ کے قصہ کے متعلق شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین۔

حضرت صفیہ کی نسبت بعض کتب حدیث وسیر مین یہ واقعہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اُن کو دحیہ کلبی کو دیا تھا۔ پھر کسی نے اُنکے حسن وجمال کی تعریف کی تو اُن سے مانگ لیا اور اسکے معاوضہ مین اُن کو سات لونڈیان بھی دین۔ مخالفین نے اس روایت کو نہایت بدنما پیرایہ مین ادا کیا ہے اور جب اصلی روایت مین اتنی بات موجود ہے تو ظاہر ہے کہ مخالف اس سے کہان تک کام لے سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت صفیہ کا یہ واقعہ حضرت انس سے منقول ہے۔ لیکن خود حضرت انس سے متعدد روایت روایتین ہین اور وہ باہم مختلف ہین۔ بخاری کی جو روایت خیبر کے ذکر مین ہے اُسمین یہ تصریح ہے کہ جب قلعہ خیبر فتح ہوا تو لوگون نے آپکے سامنے حضرت صفیہ کے حسن کا ذکر کیا۔ آپ نے اُن کو اپنے لیے لے لیا۔ اصلی الفاظ یہ ہین۔

فلما فتح اللہ علیہ الحصن ذکر لہ جمال	جب خدا نے قلعہ فتح کرادیا تو لوگون نے آپ سے حی بن
صفیۃ بنت حیّ بن اخطب وقد قتل زوجھا	اخطب کی لڑکی صفیہ کے حسن وجمال کی تعریف کی۔ اسکا
وکانت عروسًا فاصطفاھا النبی صلی اللہ	شوہر جنگ مین مارا گیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Presented by Ziaraat.Com

علیہ و آلہ وسلم لنفسہ — اُسے اپنے لیے پسند کرلیا۔

لیکن بخاری کتاب الصلوٰۃ (باب ماینذکر فی الفخذ) و صحیح مسلم (باب فضل عتق الامۃ) مین خود انس کی یہہ روایت اس طریقہ سے منقول ہے کہ جب لڑائی کے بعد قیدی جمع کیے گئے تو حضرت دحیہ کلبی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ان مین سے ایک لونڈی مجھے عنایت ہو۔ آپنے اُنکو اختیار دیا کہ خود جاکر کوئی لونڈی لے لو۔ اُنھون نے حضرت صفیہ کو انتخاب کیا۔ لیکن لوگون کو اعتراض ہوا۔ ایک شخص نے آکر آنحضرت صلعم سے کہا

یا نبی اللہ اعطیت دحیہ صفیۃ بنت حی ابن اخطب سیدۃ قریظۃ والنضیر لا تصلح الا لک

اے پیغمبر خدا آپ نے صفیہ بنت حی کو دحیہ کے حوالے کردیا وہ قریظہ اور بنی نضیر کی رئیسہ ہین اور آپ کے سوا اور کوئی اُن کے لائق نہیں۔

اس کے بعد آپ نے صفیہ کو آزاد کرکے اُن سے نکاح کرلیا۔ ابوداؤد مین یہ دونون روایتین ہین۔ اور دونون حضرت انس سے مروی ہین۔ ابوداؤد کی شرح مین ماوردی (مشہور محدث) کا یہہ قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفیہ کو دحیہ سے اس لیے واپس لے کر اُن سے عقد کرلیا کہ مافیہ من انتمائھا مع مرتبتھا وکونھا بنت سیدھم۔ چونکہ وہ عالی مرتبہ اور رئیس یہود کی صاحبزادی تھین اسلیے اور کسی کے پاس جانا اُنکی توہین تھی۔ حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری مین اسی کے قریب قریب لکھا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت صفیہ خاندان کے تباہ ہوجانے کے بعد خاندان سے باہر بیوی یا کنیز بنکر رہتین۔ وہ رئیس خیبر کی بیٹی تھین۔ اُن کا شوہر بھی قبیلہ بنی نضیر کا رئیس تھا۔ باپ اور شوہر دونون قتل کئے جاچکے تھے اس حالت مین اُن کے پاس ناطر حفظ مراتب اور رفع غم کے لیے اسکے سوا کوئی اور تدبیر نہین تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو اپنے عقد مین لے لین۔ وہ کنیز ہوکر بھی رہ سکتی تھین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی خاندانی عزت کے لحاظ سے اُنکو آزاد کردیا۔ اور پھر نکاح پڑھایا۔ حسن خلق۔ رحم اور مصیبت زدہ کی چارہ نوازی[1] کے علاوہ۔ سیاسی اور مذہبی حیثیت سے بھی یہ کارروائی نہایت موزون اور بجا تھی۔ اور اس قسم کے طرز عمل سے عرب کو اسلام کی طرف رغبت اور کشش ہوتی تھی کہ اسلام اپنے دشمنون کے ورثہ کے ساتھ بھی اس قسم کا محسنانہ اور ہمدردانہ

---

[1] اس لفظ کی ترکیب میری سمجھ مین نہین آتی۔ شاید شبلی صاحب سا فاضل ادیب اسکی کوئی خاص ترکیب جانتا ہو کہین چارہ سازی تو نہین؟ ہم تو چارہ ساختن کے محاورۂ فارسی سے چارہ سازی کی ترکیب کو صحیح جانتے ہین۔ اور اسیطرح بندہ نوازی۔ غربا نوازی۔ مہمان نوازی وغیرہ کی ترکیب کو بھی درست جانتے ہین۔ اور ہر شخص اس مشہور شعر فارسی کو بھی جانتا ہے ؎ کار احباب ساختن رسم است ؎ دوستان را نواختن رسم است

سلوک کرتا ہے۔ سیرۃ النبیؐ جلد اوّل۔ ۵۸ - ۳۶۰ ص۔

غزوۂ بنی المصطلق مین حضرت جویریہ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا تھا۔ اور اس سلوک کا جو اثر ہوا تھا وہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

شبلی صاحب نے جس صفائی سے اصل حقیقت کی چہرہ کشائی کی ہے وہ قابل تعریف ضرور ہے اور حقیقت حال بھی یہی ہے جو لکھکر بتلائی گئی ہے۔ لیکن اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ ان تمام مفاسد کے اصلی باعث سوائے اصحاب صحاح اور اُنکے رُواۃ کے آپکے نزدیک کیا کوئی اور لوگ بھی ثابت ہوتے ہین؟ اور کیا شبلی صاحب اب بھی اسکے ماننے پر تیار نہون گے کہ دفاتر صحاح بھی ابھی تک مخالف و معارض مرویات سے بھرے پڑے ہین۔ اور مسانید و سنن کی طرح اچھا بُرا ہر قسم کا مواد اُن مین بھی موجود ہے؟ امام المحدثین بخاری ہی کی مثال پہلے لیجاے۔ آپ خود اُنھین کی صحیح سے اس واقعہ مین دو معارض روایتون کو لکھ کر بتلا چکے ہین کہ یہ عیب بحث ہے اور وہ غیر مفید۔ اور پھر بھی آپ کے نزدیک عموماً صحاح اور خصوصاً صحیح بخاری سے بڑھکر کوئی کتاب قابل اعتبار و استناد نہین ہے جسمین بقول آپکے کوئی غلط کیا ضعیف روایت تک نہین ہے" پھر آپ ہی بتلائین کہ آپ کے ان منقدانہ اعترافات کے سامنے تصدیق و توثیق بخاری کا دعویٰ کیسا بے دلیل ثابت ہو جاتا ہے۔

جیسے جیسے تحقیق کیجاتی ہے ویسے ویسے یہ امر ثابت ہوتا جاتا ہے کہ مخالفین اسلام کی تمام تعریضات کے اصلی باعث یہی صحاح کی مرویات ہین۔ بقول شبلی صاحب کے "جسب اصل روایت مین اتنا موجود ہے تو ظاہر ہے کہ مخالف اس سے کہان تک کام لے سکتا ہے" حقیقت آپ خود لکھ چکے تو ہم کو اب اور لکھنے کی کوئی ضرورت باقی نہین رہی مگر تعجب ہے تو بخاری صاحب پر۔ اور خاصکر اُنکی نظر فی الحدیث پر کہ باوجود اس اعلمیت اور تبحر کے بھی وہ اپنی مرویات کتاب مین حسن و قبیح۔ مفید غیر مفید اور مستند و غیر مستند کی خود تمیز نہ کرسکے۔ اور ہر قسم کے مواد فاسدہ سے کتاب کی کتاب بھر دی جو معترضین اور مخالفین کی تعریضات کے لیے سرمایۂ ناز بنگئی۔ تا وقتیکہ یہ تمام مفسد انگیز مرویات کتب صحاح سے نکالکر صحاح کی کتابین صاف و پاک نہ کردی جائینگی مخالفین کے اعتراضون کے دروازے بند نہونگے۔ فافہم فتدبر

نبیب یہودیہ کا آنحضرت صلعم کو زہر دینا آپ کا عفو جرم فرمانا

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے انتظامات مین کچھ دنون تک قیام فرمایا چونکہ یہ حالات صلح و آشتی کے طریقہ سے طے ہونے والے تھے اسلیے آپ کو یہودیون کی طرف سے پورا اطمینان تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اس شعر کے اعتبار ترکیب سے چارہ سازی ہونا چاہیے۔ نہ چارہ نوازی۔ جو بالکل بے قاعدہ ہے۔ شاید اصل مین بیچارہ نوازی ہو۔ چھپنے مین "بے" رہگیا ہو۔ اگر یہ بھی ہوتا ہم ثقیل اور غیر مستعمل ہوگا المؤلف عفی عنہ

کوئی اندیشہ نہین تھا۔ اور رسول اللہ صلعم کے اُسوۂ حسنہ کا تقاضہ بھی یہی تھا۔ لیکن یہود کی غدّار اور مکار قوم اپنی فطرتی مفسدہ انگیزیون سے کب چوکنے والی تھی۔ دو تین ہی روز کے بعد یہود نے اپنی طرف سے بدی کے اظہار شروع کردیے۔ اسکی پہلی مثال زینب یہودیّہ کی مکّاری اور خونخواری سے شروع ہوتی ہے تاریخ وحدیث کی کتابون مین اس کا طول وطویل قصّہ تمام اختلافات اقوال وآرا کے ساتھ لکھّا ہوا ہے اور زرقانی نے اپنی شرح مطبوعہ مصر مین صفحہ ۲۷۷ سے لے کر صفحہ ۲۷۹ تک بڑی شرح وبسط سے لکھّا ہے۔ لیکن شبلی صاحب نے جسقدر خلاصہ کرکے لکھّا ہے۔ ہم اُسی کی نقل کو اپنے مُدّعا کے لیے کافی سمجھ کر ذیل مین تحریر کرتے ہین۔

اگرچہ یہود کو کامل امن وامان دیا گیا اور اُنکے ساتھ ہر قسم کی مراعات کی گئی تاہم انکا طرز عمل ہمیشہ مفسدانہ اور باغیانہ رہا۔ پہلا دیباچہ یہ تھا کہ ایک دن زینب نے جو سلام بن مشکم کی بیوی اور مرحب کی بھاوج تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند صحابہ کے ساتھ دعوت کی۔ آپ نے فرط کرم سے قبول فرمایا۔ زینب نے کھانے مین زہر ملادیا تھا۔ آپنے ایک لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا۔ لیکن بشر بن براء نے پیٹ بھر کھایا۔ اور زہر کے اثر سے بالآخر ہلاک ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے زینب کو بلا کر پوچھا۔ اُس نے جرم کا اقبال کیا۔ یہودیّہ نے کہا ہم نے اس لیے اسمین زہر دیا کہ اگر آپ پیغمبر ہین تو زہر خود اثر نہ کرے گا۔ اور پیغمبر نہین ہین تو ہم کو آپ کے ہاتھ سے نجات مل جائے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہین لیتے تھے۔ اس بنا پر آپ نے زینب سے کچھ تعرض نہ فرمایا۔ لیکن جب دو تین دن کے بعد بشر بن براء زہر کے اثر سے انتقال کرگئے تو وہ قصاص مین قتل کردیگئی سیرۃ النبی جلد اول ص ۳۶۱

زینب کا قتل زرقانی نے صورت قتل یون لکھی ہے۔

انہ صلعم دفعتھا الی ولاۃ بشر فقتلوہ ص ۲۷۹ آپنے زینب کو وارثان بشر کے حوالہ کردیا اور اُنھوں نے قصاص مین اُسے قتل کردیا۔

دوسری مثال یہود کی غدّاری کی یہ ہے۔

عبداللہ بن سہیل کا بیرحمانہ قتل اور رسول کی عفو اسلام نے یہود کے ساتھ جن رعایات وخوش اسلوبی سے معاملات طے کیے تھے وہ بتلا رہے ہین کہ فتح کے بعد بھی اُنکی املاک اُنکے قبضہ مین چھوڑدی گئی۔ گویا مفتوح ہوجانے کے بعد بھی یہ اپنی املاک پر ویسے ہی مالک ومتصرّف رہے جیسے سابق مین تھے۔ مگر افسوس اُنکی کج فطرتی نے اسلام کی اس محسنانہ مراعات کی کوئی قدر نہین کی۔ چند دنون کے بعد مدینہ مین قحط پڑا اور غلہ کی گرانی ہوئی تو عبداللہ بن سہیل صحابی عیال کے آذوقہ کے لیے خیبر سے غلّہ خرید لانے کی غرض سے گئے۔ یہود نے صرف اس مخاصمت پر کہ یہ مسلمان ہین ان کا خون انکی جان حلال ہے۔ انکو دھوکے سے نہر مین ڈبو دیا۔ محیصہ اُنکے ہمراہی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ

Presented by Ziaraat.Com

تنہا ہونے کی وجہ سے یہود سے کوئی باز پرس نہ کرسکے۔ مدینہ لوٹ آئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روئداد عرض کی اور یہودانِ خیبر سے عبداللہ کی دیت دلوادی جانے کی استدعا کی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس بیان کی صداقت پر حلف شرعی لے سکتے ہو۔ محیصہ نے عرض کی میں تو ضرور حلفاً بیان کرونگا لیکن یہود تو ایک کیا پچاس مسلمانوں کو بھی قتل کرڈالیں تاہم جھوٹی قسمیں کھانے سے باز نہ آئینگے۔ رحمت عالم نے ابکی بار بھی یہود کی اس خونخوارانہ حرکت سے چشم پوشی اختیار فرمائی۔ اور معاملہ کو زیادہ طول دینا نہ چاہا۔ بیت المال سے عبداللہ کی دیت دلوادی اور قصہ رفت و گذشت ہوگیا۔

خرابہ سے تبلائے کے جرم کو کنانہ کے قتل کا باعث ٹھہرانا بالکل غلط ہے

خیبر کے متعلق۔ حضرت صفیہؓ کے ایسے غلط واقعہ کی ایک اور غلط خبر حدیث و سیر کی کتابوں میں منقول ہوکر مشہور ہوگئی ہے اور معترضین اسلام کی مغویانہ قلمکاریوں کا ذریعہ بنگئی ہے شبلی صاحب نے اسکی کافی تنقید تفصیل سے کردی ہے۔ مگر افسوس اپنی قدیم عادت کے موافق اہل سیرت ہی کو صرف اس کا خاص مجرم قرار دیا ہے اور اہل حدیث کا نام بھی نہیں لیا۔ چنانچہ آپ کا عنوان عبارت یہ ہے۔

خیبر کے واقعات میں ارباب سیرت نے ایک سخت غلط روایت نقل کی ہے اور وہ اکثر کتابوں میں منقول ہوکر متداول ہوگئی ہے سیرۃ النبی ص ۳۶۱

تحقیق کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے۔ امام قسطلانی۔ امام بیہقی۔ علامہ ملاذری اور علامہ زرقانی بھی اس غلط بیانی میں اہل سیرت کے ہمزبان ہیں۔ ملاحظہ ہو زرقانی جلد دوم مطبوعہ مصر ص ۲۶۴-۲۶۳۔ انکے علاوہ آپ خود بھی اہل سیر میں سے ابوداؤد اور اہل حدیث میں سے حافظ ابن القیم کو بھی اسی فہرست میں داخل کرتے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب آپ ہی کی عبارت تنقیدی سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر جو ناحق اہل سیرت کو تنہا اس غلطی کا قصوروار ٹھہرانا تدوین موقفانہ کے سراسر خلاف ہے۔ اتنا تمہید اً عرض کرکے ہم اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

شبلی صاحب نے سیرت و حدیث کی اس غلط روایت کی تنقید میں مفصلہ ذیل اکتشافات فرمائے ہیں اور ہمیں کوئی کلام نہیں کہ حقیقت حال اتنی ہی تھی جتنی ذیعلم مولف نے اپنے اکتشافات ذیل میں دکھلائی ہے۔

غلطی یہ ہے کہ اول آپ (آنحضرت صلعم) نے یہود کو اس شرط پر امن عام دیا تھا کہ کوئی چیز نہ چھپائینگے لیکن جب کنانہ بن ابی الربیع نے خزانہ بتانے سے انکار کیا تو آپ نے زبیر کو حکم دیا کہ سختی کرکے اس سے خزانہ کا پتا لگائیں۔ حضرت زبیر چقماق جلاکر اس کے سینہ کو داغتے تھے۔ یہاں تک کہ اسکی جان نکلنے کے قریب ہوگئی (یہ تفصیل تاریخ طبری میں مذکور ہے اور ابن ہشام میں بھی اسی کے قریب قریب ہے)

بالآخر آپ نے کنانہ کو قتل کرادیا اور تمام یہودی غلام بنالیے گئے۔ فتوح البلاد بلاذری

Presented by Ziaraat.Com

اس روایت کا اسقدر حصہ صحیح ہے کہ کنانہ قتل کرا دیا گیا لیکن اسکی یہ وجہ نہین کہ وہ خزانہ کے بتانے سے انکار کرتا تھا بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ کنانہ نے محمود بن مسلمہ کو قتل کیا تھا۔ طبری مین تصریح ہے ثم دفعہ رسول اللہ صلعم الی محمد بن مسلمہ فضرب عنقہ باخیہ محمود بن مسلمہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حوالہ کر دیا اُنھون نے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے قصاص مین اُسے قتل کر دیا۔ ص ۱۵۸۲ مطبوعہ یورپ

باقی روایت کا یہ حال ہے کہ یہ روایت طبری اور ابن ہشام کی ہے اور دونون نے ابن اسحٰق سے روایت کی ہے۔ لیکن ابن اسحٰق نے اوپر کے کسی راوی کا نام نہین بتایا ہے۔ محدثین نے رجال کی کتابون مین تصریح کی ہے کہ ابن اسحٰق یہودیون سے مغازی نبوی کے واقعات روایت کرتے تھے۔ اس روایت کو بھی اُنھین روایتون مین سمجھنا چاہیے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابن اسحٰق ان راویون کا نام نہین لیتے کسی شخص پر خزانہ بتانے کے لیے اسقدر سختی کرنا کہ اُسکے سینہ پر چقماق سے آگ جھاڑی جائے۔ رحمۃ للعالمین کی شان اس سے بہت ارفع ہے۔ وہی شخص جو اپنے زہر دینے والے سے مطلق تعرض نہین کرتا۔ کیا چند سکون کے لیے کسی کو آگ سے جلانے کا حکم دیسکتا ہے؟ اصل واقعہ اسقدر تھا کہ کنانہ بن ابی الربیع کو اس شرط پر امان دیگئی تھی کہ کسی قسم کی بدعہدی اور خلاف بیانی نہین کرے گا۔ اُسنے یہ منظور بھی کر لیا تھا کہ اگر وہ اسکے خلاف کچھ کرے گا تو قتل کا مستحق ہوگا (ابوداؤد باب حکم ارض خیبر و طبقات ابن سعد غزوۂ خیبر ص ۸۱ سطر ۲۴) کنانہ نے بدعہدی کی اور جو امن اُسکو دیا گیا تھا ٹوٹ گیا۔ کنانہ نے محمود بن مسلمہ کو قتل کیا تھا۔ اب اُسکے قصاص مین وہ قتل کر دیا گیا جیسا کہ ابھی ہم نے طبری کی روایت سے نقل کیا ہے۔

اب دیکھو اس روایت مین کیا کیا واقعات اضافہ ہوگئے (۱) قتل کا واقعہ کنانہ کے ساتھ خاص تھا خزانہ کے چھپانے کا وہی مجرم تھا محمود بن مسلمہ کو اُسی نے قتل کیا تھا اس لیے وہی قتل کیا جا سکتا تھا۔ اضافہ کا پہلا قدم یہ ہے کہ ابن سعد نے بکر بن عبدالرحمٰن سے جو روایت متصل نقل کی ہے اُسمین کنانہ کے ساتھ اُسکے بھائی کا بھی نام بڑھا دیا ہے یعنی دونون قتل کیے گئے۔ فضرب اعناقھما وسبی اھلیھما دونون کو قتل کرا دیا اور اُنکی عورتون اور بچون کو لونڈی غلام (۲) یہانتک بھی خیریت تھی۔ لیکن ابن سعد نے عفان بن مسلم سے جو روایت نقل کی ہے وہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہوگئی ہے یعنی دونون بھائیون کے ساتھ تمام یہودی بھی گرفتار اور لونڈی غلام بنا لیے گئے۔ فلما وجد المال الذی غیبوہ فی مسک الجمل سبی نساؤھم جب وہ خزانہ مل گیا جسکو اُنھون نے اونٹ کی کھال مین چھپا رکھا تھا تو اُنکی عورتین گرفتار کین اور لونڈیان بنا لین (بحوالہ ابن سعد ص ۸۰ و ۸۱)

لیکن جب یہ روایتین محدثانہ اصول تنقید سے جانچی جاتی ہین تو چھلکے اُتر جاتے ہین اور اصل حقیقت رہ جاتی ہے تمام یہود کا قتل اور زن و بچہ کا گرفتار ہونا ایک طرف۔ خود صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ کنانہ کا بھائی تک قتل نہین کیا گیا اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک زندہ تھا صحیح بخاری مین ہے

Presented by Ziaraat.Com

فلما اجمع عمر علی ذلک اتاہ احد بنی ابی الحقیق قال یا امیر المومنین اخرجنا وقد اقرنا محمد وعاملنا علی الاموال۔

پھر جب حضرت عمر نے یہ (استخراج یہود) ارادہ کر لیا تو ابو الحقیق کا ایک بیٹا انکے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین آپ ہم کو نکالتے ہیں حالانکہ ہم کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنے دیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ یہ وہی کنانہ بن ابی الحقیق کا بھائی تھا۔

حافظ ابن القیم نے عام روایتون کی وسعت کو گھٹا کر۔ زاد المعاد مین اس حد تک پہونچایا ہے۔

ولم یقتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعد الصلح الا ابنی ابی الحقیق

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح کے بعد ابی الحقیق کے دونون بیٹون کے سوا اور کسی کو قتل نہین کیا۔

لیکن حافظ موصوف کو اگر صحیح بخاری کی عبارت مذکورہ پیش نظر ہوتی تو غالباً یہ مقدار اور بھی گھٹ جاتی۔

ابوداؤد مین جہان ارض خیبر کا عنوان باندھا ہے وہان صرف ابن ابی الحقیق کے مارے جانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ نکتہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ابوداؤد مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے سعیہ (حی ابن اخطب کے چچا) سے پوچھا تھا کہ وہ خزانہ کیا ہو گیا۔ اُس نے کہا لڑائیون مین صرف ہو گیا۔ باوجود اسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف کنانہ کے قتل کا حکم کیا۔ یہ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ کنانہ کا قتل محمود بن مسلمہ کے قصاص مین ہوا تھا ورنہ اگر خزانے کے چھپانے کا جرم قتل کا باعث ہوتا تو اس جرم کے مجرم اور بھی تھے۔ مورخین نے پہلے غلطی یہ کی کہ کنانہ کے قتل کا سبب اخفائے خزانہ سمجھے اور چونکہ اس جرم مین اور لوگ بھی اسمین شریک تھے۔ اس لیے یہ تعمیم خود بخود پیدا ہو گئی کہ کنانہ کا تمام خاندان قتل کر دیا گیا سیرۃ النبی ج ۱ ص ۶۳-۶۴

حضرت جعفر کا مہاجرین حبشہ کے ساتھ خیبر مین حاضر ہونا

شبلی صاحب نے خیبر کے متعلق اتنے ہی واقعات لکھے ہین تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کے متعلق ابھی اور قابل الذکر واقعات ہین جن کو آپ نے نہین لکھا ہے۔ ان مین حضرت جعفر کا مہاجرین حبشہ کی جماعت لے کر ملک حبشہ سے مدت کے بعد واپس آنا۔ یمن کے قبیلہ اشعریین کے وفد کا حاضر خدمت ہونا جنمین ابوموسیٰ الاشعری بھی داخل تھے اور سب کا اسلام لانا۔ خیبر کے خاص مقامی واقعات ثابت ہوتے ہین۔

جناب جعفر ابن ابیطالب کی معاودت کی مفصل کیفیت زرقانی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو

روی البیہقی عن جابر ان جعفرا لما قدم علیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تلقاہ فقبل جبہتہ ثم قال ما ادری بایما افرح بفتح خیبر ام بقدوم جعفر

بیہقی نے جابر سے روایت کی ہے جب حضرت جعفر خیبر مین آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے فرط محبت سے انکی پیشانی کا بوسہ لیا اور ارشاد فرمایا کہ مین نہین سمجھتا کہ مین اپنی ان دو خوشیون مین سے کس پر اظہار مسرت کرون۔ فتح خیبر پر یا آمد جعفر پر

اسکے بعد غنائم خیبر کی تقسیم کے ذیل مین زرقانی ابو موسی الاشعریؓ کی زبانی لکھتے ہین -

حتی قدمنا معه (جعفر) جمیعا فوافقنا النبی صلعم حین افتح خیبر فاتیهم لنا ولم یسهم لاحد غاب من فتح خیبر منها شیئا الا لمن شهد هامعه الا اصحاب سفینتنا مع جعفر واصحابه فانه قسم لهم معنا

جلد دوم ص ۲۸۳ مصر

(ابو موسیٰ کہتے ہین) تا اینکہ ہم لوگ بھی ہی حضرت جعفر روانہ ہوے اور فتح خیبر کے موقع پر خدمت نبوی مین حاضر ہوے آنحضرت صلعم نے ہم لوگون کو غنیمت خیبر مین حصہ دیا اور کسی شخص واحد کو جو فتح خیبر مین شریک یا حاضر نہین تھا حصہ نہین دیا - سوائے اُنکے جو حضرت کے ساتھ جنگ مین شریک تھے یا ہم لوگ اہل سفینہ (مہاجرین حبشہ) کے جو بھی ہی حضرت جعفر آئے تھے انھین البتہ غنیمت مین حصہ دیا -

انھین واقعات کے ذیل مین حضرت عمر کی بحث فضیلت کا جملہ معترضہ بھی داخل ہے جسکی کیفیت حسب ذیل زرقانی کی عبارت مین نقل کی جاتی ہے -

ان عمر قال لاسماء بنت عمیس سبقناکم بالهجرة فنحن احق برسول الله منکم فغضبت وذکرته له صلی الله علیه وآله وسلم فلیس باحق لی منکم له ولاصحابه هجرته واحدة ولکم انتم اهل السفینة هجرتان ص ۲۸۳

حضرت عمر نے حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ حضرت جعفر) سے کہا کہ ہم لوگ تم لوگون سے مرتبۂ ہجرت مین بڑھے ہوے ہین اور ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تم لوگون سے زیادہ مستحق ہین - یہ سُنکر اسماء بنت عمیس کو سخت طیش آیا - اور آنحضرت صلعم سے جاکر اسکا ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہین ہین - انکے (عمر کے) اور اُنکے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہوئی ہے اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہوئی ہین -

وفد اشعریین خیبر مین

اشعریین کے اسلام لانے کے متعلق خود جلد دوم مین تحریر فرمایا گیا ہے -

اشعریین سنہ ہجری مین یمن کا ایک نہایت معزز قافلہ اشعری تھا - ابو موسی الاشعری اسی قبیلہ سے ہین - ان لوگون نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر سُنی تو تریپن شخصون نے مدینہ کی ہجرت کا قصد کیا - اس قافلہ مین حضرت موسی الاشعری بھی تھے - یہ لوگ جہاز مین سوار ہوکر چلے لیکن ہوائے مخالف نے جہاز کو حبش مین پہونچا دیا وہان حضرت جعفر طیار بھی موجود تھے - وہ اپنے ساتھ لے کر عرب کو روانہ ہوئے - اسی زمانہ مین خیبر فتح ہوا تھا اور آنحضرت صلعم یہین تشریف فرما تھے - چنانچہ یہین ان لوگون نے شرف باریابی حاصل کیا - سیرۃ النبی جلد دوم

معاودت حضرت جعفر کے حالات نہ لکھنے کی تو یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ اسکے ذکر سے ایک نبی ہاشم کی فضیلت اور حضرت عمر کی بیجا معارضت کا اظہار ہوتا ہی لیکن وفد اشعریین کے اس مقام خاص سے مرفوع القلم فرما دیے جانے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی - حالانکہ آپکی عبارت مندرجۂ بالا سے بصراحت ثابت ہوتا ہی کہ اشعریین کا وفد خاص خیبر ہی کے دوران قیام مین مشرف بہ زیارت ہوا ہے -

Presented by Ziaraat.Com

تقسیم خمس خیبر میں بنی ہاشم کی ترجیح (واقعہ ۷ھ ہجری)

شبلی صاحب نے ایک اور واقعہ چھوڑ دیا ہے۔ وہ خمس خیبر کی تقسیم کے متعلق ہے چونکہ اس واقعہ میں بنی اُمیہ پر بنی ہاشم کی فضیلت ظاہر ہوتی تھی اور اُنکی مساوات فی الاصل والنسل کے دلائل تعمیمی حاصل ہوتے تھے۔ اسلیے شبلی صاحب کو کف لسان ضرور تھا لیکن استخراج خمس کا عنوان تو آپ خود یہ لکھکر قائم کر چکے ہیں کہ خیبر کی زمین تمام مجاہدین پر جو اس جنگ میں شریک تھے تقسیم کردی گئی۔ اسی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمس بھی تھا۔ ص ۳۵۸

اب اس رقم خاص کی تقسیم میں کیا واقعات پیش آئے وہ محدث شیرازی کی مفصلہ ذیل عبارت میں ملاحظہ ہو۔

و نصیب کامل از خمس بہ بنی ہاشم و بنی المطلب ارزانی داشت چنانچہ از جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ مرویست کہ چون پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سہم ذوی القربی را از غنائم خیبر بہ بنی ہاشم و بنی مطلب داد۔ من و عثمان بن عفان نزد حضرت رفتیم و گفتیم ما انکار فضل برادران خویش از بنی ہاشم نمی کنیم زیرا کہ وجود شریف تو از ایشان است فاما مراتب ما و بنو مطلب بہ نسبت تو یکے است چون است کہ ایشان را سہم ذوی القربی دادی و ما را محروم گذاشتی۔ در جواب فرمود کہ بنو ہاشم و بنو مطلب نیستند مگر شے واحد۔ ہمچنین بین اصابع مبارک را تشبیک فرمود و در روایتے آنکہ فرمود ما و بنو مطلب از ہم جدا نہ گشتند۔ نہ در جاہلیت و نہ در اسلام ص ۳۹۰ روضۃ الاحباب۔

آپ نے خمس کی کل رقم بنی ہاشم و بنو مطلب کو عنایت کردی چنانچہ جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آنے خمس کی رقم ذوی القربیٰ میں بنی ہاشم و بنی مطلب کو دیدی تو ہم اور عثمان بن عفان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہم لوگوں کو اپنے برادران بنی ہاشم کی فضیلت کا انکار نہیں ہے کیونکہ حضور کا وجود اقدس انھیں سے ہے لیکن حضور کے ساتھ قرابت رکھنے کے اعتبار سے ہم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ پھر یہ کیسے ہوا کہ اُن لوگوں کو ذوی القربیٰ کے حصہ دیدیے گئے۔ اور ہم لوگ اُس سے بالکل محروم رکھے گئے۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ بنی ہاشم و بنی مطلب جدا نہیں ہیں بلکہ ایک ہی چیز ہیں جیسی کہ یہ انگلیاں۔ (اسکے ساتھ ہی آپنے اپنی انگلیاں جدا کرکے پھر ملالیں) اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ہم اور بنو مطلب کبھی جدا نہوے نہ جاہلیت کے ایام میں اور نہ اسلام میں

تقسیم غنیمت خیبر

تقسیم غنائم کی نسبت تو شبلی صاحب نے گویا کچھ بھی نہیں لکھا اور نہ اُن خاص احکام نبوی کا ذکر کیا ہے جو حصول غنائم کے متعلق نافذ فرمائے گئے تھے۔ اور نہ ارض خیبر کی نسبت کوئی تفصیلی حالت معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ انمیں سے اکثر واقعات کو مبہم چھوڑ دیا ہے۔ جن کا انکشاف حقیقت عام واقفیت کی ضرورت سے ہمارا فرض ہے۔ اس بنا پر ہم اسکو پوری تفصیل کے ساتھ محدث شیرازی کی عبارت سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

فروہ بن عمر بیاضی را امر فرمود تا غنائم خیبر را در حصار نطاۃ جمع کند۔ فروہ حسب فرمودہ بدان مہم قیام نمودہ و اقتمشہ و امتعہ و اسلحہ و اطعمہ بسیار و نعم بیشمار جمع کردہ و در ان

فروہ بن بیاضی کو حکم ہوا کہ خیبر کے تمام غنیمت کو قلعہ نطاۃ میں جمع کرو۔ فروہ نے حسب الحکم تمام اموال غنیمت جمع کردیا۔ ہر قسم کے لباس مال و اسباب جنگی اسلحات اور کھانے پینے کی کثرت سے چیزیں اکٹھا ہوگئیں۔

Presented by Ziaraat.Com

میان صحائف متعدده از توریت بود یهود بطلب آنها
آمدند حضرت امر فرمود که صحائف باز گردانید و منادی
رسول صلی الله علیه و آله وسلم در ایام جمع غنائم ندا میکرد
ادّوا الخیط والمخیط فان الغلول عار وشنار ونار یوم
القیمه مقدار ریسمانی و سوزنی از غنیمت بامیر غنیمت
برسانید و پوشیده و پنهان مدارید بدرستیکه خیانت در
غنیمت موجب عار و نار دوزخ است در روز قیامت و
بصحت رسیده که غلامی سیاه بوده که رحل و متاع
سفر پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم بعهده او بود و در روایتی
آنکه عنان دابه حضرت نگاه می داشت در وقت مقابله او را
کرکره می گفتند - دران ایام بمرد حضرت فرمود که وی
در آتش دوزخ است اصحاب بتفحص بار او مشغول شدند
و دران میان گلیمی پشمینی یافتند که از غنائم پیش از قسمت
گرفته بود و مروی است که در روزی خیبر مردی از صحابه
وفات یافت حضرت را اعلام کردند فرمودند بر صاحب
خود نماز گذارید رنگ روی مردم متغیر شد ازین
سخن - فرمود که این یار شما خیانت کرده در غنیمت -
راوی گوید که متاع او را تفتیش کردیم - مهره چند از
مهرهای یهود یافتم که بدو درهم نمی ارزید -
و در روز جمع غنائم و اخذ سبایا حضرت فرمود که هر که
ایمان بخدا و بروز جزا دارد باید که آب خود را بزراعت
دیگری ندهد و باید که از زنان سبایه هیچ زن را وطی
نکند تا عدة او منقضی نشود - باید که هیچ چیز از
غنیمت قبل از قسمت نه فروشد چون تمام غنائم جمع شد

انھین اشیاء مین توریت کے متعدد نسخے بھی تھے - یہود نے انکو واپس
مانگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ انکی کڑاہین انکو واپس
دیدو پھر آپ نے جمع غنائم کی نسبت یہ عام منادی کرادی کہ اگر کسی کے پاس
بقدر ایک سوئی یا ایک رسی کے ٹکڑے کے بھی کوئی چیز غنیمت کے مال مین سے
ہو وہ اپنے امیر کے پاس جمع کردے کیونکہ غنیمت مین خیانت ذلت اور
معصیت اور آتش دوزخ کا قیامت مین باعث ہے اور روایت صحیحہ سے
ثابت ہے کہ ایک حبشی آپ کا غلام تھا کہ آپ کی سواری اور اسباب سفر اسی
کے متعلق رہا کرتا تھا اور ایک روایت مین یون ہے کہ مقابلہ کے وقت آپکی
سواری کی لگام پکڑے رہتا تھا اسکا نام کرکرہ تھا - وہ اتفاقاً اسدن
مرگیا آپنے فرمایا کہ وہ جہنم مین ہے لوگ متعجب ہوکر اسکی تفتیش حال کرنے لگے
تو اسکے پاس ایک اونی کمل پایا گیا جسکو اسنے تقسیم غنیمت سے قبل اپنے پاس
چھپا رکھا تھا اور یہ بھی منقول ہے کہ اسی دن ایک صحابی نے انتقال
فرمایا آنحضرت صلعم کو خبر کی گئی آپنے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے رفیق
کی نماز پڑھ لو - یہ ارشاد سنکر سب کے چہرے متغیر ہوگئے یہ رنگ دیکھکر
آپنے فرمایا کہ تمھارے رفیق نے غنیمت مین خیانت کی ہے - لوگ تلاش
کرنے لگے تو اسکے اسباب مین یہود کی چند انگوٹھیان پائی گئین -
جو دو درم کی قیمت کی نہین تھین -
جمع غنائم اور گرفتاری اسرا کے متعلق آپنے اپنی زبان مبارک سے یہ
اعلان فرمایا تھا کہ جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اپنا
پانی دوسرون کی زراعت پر نہ نقصان کرے اسکو چاہیے کہ اسیر عورتون
مین سے کسی کے ساتھ مقاربت نہ کرے جبتک کہ ایام عدت اسکے پورے
نہولین اور غنیمت کی کوئی چیز قبل از تقسیم نہ فروخت کرے - جب تمام
مال غنیمت جمع ہوگیا تو آپنے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ اہل لشکر کی تعداد
کو شمار کرو - شمار کیا گیا تو چودہ سو آدمی نکلے پس آپنے تمام و کمال اموال

Presented by Ziaraat.Com

زید بن ثابت را امر فرمود - مردے را یک سہم
و اسپے را دو سہم و زنان را کہ بجہت خدمت اہل
لشکر و تداوی مرضے و جرحے ہمراہ شدہ بودند چیزے عطا
فرمود - لیکن سہم بایشان نداد و در بعض کتب سیر است کہ
ایشان را نیز داخل سہام گردانید ۳۸۹ لکھنؤ

غنیمت جملہ اہل لشکر پر اس طرح تقسیم فرمادی کہ پیدل کو
ایک حصہ اور سوار کو دو حصہ عنایت کیے - عورتون کو جو اہل لشکر کی
خدمت اور علاج مرض و جراحت کی ضرورت سے ہمراہ آئین تھین کچھ
معاوضہ کے طور پر عنایت ہوا لیکن انکو حصہ نہین دیا گیا - اور بعض
اہل سیر کہتے ہین کہ انکو بھی سہم غنیمت مین داخل کیا -

تمام روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ غنیمت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے ایک ہی حصہ
و ایک معمولی پیدل سپاہی کے برابر یہ رسالت کی عادلانہ مساوات تھی - شبلی صاحب بلاذری کی سند سے لکھتے ہین -

ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سہم احدھم — آنحضرت صلعم کا حصہ بھی عام لوگون کی طرح ایک حصہ تھا -

سنن ابوداؤد کے حکم ارض خیبر کے ذکر مین بھی مرقوم ہے -

النبی صلعم معھم لہ سہم کسہم احدھم — آنحضرت صلعم بھی مجاہدین کے ساتھ تھے - اور آپ کا سہم بھی ایک
آدمی کے سہم کے برابر تھا

خیبر مین بعض احکام فقہیہ کا نزول

شبلی صاحب نے موقع خیبر کو بعضے احکام فقہیہ کے نزول کا خاص موقع
بھی تبلایا ہے - آپ کی عبارت یہ ہے -

(۱) ارباب سیر نے غزوہ خیبر کے تذکرہ مین عموماً ذکر کیا ہے کہ اس موقع پر متعدد جدید فقہی احکام نازل ہوے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی تبلیغ کی انکی تفصیل یہ ہے -

(۱) پنجہ دار[1] جانور حرام ہو گئے -

(۲) درندہ جانور حرام ہو گئے -

(۳) گدھا اور خچر حرام ہو گیا -

(۴) ابتک معمول تھا کہ لونڈیون سے فوراً تمتع جائز تھا - اب استبرا کی قید ہو گئی یعنی اگر وہ حاملہ ہے تو وضع حمل تک -
ورنہ تین مہینون تک تمتع جائز نہین -

(۵) سونے چاندی کا تبفاضل خرید نا حرام ہوا -

(۶) بعض روایتون مین ہے کہ متعہ بھی اسی غزوہ مین حرام ہوا -

---

[1] پنجہ دار لفظ صحیح المعنی اور قریب المفہوم نہین - اسلیے کہ ہر جانور پنجہ دار ہے اسلیے کہ اُسکے پنجہ ہوتے ہین - پنجہ کش ہونا چاہیے تھا - جو
پنجہ سے شکار کرنے والے جانور کی تخصیص تبلاتا ہے - المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

ہم کو شبلی صاحب کی اس فہرست مین کسی کی حرمت کی نسبت تصریح و تشریح کی ضرورت نہین - صرف آخر نمبر ۶ حرمت متعہ کی حقیقت کا انکشاف کرنا ہے - شبلی صاحب تو اپنی عادت کے مطابق اس مختلف فیہ مسئلہ کی حرمت لکھ کر اپنی کتاب مین گویا قائم کر گئے - حالانکہ بعض روایتون مین ہے "صاف صاف بتلا رہا ہے کہ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے - اور اسکی حرمت ویسی قطعی ثابت نہین جسطرح اور محرمات کی - لیکن آپ کو تائید عقاید اور تقلید اسلاف منظور ہے اسلیے باوجود اعتراف اختلاف کے آپنے مثل اور محرمات کے اسکو بھی داخل کتاب کر ہی دیا - اب دیکھیے خیبر مین متعۃ النساء کی حرمت کا نازل ہونا - آپ ہی کے علما کی اسناد سے کہان تک ثابت ہے - جسکو آپ اس دلیری سے بغیر کسی حوالے کے لکھتے ہین - ملاحظہ ہو ذیل کی عبارت -

فی صحیح البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نھی عن منعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل الحمار الانسیہ

صحیح بخاری مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر مین متعۃ النساء اور خرہلی کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی -

علامہ عینی شارح صحیح بخاری اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین -

قال ابن عبد البر ذکر النھی عن المتعۃ یوم خیبر غلط وقال التھیلی النھی عن المتعۃ یوم خیبر لا یعرفہ احد من اھل السیرۃ ورواۃ الاثر وقد روی الشافعی عن مالک باسنادہ عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نھی یوم خیبر عن اکل لحوم الحمر الاھلیۃ لم یزد علی ذلک وسکت عن قصۃ المتعۃ وفی زاد المعاد لابن القیم قال قاسم ابن اصبغ قال سفیان بن عینیہ یعنی انہ نھی عن لحوم الحمر الاھلیۃ زمن خیبر لا عن نکاح المتعۃ ذکرہ ابو عمر فی التمھید تاریخ احمدی ص ۶۳

حافظ ابن عبد البر کا قول ہے کہ بروز خیبر متعۃ النساء سے ممانعت ہونیکا قول غلط ہے - علامہ سہیلی کہتے ہین کہ اہل سیر و تاریخ اور رواۃ اثر مین سے کوئی بھی اس بات کو نہین جانتا کہ بروز خیبر متعۃ النساء سے ممانعت کی گئی ہو - اور امام شافعی نے اپنے اسناد کے ساتھ مالک سے حضرت علیؑ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن صرف گوشت خر کے استعمال سے ممانعت فرمائی اور اس حدیث مین متعۃ النسا کی ممانعت کا کوئی ذکر نہین ہے - اور زاد المعاد ابن قیم مین ہے کہ سفیان بن عینیہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جنگ خیبر کے زمانہ مین گوشت خر کے استعمال سے ممانعت فرمائی ہے - نکاح متعۃ النسائ سے ممانعت نہین کی جیسا کہ ابو عمر (ابن عبد البر) نے تمہید مین ذکر کیا ہے

جنگ خیبر بالکل دفاعی تھی

شبلی صاحب نے خیبر کے عنوان ہی مین غزوۂ خیبر پر سیاسی جنگ کا ہلکا سا رنگ چڑھا دیا ہے مگر پھر جیسے جیسے واقعات لکھتے گئے ہین اور سمجھتے گئے ہین - اُنپر اسکی دفاعی اور حفاظت خود اختیاری کی حقیقت روشن ہوتی گئی ہے ہم نے تمہید ہی مین آپ کے اس خیال و قیاس کی تنقید کر دی ہے - لیکن آپ کو خود اپنی اس غلط فہمی کا خیال لگا تھا - چنانچہ حالات خیبر کے خاتمہ پر - جب آپ نے اس کو ایام محرمات مین واقع ہونے پر بحث کی ہے - تو آپ کو اسکی دفاعی

Presented by Ziaraat.Com

ہونے کی حقیقت کا اقرار کرنا پڑا ہے - ملاحظہ ہو اپنی حسب ذیل عبارت -

ایک اور نکتہ - اس قدر عموماً مسلّم ہے کہ یہ واقعہ محرم میں پیش آیا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ سے نکلے تو محرم کی اخیر تاریخیں تھیں - محرم میں لڑائی شرعاً ممنوع ہے - اس لیے محدثین اور فقہا میں اسکی توجیہ کے متعلق اختلاف پیدا ہوا بہت سے فقہا کا یہ مذہب ہے کہ اوائل میں البتہ ان مہینوں میں لڑائی ممنوع تھی لیکن پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا - ابن القیم نے لکھا ہے کہ حرمت کا پہلا حکم جو نازل ہوا تھا وہ اس آیت کے رُو سے تھا -

قل قتال فیہ کبیر و صدّ عن سبیل اللہ — کہدو کہ اس مہینہ میں لڑائی گناہ ہے اور خدا کی راہ سے روکنا ہے

پھر سورۂ مائدہ میں یہ آیت اُتری

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشھر الحرام — مسلمانو - خدا کی حد بندیوں اور ماہ ہائے حرام کی بیحرمتی نہ کرو -

یہ پچھلی آیت پہلی آیت کے آٹھ برس بعد نازل ہوئی - اس وسیع زمانہ تک تو حرمت کا حکم باقی رہا - اب وہ کون سی آیت یا حدیث ہے جس سے یہ حکم منسوخ ہو گیا - ولیس فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسولہ ناسخ لحکمھا اور خدا کی کتاب اور حدیث میں ان آیتوں کے حکم کا کوئی ناسخ نہیں ہے

محوزین نے یہ استدلال کیا ہے کہ فتح حرم - طائف کا محاصرہ - بیعت الرضوان سب ماہ حرام میں ہوئے تھے - اس لیے اگر ماہ حرام میں لڑائی جائز نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو کیونکر جائز رکھتے - حافظ ابن القیم نے جواب دیا ہے کہ ماہ حرام میں ابتدا جنگ کرنا حرام ہے لیکن اگر دشمن کا مدافعہ مقصود ہے تو بالاتفاق جائز ہے - وہ سب واقعات دفاعی تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشدستی نہیں کی تھی - بلکہ دفاع کیا تھا - بیعت رضوان اسی لیے لی گئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ کفار نے حضرت عثمان کو جو سفیر ہو کر گئے تھے قتل کر دیا تھا - طائف کا محاصرہ کوئی مستقل جنگ نہ تھی - بلکہ غزوہ حنین کا بقیہ تھا جسمیں خود کفار ہر طرف سے جمع ہو کر حملہ آور ہوئے تھے - فتح حرم کا واقعہ حدیبیہ کی شکست صلح کا نتیجہ تھا جس کی ابتدا کفار نے کی تھی -

حافظ ابن القیم نے نہایت صحیح جواب دیا - لیکن خاص خیبر کے معاملہ میں اس گرہ کو نہ کھول سکے اور بحث نامفصل رہگئی - حافظ ابن القیم کے اُستاد علامہ ابن تیمیہ کو بھی اس موقع پر اشتباہ ہوا - اُنھوں نے الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسقدر لڑائیاں کیں سب دفاعی تھیں صرف بدر اور خیبر اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن اگر علامہ موصوف زیادہ استقصا کرتے تو ثابت ہوتا کہ بدر اور خیبر بھی مستثنیٰ نہیں - بدر کا بیان اوپر گذر چکا ہے - خیبر کے ماسبق واقعات کو ترتیب دے کر دیکھو تو صاف نظر آجائیگا کہ یہود اور غطفان مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر چکے تھے[1]

---

[1] شبلی صاحب کے اس نکتہ پر ہمکو یہ نکتہ لگانا ہے کہ شبلی صاحب دیباچہ میں اہل سیرت پر واقعات کے معلول نہ لکھنے کا الزام لگاتے ہیں - اور اسکے عدم اندراج کو

وادی القریٰ اور فدک کے معاملات

وادی القریٰ اور فدک کے معاملات

غزوۂ خیبر کے بعد۔ وادی القریٰ۔ تیما اور فدک کے واقعات یکے بادیگرے پیش آئے اور حقیقتاً یہ تمام واقعات خیبر کے سلسلۂ وقائع کے ساتھ منسلک ہین۔ لیکن چونکہ ان مین فدک کے واقعات بھی داخل ہین۔ جسکا تفصیلی بیان شبلی صاحب کے مدّعاے تالیف کے لیے جسقدر ضرر رسان ہین وہ محتاج بیان نہین۔ اسلیے آپ اس وادی کو بڑی سرعت کے ساتھ طے کرجاتے ہین۔ چونکہ تاریخ لکھ رہے ہین انکار تو ممکن نہین تھا اس لیے وادی القریٰ کے ساتھ فدک کا نام تو ضرور لکھدیا گیا۔ مگر بیان کچھ بھی نہین۔ ملاحظہ ہو آپ کا حسب ذیل عنوان اور اُسکا طرز بیان۔

وادی القریٰ اور فدک

تیما اور خیبر کے درمیان ایک وادی ہے۔ جسمین بہت سی بستیان آباد ہین انکو وادی القریٰ کہتے ہین۔ قدیم زمانے مین یہان عاد و ثمود آباد تھے۔ یاقوت نے معجم البلدان مین لکھا ہے کہ ثمود و عاد کے آثار اب بھی باقی ہین۔ اسلام سے پہلے ان بستیون مین آکر یہود آباد ہوے اور زراعت و آب رسانی کو بہت ترقی دی۔ اور اب یہ یہود کا خاص مرکز بن گیا تھا۔ (بحوالہ معجم البلدان لفظ قریٰ)

خیبر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی القریٰ کا رُخ کیا۔ لیکن لڑنا مقصود نہین تھا۔ مگر یہود پہلے سے تیار تھے۔ اُنھون نے فوراً تیراندازی شروع کردی۔ آنحضرت صلعم کا (کی) محمل آپ کا غلام (مدعم) اُتار رہا تھا کہ ایک تیر آیا اور وہ جان بحق ہوئے۔ مورخین نے یہود کی تیاری کا ذکر نہین کیا ہے۔ لیکن امام بیہقی نے صاف تصریح کی۔ وقد استقبلتنا یھود بالرمی ولم نکن علی تعبیۃ۔ یہود ہمارے مقابلہ کو تیر چلانے لگے اور ہم تیار نہ تھے۔

بہرحال جنگ شروع ہوگئی۔ لیکن تھوڑے سے مقابلہ کے بعد یہود نے سپر ڈال دی اور خیبر کے شرائط کے موافق صلح ہوگئی۔ سیرۃ النبی جلد اوّل ص ۱۰۶۸

فدک کے خاص معاملات

تیما مین کیا ہوا۔ فدک مین کیا گذری۔ کچھ بھی نہین۔ صرف اتنا معلوم ہوا کہ خیبر کی شرائط کے موافق اہل فدک سے بھی صلح ہوگئی۔ شبلی صاحب کی موقع شناسی پیش بینی قابل داد ہے۔ آپنے فدک کے معاملات مین صرف مصالحت کی ظاہری صورت امثالی قائم کرکے اسکو خیبر کے معاملات کے موافق بتلادیا۔ اسلیے کہ اس ظاہری تمثیل کا پردہ حقیقت حال پر پڑجائے اور اصل واقعیت نہ معلوم ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) اُنکی بے اعتباری کا باعث بتلاتے ہین۔ ہم تبصرہ دیباچہ مین عرض کرچکے ہین۔ پھر یہان اُسی کی ذرا سی یاددہانی کردینا ہی کہ کہان تمام اہم ترین واقعات مین تو آپ ہی کی تحریر سے آپکے مسلمات نہ بتلانے کا الزام خاصکر آپکے محدثین اور فقہاے متبحرین کے سر جاتا ہے۔ پھر ایسے سیرت والون کو ملزم کرنا کیا معنی۔ المولف عفی عنہ

اسمین کلام نہیں کہ صلح خیبر مین بھی ہوئی تھی اور فدک مین بھی۔ لیکن اُن دونون مین جو فرق امتیازی تھا وہ لکھکر بتلایا گیا۔ اسلیے کہ آپکے مقاصد و مطالب کے مخالف تھا۔ حالانکہ تمام عربی تاریخ و حدیث کی کتابین اس فرق کو بالالتزام بتلا رہی ہین۔ تاریخ ابن ہشام مین ہے۔

قال ابن اسحٰق فلمّا فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من خیبر قذف اللہ الرعب فی قلوب اھل فدک حین بلغھم ما اوقع اللہ تعالیٰ باھل خیبر فبعثوا الی رسول اللہ صلعم یصالحونہ علی النصف من فدک فقدمت علیہ رسلھم بخیبر او بالطریق او بعد ما قدم المدینہ فقبل ذلک منھم فکانت فدک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالصۃ لانہ لم یوجف علیھا بخیل ولا رکاب

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملات خیبر سے فراغت پائی تو خداوند عالم نے اہل فدک کے قلوب میں ایسا رعب پیدا کر دیا کہ اُنھون نے خود بخود حاصل فدک پر مصالحت کرنیکے لئے آنحضرت صلعم کیخدمت میں کہلا بھیجا۔ چنانچہ اُن لوگون کا قاصد حاضر خدمت ہوا بعض کہتے ہیں کہ قیام خیبر ہی کے زمانہ مین آیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ راستہ مین شرفیاب خدمت ہوا اور بعض کہتے ہین کہ مدینہ مین آپکے داخلہ کے بعد شرف حضوری سے بہرہ اندوز ہوا بہرحال آنحضرت صلعم نے اُنکی درخواست کو قبول فرمالیا لیکن فدک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالصہ قرار پایا۔ اس لیے کہ اُسمین جنگ و جہاد اور سوار و پیادہ سے کام لینے کی ضرورت نہین ہوئی۔

ابن ہشام جلد دوم ص ۱۹۵

زرقانی بھی شرح مواہب لدنیہ مین ابن اسحٰق کا یہی قول نقل کرتے ہین۔ طبری مین بھی بجنسہ یہی الفاظ ہین۔

فکانت فدک لرسول اللہ خالصۃ لانہ لم یوجف علیھا بخیل ولا رکاب طبری ص ۱۵۸۹ جزمن

فدک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خالصہ قرار پایا اسلیے کہ بغیر لشکر کشی کے حاصل ہوا تھا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے۔

کان فتح خیبر فی صفر سنۃ سبع للھجرۃ وسئل اھل خیبر رسول اللہ صلعم الصلح علی ان یساقیھم علی النصف من ثمارھم وغیرھم متی شاء فعل ذلک وفعل ذلک اھل فدک وکانت خیبر للمسلمین وکانت فدک خاصۃ لرسول اللہ لانھا فتحت بغیر ایجاف خیل بحوالہ تاریخ احمدی ص ۴۶۲ لکھنؤ

خیبر ماہ صفر ۷ھ مین فتح ہوا اور اہل خیبر نے پیغمبر صاحب سے اس شرط پر صلح کر لی چاہی کہ اُنکو اُنکے باغات کے پھل نصف ملا کرین اور آنحضرت صلعم جب چاہین اُنکو خارج البلد کر دین چنانچہ اُنکی درخواست منظور کر لی گئی اور ایسا ہی معاملہ اہل فدک کے ساتھ بھی طے پایا۔ خیبر کی آمدنی مسلمانون کے لیے تھی۔ اور فدک کی خالص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔ اسلیے کہ وہ بغیر حرب و ضرب فتح ہوا تھا۔

ان تاریخی مشاہدات کی جلوہ نمائیون سے شبلی صاحب کے استخفاف حقیقت کا پورا انکشاف ہوگیا۔ اور مؤرخ ابوالفدا کی

Presented by Ziaraat.Com

عبارت سے جو فرق امتیازی صلح خیبر اور مصالحہ فدک کے درمیان واقع ہے وہ پورے طور سے ظاہر ہوگیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ صلح تو دونون معاملات مین ہوئی۔ لیکن خیبر کی مصالحت سے جو جائداد حاصل ہوئی وہ عام اسلامی املاک قائم ہوئی اور فدک کے مصالحہ سے جو محاصل قبضہ مین آئی وہ خاص رسول اللہ صلعم کی جائداد قرار پائی۔

چونکہ عموماً معاملہ فدک سے اور خصوصاً استظہار و استقرار خالصہ رسول اللہ سے شبلی صاحب کے ایک اعظم ترین اصول عقائد کی بیخکنی ہوتی تھی۔ اس لیے آپنے خالصہ کے لفظ کو کیا اُسکے ذکر ہی کو مرفوع القلم فرمادیا۔ اور یہ آپکی موقع شناسی پیش بینی۔ مآل اندیشی۔ تقلید اسلاف اور تعلیم اخلاف کے اعتبار سے بہت ہی ضروری تھا۔ اسلیے فدک کے معاملات کو مختصر لفظون مین خیبر کے واقعات کا مماثل بتلاکر قصہ ختم اور تحقیق کا دروازہ بند کردیا گیا۔ لیکن ؎ کجا ماند نہان رازے کزو سازند محفلہا۔

آخر شبلی صاحب خود ہی کھُل پڑے۔ اس موقع پر تو نہین۔ جلد دوم مین ہونیکر **متروکات رسول** صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مین ہونیکر اس مبتدا کی خبر نکالی گئی۔ جسکو ہم بہت جلد اپنے سلسلۂ بیان مین آگے نقل کرتے ہین۔ ابھی ہم اپنے موجودہ سلسلۂ بیان کو قائم رکھنا ضروری سمجھتے ہین۔

ہبہ فدک سنہ ہجری

ہبہ فدک کے واقعات حسب ذیل ہین۔ امام جلال الدین السیوطی تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین۔

اخرج البزار و ابو یعلی و ابن ابی حاتم عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت هذه الاية وات ذی القربی حقه اقطع رسول الله صلعم فاطمة فدکا

بزاز۔ ابو یعلی اور ابن ابو حاتم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب آیۂ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حقہ نازل ہوا تو پیغمبر صاحب نے فدک کی جائداد حضرت فاطمہؑ کو عطا کی تاریخ احمدی ص ۶۴

تنہا امام سیوطی ہی نے اس واقعہ کو نہین لکھا ہے۔ بلکہ اور محدثین نے بھی مثل امام حاکم اور مُلّا علی متقی وغیرہم نے بھی اسکو قلمبند کیا ہے۔ چنانچہ مُلّا علی مُتقی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فی کنز العمال للشیخ علی مُتقی فی صلة الرحم من کتاب الاخلاق عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت وات ذا القربی حقه قال النبی یا فاطمة لک فدک رواه الحاکم

شیخ علی متقی نے کنز العمال کی کتاب الاخلاق کی فصل صلۂ رحم مین لکھا ہے کہ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ جب آیۂ وات ذا القربی حقہ نازل ہوا تو جناب رسول خدا صلعم نے حضرت فاطمہؑ سے ارشاد کیا کہ اے فاطمہؑ فدک مین نے تجھے دیدیا۔

اگرچہ امام حاکم نے محض مختصر الفاظ مین بالکل سرسری طور پر اس واقعہ کا اعتراف کیا ہے۔ اُتنا بھی نہین جتنا امام سیوطی نے انھین ابو سعید کی زبانی بزار۔ ابو یعلی اور ابن ابی حاتم کی اسناد سے مندرج فرمایا ہے لیکن

Presented by Ziaraat.Com

ہم اس مختصر ہی کو بہت غنیمت سمجھتے ہین۔

اب اس واقعہ کی اصل تفصیل۔ کتاب معارج النبوّۃ۔ مُلّا مُعین ہروی ثم اللاہوری کے ذکر وقائع ۷ھ ہجری سے حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

در مقصد اقصیٰ باین عبارت مذکور است بعضی گویند کہ حضرت رسولخدا صلعم لبسوے خیبر امیر المومنین علیؑ را فرستاد و مصالحہ بر دست حضرت امیر واقع شد بر آن نہج کہ حضرت امیرؑ قصد خون ایشان نکند و حوائط و خواص ازان رسولؐ باشد پس جبرئیل نازل شد و گفت کہ حقتعالےٰ میفرماید کہ حق خویشان بدہ۔ رسولؐ اللہ گفت خویشان من کیستند و حق ایشان چیست۔ جبرئیلؑ گفت فاطمہؑ است حوائط فدک را باو دہ و انچہ از خدا و رسولؐ اوست در فدک ہم باو بدہ۔ پیغمبرؐ فاطمہ را بخواند و برای وے حجت نوشت و آن وثیقہ کہ فاطمہؑ بعد از وفات رسولؐ پیش ابوبکر صدیق آورد و گفت این کتاب رسول خداؐ است کہ برای من حسنؑ و حسینؑ نوشتہ است۔

مقصد اقصےٰ مین مرقوم ہے کہ بعضون کا قول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت امیر المومنین علیؑ کو حوالی خیبر مین بھیجا اور وہان مصالحت آپ ہی کے توسط سے ہوئی۔ اس شرط و اقرار سے کہ حضرت امیرؑ انکے قتل کا ارادہ نکرین اور وہ علاقہ خالصہ رسولؐ قرار پائے پس حضرت جبرئیل نازل ہوے اور فرمایا کہ حقتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اپنے قرابتداروں کا حق دے دو۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کہ میرے قرابتدار کون ہین اور اُنکا حق کیا ہے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ فاطمہؑ ہیں حوائط فدک اونکو دے دو اور جو کچھ خدا و رسولؐ کا حق اُسمین ہے وہ بھی اُنھین کو دیدو پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور اُنکے لیے ایک وثیقہ لکھدیا۔ یہ وہی وثیقہ تھا جسکو حضرت رسول خداؐ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے پیش کیا تھا اور بیان کیا تھا کہ یہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وثیقہ ہے جسکو آپنے میرے اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے لیے تحریر فرمایا ہے۔

بالکل یہی عبارت۔ تاریخ حبیب السیر اور تاریخ روضۃ الصفا مین بھی مرقوم ہے۔ ملخص از کتاب تشیید المطاعن مطبوعہ دہلی ص ۲۳۳

ہبہ فدک کی یہ حقیقت حال تھی جو اتنے متواتر اور معتبر اسناد سے لکھی گئی۔ اب شبلی صاحب نے اسکے متعلق جلد دوم مین جو گلفشانی فرمائی ہے وہ یہ ہے۔ جلد دوم صفحہ ۱۶۴ مین مرقوم ہے۔

بہرحال اگر متروکات مین تھین تو یہی تین چیزین۔ کچھ زمین۔ سواری کے جانور۔ اور ہتیار۔ زمین حضرت عمر بن حارث نے جس زمین کا ذکر کیا ہے۔ وہ مدینہ۔ خیبر۔ اور فدک کے چند باغ تھے۔ مدینہ کی جائداد سے بنو نضیر کی جائداد مراد ہے۔ یا مخیریق نام ایک یہودی نے ۳ھ ہجری مین (غزوۂ احد کے موقع پر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند باغ وصیتہ ہبہ کر دیے۔ مراد ہین۔ لیکن صحیح روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ باغ اپنے وقت مستحقین کو تقسیم کر دیے تھے (بحوالہ بخاری و فتح الباری جلد ۶ ص ۱۴۱۔ دیکھو نیز بخاری مین کتاب المغازی ذکر نضیر

Presented by Ziaraat.Com

فدک اور خیبر کی نسبت ابتدا ہی سے شیعہ اور اہل سنت مین اختلاف ہے۔ شیعہ کہتے ہین یہ آپ کی ذاتی جائداد تھی اور وراثت کے طور پر اہل بیت پر تقسیم ہونی چاہیے اجماعی نہ تھی۔ اہل سنت کہتے ہین کہ بطور ولایت اسلامی آپ کے قبضہ مین تھی۔ اور ذاتی ہو بھی تو آپ نے خود اقرار فرمایا تھا کہ ہمارا جو ترکہ ہو وہ صدقہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ اختلاف خود صحابہ کے زمانہ مین پیدا ہو چکا تھا۔ حضرت عباس آپ کے چچا۔ حضرت فاطمہؑ صاحبزادی اور اکثر ازواج مطہرات مدعی تھین کہ اس جائداد کو بطور وراثت تقسیم ہونا چاہیے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور دیگر اکابر صحابہ نے کہا کہ یہ وقف عام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانہ حیات مین ان تینون جائداد کی آمدنی مختلف مدون مین متعین کردی تھی۔ بنو نضیر کی آمدنی ناگہانی ضرورت کے لیے مخصوص تھی۔ فدک کی آمدنی مسافرون کے لیے وقف تھی۔ خیبر کی آمدنی کو آپ تین حصون مین تقسیم کرتے تھے۔ دو حصے عام مسلمانون کے لیے تھے اور ایک حصہ ازواج مطہرات کو سالانہ مصارف کے لیے ملتا تھا۔ اس مین سے جو بچ جاتا تھا وہ غریب مہاجرین کے کام آتا تھا۔

آخر مین حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت علیؑ اور حضرت عباس کے اصرار پر مدینہ کی جائداد اُن دونون کی تولیت مین دیدی تھی۔ لیکن حضرت علیؑ نے اسپر قبضہ کر لیا تھا۔ خیبر اور فدک بدستور حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ تک خلفا کے ہاتھ مین رہے۔ بحوالہ سنن ابوداؤد۔

پھر اسی صفحہ کے حاشیہ مین ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے باغ فدک سادات کو دیا تھا۔ سیرۃ النبی جلد دوم ص ۱۴

حقیقت تو چھپ ہی نہین سکتی۔ لیکن اُسکے ساتھ اُسکے چھپانے کے انداز بھی نہین چھپ سکتے۔ شبلی صاحب کی مرقومہ بالا عبارت کو پڑھ لیجیے تو ثابت ہو جائے گا کہ آپکے دعوے کو نہ اُسکی دلیل سے کوئی واسطہ ہے اور نہ آپ کے سلسلہ بیان کے ایک سلسلہ کو دوسرے سلسلہ سے کوئی مناسبت۔ یہی بے ربطی اس مسئلہ کی لاجوابی کی قطعی دلیل ہے۔ حقیقت کا بے حقیقت وجود کا لاوجود اور واقع کا غیر واقع ثابت کرنا محال ہے۔ آپ نے جس عنوان سے اس بحث کی ابتدا کی ہے وہ آپ کے اضطراب اور پیچ و تاب کو صاف بتلا رہا ہے۔ آپ لکھتے ہین۔

"اگر متروکات مین تھین تو یہی تین چیزین۔ کچھ زمین۔ سواری کے جانور۔ اور ہتھیار" اگر کے حرف شرط سے آپ کا عنوان بیان ظاہر کر رہا ہے کہ آپ متروکات رسولؐ کا ذکر کرنا نہین چاہتے۔ اور انکو قطعی لاوجود سمجھتے ہین۔ لیکن تمام کتابون مین منقول و مذکور ہونے کی وجہ سے مجبور ہین۔ دیکھیے حقیقت تھی۔ چھپ نہ سکی۔ آپ نے چھپانے کا قصد کیا۔ وہ بھی نہوا۔ اسطرح کہ آپ ہی نے اپنے ہی دست و قلم سے ڈھائی صفحون کے رُو و پشت مین متروکات رسول صلعم کی تفصیلی فہرست قلمبند فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو جلد دوم از صفحہ ۱۴۷ تا صفحہ ۱۵۱۔ تو اگر تھین" کا جملہ شرطیہ پہلے لگانے سے کیا حاصل ہوا۔ بہرحال۔ آگے چلیے۔

Presented by Ziaraat.Com

گویا آپ کی طومار تفصیل فہرست متروکات مندرجۂ جلد دوم سے ظاہر ہوگیا کہ آپ کے نزدیک اتنی چیزین متروکات رسولؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مین ثابت ہین اب آپ کی یہ پیش کردہ فہرست ایک طرف رکھی جاے اور حضرت عائشہ کی وہ خاص روایت جسکو آپ نے سنن ابوداؤد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

ماترك رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلم دينارا ولا درهما ولا بعيرا ولا شاتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت وفات کوئی چیز از قسم دینار و درہم اور اونٹ اور بکری کے نہین چھوڑی

ایک طرف رکھی جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ تصریح صدیقہ کے خلاف نبی صلعم کی وفات کے بعد گھر مین بیضبا کے ایسی مشہور و معروف اونٹنی موجود تھی۔ ایک خچر بھی تھا جس کا نام عفیر تھا ایک استر بھی تھا جس نام دُلدُل تھا۔ اور غالبًا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد سے لیکر معرکۂ کربلا تک زندہ تھا۔ ایک گھوڑا ابھی اصطبل مین تھا جس کا نام لحیف تھا اور وہ بقول آپ کے ابی ابن عباس کے باغ مین بندھتا تھا اور جسکا ذکر امام بخاری نے کتاب الجہاد مین کیا ہے۔ ان کے علاوہ اسلحات بھی تھے۔ اور متعدد۔ جنکے جدا جدا نام آپنے اپنی فہرست مندرجہ مین گنوائے ہین۔ تو اب آپ کی طویل فہرست حضرت عائشہ کی مختصر حدیث سے مقابل کیجاوے تو معلوم ہوجائے گا کہ آپ کی پیش کردہ فہرست ام المومنین کی حدیث کی مخالف ہے اور ام المومنین کی حدیث آپ کی فہرست کی معارض۔ تو اب دونون مین سے کس پر اعتبار کیا جاوے۔ تدوین کتاب کے وقت یا تو ام المومنین کی حدیث کی نقل کافی سمجھی جاتی۔ اپنی فہرست رکھدی جاتی۔ یا اپنی فہرست لکھی جاتی اور ام المومنین والی حدیث تہ کردی جاتی۔

شاید یہ تاویل کیجائے کہ حدیث مین بعیر (اونٹ) کا لفظ ہے۔ ناقہ (اونٹنی) کا لفظ نہین ہے۔ اور یہان اونٹنی (عصبار) پائی جاتی ہے اسی طرح گدھے۔ خچر۔ اور گھوڑے کی موجودگی کے لیے یون بات بنائی جائے کہ حدیث عائشہ مین تو صرف اونٹ اور بکری کا مہونا لکھا ہے۔ دوسرے جانور کا ذکر نہین۔ تو آپ خود سمجھ سکتے ہین اور ایک بچہ بھی آپ کو سمجھا سکتا ہے کہ یہ تاویلات بالکل لغویات ہین اور سراپا مہملات بقول غالب مرحوم ؎

کیا بنے بات جہان بات بنائے نہ بنے۔

؎ باتفاق فریقین منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد دلدل اسطرف اُسطرف دوڑنے لگا تو عمر سعد نے یہ دیکھکر لوگون سے کہا کہ اسکو احتیاط سے پکڑلو اور آرام سے رکھو اس لیے کہ مرکب رسول اللہ صلعم ہے۔ خبر ہے کوئی صاحب حق گو بھی وہین موجود تھے کہنے لگے تعجب ہے کہ تو نے رسول اللہ کے نواسے کو تو ذبح کردیا۔ کوئی تعظیم نہین کی اور نہ اُنکا کوئی درد تجھکو آیا۔ اب اس خچر کی تجھے اسقدر تکریم و منزلت اداب و احترام اور آرام و حفاظت منظور ہے۔ فاعتبروا

المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

حدیث عائشہ کے خلاف جو حدیث آپنے بخاری کی کتاب الجہاد سے بحوالہ عمر بن حریث لکھی ہے وہی آپکے مطلب کے لیے بالکل مفید تھی کیونکہ اُسمین جعلہا صدقۃ کا فقرہ موجود تھا۔ اور یہی آپ کی تمام قلمکاریون کا اصل مدعا تھا۔ حدیث عائشہ مین تو یہ فقرہ موجود بھی نہین۔ اور اُسمین اتنے مناقضات واختلافات موجود تھے تو پھر اس حدیث عائشہ کو عمر بن حریث کی حدیث کی موجودگی مین لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آپکے اس خلط مبحث اور اجتماع اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلسلۂ بیان و استدلال مین ضعف و بے ربطی پیدا ہوگئی۔ وہان کوئی اونٹ یا کوئی جانور نہین تھا۔ یہان اصطبل مین مختلف جنس وقسم کے اتنے جانور نکل آئے۔

اسلحات کے متروکات مین تو ام المومنین ایک نام بھی نہین لیتین۔ لیکن آپ اپنی فہرست مین ۹ عدد تلوارین چھ عدد کمانین ایک ترکش جسکا نام کافور تھا۔ ایک کمر سے لگانے کی چمڑے کی پیٹی جسمین چاندی کے حلقے لگے تھے۔ ایک ڈھال جسکا نام زلوق تھا۔ پانچ عدد برچھیان۔ دو عدد لوہے کی مغفر۔ ایک کا نام موشح دوسرے کا سبوغ۔ انکے علاوہ تین جُبّے جنکو آپ لڑائی مین پہنتے تھے۔ اُنمین سے ایک دیبائے سبز کا تھا ایک سیاہ علم جسکا نام عقاب تھا۔ اور بھی سفید و سیاہ علم تھے۔ لکھکر بتلاتے ہین اور یہ سب چیزین متروکات رسول صلعم مین ملکر مجموعاً اُنتیس ۲۹ ثابت ہوتی ہین۔ مگر حضرت عائشہ صدیقہ ان مین سے ایک کا ذکر کیسا نام بھی نہین لیتین

شبلی صاحب نے متروکات کی فہرست ابھی تمام نہین کی۔ دو چیزین اور نکال لائیے ایک خاتم اور ایک عصاے مبارک جنکی نسبت یہ تفصیل کی گئی ہے۔

استحقاق[1] خلافت کی بنا پر خاتم (مہر) اور عصائے مبارک جنکا احادیث مین ذکر آیا ہے۔ پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان (اصل تو اس کا لکھنا اور ترتیب خلافت کی بنیاد قائم کرنا تھا۔ مولف) کے قبضے مین آئے لیکن انھین (عثمان کے عہد مین یہ دونون چیزین ضائع ہوگئین۔ انگوٹھی تو حضرت عثمان کے ہاتھ سے ایک کنوین مین گر گئی اور عصاے مبارک کو جہجاہ غفاری نے توڑ ڈالا سیرۃ النبی جلد دوم ص ۱۵۱

اب یہ دونون چیزین ملاکر مجموعاً اکتیس ۳۱ چیزین متروکات رسولؐ مین آپکے نزدیک ثابت ہوئین اب اس تفصیل کے بعد مساکن مبارک کے متعلق ذیل مین تحریر ہے

---

[1] آپکے استحقاق خلافت والے فقرے نے ایک بڑے راز کا عقدہ کھولدیا اور وہ یہ ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہین خاتم و عصاے مبارک کی موجودگی استحقاق خلافت کا ثبوت تھی اور دنیاوی سلطنتون مین آجتک یہ دونون چیزین (رنگ اینڈ سپٹر) علامات شاہی مین داخل بھی ہین لیکن اسی کے ساتھ ہی آپ کی اس دلیل نے خلافت رابعہ اور آپکے خلیفۂ رابع کی حقیت خلافت اور انکے استحقاق خلافت کا خاتمہ کردیا کیونکہ نہ انکے ہاتھ مین انگوٹھی تھی اور نہ عصا۔ معلوم کہ انکی خلافت کے وقت اسکا کسی نے خیال نکیا۔ یہانتک کہ معویہ نے بھی کبھی اس نقص کو عدم استحقاق کی دلیل مین انکے سامنے پیش نکیا۔ مگر شبلی صاحب کا ذہن رسا یہانتک پہونچگیا۔ بہرحال خلافت کے لیے جو اشیا نہ ضروری ہون اُنسے ہمکو بحث نہین۔ گذارش اتنی ہے کہ للہ رسالت کو دنیاوی سلطنت کے رنگ مین لاکر نہ غارت کیجیے۔ مولف عفی عنہ

مدینہ مین تشریف آوری کے بعد چھ مہینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر قیام فرما رہے اس اثنا مین آپ تنہا تھے اہل وعیال مکہ مین تھے جب آپنے مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی تو اسی کے اطراف مین چھوٹے چھوٹے حجرے تیار فرمائے اور اوسوقت آدمی بھیجکر آپنے اہل وعیال کو مکے سے بلوالیا اور ان ہی حجرون مین اُتارا آخر ایام مین آنحضرت صلعم کی نو بیویان تھین اور الگ الگ حجرون مین رہتی تھین جنمین نہ صحن تھے نہ دالان نہ ضرورت کے الگ الگ کمرے تھے۔ ہر حجرہ کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ کی نہ تھی۔ دیوارین مٹی کی تھین جو اسقدر کمزور تھین کہ اُنمین شگاف ہوگیا تھا اور اُن سے اندر دھوپ آتی تھی۔ چھت کھجور کی شاخون اور پتیون سے چھائی تھی بارش سے بچنے کے لیے بال کے کمل لپیٹ دیے جاتے تھے بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوکر چھت کو ہاتھ سے چھو سکتا تھا۔ گھر کے دروازون پر پردہ یا ایک پٹ کا کنواڑ ہوتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ باری باری سے ایک ایک شب ایک ایک حجرے مین بسر فرماتے تھے۔ دن کو عموماً اصحاب کی مجلس مین مسجد مین تشریف رکھتے جو گویا ان حجرون کا صحن یا گھر کی مردانہ نشستگاہ تھی۔

ان حجرون کے علاوہ ایک بالاخانہ بھی تھا جسکو احادیث مین مشربہ کہتے ہین ۹ سنہ ہجری مین جب آپ نے ایلا کیا تھا اور تیز گھوڑے پر سے گر کر چوٹ کھائی تھی تو ایک مہینہ اسی پر اقامت فرمائی تھی۔ اس بالاخانہ پر سامان آرائش کیا تھا۔ ایک چٹائی کا بستر۔ چمڑے کا ایک تکیہ جسمین کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ادھر اُدھر چند کھالین لٹکی ہوی تھین"

شبلی صاحب نے یہ کیا کیا! متروکات کی ذیل مین انکو بھی لکھدیا مصلحت اور ضرورت تو یہ تھی کہ انکا ذکر ہی نہین فرماتے۔ اور انکو نہ رسول کا ہوا یا قرار دیتے اور نہ تیار کرایا بتلاتے جب لکھدیا تو وہی حضرت عبداللہ بن عباس والی تعریضی شعر کی بحث چھڑ جاے گی۔

ولها التسع من الثمن وعلی کل تصرّفت

یعنے اُنکا حصہ تو آٹھمین نو ان تھا لیکن اُنھون نے کُل پر قبضہ کرلیا

آپ کے سلسلۂ بیان سے یہ مکانات ازواج مطہرات بھی متروکات وتملیکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین داخل تھے۔ بحمداللہ آپ نے ایک بہت بڑے مسئلہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ یہ آپ کی عدالت ہوا وہی حقیقت جو نہ چھپائے چھپے الحق یعلوا ولا یعلی۔

اسلیے آپ کی شہادت وتصدیق کی بنا پر یہ قطعیات خانہاے ازواج مطہرات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن تملیکی اراضیات مین شامل ہونا چاہیے۔ جو مدینہ مین آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

قبضہ وتصرف مین قائم تھین جنکو آپ ان مختصرات مین بیان فرماتے ہین۔

زمین حضرت عمر بن حارث نے جس زمین کا ذکر کیا ہے۔ وہ مدینہ خیبر اور فدک کے چند باغ تھے۔ مدینہ کی جائداد سے بنو نضیر کی جائداد کی مراد ہے یا مخریق نام ایک یہودی نے سنہ ۳ ہجری مین (غزوہ احد کے موقع پر) آنحضرت صلعم کو چند باغ وصیۃً ہبہ کر دیے تھے وہ مراد ہین لیکن صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ باغ اُسی وقت مستحقین کو تقسیم کر دیے۔ جلد دوم ص ۱۴۷

پھر چار سطرون کے بعد اسی صفحہ مین لکھا جاتا ہے کہ۔ "بنو نضیر کی جائداد کی آمدنی ناگہانی ضروریات کے لیے مخصوص تھی"

ابھی ابھی آپ لکھ چکے ہین کہ مدینہ کی جائداد سے بنو نضیر کی جائداد مراد ہے اور صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ باغ اُسیوقت مستحقین کو تقسیم کر دیے" تو پھر بنو نضیر کی وہ اور کون سی جائداد نکل آئی جسکی آمدنی ناگہانی ضروریات کے لیے مخصوص کی گئی تھی۔ وہ جائداد تو بنو نضیر کے وہی نخلستان تھے۔ جو بقول آپ کے اُسی وقت مستحقین پر تقسیم کر دیے گئے۔

آپ نے بھی اسکو بے دیکھے نہین لکھا ہے بلکہ بخاری باب فرض الخمس اور نیز بخاری۔ باب المغازی ذکر نضیر سے نقل فرمایا ہے۔ پھر بخاری کے اس اجمال بیان انکشاف کی غرض سے لکھا ہے کہ ان باغون کی تفصیل کے لیے فتح باری جلد ۶ ص ۱۴۰ دیکھو"

معلوم ہوا کہ یہ سب املاک رسولؐ باغات ہی تھے۔ تو اس بنا پر جائداد بنی نضیر بھی باغات ہی ہونگے خیر بہرحال مثمرہ ہون یا غیر مثمرہ باغات۔ اس سے بحث نہین۔ وہ تو بقول آپ کے اور نیز بقول بخاری اور ابن حجر صاحب کے سب کے سب صدقہ ہو گئے۔ اور اُسیوقت مستحقین کو تقسیم بھی ہو گئے۔ تو پھر رسول اللہ صلعم کے پاس آمدنی کس کی آتی تھی جو ناگہانی مصارف مین اُٹھائی جاتی تھی۔ آپنے ان دونون متناقض ومتضاد بیان کو ایک ساتھ لکھدیا ہے مشکل ہے کسکو صحیح مانا جائے اور کسکو غلط۔ تاوقتیکہ آپ اپنی اس غلط نگاری کی یون تاویل نفرمائین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ہی چند باغ صدقے مین مستحقین کو تقسیم کیے تھے۔ جو بقول آپ کے مخریق نام ایک یہودی نے سنہ ۳ ہجری مین (غزوہ احد کے موقع پر) آنحضرت صلعم کو وصیۃً ہبہ کر دیے تھے۔ واقعیت اور اصلیت معلوم ہو نہین سکتی۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن افسوس ہے کہ آپ ایسی تاویل کر ہی نہین سکتے۔ اسلیے کہ آپ کا مقصود لانورث ما ترکناہ صدقۃ کو ثابت اور بنیاد خلافت کو قائم کرنا ہے۔ پھر آپ کا قلم حقیقت نگاری کی طرف کیسے چل سکتا ہے۔ لیکن ہم آپ کو بتلائے دیتے ہین کہ آپ سے حقیقت چھپ بھی نہ سکی۔ آخر قدرت کے دست جبروت نے آپ سے لکھوا ہی چھوڑا کہ بنی نضیر کی جائداد کی آمدنی (قبضہ رسول مین رہکر) ناگہانی مصارف مین اُٹھائی جاتی تھی۔ یعنی نہ صدقہ ہوئی تھی اور نہ مستحقین پر تقسیم کی گئی تھی۔

اب اس بحث کو دوسرے پہلو سے بھی ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کی اس عبارت سے کہ

مدینہ کی جائداد سے بنو نضیر کی جائداد مراد ہے۔ یا مخیریق نام ایک یہودی نے سنہ ۳ ہجری مین (غزوۂ اُحد کے موقع پر) آنحضرت صلعم کو چند باغ وصیۃ ہبہ کر دیے تھے وہ مُراد ہین لیکن صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ باغ اُسیوقت مستحقین کو تقسیم کر دیے تھے۔

صاف ظاہر ہے کہ جو باغات کہ اُسیوقت مستحقین پر تقسیم کر دیے گئے وہ وہی تھے جو اُس یہودی نے آپ کے نام سے وصیت کر کے ہبہ کر دیے تھے۔ جیسا کہ آپ کے آخر حصہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مشرک کا ہدیہ قبول کرنا استغنائے رسالت کے خلاف ہے جیسا کہ آپ خود حکیم بن حزام کے جبہ والے واقعہ مین لکھکر اقرار کر چکے ہین (سیرۃ النبیؐ جلد اول ص ۱۴۴) لیکن چونکہ یہ ہبہ وصیت کے ذریعہ سے کی گئی تھی اور کافر تک کی ادائے وصیت لازم و واجب ہے۔ اسلیے یہ ہبہ قبول تو کر لی گئی مگر شئے موہوبہ اُسیوقت مستحقین پر تقسیم کر دی گئی۔ جیسا کہ آپ اپنی صحیح روایتون کی اسناد سے لکھتے ہین۔

اسمین بنو نضیر کی جائداد کا تو اشارتاً و کنایتاً بھی کہین ذکر نہین ہے شبلی صاحب خواہ مخواہ "یا" کا حرف شرک فیہ۔ بڑھا کر۔ یہودی کے اُن باغات موہوبہ کے ساتھ۔ بنی نضیر کی جائداد کو بھی تقسیم علی المستحقین کے واقعہ مین شامل کیے دیتے ہین حالانکہ اس قیاس و اشتباہ کا تصفیہ علامہ زرقانی کامل طور سے کر چکے ہین شرح زرقانیؒ ص ۱۰۰ مطبوعہ مصر کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

قال الغنوی کان یزرع تحت النخیل فی ارضهم فیدّخر من ذلك قوت اهله وازواجه سنته وما فضل جعله فی الکراع والسّلاح انتهی فهذا صریح فی انّه لم یقسم الارض والنخل بین المهاجرین بل الدور والاموال

علامہ غنوی کہتے ہین کہ ان باغات (بنو نضیر) مین کھیتی ہوتی تھی اُنکی آمدنی سے آپ کے اہلبیت اور ازواج کے سال بھر کھانے پینے کا سامان ہوتا تھا جو فاضل ہوتا تھا وہ لشکر کشی اور سلاح کے مصارف مین لایا جاتا تھا زرقانی کہتے ہین کہ اس سے صریح طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کی زمین (مستحقین پر)

Presented by Ziaraat.Com

مہاجرین پر تقسیم نہین فرمائی تھی - صرف اُن کے مال اور گھر جو دستیاب ہوئے تھے - وہی تقسیم ہوے تھے"

تعجب ہے کہ شبلی صاحب نے زرقانی کے اس صریح فیصلہ کے بعد بھی جائداد بنی نضیر کو بھی جائداد تقسیم شدہ کی فہرست مین داخل کر دیا - حالانکہ شرح زرقانی جیسا کہ معلوم ہوتا ہے سیرۃ النبی کی تالیف کے وقت - ہر وقت پیش نظر تھی مگر ہم آپکے تغافل مولفانہ کو تجاہل عارفانہ کے معنیون مین لینگے - اسلیے کہ ممکن نہین کہ زرقانی کی مرقومہ بالا عبارت آپ کی نظر سے نہ گذری ہو اور حقیقت حال آپ کو نہ معلوم ہوئی ہو لیکن ماترکناہ صدقۃ کی تقلید اسلاف اور تعلیم اخلاف کی تاکیدون نے آپ کو مجبور کر دیا اور آپ کسی طرح اُسکے لکھنے پر قادر نہو سکے -

صرف یہی نہین کہ آپنے اسکو نہین لکھا - بلکہ بڑی دلیری سے اسکے مصارف کو بھی بدل دیا - زرقانی کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بنی نضیر کی جائداد کی آمدنی سے پہلے ازواج اور اہلبیت کا سالانہ خرچ نکالا جاتا تھا اور جو اُس سے بچتا تھا وہ ترتیب لشکر کی ضرورت اور خرید اسلحہ جات کے مصارف مین اُٹھایا جاتا تھا - آپ کہتے ہین بنو نضیر کی جائداد آمدنی ناگہانی ضروریات کے لیے مخصوص تھی ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - کہان اہل و عیال اور اسکے بعد ترتیب لشکر کی ضرورت - کہان امور اتفاقیہ اور غیر متوقع ضرورتون کی صورت - کوئی صحیح الدماغ تبلا سکتا ہے کہ دونون مصارف ایک ہی تعریف کے اندر آتے ہین - لطف تو یہ ہے کہ آپنے اپنے اس بیان تحریری پر کسی حوالہ ثبوت کا نمبر بھی نہین لگایا ہے ملاحظہ ہو جلد دوم ص ۱۴۷ اس سے تو یہ مضمون طبع زاد خاص معلوم ہوتا ہے - الغرض بنی نضیر کی جائداد کا کسی عنوان سے تقسیم ہونا ثابت نہین ہوتا - وہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص قبضہ و تصرف مین رہی اور آپ اُسکو اپنی تجویز سے حسب ضرورت صرف فرماتے رہے -

خیبر کی آمدنی کے مصارف مین بھی آپنے تنہا ابوداؤد کی روایت پر اعتبار کیا ہے اور اُسکی آمدنی مین جو خاص بیت المال کی رقم تھی - مصارف اہلبیت کو اس غرض خاص سے شامل کر دیا ہے کہ عامۂ اُمت کے ساتھ اُنکی مساوات اور تعمیم ظاہر ہو - اور اُنکے لیے کسی رقم مخصوصہ کی تعیین قائم نہونے پائے - یہ سب فدک کی ضبطی کا دیباچہ ہے -

بہرحال جب ابوداؤد کے اس قول پر جسکو آپنے اپنا مختار بنایا ہے تحقیق کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کی جائداد اسیوقت عام مسلمین پر تقسیم ہو گئی - چنانچہ آپ خود جلد اول صفحہ ۳۵۸ مین بعد ذکر فتح خیبر لکھتے ہین -

خیبر کی زمین تمام مجاہدین پر تقسیم کر دی گئی - اسی مین آنحضرت صلعم کا خمس بھی تھا -

باقی رہین وہ زمینین جو یہودون کی خاص کاشت مین تھین انکی نسبت یہ قرار پایا - جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین

فتح مکہ کے بعد زمین مفتوحہ پر قبضہ کر لیا گیا - لیکن یہود نے درخواست کی کہ زمین ہمارے قبضہ مین رہنے دی جاے

ہم پیداوار کا نصف حصہ ادا کیا کرینگے یہ درخواست منظور ہوئی - بٹائی کا وقت آتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن رواحہ کو بھیجتے تھے وہ غلّہ کو دو حصّون مین تقسیم کرکے یہود سے کہتے تھے کہ اسمین سے جو حصّہ چاہو لے لو ص ۳۵۵

خیبر کی جائداد مین نصف آمدنی تو قائم ہوگئی - اب اسکا خرچ دیکھنا ہی - جلد اوّل مین خرچ کی کوئی تفصیل نہین جلد دوم مین ابوداؤد کے حوالے سے یون تفصیل کی گئی ہے -

خیبر کی آمدنی کو آپ تین حصّون مین تقسیم کرتے تھے - دو حصّے مسلمانون کے لیے تھے - اور ایک حصّہ ازواج مطہرات کو سالانہ مصارف کے لیے ملتا تھا - اسمین سے جو بچ جاتا تھا وہ غرباء مہاجرین کے کام آتا تھا - ص ۱۴۷

مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہی کہ آپ کی یہ رقم کردہ تفصیل حدیث و تاریخ کی کسی کتاب مین پائی نہین جاتی زرقانی کی ایسی جامع اور بسیط شرح بھی آپ کی تفصیل مرقومہ سے خالی ہی - وہ بھی انھین ابوداؤد کے قول سے صرف تنصیف کی صورت حال لکھتے ہین اور کچھ نہین -

اخرجه ابوداؤد ان النبیّ صلعم لما قسم خیبر عزل نصفها لنوائبه و قسم نصفها للمسلمین

آنحضرت صلعم نے نصف زمین خیبر اُن کے مالکون کو چھوڑ دی اور مسلمانون پر تقسیم کردی - زرقانی ص ۲۷۳ مصر

محدث شیرازی لکھتے ہین

منقول است کہ چون غدر یہود خیبر ظاہر شد و پیغمبر صلعم بترک قتل منت نہاد برایشان حکم فرمود از زمین خیبر بیرون روید - ایشان تضرع و زاری بسیار کردند و گفتند مسلمانان را بضرورت جماعتی مے باید کہ درین باغات کار کنند و غمخواری آنہا نمایند - ما را باُجرت بگیرند تا باین خدمت قیام نمایم و در اصل ملک ہیچ دخل نداشتہ باشیم حضرت منت نہادہ برایشان - بران کار تعیین نمودو فرمود کہ مادام ما خواہیم این کار می کنید و از ہر چہ حاصل شود نصفے باُجرۃ العمل خویش بگیرید و نصف دیگر بہ بیت المال بسپارید و ہر سال عبداللہ بن رواحہ را میفرستاد تا حاصل باغات ایشان بنگرد و نصفے

جب یہود کی غدّاری ظاہر ہوئی تو جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی جان بخشی فرماکر حکم دیا کہ خیبر سے نکل جائین - تمام یہود گریہ وزاری کرنے لگے اور بہ ہزار منت کہنے لگے کہ آخر مسلمانون کو مزدورون کی ضرورت ہوگی کہ اُنکے باغات مین کام کیا کرین تو ہمکو یہان رہنے دیا جائے - ہم اُنکی مزدوری کیا کرین گے اور ہمکو ملک خاص مین کوئی دخل نہوگا - آنحضرت صلعم نے بطور احسان خاص اُن کی استدعا کو قبول فرمالیا اور حکم کیا کہ جب تک ہمکو منظور رہے گا تم لوگ یہ کام کیا کرنا اور ان اراضیات کا نصف محاصل اپنی اُجرت مین لے لینا اور نصف محاصل بیت الاسلامی کے لیے ادا کرتے رہنا - چنانچہ ہر سال عبداللہ بن رواحہ آتے تھے اُن کے محاصل باغات کا اندازہ کرتے

کہ تعلق بہ بیت المال داشت از ایشان میگرفت — تھے اور بیت المال کا آدھا حصّہ وصول کر لیتے تھے

روضۃ الاحباب ۳۹۲

اس عبارت سے بھی آپ کی رقم کردہ تفصیل خرچ نہ معلوم ہوئی۔
زرقانی نے ص ۲۸۳ مین محدثین کی ایک جماعت کثیر کے اقوال جمع کیے ہین۔ مگر کسی قول سے آپ کی تفصیل نہین ظاہر ہوتی۔ آپنے بھی سوائے ابوداؤد کے اور کسی محدث کا اصحاب صحاح سے قول لکھا ہی نہ ارباب سنن سے۔ اس بنا پر آپ ہی کے مقرر کردہ اصول نقد روایات و نقل مرویات کے مطابق تو ابو داؤد کی اس روایت کو لکھنا ہی نہین چاہیے تھا۔ اس لیے کہ اسکی تفصیل کو نہ بخاری ہی نے لکھا ہے اور نہ مسلم نے۔

اصحاب حدیث کی تحقیق ہو چکی۔ اب ارباب تاریخ کی تصریح ملاحظہ فرمایئے۔ ابن ہشام اور طبری کے قدیم ماخذ بھی اس تفصیل سے خالی ہین لیکن ابوالفدا نے اس تمام بحث کا حسب ذیل فیصلہ کامل کر دیا ہی۔

كان فتح خيبر في صفر سنة سبع للهجرة وسأل اهل خيبر رسول الله صلعم الصلح على ان يساقيهم على النصف من ثمارهم ويخرجهم متى شاء ففعل ذلك وفعل مثل ذلك اهل فدك وكانت خيبر للمسلمين وكانت فدك خاصة لرسول الله صلعم لانها فتحت بغير ايجاف الخيل

جبر ماہ صفر سنہ ہجری مین فتح ہوا اور اہل خیبر نے بغیر صاحب سے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ اُنکو اُن کے باغات کے نصف پھل ملا کرین اور آنحضرت صلعم جب چاہین اُن کو خارج البلد کر دین چنانچہ اُنکی درخواست منظور کر لی گئی اور ایسا ہی معاملہ اہل فدک کے ساتھ بھی طے پایا۔ خیبر کی آمدنی عام مسلمانون کے لیے تھی اور فدک کی خاص رسول اللہ صلعم کے لیے۔ اسلیے کہ وہ (فدک) بغیر حرب و ضرب کے فتح ہوا تھا۔ تاریخ احمدی ص ۶۴

مرقومۂ بالا عبارت مین کسی محدث و مورخ کے قول سے یہ تفصیل ظاہر نہین ہوتی۔ جو آپنے تحریر فرمائی ہی اسلیے ابوداؤد کی یہ روایت یا تو متروک ہی یا بالکل منفرد۔ مشکل تو یہ ہی کہ آپ ایسی جھوٹی اور وضعی مرویات بخوف و خطر لکھتے چلے جاتے ہین اور اُسکی صحت پر اصرار بھی فرماتے ہین چنانچہ اسی جھوٹی روایت کے سلسلہ مین دوسری وضعی قصہ اور جھوٹے افسانہ کی کڑی ملاتے ہین۔ اور لکھتے ہین۔

آخر مین حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ کے اصرار پر۔ مدینہ کی جائداد اُن دونون کی تولیت مین دیدی تھی۔ لیکن حضرت علیؑ نے اُسپر قبضہ کر لیا تھا ص ۱۴۰

اوّل تو آپنے اس واقعہ ہی کو مبہم طریقہ سے لکھا ہی تفصیل کچھ نہین۔ اسلیے کہ اصل واقعہ کی حقیقت نہ معلوم ہو

Presented by Ziaraat.Com

اس واقعہ کی حقیقت ہی یہی ہے کہ یہ واقعہ کا واقعہ قصہ کا قصہ ہی بے اصل ہے اور اسکو آپ خود لکھکر تسلیم فرما چکے ہین

حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت علیؑ اور حضرت عباس کے درمیان مشاجرت ثابت کرنے کی غرض خاص سے وضع کیا گیا ہے اور خاص کر معٰویہ شاہی دار المصنفین کی صناعت ہے۔ اسکے ثبوت مین کہ حضرت علی سے مسلمانون مین ایسی عام ناراضی اور نفرت پھیلی ہوئی تھی کہ اُنکے گھر والے تک اُن سے راضی و خوشنود نہین تھے مسلم نے غضب کیا کہ اسکو اپنی صحیح مین لکھدیا۔ لیکن اُنکے شارحین نے فوراً اس روایت کی رد و قدح کردی۔ چنانچہ خود اُسکی نسبت دیباچہ ص ۵۴ مین لکھتے ہین۔

صحیح مسلم کتاب الجہاد۔ باب الفئی مین روایت ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی۔ حضرت عمر کے پاس آئے۔ حضرت عباس نے حضرت عمر سے کہا اقض بینی وبین ھذا الکاذب الاثم الغادر الخائن میرے اور اس جھوٹے مجرم دھوکے باز اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔" چونکہ حضرت علی کی شان مین یہ الفاظ کسی مسلمان کی زبان سے زبان سے نہین نکل سکتے۔ اسلیے بعض محدثین نے اپنے نسخے مین سے یہ الفاظ نکال ڈالے (بحوالہ نووی شرح صحیح مسلم۔ ذکر حدیث مذکور)

علامہ مازری اس حدیث کی نسبت لکھتے ہین اذا سدّت طُرق تاویلھا نسّبنا الکذب الی رُواتھا جب اس حدیث کے تاویل کے سب رستے بند ہو جائین گے تو ہم اسکے راویون کو جھوٹا کہینگے۔

(بحوالہ نووی شرح صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الفئی) دیباچہ سیرۃ النبیؐ جلد اوّل ص ۵۴

افسوس ہے کہ شبلی صاحب یہ سب طومار لکھکر۔ اور ان مفتریات کی تنقید و تردید فرما کر بھی۔ ان موضوعات کی طرف بطور تصدیق تلمیح و اشارت فرماتے ہین۔ گویا اپنے مسترد فیصلہ کو پھر اپنے ثبوت مین پیش کرتے ہین۔ یہ کسقدر مؤلف کی دیانت کے خلاف ہے۔

فدک کی آمدنی فدک کی آمدنی مسافرون کے لیے وقف تھی۔" آمدم بر سر مطلب۔ اس تفصیل و طویل تصریح کی غرض یہی تھی کہ لانورث ما ترکناہ صدقۃ کی بنیاد قائم ہو جائے ؎ داریم روا چو او روا می دارد۔ آبادی دیگران ز بربادی ما۔

اچھا تھوڑی دیر کے لیے یون ہی سہی۔ فدک کی آمدنی مسافرون کے لیے وقف تھی۔ لیکن شبلی صاحب سے اتنی عرض ہے کہ یہ کس حوالہ اور کس سند سے لکھا جاتا ہے۔ آپنے تو اس عبارت پر کسی حوالہ کا نشان بھی نہین لگایا ہے اور اسیطرح بنی نضیر کی جائداد کی تفصیل خرچ کو بھی بلا سند و حوالہ چھوڑ دیا ہے۔ تو ایسی حالت مین تحقیق کے متلاشی آپکے اس قول کو طبعزاد خاص نہ سمجھین تو کیا کرین۔ اگر کوئی سند ہوتی۔ کوئی حوالہ دیا گیا ہوتا تو اُسکے معتمد

Presented by Ziaraat.Com

غیر معتمد مستند غیر مستند ہونے کی حقیقت معلوم کی جاتی۔ آپنے تو عام مسلمانون کو مرعوب بنانے کے لیے اپنا تحکمانہ قول لکھکر تحقیق کا دروازہ ہی بند کردیا۔ حالانکہ اسوقت حدیث و تاریخ کی جتنی کتابین میرے پیش نظر ہین اُنمین سے کسی ایک مین بھی یہ نہین لکھا ہی کہ فدک کی آمدنی خاص مسافرون کے لیے وقف تھی۔ "علی الاتفاق سب نے یہ لکھا ہی کہ خیبر کی فدک کے یہود سے بھی شرط تنصیف پر مصالحت کرلی گئی یعنی محاصل یہود ان فدک لیتے تھے اور نصف خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاتے تھے۔ اسلیے کہ فدک بغیر لڑے حاصل ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن ہشام اور طبری اور ابو الفدا وغیرہم کے اسناد سے اوپر لکھا گیا ہی۔

آپ خود اسکے مخالف لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو۔ جلد دوم صفحہ ۲۴۶ کی حسب ذیل عبارت۔

رئیس فدک نے ایک دفعہ چار اونٹ پر غلہ بار کرکے خدمت نبوی میں بھیجا۔ حضرت بلال نے بازار مین غلہ فروخت کرکے ایک یہودی کا قرض تھا وہ ادا کردیا۔ پھر آنحضرت صلعم کی خدمت آکر اطلاع کی آپنے پوچھا کچھ بچ تو نہیں رہا۔ بولے ہان کچھ بچ رہا ہی۔ فرمایا جب تک کچھ باقی رہے گا۔ مین گھر نہین جاسکتا۔ حضرت بلال نے عرض کیا۔ (کی) مین کیا کرون۔ کوئی سائل نہین ہی آنحضرت صلعم نے مسجد مین رات بسر کی۔ دوسرے دن بلال نے آکر کہا یا رسول اللہ خدا نے آپ کو سبکدوش کردیا۔ یعنی جو کچھ تھا وہ بھی تقسیم کردیا گیا۔

حالانکہ یہ روایت بھی موضوع ہی لیکن شبلی صاحب کی تصریح کی بھی مخالف ہی اسلیے ہم صرف مخالفت مدعا کے ثبوت مین اسکو استدلالاً پیش کرتے ہین۔ آپ کہتے ہین کہ فدک کی آمدنی مخصوص مسافرون کے لیے وقف تھی۔ اور یہان اس روایت مین ہی کہ رسول اللہ کے ذاتی قرض کی ادا کاری مین اُٹھائی گئی جو بچ رہی وہ بلال نے اپنی تجویز و رائے سے بلا امتیاز مسافرین عام فقرا و محتاجین مین تقسیم کرکے رسول اللہ کو سبکدوش کردیا۔ اس روایت نے ثابت کردیا کہ محاصل فدک مسافرون کے لیے مخصوص نہین تھی بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی مصارف مین لائی جاتی تھی اور عام فقرا و محتاجین کو بھی دیجاتی تھی۔ شبلی صاحب۔ ذرا لکھتے وقت آگے پیچھے کا بھی خیال رکھا کیجیے

ہم کو بحث فدک لکھنا منظور نہین۔ کیونکہ اس بحث کا یہ مقام نہین ہی۔ ہمکو تو صرف آپ ہی کے بیان سے اس واقعہ کی حقیقت دکھلانی ہے۔

یہ امر تو گویا مسلم ہوچکا ہی کہ نظم خلافت کی ابتدا ہی سے فدک کی جائداد خاندان رسالت کے خالصہ سے نکل کر خلافت کے اموال اجمال مین مل گئی تھی۔ بہتر یون ہی سہی۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ اس قرار دادہ وقف اجمال اور صدقہ عام کی حیثیت سے نکلکر پھر یہ جائداد خالصہ کی صورت مین کبھی آئی یا نہین؟ اور کسی خلیفہ رسول نے اسپر سے اپنا متولیانہ قبضہ و تصرف کسی غیر خلیفہ شخص کو دیا یا نہین؟

Presented by Ziaraat.Com

جب اسکی تحقیق کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کل دو ڈھائی برسون کے بعد ہی سطرح طریقۂ انتخاب بالاجماع کا اصول تعین خلیفہ کے لیے استخلاف کے قاعدے پر بدل دیا گیا اسی طرح تھوڑے ہی دنون کے بعد خلیفہ نے ان جائداد کے متولیانہ قبض و تصرف مین تغیر و تبدل پیدا کر دیا۔ جیساکہ جائداد بنی نضیر کو جو فدک ہی کی طرح ناگہانی ضرورتون کی لیے مخصوص تھی بقول آپکے حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت علی اور حضرت عباس کو دیدی سنت رسول کی اتباع سے خلیفۂ رسول کا یہ اختلاف کیسا؟

شبلی صاحب خود اس بحث کے عنوان مین (ص ۱۴۷ ج ۲) بڑے شد و مد سے لکھ چکے ہین۔

یہ اختلاف خود صحابہ کے وقت مین پیدا ہو چکا تھا۔ حضرت عباس آپ کے چچا۔ حضرت فاطمہ (آپ کی صاحبزادی) اور اکثر ازواج مطہرات مدعی تھین کہ اس جائداد کو بطور وراثت تقسیم ہونا چاہیے۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور دیگر اکابر صحابہ نے کہا کہ یہ وقف عام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی زندگی مین جسطرح اور جن مصارف مین انکی آمدنی صرف کرتے تھے۔ اُس مین تغیر نہو گا۔

تو جناب والا۔ عرض ہے کہ یہ تغیر کیسا؟ رسول اللہ صلعم نے تو اپنی مقدس حیات کے زمانہ مین اسکی تولیت نہ حضرت عباس ہی کو دی تھی نہ حضرت علیؑ کو عنایت فرمائی تھی۔ بلکہ بقول آپکے متولیانہ حیثیت سے اپنی ہی ذات مبارک تک محدود و مخصوص رکھی۔ آپکے بعد حضرت ابوبکر بطور متولی قابض رہے۔ لیکن اُنکے بعد بقول آپ کے حضرت عمر نے خلیفہ ہو کر۔ خلاف اتباع رسول و تقلید حضرت صدیق۔ غیر خلیفہ اشخاص کو ان جائداد موقوفہ مسلمین کا متولی کر دیا۔ پھر اس صورت مین خود بدولت کیا رہے؟ اور رہے بھی تو کس مصرف کے؟ تعجب ہے کہ صحابہ نے حضرت عمر کے اس فعل کو مستحسن سمجھکر کیسے قبول کر لیا۔

بہرحال۔ چونکہ ہم عباس اور علیؑ کی اس تولیت کے واقعہ کو افترائے محض ثابت کر چکے ہین اسلیے ہم اسکی بحث مین زیادہ اُلجھنا نہین چاہتے۔ شبلی صاحب اور اُنکے موئدین جو اس موضوع روایت کے قائل ہین وہ حضرت عمر کے اس عمل خلاف سنت رسولؐ و عمل صدیق کے لیے جواب دہ ہین۔ وہ جانین اور حضرت عمر۔

حضرت عمر کے زمانہ مین تو اسکی تولیت کی تبدیلی کی یہ حالت دکھلائی گئی۔ حضرت عثمان کے دوران خلافت مین تو یہ تولیت بالکل خالصہ شخصی کیا۔ ملکیت ذاتی کی صورت مین تبدیل ہو گئی اور برابر تین پشت تک بطور وراثت منتقل ہوتی رہی۔ حضرت عثمان نے بڑی فیاضی اور کشادہ دلی سے فدک کو مروان کو عطا فرمادیا۔ ابن ابی شحنہ روضۃ المناظرین مین لکھتے ہین سنہ ۳۴ ہجری مین عثمان بن عفان نے فدک کی جائداد مروان بن حکم کو عطا فرمادی۔

وفی سنة اربع وثلثین اقطع عثمان بن عفان مروان بن الحکم فدک

علامہ ابن عبد ربہ عقد الفرید مین تحریر فرماتے ہین

ومما نقم الناس علی عثمان انه ادی طرید رسول الله صلعم الحکم بن ابی العاص ولم یؤده ابوبکر ولا عمر وسیر ابا ذر الی الربذه (الی ان قال) وتصدق رسول الله صلعم بمهزون (موضع سوق المدینه) علی المسلمین واقطعها الحارث بن الحکم اخا مروان واقطع فدک مروان

جن باتون نے مسلمانون کے دلون مین حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور پیدا کر دیا اُن سے بعض یہ ہین کہ حضرت عثمان نے حکم بن عاص مردود بارگاہ نبوی کو اپنے ظل عاطفت مین پناہ دی جسکو حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے بھی اپنے عہد مین پناہ نہین دی تھی۔ اور ابوذر غفاری کو صحراے ربذہ میں نظر بند کیا نیز موضع مہزون (مدینہ مین ایک بازار تھا جسے رسول مقبولؐ نے مسلمانون پر صدقہ کیا تھا)۔ حارث بن حکم برادر مروان کو عطا فرما دیا۔ اور مروان کو فدک عطا کیا)

مورخ ابو الفدا لکھتے ہین۔

ومما نقم الناس علیه ردة الحکم بن العاص طرید رسول الله وطرید ابوبکر وعمر ایضا واعطاوه مروان بن الحکم خمس غنائم افریقیه وهو خمس مائة الف دینار (الی ان قال) واقطع مروان بن الحکم فدک

جن باتون نے لوگون کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہین کہ اُنھون نے حکم بن عاص کو بلا لیا جسے حضرت رسول اللہ نے مردود کر کے نکلوا دیا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے زمانہ مین بھی وہ مردود رہا پھر حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقہ عطا کیا جسکی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی اور اسی (مروان) کو فدک بھی عنایت کیا۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۴۴

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالصہ کے بعد فدک پھر مروان کا خالصہ قرار پایا گویا ۲۴ برسون کے بعد یہ پھر اپنی اصلی حالت پر بظاہر آیا۔ اس بنا پر شبلی صاحب کا یہ لکھنا کہ فدک حضرت عمر بن عبد العزیز کے وقت تک خلفاء کے قبضہ مین رہا۔ بالکل خلاف واقع ہے۔ اسلیے کہ حضرت عثمان کے وقت ہی سے یہ مروان کی ملک قرار پا گیا پھر مروانی خلفا کے سلسلہ مین عمر ابن عبد العزیز تک خلافت کی رعایت سے نہ پہونچا بلکہ وراثت کے طریقہ سے۔ اتنے تغیرات کے بعد خلفاے سابقین کی تقلید رسولؐ مین وہ گرما گرمی اور پُرجوشی جو آپ نے عنوان بحث مین تحریر فرمائی ہے اُن کے مابعد کے طرز عمل سے آپ کہان تک صحیح اور سچی ثابت کر سکینگے اس کا جواب شبلی صاحب کے ذمہ ہے

اگر حقیقتاً یہ جائداد یہ املاک خالصہ رسول اللہ صلعم نہین تھی اور بقول آپکے وقف تھی۔ صدقہ تھی۔ یا عام مسلمین کی حقوق قرار پا چکی تھی اور بقول آپکے جناب رسولخدا صلعم بھی اسکے محاصل کو اُنھین مصارف مین اُٹھاتے تھے تو پھر آپکے خلفا کو باین ادعای اتباع سنت رسولؐ اسمین ذاتی تصرف و تغیر کا کون حق حاصل تھا

اب رہا یہ امر کہ حضرت عمر نے جائداد مدینہ بقول آپکے حضرت عباس و حضرت علی کو دیدی۔ یا عمر بن عبد العزیز نے سادات کو واپس دیدی تو اسکو یون سمجھیے کہ یہ وہی حقیقت تھی جو نہ کسی سے چھپی ہے اور نہ چھپ سکتی ہے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر بن الخطاب ہون یا حضرت عمر بن عبد العزیز حقیقت کو جان جان کر سب چھپاتے تھے لیکن یہ اُسی حقیقت کا اثر تھا کہ وہ انھین کے عملیات و اعترافات سے ظاہر ہوجاتی تھی — اور کرشمۂ قدرت پتھر سے روشنی نکالکر دنیا کی غافل نگاہون مین انوار حقیقت کی جلوہ نمائی کرا دیتا تھا۔

شبلی صاحب نے یہان بھی ذکر اہلبیت سے باز رہنے کے لیے اپنی حد درجہ کی قلمی احتیاط دکھلائی ہے۔ لکھا ہے

(حضرت عمر بن عبد العزیز نے باغ فدک سادات کو دیدیا تھا۔ حاشیہ ص۔ ۱۴)

نہین معلوم آپنے باغ فدک کو فدک کے خُر نے سمجھا ہے یا کیا۔ کہ ٹوکرہ اُٹھایا اور سادات کو لٹا دیا۔ جناب۔ وہ اراضیات تھین جنمین نخلستان تھے جنکی کافی محاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آتی تھی جسے آپ خود بلال والی روایت مین بیان کر چکے ہین۔ وہ جائداد اگرچہ عموماً سادات ہی کے مصارف کے لیے واگذاشت کی گئی تھی۔ مگر اُن مین سے کسی بزرگوار کے انتظام و اہتمام مین دی گئی ہوگی۔ آپ اپنی سنن ابی داؤد کھولکر دیکھین جنکو فدک کی جائداد واپس دی گئی تھی وہ راس الرئیس سادات و اہلبیت طاہر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تھے۔

رد شمس کا مشہور و معروف واقعہ

فدک کے حالات کو تمام کرکے ہم پھر اپنے سلسلۂ بیان کو آگے بڑھاتے ہین۔ خیبر اور مضافات وادی القریٰ کے معاملات کو بروایتے ایک مہینے کی مدت مین باطمینان تمام ختم فرماکر موکب رسالت معاودت فرمائے سمت مدینہ ہوا۔ منزل صہبا مین پہونچکر رد شمس کا مشہور و معروف واقعہ مشاہدہ مین آیا۔

شبلی صاحب ایسے کیا تھے جو اسواقعہ کو قابل ذکر سمجھتے۔ اور اپنی کتاب مین درج فرماتے۔ حالانکہ اس مشاہدہ قدیم سے اعلام نبوت کے آثار عظیم نمایان ہوتے تھے۔ جو سیرت نبویؐ کے لکھنے والے کے لیے خاصکر قابل الذکر تھا لیکن چونکہ آپنے اپنی سیرت کو تاریخ کی فلسفانہ اصول کے مطابق لکھنے کا انداز اختیار فرمایا ہے۔ اسلیے نبوت کے تصرفات روحانیہ اور تجلیات نورانیہ کی بحث و بیان کو آغاز ہی سے قلمزد فرما دیا ہے۔

یا تو اس وجہ خاص سے اسواقعہ کو نہین لکھا۔ یا اس ضرورت خاص سے کہ اس واقعہ سے فضیلت و منزلت علی کی ایک شان خاص نمایان ہوتی تھی جو ابتدا ہی سے آپکے ناگوار طبع ہے۔ اسکو مرفوع القلم فرما دیا واللہ اعلم مگر میری عرض یہ ہے کہ چاہے جس سبب سے آپنے اسکی نقل و بیان کو متروک فرمایا ہو وہ آپ جانین لیکن اسکے ترک کر دینے سے آپنے اپنے بڑے اصول مقرر کردہ کو ترک کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ

آپنے اپنے دیباچہ مین ایک جگہ نہین متواتر اور متعدد مقامات پر لکھکر ہدایت فرمائی ہے کہ مرویات حدیث کے مقابلہ مین مرویات سیر و تاریخ قابل استناد نہین۔ اسلیے کہ انکے ذریعہ اسناد ضعیف ہوتے ہین اور

Presented by Ziaraat.Com

فروتر، اس بنا پر جہان تک تحقیق کیجاتی ہے۔ اس واقعہ کو زیادہ تر ارباب حدیث ہی نے بیان کیا ہے۔ ارباب سیر و تاریخ نے کم۔ اسلیے شبلی صاحب کو اپنے معیار و مختار مرقومہ بالا کے مطابق اس واقعہ کو ضرور قابل الذکر قرار دیکر نقل کرنا تھا۔ لیکن افسوس ایک اظہار فضیلت علیؑ کے خوف نے آپکے تمام اصول مقررہ کو نسیاً منسیا کرا دیا عہ اللہ کرے اور بھی توفیق زیادہ۔

بہرحال ہم سب سے پہلے اس واقعہ قدیم و عظیم کو کتاب مشکل الآثار امام طحاوی کی اصل عبارت ذیل مین نقل کرتے ہین

عن اسماء بنت عمیس انّ النّبیّ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلم صلی الظھر بالصھباء ثم ارسل علیّا فی حاجتہ فرجع وقد صلّی النّبیّ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلم العصر فوضع النّبیّ صلعم راسہ فی حجر علی فلم یحرّکہ حتی غابت الشمس فقال اللّھم انّ عبدک علیّا احتبس بنفسہ علی نبیّک فردّ علیہ شرقھا قالت اسماء طلعت الشمس حتی وقعت علی الجبال وعلی الارض ثم قام علی فتوضّاء وصلی العصر ثم غابت۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مقام صہبا مین پہونچکر نماز ظہر ادا فرمائی اُسوقت حضرت علی کو ایک ضرورت کے لیے بھیجا تھا جب وہ واپس آئے آنحضرت نماز عصر پڑھ چکے تھے اور حضرت علی کے آتے ہی اُن کے زانو پر سر رکھکر آرام فرمانے لگے۔ تا اینکہ آفتاب غروب ہوگیا جب رسول اللہ صلعم بیدار ہوے اور اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت علی نے نماز نہین پڑھی تو دعا کی کہ الٰہی تیرے عبد خاص علیؑ نے تیرے نبیؐ کے لیے ایثار نفس کیا اُسکے لیے آفتاب کو بار دیگر طلوع فرما۔ اسماء کہتی ہین کہ ناگہان آفتاب نکلا اور اُسکی شعاع پہاڑون اور زمین پر ضیا فگن ہوئی اور حضرت علیؑ نے وضو کرکے نماز عصر پڑھی اسکے بعد پھر آفتاب غروب ہوگیا۔

قاضی عیاض شفا مین لکھتے ہین۔

عن اسماء بنت عمیس انّ النّبیّ صلعم کان یوحی الیہ وراسہ فی حجر علیؑ فلم یصلی العصر حتی غربت الشمس فقال النّبیّ اصلّیت یا علیّ قال لا فقال اللّھم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فارددعلیہ الشمس قالت اسماء فرأیتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والارض وذلک بالصھباء من خیبر

تاریخ احمدی ص۶۲

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی کے زانو پر تھا۔ اسی حالت مین رسول مقبول پر وحی کا نزول ہوا جسکی وجہ سے حضرت علی نماز عصر نہ پڑھ سکے پس جب وہ حالت نزول وحی رفع ہوگئی تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے نماز عصر پڑھی ہے اُنھون نے کہا کہ نہین پڑھ سکا آنحضرت صلعم نے مناجات کی کہ خداوندا علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت مین مصروف تھا

Presented by Ziaraat.Com

اُس کے لیے آفتاب کو بار دیگر طالع فرما۔ اسمار کہتی ہین کہ ناگہان دیکھا مین نے کہ آفتاب نکل آیا جسکی شعاعین زمین اور پہاڑون پر پڑین اور یہ واقعہ مقام صہبا کا ہی جو خیبر کی راہ مین ہی۔

اس واقعہ کو صرف امام طحاوی اور قاضی عیاض ہی نے لکھا ہی۔ بلکہ علامہ ابن مغازلی۔ علامہ حموینی اور موفق ابن احمد خوارزمی نے بھی یونہین لکھا ہی اور کتاب الارشاد مین یہ واقعہ حضرت ام سلمہ۔ اسمار بنت عمیس۔ جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری وغیرہم اکثر صحابہ کی زبانی منقول ہی۔ بلکہ صاحب کتاب الارشاد نے تو حسان بن ثابت کی زبانی یہ اشعار بھی اسواقعہ کے متعلق نقل کیے ہین

یا قوم من مثل علیّ وقد	ردّت علیه الشمس من غائب
کون شخص علی کے مثل ہوسکتا ہے	جسکے لیے آفتاب غروب ہوکر پھر طالع ہوا
اخو رسول اللہ وصهره	والاخ لا یعدل بالصاحب
وہ رسول اللہ کے بھائی بھی ہین اور داماد بھی	بھائی کا موازنہ دوستون کے ساتھ نہین ہوسکتا

آخر مین صاحب کتاب الارشاد امام طحاوی کی اس روایت کی تصدیق مین یہ قول لکھتے ہین

وهذا الحدیثان ای شق القمر وردّ الشمس	یہ دونون حدیثین شق القمر اور ردالشمس ثابت ہین اور انکے
ثابتان ورواتهما ثقاة	رواۃ ثقاۃ ہین۔

علامہ ابن حجر صواعق محرقہ مین لکھتے ہین۔

ومن کراماته الباهرة ان الشمس ردت الیه	جناب علی مرتضی کی کرامات باہرہ مین سے آفتاب کی رجعت ہی اور
لما کان راس النبی صلعم فی حجره والوحی ینزل	اُسکا واقعہ یون ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ کا سر مبارک انکی گود
علیه وعلی لم یصل العصر وغربت الشمس	مین تھا اور آپ پر نزول وحی کی حالت طاری تھی۔ اور حضرت علیؑ نے
فلما سری الوحی عنه صلی اللہ علیه وآله وسلم	نماز عصر نہین پڑھی تھی اور آفتاب غروب ہوچکا تھا جب آنحضرت صلعم حالت
وقال اللهم ان علیا فی طاعتك وطاعة نبیك	وحی سے فارغ ہوے تو آپنے خدا سے دعا فرمائی کہ الٰہی علی تیری
فارددعلیه الشمس فطلعت بعد ما غربت	اور تیرے نبی کی طاعت مین تھا تو اُسکے لیے آفتاب کو پھیرلا۔ تو
صححه الطحاوی والقاضی فی الشفاء وحسّنه	آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر طالع ہوگیا۔ اس حدیث کو طحاوی
شیخ الاسلام ابوذرعه وتبعه غیره	نے صحیح تبلایا ہی اور قاضی نے شفا مین بھی نقل کیا ہی اور شیخ الاسلام

ابوذرعہ نے بھی اسکو حسن لکھا ہی اور بہت لوگون نے شیخ الاسلام کی اتباع مین اسکو صحیح تسلیم کیا ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھو ینابیع المودۃ فی القربی مطبوعہ بمبئی ص ۱۱۴)

Presented by Ziaraat.Com

محدث دہلوی شاہ عبد الحق صاحب نے بھی مدارج النبوۃ مین مرقومۂ بالا تصریح و تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کو لکھا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تاریخ احمدی ص ۱۶ لکھنؤ)

محدث شیرازی۔ حافظ جمال الدین فضل اللہ شیرازی نے روضۃ الاحباب مین بھی اس واقعہ کو اسی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور نقل روایت کے بعد اسکی تصدیق و توثیق کی نسبت یہ محاکمہ فرمایا ہے۔

طحاوی کہ از اکابر علمای حنفیہ است در شرح آثار خویش گفتہ رواۃ این حدیث ثقاۃ اند و از احمد بن صالح نقل کردہ اہل علم را سزاوار نیست کہ تغافل کنند از حفظ این حدیث زیرا کہ از علامات نبوت است و قاضی عیاض حصیبی مالکی در شفاے خویش این سخن از طحاوی نقل کردہ و شیخ ابو سعید گازرونی کہ از علمائے شافعیہ است نیز در منتقی خود آوردہ لیکن ذہبی در کتاب میزان الاعتدال تضعیف این حدیث نمودہ۔ بنا بر آنکہ بعضے از اہل حدیث عمارہ بن مطر رہاوی را کہ یکے از رواۃ این حدیث است تضعیف کردہ اند بنا بر آنکہ مرویست از ابو ہریرہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لم ترد الشمس الا علی یوشع بن نون این فقیر حقیر عفی عنہ گوید عمارہ بن مطر را بعض دیگر از اہل حدیث توثیق کردہ اند و بعضے وصف حفظ او کردہ اند چنانچہ از کلام ذہبی نیز معلوم مے شود۔ پس ضعف او دران مرتبہ نباشد کہ موجب رد حدیث او مطلقاً گردد۔ با آنکہ ائمہ مذکورین ایراد ان در کتاب خویش کردہ اند و اما حدیث ابو ہریرہ احتمال دارد کہ مراد حضرت ازان این باشد کہ از جملہ انبیای ما تقدم برائے غیر یوشع علیہ السلام آفتاب مردود نگشتہ یا صدور آن حدیث از آنسرور قبل از واقعہ رد شمس بجہت علی بودہ باشد مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۹۵

طحاوی نے کہ اکابر علمائے حنفیہ مین سے ہین اپنی کتاب شرح آثار مین لکھا ہے کہ اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہین اور احمد بن صالح کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام علما کو یہ حدیث خاص طور پر یاد کر لینا چاہیے اسلیے کہ یہ حدیث علامات نبوت مین داخل ہے اور قاضی عیاض حصیبی مالکی اپنی کتاب شفاء مین طحاوی کے یہ تمام اقوال لکھتے ہین اور تضعیف نہین کرتے اور شیخ سعید گازرونی نے بھی جو علماے شافعیہ مین ہین۔ اس حدیث کو اپنی کتاب منتقی مین لکھا ہے۔ لیکن ذہبی نے میزان الاعتدال مین اس حدیث کی تضعیف کی ہے اسوجہ سے کہ اس روایت کے ایک راوی عمارہ بن مطر رہاوی کو بعض علماے حدیث نے ضعیف لکھا ہے اور نیز اسوجہ سے کہ ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ رجعت شمس کسی کے لیے سواے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے واقع نہین ہوئی فقیر حقیر (محدث شیرازی) خدا اُس کو معاف کرے کہتا ہے کہ عمارہ بن مطر کی بعض دوسرے ارباب حدیث نے توثیق بھی کی ہے اور بعض نے اسکو وصف حفظ حدیث کے ساتھ موصوف بتلایا ہے۔ جیسا کہ ذہبی کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیے اسکا ضعف اس درجہ کا

Presented by Ziaraat.Com

نہین ہے کہ اوس سے روایت نہ لیجاے۔ حالانکہ اوسکی مرویات مذکورۂ بالا کو امامان حدیث نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے۔ اب رہی ابوہریرہ کی حدیث۔ اوسمین یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ہو کہ مخصوص طبقہ انبیا مین سواے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے اور کسی کے لیے رجعت شمس نہین ہوئی۔ یا آپ نے یہ حدیث اس مشاہدہ کے وقوع سے پہلے بیان فرمائی ہو۔

عُمرۃ الصُّلح (۷ھ ہجری)

صلح حدیبیہ کے شرایط مین ایک شرط یہ بھی تھی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ حج نہ بجالائین بیال آیندہ ادائے حج فرمائین

چونکہ صلح کو سال بھر ہو چکا تھا اس لیے آپ نے ادائے حج عمرہ کا قصد فرمایا اور حکم دیا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ کے موقع پر شریک تھے سب کے سب مناسک عمرہ بجالائین حکم کی دیر تھی۔ تمام لوگ موکب رسالت کے ہمرکاب تھے۔ مدینہ کے انتظام حضرت ابودرغفاریؓ کو سپرد ہوئے اور ۲۵ ذیقعدہ ۷ھ ہجری کو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانگی ہوئی۔ ناجیہ اسلمی کو قربانی کے اونٹ جو شمار مین ۶۰ تھے یا ستر اور باربرداری کے جانور۔ سواری کے گھوڑے محمدؐ بن مسلمہ کی محافظت مین اور اسلحہ جات وغیرہ بشیر بن سعد کی سپردگی مین ایک روز قبل روانہ فرما دیئے گئے۔ کم وبیش چھ سو مہاجر و انصار کی جمعیت آنحضرت صلعم کے ہمراہ روانہ ہوئی۔ منزل ذوالحلیفہ مین پہونچکر احرام باندھا گیا۔ اور وہین سے مسلمانون کا قافلہ لبیک گویان آگے بڑھا۔

خدا کے خالص بندون اور عقیدتمندون کی قلبی مسرت و جذبات کی کوئی حد نہ تھی۔ قلب پُرنور رسالت بھی ان محسوسات سے خالی نہین تھا۔ فیضان قدرت کے مشاہد پیش نظر تھے۔ جس آبائی مسکن و موطن سے ہجرت فرمانیکی مجبوری ہوئی تھی۔ اور جس شہر و مقام کی طرف ظلم وقت کی شدت مخالفت کی وجہ سے معاودت و مراجعت فرمانا تو کہان۔ صرف قصد و ارادہ کرنا بھی خطرہ سے خالی نہین تھا۔ اوسی مقام اور اوسی شہر خاص مین آپ اسوقت بخوف و ہراس اور بلا تامل و وسواس اس شوکت و اہتمام اور اطمینان و آرام سے اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ تشریف لیے جارہے ہین۔ انّ السفر مفتاح النظفر (سفر کامیابی کی کنجی ہے) کا قدیم اور مشہور قول اسی مبارک سفر پر پورے طور سے صادق آتا ہے۔ جسکی ایک ایک منزل کیا ایک ایک قدم اسلام کی فتح عظیم کا نقش کالحجر تھا۔

قریش سے راہ مین ملاقات محمدؐ بن مسلمہ کے ہمراہی جب منزل مرالظہران مین پہونچے۔ تو وہان کفار قریش کے چند لوگ ملے۔ اونھون نے محمد بن مسلمہ کے ساتھ یہ سامان دیکھکر دریافت کیا اور حقیقت حال معلوم کرکے سیل بیابان کی طرح دوڑے اور قریش کو خبر کردی۔ مشرکین مین اب جان تو باقی نہین تھی۔ جو کچھ تھی وہ جہالت کی

Presented by Ziaraat.Com

اینچ تان تھی۔ سب کے سب سطوت اسلام سے مرعوب ہو کر پہاڑون پر چلے گئے۔ لیکن خلاف شرط معاہدہ۔ اسلحہ جات کا ہمراہ لانا سُنکر اونھون نے مکرز بن حفص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین بغرض استفسار بھیجا۔ مکرز بن حفص راستہ پر کھڑا ہو گیا۔ جب موکب رسالت اودھر سے گزرا تو مکرز نے حاضر ہو کر عرض کی ہتیارون کا لانا خلاف شرط ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم تمام شرائط معاہدہ پر ثابت قدم ہین۔ اور انشاء اللہ سر مو اوس سے تجاوز نکرینگے ہم نے ہتیار صرف راستہ کی محافظت کے خیال سے ہمراہ لیا ہے۔ ان مین سے ایک حربہ بھی مکّہ مین نہین جائیگا اور شہر سے منزل دو منزل آگے چھوڑ دیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مکرز بن حفص نے واپس آکر قریش سے حضرتؐ کا جواب کہدیا۔ وہ بھی سنکر مطمئن ہو گئے۔

بطن یاجج مین سب اسلحات چھوڑ دیے گئے۔ اور دو سو مسلمانون کا دستہ اونکی حفاظت پر مقرر کر دیا گیا اور قربانی کے اونٹ مقام ذوی طوی مین بھیجدیئے گئے۔ صرف ایک ایک تلوار وہ بھی نیام کے اندر حمائل کر کے مہاجر و انصار کا قافلہ جناب رسولخدا صلعم کے ہمراہ آگے بڑھا۔ مقام حجون مین پہونچ کر آپ اپنے ناقہ قصوا پر سوار ہو کر لبیک گویان بکمال شوکت و جلال داخل مکہ ہوے۔ عبد اللہ بن رواحہ ناقہ کی مہار تھامے تھے اور یہہ اشعار پڑہتے جاتے تھے۔

مکہ مین موکب رسالت کا داخلہ

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ — الیوم نضربکم علی تنزیلہ

کافرو۔ سامنے سے ہٹ جاؤ — آج جو تم نے اوترنے سے روکا تو ہم تلوار کا وار کرینگے

ضربا یزیل السّہام عن مقیلہ — ویذہل الخلیل عن خلیلہ

وہ وار جو سر کو خوابگاہ سر سے الگ کر دے — اور دوست کے دل سے دوست کا دل بھلا دے

یا ربّ انّی مومن بقبلہ — انّی رایت الحق فی قبولہ

خدایا۔ ہم تحویل حکم قبلہ پر ایمان لائے ہین — اور قول رسولؐ کو عین حق تسلیم کر چکے ہین

ان اشعار پڑہنے سے حضرت عمر کی ممانعت

امام قسطلانی لکھتے ہین کہ حضرت عمر نے عبد اللہ بن رواحہ کو اس رجز کے پڑھنے سے منع کرنا چاہا۔ یہ کہکر کہ خدمت رسولؐ مین اشعار پڑھنا مناسب نہین ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُن لیا۔ ارشاد فرمایا۔ اے عمر مین خود سنتا ہون۔ یہ ارشاد سُنکر حضرت عمر چپ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے عبد اللہ بن رواحہ کو حکم دیا کہ یہ اشعار پڑہو۔

لا الٰہ الّا اللہ وحدہ — نصر عبدہ واعز جندہ

خداے واحد کے سوا کوئی خدا نہین ہے — اوسی نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اوسکے لشکر کو عزت دی۔

وھزم الاحزاب وحدہ — اور اوسکی وحدت نے جماعت کفار کو مار بھگایا (زرقانی صفحہ ۲۹۶ جلد ۲)

Presented by Ziaraat.Com

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ہمراہیون کے ساتھ باطمینان وآرام تمام مناسکات حج ادا فرمائے۔

سُنّت رمل

مکّہ والے مدینہ والون کو عموماً کمزور اور ضعیف سمجھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ تمام مہاجرین کو بھی مدینہ کی بود و باش کی وجہ سے لاغر و ناتوان یقین کرتے لگے تھے۔ آنحضرت صلعم نے اونکے ان توہّمات کی اصلاح کے خیال سے تمام مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین شوطون (گشت) مین وہ اکڑتے ہوئے چلین کہ تنگدل مخالفین کو اون کی کشادہ ہمی کے مشاہدے ہوجائین۔ عربی مین اس طریق سے چلنے کو رمل کہتے ہین۔ مسلمانون نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور بقول شبلی صاحب آجتک یہ سنّت باقی ہے۔

کفّار اس منظر کو کیا ٹھنڈے دل سے دیکھتے تھے۔ کبھی نہین۔ وہ دل ہی دل مین اس فتح عظیم اسلام اور تکمیل بشارت حضرت خیر الانام علیہ وآلہ السلام کو دیکھ دیکھ کر جلے جاتے تھے۔ لیکن کر ہی کیا سکتے تھے۔ معاہدہ لکھ چکے تھے شرط کر چکے تھے۔ اقرار سے انکار۔ اعتراف سے انحراف ممکن نہین تھا۔ خون کے گھونٹ پی پیکر رہ گئے۔ جیون ہی تیسرا دن تمام ہوا۔ چند عمائد قریش حضرت علی مرتضی کے پاس آئے اور کہا کہ ایام شرط پورے ہوگئے۔ آپ آنحضرت صلعم سے کہدین کہ شہر خالی کردین اور شرط معاہدہ کے موافق مدینہ واپس جائین۔ حضرت علیؑ نے اونکا پیام خدمت رسالت مین پہونچایا۔ آپ نے اوسی وقت مراجعت کا قصد کردیا اور ارشاد فرمایا کہ بدعہدی اسلام کا شعار نہین ہے۔

امامہ بنت حضرت حمزہ علیہ السلام

مکّہ سے روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی صغیر السن صاحبزادی۔ جن کا نام امامہ تھا اور وہ ابتک مکّہ ہی مین تھین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بچچا۔ بچچا۔ کہتی ہوئی دوڑی آئین اور عرض کرنے لگین ہمین بھی ساتھ لیتے چلئے۔ حضرت علی مرتضیؑ نے فرط محبت سے گود مین اوٹھا لیا اور بروایت قسطلانی و زرقانی۔ جناب سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی محل کے پاس لاکر بچی کو اونکے سپرد فرمادیا جب مدینہ مین پہونچے تو آنحضرت صلعم کی خدمت مین امامہ کی ولایت و کفالت کے تین برابر کے دعویدار حاضر ہوئے اونمین ایک زید بن حارثہ تھے۔ دوسرے جعفر ابن ابیطالب۔ تیسرے علی ابن ابیطالب۔ زید کا دعوی تھا کہ عقد مواخاۃ کے رُو سے حضرت حمزہؓ ہمارے بھائی تھے۔ چنانچہ شہادت کے وقت وہ مجھی کو اپنا وصی قرار دیچکے ہین۔ اس بنا پر امامہ کی ولایت کا مجھسے زیادہ مستحق کوئی نہین ہوسکتا۔ حضرت جعفرؓ کا بیان تھا کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ لہذا مجھسے بڑھکر نہ اس کا کوئی ولی ہوسکتا ہے اور نہ قریب تر خیر خواہ۔ حضرت علی فرماتے تھے کہ آپ سب حضرات تو وہین موجود تھے۔ لیکن یہ بچی سب کو چھوڑکر سب سے پہلے میری گود مین چلی آئی گویا اسکے نزدیک مجھسے بڑھکر کوئی اور اسکا ولی نہین تھا۔ چنانچہ وہ اسوقت تک میرے پاس ہے۔ اس سے زیادہ اثبات استحقاق اور کیا ہوگا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے دعوے سُنکر امامہ بنت حضرت حمزہ کو

اسماء بنت عمیس کو گو مین دیدیا کہ وہ حقیقی خالہ تھین۔ اور ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔ اسماء اوس وقت حضرت جعفر کے نکاح مین تھین۔ (زرقانی از صـ ۱۹۹ — ۲)

عمر عاص اور خالد بن ولید کا اسلام

زرقانی اور روضۃ الاحباب مین اندونون حضرات کے اسلام لانیکی کیفیت خودانکی زبانی یون مرقوم ہے۔

عمر عاص بیان کرتے ہین کہ غزوۂ خندق کی شکست کے بعد سے مجھے یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کے امور ضرور بلند ہوتے جائینگے اور آپ اب کسی قوم وقبیلہ کی طاقت سے مغلوب نہین ہونگے۔ یہ سوچکر مین نے اپنے احباب سے مشورت کی۔ اور اون سے اپنی یہ تجویز بیان کی کہ مناسب یہ ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائین۔ اور طرفین کے امور کا انتظار کرین۔ اگر ہماری قوم غالب ہوجائے تو ہم باطمینان تمام مکہ واپس آئین۔ اور اگر مسلمان غالب آئین تو ہم وہین پناہ گزین ہو جائین۔ میرے احباب نے میری تجویز کو بہت پسند کیا اور مین نجاشی بادشاہ حبشہ کے لیے بہت سے نفیس اور گرانبہا تحفے لیکر نجاشی کے پاس پہونچا۔ میرے پہونچنے سے پہلے عمر بن امیہ الضمیری نامۂ رسالت لیکر نجاشی کے پاس پہونچ چکے تھے۔ اور بادشاہ نے بڑے اعزاز واکرام سے نامۂ مقدس لیکر اونکو اپنا مہمان کیا تھا۔ مین نے نجاشی سے خلوت مین ملاقات کرکے کہا کہ عمر بن امیہ کو مجھے حوالہ کر دیجئے کہ مین اوسے قتل کر ڈالون۔ اوسکے قتل کر دینے سے قریش مین میری آبرو رہجائے گی۔ اور عزت بڑھ جائیگی۔ یہ سنکر نجاشی نے مارے غیرت کے اپنے مونہہ پر طمانچے مارلیے اور کہا یہ مجھسے کیسے ہوسکتا ہے کہ مین کسی شخص کے ایلچی کو دشمن کے ہاتھ مین قتل کر دینے کے لیے دیدون اور اپنے لیے ابدالآباد تک یہ ننگ وعار قائم کرلون۔ اور پھر کس مقدس بزرگ کا ایلچی اور فرستادہ جس پر ناموس اکبر (جبرئیلؑ) کا نزول ہوتا ہے۔ مین نے کہا۔ اے بادشاہ۔ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور آپ بھی اسپر اعتقاد رکھتے ہین۔ نجاشی بولا۔ حیف ہے عمر عاص تم قریب رہکر اتنا بھی نہین جانتے۔ مین تمھین آگاہ کیئے دیتا ہون کہ وہ ضرور نبیؐ برحق ہے۔ اوسکی اطاعت اختیار کرو۔ اوسکی باتون کو سنو اور مانو۔ اور جان لو کہ اوس پر کوئی غالب نہین آسکتا۔ بلکہ وہی اپنے سب مخالفین پر غالب ہوکر رہے گا۔ جیساکہ موسیٰؑ۔ فرعون اور اوسکی تمام قوم پر غالب آیے یہ سنکر مین نجاشی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اور ملک حبش سے واپس آیا۔

یہان تک لکھکر زرقانی بطور مطابیہ لکھتے ہین

وفی اسلام عمرعاص علی ید النجاشی لطیفة	نجاشی کے ہاتھ پر عمر عاص کے مسلمان ہونے مین ایک خاص لطیفہ ہے
ھی صحابی اسلم علی ید تابعی ولا یعرف مثله	وہ یہ کہ صحابی تابعی کے ہاتھ پر اسلام لاتا ہے اور اسواقعہ کی
ص ۲۰۶ مصر	کوئی اور مثال مجھے معلوم نہین ہے۔ (مصر صـ ۲۰۶)

Presented by Ziaraat.Com

عمر عاص اپنی کیفیت آگے یون بیان کرتے ہین۔

مین حبش سے لوٹ کر مکہ آیا اور اپنے مذہب اسلام کو تمام احباب سے چھپایا۔ اور مدینہ کے قصد سے روانہ ہوا۔ راستہ مین خالد ابن ولید ملے۔ پونچھا کہان جاتے ہو۔ بولے۔ مدینہ جاتے ہین۔ اسلیے کہ خدا کی قسم اب مجھے یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہین۔ اب مجھپر صراط مستقیم ہویدا اور آشکار ہو گئی۔ اور اب مین رکنے کا نہین۔ جاؤن گا اور اون پر ایمان لاؤن گا۔ مین نے کہا۔ سبحان اللہ۔ مین بھی تو اسی قصد سے جاتا ہون۔ غرضکہ ہم اور خالد دونون مدینہ پہونچکر خدمت رسالت مین حاضر ہوے اور شرف اسلام سے مشرف ہوے۔ زرقانی ص ۳۰۷ روضۃ الاحباب ص ۴۳

اسلام خالد بن ولید خالد بن ولید اپنے ایمان لانیکی کیفیت یون بیان کرتے ہین۔

واقعہ حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز خوف پڑھ رہے تھے۔ مین کمین گاہ مین تھا۔ اس موقع کو غنیمت سمجھکر مین نے اپنے ہمراہی دستہ فوج کے ساتھ حملہ کر کے آپ کا وہین خاتمہ کر دینا چاہا۔ مگر مین کامیاب نہو سکا۔ اور آپ پر دسترس نہ پا سکا۔ اوسی وقت سے مجھے یقین ہو گیا کہ خداے برحق آپ کا نگہبان ہے۔ اور آپ ضرور ہماری قوم پر غالب آئین گے۔ اسکے بعد معاملات فیمابین مصالحت سے طے پا گئے۔ اسکے ساتھ ہی مجھے یقین ہو گیا کہ قوم قریش مین نہ اب کوئی جلادت و قوت باقی ہے نہ شان و شوکت۔ بہتر ہے کہ ہجرت وطن اختیار کر کے کسی اور ملک مین نکل جاؤن نجاشی کے پاس مجھے منظور نہین۔ اسلیے کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ہرقل رومی کے پاس چلا جاون اور یہودی یا نصرانی ہو جاؤن۔ لیکن پھر اس ارادے کو بھی فسخ کر دیا۔

مین اسی حالت مین تھا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ مین بغرض اداے عمرہ آمد آمد مشہور ہوئی مجھے اسکے سننے کی تاب نہ آئی۔ مین عمداً مکہ سے باہر چلا گیا۔ آپ تشریف لا کر مکہ مین تین دن تک مقیم رہے۔ اسی اثنا مین میرا بھائی ولید بن ولید مشرف باسلام ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے اوس سے میری نسبت دریافت کیا۔ بھائی نے حقیقت عرض کر دی۔ جب آپ تشریف لے گئے تو بھائی نے مجھے خط مین لکھ بھیجا کہ آنحضرت صلعم تمھین پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خالد ایسا شخص نہین ہے کہ اوس سے اسلام کی حقیقت ابھی تک چھپی ہو۔ اگر وہ مسلمان ہو کر مہاجرین و انصار کے ساتھ ہو کر جوہر شجاعت دکھلاے تو اوسکے لیے ہر طرح بہتر ہو گا۔ مین تو خدا کے فضل و کرم سے مسلمان ہو گیا تعجب ہے کہ تم ابتک مسلمان نہین ہوے۔

خالد کا بیان ہے کہ بھائی کا یہ خط پا کر مین کمال مسرور ہوا۔ اور مکہ مین واپس آکر مدینہ جانے کا سامان کرنے لگا اور عثمان بن طلحہ عبدری کو جو میرا قدیم رفیق تھا اپنے ساتھ لیکر مدینہ روانہ ہو گیا۔ جب منزل سُدی پر پہونچا تو عمر عاص۔ ملاقات ہوئی۔ ہم دونون مین اظہار خیالات ہوے اور اب یہان سے ہم تینون ملکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوے مدینہ

Presented by Ziaraat.Com

پہونچکر ہلوگون نے غسل کیا۔ نئے کپڑے پہنے۔ خدمت نبویؐ مین حاضر ہوئے۔ جمال مبارک کو دیکھتے ہی عرض کی السلام علیک یارسول اللہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ آپ نے تبسم ہوکر ارشاد فرمایا۔

الحمد للہ الذی ھداک الی الاسلام اوس خدا کا شکر ہے جس نے تمھکو اسلام کی طرف ہدایت فرمائی

غزوۂ مؤتہ

(آغاز سال ۸ ہجری)

علاقہ شام مین شہر جابلقا سے پورب کی طرف ایک مقام کا نام موتہ ہے۔ جہان کی تلوارین عرب مین بہت مشہور تھین اسکے ثبوت مین عرب کے قدیم شاعر کثیر کا یہ مصرعہ موجود ہے۔

صوارم یجلوھا موتۃ صیقل وہ تلوارین جنکو موتہ مین صیقل گر جلا دیتا ہے۔

جلد دوم مین ارسال نامجات کے باب مین بیان ہوچکا ہے کہ تبلیغ اسلام کی غرض خاص سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین ملکی اور امراء و رؤسا قبائل کے نام خط لکھے تھے۔ انھین مین شرحبیل بن عمر کے نام بھی نامۂ رسالت حارث بن عمیر کی معرفت بھیجا گیا تھا۔ شرحبیل علاقہ حوران کا حکمران تھا۔ بصرہ اوسکا دارالحکومت تھا شرحبیل قیصر کا باجگزار اور زیر اقتدار تھا۔ شرحبیل نے نامۂ رسالت کے ساتھ بے ادبی کی اور عمیر کے ساتھ یہ قساوت قلبی کہ انکو فوراً قتل کرڈالا۔

جناب رسولخدا صلعم نے ان کے خون ناحق کے قصاص و معاوضہ کی غرض خاص سے تین ہزار فوج طیار کی اور زید بن حارثہ کو اس لشکر کا امیر بنایا۔ اور تمام اکابر صحابہ کو سوائے حضرت علی مرتضی کے۔ انکی ماتحتی مین روانگی کا حکم دیا اور ہدایت فرمادی کہ اگر زید شہید ہوجائین تو حضرت جعفر بن ابیطالب امیر لشکر ہون۔ وہ بھی فائز بشہادت ہون تو عبداللہ بن رواحہ سردار لشکر بنائے جائین۔

زید بن الحارثہ۔ آنحضرت صلعم کے غلام تھے۔ حالانکہ آزاد ہوچکے تھے۔ اور مساوات اسلامی اور صحبت نبوی کے فیوض سے ہرطرح ممدوح تھے۔ لیکن تاہم بقول شبلی صاحب:۔

حضرت جعفر طیار۔ حضرت علی کے حقیقی بھائی تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرب خاص تھے۔ عبداللہ ابن رواحہ معزز انصاری اور مشہور شاعر تھے۔ اس بنا پر لوگون کو تعجب ہوا کہ جعفر و عبداللہ کے ہوتے زید کو افسر کرنا کس بنا پر ہے۔ چنانچہ لوگون مین چرچے ہوئے۔ لیکن اسلام جس مساوات عام کے قائم کرنے کے لیے آیا تھا اوس کے لیے اسی قسم کا ایثار درکار تھا۔ اسامہ کی مہم مین جسمین تمام مہاجرین کو شرکت کا حکم ہوا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین زید کے صاحبزادے حضرت اسامہ کو فوج کا افسر مقرر کیا تھا اوسوقت بھی لوگون مین چرچے ہوے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا تو خطبہ دیا اور فرمایا کہ تمکو کون سے انکے باپ کی افسری پر بھی اعتراض کیا تھا حالانکہ یقیناً وہ افسری کے قابل تھے۔ چنانچہ صحیح البخاری باب المغازی مین بہ تفصیل یہ واقعہ مذکور ہے۔ سیرۃ النبیؐ جلد اول صلہ ۳۷۱

بہرحال۔ لشکر اسلام آراستہ ہوکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثنیۃ الوداع کے مقام تک بالنفس النفیس لشکر اسلامی کی مشایعت فرمائی۔ اور شام کی طرف اونکو رخصت فرماکر واپس آے۔ یہ خیال رہے کہ اس لشکر کشی سے سواے قصاص حارث کے اسلام کی اور کوئی غرض نہین تھی۔ لیکن چونکہ تبلیغ اسلام اور تعلیم ایمان اسکے ہر جزوی اور کلی امور مین داخل تھی اس لیے لشکر کو رخصت کرتے وقت امراء لشکر کو حسب ذیل احکام خاص طور پر نافذ فرمائے گئے۔

امراء لشکر کو خاص احکام

(۱) مقابلہ سے پہلے مخالف کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر خوش قسمتی سے وہ قبول کرلین تو پھر مقابلہ و مقاتلہ کی مطلق ضرورت باقی نہین۔ (۲) اخوت اسلامی اور محبت انسانی کا مقتضا یہی ہے کہ اوس مقام پر ضرور جانا جہان حارث ابن عمیر کا خون ناحق بہایا گیا ہے۔

شرحبیل کے جاسوس تمام لگے ہوئے تھے لشکر اسلام کی منزل منزل کی خبر برابر پہونچاتے رہتے تھے۔ لشکر اسلامی کی شوکت وسطوت نے شرحبیل کو اتنا مرعوب بنا دیا تھا کہ بالآخر وہ قلعہ بند ہوگیا اور اوس نے ہرقل رومی (قیصر) سے مدد مانگی۔ قیصر بیشمار فوج لیکر چلا۔ اور مقام مآب مین۔ جو اضلاع جا بلقاء مین واقع ہے۔ مقیم ہوا۔

زید بن حارثہ کو بھی غنیم کی خبر برابر ملتی رہتی تھی۔ مخالف کی طیاری اور کثرت تعداد معلوم کرکے زید نے دربار رسالت مین خبر دینا اور حکم ثانی تک انتظار کرنا چاہا۔ لیکن عبداللہ بن رواحہ نے اونکی تجویز سے اختلاف کرکے کہا کہ ہمارا مقصود نہ ملک گیری ہے اور نہ عیسائیون پر فتحیابی۔ بلکہ قصاص حارث کی کوششون مین شرف شہادت سے بہرہ اندوزی ہمارا نصب العین ہے اور وہ ہمکو ہر وقت حاصل ہوسکتی ہے۔ عبداللہ کی اس پُرجوشانہ اور مردانہ صلاح سے سب نے اتفاق کیا۔ اور اسلام کا یہ لشکر قلیل آگے بڑھا۔

غنیم سے مقابلہ زید کی شہادت

غنیم بھی اپنا ٹڈی دل۔ لشکر عظیم لیے بڑھتا ہوا چلا آیا۔ اور شہر موتہ کے میدان مین طرفین کی فوجین مقابلہ پر طیار ہوگئین۔ غنیم اپنی ایک لاکھ فوج طیار لیکر اسلام کی مٹھی بھر جمعیت پر حملہ آور ہوا۔ پہلے ہی حملہ مین زید بن حارثہ زخم سنان سے مجروح شہید ہوگئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت جعفر کی شہادت

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق۔ زید کی شہادت کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

حضرت جعفرؓ علم لیکر آگے بڑھے۔ اور اظہار شجاعت مین مبارزان عرب کے قدیم دستور کے مطابق میدان مین پہونچتے ہی اپنے گھوڑے کی کونچین کاٹ ڈالین۔ گویا یہ اپنی ثابت قدمی کا ثبوت تھا کہ کوئی ذریعۂ فرار بطور ظاہر باقی نرہے اسکے بعد پیدل ہوکر غنیم سے دیر تک بڑی جگر داری اور پامردی کے ساتھ لڑتے رہے۔ کسی کا ہاتھ انکے سیدھے ہاتھ پر پڑ گیا اور پورا پڑ گیا۔ فوراً ہاتھ کٹکر زمین پر آ رہا۔ حضرت جعفرؓ بکمال استقلال علم کو بائین ہاتھ کی بغل مین دابکر لڑتے رہے۔ اس اثنا مین بائین ہاتھ پر بھی ویسی ہی ضرب پڑی اور وہ ہاتھ بھی شانہ سے جدا ہو گیا۔ پھر غنیم نے انکو بے قابو پاکر تلوارون سے چور چور کر دیا۔

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا چشم دید بیان لکھا ہے کہ مین نے اوسدن جعفرؓ کی لاش کو دیکھا تو تلوارون اور برچھیون کے نوّے زخم لگے تھے۔ لیکن سب کے سب ہامنے کے جانب تھے۔ پشت نے یہ داغ نہین اوٹھایا تھا۔ سیرۃ النبیؐ ص ۳۷۱۔

عبداللہ بن رواحہ کی شہادت

حضرت جعفرؓ کے شہید ہو جانیکے بعد حسب الحکم رسالت عبداللہ ابن رواحۃ الانصاری علم فوج لیکر آگے بڑھے۔ روضۃ الاحباب مین مرقوم ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے طلب شہادت کے شوق مین تین روزے نذر کے رکھے تھے۔ اوس روز روزے پورے ہو چکے تھے۔ گویا یہ روز عید اور یوم افطار تھا۔ دسترخوان پر بیٹھکر کھانا کھانا ہی چاہتے تھے۔ کہ میدان جنگ سے حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر آئی۔ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ اب جعفرؓ کے بعد نعمت دنیا سے لذت پذیر ہونا بیکار ہے۔ بھائی سامنے کھڑے تھے ہر چند اونھون نے کھانا کھا لینے کے لیے اصرار کیا لیکن یہ ویسے ہی اوٹھکھڑے ہوئے۔ اور میدان جنگ مین آکر مشغول ضرب وضرب ہوے۔ اس اثنا مین اون کی اونگلی مین ضرب آئی اور دو تیغ زنی مین حارج ہونے لگی۔ عبداللہ گھوڑے سے نیچے اوتر پڑے اور مجروح اونگلی کو پاؤن کے نیچے دابکر مقام جراحت سے فوراً جدا کر دیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر باستقلال تمام لڑتے رہے۔ شہادت مین جیون جیون دیر ہوتی تھی یہ اپنے دل مین کہتے جاتے تھے۔ کہ اگر میری روح اہل وعیال کے تعلّقات کی وجہ سے جدا ہونا نہین چاہتی تو مین نے اسی وقت بی بی کو طلاق دی اور بچون سے افتراق اختیار کیا۔ اگر غلامون کی محبت سے دنیا چھوڑی نہین جاتی تو مین نے اون سب کو اسی وقت فی سبیل اللہ آزاد کر دیا۔ اور اگر دولت وملکیت کے سبب سے میری اجل نہین آتی تو مین نے اپنی تمام دولت وملکیت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت خدمت مین نذر کر دی۔ روضۃ الاحباب ص ۴۰۸

شہادت کا یہ خالص طلب گار۔ اسلام کا سچا جان نثار۔ دیر تک بکمال شجاعت ودلیری مصروف کارزار رہا بالآخر اپنی تمنا وآرزو کے موافق شاہد شہادت سے ہمکنار ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

خالد کی امارت غیر مسبوق چونکہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ امیران لشکر سب کے سب شہید ہوچکے تھے اس لئے ثابت ابن قرم نے عبد الدین رواحہ کے بعد علم فوج تو لے لیا۔ لیکن لشکر کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ جلد ایک امیر مقرر کرلین ورنہ مخالف ہماری بدنظمی سے فائدہ اوٹھاکر ہم پر غالب آجائے گا۔ لوگون نے کہا ہم تمہین کو امیر بناتے ہین۔ ثابت نے کہا مجھمین اسکی صلاحیت ہی نہین۔ تب لوگون نے خالد بن ولید کو جلدی سے علمدار فوج بنا کر بھیجا اور ثابت نے علم فوج اونکے حوالے کر دیا۔ چنانچہ زرقانی جلد دوم مین ہے۔

ثم اخذ اللواء خالد بن ولید ولم تکن من الامراء وھو امیر نفسہ ص۳۱۲ — پھر خالد ابن ولید نے علم لیا۔ وہ امیر (مقرر شدہ) نہین تھے۔ بلکہ اونھون نے اپنے جی سے امارت قبول کرلی تھی۔

تینون امرا کے یکے بادیگرے شہید ہوجانیکے باعث لشکر اسلامی مین انتشار پیدا ہوگیا تھا اور ہر شخص فرار کرنے پر طیار ہوگیا تھا خالد نے میدان جنگ کا رنگ بیرنگ دیکھکر اُکھڑی ہوی فوج کو جما لینا چاہا اور قطبیہ بن عامر نے جیسا کہ محدث شیرازی لکھتے ہین۔ مبارزان اسلام کو بہت تنبیہ کیا اور کہا کہ تمکو گون کے ارادے کے خلاف مین تو گریز پائی کے شرم و عار اختیار کرنے سے میدان جنگ مین تمہارا پارہ پارہ ہوکر دشمنون کے ہاتھ سے مارا جانا کہین بہتر سمجھتا ہون۔ خدا کی قسم میرے لیے تیغ و سنان کے زخم اہل مدینہ کی طعن زبان سے زیادہ خوشگوار ہین جو گھر بھاگ کر مجھکو اور تمکو سُننے پڑینگے۔

اس کلمہ و کلام مین شام ہوگئی۔ اور رات کی وجہہ سے جانبین کی لڑائی موقوف کرکے اپنے اپنے فرودگاہ پر واپس گئے۔ اہل اسلام کی شجاعت و دلیری کا پردہ رہگیا۔ خالد بن ولید کو فوج کی بیدلی کا اصلی سبب اونکی قلت معلوم ہوئی۔ اور اس مین کوئی کلام نہین کہ مخالف کی کثرت کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد کچھ بھی نہین تھی۔ خالد اس اصلی راز کو سمجھ گئے۔ دوسرے دن صبح کو اونھون نے ایک خاص حیلہ سے کام لیا۔ فوج اسلامی کی قلیل تعداد کو معرکہ آرائی کے اصول پر۔ مقدمہ۔ ساقہ۔ میمنہ اور میسرہ مین تقسیم کرکے غنیم کی نگاہ مین تھوڑی تعداد کو بہت دکھلایا۔ اس تدبیر کا یہ اثر ہُوا کہ عیسائیون نے سمجھ لیا کہ مسلمانون کی امدادی فوج آگئی اس لیے روز گذشتہ کی ایسی ہمت اون مین نہین رہی۔ اور مسلمانون کی فوج بھی خالد کی ماتحتی مین بڑی جگر داری سے لڑی۔ خالد کا بیان ہے کہ اوس روز یکے بادیگرے نو تلوارین میرے ہاتھ مین ٹوٹ گئین۔

یہ سب کچھ تو ہوا۔ لیکن اسکا علاج کیا تھا کہ باوجود اسکے کہ مسلمانون نے عیسائیون کی جمعیت کثیر کو مقتول کیا۔ لیکن اونکی کثرت اتنی تھی کہ اونکی طرف کی افراد ذرا بھی معلوم نہین ہوتی تھی۔ بخلاف انکے۔ اگرچہ مسلمان بہت کم شہید ہوئے تھے۔ لیکن قلت تعداد کی وجہہ سے اون مین صاف صاف کمی ظاہر ہوتی تھی۔ ان امور پر

Presented by Ziaraat.Com

نظر کرکے خالد بن ولید نے عام مجاہدان اسلام کی استصواب رائے سے۔ دشمنون کے محاصرے سے فوج کا نکال لیجانا اور بخیر و خوبی باقیماندہ لوگون کو واپس لیجانا مصلحت سمجھا۔ شبلی صاحب لکھتے ہین۔

حضرت خالد سردار فوج تھے۔ نہایت بہادری سے لڑے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ آٹھ تلوارین اُنکے ہاتھ سے ٹوٹ کر گر پڑین۔ لیکن ایک لاکھ سے تین ہزار کا کیا مقابلہ۔ بڑی کامیابی یہی تھی کہ فوجون کو دشمن کی رو سے بچالائے جب یہ شکست خوردہ فوج مدینہ کے قریب پہونچی اور اہل شہر اونکی مشایعت کو نکلے تو لوگ غمخواری کے بجاے اون کے چہرون پر خاک پھینکتے تھے۔ کہ او فراریو۔ تم خدا کی راہ سے بھاگ آئے۔ سیرۃ النبی ص ۳۷۲ جلد ۲

تھی تو حقیقت مین شکست۔ لیکن خالد بن ولید کے موئدین نے اسکو اسلام کی فتح بتلایا ہے اور زمانہ حال کے محققین معتدلانہ طریقہ سے اسکو اسلام کی شاندار واپسی لکھتے ہین

خیر جو کچھ ہو لشکر اسلام بے نیل مرام واپس آیا۔

حضرت جعفر (ذوالجناحین) طیار کی شہادت پر آنحضرتؐ کا ملال۔

اس مین کوئی کلام نہین کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ شہیدان معرکہ مین سب سے زیادہ حضرت جعفر کی مفارقت کا صدمہ آپکو ہوا۔ جب آپ کو خالد کی مراجعت کی خبر معلوم ہوئی تو آپ سوار ہوکر مدینہ سے نکلے۔ بہت سے لڑکے اور اہل شہر آپ کے ہمراہ ہوئے جب لشکر اسلامی قریب آگیا تو بہت بھیڑ ہو گئی۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

عن عروہ قال لما دنوا من المدینۃ تلقا ھم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی دابتہ والمسلمون والصبیان یشتدون فقال خذوا الصبیان فاحملوھم واعطونی ابن جعفر فاتی بعبداللہ فحملہ بین یدیہ زرقانی ص ۳۱۹ ج ۲۔ ابن ہشام ص ۳۱۱

عروہ سے مروی ہے کہ جب خالد لشکر کے ساتھ مدینہ کے قریب پہونچے تو آنحضرت صلعم کی زیارت سے مشرف ہوے آپ سواری پر تھے اور کثرت سے مسلمان اور اونکے لڑکے ہمراہ تھے۔ آپنے فرمایا کہ بچون کو سواریون پر اوٹھالو اور جعفرؓ کے بیٹے کو مجھے دیدو۔ چنانچہ لوگون نے عبداللہ بن جعفر کو اوٹھاکر آپکی سواری پر دیدیا اور آپنے اونکو لیکر اپنی گود مین اوٹھالیا

ابن ہشام۔ طبری۔ قسطلانی۔ زرقانی اور محدث شیرازی متفق اللفظ بیان کرتے ہین۔

اسماء بنت عمیس (زوجہ حضرت جعفرؓ) کہتی ہین کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آپ کو معلوم ہوئی تو آپ مسجد سے اوٹھکر میرے گھر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھنے لگے جعفر کے لڑکے کہان ہین۔ مین لڑکون کو لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوئی (اوسوقت تک مجھے اس حادثہ کی خبر نہین ہوئی تھی) آپ نے بیقرار ہوکر بچون کو گود مین اوٹھالیا۔ پیار کیا۔ اون کے گیسوؤن کو سونگھا۔ اور آنسو آپ کی آنکھون سے جاری ہو گئے۔ یہ عالم

دیکھکر مجھے جعفرؑ کی طرف سے ڈھرکا ہُوا۔ اور مین مضطرب ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے لگی کہ کیا جعفرؑ کی خبر آئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہان۔ اسماء۔ وہ شہید ہوئے۔ یہ سنکر مین بے خود ہوگئی اور نالہ وفریاد کرنے لگی۔ اور زنان محلہ بھی میری آہ وزاری سُنکر میرے پاس بغرض تعزیت جمع ہوگئین۔ آنحضرت صلعم نے بکمال دلجوئی مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے اسماء نالہ وفریاد نکرو۔ کلمات ناشائستہ زبان سے نہ نکالو۔ سر وسینہ نہ پیٹو۔

رسول کی طرف سے جعفرؑ کے گھر مین ارسال طعام تعزیت

یہ فرماکر آپ باچشم گریان وہان سے اوٹھے۔ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر مین آئے۔ اونکو بھی وَاعَمّاہ (ہائے چچا) کہہ کہکر روتے دیکھا ارشاد ہوا۔

علی مثل جعفر فلتبك الباكية (جعفر کی مثل اب کون اور ہوگا جسکے لیئے رونیوالیان روئین گی)

یہ فرماکر آپ نے ارشاد کیا فاطمہ۔ اولاد جعفرؑ کے لیے طعام تعزیت تیار کرو۔ کیونکہ وہ سب کے سب ایسے بیحال ہورہے ہین کہ خورونوش کا ہوش نہین رکھتے۔

زرقانی۔ زبیر بن بکار کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن جعفر کی زبانی لکھتے ہین:۔

فعمدت سلمى مولاة رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلم الى شعير فطحنته ثم ادمته بزيت وجعلت عليه فلمّا قال عبد* الله فاكلت منه وحبسنى صلّى الله عليه وآله وسلم مع اخوتى فى بيته ثلاثة ايّام

سلمی۔ خادمۂ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کا آٹا گوندھا۔ اوسکو خمیر کیا۔ پھر روغن زیتون ملاکر روٹیان پکائین اور اوس پر باقلہ کی پھلیان رکھکر لے آئین۔ اور ہم نے اوس مین سے کھایا۔ عبداللہ بن جعفرؑ کہتے ہین کہ اسی طرح جناب رسالت مآب صلعم نے ہمکو گون کو تین روز تک اپنے گھر مین رکھا۔ زرقانی جلد دوم ص۳۱۹ مصر

زرقانی۔ طبرانی۔ قسطلانی۔ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی کی سند صحیح کے حوالہ سے لکھتے ہین۔

عن عبد الله ابن جعفر ثم امهل صلّى الله عليه وآله وسلم آل جعفر ثلاثا ثم اتاهم فقال لهم لا تبكوا على اخى بعد اليوم ثم قال ايتونى بنى اخى فجئ بنا كانا افرخ فدعا الحلّاق فحلّق رؤسنا ثم قال امّا محمّد فشبيه عمّنا ابيطالب واما عبد الله فشبيه خلقى وخلقى ثم دعا لهم۔

عبداللہ بن جعفر سے منقول ہے کہ حضرت جعفرؑ کی اولاد کو جناب رسولخدا صلعم نے تین روز تک اپنے گھر مین رکھا۔ پھر اونکو پاس بلاکر کہا کہ آج سے اب میرے بھائی کے لیے نہ رونا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے بھتیجون کو میرے پاس لاؤ جب ہم آپکی خدمت مین لائے گئے تو آپ بکمال شفقت ودلجوئی ہم لوگون کو باہر لائے۔ حجام کو بلوایا اور ہماری حجامت بنوائی۔ پھر میرے بھائی محمدؐ کی طرف دیکھکر لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا۔ محمدؐ تو میرے چچا ابی طالبؑ سے مشابہ ہے اور عبداللہ باعتبار ترکیب جسم وتوصیف خلق مجھسے مشابہ ہے۔ یہ فرماکر آپنے ہمارے لیے دعا فرمائی۔

(زرقانی ص۳۱۶ جلد ۲ مصر)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت جعفرؑ کے واقعہ مین اونکے اہل وعیال کی گریہ وزاری کی نسبت منع گریہ کی بھی حدیثین آئی ہین - چنانچہ زرقانی حضرت عائشہ کی زبانی لکھتے ہین۔

فجاء رجل فقال انّ نساء جعفر وذکر بکاءھن فامره صلعم ان ینا ھنّ فذھب ثم اتی فقال قد نھیتھنّ وذاکرتھنّ لم یطعنه فامر ایضا فذھب ثم اتی فقال واللہ لقد غلبتنا قال فاحث فی افواھھن من التراب قالت عائشہ فقلت ارغم اللہ انفك فواللہ ما انت تفعل وما ترک رسول اللہ من العناء وعند ابن اسحق قالت عائشة وعرفت انه لایقدر ان یحثی فی افواھھنّ التراب قالت فما ضرب التکلف اھله

ص ۳۱۶ مصر

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ مسجد مین جناب سولحد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محزون وملول بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا۔ کہ جعفرؑ کی عورتین شیون وتین اور من کر رہی ہین آپنے ارشاد فرمایا کہ اونھین منع کردو۔ وہ شخص گیا اور لوٹ کر آیا اور کہنے لگا کہ مین نے اونھین منع کیا وہ نہین مانتین۔ پھر آپنے وہی فرمایا۔ اور پھر وہ شخص گیا اور پھر ویسے ہی آکر کہنے لگا کہ وہ اپنے شیون وتین اور مین موقوف نہین کرتین اور میرا کہنا نہین مانتین۔ آپنے فرمایا کہ اونکے مونھ مین خاک جھونک دو۔ یہ سنکر مین نے (حضرت عائشہؓ) اوس شخص سے کہا کہ خدا تیری ناک ملے۔ تو ایسا نکرتا۔ اور جناب سولحد صلعم نے اپنا حزن وملال نہین ترک فرمایا تھا۔ اور ابن اسحاق نے اپنی روایت مین حضرت عائشہ کا یہ قول لکھا ہے کہ مین آپکے کہنے پر جاتی تھی کہ وہ شخص کبھی ان لوگونکے مونھ مین خاک جھونکنے پر قادر نہین ہوسکتا۔ اس لیئے کہ اس حرکت سے آپکے اہل بیت کو تکلیف پہونچے گی۔

اس روایت سے محدثین کے ایک گروہ خاص نے منع گریہ وبکا کے معنی لیے ہین۔ اوّل تو اس حدیث کی صحت کا حال معلوم نہین۔ اور اگر صحیح بھی ہو تو اس سے جزع وفزع کے بجائے صبر ورضا اور سکون وسکوت کی تعلیم وہدایت مقصود ہے نہ امتناع وحرمت۔ چنانچہ محدث شیرازی اس حدیث کے لکھنے کے بعد روضۃ الاحباب مین تحریر فرماتے ہین۔

تنبیہ از ضمن خبر جعفرؑ وگریۂ حزن وملال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوت او معلوم میشود کہ شخصے در مصیبت بمجرد بکا وحزن از دائرہ صابران وراضیان بقضاء حق تعالی بیرون نمیرود مادام کہ دل او مطمئن بود بر آن۔ زیرا کہ آن حال اثر لیست از آثار رحمت ورقتے کہ خداوند تعالی در دل بندۂ مومن ایجاد فرمودہ بلکہ توان گفت کہ شخصے اگر از مصیبت متاثر گردد ومعالجۂ نفس خویش بصبر ورضا کند رتبہ وے ارفع

جعفر کی شہادت کی مرثیات اور اونکی شہادت پر آنحضرت صلعم کی حزن وملال کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص صرف مصیبت مین گریہ وبکا کرنیکی وجہ سے صابرون اور راہ الٰہی کے رضامندون کے دائرہ سے باہر نہین ہوسکتا تاوقتیکہ اوسکا قلب (رضائے الٰہی سے) مطمئن ہے۔ کیونکہ مصیبت مین یہ حالت (گریہ وبکا) اون رحمت ورقت کے آثار مین سے ایک اثر خاص کی کیفیت ہے جو خدائے تعالی کی طرف سے ہر بندۂ مومن کے دل مین ودیعت فرمائی

Presented by Ziaraat.Com

خواہد بود از کسے کہ باک ندارد از وقوع مصیبت و منجزع نگردد از انکہ زیرا کہ آن علامت از فساوت قلب است

گئی ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ اپنے درد دل کا علاج صبر و رضا سے کرے تو اوس کا مرتبہ اوس شخص سے جو مصیبت سے درد مند نہین ہوتا اور رقت قلب سے گریہ نہین کرتا۔ زیادہ بلند ہوگا۔ کیونکہ مصیبت مین درد مند ہونا اور گریہ و بکا نکرنا۔ قساوت قلبی کی علامت ہے۔

اس بحث مین زرقانی نے بھی ابن حجر کی قریب قریب یہی رائے نقل کی ہے۔ وہو ہذا۔

قال الحافظ ای لما جعل اللہ فیہ الرحمۃ ولاینافی ذلک الرضا بالقضاء ویوخذ منہ ان الانسان اذا اصیب بمصیبۃ فحزن لا یخرجہ عن کونہ صابرا راضیا اذا کان قلبہ مطمئنا بل قد یقال انّ من کان ینزعج بالمصیبۃ ویعالج نفسہ علی الصبر والرضا ارفع رتبۃ ممن لا یبالی بوقوع المصیبۃ اصلا اشار الی ذلک الطبری واطال فی تقریرہ۔

حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اس (گریہ و بکا) مین خدا نے اپنی رحمت ودیعت فرمائی ہے اور یہ امر راضی بقضائے الٰہی ہونیکا منافی نہین ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب انسان کسی مصیبت مین مبتلا ہوتا ہے تو اظہار حزن و ملال کرتا ہے اور اس عمل سے تاوقتیکہ اوس کا قلب مصیبت مین مطمئن ہے۔ دائرہ راضیین و مرضیین سے خارج نہین ہوتا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص مصیبت کے وقت بے قابو اور بیتاب نہین ہوجاتا ہے اور اپنے دل دردمند کا علاج صبر و سکوت سے کرتا ہے اوسکا مرتبہ اوس شخص سے بلند ہے جو مصیبت کے وقت بے قابو اور بیتاب ہوجاتا ہے۔ اسی قول کی طرف علامہ طبری نے بھی اشارہ کیا ہے اور اس پر ایک طویل بحث کی ہے۔

ص ۳۱۶

یہ ظاہر ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے۔ اور مرتبۂ اصطفاء پر فائز۔ اس بنا پر آپ نے بکمال استقلال بھائی کے واقعہ پر رضائے الٰہی پر صابر رہکر صبر و سکوت اختیار فرمایا۔ لیکن رقت قلب اور رحمدلی کے تقاضہ سے جو عین ودیعت الٰہی بتلائی گئی ہے۔ چشم پُرنم فرمائی۔ لیکن حضرت جعفرؑ کے عیال تو معصوم نہین تھے اور نہ محفوظ تھے۔ اس بنا پر عام فطرت انسانی کے موافق اونھون نے اپنے سرپرست اور ولی النعم کی مفارقت مین جزع و فزع کی۔ تو بقول طبری۔ ابن حجر۔ زرقانی اور محدث شیرازی اس سے امتناع بکا کیونکر ثابت ہوئی۔

جعفر ذوالجناحین طبرانی سالم ابن ابی الجعد کی زبانی لکھتے ہین۔

قال رای صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعفرا ملکا ذا جناحین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفرؑ کو ملائکہ کی شکل مین دو پرون کے ساتھ دیکھا۔ زرقانی ۳۱۶

زرقانی مین ہے کہ ابن سعد نے بھی اس کو ابوہریرہ کی سند سے لکھا ہے۔ اسکے بعد زرقانی لکھتے ہین:۔

Presented by Ziaraat.Com

كان ابن عمر اذا سلم على عبد الله بن جعفر قال السلام عليك يا ابن ذو الجناحين كما في الصحيح ص ۳۱۶

(عبداللہ) ابن عمر عبداللہ بن جعفرؓ کو سلام کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ سلام ہو تیرے اوپر دو پر والے کے بیٹے۔ جیسا کہ صحیح مین وارد ہوا ہے

جعفر طیار

پھر اوسی کتاب مین ہے:-

باسناد حسن حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ کی زبانی طبرانی مین مرقوم ہے۔

قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ان جعفرا طیر مع جبریل ومیکائیل له جناحان عوضه الله من یدیه

فرمایا جناب سولخدا صلعم نے کہ جعفرؓ جبریل اور میکائیل کے ساتھ پرواز کرتے ہین۔ خداوند عالم نے اون کو اونکے ہاتھون کے عوض مین دو پر عنایت کئے ہین۔

ایضاً۔ عبداللہ بن جعفر کی زبانی منقول ہے۔

قال قال لی رسول الله صلعم هنیئا لك ابوك یطیر مع الملئکة فی السماء

جناب سولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے ارشاد کیا کہ تمکو مبارک ہو۔ تمہارے باپ ملائکہ آسمان کے ساتھ پرواز کرتے ہین۔

حضرت کی فضیلت اور آپ کا سن شریف

اس مرتبہ عالی کی خصوصیت سے جناب جعفرؓ کو جعفر طیار کہا جاتا ہے اور انھین خصائص علیہ کی بنا پر صحیح ترمذی اور صحیح نسائی مین حضرت ابوہریرہ کا یہ قول مذکور ہے۔

انه افضل الناس بعد المصطفے

جعفرؓ بعد رسول مقبول افضل الناس بزرگ ہین۔

بخاری صاحب نے بھی اپنی صحیح مین یہی قول لکھا ہے۔ مگر تھوڑی ترمیم کے ساتھ۔ اسلیئے کہ آپ کے نزدیک افضل الناس کوئی اور بزرگ تھے چنانچہ لکھتے ہین۔

کان جعفر خیر الناس للمساکین

جعفر مساکین کے لیے سب آدمیون سے اچھے تھے۔ زرقانی ص ۳۱۷

حضرت جعفرؓ کا سن مبارک وقت شہادت ۴۱ برس کا بتلایا گیا ہے۔ اقوال مختلفہ مین امام عبدالبر نے اسی کو صحیح بتلایا ہے۔ زید بن حارثہ حضرت جعفر طیار اور عبداللہ بن رواحہ انصاری۔ یہ تینون شہدا ایک ہی قبر مین مدفون کردئے گئے۔ رضوان اللہ علیہم۔

فتح مکہ

(رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء)

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

اے پیغمبر ہم نے تمکو فتح مبین عطا فرمائی ۔ مومنین کی حمایت کرنا تو ہمارا حق ہے

منتظم قدرت اور مہتمم مشیت نے سلسلہ ابراہیمیؑ اور خانوادۂ اسماعیلیؑ مین اس متمم رسالت کو جن منشاء و مدعا سے خاص کے لیے مبعوث فرمایا تھا اون مین بیت اللہ کعبہ کی جہالت وضلالت کی ظلمت اور فسق وکفر کی غلظت سے صفائی بھی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

مصلائے ابراہیمی کو ایک زمانہ بیشمار کے بعد بُت پرستی کے قبیح خانہ سے تکبیر و تہلیل کا تسبیح خانہ بنا رہنا اور اسکی رسالت کے خاص فرائض مین داخل تھا۔

بحکم اَتیٰ اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ خدا کا حکم آپہونچا ہے۔ لوگ کیون جلدی کرتے ہین۔ وہ مدتہائے قدرت اکیس برسون کے بعد آج اس حسن و خوبی سے جلوہ آرا ہوا کہ ؎ خیرہ ماند در آن دیدۂ اولی الابصار۔ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے کفار قریش کے بیشمار مصائب و مظالم اوٹھاکر بالتدریج تبلیغ دین تعلیم اخلاق اور تاسیس ملک قوم کے فرائض جس خموشی۔ آہستگی اور صلح جوئی سے ادا فرمائے تھے۔ وہ اپنی آپ نظیر تھے اور شہنشاہ رسالت کے محاسن تدبیر ہجرت کے بعد بھی آٹھ برس تک مشرکین قریش ۳۸۰ میل کی مسافت طے کرکے سلطان رسالت پر برابر جارحانہ حملے کرتے رہے اور جنگ احد سے لیکر جنگ خندق کے آخر معرکہ تک انہدام اسلام اور قتل و خون جناب سید الانام علیہ السلام کی مسلسل کوششین کرتے رہے۔ لیکن کسی ایک مین بھی کامیاب نہوئے۔ بالآخر مجبور ہوکر حدیبیہ مین صلح کی۔ اور محض عارضی طور پر شرائط صلح پر قائم رہے۔ اتنا ضرور ہوا کہ اس صلح کے دوسرے سال متمنیان اسلام سات برسون کی لگاتار محرومی کے بعد زیارت مسجد الحرام سے فائز المرام ہوئے لیکن کفار قریش اپنی کج فطرتی سے مجبور تھے۔ شرارت نفسی اونکو چین سے بیٹھنے نہین دیتی تھی۔ اس لیے پورے دو سال بھی صلح پر قائم نرہ سکے۔

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ادائے حج عمرہ کے گزشتہ موقع پر وہ اہل اسلام کی موجودہ جمعیت اور شان و شوکت کو ٹھنڈی آنکھوں نہ دیکھ سکے۔ دل ہی دل مین جل بھن کر خاک ہوگئے۔ حجاج کی واپسی پر فتنہ و فساد کی پھر آگ بھڑکا دی تفصیل یہ ہے۔

صلح حدیبیہ کے شرائط مین ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائل عرب کو اختیار ہوگا جس سے چاہین معاہدہ کرین۔ مشرکین سے یا مسلمین سے۔ اس بنا پر قبیلۂ بنی خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معاہدہ کرکے اسلام کے زیر حمایت آگئے تھے۔ اور بنو بکر قریش کے ہمعہد بنکر اون کے شریک بن گئے۔ یہ دونون قبیلے قدیم الایام سے ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ ظہور اسلام کے وقت سے آپس کے کشت و خون کا سلسلہ اسلیے منقطع کردیا گیا تھا کہ تمام عرب کی متحدہ قوت سے اسلام کا انہدام مقصود تھا مگر خدا کی شان عرب کی تمام متفقہ قوت مٹھی بھر مسلمانون سے سر بر نہو سکی۔ اور بالآخر اونھین کے قدمون پر سر تسلیم خم کرنے لگی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوتا ہے۔

حدیبیہ کی صلح نے امن و امان کا اعلان کرکے تمام جنگجو قبائل و عشائر کو گھر بٹھلا دیا تھا۔ صورت تو خاموش لیکن فطرت اور سیرت تو خاموش رہنے والی نہین تھی۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ سے قتل و قصاص کی قدیم داستان پھر شروع کردی اور ایکبارگی بنو خزاعہ پر ٹوٹ پڑے۔ قریش مکہ نے بڑے بزدلانہ اور نامردانہ طریقہ سے بنو بکر کی حمایت کی کیونکہ وہ اُنکے ہم عہد تھے لیکن اونکو اپنی حمایت کے ساتھ اسلام کی مخالفت کا بھی خوف لگا تھا کیونکہ اوّل تو بنو خزاعہ مسلمانون کے حلیف تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اونکی حمایت و اعانت کا ڈر تھا - دوسرے یہ کہ صلحنامہ مین شرط تھی کہ قبائل عرب کے خاص معاملات مین جانبین کو مداخلت کا حق نہوگا اس بنا پر بخوف اسلام اپنی حمایت کو ظاہر کرنا بھی نہین چاہتے تھے - بالآخر مونھ پر نقابین ڈال کر اور تبدیل لباس کرکے قریب قریب تمام عمائد و اکابر قریش بنی بکر کے قبیلہ کی طرف سے جنگ مین شریک ہوے جن مین خصوصیت کے ساتھ عکرمہ بن ابی جہل - صفوان ابن امیہ - سہیل ابن عمر - حویطب ابن عبد العزیٰ - اور مکرز بن حفص وغیرہم کے نام تمام سیر و تاریخ کی کتابون مین لکھے ہین -

پہلے تو بنو بکر اور اونکے شرکاء جنگ نے بقول محدث شیرازی (روضہ الاحباب ص ۴۱۶) بنو خزاعہ پر شبخون مارا صبح کو اون کے چشمۂ آب پر جسکو وتیر کہتے تھے - فیمابین جنگ عظیم واقع ہوئی - بنو خزاعہ - محض بے یار و مددگار تھے - اور بنو بکر کثیر التعداد - اس لیے دم کے دم مین بنو بکر نے بنو خزاعہ کے بیس آدمی میدان جنگ مین گرا دیے - بنو خزاعہ قلت اعوان و انصار کی مجبوری سے تاب مقاومت نلائے - بنو بکر نے تعاقب کرکے بنو خزاعہ کے آدمیون کو یہان تک قتل کیا کہ بالآخر وہ حرم محترم مین آکر پناہ گزین ہوئے - اور نوفل بن معاویہ دُئلی سے جو بنو بکر کا سردار تھا گڑگڑا کر کہنے لگے -

یا نوفل قد دخلنا حرم الھك فقال — اے نوفل - خدا کے واسطے اب تو ہم تیرے خدا کے حرم مین چلے آئے نوفل نے

کلمۃ عظیمۃ انہ لا الہ لہ الیوم طبری ص ۱۶۲ — کہا - یہہ کلمہ عظیم تو ضرور ہے لیکن آج میرے لیے خدا نہین ہے -

آخر کار بدیل بن ورقاء خزاعی نے بیچ مین پڑکر کسی نہ کسی طرح ان غریبون کی جان بچائی اور بقیۃ السیف مرد عورت اور بچون کو اپنے گھر لے گیے - روضۃ الاحباب ص ۴۱۶ -

بارگاہ رسالت مین بنو خزاعہ کے فریادی

بنو خزاعہ کے چالیس مظلومین استغاثہ لیکر مدینہ پہونچے - جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین تشریف رکھتے تھے - کہ ایک طرف سے کئی لوگون کی ملکر یہ آواز گوش زد ہوئی -

لا ھم انی شاھد محمدا — حلف ابینا وابیہ الاتلدا

کوئی پروا نہین - ہم محمد صلعم کو وہ معاہدہ یاد دلائین گے — جو ہمارے اونکے قدیم خاندان مین ہوا ہے

فوالدا کنا وکنت ولدا — تمت اسلمنا فلم ننزع یدا

اس عہد پر ہم پیدا ہوے ہین اور اسی پر ہماری اولاد بھی قائم رہے گی — ہم اسکے بعد اسلام بھی لائے اور اب اس سے دست بردار نہین ہو سکتے

ان القریش اخلفوك الموعدا — ونقضوا میثاقك الموکدا

قریش نے آپ کے معاہدے کے خلاف کیا — اور آپ کے عہد تاکیدی کو توڑ ڈالا

ھم تبنونا بالوتیر ھجدا — فقتلونا رکعا وسجدا

مخالف ہمارے گھر پر چڑھ دوڑ آے — اور ہمکو کھڑے بیٹھے قتل کر ڈالا

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ نصرا عتدا وادع عبادالله یاتوا مددا طبری ۱۶۲۱

اے پیمبر خدا ہماری اعانت کر اور خدا کے بندون کو بلا سب مدد کو حاضر ہون گے۔ روضۃ الاحباب ۴۱

دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بنوخزاعہ کے چالیس فریادی ہین۔ بنوبکر کے مظالم کی فریاد لائے ہین۔ یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ملال ہوا۔ مظلومین بنوخزاعہ کو بلوایا۔ وہ آئے تو بکمال اخلاق واشفاق پاس بٹھلایا۔ حالات پوچھے غریبون نے اپنی مصیبت کی کہانی اپنی ہی زبانی کہہ سنائی۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین۔

فرمود حسبک یا عمر (عمر ابن سالم متکلم خزاعہ) وبرخاست ورداے مبارک درزمین می کشید ومی گفت نصرت دادہ نشوم اگر نصرت ندہم (بنوخزاعہ بن) بنی کعب را وبا ایشان باز گردید بدیار خویش بعون اللہ تعالی۔

آپ نے سنکر فرمایا۔ اے عمر (ابن سالم) بس کرو۔ یہ کہکر آپ (زیادہ سننے کی تاب نہ لاکر) اوٹھ کھڑے ہوئے اس حالت سے کہ ردائے مبارک زمین پر کھچتی جاتی تھی اور فرماتے جاتے تھے کہ اگر مین بنوخزاعہ بن بنی کعب کی مدد نکرون تو (خدا کی طرف سے) میری مدد نہ کی جاے۔

یہ کہکر آپنے اونلوگون سے کہا کہ تملوگ بعون وحفاظت الٰہی اپنے گھرون کو واپس جاؤ ۴۱

قریش کے مظالم ہرگز التوا اور تاخیر کے قابل نہین تھے۔ لیکن رحمت عالم نے خاص رعایت کے ساتھ تامل فرمایا مگر بقول شبلی صاحب۔ اوسی وقت قریش کے پاس قاصد بھیجا اور تین شرطین پیش کین کہ ان مین سے کوئی منظور کیجائے (۱) مقتولین کا خونبہا دیدیا جاے (۲) قریش بنوبکر کی حمایت سے علیحدہ ہوجائین (۳) اعلان کردیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

ابوسفیان کی ناکامیاب سفارت ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ قریش مین اب نہ ہمت رہی تھی۔ نہ جان۔ جہالت کی شان البتہ باقی تھی اور غرور ونخوت کی تان۔ دربار نبوت کے موجودہ اعلان کو سنکر سب کے حواس باختہ ہوگئے۔ ہاتھ پاون پھول گئے۔ اب کسی سے کچھ کیے دھرے بن نہین پڑتا۔ بالآخر اسلام ہی کے قدمون پر گرکر صلحنامہ حدیبیہ کی توسیع میعاد کرالینے کی تجویز ٹھہرائی۔ تجویز بالاتفاق منظور ہوچکی تو پھر یہ سوال پیش ہوا کہ اسکی تعمیل کے لیئے جاے کون؟ کیونکہ قریب قریب سب خلاف معاہدہ۔ بنوبکر کے طرفدار اور حامی ومددگار بنوخزاعہ کی قتل وغارت مین شریک ہوچکے تھے۔ بالآخر سب نے ابوسفیان کے بھیجے جانے پر اتفاق کیا اس لیے کہ وہ اتفاق سے معرکہ بنوخزاعہ مین حاضر نہین تھے۔ چنانچہ شبلی صاحب رقمطراز ہین۔

قریش نے ابوسفیان کو سفیر بناکر بھیجا کہ حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کرالائین۔ ابوسفیان نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین درخواست کی۔ بارگاہ رسالت سے کچھ جواب نملا۔ ابوسفیان نے حضرت ابوبکر وعمر کو بیچ مین ڈالنا چاہا۔ لیکن سب نے کانون پر ہاتھ رکھا۔ ہر طرف سے مجبور ہوکر جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے

Presented by Ziaraat.Com

پاس آیا۔ امام حسن علیہ السلام پانچ برس کے بچے تھے۔ ابوسفیان نے اونکی طرف اشارہ کرکے کہا اگر یہ بچہ اتنا زبان سے کہدے کہ مین نے دونون فریقون مین بیچ بچاؤ کرادیا تو آج سے عرب کا سردار پکارا جائیگا۔ جناب سیدہ نے فرمایا بچون کو ان معاملات مین کیا دخل۔ بالآخر ابوسفیان نے حضرت علیؑ کے ایما سے مسجد نبوی مین جاکر اعلان کردیا کہ مین نے معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کردی۔ سیرۃ النبی صـ ۳۷۴

اس عبارت مین دو امور کا انکشاف نہایت ضروری ہے جن مین سے ایک امر کا تو شبلی صاحب نے ذکر ہی نہین کیا حالانکہ تمام حدیث و تاریخ کے ماخذون مین موجود ہے۔ دوسرے امر کو مبہم و مشتبہ چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ اونھین ماخذ مین اوسکی تصریح و توجیہ بھی موجود ہے۔ بہرحال۔ وہ جانین اور اونکا انداز تحریر۔

پہلا امر جو مدینہ مین سفارت ابوسفیان کے متعلق قلمزد فرما دیا گیا ہے وہ ام المومنین ام حبیبہ کی احتیاط اور تقویٰ و پرہیزگاری کا ثبوت کامل ہے۔ جو اونھون نے اپنے باپ ابوسفیان کے ساتھ اونکی آمد مدینہ کے موقع پر پیش کیا۔ ایسا مشہور و متواتر واقعہ کو جسکو تاریخ و سیرت کے تمام مولفین و مصنفین نے ابوسفیان کی سفارت کے متعلق سب سے پہلے لکھا ہے نہین معلوم شبلی صاحب نے کس مصلحت سے مرفوع القلم فرمادیا۔ شاید اُموی خلفاے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مورث اعلیٰ کا حفظان مراتب منظور ہو۔ کیونکہ آپ کو اس سلسلہ سے ہیروز اف اسلام (Heros of Islam) مین انتخاب کی ضرورت پیش آنیوالی تھی۔

بہرحال ہم اسکو رقمطراز کی مفصلہ ذیل عبارت سے نقل کرتے ہین۔

فدخل علی بنته ام حبیبه فذهب لیجلس علی	ابوسفیان مدینہ پہونچے تو پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے ہان گیے اور چاہا کہ بستر رسول
فراشه صلی الله علیه وآله وسلم فطوته عنه فقال	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھین تو ام حبیبہ نے جھپٹ کر اوس بستر کو اولٹ دیا
یا بنتیه ما ادری ارغبت بی عن هذا الفراش ام رغبت	ابوسفیان بولے۔ بیٹی۔ کیا تو نے میری وجہ سے بستر کو اولٹ دیا۔ ام حبیبہ نے
به عنی قال بل هو فراش رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم	کہا ہان۔ اسلیے کہ تم مشرک ہو اور مشرک نجس ہوتے ہین اور مجھے یہ ہرگز گوارا
وانت رجل مشرك نجس ولم احب ان تجلس علی فراش رسول الله	نہین کہ تم فرش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھو۔ ابوسفیان بولے کہ تم
علیه وآله وسلم قال والله لقد اصابك یا بنیة بعدی شر	مجھسے جدا ہوکر شر مین مبتلا ہوگئین۔ ام حبیبہ نے کہا نہین۔ بلکہ خداے سبحانہ تعالے
فقالت بل هدانی الله تعالی للاسلام فانت یا ابت سید	نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ اے باپ تعجب ہے کہ تم سرداران قریش اور
قریش وکبیرها کیف یسقط عندك الدخول فی	اکابر قریش مین شمار ہوتے ہو اور ابتک دائرہ اسلام مین داخل نہین ہوتے
الاسلام وانت تعبد حجرا لا یسمع ولا یبصر فقام	اور پتھرون کو پوجا کرتے ہو۔ جو نہ سنتے ہین اور نہ دیکھتے ہین۔ یہ سنکر
من عندها	ابوسفیان وہان سے اوٹھ آئے۔ ابن ہشام جلد دوم صـ ۲۱۱ مصر طبری صـ ۱۶۲۳ جرمن
جلد دوم ص، ۳۰۳ مصر	

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا امر جو مبہم رہگیا ہے اور اسلیے تنقیح طلب ہے وہ یہ ہے کہ شبلی صاحب کی اس تحریر سے کہ ابوسفیان نے حضرت علیؑ کے ایما سے مسجد مین اعلان کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ بخلاف رضائے رسولؐ و دیگر صحابہ مسلمین گویا حضرت علیؑ ہی نے ابوسفیان کو اس امر کی ترغیب و جرأت دلائی۔ حالانکہ واقعیت اور حقیقت حال دونو اسکے خلاف ہے۔ تاریخی مشاہد صاف صاف بتلا رہے ہین کہ آپ نے اوسکی استدعا کے خلاف اوسکی سفارش اور مداخلت فی الامر کے کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ پھر ابوسفیان کی شدید منت و سماجت پر آپ نے یہ صورت بتلائی۔ مگر اسی وقت یہ بھی فرما دیا کہ مجھے امید نہین ہے کہ جناب سولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے قبول کرینگے۔ لیکن اب تم کر ہی کیا کر سکتے ہو۔ کیونکہ سوائے اسکے تمھارے لیے کوئی چارہ ہی نہین ہے۔ اس سے حضرت علیؑ کی مشورت۔ رضا یا ایما کیسے ثابت ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ آپ کا اتنا فرما دینا بھی یا تو اوسکے جلد دفع کر دینے کی ضرورت سے تھا جو دیر سے سر کھائے جاتا تھا اور بیکار باتون مین آپ کا وقت عزیز ضایع کر رہا تھا۔ یا۔ اون کریمانہ اخلاق و اشفاق کا مقتضاے خاص تھا جو اہلبیت علیہم السلام کی فطرت صالحہ کے ساتھ خاص طور پر ودیعت فرمائے گئے تھے۔ اور جن کا اجرا و اظہار دشمنون اور مخالفون کے ساتھ کیا۔ اپنے قاتلون کے ساتھ بھی ہمیشہ رفق و مدارا کی مختلف صورتون مین مرتے دم تک کیا جاتا تھا جسکی معرفت شبلی صاحب کو مشکل سے ہو سکتی ہے۔

اب میرے بیان کو زرقانی کے مفصلہ ذیل مضامین عبارت سے ملا لیا جاوے۔

ثم دخل علی علیؑ وعندہ فاطمۃؑ وحسنؑ	ابوسفیان پھر حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت مین آیا۔ اوسوقت جناب
غلام یدب بین یدیھا فقال یا علیؑ انک	سیدہ پاس بیٹھی تھین اور جناب امام حسن علیہ السلام بچے تھے وہ آپکی
امس القوم لی رحما وانی جئت فی حاجۃ	گود مین تھے۔ اور عرض کرنے لگا کہ آپ ہماری قوم مین باعتبار صلہ رحم
فلا ارجع کما جئت خائبا فاشفع لی فقال	کے مجھسے قریب ہین مین اسوقت ایک حاجت لیکر آیا ہون اور
علیؑ ویحک یا ابا سفیان واللہ لقد	اوس حاجت کو نادم ہو کر آپکی طرف رجوع کرتا ہون وہ یہ ہے کہ آپ
عزم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی	آنحضرت صلعم سے میری سفارش فرما دیجیے۔ آپنے کہا وای ہو تجھپر اے
امر ما نستطیع ان نکلمہ فیہ	ابوسفیان۔ خدا کی قسم جب آنحضرت صلعم کسی امر کا ارادہ فرما لیتے ہین تو پھر کسی کو
جلد دوم ص ۳۳۷ مصر	اوسمین کلمہ و کلام کی گنجائش نہین رہتی۔

تب ابوسفیان نے کہا۔

یا اباحسن انی اری الامر قد اشتدت علیّ فانصحنی	اے ابوالحسنؑ مین دیکھتا ہون کہ میرے معاملات دشوار تر ہو گئے
قال واللہ ما اعلم شیئا یغنی عنک	آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائین۔ آپنے فرمایا خدا کی قسم مین کوئی ایسی شے

Presented by Ziaraat.Com

ولکنّك سیّد بنی کنانه فاقم فاجر بین الناس ثم الحق بارضك قال اوتری ذلك مغنیا عنی شیئا قال لا واللّٰه ما اظنّه ولکن لا اجد غیر ذلك

نہین جانتا جس سے تیرا اطمینان ہو جاے۔ مگر تو قریش کا سردار ہے اپنی طرف سے لوگون مین اعلان صلح کر کے چلا جا۔ ابوسفیان بولا کیا اس سے مجھے اطمینان کر لینا چاہیے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے تو اس سے یقین نہین ہے کہ تجھے اس سے اطمینان کر لینا چاہیے مگر تو کر ہی کیا سکتا ہے تیرے لیے تو سوائے اسکے دوسرا چارہ ہی نہین ہے۔ ص ۳۳۸

زرقانی کی عبارت مندرجہ بالا پر ٹھکر ہر عقل سلیم اور دماغ صحیح رکھنے والا شخص سمجھ لے گا کہ اس کلام و گفتگو سے ایما و اجازت کہان ثابت ہوتی ہے۔ صورت حال تو بتلا رہی ہے کہ ابوسفیان کے اوّل ہی سوال مین انکار قطعی کر دیا گیا۔ لیکن اوس کے خود غرضانہ بار بار کے اصرار اور پھر ملتجیانہ درخواست و استفسار پر اوّل تو اوسکے دفعیہ کے خیال سے۔ دوسرے اس باعث سے کہ کسی سائل کے سوال کا رد کرنا آپ کے خلاف اخلاق تھا۔ اوسکو ہدایت کر دی گئی کہ وہ اپنی التجا پیش کر کے چلا جاے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اختیار ہے۔ چاہے قبول فرمائین یا نفرمائین۔ یہ بتلا کر بھی فوراً ارشاد ہوتا ہے کہ یقین نہین کہ یہ شرکت بھی دربار رسالت مین تیرے لئے مفید کار ثابت ہو۔

تعجب ہے کہ ایسی صاف اور بے لوث رائے بتلا دینے کے بعد بھی شبلی صاحب اسکو حضرت علی کا خاص ایما تحریر فرماتے ہین۔ ایسے ہی مقام پر کہنا پڑتا ہے ؎ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ ہم اونکو بتلاے دیتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام کے اس ارشاد کی تصدیق کہ اس پر بھی مجھے یقین نہین کہ تو کامیاب ہو۔ کفار قریش نے بھی کر دی۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہین۔

ابوسفیان نے مکّہ مین جا کر یہ واقعہ بیان کیا تو سب نے کہا یہ تو نہ صلح ہے کہ ہم اطمینان سے بیٹھ جائین۔ نہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان کیا جاوے۔ ص ۳۷۵

بہرحال ابوسفیان نے مسجد رسول مین جا کر بادآز بلند اعلان کر دیا کہ ہم نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کر دی۔ ابوسفیان کی یہ آواز صدائے صحرا سے زیادہ نہین تھی اوسکی طرف کسی نے اعتنا بھی نہین کی ابوسفیان مکّہ واپس گیا۔

حاطب بن ابی بلتعہ صحابی کا افشاء راز کرنا اور معفو ہونا

ابوسفیان کے چلے جانیکے بعد جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّہ کا قصد فرمایا۔ ہم معاہد قبائل کو طلبی کے خطوط لکھے گئے۔ سامان سفر درست ہونے لگے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت خاص کی بنا پر اپنے اس عزم کو عام شہرت سے مخفی رکھے جانے کا حکم دیا مگر بقول یکے ؎

عرفی از دست خویشتن نالد۔ ایک سیدھے سادھے صحابی نے محض نیک نیتی سے اس کا افشا فرما دیا۔ چنانچہ شبلی صاحب اسواقعہ کو یون بیان کرتے ہین۔

حاطب ابن ابی بلتعہ ایک معزز صحابی تھے۔ اونھون نے قریش کو مخفی خط لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکہ کی طیاریان کر رہے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوگئی حضرت علیؑ کو بھیجا کہ قاصد سے خط چھین لائین خط آنحضرت صلعم کی خدمت مین پیش ہوا تو تمام لوگون کو حاطب کے افشار راز پر حیرت ہوئی حضرت عمر بیتاب ہوگئے۔ اور عرض کی حکم ہو تو اونکی گردن اوڑادون لیکن جبین رحمت پر شکن نہین تھی۔ ارشاد ہوا۔ عمر تمکو کیا معلوم ہے۔ ممکن ہے کہ خدا نے اہل بدر کو مخاطب کرکے کہدیا ہو کہ تمسے کچھ مواخذہ نہین ہے۔

شبلی صاحب کی وسعت تحقیق اور ہمت و توفیق اتنا ہی بیان کرسکی۔ وہ خط کیا تھا۔ اوسکے کیا مضمون تھے۔ کون قاصد تھا۔ کیسے گرفتار ہوا۔ ان تمام واقعات کی تفصیل کے لیے جو وجہہ آپ کو سدّ راہ ہوئی وہ صرف حضرت علیؑ کی خدمتون کی تصریح تھی جن کے اظہار سے بمقابلہ دیگر صحابہ۔ حضرت علیؑ کی منتہائے تصدیق رسالت اور معرفت بنوت ثابت ہوتی ہے۔ جب یہ خلیج حائل تھی تو پھر اسکی تفصیل پر آپ کا قدم ہی اوٹھ سکتا تھا ورنہ قلم اگر یہ کہا جاوے کہ یہ تفصیل ضرورت سے زاید تھی۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت عمر کی بیتابانہ درخواست قتل حاطب بھی تو اوسی زواید کے شمار مین تھی۔ اوس کا خوامخواہ اظہار کیون کیا گیا۔ حالانکہ آپ کے اس اظہار سے حضرت عمر کے قول و رائے کی زبان رسالت سے تصدیق و تائید تو ہوئی نہین بلکہ تردید و تکذیب ثابت ہوئی۔ اس طرح کہ جس صحابی کو یہ اپنے قیاس و وہم مین واجب القتل ٹھہراتے تھے۔ وہ زبان رسالت سے معفو عنداللہ بتلایا گیا۔ افسوس۔ یہی حضرت عمر کی اصابت راے ہے جسکی نسبت آجتک شبلی صاحب اور اونکے ہمطریق حضرات کا اعتقاد ہے کہ (نعوذ باللہ) اُنکی راے کے مطابق وحی آلہی کا نزول ہوتا تھا۔ بہرحال۔ اب اس واقعہ کی تفصیلی حقیقت۔ ابن ہشام۔ طبری۔ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح زرقانی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

عن عروة بن الزبير قال لما اجمع رسول الله المسير الى مكة كتب حاطب ابن ابى بلتعه كتابا الى قريش يخبرهم بالذى اجمع عليه رسول الله من الامر فى المسير اليهم ثم اعطاه يزعم محمد بن جعفر انها مزنية وزعم غيره انها سارة مولاة لبعض بنو عبد المطلب وجعل لها جعلا على ان تبلغه قريشا فجعلته فى راسها ثم فتلت عليه قرونها ثم خرجت به وان رسول الله صلعم لخبر من السماء بما

عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ جب سالتماب صلعم مکہ کے قصد سے جمع لشکر فرمانے لگے تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط مین آنحضرت صلعم کے ارادہ اور جمعیت لشکر کی خبر لکھدی۔ محمد بن جعفر کے قول کے مطابق حاطب نے اپنے اس خط کو قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت کو دیا تھا اور دوسرے لوگون کی روایت کے موافق سارہ نامی ایک عورت کو سپرد کیا کہ اوس خط کو قریش تک پہونچادے۔ یہ عورت قبیلہ بنو عبد مطلب مین کسی کی لونڈی تھی۔ اوس نے وہ خط اپنے سر کے بالون مین رکھ لیا اور اوپر سے پٹیان گوندھ لین اور خط لیکر چلدی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے حاطب کی اس حرکت کی خبر مل گئی

Presented by Ziaraat.Com

صنع حاطب فبعث علی ابن ابیطالب والزبیر
بن العوام فقال ادرکا امراءۃ قد کتب معھا
حاطب بکتاب الی قریش یحذرھم ماقد
اجمعنا لہ فی امرھم فخرجا حتی ادرکاھا
بالحلیفۃ ابن ابی احمد فاستزلاہ
فالتمسا فی رحلھا فلم یجدا شیئا فقال لھا
علی ابن ابیطالب انی احلف ما کذب
رسول اللہؐ ولا کذبنا ولیخرجن الیّ ھذا الکتاب
اولنکشفنّک فلمّا رأت الحدّ منہ قالت
اعرض عنّی فاعرض عنھا فحلّت قرون راسھا
فلتخرجت الکتاب منہ فدفعتہ الیہ
فجاء بہ الی رسول اللہ صلعم فدعا رسول
اللہ حاطبا فقال یا حاطب ما حملک علی
ھذا فقال یا رسول اللہ اما واللہ انّی
مؤمن باللہ ورسولہ ما غیّرت ولا بدّلت
ولکنی کنت امرأ لیس لی فی القوم اصل ولا
عشیرۃ وکان لی بین اظھرھم اھل وولد
فصانعتھم علیہ فقال عمر بن الخطاب یا رسول
اللہ دعنی فلاضرب عنقہ فان الرّجل قد
نافق فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وما یدریک یا عمر لعل اللہ قد اطلع
الی اصحاب بدر یوم بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم فانزل اللہ عزّ وجلّ فی حاطب
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ الخ

پس آپ نے حضرت علی ابن ابیطالب اور زبیر بن العوام (و بقول
زرقانی باسناد صحیحین مقدادؓ و باسناد عسقلانی عمار یاسرؓ) کو بلایا اور
حکم فرمایا کہ ایک عورت کو حاطب نے ہمارے حالات کی خبر لکھکر قریش کے
پاس بھیجدی۔ تم لوگ اوسے تلاش کرکے لاؤ۔ یہ دونو صاحب چلے
اور اوسکو (مقام) حلیفہ ابن ابی احمد مین پہونچکر گرفتار کرلیا اور
اوسکے سامان کی ہرچند تلاش کی مگر کچھ نہ دستیاب ہوا یہ حالت
دیکھکر جناب علی مرتضی نے فرمایا کہ یہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ (نعوذ باللہ)
جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلط ارشاد فرمایا یا ہم لوگ
جھوٹ کہتے ہین۔ ہم تو وہ خط اسی کے پاس سے ضرور نکالین گے
اور اوس عورت سے کہا کہ وہ خط دیدے ورنہ تجھے برہنہ کردینگے۔
یہ ارشاد سنکر وہ عورت سخت خوف زدہ ہوکر کہنے لگی۔ آپ ہمین
چھوڑدین ہم وہ خط نکالے دیتے ہین حضرت علیؑ نے اوسے
چھوڑدیا۔ اوس نے اپنی پیٹیون کی گرہون کو کھولا اور وہ خط
عقدہ کشا کے سامنے رکھدیا۔ حضرت علی پھر اوسکو مع خط کے آنحضرت صلعم
کی خدمت مین لے آئے۔ آپنے حاطب کو بلایا اور اونسے استفسار
فرمایا کہ کس باعث سے یہ خط تم نے لکھا تھا حاطب نے عرض کی۔
خدا کی قسم مین خدا و رسولؐ پر ابتک کامل ایمان رکھتا ہون میرے
ایمان مین ابتک نہ کوئی تغیّر واقع ہوا ہے اور نہ تبدّل۔ لیکن
بات یہ ہے کہ مشرکین مکّہ کے درمیان مکّہ مین میرے اہل و عیال
ابتک مقیم ہین۔ نکوئی میرے قبیلہ کا وہان اونکا محافظ ہے۔
نہ نگہبان ہے۔ اس لیئے مین نے قریش کو اطلاعی خط لکھدیا کہ وہ
میرے عیال کے ساتھ رعایت کرین۔ یہ سنکر عمر بن الخطاب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ حاطب نے نفاق کیا۔
آپ مجھے حکم دین۔ مین انکی گردن ماردون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

وآلہ وسلم نے ارشاد کیا۔ اے عمر تم کیا نہین جانتے ہو کہ اہل بدر[۱] کے واسطے یہ حکم باری نازل ہو چکا ہے۔ تم جو چاہو کرو۔ مین نے تمھین بخشدیا ہے پھر حاطب کی خاص معافی مین آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو تم خدا کے دشمنون اور اپنے دشمنون کو اپنا دوست نہ بناؤ الی آخر الآیہ (سورۂ ممتحنہ جزو ۲۸)

اس سے زیادہ صاف اور واضح تفصیل روضۃ الاحباب مین مندرج ہے وہو ہذا

چون سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات عزیمت مکہ مصمم گردانید۔ حاطب ابن ابی بلتعہ مکتوبے بقریش نوشت مضمون مکتوب[۲] آنکہ یا معشر قریش ان رسول اللہ جاءکم بجیش کالسیل وبخدا سوگند کہ اگر تنہا ہم بمکہ آید۔ خدا تعالی ویرا نصرت دہد وایجاز وعدہ خویش نماید فکرے درکار خویش بکنید والسلام۔ وروایتے آنکہ نوشتہ بود کہ از حاطب بن ابی بلتعہ بہ سہیل بن عمرو صفوان بن امیہ وعکرمہ بن ابی جہل نوشتہ می شود کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجہیز لشکرے می کند ودر قبائل ندا در داد کہ بغزا می روم وگمان نمی برم کہ بجاے دیگر غیر از مکہ خواہد رفت خواستم کہ مرا برشما حقے بود برائے آن اخبار نمودم والسلام۔ آن مکتوب بزنے از قبیلہ مزینہ کہ ویرا سارہ مولاۃ عمرو بروایتے ام سارہ وبروایتے کنود می گفتند دادند تا بقریش رساند ودہ دینار زر سرخ وبُردے جہت حق السعی وصول این مکتوب بایشان مقرر کرد۔ ان زن مکتوب حاطب را

جب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے مکہ کا قصد مصمم کر لیا تو حاطب ابن ابی بلتعہ نے قریش کو اس مضمون کا خط لکھا یا معشر قریش رسول اللہ صلعم بڑے لشکر گران مثل سیل رواں لیکر آتے ہین اور خدا کی قسم اگر وہ تنہا بھی مکہ مین چلے آئین تاہم نصیر فتحیاب ہو کر رہین گے۔ خداوند عالم اونکی نصرت فرمائے گا۔ اور اپنے وعدے کو ضرور پورا کر دکھلائیگا لہذا تملوگ اپنی فکر کر لو والسلام اور ایک روایت کے مطابق خط کا مضمون یہ تھا۔ حاطب کی طرف سے سہیل بن عمر صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل کو خط لکھا گیا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم فوجکشی کا سامان کر رہے ہین اور قبائل مین بھی اطلاع بھیج چکے ہین کہ ہم لڑائی پر جا رہے ہین میرا گمان ہے کہ آپ سوائے مکہ کے اور کہین نجائین گے مین نے تمھین یہ خط اسلیے لکھدیا ہے کہ میرا حق وحسان تملوگون پر باقی رہے والسلام اس خط کو قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو حوالہ کیا جسکو سارہ کنیز عمر کہتے تھے اور ایک روایت مین اوس کا نام ام سارہ لکھا ہے اور دوسری روایت مین اوسکا نام کنود بتلایا گیا ہے۔ عورت سے کہا گیا کہ یہ خط قریش کو پہونچادے اور دس دینار سرخ اور ایک چادر اوسکی اجرت مین دی اوس عورت نے وہ خط لیکر

---

[۱] اہل بدر کی یہ قدر و منزلت اور فضل و مرتبت ثابت ہوتی ہے لیکن امیر معاویہ کے وقت سے عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک تقریباً سو برس تک فاتح بدر حضرت علیؑ کی مسجدون مین مزمت اور سب وشتم تمام اہل اسلام برابر سنتے رہے اور کسی کو اس حدیث رسولؐ کی یاد دہانی پر جرأت نہوئی فاعتبروا

[۲] زرقانی مین ان خطوط کی عبارت یہ لکھی ہے (۱) اما بعد یا معشر قریش فان رسول اللہ صلعم جاءکم بجیش عظیم یسیر کالسیل فو اللہ لو جاءکم وحدہ لنصرہ اللہ وانجز لہ وعدہ فانظروا لانفسکم والسلام (۲) الی سہیل بن عمرو صفوان بن امیہ وعکرمہ بن ابوجہل ان رسول اللہ صلعم اذن فی الناس بالغزو لا یراہ یرید غیرکم وقد احببت ان تکون لی عندکم ید

زرقانی جلد دوم ص ۳۶۳ مصر

Presented by Ziaraat.Com

درمیان موئے خویش پنہان ساخت وموے رابران بتافت
وبجانب مکہ روان شد واز آسمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم را ازاینواقعہ خبر دادند پس علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وزبیر ابن
العوام وابومرثد غنوی وبروایتے بجائے ابومرثد مقداد بن
اسود کندی وبروایتے عمار یاسر را بطلبید وفرمود بروید
تا بموضع خاخ برسید ودر انجامی یابید زنے را کہ باوے
مکتوب است آنرا ازوے بگیرید وبیارید علی مرتضیٰؑ
با یاران بموجب فرمودۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روان
شد ودر موضع خاخ بآن زنے رسیدند وازوے تفحص
مکتوب نمودند۔ انکار کرد ورخت وبار اورا باہتمام
تمام بکافتند ہیچ نیافتند قصد مراجعت نمودند علیؑ ابن
ابیطالب گفت بخدا سوگند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بامن دروغ نگفتہ واز آسمان باوے دروغ نگفتہ اند
صـ ۲۴۰ لکھنؤ

اپنے بالون مین رکھ لیا اور اوپر سے پٹیان گوندھ لین اور مکہ
کی طرف روانہ ہو گئی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
بذریعہ وحی اسواقعہ کی خبر کردی گئی آپ نے علی مرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ اور ابومرثد غنوی۔ اور ایک روایت کے مطابق ابومرثد
کی جگہہ مقداد بن اسود کندی اور دوسری روایت کے
موافق عمار بن یاسرؓ کو طلب فرماکر ارشاد کیا کہ موضع خاخ تک
چلے جاؤ۔ وہان پہونچ کر تمھین ایک عورت ملے گی جس کے
پاس ایک خط ہے اوسے گرفتار کرلو اور میرے پاس لے آو۔ جناب
علی مرتضیٰؑ حسب الارشاد اپنے ہمراہیون کے ساتھ روانہ ہوے۔ مقام خاخ
مین پہونچے۔ وہ عورت ملی۔ اوس سے اوس خط کی نسبت دریافت کیا گیا
اوس نے قطعی انکار کیا۔ لوگون نے اوسکے تمام سامان کو ایک ایک کرکے بخوبی
ڈھونڈھ لیا لیکن کچھ نملا۔ ہمراہیون نے واپسی کا قصد کیا حضرت علی ابن
ابیطالب نے فرمایا کہ خدا کی قسم۔ نہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ جناب رسولخدا صلعم نے
ہملوگونکو غلط خبر دی ہو۔ یا خود آنحضرت صلعم کو آسمان سے غلط خبر پہونچائی گئی ہو

ہم نے عربی اور فارسی کے قدیم ماخذون کے تاریخی اقتباسات دکھلا دیئے۔ واقعات تاریخی کے بیان کے یہ
انداز ہوتے ہین۔ جن کا اصلی مقصود ومدعا۔ عام اطلاع وافہام ہوتی ہے۔ نہ اپنی خود غرضانہ ضرورت اور حاجت۔
روضۃ الاحباب کی عبارت ہم نے خاصکر اس لئے لکھی ہے کہ اس مین طبری وہشام کی عبارتون سے واقعہ کی زیادہ
تفصیل وضاحت کے ساتھ قلمبند کی گئی ہے۔ اور حاطب ابن ابی بلتعہ کے اصلی خط کے مضامین دو مختلف روایتون سے
نقل کردئے گئے ہین۔ لیکن ان تفصیلات کے علاوہ میرا خاص مدعا تو جناب علی مرتضیٰؑ کے محاسن خدمات کی
تفصیل سے تھا جنکی حقیقت۔ طبری۔ ابن ہشام۔ زرقانی اور محدث شیرازی کے متفقہ اور متواترہ عبارت سے
دکھلادی گئی اور بتلادی گئی کہ رسولؐ کی تصدیق کی یہ شان ہوتی ہے اور معرفت خدا ورسولؐ کی یہ انتہاے
عرفان۔ جب ہی تو ابن عساکر اپنی تاریخ اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیا مین اور ابن مغازلی مناقب مین بزیر تفسیر آیہ
اَلَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ لکھتے ہین۔

عَنْ مُجَاهِدِ اَلَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ مجاہد سے منقول ہے کہ اس آیہ مین جاء بالصدق سے جناب

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصدق بہ سے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین اور صدق بہ سے
بہ قال علیؑ حضرت علیؑ۔

پھر اسی کی تفسیر مین ابن مردویہ مناقب مین اور سیوطی درمنثور مین تحریر کرتے ہین۔

عن ابوھریرۃ والذی جاء بالصدق رسول اللہ صلعم وصدق بہ قال علیؑ — ابوہریرہ سے منقول ہے کہ جاء بالصدق سے مراد جناب رسولخداؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور صدق بہ سے حضرت علیؑ مراد ہین۔

(بحوالہ سوانح حضرت علی صـ ۶۶ لاہور)

مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانگی۔

یکم رمضان سے دہم تک دس روز درستی فوج اور ترتیب سامان کی ضرورتون مین صرف ہوئے۔ اس اثنا مین بیرونجات سے اتحادی قبائل۔ قبیلہ اسلم۔ غفار۔ مزینہ۔ جہینہ اور بنی اشجع اپنی اپنی جمعیت لشکر لیکر مدینہ پہونچ گئے صرف بنی سلیم کا قبیلہ رہگیا۔ وہ بھی منزل قدید مین آکر حاضر ہوگیا دسوین رمضان المبارک کو جناب ختمی مرتبت علیہ وآلہ السلام والتحیۃ۔ دس ہزار فوج جرار کے ساتھ بکمال عزّ و وقار فتح مکہ اور تصفیۂ بیت اللہ معظم کے قصد سے روانہ ہوئے۔

سفر مین افطار صوم کا حکم

اوسوقت تک آپ بھی روزہ سے تھے۔ اور تمام لشکر مسلمین بھی۔ مقام کراع غمیم مین پہونچکر آپنے روزہ افطار فرمایا اور تمام لشکر کو افطار کا حکم دیا صحیح مسلم مین ہے۔

عن جابر ابن عبد اللہ انّ رسول اللہ صلعم خرج عام الفتح الی مکّۃ فی رمضان حتی بلغ کراع غمیم وصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعہ حتی نظر الناس ثم شربت فقیل لہ بعض الناس قد صام فقال اولئک العصاۃ [1] — جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ زمان فتح مکہ ماہ رمضان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت صوم عازم مکہ ہوئے حتی کہ مقام کراع غمیم مین پہونچے۔ وہان آنحضرت صلعم نے قدح آب طلب فرمایا اور سب کو دکھلاکر روزہ افطار فرمایا۔ اسکے بعد لوگون نے عرض کی کہ بعض اشخاص نے روزہ نہین کھولا ہے۔ ارشاد کیا منھون نے ایسا کیا وہ گنہگار اور نافرمان ہین بحوالہ تاریخ احمدی صـ ۶۶ لکھنؤ

ابوسفیان اور عبداللہ بن امیہ سے ملاقات

صاحب رحمۃ العالمین حافظ ابن القیمؒ تلمیذ امام ابن تیمیہ کی کتاب زادالمعاد صـ ۴۱۳ جلد اوّل کے حوالہ سے لکھتے ہین۔

مدینہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو منزل چلے تھے کہ راہ مین ابوسفیان بن الحارث (بن عبدالمطلب)

---

[1] لیکن امام المحدثین ابن تیمیہ صاحب نے صلاح الدین کی فوج مسلمین کو جنگ بیت المقدس مین جو اسی رمضان کے مہینہ مین واقع ہوئی تھی روزے رکھوا رکھوا کر لڑوایا۔ کیا اچھی تقلید رسولؐ ہے۔ المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

دو بھائیون سے راہ مین ملاقات اور عفو تقصیرات

اور عبداللہ بن امیہ (ابن عاتکہ بنت عبدالمطلب) سے ملاقی ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھون نے نبی صلعم کو سخت ایذائین دی تھین اور اسلام کے مٹانے مین بڑی بڑی کوششین کی تھین۔ آنحضرت صلعم نے اونھین دیکھا اور مونھ پھیر لیا۔ ام المومنین ام سلمہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ص۔ ابوسفیان آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے اور عبداللہ آپ کی حقیقی پھوپی (عاتکہ) کا لڑکا ہے۔ اتنے قریبی تو رحمت سے محروم نہ رکھنے چاہیین۔

اسکے بعد حضرت علیؑ نے ان دونون کو یہ ترکیب بتلائی کہ جن الفاظ مین برادران یوسف علیہ السلام نے معافی کی درخواست کی تھی۔ تم بھی آنحضرت صلعم کی خدمت مین جاکر اونھین الفاظ مین استدعاے معافی کرو۔ نبی صلعم کے عفو و رحم سے امید ہے کہ ضرور کامیاب ہوجاؤگے۔ اونھون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ آیت پڑھی۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ

بخدا کچھ شک نہین کہ تمکو اللہ نے ہم پر برتری دی اور بیشک ہم قصوروار ہین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

جاؤ آج کے دن تمپر کوئی الزام نہین۔ خدا تمکو بخشدے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اوسوقت ابوسفیان (ابن الحارث بن عبدالمطلب) نے عجیب جوش و نشاط سے یہ اشعار پڑھے

لعمرك اني حين احمل رايته — لتغلب خيل اللات خيل محمدؐ

قسم ہے جن دنون مین نشان اس لئے اوٹھایا — کرتا تھا کہ لات کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آجاے

لكالمدلج الحيران اظلم ليله — فهذا اوانى حين اهدى فاهتد

اُن دنون مین اوس خاطیپشت جیسا تھا جو اندھیری رات مین ٹھوکرین کھاتا ہو — اب وہ وقت آگیا کہ مین ہدایت پاؤن اور سیدھے راستہ پر آجاؤن

هدانى هاد غير نفسى ودلّنى — الى الله من طردته كل مطرّد

مجھے ہادی نے (کہ میرے نفس نے) ہدایت دی ہے اور خدا کا راستہ مجھے — اوس شخص نے بتلایا ہے جسکو مین نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا تھا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنکر فرمایا۔ ہان سچ تو ہے۔ تم تو مجھے چھوڑ بیٹھے تھے۔ رحمۃ العالمین ص ۱۱۸

لشکر اسلامی مین ابوسفیان بن حرب کی آمد اور حضرت عمر کا بیحساب عتاب

دس ہزار اخلاصمندون کا طیار لشکر فتح و نصرت الٰہی کے کامل یقین و بشارت کے ساتھ منزلین طے کرتا ہوا۔ مرالظہران کے آخر منزل تک بخیر و خوبی پہونچ گیا یہ مقام۔ مکہ معظمہ سے ایک منزل سے بھی کم کی مسافت پر واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لشکر کو یہین قیام اور صعوبت سفر سے آرام کرنے کے لیے ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ حکم کی دیر تھی۔ دو میل کے مربع مین اوس وادی کے چارون طرف

لشکر اسلامی نے پڑاؤ ڈالدیے۔ مہاجرین وانصار کے گروہ مخصوصین کے علاوہ عرب کے دوسرے ہمراہی قبیلون نے خوب پھیل پھیل اپنے اپنے قبیلے کے ڈیرے خیمے لگائے گویا اوس وسیع ریگستان مین چھوٹی چھوٹی بستیان بسالین۔ وہ خاک زار کوسون تک مردم زار بنگیا۔ عجیب لطف انگیز منظر تھا اور مسرت خیز سمان۔ نہین معلوم کتنے ہزار برسون کے بعد اس ریگستان کو اپنے دامن مین انسانون کی اتنی بڑی آبادی دیکھنی نصیب ہوئی تھی۔ یہ بھی اسلام کے قدمون کی برکت تھی دن تو دن رات کا نظارہ اس سے بھی زیادہ دلکش دولآویز تھا۔ لشکر اسلام کے جانفروشون نے چارون طرف کچھ تو اپنی خاص ضرورت اور زیادہ تر جانوران صحرائی سے محافظت کی غرض سے آگ جلاکر اوس وادی پُرخار کو رشک گلزار بنا رکھا تھا

قریش کو جناب ساتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی کچھ خبر لگ گئی تھی۔ لیکن خبر تھوڑی ہو پہونچی ہو یا بہت اب اون مین اسلام سے مقابلہ کی صلاحیت ہی باقی نہین تھی۔ اسی بنا پر اونھون نے۔ بدیل بن ورقاء۔ حکیم بن حزام اور ابوسفیان بن حرب کو جاسوسی کی خدمت پر بھیجا اور تاکید کردی کہ اگر رسول اللہ صلعم تشریف لائے ہون اور اون سے شرف ملازمت ہو تو معاہدۂ حدیبیہ کی درخواست منظور کراکے آپ کو راستہ ہی سے واپس کردینا۔

چونکہ جاسوسی کی خدمت تھی اور یہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلعم کس راہ سے تشریف لارہے ہین۔ اسلیے تینون نے تین راہین پکڑین۔ بدیل اور حکیم تو دوسرے راستون سے گھوم کر پیچھے آئے۔ لیکن ابوسفیان رات ہی کو سب سے پہلے لشکر اسلامی مین پہونچ گیا۔ خلاف معمول چارون طرف میدان مین آگ روشن دیکھ کر اوسکے حواس باختہ ہوگئے۔ ابھی وہ اپنی اسی حیرت مین غلطان پیچان تھا کہ حسن اتفاق سے حضرت عباس ابن عبدالمطلب اپنے خچر پر گزران نکلے۔ ابوسفیان کی آواز پہچان کر پکارے۔ ابن ہشام حضرت عباس کی زبانی بیان کرتے ہین۔

فقال یا ابا الفضل قلت نعم قال مالك	ابوسفیان نے کہا یا ابا الفضل۔ مین نے کہا ہان۔ ابوسفیان بولا۔
فداك امی وابی قال قلت ویحك یا اباسفیان	میرے مان باپ آپ پر فدا ہون۔ یہ کیا ہے۔ مین نے کہا۔ یہ رسول اللہ
هذا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر ہے اور قریش کے لیئے خدا کی قسم اب
فی الناس واصباح قریش والله قال فما	صبح ہے ابوسفیان بولا اب میرے بچنے کا کوئی حیلہ ہے۔ میرے
لحیلة فداك امی وابی قال قلت والله لئن	مان باپ آپ پر فدا ہون مین نے کہا۔ یہ سمجھ لے کہ فتح ہوتے ہی
ظفر بك لیضربن عنقك فاركب فی عجز هذه	تیری گردن ماری جاے گی۔ بہتر یہ ہے کہ میرے خچر کے پیچھے سوار
البغلة حتی اتی بك رسول الله صلی الله	ہولے۔ مین تجھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
علیه وآله وسلم فاستامنه	لیجاکر امان دلوادون۔

شبلی صاحب نے اس واقعہ کو بھی چھوڑ دیا ہے اور سلسلہ کلام ابوسفیان کی حاضری سے آغاز کیا ہے۔ جو اس

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ کے بعد تمام کتابون مذکور ہے۔ نہین معلوم شبلی صاحب نے اپنی کتاب اپنے معتقدین خاص کے لیے لکھی ہے یا عام مسلمین کی اطلاع و واقفیت کے لیے۔ بہرحال شبلی صاحب۔ آیندہ واقعات بڑی عبارت آرائی کے ساتھ۔ اختصار کے طریقہ خاص مین یون زیب قرطاس فرماتے ہین۔

حضرت عمر جذبۂ انتقام کو ضبط نکر سکے۔ تیز قدمی سے آگے بڑھے اور بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ کفر کے استیصال کا وقت آگیا۔ لیکن حضرت عباس نے خان بختی کی درخواست کی۔ حضرت عمر نے دوبارہ عرض کیا۔ حضرت عباس نے کہا۔ عمر۔ اگر یہ شخص تمھارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اسقدر سخت دل نکرتے۔ حضرت عمر نے کہا۔ آپ یہ نفرمائین۔ آپ جسدن اسلام لائے۔ مجھکو جو مسرت ہوئی تھی۔ خود میرا باپ خطاب اسلام لاتا تو مجھکو اسقدر خوشی نہوتی ص ۳۷۶

معلوم ہوتا ہے کہ شبلی صاحب کے طریقہ تحریر مین سلسلہ بیان قائم رکھنے کی کوئی ضرورت نہین۔ حضرت عباس سے ملاقات ہونے۔ باہم گفتگو کرنے۔ خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ ہمراہی حضرت عباس اور ابوسفیان کے آنے کے ذکر و حالات کی تفصیل و تصریح تو ندارد۔ حضرت عباس کی شفاعت اور حضرت عمر کی معارضت موجود۔ مبتدا تو غائب۔ خبر حاضر۔ کوئی بتلاوے۔ یہ کیسا طرز کلام ہے اور کیسا انداز بیان۔ اور اس سے کسی واقعہ کی حقیقت اور واقعیت کی اطلاع عام کیسے ہوسکتی ہے اب ان حالات کی تفصیل کیون نہ کی گئی۔ صرف اس لیے کہ ایک بزرگ بنی ہاشم (عباس بن عبدالمطلب) کے آگے ایک رئیس بنی اُمیہ (ابوسفیان بن حرب) کی۔ جو خوش قسمتی سے خلیفہ پنجم امیر معاویہ کے باپ تھے ہیٹی ہوتی تھی اور آپ کو اپنے ہیروز اف اسلام Hiroes of Islam کے مورث اعلی کی یہ توہین ذاتی کسی طرح گوارا نہین تھی اس لیے بنی ہاشم (حضرت عباس) کے اون اعلی ترین محاسن اخلاق کو جو دشمنون اور قاتلون کے ساتھ بھی برتا جانا من جانب اللہ اونکی فطرت صالحہ مین ودیعت ہوا تھا۔ بالکل نسیاً منسیاً کردیا۔

لیکن اسکی جگہہ حضرت عمر کی گہر فشانی کو جو آخر مین محض فضول بیانی ثابت ہوتی ہے پوری تفصیل سے قلمبند فرمایا۔ وہ نہ زوائد کے شمار مین آیا۔ نہ خلاف موضوع قرار پایا اور اختصار کے پیرایہ مین لایا گیا۔ کیون؟ اس لیے کہ سیرۃ النبی تو حقیقت مین سیرۃ الخلفا (خصوصاً حضرت ابوبکر و حضرت عمر) کا مقدمہ ہے اور اسکا موضوع تو خاصکر انھین کے موضوع مفاخر و مشارف کی تجمیع۔ تاسیس اور تدوین خاص ہے۔ حالانکہ حضرت عمر کے ان کلمات تعریضی سے اگر موصوف کا استقلال فی الایمان دکھلانا منظور تھا تو وہ بھی ثابت نہین ہوتا۔ اگر آپ کی اصابت رائے کا اعلان مقصود تھا۔ تو وہ بھی ظاہر نہین ہوتا۔ اگر خدمت رسول صلعم مین موصوف کا کمال رسوخ دکھانا مدنظر تھا تو وہ بھی حاصل نہین اسلیے کہ حضرت عمر نے چاہے اپنے جس وصف خاص کی وجہہ سے خدمت رسول صلعم مین یہ عرض پیش کی ہو۔ وہ قطعاً بلا ترمیم مسترد کردیگئی۔ بلکہ ویحك یا عمر کہکر آپ کی سرزنش کردی گئی تو پھر اوصاف اضافی کہان باقی رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تجویز رسالت مین وہ اوصاف نقائص ثابت ہوے۔ پھر شبلی صاحب کو اونکے اظہار پر کیون اصرار ہے۔

اس واقعہ پر منحصر نہین ہم اکثر مقامات پر حضرت عمر کی ایسی ہی نااندیشانہ تجویزین اور تعریضین نقل کر آئے ہین۔ عبداللہ بن ابی سلول کے قتل کی نسبت بھی آپنے ایسی ہی جرات بیجا دکھلائی۔ ابھی ابھی غریب حاطب کے قتل کے لیے بھی رسول اللہ کی خدمت سے ایسی ہی اجازت چاہی۔ پھر ابوسفیان پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے بھی ویسا ہی معروضہ پیش کیا لیکن جیسا کہ پہلے موقعون پر آپکی استدعا مسترد فرمائی گئی اوسی طرح ابکی بار بھی۔ تعجب ہے کہ حضرت عمر کی یہ تیز قدمی اور جرأت مخالفین موجودین اور مجرمین حاضرین ہی تک محدود پائی جاتی ہے۔ کسی معرکہ۔ جنگ۔ مقابلہ یا مقاتلہ کے موقع پر کسی مخالف کی گردن اوڑانے۔ کسی کے سر کاٹنے۔ یا کم ازکم کسی سے مقابلہ و مقاتلہ کرنے کے لیئے آنحضرت صلعم سے حضرت عمر کا اجازت مانگنے کا کوئی واقعہ شبلی صاحب اپنی کتاب مین نہین لکھتے۔ فافہم فتدبر

ابوسفیان کا خوف جان ایمان لانا۔

اتنی تنقیدی عبارت لکھکر ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین اور شبلی صاحب ہی کی عبارت سے باقی حصہ واقعہ کو نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری مین ہے کہ گرفتار ہونے کے ساتھ ہی ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا۔ لیکن طبری وغیرہ مین اس اجمال کی تفصیل مین حسب ذیل مکالمہ لکھا ہے۔

رسول اللہ صلعم۔ کیون ابوسفیان کیا تمکو اب بھی یقین نہین آیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین؟

ابوسفیان۔ کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔

رسول اللہ صلعم۔ کیا اس مین کچھ شک ہے کہ مین خدا کا پیغمبر ہون؟

ابوسفیان اس مین تو ذرا شبہ ہے۔

بہرحال۔ ابوسفیان نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور اسوقت گو انکا ایمان متزلزل تھا۔ لیکن مورخین لکھتے ہین کہ بالآخر وہ پختے مسلمان بن گئے۔ چنانچہ غزوۂ طائف مین اونکی ایک آنکھ زخمی ہوئی اور یرموک مین وہ بھی جاتی رہی (خوب شد اسباب خود بینی شکست۔ مولف) سیرۃ النبیؐ جلد اول ص۳۷۷۔

اول تو بخاری صاحب کی تاریخ دانی پر تعجب ہے دوسرے شبلی صاحب کے آنکھ بند کرکے نقل فرمادینے پر۔ یہ ابوسفیان کی گرفتاری کا مضمون کہان سے نکالا گیا۔ آپ کی خود عبارت موجود ہے۔ اوس مین تو آپ نے انکے گرفتاری کی حالت۔ انکے گرفتار کنندہ کا نام۔ گرفتاری کا مقام کچھ بھی نہین لکھا ہے اور آپ پر کیا منحصر ہے کسی تاریخ و حدیث کی کتاب مین اسکی خبر نہین۔ پھر حضرت عباس کی اس رہنمائی کو آپ یا آپ کے بخاری صاحب گرفتار کیسے لکھتے ہین۔

شبلی صاحب کی نقل و ترجمہ مین کھلی تحریف

اصل ماخذ کی عبارت مین تحریف۔ صاحبان تالیف کے لیے بڑی توہین و تضحیک کی

باعث ہوتی ہے خصوصًا شبلی صاحب کے ایسے ذیمقدار و ذی اعتبار بزرگ سے ایسی لغزش تو سخت تعجّب انگیز ہے آپنے ابوسفیان کے آخر وقت تک کفر و ضلالت کے ثبوت پر خواہ مخواہ پردہ ڈالنے کے لیے مکالمۂ مذکورہ کو اصل ماخذ کی عبارت مین ناتمام چھوڑکر فورًا لکھدیا کہ بہرحال ابوسفیان نے اسلام کا اظہار کیا۔ حالانکہ جس ماخذ کی عبارت آپ نقل کر رہے ہین وہ ابھی باقی ہے اور وہ صاف صاف بتلا رہی ہے کہ قبول نبوّت اور اقرار رسالت مین قدرے تک تبلانے کے بعد جس نے ابوسفیان کو اسلام لانے پر قطعًا اور فورًا مجبور کر دیا۔ وہ خوف جان تھا۔ جسکو پھر اوسی بزرگ ہاشمی نے بتلایا اور سمجھایا جس کا نام لینا آپ نہین چاہتے۔ طبری مین اس مکالمہ کی وہ عبارت جس مین یہ واقعہ درج ہے اور جسکو آپ اس دلیری سے نقل و ترجمہ مین چھوڑ گئے ہین۔ حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

فقال العبّاس فقلت له ويلك تشهد شهادة الحق قبل ان تضرب عنقك قال فشهد

(قول ہوت مین کچھ شک سکرا) حضرت عباس بیان کرتے ہین کہ مین نے ابوسفیان سے کہا کہ وائے ہو تجھپر جلدی سے حق کا کلمہ شہادت پڑھ ورنہ خدا کی قسم ابھی تیری گردن ماری جاتی ہے حضرت عباس کہتے ہین بس اوس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

طبری کا وہی صفحہ ۱۶۳۲ ملاحظہ ہو

اس عبارت آخری سے ثابت ہو گیا کہ محض خوف جان اور حضرت عباس کی تنبیہہ و تہدید سے ابوسفیان نے (آنکا بنیا سودا کرے) اسلام قبول کیا۔ ابوسفیان کی مقدار ایمان آپکے پیش کردہ ماخذ سے اتنے ہی ثابت ہوتی ہے۔ آپ حق ناحق اصل ماخذ مین شرمناک تحریف کرکے ابوسفیان کی عیب پوشی کرتے ہین اور اوسکے ایمان کو صداقت و کمالیت کی معیار پر پورا اوتارتے ہین۔ اس سے کیا فائدہ۔ خوش قسمتی سے آپ کے پاس بھی تاریخ طبری کا وہی مطبوعہ جرمن نسخہ موجود ہے جو بدقسمتی سے میرے پاس بھی حاضر ہے۔ اس سے تو آپ کی ان قلمکاریون کی حقیقت اوسی طرح منکشف ہوتی ہے جس طرح اوپر نقل کی گئی۔ اگر اس پر بھی آپ کا اطمینان خاطر نہو تو مفصلہ ذیل اور شواہد تاریخی بھی حاضر ہین

ابن ہشام مرقومہ بالا مکالمت کی آخر عبارت یون لکھتے ہین۔

قال ابوسفيان بابى انت وامّى ما احلمك واكرمك واوصلك اما هذه والله فانّ فى النفس منها حتى الآن شيئا فقال له العباس ويحك - اسلم واشهد ان لا اله الّا الله وانّ محمّدا رسول الله قبل ان تضرب عنقك قال فشهد شهادة الحق فاسلم

(اقرار نبوّت کے ارشاد پر) ابوسفیان نے (آنحضرت صلعم سے) کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون۔ آپ سے بڑھکر میرے لئے کوئی حلیم تر۔ کریم تر اور (قرابت مین) قریب تر نہین ہے لیکن اس امر مین خدا کی قسم میرے دل مین ابتک شک ہے۔ یہ سنکر حضرت عباس نے کہا۔ وائے ہو تجھپر اے ابوسفیان جلد اسلام لا اور فورًا کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ پڑھ قبل اسکے کہ تیری گردن اوڑا دی جاے۔ حضرت عباس کہتے ہین کہ اوس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام لایا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک دوسری شہادت بھی سُن لیجاوے۔ روضۃ المناظر تاریخ ابن ابی شحنہ مین ہے۔

قال اما هذه ففی نفسی منها شی فقال له العباس ویحك تشهد قبل ان تضرب عنقك فشهد واسلم واسلم معه حکیم بن حزام وبدیل بن ورقا بحوالہ تاریخ احمدی صـ۷۷

ابوسفیان نے کہا کہ اس بات سے تو میرے دل مین کچھ کھٹک ہے یہ سنکر حضرت عباس نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا وائے ہو تجھپر جلد تصدیق رسالت کرلے قبل اسکے کہ تو قتل کیا جاوے پس ابوسفیان کلمہ شہادت پڑھکر اسلام لایا اور اوس کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا بھی۔

مواہب لدنیہ قسطلانی مین ہے۔

قال ابوسفیان بابی انت وامی ما احلمك وما اکرمك واوصلك اما هذه فان فی النفس منها شیئا حتی الان فقال له العباس ویحك اسلم واشهد ان لا اله الا الله وتشهد ان محمدا رسول الله قبل ان تضرب عنقك فاسلم وشهد شهادة الحق

ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے لیئے آپ سے بڑھ کر کوئی حلیم تر کریم تر اور (قرابت مین) قریب تر نہین ہے لیکن اس امر مین خدا کی قسم میرے دل مین ابھی تک شک ہے۔ یہ سنکر حضرت عباس نے کہا وائے ہو تجھپر جلد اسلام لا اور کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ پڑھ لے۔ قبل اسکے کہ تیری گردن ماری جائے پس اوس نے کلمہ شہادت پڑھکر اسلام قبول کیا زرقانی جلد دوم صـ۳۶۱ مطبوعہ مصر

قریب قریب یہی عبارت وترجمہ تاریخ ابوالفدا اور روضۃ الاحباب صـ۴۲۵ مین بھی مرقوم ہے۔

شبلی صاحب اور اونکے معتقدین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمالین کہ اونکی حق پوشی سے کیا فائدہ ہوا جب اونکی اس تحریفانہ کوشش کے انکشاف کرنیوالے دنیا مین اس کثرت سے موجود ہین۔

ابوسفیان کبھی سچے مسلمان نہین ہوے

بہرحال شبلی صاحب کی یہ سب کوششین صرف اس لئے تھین کہ ابوسفیان کی خالص لایمانی ثابت ہو کیونکہ آپ تو لکھ چکے کہ مورخین کہتے ہین کہ آخر وہ سچے مسلمان ہوگئے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون مؤرخ ہے جسکی تاریخ مین آپ نے انکی خالص لایمانی اور کامل لااسلامی کی شہادت دیکھی ہے۔ ذرا نام تو بتلاتے۔ زبانی لفاظی اور مغالطہ دہی سے کام نہین چلتا۔ اگر آپ خود سچے تھے تو اوس مورخ اوسکی تاریخ کا نام اوسکی عبارت لکھدی ہوتی۔ شبلی صاحب یہ بھی آپ کی تحصیل حاصل ہے۔ ان کے اسلام لانیکے بعد ہی جو واقعہ زرقانی نے موسی ابن عقبہ اور واقدی کے اسناد سے لکھا ہے اوس سے انکے تذبذب فی الایمان کی حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ملاحظہ ہو زرقانی کی مفصلہ ذیل عبارت۔

قال ابوسفیان وحکیم یا رسول الله جئتك بایاش الناس من یعرف ومن لا یعرف الی هلك وعشیرتك فقال صلی الله علیه وآله وسلم انتما اظلم و

اسکے (اسلام لانیکے) بعد ابوسفیان اور حکیم بن حزام نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ایسے اوباش لوگون کی جمعیت لیکر آئے ہین جو آپ کے قبیلہ اور عشیرے والون کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم تو خود ظالم ترین اور

Presented by Ziaraat.Com

انجر فقد غدرتم بالحدیبیة وظاهرتم	فاجر ترین مردم ہو۔ اسلیے کہ تم نے معاہدہ صلح حدیبیہ سے خلاف ورزی
علی بنی کعب بالاثم والعدوان فی حرم اللہ وامنه	اختیار کی اور بنی کعب پر حرم خدا اور امن الٰہی مین حملہ کرکے گنہگار اور ظالم
فقالا صدقت یا رسول اللہؐ	ہوے دونون نے کہا صحیح ارشاد ہوتا ہے۔

ابوسفیان اسلام لانیکے بعد بھی زبان رسولؐ سے ظالم ترین اور فاجر ترین ثابت ہوئے۔ اسی طرح محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد دوم ص۵۸۱ مین لکھتے ہین۔

حضرت عباس سے ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد جناب سولخد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہ رجل مستسلم ولا مسلم یہ شخص مسلم بنایا گیا ہے نہ مسلم ہے یعنی اس نے اسلام کو بتکلف ظاہر کیا ہے نہ رغبت و طیب خاطر سے

واقدی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ترجمہ کامل الواقدی مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص۲۰۳ جلد ۱۔

لشکر اسلامی کی شان و شوکت دیکھکر ابوسفیان کی حیرت

جناب سولخد صلعم سے ابوسفیان کی ہمکلامت کو تمام کرکے شبلی صاحب اپنے آیندہ سلسلہ بیان مین لکھتے ہین۔

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کردو کہ افواج الٰہی کا جلال آنکھون سے دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد دریاے اسلام مین تلاطم پیدا ہوا قبائل عرب کی موجین جوش مارتی ہوئین بڑھین۔ سب سے پہلا غفار کا پرچم نظر آیا۔ پھر جہینہ۔ ہدیم۔ سلیم۔ ہتیارون مین ڈوبے ہوے۔ تکبیر کے نعرے مارتے ہوے نکل گئے۔ ابوسفیان ہر دفعہ مرعوب ہوجاتا تھا۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ کا اس سروسامان سے آیا کہ آنکھین خیرہ ہوگئین۔ سیرۃ النبی ص۳۷۷

شبلی صاحب لکھنے کو تو سارا واقعہ لکھ گئے لیکن اپنی عادت سے مجبور تھے چونکہ نقص اسلام ابوسفیان۔ مفید مطلب مضمون نہین تھا اسلیے اوسکو قلم انداز فرماگئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت و مضمون شاید اصل ماخذین موجود ہی نہین ہم آپ کو باور کراتے ہین کہ آپکی ان مغویانہ تحریفات و ترکیبات سے نہ ابوسفیان کے عیوب پر پردہ پڑا ہے اور نہ پڑ سکتا ہے اس لیے کہ اوسکے عیوب نقائص ایمانی جنکو آپ اپنی قلمکاریون سے خلوص و رسوخ ایمانی بتلانا چاہتے ہین۔ ایسے طشت از بام اور زبان زد خاص و عام ہین کہ اون کے چھپانے مین سواے اپنی بدنامی اور ناکامی آپ کو کچھ حاصل نہین ہوسکتا۔

اب آپ اپنے حدیث و تاریخ کے قدیم ماخذون کی متواتر روایات پر توجہ و غور کرین کہ لشکر اسلام کی پرعظمت و جلال شان و شوکت کو دیکھکر ابوسفیان کا حضرت عباس سے یہ متحیرانہ سوال۔ تاریخ طبری۔ ابن ہشام۔ ابوالفدا مواہب لدنیہ اور روضۃ الاحباب وغیرہ مین درج نہین ہے کہ۔

فقال ابوسفیان سبحان اللہ یا عباس	(سب سے آخر مین آنحضرت صلعم کے ہمرایون کی شان کو دیکھکر) ابوسفیان نے کہا

Presented by Ziaraat.Com

من هؤلاء قال قلت هذا رسول الله صلے الله عليه وآله وسلم في المهجرين والانصار قال ما لاحد بهؤلاء قبل ولا طاقة والله يا ابا الفضل لقد اصبح ملك ابن اخيك الغداة عظيما قال قلت يا اباسفيان انها النبوة ص۲۱۵ جلد دوم

سبحان اللہ۔ عباس یہ کون لوگ ہین۔ حضرت عباس کہتے ہین مین نے جواب دیا کہ یہ مہاجرین وانصار کے گروہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہی ہین۔ ابوسفیان نے حیران ہوکر کہا کہ ایسی تو پہلے کسی کی بھی قوت وشان نہین تھی قسم خدا کی اے ابوالفضل اب تو تیرے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہوگئی ہے حضرت عباس کہتے ہین مین نے جواب دیا وائے ہو تجھپر یہ اقتدار نبوت ہے۔

قریب قریب یہی۔ عبارت طبری۔ ابوالفدا۔ مواہب لدنیہ۔ زرقانی اور روضۃ الاحباب مین بھی درج ہے۔ آپ نے بھی اپنی کتاب مین زیادہ تر انھین ماخذون سے اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے تو پھر اس عبارت ومضمون کو کیون نہ لکھا خاص کر اسلیے کہ ابوسفیان حضرت امیر معویہ کی توہین ہوتی تھی۔ کیا شبلی صاحب کے ایسے فاضل محقق کے مولفانہ تدین کے خلاف نہین ہے۔

آپ نے اس واقعہ کو غالبًا طبری کی عبارت سے نقل فرمایا ہے دیکھیے اوسکے اوسی صفحہ ۶۳۲ مین یہی عبارت درج ہے۔

اسکے بعد طبری لکھتے ہین کہ حضرت عباس کے اس ارشاد کا جواب ابوسفیان نے ان الفاظ مین دیا۔

فقال ابوسفيان نعم قلت الحق الان بقومك فحذرهم فخرج سريعا حتى اتى مكة

جو آپ نے کہا بجا ہے حضرت عباس فرماتے ہین پھر مین نے اوس سے کہا کہ اب تیرا حق یہی ہے کہ تو اپنی قوم کو جا کر ڈرا۔ وہان سے ابوسفیان نہایت تیزی سے چلکر مکہ مین داخل ہوگیا۔

ابوسفیان کے ساتھ احسان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہکر ابوسفیان کو لشکر اسلام کی جو سطوت دکھلائی تھی اوس سے اپنی شان وشوکت کا اظہار خودنمائی نہین منظور تھا بلکہ جبروت قدرت کا معائنہ اور کرشمۂ مشیت کا مشاہدہ مقصود تھا جس کے خلاف خود ابوسفیان اور اوسکے ایسے کتنے کفار قریش اور مشرکین مکہ آٹھ برس تک ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے لیکن اپنی مسلسل ومطول کوششون کے بعد بھی جنمین اونکی ہزارون جانین تلف ہوئین لاکھون روپے صرف ہوئے کچھ بھی مفید کار نہوا۔ آج وہی اسلام ہے اور وہی اسلامیون کی جمعیت جو اس شان وشوکت اور اجلال وسطوت سے اون کی آنکھون کے سامنے اونکے اوسی شہر مین بلا خوف وہراس داخل ہو رہی ہے جسکو وہ آٹھ برس پہلے بڑی بیرحمی۔ بڑی بیدردی اور بڑی بیباکی سے باہر نکال کر آوارہ وطن کر چکے تھے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ ابوسفیان کے جرائم ومظالم کی کوئی حد انتہا نہین تھی یہ جناب رسولخدا صلعم کے محاسن اخلاق تھے اور مکارم اشفاق حقیقتًا یہ آپ ہی کی دریادلی تھی اور لاانتہا فیاضی کہ ابوسفیان کے ایسے دشمن جان کی جان بخشی فرمادی۔ اس بنا پر شبلی صاحب کا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے کہ

ابوسفیان کے پچھلے کارنامے سب کے سامنے تھے۔ اور ایک ایک چیز اوسکے قتل کی دعویدار تھی۔ مدینہ پر بار بار حملہ قبائل عرب کا اوسکی اشتعال۔ آنحضرت صلعم کے خفیہ قتل کرنیکی سازش۔ ہر چیز اوسکے خون کی قیمت ہوسکتی تھی۔ لیکن ان سب سے

Presented by Ziaraat.Com

بالاتر ایک اور چیز (عفو نبوی) تھی اوس نے آہستہ سے ابوسفیان کے کان مین کہا کہ خوف کا مقام نہین سیرۃ النبی صـ ۳۷۶

احسان کی دوسری مثال یون تو مصالح نبوت کو جو عین مصالح قدرت ہوتے ہین بالاتمام سمجھنا عام عقل و ادراک انسانی سے بعید ہے لیکن ظاہر طور پر ابوسفیان کی رعایت و معافی کے معاملات مین مدبر رسالت نے ادنیٰ ترین اور اعلیٰ ترین کی طیار مثالین دنیا کو دکھلادین اور بمصداق سہ در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست۔ بتلادیا کہ خاصان الٰہی اپنے پورے اختیار و اقتدار کے وقت بھی اپنے دشمن جان اور قاتل کے ساتھ اس عجز و انکسار اور لطف و ایثار سے پیش آتے ہین اس بنا پر یہ بالکل صحیح ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے ساتھ غیر متوقع جان بخشی فرمانے کا احسان خاص فرمایا۔ یا آپ کے عم نامدار حضرت عباس نے جو کچھ اوسکے ساتھ رعایت کی وہ سب اخلاق نبی ہاشم کے خاص آثر تھے۔ اور جسمین جناب سرور مخدوم صلعم کے خلق عظیم بدرجہ اولی شریک غالب تھے کچھ ان ہی مراعات و مرافقات پر منحصر نہین۔ حضرت عباس کی پھر دوسری تحریک پر تالیف قلوب کی غرض خاص سے ابوسفیان کو امتیاز خاص بھی عنایت فرمایا چنانچہ طبری مین ہے۔

عن ابن عباس فقلت یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل یحب الفخر فاجعل لہ شیئا یکون فی قومہ فقال نعم من دخل دار ابوسفیان فھو امن ومن دخل مسجد فھو امن ومن اغلق بابہ فھو امن۔	حضرت عباس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ص۔ ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے۔ اوسکے لیے کوئی امتیاز خاص عنایت ہو۔ جو اوس کی قوم مین اوسکے امتیاز کا باعث ہو۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ پھر یون اعلان فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چلا آئے گا وہ امان دیا جائیگا اور جو مسجد الحرام مین چلا آئیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہے گا وہ بھی مامون رہے گا صـ ۱۶۳۴۔

یہ ایسا مشہور و معروف واقعہ ہے کہ تمام حدیث و تاریخ کی کتابون مین منقول ہے۔ حوالون کی ضرورت نہین۔ مگر افسوس کہ شبلی صاحب نے اسکو بھی اپنے مقام پر نہ رہنے دیا اور نہ اپنی حالت خاص مین۔ یہ واقعہ تاریخ طبری مین اوسی عبارت کے ساتھ شامل ہے جسکو آپ ابوسفیان کے معائنہ لشکر والے واقعہ مین اوسی طبری سے نقل کرچکے ہین لیکن افسوس ہے کہ آپنے اوسکو اپنے سلسلہ عبارت مین اصلی مقام پر نہین لکھا۔ بلکہ علیحدہ اعلان عام کی صورت مین اوس واقعہ کے بعد درج فرمایا اور وہ اندراج بھی آپ کی عادت قطع و برید اور قلمی تحریف سے خالی نہین رہا۔ اور وہ یہ کہ آپنے اسکی عبارت مین حضرت عباس کی تحریک سے اوسکے اس شرف امتیاز عطا کئے جانے کا ذکر بالکل محو کردیا گویا طبری مین اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ

شبلی صاحب کی دوسری تحریف یُحِبُّ الْفَخْرَ (ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے) حضرت عباس کی زبانی تحریک کو ورد مسطور ہی نہین ہے۔ آپ کی یہ صریح تحریف آپکے تدین مؤلفانہ کو کسقدر رذیل و ضعیف ثابت کرتی ہے۔ یہ رسوائی صرف اس لیے اوٹھائی گئی ہے کہ ابوسفیان کے ساتھ اس عطایاے نبوی مین کسی کی تحریک و شرکت نہ ثابت ہو۔ بلکہ یہ

سمجھا جاوے کہ خود رسول اللہ صلعم کی نگاہ مین ابوسفیان کا ذاتی اعزاز ایسا تھا کہ بلا تحریک احدے آپ نے بالنفس النفیس اونکو یہ امتیاز خاص عنایت فرمایا۔ اور یہ اصلیت و واقعیت کے سراسر خلاف ہے جیساکہ ثابت ہوا۔

ابوسفیان کا سلسلۂ استعجاب

اس کے آگے شبلی صاحب رقمطراز ہین۔

ابوسفیان نے متحیر ہوکر پھر پوچھا اب یہ کون لشکر ہے۔ حضرت عباس نے نام بتلایا۔ دفعتًا سردار فوج حضرت سعد بن عبادہ ہاتھ مین علم لیے ہوے برابر سے گذرے اور ابوسفیان کو دیکھکر بول اوٹھے۔

الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الکعبة بحوالہ خاص

آج گھمسان کا دن ہے آج کعبہ حلال کر دیا جاے گا صحیح بخاری

سب سے آخر مین کوکبۂ نبوی نمایان ہوا جس کے پرتو سے سطح خاک پر نور کا فرش بچھتا جاتا تھا حضرت زبیر ابن العوام علمبردار تھے ابوسفیان کی نظر جمال مبارک پر پڑی تو پکار اُٹھے کہ حضور نے سُنا۔ سعد بن عبادہ کیا کہتے ہین۔ ارشاد ہوا سعد بن عبادہ نے غلط کہا۔ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے یہ کہکر حکم دیا کہ فوج کا علم سعد سے لیکر اون کے بیٹے کو دیدیا جاوے۔ سیرۃ النبی ص ۳۷۷

بخاری صاحب اور شبلی صاحب کی کھلی تحریفین۔

نفحص حالات اور تحقیق واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شبلی صاحب نے ان واقعات کے لکھنے سے قبل یہ ارادہ کر لیا ہے کہ کسی واقعہ کو اوسکی اصلیت کے ساتھ کبھی نہین لکھین گے بلکہ اپنے غیر مفید مطلب اوسکے تمام مقامات مین قطع و برید کرتے جائین گے۔ کیون؟ اسلیے کہ ہر واقعہ مین کہین نہ کہین حضرت علیؑ کی خصوصیت کا ذکر آجاتا ہے۔ اور کہین کہین آپکے ممدوحین خاص کی بیجا اشارت و مداخلت ثابت ہوجاتی ہے اور فطرتًا یہ دونون باتین آپ کے لیے سخت دشوار اور ناگوار ثابت ہوتی ہین۔ اسلیے سواے اسکے کہ یہ باتین مرفوع القلم کر دیجائین اور کوئی چارہ باقی نہین رہا۔ آپ کرین تو کیا کرین۔ لہذا ایسے مقامات خاص مین صاحبان حدیث کا عموًا اور بخاری صاحب کا دامن پکڑنا ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام حدیث و سیر و تاریخ کی مرویات کثیرہ سے قطع نظر کرکے آپنے اس واقعہ کو صرف بخاری کی روایت سے لکھ مارا۔ کیونکہ وہ آپ سے زیادہ ان مرویات کی قطع و برید اور تضیع و ترکیب کے مشاق اور موقع شناس تھے۔ ایسا سواقعہ مین آپنے اور آپکے بخاری صاحب نے جو یہ محرفانہ قلمکاریان کی ہین وہ مفصلۂ ذیل عبارت مین ملاحظہ فرمائی جائین۔

بخاری صاحب نے سعد ابن عبادہ کے یہ تعریضی الفاظ لکھے ہین۔ الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الکعبة

حالانکہ ابن ہشام۔ علامہ طبری اور محدث شیرازی۔ بیک لفظ و زبان صرف کلمہ الیوم یوم الملحمہ کو لکھتے ہین الیوم تستحل الکعبة خاص بخاری صاحب کی ایجاد بندہ ہے۔ حالانکہ ابن ہشام اور طبری دونون بحیثیت مورخ و زمانہ بخاری سے مقدم اور مرجح ہین بخاری صاحب اور آپ دونون لکھتے ہین کہ ابوسفیان نے سعد بن عبادہ کی اس تعریض کی آنحضرت صلعم سے شکایت کی۔ لیکن ابن ہشام لکھتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے سعد بن عبادہ کی شکایت کی۔

Presented by Ziaraat.Com

قال ابن هشام وهو عمر ابن الخطاب فقال یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اسمع ما قال سعد بن عباده

ابن ہشام کہتے ہین یہ عمر بن خطاب تھے جنھون نے حضرت رسولخدا صلعم سے شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ صلعم آپ نے سُنا جو سعد بن عبادہ نے کہا

آپ بخاری صاحب کی زبانی لکھتے ہین کہ یہ سنکر آپ نے حکم دیا کہ فوج کا علم عبادہ سے (سعد سے) لیکر اونکے بیٹے (قیس) کو دیدیا جاوے۔ حالانکہ ابن ہشام۔ طبری اور محدث شیرازی بالاتفاق لکھتے ہین۔

فقال رسول الله صلعم بعلی ابن ابی طالب ادرکه فخذ الرایة منه فکن انت الذی تدخل بها

پھر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابیطالب سے فرمایا کہ فوج کا علم سعد بن عبادہ سے لیلو اور اوس علم کو لیکر شہر مین داخل ہو۔ ابن ہشام ۲۱۰ طبری ۱۶۳۶ روضۃ الاحباب ۴۲۶۔

حقیقت تو یہ ہے کہ علیؑ کا نام ہی لینا بخاری اور شبلی صاحب کے نزدیک گناہ ہے اور ذکر کرنا تو سخت معصیت پھر وہ ذکر جسمین کسی فضیلت و خصوصیت کا اظہار ہو۔ اب ذرا دیکھئے۔ حضرت علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا کی اس خصوصیت کے مٹانے۔ چھپانے اور گھٹانے مین بخاری صاحب اور اونکے مؤیدین نے کیا کیا قلمکاریان کین ہین۔ اور حضرت علی کی اس خصوصیت مین کتنے لوگون کو داخل کردیا ہے۔ اسکی تفصیل مین محدث شیرازی کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔ جو اونھون نے اس روایت کی تحقیق و تنقید مین زیب قلم فرمائی ہے۔

علی مرتضیٰؑ را گفت کہ برود علم را از سعد بستان و بر فق ورافت در مکہ در آئی۔ در روایتے آنکہ علم را از سعد گرفت و بہ زبیر ابن العوام داد و لوائے خاص رسولؐ زبیر داشت۔ چنانچہ صاحب اللوائین بمکہ در آمد۔ وجمع میان این روایات مختلفہ باین طریق حاصل میشود کہ گوئیم اوّل حکم کردہ باشد علی را کہ علم از وے بستاند و بمکہ در آمد و بعد ازان بجہت استمالت خاطر سعد بہ پسرش تفویض فرمودہ باشد و سعد بجہت آنکہ مبادا از پسر وے حرکتے صادر بشود کہ چنان نباید التماس کردہ باشد کہ علم از وے باز گیرند نبا برین زبیر را فرمودہ باشد کہ علم از قیس بستاند و بعضے از روایات صحیحہ مؤید این

حضرت علی مرتضیٰؑ کو حکم فرمایا کہ جاؤ سعد سے علم لیلو اور رعایت و مدارا کے ساتھ شہر مین داخل ہو اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے سعد سے علم لیکر اونکے صاحبزادے کو دیدیا اور دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ علم اون (سعد) سے لیکر زبیر کو سپرد کیا اور آنحضرت صلعم کا علم خاص بھی زبیر کے پاس تھا۔ چنانچہ زبیر صاحب اللوائین دونو علمون کو لیے ہوے مکہ مین داخل ہوئے۔ ان روایات مختلفہ مین میرے نزدیک جمع اقوال اس طریقہ سے ہوسکتی ہے کہ میری تحقیق مین پہلے علم حضرت علی مرتضیٰ کو حوالہ فرمایا گیا اور وہ علم لیے مکہ مین داخل ہوے لیکن مکہ مین آنے کے بعد آنحضرت صلعم نے محض سعد ابن عبادہ کی دلجوئی کے لحاظ سے اونکے بیٹے قیس کو علم دلوادیا مگر سعد نے یہ خیال کرکے کہ لڑکے سے شاید کوئی حرکت ناشائستہ ہوجاے۔ خدمت نبوی مین عرض کی کہ قیس سے علم لیکر کسی دوسرے صاحب کو عطا فرمادیا جاوے تو آپ نے سعد کے التماس پر قیس سے علم لیکر

Presented by Ziaraat.Com

جمع است۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۴۲۶)

زبیر ابن العوام کو تفویض فرمادیا ہوگا۔ اور بعض روایات صحیحہ اسی طریقہ تجمیع مرویات مختلفہ کی تائید کرتی ہین۔

حافظ جمال الدین شیرازی کی مرقومہ بالا عبارت پڑھکر بخاری اور شبلی صاحب خوب سمجھ لین کہ کسی واقعہ کی اصلیت وحقیقت بدلنے مین اتنے اینچ پینچ اور ایر پھیر سے کام لینا ہوتا ہے مگر تاہم حقیقت نہین چھپتی ہے اور اصلیت ظاہر ہی ہوجاتی ہے۔ کما لایخفی علی المدبر۔

ابوسفیان کا مکہ مین داخلہ

مناسبت مقام مجبور کرتی ہے کہ مکہ مین لشکر اسلام کے داخلہ سے پہلے شبلی صاحب کے سچے مسلمان ابوسفیان کے داخلہ کی کیفیت لکھی جاوے۔ چنانچہ محدث شیرازی کی زبانی حسب ذیل عرض ہے۔

چون تمام لشکر بر ابوسفیان گذشتند عباس با ابوسفیان گفت رو در مکہ وایشانرا بترسان کہ فکرے در کار خویش بکنند و مسلمان بشوند تا خلاصی بیابند والا ہلاک خواہند شد۔ ابوسفیان تاختہ بمکہ در آمد و لشکر اسلام چون بذی طوی رسید توقف نمود تا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایشان رسید و در آنروز چنان گرد و غبار برخاستہ بود کہ بر سر کوہہا می رسید و قریش را از آمدن آنحضرت صلعم خبر نبود چون ابوسفیان را از دور دیدند کہ بتعجیل می آید ویرا استقبال کردند و گفتند از عقب تو کیست واین غبار را سبب چیست گفت واے بر شما محمد با لشکرے غرق آہن و فولاد رسید و اکثر سواران دلاورند کہ ہیچکس طاقت مقاومت با ایشان ندارد و گفتہ کہ ہر کہ در خانہ من در آید در امان باشد و ہر کہ سلاح بیاندازد نیز در امان باشد و ہر کہ در خانہ خویش در بندد ہم در امان باشد و ہر کہ بمسجد الحرام رود در امان باشد گفتند قبحک اللہ این چہ خبر است کہ برآے ما آوردۂ ئی و ہند زوجہ وے ہم براے استقبال او بیرون آمدہ بود۔

جب تمام لشکر اسلام کو ابوسفیان دیکھ چکا تو حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا جلد مکہ مین چلے جاؤ اور لوگون کو تہدید کرو کہ وہ اپنی فکر کرین اور مسلمان ہوجائین کہ اونکی نجات ہوجائے ورنہ سب کے سب ہلاک ہوجائینگے۔ ابوسفیان دوڑتا ہوا مکہ مین آیا اور لشکر اسلام مقام ذی طوی مین پہونچکر ٹھہر گیا اس لئے کہ آنحضرت صلعم اون سے آکر ملجائین اوسدن بہت گرد و غبار تھا کہ تمام پہاڑ کی چوٹیان گرد سے بھر گئین تھین اور اسوقت تک کفار کو آنحضرت صلعم کی آمد کی کچھ خبر نہین تھی جب لوگون نے ابوسفیان کو جلد جلد آتے دیکھا تو اوسکے استقبال کو آگے بڑھے اور اوس سے پونچھا تمھارے پیچھے کون ہے اور یہ غبار کیسا ہے ابوسفیان نے کہا کہ یہ محمد صلعم کا لشکر ہے جو تعداد کثیر مین غرق آہن و فولاد چلا آتا ہے اسمین ایسے دلاوران جنگ ہین جن سے کسی کو تاب مقابلت و محاربت نہین ہوسکتی۔ محمد صلعم نے مجھسے کہدیا ہے کہ جو شخص میرے مکان مین آجائیگا وہ امان مین رہیگا اور جو اپنے ہتیار ڈالدیگا وہ بھی امان مین رہیگا اور جو شخص گھر مین بیٹھکر دروازے بند کرلیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص مسجد الحرام میں جائیگا وہ بھی امان پائیگا یہ سنکر سب نے کہا خدا تجھے ذلیل کرے یہ کیسی خبر تو لایا ہے۔ ہند ابوسفیان کی زوجہ بھی شوہر کے استقبال کو آئی تھی۔ شوہر کے ان ناشنوا کلام کو سنکر بیتاب ہوگئی۔ شوہر کی ڈاڑھی پکڑلی اور اوسکی بڑی ذلت کی

Presented by Ziaraat.Com

شنید کہ شوہرش این نوع کلام می راند تحمل نیاورد و لحیہ شوہر را بگرفت و بروے خواریہا می کرد و گفت یا آل غالب بکشید این پیر احمق را تا این سخنان نگوید ابوسفیان گفت ہر خواری کہ خواہی بکن۔ سوگند میخورم کہ اگر مسلمان نشوی گردنت بخواہند زد پس در خانہ خویش درآئی و در را در بند صـ۴۲۷

اور پھر چلا کر کہنے لگی اے آل غالب۔ اس بوڑھے احمق کو مار ڈالو کہ پھر ایسے احمقانہ کلام نکرے۔ ابوسفیان نے جواب دیا میری جو ذلت چاہو کرو مگر مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہو جاے تو تیری گردن بھی اوتار لیجائیگی۔ جلد اپنے مکان مین چلی جا اور دروازے بند کر کے بیٹھ رہ صـ۴۲۷۔

مکہ معظمہ مین آنحضرت صلعم کا فاتحانہ لیکن بالکل خموشانہ داخلہ

کوکبۂ رسالت مہاجر و انصار کی جمعیت ساتھ مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ داخلہ سے پہلے شہر مین جانے کا یہ انتظام فرمایا گیا کہ چند ممتازین کی ماتحتی مین مختلف قبائل کی جماعتین سپرد کر کے متفرق راستون سے شہر مین اونکو داخل ہونیکا حکم دیا گیا۔ حفظ ماتقدم کی یہ اعلیٰ تدبیر تھی۔ اسلیے کہ اگرچہ قریش مین اب کوئی جان باقی نہین تھی۔ لیکن دشمن گو کسی حالت مین ہو پھر بھی دشمن ہے ؎ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ چنانچہ خالد بن ولید والے ماتحتی دستۂ اسلام کے ساتھ نیم جان قریش نے ایک حرکت مذبوحی دکھلا ہی دی۔ جیسا کہ بہت جلد سلسلہ بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

خالد بن ولید کے دستہ فوج کا مقابلہ و مقاتلہ

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حفظ ماتقدم کے لحاظ سے لشکر اسلامی کے متفرق دستے مختلف راستون سے شہر مین بھیجے گئے تھے۔ اور علی العموم اونکو جدال و قتال اور کشت و خون سے تاوقتیکہ مدافعانہ طور پر حفاظت جان کی ضرورت نہ واقع ہولے سخت تاکید کے ساتھ منع کر دیا گیا تھا لیکن تاہم خالد بن ولید والے ماتحتی دستۂ فوج کو دست بقبضہ ہونے کی ضرورت پیش آہی گئی۔ شبلی صاحب ان الفاظ مختصرہ مین حقیقت حال بیان فرماتے ہین۔

قریش کے ایک گروہ نے مقابلہ کا قصد کیا اور خالد کی فوج پر تیر برساے۔ چنانچہ دو صاحب (کرز بن جابر فہری اور حبیش ابن اشعر) نے شہادت پائی۔ حضرت خالد نے مجبور ہو کر حملہ کیا۔ یہ لوگ ۱۲ لاشین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوارون کا چمکنا دیکھا تو خالد سے باز پرس کی لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ ابتداء مخالفین نے کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قضاے الٰہی یونہین تھی صـ۳۷۸۔

شبلی صاحب تو اشارون مین باتین کر گئے اور تفصیل میرے لیے چھوڑ گئے۔ روضۃ الاحباب مین محدث شیرازی لکھتے ہین۔

ہمہ طوائف را (آنحضرتؐ) گفت باید کہ ہیچکس مقابلہ و محاربہ نکند مگر آنکس کہ خیرگی نماید و با شما مقابلہ و محاربہ کند

آنحضرت صلعم نے ہر دستہ فوج کو حکم تاکیدی فرما دیا تھا کہ کسی سے مقابلہ و محاربہ نکیا جاوے۔ سواے اوس شخص کے جو تم سے بدی کر کے

Presented by Ziaraat.Com

عکرمہ بن ابوجہل و سہیل بن عمرو جماعتے از بنی بکر و
بنی حارث بن عبد مناف و گروہے از ہذیل و احابیش
سر راہ خالد گرفتند و در موضعے کہ ان را جندمہ
می گفتند بادے محاربہ آغاز کردند خالد بضرورت
با ایشان مقاتلہ نمود و جنگ عظیم واقع شد چنانکہ
بخرورہ کہ نزدیک بدر مسجد الحرام است رسیدند و بست
مرد از بنی بکر و چہار مرد از ہذیل بکشتند و از فوج خالد
دو کس بقتل آمدند یکے حبیش بن الاشعری و دیگر
کرز بن جابر بود۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از دور شعاع
شمشیر و نیزہ بدید و پرسید کہ این چیست۔ نہی کردہ
بودم از قتال بعرض رسانیدند کہ گمان می برم کہ جماعتے
با خالد بجنگ بیرون آمدہ باشند و خالد بضرورت
شدہ باشد کہ با ایشان مقاتلہ نماید چون آن فتنہ تسکین
یافت حضرتؐ با خالد گفت چون نہی کردہ بودم چرا
جنگ کردی خالد جواب داد کہ ایشان ابتدا نمودند
بقتال و مارا بضرورت دفع بایست کرد۔ فرمود
قضاء اللہ خیرًا و طبرانی بطریق ابن عباسؓ روایت
میکند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چون بمکہ
در آمد گفتند یا رسول اللہؐ این خالد بن ولید
است کہ شمشیر کشید و اہل مکہ را می کشد آن
سرورے کہ از اصحاب را فرستاد تا خالد را
گوید ادفع عنہم السیف یعنی شمشیر از
ایشان بردار و مکیان را مکش آنمرد نزد خالد آمد
و گفت پیغمبر صلعم میگوید ضع فیہم السیف یعنی شمشیر در ایشان بنہ و بہر کہ دست یابی بکش پس خالد ہفتاد کس را در آنروز بگشت ۴۳۷

مقابلہ اور مقاتلہ کرے۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ سہیل بن عمر بنی بکر
بنی حارث بن عبد مناف۔ بنی ہذیل اور احابیش مکہ کی جماعتین
لیکر خالد کی راہ روکنے آئے اور مقام جندمہ پر خالد کے ہمراہیون پر حملہ آور
ہوئے اس ضرورت و مجبوری سے خالد نے اون پر تلوار کھینچی۔ بڑی لڑائی
ہوئی اور ایسی کہ خرورہ۔ باب کعبہ کے قریبی مقام تک لوگ پہونچ گئے۔
بنی بکر کے بتیس آدمی۔ بنی ہذیل کے چار آدمی مارے گئے اور خالد کی فوج سے
دو آدمی کام آئے ایک حبیش بن الاشعری اور ایک کرز بن جابر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تلوار و نیزہ کی چمک دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے۔
کیا مین نے جدال و قتال سے منع نکر دیا تھا لوگون نے عرض کی ہمارا گمان
یہ ہے کہ کوئی جماعت خالد سے برسر راہ ہوئی ہوگی اسلیے خالد کو اون سے
مقابلہ کی ضرورت ہوئی ہوگی جب یہ فتنہ فرو ہو گیا تو آنحضرت صلعم نے
خالد سے پوچھا کہ جب ہم نے تمھین کشت و خون سے منع کر دیا تھا
تو تم کیون لڑے خالد نے جواب دیا کہ اونھین لوگون نے
جنگ ابتدا کر دی تو ہمکو بھی مدافعت کی ضرورت سے
لڑنا پڑا۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا۔ خیر مرضی خدا یہی تھی۔
طبرانی حضرت عبد اللہ بن عباس کے طریق سے لکھتے ہین
کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین
داخل ہوئے تو آپ سے لوگون نے عرض کی کہ خالد
تلوار کھینچ کر مکہ والون کو مارے ڈالتے ہین۔ یہ سنکر
آپ نے ایک صحابی کو بھیجکر خالد کے پاس کہلا بھیجا کہ
اون پر سے تلوار اُٹھا لو۔ اونھون نے جاکر کہا کہ
اون کو تلوارون کے نیچے رکھ لو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ
خالد نے اوس دن ستر آدمیون کی جان لے لی۔

Presented by Ziaraat.Com

تفصیلی حقیقت یہ تھی جو محدث شیرازی کی زبانی لکھکر دکھلادی گئی اب تحقیق طلب اور انصاف پسند حضرات خود سمجھ لین کہ وہ شبلی صاحب کے مرقومہ بالا مختصرات سے کہان تک حقیقت حال معلوم کرسکتے تھے اور اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھ لیا جاے گا کہ شبلی صاحب کو اس کوتہ رقمی اور قصیر القلمی کی کون سی مجبوری تھی یہی نہ۔ کہ حضرت خالد کی عجلت فی القتال اور ایک دوسرے صحابی صاحب کی غایت درجہ کی خوش فہمی اور عقلمندی ثابت ہوتی اسکے بعد شبلی صاحب داخلہ اور قیام مکہ کی نسبت تحریر فرماتے ہین۔

عقل ابن ابیطالب پر بیجا الزام

لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور قیام کہان فرمائین گے کیا اپنے قدیم مکان مین؟ شریعت مین مسلمان کا کافر وارث نہین ہوسکتا۔ ابوطالب آنحضرت صلعم کے چچا نے انتقال کیا تو اونکے صاحبزادے عقیل اوسوقت کافر تھے اسلیے وہی وارث ہوے۔ اونھون نے یہ مکانات ابوسفیان کے ہاتھ بیچ ڈالے اس بنا پر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ عقیل نے گھر کہان چھوڑا جہان اوترون۔ اسلیے مقام خیف مین۔ ٹھرون گا یہ وہ جگہہ تھی جہان قریش نے ہجرت سے پہلے آنحضرت صلعم اور خاندان بنی ہاشم کو مکہ سے نکالکر محصور کر دیا تھا۔ ص۳۷۸۔

ابن ہشام۔ طبری اور ابوالفدا وغیرہ نے اسواقعہ کی تصریح نہین کی ہے۔ ہان بخاری صاحب اور اون کے بعد کے محدثین نے لکھا ہے۔ اس بنا پر اسکی صحت معیار تاریخی تک کامل نہین اوترتی۔ ممکن ہے کہ بخاری صاحب نے اسکو حضرت ابیطالب و عقیل کے اظہار کفر کی ضرورت سے اس کا اضافہ فرمالیا ہو اور تقلید اسلاف کی مجبوری سے شبلی صاحب نے بھی نقل کر دیا ہو۔

بہرحال اگر یہ صحیح بھی مان لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا استفسار کیا گیا اور آپ نے تعریضاً عقیل کے تصرف بالبیع کی طرف یہ اشارت بھی فرمائی تو بالکل صحیح ارشاد ہوا۔ حضرت ابیطالب کے انتقال کے بعد طالب و عقیل مشرکین مکہ کے ساتھ تھے اور اون کے عم بزرگوار حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی۔ اوسی طرح جعفر اور علی مرتضی آنحضرت صلعم کے ہمراہ مدینہ مین تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ عقیل اور طالب جو وہان موجود تھے آبائی مکانات مسکونہ پر قابض و متصرف ہوے۔ جب طالب جنگ بدر کے بعد مفقود الخبر ہوگئے تو عقیل نے اپنی ضرورت سے اوسکو بیچڈالا۔ اس موقع پر مواہب لدنیہ مین امام قسطلانی لکھتے ہین۔

وکان عقیلا ورث ابی طالب هو وطالب	ابوطالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے لیا۔ اوس مین حضرت جعفر
ولم یرث جعفر ولا علی شیئا لانهما کانا مسلمین	اور حضرت علیؑ کو کچھ بھی نہین ملا۔ کیونکہ یہ دونون بزرگوار مسلمان
	ہوچکے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

زرقانی اسکی شرح مین حافظ ابن حجر کا یہ قول لکھتے ہین۔

قال الحافظ هذا يدلّ على تقدّم هذا الحكم من اوائل الاسلام لموت ابي طالب قبل الهجرة فلمّا هاجرا استولى عقيل وطالب على الدّار كلها باعتبارهما وراثة وباعتبار تركه صلى الله عليه وآله وسلم لحقه منها بالهجرة وفقد طالب ببدر فباع عقيل الدار كلها واختلف في تقريره عليه الصلوة والسلام عقيلا على ما يخصّه فقيل ترك له ذلك تفضّلا عليه وقيل استمالة وتاليفا وقيل تصحيحا لتصرّفات الجاهليّة كما تصحّح انكحتهم قال الخطابي انّما لم ينزل فيها لانّه دور هجروها لله فلم يرجعوا فيها تركوه وتعقب بان سياق الحديث يقتضي ان عقيلا باعها ومفهومه انه لو تركها بغير بيع لنزلها ص ۳۰۳ مصر

حافظ ابن حجر کہتے ہین یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم قدیم اوائل اسلام سے جاری ہے۔ کیونکہ حضرت ابیطالب کی موت ہجرت سے پہلے واقع ہوئی ہے۔ جب آنحضرت صلعم ہجرت کرگئے تو ان مکانات پر عقیل اور طالب قابض ہوگئے۔ دونون اعتبار سے باعتبار وراثت بھی اور باعتبار اسکے کہ آنحضرت صلعم خود اوسکو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب طالب جنگ بدر مین مفقود الخبر ہوگئے تو عقیل نے ان مکانون کو بیچ ڈالا آنحضرت صلعم کے اس تقریر مین عقیل کو مخصوص فرمانیکے متعلق بہت مختلف اقوال آئے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ آپ نے اپنے تفضل خاص سے اپنا ترکہ اونھین چھوڑ دیا۔ بعض کہتے ہین اونکی دلجوئی اور تالیف کی غرض سے ایسا فرمایا گیا اور بعضون کا قول ہے کہ اس دستور جہالت کے صحیح فرمانیکے خیال سے ایسا کیا گیا جیسا کہ جاہلیت کے نکاح بھی سب صحیح و درست قرار دیے گئے۔ سیاق حدیث سے بھی یہ متعقب ہوتا ہے کہ عقیل اون مکانات کو بیچ چکے تھے۔ اور مفہوم حدیث یہ بتلاتا ہے کہ اگر عقیل اونھین نہ بیچے ہوتے تو آنحضرت صلعم اونھین مکانات مین ٹھہرتے۔

اس عبارت کے نقل کرنے سے میرا مقصود صرف اتنا تھا کہ جس غرض و غایت سے شبلی صاحب اور بخاری صاحب نے اس واقعہ کو بخلاف ارباب سیر و تاریخ مشتہر کرنا چاہا تھا وہ یہ تھین کہ عقیل کا غصب اور تصرف غیر ماذون ثابت ہو۔ اون کے کفر کا اعلان ہو اور اخلاق بنی ہاشم کی توہین ظاہر ہو۔ وہ ایک بھی ثابت نہین ہوا۔ بلکہ بخلاف انکے جو فعل عقیل نے کیا وہ آنحضرت صلعم کے نزدیک صحیح و درست تھا۔ بلکہ ان تمام امور مین عقیل کے ساتھ تفضلات و مراعات خاص عمل مین لائے گیے۔

اس کے بعد شبلی صاحب نے اخلہ بیت الحرام اور انہدام اصنام کی کیفیت لکھتے ہین اور بیع کے تمام واقعات و حالات مرفوع القلم فرما دیتے ہین۔ اس لیے کہ اونمین بدقسمتی سے اہلبیت اور بنی ہاشم کا ذکر خصوصیت ہے۔ ہم اوسکو

لہ حافظ ابن حجر کی اس عبارت سے رسول اللہ صلعم کے ترکہ کا وجود تو ثابت ہوا۔ عام اس سے کہ آپکی حیات کے وقت کسی زمانہ مین قائم کیا جائے ورنہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث کے وجود ترکہ ہی کو غائب کردیا تھا۔ اب انصاف پسند حضرات خود سمجھ لین کہ آپ ایک زمانہ حیات تک ترکہ چھوڑ سکتے تھے اور دوسرے حصہ مین نہین کہا ان کا قرب عقل ہے؟ (المؤلف عفی عنہ)

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ طبری ابن ہشام۔ روضۃ الاحباب اور شرح زرقانی سے ترجمہ کرکے ذیل مین لکھتے ہین۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام خیف مین جو شعب ابیطالب کے نام سے مشہور ہے۔ قیام فرمایا مقام حجون مین آپ کے لیے خیمہ نصب فرمایا گیا۔ آپ خیمہ مین تشریف لاے۔ گرد غبار سے جسم و لباس مبارک بالکل آلودہ ہو رہا تھا۔ فوراً غسل کا تہیہ فرمایا۔ خیمہ مین بروایتے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اور بروایتے حضرت ابوذر غفاریؓ نے چادر کا پردہ کھینچدیا اور آپ اوس پردہ کے اندر جاکر غسل فرمانے لگے

حضرت ام ہانی کا مکان دار الامان قرار پایا

غسل سے فارغ ہوکر کپڑے بدل رہے تھے کہ اس اثنا مین حضرت ام ہانی بنت ابیطالب خیمہ اقدس مین آئین۔ جناب سیدہ نے آنحضرت صلعم کو پوچھا معلوم ہوا کہ غسل فرماتے ہین اتنے مین آپ حجاب سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اھلا و مرحبا یا ام ھانی ماجاء بك الا لا و مرحبا اے ام ہانی کہو کیون آئی ہو۔ ام ہانی نے عرض کی کہ میرے گھر مین میرے شوہر کے دو عزیز آکر چھپ گئے ہین میرے بھائی علی مرتضیٰؑ نے اونھین دیکھ پایا ہے اونکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ آپ میری خاطر اونکی جان بخشی فرمادین۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا قد اجرنا من اجرت یا ام ھانی جاؤ ام ہانی جسکو تم نے امان دی اوسکو مین نے بھی امان دی۔

ام ہانی کے گھر مین رسول اللہ کی ضیافت

اسکے بعد پھر آپ ام ہانی کے گھر مین تشریف لائے اور ارشاد کیا کچھ کھانیکو لاؤ۔ ام ہانی نے عرض کی بغیر نان و سرکہ کے اور کچھ بھی نہین ہے اور مین حضور کے سامنے اوس کے پیش کرنے سے شرماتی ہون ارشاد ہوا۔

ھلمی بھن فکسرھن فی ماء وجاءت بملح

لاؤ۔ روٹی کے ٹکڑے کرڈالو۔ اور پانی مین اونکو بھگو کر اوپر سے نمک چھڑک دو۔

سبحان اللہ وبحمدہ۔ روز فتح یہ مکہ کے فاتح اعظم کا خاصہ ہے۔ صلوا علیہ وآلہ۔

ام ہانی کا بیان ہے۔

ھلمیہ قصیہ علی الطعام واکل منہ ثم حمد اللہ تعالی ثم قال نعم الادم الخلّ یا ام ھانی لا یفتقر بیت فیہ خلّ

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھانا کھالیا اوس کے بعد خدا کا شکر ادا کیا اور مجھسے ارشاد فرمایا اے ام ہانی سب سے بہتر دستر خوان ہے جس پر سرکہ موجود ہو۔ اور اوس گھر مین فقر نہین آتا جس گھر مین سرکہ موجود ہوتا ہے۔

زرقانی باسناد طبرانی ص۳۷۵ مصر

بروایت روضۃ الاحباب خانہ ام ہانی مین آٹھ رکعت نماز دو دو رکعت کرکے صوت خفی کے ساتھ پڑھی گئی اسکے بعد آپ وہان سے برآمد ہوئے تو مہاجر و انصار کی مسلح جماعت دروازے پر منتظر کھڑی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

بھی سلاح حربی زیب تن فرمائے ہوے تھے۔

حرم محترم میں داخلہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروایتے شعب ابیطالب اور بروایتے خانہ ام ہانی سے مسلح ہوکر برآمد ہوئے۔ جان نثارون نے ہاتھون ہاتھ لیا اور پروانہ وار شمع رسالت کے گرد و پیش ہوگئے۔ چونکہ بیرون شہر سے مسجد الحرام تک ایک گونہ مسافت تھی اسلیے آپنے ناقہ پر جلوس فرمایا اور اخلاص مندون کا گروہ آراستہ ہوکر خرامان خرامان ہمراہ چلا۔

کرشمۂ قدرت کا پورا نظارہ تھا اور تصرفات مشیت کا کامل مشاہدہ جس مقام مین تین برس تک یہ مقدس ہستی محصور کی گئی تھی۔ جسکے لیے آب و دانہ کا قرق تھا۔ آمد و رفت مسدود۔ خرید و فروخت ممنوع تھی جس سے تعلقات قومی و مالی اور توسلات حسبی و نسبی مقطوع کردئے گئے تھے۔ گویا اسی حبس بیجا کی ضیق النفسی مین اوسکے لیئے دم بھر کی زندگی بھی ناممکن ٹھہرادی گئی تھی۔ آج اوسی مقام۔ اوسی مکان اور اوسی زمین سے وہ پیکر مطہر۔ وہ مقدس ہستی وہ وجود بے نمود اونکا تاجدار۔ اونکا حکمران اور اونکا سردار بنکر کامل فتح و کامرانی کے ساتھ اون پر حکمرانی کرنیکے لیئے تشریف فرما ہورہا ہے تمام عمائد۔ اکابر اور سرداران قریش کی گردنین اطاعت کے لیے خم ہین اور سر ہاے نیاز افگندہ ہین۔ سرمستان غرور و جہالت اور سرگشتگان کفر و ضلالت کی جوق جوق جماعت دروازۂ شہر سے لیکر باب بیت اللہ معظم تک ہزار چشم حسرت و عبرت کے ساتھ کوکبۂ رسالت کی موجودہ شان و شوکت کو دیکھ رہی ہے اور دیوار کی صورت خاموش کھڑی ہے اونکے دو رویہ قطار کے درمیان سے مہاجر و انصار اور عقیدتمندان جان نثار کی جماعت تکبیرون کے نعرے لگاتی ہوی اور خود زبان اقدس رسالت آیہ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا کی تلاوت فرماتی ہوئی خرامان گزر رہی ہے شہنشاہ رسالت کے خاص جذبات کی یہ حالت ہے کہ آپ بار بار شکریۂ الٰہی مین خم ہوجاتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین

اللھم انّ العیش عیش الآخرہ — پروردگار۔ اصل کامرانی عاقبت کی کامرانی ہے

کس قدر معرفت اور حقیقت مین ڈوبا ہوا کلمہ ہے۔ جو باوجود ان تمام سامان و اسباب ظاہر کے مجاز کے کسی شائبۂ اظہار کو پاس نہین آنے دیتا۔ اسی سے قلب منور کے جذبات صحیحہ کا پتا چل جاتا ہے۔ چنانچہ اسی کیفیات خاص کے متعلق امام قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین۔

انہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم — آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرق مبارک وہ تھا یا آنحضرت
وضع راسہ تواضعا للہ لمّا — صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار تواضع کی غرض سے فرق مبارک
راے ما اکرمہ اللہ بہ من — جھکا دیا تھا اسلیے کہ فتح مکہ کے موجودہ مشاہدہ سے جو خدا نے کرامت
الفتح حتے ان راسہ لتکاد تمسّ — آپکو عطا فرمائی تھی وہ آپکے پیش نظر تھی۔ آپنے اس عطیہ الٰہی کے

Presented by Ziaraat.Com

رحلہ شکرا او خضوعا لعظمتہ — شکریہ مین اور عظمت خداوندی کے اظہار مین اسقدر فرق مبارک کو جھکا دیا تھا کہ پالان شتر سے ملحق ہونیکے قریب پہونچ گیا تھا۔ زرقانی مصر ص ۳۶۹

زرقانی مصر ص ۳۶۹

احکام امن۔ انھین جذبات نورانی کا تقاضہ تھا کہ داخلہ شہر سے پہلے تمام لشکر اسلام مین حکم عام دیدیا گیا تھا۔

(۱) جو شخص ہتھیار رکھدے۔ اوسے قتل نکرو۔

(۲) جو شخص خانۂ کعبہ مین پناہ لے قتل نکیا جاوے۔

(۳) جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہے قتل نکیا جاوے۔

(۴) جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چھپ رہے اوسکو امان دی جاوے۔

(۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر مین چھپ رہے اوسکو امان دیجاوے۔

(۶) بھاگنے والون کا تعاقب نکیا جاوے۔

(۷) زخمیون کو نہ قتل کرو۔

(۸) قیدیون کو نہ قتل کرو۔

مخالفین اسلام حضرت موسیٰؑ کے داخلہ مدین اور بنی موآب و بنی ادوم کے قتل عام اور اون کے ساتھ بدلہ و انتقام کے احکام توریت مین پڑھین اور زمانہ حال کے عیسائی متعصبین شاہ قسطنطنین کا شہر قسطنطنیہ مین داخلہ اور رعایائے مفتوحہ کے قتل عام کی سرگزشت اپنی اپنی تاریخ قدیم مین دیکھین۔ پھر اون داخلون کے حالات و واقعات کو پیغمبر عرب اور فاتح مکہ کے حالات فتوحات سے مقابلہ و موازنہ کرکے خود سمجھ لین کہ رحمت عالم اور خدا کے خلق مجسم کی یہ شان ہوتی ہے صلوٰۃ علیہ وآلہ

افسوس ہے شبلی صاحب نے ان تمام حالات کی تفصیل سے بے موقع چشم پوشی اختیار فرمائی ہے۔ جو حقیقتاً حق پوشی اور حق فراموشی ہے۔

حضرت عمر کی نسبت بت شکنی کا غلط دعویٰ

شبلی صاحب اسکے آگے بیان فرماتے ہین۔

خدا کی شان! حرم محترم جو خلیل بت شکن کی یادگار تھا۔ اوسکی آغوش مین ۳۶۰ بت جاگزین تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکے دیتے جاتے تھے۔ اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔ عین کعبہ کے اندر بہت سے بت تھے جنکو قریش خدا مانتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ مین داخل ہونے سے پہلے حکم دیا کہ سب نکلوا دئیے جائین۔ حضرت عمر نے اندر جاکر جسقدر تصویرین تھین

Presented by Ziaraat.Com

وہ بھی مٹا دین۔ حرم ان آلائشون سے پاک ہو چکا تو آپ نے عثمان بن طلحہ سے جو کعبہ کے کلید بردار تھے۔ کنجی طلب کی اور دروازہ کھلوایا آپ حضرت بلال اور طلحہ کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور نماز ادا کی۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ کعبہ کے اندر تکبیرین کہین۔ نماز نہین ادا کی صـ ۳۷۹

شبلی صاحب کے یہی مختصرات ہین جو ان واقعات کی تفصیل مین حوالہ قلم فرمائے گئے ہین لیکن آپکی موقع شناسی البتہ قابل داد ہے کہ اس مختصر پسندی اور زود نویسی مین حضرت عمر کی خصوصیت یاد رہی۔ (کاش دوسرونکی خصوصیتین بھی یونہین یاد رکھی جاتین)۔ اگرچہ تحقیق سے وہ کیسی ہی ثابت نہوتی ہو۔

شبلی صاحب اور واقعہ بت شکنی کا استخفاف

بہرحال حضرت عمر کے تصویرین مٹانے کا واقعہ اور اوسکی اصلیت کیا ہے اور اوس کا موقع کون ہے۔ اسکو تو ہم پیچھے بیان کرینگے۔ پہلے ہم شبلی صاحب اُن قلمکاریون کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہین جو آپ نے محض بیوقت بے موقع اور بے محل حضرت عمر کی مداخلت فی الکعبہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے اور اور خلاف واقع ہونیکی وجہہ سے آپ کے اس بے موقع بیان مصنوعی مین جو اشکال واقع ہوئے ہین وہ یہ ہین۔

(۱) اوّل تو حضرت عمر کے تصویرون کے مٹانے کے واقعہ کو ارباب تاریخ و سیر اور اصحاب حدیث وغیرہ نے بہت کم لکھا ہے اور لکھا بھی ہے تو واقعہ بت شکنی کے بعد۔ ملاحظہ ہو شرح زرقانی

(۲) آپنے واقعہ بت شکنی کو کلیتہً مرفوع القلم فرمادیا۔ محض اس خوف سے کہ اوس مین خواہ مخواہ حضرت علیؑ کی بت شکنی کا ذکر ضرور کرنا ہوگا۔ صرف اتنا لکھدیا کہ آنحضرت صلعم ہر ایک بت کو ٹھوکے دیتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے جاء الحق الخ اس ترکیب تلخیص و تلمیح سے تمام واقعہ کو ناقص اور ناکامل چھوڑ دیا۔

(۳) آپنے اس واقعہ کو دخول کعبہ سے پہلے بتلایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے ٹھوکے دینے سے جو بت ٹوٹے تھے۔ وہ وہی تھے جو خانہ کعبہ کے باہر رکھے ہوئے تھے۔ یا باہر نصب تھے۔ کیونکہ ابھی تک دروازہ مقفل تھا۔ نہ کلید بردار آیا تھا۔ نہ کنجی لی گئی تھی۔ نہ دروازہ کھلا تھا۔ عثمان بن طلحہ سے کنجی منگانے اور طلحہ و بلال کے ساتھ کعبہ کے اندر جانیکے حالات تو آپ نے پیچھے لکھے ہین۔

(۴) بتون کے ٹھوکے دینے کے بعد ہی آپنے حضرت عمر کے تصویرین مٹانے کا واقعہ لکھا ہے۔ تو پہلے بتون کی طرح معلوم ہوتا ہے یہ تصویرین بھی باہر کی دیوارون پر منقوش تھین۔ جن کو حضرت عمر نے مٹایا۔ اور یہ بھی دخول بیت اللہ سے قبل واقع ہوا۔

لیکن مشکل یہ پڑتی ہے کہ آپ تصویر مٹانے کے واقعات کو بھی خانہ کعبہ کے اندر بتلاتے ہین۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ حضرت عمر نے اندر جاکر تصویرین مٹادین" سوال یہ ہے کہ ابھی تو نہ کنجی آئی۔ نہ کلید بردار حاضر ہوا۔ پھر حضرت عمر

Presented by Ziaraat.Com

بقول آپکے اندر چلے کیسے گئے۔ جب آپ کے کلید بردار والے مابعد کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قبل کا واقعہ ہے تو آپکا یہ لکھنا کہ حضرت عمر نے اندر جاکر تصویرین مٹا دین کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ بالآخر یہ کہنا پڑیگا کہ آپکے بیان مین تاخیر و تقدیم کا اتنا نقص پیدا ہوگیا ہے اور حضرت عمر کی صرف خصوصیت کے غیر متحمل اشتیاق مین زود نویسی کی وجہ سے آپکو پس و پیش کا بھی خیال نہین رہا حقیقت یہ ہے کہ کعبہ کے اندر جانیکا واقعہ دروازہ کھلنے کے بعد کا ہے لیکن آپنے بلا خیال تقدیم و تاخیر اسکو کلید بردار کے آنے سے پہلے لکھدیا ہے اسلیے مبہم بھی ہوگیا ہے اور غلط بھی۔ اگر ہم اسکی تفصیلی حقیقت یہین لکھدین تو پھر ہمارے سلسلہ کلام مین بھی وہی عیب و تناقص پیدا ہوجاے گا۔ اسلیے ہم اوسکی حقیقت کو اوسکے مقام پر لکھین گے پہلے ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بت شکنی کی تفصیل عرض کرتے ہین۔ مواہب لدنیہ مین امام قسطلانی لکھتے ہین

حضرت علی اور بت شکنی کی خدمت

وبقی صنم خزاعة فوق الكعبة وكان من قوارير صفر فقال يا علي ارم به فحمله عليه السلام حتى صعد ورمى به وكسره فجعل اهل مكة يتعجبون

خزاعہ کے بت باقی رہگئے تھے جو کعبہ معظمہ کی چھت پر نصب تھے اور سیسہ کی بنی ہوئی شکلین قارورے کی طرح نازک اور جرطومی تھین۔ آپ نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ انھین توڑ ڈالو یہ کہکر آپنے اونکو اوٹھایا یہان تک کہ آپ (حضرت علی) اسی طرح اوپر چڑھ گئے۔ اور اونکو نیچے گراکر چور چور کردیا اور اہل مکہ تعجب سے دیکھنے لگے۔

اسکی شرح مین زرقانی لکھتے ہین۔

انتهى كلام ابن نقيب وفي سياقه في هذه القصة الاخيرة اختصار فقد رواه ابن ابي شيبة والحاكم عن علي قال انطلق رسول الله صلعم حتى اتى بي الكعبة فقال اجلس فجلست الى جنب الكعبة فصعد على منكبي ثم قال انهض فنهضت فلما رأى ضعفي تحته قال اجلس فجلست ثم قال يا علي اصعد على منكبي ففعلت فلما نهض بي خيل لي لو شئت قلت افق السماء

زرقانی لکھتے ہین کہ صاحب مواہب لدنیہ نے ابن نقیب کا کلام یہان تک لکھکر تمام کردیا ہے لیکن ابن نقیب نے اس قصہ کے سیاق عبارت مین اختصار اختیار کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت علی سے اس واقعہ کی تفصیل یون بیان کی ہے کہ حضرت علی بیان کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم کعبہ کے پاس آے اور مین بھی کعبہ سے لگ کر کھڑا ہوگیا۔ مجھسے ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ۔ مین کعبہ کے پہلو مین بیٹھ گیا تو آپ میرے کاندھے پر سوار ہوگئے۔ اور مجھسے ارشاد کیا کھڑے ہوجاؤ مین حسب الحکم اوٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن آپنے میرے ضعف جسمانی کو دیکھ لیا تو پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ مین ویسے ہی بیٹھ گیا۔ تو مجھ سے ارشاد ہوا اے علی تم میرے کندھے پر سوار ہوجاؤ۔ مین نے امتثالاً للامر ایسے ہی تعمیل کی۔

Presented by Ziaraat.Com

فصعدت فوق الکعبۃ وتنحی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال الق صنمہم الاکبر وکان من نحاس موتدا باوتاد من حدید الی الارض فقال علیہ السلام عالجہ ویقول لی آیۃ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ولم ازل عالجتہ حتے استمکنت منہ ص ۳۸۷ جلد دوم مطبوعہ مصر

جب مین آپکے دوش مبارک پر چڑھا تو مجھے اوسوقت خیال آیا کہ اگر مین چاہوں تو آسمان کے کنارون تک پہونچ جاؤن - پھر مین بیت اللہ پر چڑھ گیا - اوسپر کانسہ کی مورت رکھی تھی اور وہ تانبے کی اور لوہی کی میخون سے جڑی ہوئی تھی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اس بڑی مورت کو اوکھاڑ کر پھینکدو اور آیہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا پڑھتے رہے - یہانتک کہ مین نے اوسکو ہلا ہلا کر اوس پر پورا قابو پالیا -

زرقانی نے امام حاکم کی بھی یہی عبارت لکھی ہے - جس کا آخر فقرہ یہ ہے -

فَقَالَ لِی اقذفہ فقذفتہ - پھر آپنے مجھے حکم دیا کہ اوس کو پھینکدو - پس مین نے اوسے نیچے پھینکدیا -

امام احمد بن حنبل اپنی مسند و مناقب مین اور امام نسائی خصائص مین بھی اس روایت کو لکھتے ہین اور آخر مین اتنا اضافہ فرماتے ہین -

صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلہ ازالہ عن یمینہ وشمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لے رسول اللہ ص اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (بحوالہ ارجح المطالب لاہور ص ۴۶۷)

(سلسلہ روایت مین حضرت علیؑ فرماتے ہین) مین بیت اللہ پر چڑھ گیا اوس پر کانسے یا تانبے کی مورت تھی - مین اوسے داہنے بائین آگے پیچھے سے ہلانے لگا - جب مین نے اوس پر قابو پالیا تو آنحضرت صلعم نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ اسے پھینکدو - مین نے اوسے اوٹھا کر پھینکدیا - وہ مورت کانچ کی طرح سے ٹوٹ گئی - پھر مین اوتر آیا اور جناب سرور کائنات صلعم کے ساتھ دوڑ کر گھر مین چھپ رہا تاکہ کوئی آدمی مجھے (کافرون مین سے) دیکھ نہ لے -

تفسیر نیشاپوری مین بھی - زیر تفسیر آیہ جاء الحق وزہق الباطل ایسے ہی لیکن مختصر الفاظ مین یہ واقعہ تحریر ہے - حافظ جمال الدین محدث شیرازی اسکی حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین -

چند بت بزرگ را در موضع بلند نہادہ بودند چنانکہ دست بآن نمی رسید علی مرتضی کرم اللہ وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ ص پاے مبارک را بر کتف من نہ واین اصنام را فرود آر - آنسرور فرمود - یا علیؑ ترا طاقت ثقل نبوت نیست

چند بت بڑے بڑے ایسے مقام بلند پر رکھے تھے کہ آنحضرت صلعم کے دست مبارک اون تک نہین پہونچ سکتے تھے یہ دیکھ کر جناب علی مرتضی نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ میرے کندھے پر پائے مبارک رکھکر چڑھ جائین اور ان بتون کو

Presented by Ziaraat.Com

تو پاے خود بر کتف من نہ و این کار بکن حضرت علی
امتثالاً لأمرہ پاے بر کتف مبارک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نہاد و آنہا را فرو گرفت در این حالت
حضرت از وے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی گفت
یا رسول اللہ صلعم چنان می بینم کہ حجب مکشوف شدہ
و گویا سر من بساق عرش رسیدہ و بر چہ درست دراز
میکنم بدست می آید حضرت فرمود اے علیؑ خوشا وقت
تو کہ کار حق میکنی و جنداحال من کہ بار حق می کشم در روایتے
آنکہ فرمود یا علیؑ رسیدی انچہ می خواستی علی در جواب گفت
آرے بخدائیکہ ترا براستی مبعوث فرمودہ کہ چنان می بینم
خود را کہ اگر خواہم دست باسمان توانم رسانید پس
بتان را بزمین انداخت و قطعہ قطعہ ساخت و از
نزدیکی میزاب کعبہ خود را بیانداخت از جہت ادب
و شفقت بر آنحضرتؐ و چون بزمین رسید تبسمے فرمود
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از وے پرسید کہ
چہ چیز ترا خندہ آورد گفت خود را از چنین جائے بلند
انداختم و ہیچ الم بمن نرسید آن سرور فرمود چگونہ یا علی
الم بتو برسد حالانکہ ترا محمد صلعم برداشتہ بود و جبرئیلؑ ترا
فرود آوردہ و گویند یکے از شعراے عرب اشارتے باین قصہ
کردہ در این ابیات کہ۔

قِيلَ لِي قُلْ لِعَلِيٍّ مَدْحًا ۔۔۔ ذِكْرُهُ يُخْمِدُ نَارًا مُوصَدَةً
گفتی مرا کہ مدح علیؑ گوئی اے زہے ۔۔۔ کز آن نمرود آتش آندل کہ بے ضیا است
قُلْتُ لَا أَقْدِرُ فِي مَدْحِ أَمْرِءٍ ۔۔۔ ضَلَّ ذُو اللُّبِّ إِلَى أَنْ عَبَدَهْ
اقدام چون کنم بمدیح کسے کز او ۔۔۔ در گمرہی فتادہ گروہے کہ او خدا ست

توڑ ڈالیں آپنے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ تم میں بار نبوت کے
اوٹھانیکی طاقت نہیں ہے۔ تم البتہ میرے کندھے پر چڑھ جاؤ
اور اُنکے کام تمام کردو۔ حضرت علی الامر فوق الادب کے
اعتبار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر
پاؤں رکھکر چڑھ گئے اور بتوں کو توڑنے لگے۔ عین اسی حالت
میں آنحضرت صلعم نے پوچھا اے علیؑ تبلاؤ تم اپنے کو با عتبار
رفعت کے کتنا اور کیسا پاتے ہو۔ حضرت علی نے عرض کی
یا رسول اللہ صلعم مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری آنکھوں کے
آگے سے حجاب اوٹھا دیے گئے اور گویا میرا سر ساق عرش تک
جا لگا اور میں جس چیز کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاؤں وہ گویا
مجھے دستیاب ہو جائے گی حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت علی سے ارشاد کیا خوشا وقت تمہارا یا علیؑ کہ تم اسوقت حق کا
کام کر رہے ہو۔ اور خوشا حال ہمارا کہ ہم اسوقت حق کا بار اوٹھائے
ہیں اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ
سے پوچھا کہ اب تو تم اپنے مقاصد تک پہونچ گئے۔ عرض کی۔
جی ہاں۔ اوس خدا کی قسم جس نے حضور کو براستی مبعوث
فرمایا ہے میں تو اپنے آپ کو ایسی حالت میں پاتا ہوں کہ
اگر چاہوں تو اپنے ہاتھ آسمان تک پہونچا دوں۔ اسکے بعد
حضرت علیؑ نے بتوں کو زمین پر پھینکدیا اور اونکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے
اور پھر میزاب کعبہ کو پکڑ کر سقف کعبہ سے زمین پر کود پڑے اسلیے کہ
بار دیگر دوش رسالت پر چڑھکر اوترنا خلاف ادب سمجھا جب حضرت علیؑ
زمین پر آگئے تو تبسم ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا
کس وجہ سے تم تبسم کرتے ہو۔ حضرت علی نے گزارش کی میرے تبسم کا باعث
یہ ہے کہ میں اتنے مقام بلند سے نیچے کودا اور تاہم مجھے کوئی صدمہ یا چوٹ

Presented by Ziaraat.Com

وَاِنَّ النَّبِیَّ الْمُصْطَفٰی قَالَ لَنَا — لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ لَمَّا صَعَدَتْ

ہر کف مصطفےٰ یدیست نہادہ دست — شام وصال این سخن رفتہ مصنی است

وَضَعَ اللّٰہُ بِظَہْرِیْ یَدَہٗ — فَاَحَسَّ الْقَلْبُ اَنْ قَدْ بَرَدَہٗ

جائیکہ حق بران مدد رست نہادہ بود — از بہر احترام بران آمر نضی است

وَعَلِیٌّ وَاضِعٌ اَقْدَامَہٗ — فِیْ مَحَلٍّ وَضَعَ اللّٰہُ یَدَہٗ

کف حدیث ما شاہد بر آرد — ہر جا کہ تیسود از من یہ رب

روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ

صفحہ ۱۳۴ مع حاشیہ

ہوئی ارشاد ہوا۔ یا علیؑ کیونکہ تمھیں کوئی حد رمہ پہونچتا۔ محمد صلعم نے
تمھیں چرچا اور جبرئیل نے تمھیں اوتارا۔ عرب کے ایک شاعر نے اس واقعہ کی
مصلہ ۱۱ سات میں اشارت کی ہے۔ تو مجھ کہتا ہے کہ میں علیؑ کی مدح کروں
اسلیے کہ میں نے نور خدا کی آگ سے بجا رہوں میں ایسے شخص کی مدحت پر کیسے جرأت کروں
جسکو ایک گروہ خدا کہکر گمراہ ہوگیا ہے۔ مدارت حضرت مصطفےٰ صلعم کے دوش
مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ لیا ہے۔ اس قول کی موافقت خود حضرت مصطفےٰ صلعم کے
قول سے پائی جاتی ہے۔ (تو اس پر جس جگہ خدا نے اپنا ہاتھ رکھا تھا دی جائے
محرر مترجم کے پاؤں لکھے گئے میں تو اپنے ان اشعار میں سچی حدیث بیان کی ہے
لیکن جو خاری اس سچی حدیث کو سنے گا جسقدر سنکے مر جائیگا۔

اس موقع پر زرقانی نے ایک دوسرے عقیدتمند شاعر عرب کے مفصلہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں۔

یا رب بالقدم التی اولاتہا — من قاب قوسین المحل الاعظما

اون قدمون کیواسطے سے پروردگار۔ جو قاب قوسین
کے ایسے اعظم ترین مقام پر پہونچ چکے ہیں

وبحرمۃ القدم التی جعلت لہا — کتف المؤید بالرسالۃ مسلما

اور میرا ون قدمون کی برکت کے لیے جن کے لیے
رسالت کا دوش مویدؐ جھک چکا ہے

ثبت علی متن الصراط متکوما — قدمی وکن لی منفذا ومسلما

میرے قدمون کو صراط کے خط پر (ان قدمون کی حرمت سے)
ثابت رکھ۔ اور اوسکو میرا مقصود بنا اور اسلام پر قائم رکھ

واجعلہما ذخری فمن کانا لہ — ذخرا فلیس یخاف قط جہنما

(اور دونون پروردگارون کے قدمونکی برکت کو میرے لیے
ذخیرہ (آخرت) قرار دے اسلیے کہ جس کے پاس یہ ذخیرہ ہے

اوسکو خوف جہنم مطلق نہیں ہے۔ شرح زرقانی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۸۷۔

عرب پر موقوف نہیں۔ تمام دنیائے اسلام میں اس واقعہ کی نسبت اسلامی اُدبا اور نامی شعرا نے بڑی
خوش عقیدگی کے ساتھ اوسوقت سے لیکر اسوقت تک بڑی بڑی طبع آزمائیاں کی ہیں۔ جو تمام چھوٹی بڑی
اسلامی کتابوں میں آجتک محفوظ اور قائم ہیں۔ حکیم ہند مولانا فیضی علیہ الرحمہ کا یہ شعر واقعہ کی حقیقت اور اونکی
عقیدت کا آئینہ ہے ؎ خوشا نقش پائیکہ بر دوش احمدؐ — زہے بختؐ مقدم نشیند۔

لکھنؤ کے فصیح اللسان شاعر۔ خواجہ حیدر علی آتش مرحوم فرماتے ہیں ؎

Presented by Ziaraat.Com

علیؑ کے زیر پا ہے نروبان دوشِ پیمبرؐ کی شکستِ بُت سے آتی ہے صدا اللہ اکبر کی

تعجب ہے کہ اتنے بڑے مشہور و معروف عالم واقعہ کے نقل و بیان سے شبلی صاحب ہمہ دان خموش رہجائے مگر نہین۔ ہم کو آپ کی خموشی کی حقیقت معلوم ہے ؎ خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید۔

بیت اللہ کا فتح الباب ہم اپنی تنقیدی تفصیل کو تمام کرکے اپنے سلسلہ بیان کو آگے بڑھاتے ہین۔

باہر۔ اوپر اور ادھر اودھر کے تمام رکھے ہوئے بت ٹوٹ چکے۔ اور خدائے واحد کا گھر بیرونی اور خارجی آلائشون سے پاک وصاف ہوگیا۔ لیکن خانہ کعبہ کے اندر کی غلظت و کثافت ابھی ویسی ہی تھی۔ بیت اللہ بند تھا۔ اور کلید بردار ابھی تک ندارد اندر کی صفائی کیسے ہوتی۔

شبلی صاحب کو تو خیریت سے کسی واقعہ کی تفصیل کی نہ ضرورت ہے اور نہ عادت صرف اتنا۔ بلا خیال تقدیم و تاخیر لکھدیا کہ عثمان بن طلحہ کلید بردار تھے۔ کنجی طلب کی۔ دروازہ کھولا یا۔ ختم شد۔ اب ناظرین ملاحظہ فرمالین کہ شبلی صاحب کے اس مختصرہ کے خلاف در کعبہ کھُلنے کے متعلق کیا کیا واقعات پیش آئے۔ کُنجی آنے اور قفل کھُلنے مین کتنے اور کیسے پیچ پر پیچ پڑے۔ ہم شروع سے مفصل عرض کرتے ہین۔ صاحب رحمۃ العالمین لکھتے ہین۔

ابتداے ایام نبوّت مین ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی عثمان سے فرمایا تھا کہ بیت اللہ کھولدو۔ اوسنے انکار کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تم دیکھ لینا کہ ایک دن یہ کلید میرے ہاتھ مین ہوگی اور مین جسے چاہون گا اوسے عطا کرون گا۔ عثمان نے جواب دیا تھا کہ کیا اوس روز قریش کے سب ہی مرد ذلیل و تباہ ہوجائین گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا کہ وہ (اوسدن) اور بھی زیادہ عزّت و اقبال سے ہونگے۔ ص۱۲۱۔ اس واقعہ کو باختلاف خفیف زرقانی نے بھی اپنی شرح کی جلد دوم ص۳۸۹ مین لکھا ہے۔

اس وقت وہی عثمان قدرت کے مناظر کو اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس پیشین گوئی کو اگر اوس وقت نہین تو اسوقت پوری ہوتے ہوے یقین کر رہے تھے۔ کعبہ کی کلید برداری کا منصب قریش مین بڑا اعزازی اور امتیازی منصب تھا۔ اور خدمات کعبہ کے سلسلہ مین۔ سقایہ۔ رفادہ وغیرہ مناصب مقررہ سے کبھی کم نہین تھا اور قصیٰ کے وقت سے اون کے بیٹے عبدالدار کی اوس شاخ مین چلا آتا تھا۔ جسمین عثمان بن طلحہ داخل تھے۔ پھر اس منصب کی عظمت کے ساتھ جہالت کی یہ عقیدت بھی شامل ہوگئی تھی کہ نہ قریش کے ہاتھ سے کوئی کعبہ لے سکتا ہے اور نہ قریش عثمان کے خاندان سے کعبہ کی کُنجی لے سکتے ہین۔ دعوے پر دلیل یہ تھی کہ جب ابرہۃ الاشرم کی کوششین فتح بیت اللہ کی نسبت بیکار گئین تو پھر اوس سے بڑھکر فوج و قوت والا۔ مال و دولت والا اور جاہ و حشمت والا دوسرا کون ہوسکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اُن کوتہ چشمون کو یہ نہ سوجھتا تھا کہ ابرہۃ الاشرم کی مثال و مقابلہ بالکل بیکار ہے۔ ابرہہ ایک سلطان جبار تھا۔ اور رسول مختار۔ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے خاص وارث و باعث افتخار کعبہ کی فتح آپکے لیے ارث آبائی اور تزئیہ پدری پر قبضہ و تصرف تھا۔ اور ہر حیثیت و سویت مین حق بحقدار کا خاص مقتضا۔

عثمان کی ماں کی بہانت

یہ جاہلانہ خیالات تھے اور مجنونانہ توہمات۔ جو تمام قریش کے دل و دماغ مین پیچیدہ ہو رہے تھے صلح حدیبیہ کے واقعات نے اونکے جنون مین کچھ سکون پیدا کر دیا تھا اور تحدید معاہدہ حدیبیہ مین ابوسفیان کے ناکامیاب ایلچی نے اونکی پرجوشیون کو اور بھی دھیما کر دیا تھا۔ اور اب تو مکہ معظمہ کے پُرشان و شوکت داخلہ کے مشاہدات نے بالکل مایوس بنا دیا تھا۔ اور گھرون مین بٹھلا دیا تھا۔ گویا گردنین اطاعت اسلام مین جھک چکی تھین قلوب رجوع ہو چکے تھے صرف جہالت کی ندامت۔ کفر و ضلالت کی خجالت سد راہ تھی۔ خیریت تھی کہ عثمان بن طلحہ وُرود مکہ کے وقت ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کنجی منگا بھیجی۔ محدث شیرازی لکھتے ہین

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در گوشۂ از مسجد الحرام بنشست بلال را فرمود تا عثمان بن طلحہ حجبی را گوید کہ کلید خانہ کعبہ بیارد کلید پیش مادر عثمان بن طلحہ سلافہ بنت سعد بود۔ عثمان نیز و مادر خویش رفت تا از وے کلید بستاند و دیری می آمد۔ حضرت انتظاری کشید و عرق از رخسار انورش روان بود فرمود عثمان چرا دیری می آید۔ سلافہ کلید را نمی داد و می گفت کہ اگر از شما بگیرند بشما دیگر نمیدہند۔ عثمان گفت اے مادر کلید را بدہ تا نزد رسول اللہ صلعم ببریم والّا دیگرے خواہد آمد و از تو خواہد گرفت ایشان در این سخن بودند کہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بر در سرائے سلافہ آمدند عمر بآواز بلند گفت بیرون آئی کہ رسولخدا را انتظار تو می کشد سلافہ گفت اے پسر کلید را ببر و بدرستیکہ اگر تو از من بستانی بہتر است ازان نزد من کہ تیم و عدی بگیرند از من

روضۃ الاحباب ص ۴۳۱

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئے اور بلال کو بھیجکر عثمان بن طلحہ سے کہلا بھیجا کہ خانہ کعبہ کی کنجی لادے۔ کنجی عثمان کی ماں سلافہ بنت سعد کے پاس تھی۔ عثمان ماں کے پاس کنجی لانے گئے اس مین دیر لگی۔ دھوپ کی تمازت سے آنحضرت صلعم کا پسینہ رخسار مبارک پر جاری ہو گیا۔ آپ نے حاضرین سے کہا عثمان کو کیون دیر ہوئی۔ وہان ماں کعبہ کی کنجی بیٹے کو نہین دیتی تھی۔ کہتی تھی کہ جب کنجی تم سے لے لین گے تو پھر تمکو نہ دین گے۔ عثمان کہتے تھے تم کنجی مجھے دیدو مین خود اوسے رسول اللہ صلعم کے پاس لیجاؤن نہین تو کوئی دوسرا آئے گا اور تمسے کنجی لیجائے گا۔ ماں بیٹے مین یہ بات ہو رہی تھی کہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سلافہ کے دروازے پر آپہونچے اور عمر نے بآواز بلند پکارا عثمان باہر آؤ۔ جناب سولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارا انتظار کر رہے ہین۔ یہ سنکر سلافہ نے کنجی بیٹے کو دیکر کہا کہ بیٹا یہ کنجی لیجا میرے نزدیک تبر کنجی مجھسے لے لینا اس سے بہتر ہے کہ تیم اور عدی (کے لوگ) اُسکو مجھسے لے لین۔

Presented by Ziaraat.Com

حرم محترم کے اندر داخلہ

الغرض اتنے اینچ پینچ کے بعد کعبہ کا دروازہ کھلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باآواز بلند تکبیر فرماتے ہوئے کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ اب ہم یہاں شبلی صاحب کو بتلا دیتے ہیں کہ آپ کے تحریر کردہ حضرت عمر کے تصویروں کے مٹانے کے واقعہ کا یہ موقع خاص ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ اوسے بلدی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے باہر والے بتوں کے نزدیک کے ساتھ مخلوط کر دیا۔ اور لکھدیا کہ حضرت عمر نے اندر جا کر جتنی تصویریں تھیں مٹا دیں۔ واقعات دیکھیے۔ پڑھیے۔ غور کیجیے اور سمجھیے کہ ابھی رسول اللہ تو اندر گئے نہیں۔ کنجی آئی نہیں۔ دروازہ کھلا نہیں حضرت عمر کیونکر اندر پہونچ گئے اور تصویریں مٹا دیں۔ کہنے کسقدر مہمل ہے۔ اب زرقانی کی زبانی اصل حقیقت سن لیجیے۔

فی حدیث جابر عند ابن سعد وابو داؤد انه صلی اللہ علیه وآله وسلم امر عمر بن الخطاب وهو بالبطحا ان یاتی الکعبة فامحو کل صورة فیها فلم یدخلها حتی محیت الصور وعند الواقدی فی حدیث جابر کان عمر قد ترك صورة ابراهیم فلما دخل صلی اللہ علیه وآله وسلم راها فقال یا عمر الم امرك ان لا تدع فیها صورة قاتلهم الله لقد علموا انا لا نستقسم بالازلام ثم رای صورة مریم فقال امحوا ما فیها من الصور قاتل الله قوما یصورون ما لا یخلقون وعن اسامة انه صلی اللہ علیه وآله وسلم دخل الکعبة فامرنی فاتیته بماء فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب به علی الصور ویقول قاتل اللہ قوما یصورون ما لا یخلقون

ص ۳۸۸

ابن سعد اور ابوداؤد نے جابر کی اسناد سے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو بلا کر حکم دیا اور وہ اوسوقت بطحا میں تھے کہ کعبہ کے اندر جا کر تمام تصویروں کو مٹا دو اور جبتک یہ تمام تصویریں نہ مٹ لیں اندر تشریف نہیں لے گئے اور واقدی نے جابر کی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابراہیم کی تصویر کو چھوڑ دیا۔ جب جناب سرور خدا صلعم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے اوس تصویر کو دیکھا۔ حضرت عمر سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہدیا تھا کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑنا۔ خدا اون کو غارت کرے جنھوں نے اس بزرگ کو تقسیم سہام قمار بازی کے ساتھ نسبت دی ہے۔ پھر آپ نے حضرت مریم کی تصویر دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو تصویریں اندر رہگئی ہیں سب کو مٹا دو۔ خدا اون کو غارت کرے جو اون اشیاء کی تصویریں بناتے ہیں جنکو وہ خود پیدا نہیں کر سکتے اور اسامہ بن زید سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پانی مانگا میں ایک ڈول پانی لے آیا۔ آپ نے کپڑا پانی میں تر کر کے وہ تمام تصویریں مٹا ڈالیں اور ارشاد فرمایا۔ خدا اونکو غارت کرے جو اون اشیاء کی تصویریں بناتے ہیں جنھیں وہ پیدا کرنیکی قدرت نہیں رکھتے۔

بجنسہ یہی واقعات روضۃ الاحباب ص ۴۳۲ میں بھی درج ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس عبارت سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخلہ مسجد الحرام کے وقت حضرت عمر کی ہمراہی بھی ثابت نہین ہوتی ہے۔ بلکہ وہ تو بطحا مین تھے۔ کعبہ کے اندر داخل ہونیکے وقت بلائے جاتے ہین۔ گویا کلید بردار کعبہ کی طلبی کے وقت یہ بھی آجاتے ہین اور روضۃ الاحباب کی روایت کے مطابق کنجی لانیکے لئے پہلے بلال بھیجے گئے اونکے آنے اور جواب لانے مین دیر ہوئی تو پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھیجے گئے۔ تو گویا بلال کے جانے کے بعد حضرت عمر آنحضرت صلعم کی طلبی پر۔ بقول زرقانی بطحا سے حاضر ہوگئے۔ اور پھر حضرت ابوبکر کے ہمراہ عثمان بن طلحہ کے پاس کنجی لانے گئے۔

اب شبلی صاحب کی مرقومہ بالا عبارت کو ان عبارتون سے مقابل کیا جاوے تو صاف معلوم ہوجائیگا کہ آپ اپنے مطلب کی دھن مین قبل از وقت کہان کا واقعہ کہان لکھ جاتے ہین اور پس و پیش کا کچھ بھی خیال نہین فرماتے اور مجھکو افسوس کے ساتھ پھر لکھنا ہوتا ہے کہ حضرت علی کی بت شکنی کے ایسے متواتر مشہور اور معروف واقعات کو تو آپ اس بیری سے چھپاتے ہین اور حضرت عمر کی ایسی خفیف خدمت کو جو ناکامل۔ ناقص اور ادھوری رہگئی۔ جب دیکھکر رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر سے باز پرس فرمائی۔ خواہ مخواہ موقع بے موقع داخل کئے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس سے حضرت عمر کی مدح سرائی ہوگی۔ باریک بین اور نکتہ شناس حضرات تو آپکی اس مدح سرائی کو جو ملیح اور سیب نما ئی سے تعبیر کرینگے اس لیے کہ حضرت عمر نے اپنی قدیم عادت کے مطابق حکم رسول امین قیاس کو داخل کیا اور حضرت ابراہیم و مریم علیہما السلام کی تصویرون کو قابل عزت و احترام سمجھکر چھوڑ دیا۔ آپ کا یہی قیاس آخر مین آنحضرت صلعم کی ناگواری طبع کا باعث ہوا۔ آپ سے کیفیت طلب ہوئی پھر علاً پانی منگا کر آپکے وہ قیاسی اعزاز و احترام دھوڈالا گیا۔

افسوس ہم پھر اپنے سلسلہ بیان مین حضرت عمر کی قیاسی اقوال و آرا کے تمام ضعف و اضمحلال کو دکھلاتے آئے ہین۔ اور یہان بھی اوسکا صاف صاف انکشاف کیا گیا ہے لیکن اتنے کثیر التعداد افشا لات و مشاہدات کے بعد بھی حضرت عمر کی اصابت رائے کا اعتقاد پڑھے لکھے مسلمانون مین آجتک باقی ہے فاعتبروا۔

حرم محترم مین خطبۂ نبوی

اس تنقیدی تفصیل کو تمام کرکے ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کعبہ کے اندرونی آلائشون کی بھی کامل شست و شو فرما چکے تو آپنے بروایت محدث شیرازی۔ ازدحام و ہجوم عام ہوجانے کے خیال سے دروازے کعبہ کے بند کروادئے اور بقول امام بخاری۔ صرف تکبیرین کہین۔ نماز نہین پڑھی۔ اور دیگر علمائے محدثین کے مطابق نماز بھی پڑھی اور تکبیرین بھی کہین۔ اسکے بعد دروازے کھلوادئے اور باہر تشریف لائے۔

تمام صحن مسجد الحرام آدمیون کے ہجوم عام سے بھرا تھا اور وہ کثرت تھی کہ زمین پر تل دھرنے کی جگہ باقی نہین تھی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسوقت مجمع عام مین یہ مختصر۔ لیکن نہایت ہی مناسب وقت

Presented by Ziaraat.Com

اور پر اثر خطبہ ارشاد فرمایا۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ۔ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ الا کل مأثر او دم او مال یدعی فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ البیت وسقایۃ الحاج یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالآباء الناس من ادم وادم من تراب

ایک خدا کے سوا دوسرا خدا نہیں ہے اوسکا کوئی شریک نہین ہے اوس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھلایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جتھون کو تنہا چھوڑ دیا۔ ہان تمام مفاخر۔ تمام انتقامات خونہاے قدیم۔ تمام خون بہا سب میرے قدمون کے نیچے ہین۔ اے قوم قریش! اب تمھارا جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدمؑ کی نسل سے ہین اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

پھر قرآن مجید کی یہہ آیت پڑھی۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

لوگو۔ مین نے تمکو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمھارے خاندان اور قبیلے بنائے کہ ایک دوسرے سے پہچان لیا جاوے لیکن خدا کے نزدیک شریف تر وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ خدا بڑا دانا اور واقف کار ہے۔

وان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر

خدا اور اوس کے رسولؐ نے شراب کی خرید و فروخت حرام کر دی۔

سیرۃ النبی جلد اول صـ۳۷۱

اس کے آگے شبلی صاحب نے نہایت وضاحت سے اس خطبہ کی مفصلہ ذیل تشریح فرمائی ہے

تمام عقاید اور اعمال کا اصل الاصول اور دعوت اسلام کا اصل پیغام توحید ہے۔ اسلیے سب سے پہلے اسی کی ابتدا فرمائی عرب مین دستور تھا کوئی شخص کسی کو قتل کر دیتا تھا تو اوسکے خون کا انتقام لینا خاندانی فرض قرار پا جاتا تھا یعنی اگر اوسوقت قاتل ہاتھ نہ آتا تھا تو خاندانی دفتر مین مقتول کا نام لکھ لیا جاتا تھا اور سیکڑون برس گزرنیکے بعد بھی انتقام کا فرض ادا کیا جاتا تھا۔ قاتل اگر مر چکا ہے تو اوسکے خاندان یا قبیلے کے آدمی کو قتل کرتے تھے۔ اس طرح خونبہا کا مطالبہ بھی ابًا عن جد چلا آتا تھا۔ یہ خون کا انتقام عرب مین سب سے بڑے فخر کی بات تھی۔ اسی طرح اور بہت سی لغو باتین تھین جو مفاخر قومی مین داخل ہو گئین تھین۔ اسلام ان سب کے مٹانے کے لیئے آیا تھا اور آپ نے اس بنا پر انتقام اور خون بہا اور نیز اور تمام غلط مفاخرت کی نسبت فرمایا کہ مین نے اون کو

Presented by Ziaraat.Com

پاؤن سے کچل دیا[۱]۔ اسلام کا سب سے بڑا احسان جو اوس نے تمام دنیا پر کیا۔ مساوت کا قائم کرنا تھا یعنی عرب و عجم شریف ورذیل۔ شاہ وگدا سب برابر ہین ہر شخص ترقی کرکے ہر انتہائی درجہ تک پہونچ سکتا ہے اس بنا پر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی آیت پڑھی اور توضیح فرمائی کہ تم سب اولاد آدم ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے[۲]۔

ظالمین ومشرکین قریش کی عام معافی

خطبہ کے بعد آپ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جباران قریش سامنے تھے۔ ان مین وہ حوصلہ مند بھی تھے جو اسلام کے مٹانے مین سب سے پیشرو تھے۔ وہ بھی تھے جنکی زبانین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گالیون کے بادل برسایا کرتی تھین۔ وہ بھی تھے جن کے تیغ وسنان نے پیکر قدسی کے ساتھ گستاخیان کین تھین وہ بھی تھے جنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ مین کانٹے بچھائے تھے۔ وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت آنحضرت صلعم کی ایڑیون کو لہولہان کردیا کرتے تھے۔ وہ بھی تھے جنکی تشنہ لبی خون نبوت کے سوا کسی چیز سے بجھ نہین سکتی تھین۔ وہ بھی تھے جن کے حملون کا سیلاب مدینہ کی دیوارون سے آآکر ٹکراتا تھا۔ وہ بھی تھے جو مسلمانون کو جلتی ہوئی آگ پر لٹاکر اونکے سینون پر آہنین مہرین لگاتے تھے رحمت عالم نے اونکی طرف دیکھا اور خوف انگیز لہجہ مین پوچھا۔ تمکو کچھ معلوم ہے۔ مین تمسے آج کیا معاملہ کرنیوالا ہون۔ یا یہ لوگ اگرچہ شقی تھے۔ ظالم تھے۔ بیرحم تھے۔ لیکن مزاج شناس تھے۔ پکار اوٹھے۔

اخ کریم وابن اخ کریم تو شریف بھائی ہے اور شریف برادرزادہ ہے۔ سنکر ارشاد ہوا۔ لاتثریب علیکم الیوم اذھب فانتم الطلقاء تم پر آج کے دن کوئی الزام نہین۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

---

[۱] ہمکو یہ لکھکر بتلادینا ضروری ہے کہ مفاخرت نسبی بالنفسہا بالعموم مذموم نہین بلکہ اس کا غلط استعمال معیوب ہے اور سخت معیوب۔ کیونکہ مفاخرت نسبی کے وصف کو جناب باری عزاسمہ نے آیہ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العلمین اور دوسری آیتون مین ارشاد فرمایا ہے اور نیز خبابہ سو بخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم (صحیح ترمذی) اللہ تعالے نے اولاد ابراہیمؑ مین اسمعیلؑ کو اولاد اسمعیل مین بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ مین قریش کو اور قریش مین بنی ہاشم کو۔ اور بنی ہاشم مین مجھکو برگزیدہ فرمایا۔ ارشاد فرماکر اسکے محاسن توصیفی کو بتلادیا ہے۔ مجہول النسب طبقات اگر اپنی مالی یا دنیاوی اقتدار یا دیگر ذرایع ووسائل کے اعتبار سے۔ خاندان اعلیٰ اور دودمان والا کے یادگارون سے۔ گو وہ کیسے ہی نادار اور مفلوک الحال ہون۔ شرافت نسبی مین مساوت وبکہتی کا دعوے کرین تو اونکی کم ظرفی ہے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ مبارک مین اسی مفاخرت بیجا کو منع فرمایا ہے۔ جو حقیقتاً قریش آنحضرت صلعم کے مقابلہ مین اپنی ہم نسبی اور بکہتی کے غلط گمان پر شیخیان بگھارنے تھے اور برابر اوٹ پٹانگ بکا کرتے تھے۔ شبلی صاحب عام تعمیم مین اس مسئلہ کو شامل کرلین۔ اونکو اختیار ہے۔ مگر خدا اور رسول کی بتلائی ہوئی تخصیص پر بھی نظر رہے ؎ نہ ہر کہ موبتر اشد قلندری داند۔

[۲] اس عام مساوت مین بھی وہی نصوص جو اوپر لکھے گئے ہین۔ ناطق ہون گے۔ کیونکہ آیہ مندرجۂ بالا صاف بتلارہا ہے کہ آدمؑ کی اولاد سے تمام دنیا تو ضرور ہے۔ مگر اون مین بھی اختصاص واصطفا کے مدارج خاص قائم ہین ؎

رقم سنج الواح ہر ناصیہ سعید وشقی ساخت در روزگار المولف الاحقر سید ولاد حیدر عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی تسبیح و تقدیس ادا فرما کر جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ سے باہر آئے - مسجد الحرام کا تمام صحن آدمیوں کی کثرت سے بھرا تھا - اصحاب، جان نثار بھیڑ کو ہٹاتے اور آنحضرت صلعم کے لیے آگے آگے راہ کشادہ کرتے جاتے تھے یہان تک کہ آپ چاہ زمزم کے پاس پہونچے - جناب عباس بن عبد المطلب نے اپنے آبائی منصب سقایہ کے اعتبار سے ایک ڈول آب زمزم سے بھر کر پیش کیا آپنے نوش فرمایا - تھوڑی دیر ٹھہر کر آب زمزم سے غسل فرمایا -

کعبہ کی سقف پر اذان

بلال کو حکم ہوا سقف کعبہ معظمہ پر جا کر اذان دیں - بلال نے بڑی مسرت و مباہات سے حکم کی تعمیل کی - اکیس برسون کی طویل مدت کے بعد بلال کی تمنا پوری ہوئی - خدا کی شان - ایکدن وہ بھی تھا کہ یہی بلال اسی شہر اور اسی مقام مین خدا کا نام آہستہ بھی نہین لے سکتے تھے اور آج خدا کی جبروت قدرت سے اوسی ناشنوا قوم کے سامنے اور انھین کے انبوہ کثیر کی دونون آنکھون کے آگے وہی بلال اور حضرت عباس کے وہی غلام بلال علانیہ خدا کا نام لیکر آواز بلند سے اسلام کے طرز پر اذان دے رہے ہین - اور کوئی چون بھی نہین کرتا - جل جلالہ وجل شانہ شبلی صاحب لکھتے ہین -

نماز (ظہر) کا وقت آیا تو حضرت بلال نے بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دی - وہی سرکش جو ابھی رام ہو چکے تھے ادنکی آتش غیرت پھر مشتعل تھی - عتاب بن اسید نے کہا خدا نے میرے باپ کی عزت رکھ لی کہ اس آواز سننے سے پہلے اوسکو دنیا سے اوٹھا لیا - ایک اور سردار قریش نے کہا اب جینا بیکار ہے - سیرۃ النبی صہ ۳۸۱

مکہ مین اسلام کی بیعت عام

بعد نصف النہار کو صفا پر تشریف لاے اور لوگون کو شرف بیعت سے مشرف فرمانے لگے شبلی صاحب اسکی کیفیت یون تحریر فرماتے ہین -

مقام صفا مین آپ ایک بلند مقام پر بیٹھے - جو لوگ اسلام قبول کرنے آتے تھے وہ آپکے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے -

عورتون کی بیعت سے مکالمہ

مردون کی بادی ہو چکی تو مستورات آئین عورتون نے بیعت لینے کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے اونسے ارکان اسلام اور محاسن اخلاق کا اقرار لیا جاتا تھا - پھر پانی کے ایک بڑے پیالہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ ڈال کر نکال لیتے تھے آپ کے بعد عورتین اسی پیالہ مین ہاتھ ڈالتی تھین - اور بیعت کا معاہدہ پختہ ہو جاتا تھا - ان مستورات مین ہند بھی آئی - یہ وہی ہند ہے جو رئیس العرب عتبہ کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ماں تھی - حضرت حمزہؓ کو اسی نے قتل کرایا تھا - اور انکا سینہ چاک کر کے کلیجہ چبا گئی تھی - وہ نقاب پہنکر آئی - شریف عورتین نقاب پہنتی تھین - لیکن اوسوقت غرض یہی تھی کہ کوئی اسکو پہچانتے نہ پاے - بیعت کے وقت اوس نے نہایت دلیری بلکہ گستاخی سے باتین کین جو حسب ذیل ہین -

رسول اللہ صلعم - اقرار کرو -

Presented by Ziaraat.Com

ہند۔ یا رسول اللہ آپ ہم سے کن باتون کا اقرار لیتے ہین۔

رسول اللہ صلعم۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نکرنا۔

ہند۔ یہ اقرار آپ نے مردون سے تو نہین لیا۔ بہرحال ہمکو منظور ہے۔

رسول اللہ صلعم۔ چوری نکرنا۔

ہند۔ مین اپنے شوہر (ابوسفیان) کے مال مین سے دو چار آنے کبھی لے لیا کرتی ہون معلوم نہین یہ بھی جائز ہے یا نہین۔

رسول اللہ صلعم۔ اولاد کو قتل نکرنا۔

ہند ربیّناھم صغارا وقتلتھم کبارا فانت وھم اعلم ہم نے تو اپنے بچون کو پالا تھا۔ بڑے ہوے تو (جنگ بدر و احد مین) آپ نے اونکو مار ڈالا۔ اب آپ اور وہ جانین سمجھ لین۔ سیرۃ النبی ص۳۸۲

شبلی صاحب نے گویا کسی واقعہ کو تمام و کمال لکھنے کی قسم کھالی ہے۔ اس معمولی واقعہ مین جو غالبًا تاریخ طبری سے لکھا گیا ہے۔ آپ نے آنحضرت صلعم سے ہند کی گفتگو کو تو لکھدیا۔ لیکن حضرت عمر اور ہند کی مکالمت کو۔ جو اسی سلسلہ بیان کا آخری حصہ ہے متروک القلم فرمادیا۔ یہ کیون؟ خدا جانے۔ بہرحال۔ طبری اس سلسلۂ مکالمت کو ان الفاظ عبارت پر تمام کرتے ہین۔

فضحك عمر بن الخطّاب من قولها حتى استغرب فال ولاتاتين ببهتانٍ تفترينه بين ايدين وارجلكن قالت والله ان اتيان البهتان لقبيح وبعض التجاوز امثل قال ولا تعصينني فى معروف قالت ما جلسنا هذا المجلس ونحن نريد ان نعصيك فى معروف فقال رسول الله صلّى الله بايعهن واستغفر لهن فبايعهن عمر بن الخطاب وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لايصافح النساء ولايمسّ امراة ولايمسّه امراة احلها الله

(ہند کے یہ شوخی کے کلام سنکر) حضرت عمر بن الخطاب ہنس پڑے اور آگیو یہ باتین غریب معلوم ہوہین۔ حضرت عمر۔ کیا اب بھی تجھکو اپنے وہ مفتریات جو تونے براۃ العین ظاہر کئے تھے نہین معلوم ہوے۔ ہند۔ ہان۔ بہتان و افترا تو واقعی بُری چیزین ہین۔ لیکن بعض معاملون مین اون سے تجاوز مناسب ہے حضرت عمر۔ کیا تونے امر معروف مین ارتکاب گناہ نہین کیا۔ ہند (غصہ سے جلکر) ہم ایسی مجلس مین نہین بیٹھتے۔ جس مین ہم پر امر معروف کے لیے ارتکاب عصیان کا الزام لگایا جاوے۔ یہ سنکر آنحضرت صلعم نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا۔ تم عورتون سے بیعت لو۔ چنانچہ حضرت عمر نے اون سے بیعت لی اور اوسدن جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت سے نہ مصافحہ کیا اور نہ

Presented by Ziaraat.Com

له اوذات محرم منه — اونکا بدن چھوا اور نہ کسی عورت نے آپکا بدن چھوا۔ سوا اون عورتون کے جسکو خدا نے آپ کیلیے حلال کیا تھا یا اونکے جنکے آپ محرم تھے۔ طبری ۱۶۴۲

ناقابل معافی مجرمین کی معافی

بیعت کی مشغولیت مین شام ہوگئی۔ تمام مجمع کو مشرف بہ بیعت فرمانیکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مقام پر واپس آئے۔ فتح مکہ کے واقعات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم۔ لطف عمیم اور عفو جرائم کے تفصیلی دفتر ہین۔ جو حضرات مضامین تاریخی کو بالاستعباب پڑھنے کے ساتھ اون کے یاد رکھنے کا بھی کامل ملکہ رکھتے ہین وہ فتح مکہ کے حالات مین ابتدا ہی سے آنحضرت صلعم کے اُن اخلاق واشفاق کی رعایات ومراعات کو مختلف مقامات پر ملاحظہ فرما کر ذہن نشین کر چکے ہونگے۔ اونھین خوب یاد ہوگا کہ ابوسفیان کے ایسا دشمن جان وایمان اونکی زوجہ محترمہ ہندہ جگر خوارہ کی ایسی سنگدل اور شقیق القلب عورت۔ عبداللہ اور ابوسفیان بن عبداللہ بن حارث کے ایسے گھر کے دشمن۔ پہلو کے نشتر۔ جب سامنے آئے۔ تو گویا رحمت عالم کے نزدیک یہ مجرم ہی نہین تھے۔ یہی نہین کہ صرف معاف ہی کر دیئے گئے۔ معافی کے بعد شرف امتیازی کے عطایات سے بھی ممتاز فرمائے گئے۔ یہ تو ابتدا کی رعایتین تھین فتح مکہ اور تسلط واطمینان ہوجانے کے بعد علی العموم۔ فاذھبوا وانتم الطلقاء جاؤ تم سب آزاد ہوگئے۔ حکم عام دے کر سب کو معفو فرما دیا۔ شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین عرب مین دس شخص تھے جو قریش کے سرتاج تھے۔ ان مین صفوان بن امیہ جدہ بھاگ گیا۔ عمیر بن وہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کی کہ رئیس مکہ جلاوطن ہوا جاتا ہے۔ آپنے سلامت امان کے طور پر اپنا عمامہ عنایت کیا۔ عمیر جدہ سے اونکو واپس لائے۔ حنین کے معرکہ تک یہ اسلام نہین لائے۔ عبداللہ بن زبعری عرب کا مشہور شاعر تھا آنحضرت صلعم کی ہجو بن کہا کرتا تھا۔ اور قران مجید پر نکتہ چینیان کیا کرتا تھا۔ نجران بھاگ گیا۔ لیکن پھر اسلام لایا ابوجہل کا بیٹا عکرمہ یمن چلا گیا۔ لیکن اوسکی حرم (ام حکیم) نے آنحضرت صلعم سے اوس کے لیے امان لی اور یمن سے جاکر لے آئی یہ واقعہ ابوجہل سے کہنے کے قابل نہین ہے کہ اوس کا جگر بند کفر کی گود سے نکل کر اسلام کی آغوش مین آگیا اور اب ہم اوسے عکرمہ کے بجاے حضرت عکرمہ کہتے ہین[1]

[1] شبلی صاحب نے طبری کے آخری ٹکڑے کو اس لیے نہین لکھا تھا کہ اس سے حضرت عمر کی خشونت طبع معلوم ہوتی ہے لیکن اسکے ساتھ آپکو یہ خیال بھی ہونا چاہیے تھا کہ اس روایت سے بجائے رسول اللہ عورتون ہی کی سہی حضرت عمر کا بیعت لینا بھی تو ثابت ہوتا ہے جس سے آپ نیابت وخلافت رسول کے معنی نکال سکتے ہین۔ پھر اس مفاد کو کیون نظر انداز فرمایا گیا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ عکرمہ کے عمل نہین تھے جس نے اوسے اس قابل کیا۔ یہ جناب سرور مخدوم صلعم کی خاص عنایت تھی کہ عکرمہ کو جو عداوت وخصومت مین باپکا بیٹا اور ابوسفیان کا ہم پلہ تھا۔ بلا عذر وتامل معافی کا حکم دیدیا جب ابوسفیان سے کوئی باز پرس نہین کی گئی تو عکرمہ سے کیا کی جاتی عکرمہ کو پہلے آنحضرت صلعم کا اور اوسکے بعد اپنی بی بی کا منت گذار ہونا چاہیے۔ جنکے ذریعہ سے وہ اسلام کی دولت پر فائز ہوا۔ مترجم باسلام ہوجانے سے ہم عکرمہ کی نسبت اتنا ضرور کہہ سکتے ہین کہ وہ کافر سے مسلمان ہوگیا اور مسلمان کہا جائیگا۔ اب شبلی صاحب ابوجہل کے چڑھانے کیلیے یا اپنی عقیدت عکرمہ کے ساتھ دکھانیکے لیے۔ چاہے۔ اوسی حضرت کہین یا رضی اللہ عنہ کے خطاب سے مخاطب فرمائین اسکے ذمہ دار وہ ہین ہم نہ اونکے حضرت کے کھوکھلے لفظین کو کوئی وزن واہمیت سمجھتے ہین اور نہ عکرمہ کے اسلام مین کوئی امتیازی قدر ومنزلت۔ یہ تو خیر دوسرا صحابی بھی ہین اور اونکو آپ حضرت کہتے ہین۔ اجی حضرت شبلی صاحب۔ آپکی ولی النعم سیر سید احمد خان تو مسٹر ہربرٹ کو رضی اللہ عنہ کہے

چار حوالی مجرمین کی سزا۔ اتنی معافیون کے بعد صرف چار مرد و عورتون کے لیے قتل کا حکم دیا گیا۔

صاحب رحمۃ العالمین ابو داؤد کے اسناد سے لکھتے ہین۔

چار مرد و عورتین اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھے (تھین) اعلان کر دیا گیا تھا کہ انکو قتل کر دیا جائے ص ۱۲۴ وہ کون کون تھے۔ شبلی صاحب سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۰۳ کی عبارت حاشیہ مین لکھتے ہین

صرف یہ تحص قتل ہوے۔ دو مرد۔ ایک عورت۔ عبداللہ بن خطل۔ مقیس بن صبابہ۔ اور قریبہ ابن خطل کی لونڈی۔ ابن خطل اور ابن صبابہ دونون خونی مجرم تھی۔ ابن خطل[1] جو اسلام لا چکا تھا اپنے ایک مسلمان خادم کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا۔ مقیس بن صبابہ کا واقعہ یہ ہے کہ اُس کا ایک بھائی ایک انصاری کے ہاتھ سے غلطی سے مارا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکی دیت ادا کر دی تھی تاہم مقیس منافقانہ اسلام لایا اور غدر سے اس انصاری کو قتل کر دیا۔ قریبہ جو ابن خطل کی لونڈی تھی اور مکہ کی مغنیہ تھی۔ جو آنحضرت صلعم کی ہجو مین گیت گایا کرتی تھی۔

صاحب رحمۃ العالمین۔ انکے علاوہ دو مجرمین کے نام اور بھی بتلاتے ہین۔ عبداللہ ابن ابی سرح اور ہبار ابن الاسود عبداللہ بن ابی سرح کا قصور یہ تھا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے اور محمدؐ تو مجھسے سُنکر لکھواتے ہین۔ ہبار ابن الاسود نے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم کو جبکہ وہ مکہ سے مدینہ کو ہودج مین بیٹھی جا رہی تھین نیزہ مارا اور کیا وہ گر پڑا تھا اور اس صدمہ سے اونکا حمل ساقط ہو گیا تھا۔

بارگاہ رسالت سے آخر مین ایسے سنگین جرم کے مجرمین کی پیشی کے وقت کیا ہوا۔ وہی عفو۔ وہی درگذر اور وہی رہائی جو خاص کر رحمت عالم کی شان اور اوس خلق مجسم کے شایان تھی۔ ہبار بن الاسود کے ایسا خونی سامنے لایا گیا اور سزا کے بجاے دولت اسلام سے مالا مال فرما کر رہا کر دیا گیا۔

عبداللہ ابن ابی سرح کی رہائی مین کسی قدر تامل فرمایا گیا اسلیئے کہ اس کا جرم صرف تنظیم رسالت ہی کے لیے مضر نہین تھا بلکہ نقل و تحریر نصوص الٰہیہ مین بھی تغیر و تبدل کیا کرتا تھا۔ اور کاتب وحی کی جگہ اپنے کو مخاطب وحی

بقیہ مضمون ص ۱۸۶ خطاب قرآنیہ سے مخاطب فرما چکے ہین حضرت کی کیا بساط ہے۔ یہ خطاب ضی اللہ تو وہ مخصوص خطاب ہے جو خلفاء راشدین و سابقین کے علاوہ اور ون کے لیے مستعمل نہین ہوتا۔ یہان ہمارے سید صاحب نے ایک عیسائی نیم مسلمان کو جو تقیہ کے اندر مسلمان ہوا تھا صحابہ کبار کے مساوی و برابر قرار دیدیا (دیکھو دیباچہ خطبات احمدیہ) آپ اسی سے سمجھ جائین کہ ان الفاظ حضرت مولانا سیدنا رضی اللہ عنہ قدس سرہ وغیرہا کی آپ حضرات کے فیض تعمیم نے کیا مقدار و قیمت باقی رکھی ہے وہی جو عالمگیر ثانی اپنے زمانہ ولیعہدی مین ایک سائل خطاب شاہی کے عبارت حکم مین اندازہ کر کے لکھتے ہین "چون دریتو لاخاتی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار ما محض بخاطر شما (امیر الامرا نے سفارش کی تھی) این ہم رآے باشد۔ المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

مشہور کرتا تھا۔ اس بنا پر وہ تنہا رسولخدا ہی کا مجرم نہین تھا بلکہ خدا کا بھی ملزم تھا۔

چنانچہ ابو الفدا اس کی معافی کی تفصیل مین لکھتے ہین۔

عبد الله بن ابی سرح وكان اخا عثمان بن عفان من الرّضاعة فاتى عثمان به النبيّ فسأله فيه فصمت النبيّ صلعم طويلا ثم امنه فاسلم فقال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلم لاصحابه انّما صمت ليقوم احدكم فيقتله فقالوا هلا اومات الينا فقال ان الانبياء لا تكون لهم خائنة الاعين وكان عبد الله المذكور كتب الوحى وكان يبدّل القران ثم ارتد

عبداللہ بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان کا رضاعی بھائی تھا۔ حضرت عثمان نے آنحضرت صلعم سے اوسکی جان بخشی کی درخواست کی آپ بڑی دیر تک خاموش رہے۔ بالآخر اوسکو امان دیدی اور اوس نے اسلام لانے کا اظہار کیا۔ پیغمبر صاحب نے اصحاب سے فرمایا کہ مین دیر تک اسلیے خاموش رہا کہ تم مین سے کوئی شخص اوٹھے اور اوسے قتل کردے۔ اصحاب بولے کہ آپنے ایما کیون نہ فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انبیا کا یہ شعار نہین کہ وہ کنکھیون سے اشارہ کرین۔ عبداللہ مذکور قرآن لکھا کرتا تھا اور اوس مین جہان چاہتا تھا ردّو بدل کردیتا تھا۔ بعد ازان مرتد ہوگیا۔

لیکن یہ تامل بھی عین تفضّل ہوگیا اور عبداللہ بن ابی سرح چھوڑ دیا گیا۔

محدّثین و مورخین نے ان مجرمین کی تعداد مین بہت اختلاف کیا ہے کسی نے کچھ بتلایا ہے کسی نے کچھ شبلی صاحب نے اس پر تفصیلی بحث[1] کی ہے اور اوس مین کمی تعداد پر اپنا مختار قائم کیا ہے۔ مجھکو بھی آپکے مختار سے اتفاق ہے۔ کیونکہ زیادہ تر علما مجرمین سزایافتہ کی تعداد مرد عورت ملاکر چھ سے زیادہ نہین بڑھاتے جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے۔

فتح مکہ کے باقی حالات اصنام کعبہ کی تفصیل

فتح مکہ کے متعلق باقی حالات شبلی صاحب یون تحریر فرماتے ہین۔

حرم مین نذر اور ہدایہ کا خزانہ ایک مدّت سے جمع ہوتا چلا آتا تھا وہ محفوظ رکھا گیا لیکن مجسمہ جات اور تصویرین برباد کردی گئین۔ انمین حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے بھی مجسمے تھے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی تصویر بھی تھی (فتح الباری فتح مکہ) جس سے لوگون نے قیاس کیا کہ کسی زمانہ مین عیسائیت کا اثر زیادہ غالب ہوگیا تھا۔ رنگین تصویرین جو دیوارون پر تھین۔ مٹانے پر بھی اونکے دھندلے نشان رہگئے تھے

---

[1] ہمکو شبلی صاحب کی تنقید روایات تعداد کی نسبت اونکے جرح و قدح کی نقل تفصیل کی ضرورت نہین لیکن اتنا بتلا دینا ضروری ہے کہ آپنے اپنے موجودہ سلسلۂ تنقید مین ابو داود اور اونکی روایت کے رُواۃ کی خوبی دے کردی ہے اور روایت و درایت دونون اصول تنقید سے ابو داود کی تردید اور اونکے رواۃ کی تکذیب کردی ہے۔ اس بنا پر ہمکو افسوس کے ساتھ لکھنا ہوتا ہے کہ جس طرح اس مقام پر ابو داود کے رجال کی تحقیق و تنقید فرمائی گئی ہے۔ ابو داؤد کی تحریر کردہ حضرت علیؑ کی تبرائجواری والی روایت کی بھی کیون نہ جانچ پرتال کرلی گئی کہ مدیر اصلاح کو فتنہ شبلی کی دو جلدون مین از سر نو تنقید و تردید کی ضرورت نہین ہوتی۔ فافہم فتدبر۔ المؤلف عفی عنہ

اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر تک باقی رہے (فتح الباری و کر فتح مکہ) اخبار مکہ ازرقی مین بہ تفصیل یہ واقعات مذکور ہین۔

فتح مکہ کا اصلی مقصد اشاعت توحید اور اعلاء کلمۃ اللہ تھا کعبہ مین سیکڑون بت تھے۔ جن مین ہبل بھی تھا جو بت پرستون کا خدائے اعظم تھا۔ یہ انسان کی صورت کا تھا اور یاقوت احمر سے بنا تھا سب سے پہلے جس نے اسکو کعبہ مین لاکر رکھا تھا خزیمہ بن مدرکہ تھا۔ جو مضر کا پوتا اور عدنان کا پرپوتا تھا۔ ہبل کے سامنے سات تیر رکھے تھے۔ جن پر کلا و نعم لکھا ہوا تھا۔ جو کچھ نکلتا اوسپر عمل کرتے۔ (معجم البلدان ذکر ہبل بحوالہ ابن ہشام کلبی) جنگ احد مین ابوسفیان نے اسی ہبل کی جے پکاری تھی وہ عین کعبہ کے اندر تھا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ مین داخل ہوے تو اور بتون کے ساتھ وہ بھی برباد کر دیا گیا۔ مکہ کے اطراف مین اور بہت سے بڑے بڑے بت تھے۔ جن کے لیے حج کی رسمین ادا کی جاتی تھین۔ ان مین سب سے بڑے عزیٰ۔ لات اور منات تھے۔ عزیٰ قریش کا اور لات اہل طائف کا معبود تھا مکہ معظمہ سے ایک میل کے فاصلہ پر نخلہ ایک مقام ہے۔ عزیٰ یہین منصوب تھا۔ بنو شیبان اوسکے متولی تھے۔ اہل عرب کا اعتقاد تھا کہ خدا جاڑے مین لات کے یہان اور گرمیون مین عزیٰ کے یہان بسر کرتا ہے۔ عزیٰ کے سامنے عرب کے وہ تمام مناسک اور رسوم بجالاتے تھے جو کعبہ مین بجالاتے تھے۔ اوسکا طواف کرتے اور اوسپر قربانیان چڑھاتے (بحوالہ رزقانی جلد دوم صـ۱۴) منات کا تخت گاہ مشلل تھا جو قدید کے پاس مدینہ منورہ سے سات میل اور ترہے۔ وہ ایک بن گڑھا پتھر تھا۔ ازد غسان۔ اوس اور خزرج اوس کا حج کرتے۔ عمر بن لحی نے جو اصنام قائم کیے تھے۔ یہ اون سب مین بالاتر تھا اوس اور خزرج جب کعبہ کا حج کرتے تو احرام اوتارنے کی رسم (بال منڈانا) اسی کے پاس ادا کرتے تھے۔ قبیلہ ہذیل کا بت سواع تھا۔ جو ینبع کے اطراف رہاط مین تھا۔ اوسکے متولی بنو لحیان تھے۔ بت پرستی کے یہ وہ طلسم تھے جن مین سارا عرب گرفتار تھا۔ اب اونکی بربادی کا وقت آچکا تھا اور دفعتہً ہر جگہہ خاک اوڑنے لگی۔ سیرۃ النبی جلد اوّل ص ۳۸۶۔

شبلی صاحب کے بیان مین بہت بڑا راز یہ ہے کہ آپ کی تفصیل مین بھی اجمال کا لطف آتا ہے اور اسی تفصیلی اجمال مین ابہام رہجاتا ہے۔ آپ نے بتون کی تفصیل لکھی۔ اونکے مقام۔ اوقات اور مرسومات پر بحث تحریر فرمائے مگر اونکی بربادی کی کیفیت کو جو فتح مکہ کے متعلق آپکے تمام بیان کا اصلی اور ضروری مقصد تھا یہ لکھکر "کہ دفعتہً ہر جگہہ خاک اوڑنے لگی۔ بالکل ہوا کر گئے۔ یہ صحیح ہے کہ خاک اوڑنے لگنے سے سمجھنے والا یہی سمجھے گا کہ وہ تباہ و برباد کر دیے لیکن اسکے ساتھ ہی وہ آپ سے یہ بھی ضرور سننا چاہے گا کہ وہ کیسے برباد کیے گئے۔ کیونکہ وہ کعبہ کے اندر اور مسجد الحرام کے اردگرد جتنے بت رکھے تھے یا تصویرین بنی تھین۔ اونکی بربادی کا تمام حال سن چکا ہے اس بنا پر وہ فطرتی طور پر آپ سے ان حالات کے سننے کا بھی مستحق ہے اور ایک واقعہ نگار کی حیثیت سے آپکا بھی فرض منصبی ہے کہ آپ ان حالات کو صاف صاف تفصیلی الفاظ مین تحریر فرماوین۔

لیکن آپکو ان کے تفصیل کرنے مین دو مجبوریان مانع ہین۔ ایک تو زمانہ حال مین بت شکنی وغیرہ کے واقعات کو

Presented by Ziaraat.Com

یورپین قدامت پسند حضرات اچھی باتین نہین سمجھتے۔ اور آپ اونکے رعب اثر سے اپنی فلسفۂ سیرت اسلام کو ان واقعات کی تفصیل سے پاک و صاف رکھنا چاہتے ہین۔

دوسرے یہ کہ ان واقعات کی تفصیل مین آپکو اپنے حضرت خالد بن ولید کے اون مظالم کو بھی لکھنا ہوتا۔ جو اونھون نے بنی خزیمہ کے مسلمانون کی غریب جانون پر ڈھائے۔ اسی خود غرضی کی بنا پر آپنے ان تفصیلات کو کلبتہ قلم انداز فرمادیا۔ اور سمجھ لیا کہ ابن فتر نے معنی غرق مے ناب اولی۔ لیکن ہم جس طرح آپکے ان تمام خود غرضانہ مختصرات و ابہامات کے انکشافات کرتے آئے ہین اوسی طرح ان حالات پر بھی روشنی ڈالنا اپنا فرض تالیفی سمجھتے ہین۔

بنو خزیمہ کے مسلمان مظلومین اور خالد بن ولید کے مظالم

سلمائے محدثین اور مورخین کے متفقہ اقوال و مختار سے ثابت ہوتا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح مکہ کے تمام انتظامی ضرورتون سے فراغت ہو چکی تو جیسا شبلی صاحب اوپر تحریر فرما چکے ہین کہ فتح مکہ کا مقصد اعلی اشاعت توحید اور اعلائے کلمہ اللہ تھا۔ اس بنا پر جناب سرور خدا صلعم نے چند صحابہ کو اہل اسلام کی مختصر جماعتون کے ساتھ۔ تبلیغ اسلام کی غرض خاص سے اون مقامات مین بھیجا۔ جہان لوگ ابھی تک بمیت اسلام سے مشرف نہین ہوے تھے۔ چنانچہ تاریخ ابو الفدا مین اسکی تفصیلی عبارت حسب ذیل ہے۔

لما فتح رسول اللہ مکۃ بعث السرایا حول مکۃ الی الناس یدعو هم الی الاسلام ولم یامرهم بالقتال وکان من السرایا سریۃ مع خالد بن الولید فنزل علی ماء لبنی خزیمۃ فلما نزل علیه اقبلت بنو خزیمۃ بالسلاح فقال لهم خالد ضعوا السلاح فوضعوها وامر بهم فکتفوا ثم عرضهم علی السیف فقتل من قتل منهم فلما بلغ رسول اللہ ما فعل خالد رفع یدیه الی السماء حتی بان بیاض ابطیه وقال اللهم انی ابرأ الیک مما صنع خالد بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۹

پیمبر صاحب نے بعد فتح مکہ بعض صحابیون کو مع مختصر فوج کے حوالی مکہ مین اس غرض خاص سے بھیجا کہ لوگون کو اسلام کی طرف بلائین لیکن کسی سے قتال نکرین۔ ازانجملہ خالد بن ولید کو بھی روانہ کیا۔ خالد جسوقت بنی خزیمہ پر پہونچے تو بنی خزیمہ کے گروہ مسلح ہوکر باہر آے۔ خالد نے اون سے کہا کہ ہتیار رکھدو۔ جب اونھون نے ہتیار رکھدیے تو خالد نے اونکے ہاتھ بندھوا کر سب کو تلوارون پر رکھ لیا۔ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالد کے اس ظالمانہ روائی کی خبر پہونچی تو آپنے اپنے دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرما کر ارشاد کیا کہ خداوندا۔ جو حرکت ناشائستہ خالد سے سرزد ہوئی ہے۔ مین اوس سے بیزاری ظاہر کرتا ہون۔

اس سے زیادہ تفصیل شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی کی کتاب مدارج النبوۃ کی مفصلہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتی ہے۔

چون بنو خزیمہ از آمدن خالد بن ولید خبردار شدند۔ برعایت طریقہ حزم و احتیاط سلاحہا پوشیدہ بیرون آمدند۔ خالد از ایشان پرسید شما چہ کسانید۔ گفتند ما مسلمانیم کہ بمحمد صلعم و شرایع دین وے

جب بنی خزیمہ کے لوگ خالد کے ورود سے خبردار ہوے تو بمقتضاے احتیاط مسلح ہوکر باہر آے۔ خالد نے اون سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو۔ اونھون نے کہا ہم مسلمان ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اون کے شرایع دین پر

ایمان داریم ونماز می گذاریم و درمیان خود مسجد
بناکردہ اذان واقامت گفتہ بجمعہ وجماعت اقامت
وقیام می نمائیم۔ خالد گفت پس سلاح چرا پوشیدہ در برابر
من آمدہ اید گفتند میان ما وقومے از عرب عداوت است
می ترسیم کہ شما از ایشان باشد۔ خالد را عذر ایشان در محل
قبول نیفتاد وگفت سلاح خود را بردارید۔ ایشان بموجب
فرمودہ عمل نمودہ سلاحہا از خود دور کردند انگاہ خالد گفت
تا دستہاے یکدیگر بر شانہ ببستند وہر یک اسیران را
بہ یکے از یاران خود بسپرد وقت سحر ندا کرد کہ ہر کہ
اسیرے دارد بقتل رساند۔ چنانچہ حسب فرمودۂ اُو
اسیران بے گناہ را کشتند و در روایتے آمدہ کہ چون آنہا
سلاح انداختہ خالد تیغ در ایشان نہاد قریب صد کس را
از آن قبیلہ بکشت پس یکے از بنی خزیمہ آمدہ آنچہ خالد با آن
جماعت کردہ بود بعرض رسول اللہ صلعم برساند حضرت
در غضب آمدہ سہ بار فرمود۔ خداوندا من بیزارم از آنچہ خالد کرد

ایمان لاے ہین۔ نماز پڑھتے ہین۔ مسجد بنائی ہے۔ اذان واقامت
کہتے ہین اور جمعہ وجماعت قائم کرتے ہین۔ خالد نے کہا پھر ہتیار باندھکر
ہمارے سامنے کیون آئے ہو۔ وہ بولے ہم سے اور عرب کی ایک قوم سے
عداوت ہے۔ ہمکو خوف ہوا کہ مبادا تم لوگ اُسی قوم سے ہو۔ خالد نے
اُنکا یہ عذر نہین سنا اور کہا کہ ہتیار کھول دو۔ اُنھون نے فوراً ہتیار
ڈالدیئے۔ خالد نے پھر اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ ان سب کے ہاتھ
شانون سے باندھ دو بعد ازان ہر ایک اسیر کو اپنے رفقا کی سپردگی
مین دیا اور جب صبح ہوئی تو حکم دیا کہ جو اسیر جسکی سپردگی مین ہے وہ
اُسے قتل کردے چنانچہ وہ اسیران بیگناہ اسی وقت قتل کردیئے
گئے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب خالد کے کہنے سے بنی خزیمہ
کے لوگون نے ہتیار ڈالدیئے تو خالد نے تلوار لیکر تقریباً سو آدمی اُس
قبیلہ کے قتل کرڈالے۔ بنی خزیمہ کے ایک شخص نے جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی آنحضرت صلعم نے غضبناک
ہوکر تین بار فرمایا۔ خداوندا خالد نے جو کچھ کیا مین اُس سے
بیزاری ظاہر کرتا ہون۔

شبلی صاحب اتنے بڑے مشہور ومعروف واقعہ کو صرف بحمایت خالد بن ولید قلم انداز فرماگئے۔
یہ امر اُنکے مولفانہ تدین سے کسقدر خلاف ہے بہرحال۔ خالد بن ولید سے۔ خلاف حکم رسول صلعم یہ حرکت کیون
سرزد ہوئی اسکو اگر ہم اس مقام پر لکھین تو ہمارے سلسلہ بیان مین بھی بے ربطی اور خبر بے مبتدا کا عیب پیدا ہوئیگا۔
اسلیے ہم اس واقعہ کو بالاتمام لکھکر اسکے وجوہ کو بالتفصیل آیندہ قلمبند کرینگے۔ تاریخ ابن ہشام مین ہے
انفلت رجل من القوم فاتی رسول اللہ صلعم فاخبرہ
خبر فقال رسول اللہ صلعم ھل انکر احد قال انکر علیہ
ابیض ربعۃ فنھمہ خالد فسکت عنہ وانکر علیہ رجل
آخر طویل مضطرب مراجعۃ فاشتدت مراجعتہما فقال
عمر بن الخطاب الاول یا رسول اللہ فابنی عبد اللہ واما الآخر سالم مولی

اُس قوم (بنی خزیمہ) کا ایک آدمی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوا اور عرض واطلاع کی جناب رسولخدا صلعم نے پوچھا کہ کیا کسی
شخص نے خالد کو منع نہین کیا اُس نے عرض کی جی ہان پہلے ایک شخص نے جو
سفید لباس پہنے تھا منع کیا لیکن خالد نے اسے ڈانٹ دیا اور وہ چپ
ہوگیا۔ پھر خالد کو دوسری بار ایک طویل القامت مضطرب حال شخص نے

Presented by Ziaraat.Com

ابی حذیفة ثم دعا رسول الله صلعم علی
بن ابی طالب رضوان الله علیه فقال
یا علیؑ اخرج الی هؤلاء القوم فانظر فی
امرهم واجعل امر الجاهلیة تحت
قدمیك فخرج علی حتی جاءهم ومعه
مال قد بعث رسول الله صلعم فودّی
لهم الدماء وما اصیب لهم من الاموال
حتّی انه لیدی لهم مبلغة الکلب حتی
اذا لم یبق شیٔ من دم ولا مال الا ودا ه
بقیت معه بقیّه من المال فقال لهم علی
رضوان الله علیه حین فرغ منهم هل
بقی لکم بقیّة من دم او مال یودّ لکم
قالوا لا قال فانی اعطیکم هذه البقیّة
من هذا المال احتیاطا لرسول الله صلّی الله
علیه وآله وسلم ممّا لا تعلم ولا تعلمون
ففعل ثم رجع الی رسول الله صلّی الله علیه
وآله وسلّم فقال اصبت واحسنت ثم
قام رسول الله صلّعم فاستقبل القبلة
قائما شاهرا یدیه حتی انه
لیری ما تحت منکبیه یقول اللّهمّ
ابرأ الیك ممّا صنع خالد بن ولید
ثلث مرّات جلد ۳ ص ۴ مصر

منع کیا۔ خالد نے اُسکو نکلوا دیا۔ پھر خالد نے سختی سے ان دونوں کو نکلوا دیا۔
یہ سُنکر حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم پہلے جس شخص کو یہ نکالا تھا
وہ میرا بیٹا عبد اللہ ہے اور آخر والا آدمی سالم غلام ابو حذیفہ ہے اسکے بعد
جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ الرضوان کو
بلایا اور حکم دیا کہ اے علیؑ تو بنی خزیمہ کیطرف چلے جاؤ اور اُنکے معاملات کا انتظام
کرو اور جہالت کے امور کو مٹا ڈالو۔ یہ حکم سنکر جناب علی مرتضےٰ قوم بنی خزیمہ کیطرف
روانہ ہوئے اور قبیلہ بنی خزیمہ کے پاس پہونچگئے۔ آپکے ساتھ وہ مال بھی
تھا جو آنحضرت صلعم نے ہمراہ کر دیا تھا حضرت علی مرتضی نے بنو خزیمہ کے تمام
مقتولین کی دیت دیدی اور پھر جو کچھ اُنکا مال لوٹا گیا تھا اُسکا معاوضہ
ادا فرمایا۔ یہانتک کہ اُنکے ایک کتّے تک کی قیمت ادا کر دی۔ جب اُنکی جان و
مال کی دیت و قیمت مین کچھ بھی باقی نہین رہا اور حضرت علیؑ کے پاس رقم
موجودہ مین سے بچ رہا تو آپنے سو خزیمہ کے لوگون کو مخاطب فرماکر استفسار
فرمایا کہ اب تو تمھارے خون کی دیت یا مال و متاع کی قیمت مین کچھ باقی نہین
رہا جو نہ ادا کیا گیا ہو۔ سب نے عرض کی کہ اب کچھ باقی نہین ہے آپنے ارشاد فرمایا
تو اچھا۔ اب ہم احتیاطاً جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے تمھین
یہ بچی ہوئی رقم بھی عطا کیئے دیتے ہین۔ شاید کوئی ایسا رہگیا ہو جسے نہ ہم
جانتے ہون اور نہ تم پہچانتے ہو۔ ان امور سے فارغ ہوکر حضرت علی مرتضیٰؑ
جناب سرور خدا صلعم کی خدمت مین واپس آئے اور حقیقت حال عرض
کر دی آپنے اُنکے اصابت عمل پر آفرین کہی۔ پھر آنحضرت صلعم نے اپنے دونون
ہاتھ اتنے اُٹھائے کہ آپ کے بغل کے نیچے کی چیز دکھائی دیتی تھی قبلہ رو
کھڑے ہوگئے اور تین بار فرمانے لگے۔ الٰہی جو کچھ خالد ابن ولید نے کیا
مین اُس سے بیزاری اختیار کرتا ہون۔

شبلی صاحب کو اس واقعہ کی نقل مین دو مجبوریان ایک وقت سدّ راہ ہوئی تھین۔ ایک تو وہی خالد بن
ولید پر اسلام لانے کے بعد بھی اتنے کثیر مسلمانون کے خون ناحق کا الزام۔ دوسری قیامت کی مجبوری حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علی مرتضےٰ کے اُن محاسن خدمات کا اظہار و اعلان سوہان جان تھا۔ جو تبقلید امام بخاری ابتدا ہی سے آپکے ناگوار خطرت اور خلاف طبیعت قرار پا چکا ہے

بہرحال اب خالد بن ولید کی اس حرکت ناشائستہ کی توجیہ بھی اُسی قدیم عربی تاریخ کی اصل عبارت سے حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

وجہ تو وہی ہے کہ باوجود اسلام لانے کے بھی ان سے جہالت کے دستور و کردار کا اظہار ہوا جیسا کہ خود جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حکم دیتے وقت وَاضَعُ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ (جاہلیت کے امور کو پامال کر ڈالو) کہکر اسکی طرف مخصوص اشارہ فرمادیا تھا۔ اسکی توجیہ میں ابن ہشام لکھتے ہیں۔

قد كان بين خالد وبين عبد الرحمان بن عوف فيما بلغني كلام في ذلك فقال له عبد الرحمان بن عوف عملت يا مر الجاهلية في الاسلام فقال انما ثأرت بابيك فقال عبد الرحمان كذبت قد قتلت قاتل ابي ولكنك ثأرت بعمك الفاكه بن المغيره حتى كان بينهما شر فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال مهلا يا خالد دع عنك اصحابي فوالله لو كان لك احد ذهب تمر انفقته في سبيل الله ما ادركت غدوة رجل من اصحابي ولا روحته ص ۲۴۲ مصر

خالد اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان اس معاملہ میں (قتل بنو خزیمہ میں) تکرار ہو گئی۔ اسکی کیفیت یہ ہے کہ خالد سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم نے جاہلیت اسلام میں جاہلیت کا فعل کیا۔ خالد نے جواب دیا کہ میں نے تو اس معاملہ میں تمہارے باپ کا قصاص لیا ہے۔ عبدالرحمٰن بولے تم جو یہ کہتے ہو کہ تم نے میرے باپ کا قصاص لیا ہے بالکل جھوٹ کہتے ہو۔ میرے باپ کا تو قصاص نہیں تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کے خون کا البتہ عوض چکایا ہے۔ یہ بات اتنی بڑھی کہ دونوں میں فساد کا احتمال ہو گیا۔ جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاملہ کی خبر پہونچی تو آپ نے خالد سے ڈانٹ کر کہا کہ خالد ہمارے اصحاب سے علیحدہ ہو جا خدا کی قسم اگر تیرے لیے کوہ احد سونا ہو جائے اور تو اُس سب کو خدا کی راہ میں تصدق کر دے تب بھی تو ہمارے اصحاب کے گرد پا پہونچ سکتا ہے اور نہ اُنکی بو پا سکتا ہے

جب مقابلہ کے بوڑھوں میں تو بات کھلتی ہے۔ مرقومہ بالا عبارت سے جہاں خالد کا مورد عتاب نبوی ہونا۔ اور شرف صحابیت سے محروم ہونا ثابت ہوا۔ وہیں بنو خزیمہ کے ساتھ اُنکی ایسی بیرحمی اور شقاوت کے راز بھی کھلنے لگے۔ اور صرف خالد اور عبدالرحمٰن کی باہمی نزاع لفظی سے اتنا معلوم ہوا کہ خالد نے کہا میں نے تو تمہارے باپ کا قصاص لیا عبدالرحمٰن نے جواب دیا میرے باپ کا کیوں معاوضہ کہتے ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں نے اپنے چچا کا بدلہ چکایا ہے۔ سبحان اللہ۔ عبدالرحمٰن کے باپ کا قصاص لیا گیا ہو۔ یا خالد کے چچا کا۔ کسی کا بھی ہو۔ اسلام کا امن عام تو ضرور بدنام ہو گیا۔ اور اُسکو اپنے پاس سے رقم کثیر اتنے بے گناہوں کی دیت میں دینی پڑی۔ یہ حضرات تو

Presented by Ziaraat.Com

مفت را چہ باید گفت سمجھکر اپنے باپ چچا کے قصاص چکا کر علیحدہ ہو گئے۔ چونکہ مندرجہ بالا عبارت سے ابھی تک ان دونون دعویدارون کے بیان دعوے کا تصفیہ نہو سکا کہ حقیقتاً کسکے خون کے بدلے مین بنو خزیمہ کے بیگناہ مقتولین کی گردنین ماری گئین۔ اسلیے کہ ابھی تک عبد الرحمن اور خالد بن ولید دونون کے بیان دعوے۔ تا وقتیکہ کسی تاریخی شاہد سے مقابل نہ کئے جاوین۔ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کے تعریف مین آوینگے اور غیر منفصل سمجھے جاوینگے اسکے تصفیہ و تفصیل کے لیے پھر اُسی تاریخ ابن ہشام کی باقیماندہ مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

وکان الفاکہ بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم وعوف بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرۃ و عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قد خرجوا تجّارا الی الیمن ومع عفان ابنہ عثمان ومع عوف ابنہ عبد الرحمن فلمّا اقبلوا حملوا مال رجل من بنی خزیمۃ بن عامر کان ھلک بالیمن الی ورثتہ فادّعاہ رجل منھم یقال لہ خالد بن ھشام ولقیھم بارض بنی خزیمۃ قبل ان یصلوا اھل المیت فابوا علیھم فقاتلھم بمن معہ من قومہ علی المال لیاخذوہ وقاتلوہ فقتل عوف بن عبد عوف والفاکہ بن المغیرۃ ونجا عفان بن ابی العاص وابنہ عثمان واصابوا مال الفاکہ بن المغیرۃ ومال عوف بن عبد عوف فانطلقوا بہ وقتل عبد الرحمان بن عوف خالد بن ھشام قاتل ابیہ فھمت قریش بغزو ابنی خزیمہ

فاکہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم اور عوف بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تجارت کی غرض سے یمن کو چلے عفان کے ساتھ اُنکے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ اُنکے بیٹے عبد الرحمن تھے جب وہان سے چلے تو ان لوگون نے بنی خزیمہ مین سے ایک شخص کا مال جو یمن مین مرگیا تھا اس غرض سے لادلیا تھا کہ اُسکے وارثون کو پہونچا دینگے۔ اس درمیان مین کہ یہ لوگ موتہ کے وارثون سے ملین۔ بنی خزیمہ کے ایک شخص نے جس کا نام خالد بن ہشام تھا۔ ان لوگون سے مال کا دعویٰ کیا ان لوگون نے صاف انکار کردیا وہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ یہ لوگ بھی اوس سے لڑے۔ اُسنے عوف ابن عبد عوف اور فاکہہ بن مغیرہ کو مار ڈالا عفان ابن عاص اور اُنکے بیٹے عثمان کو چھوڑ دیا اور عوف بن عبد عوف اور فاکہہ ابن مغیرہ کا سب مال لوٹ لیا اور وہان سے وہ لوگ چلے گئے۔ لیکن عبد الرحمن نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کر ڈالا اسی بنا پر قریش نے بنی خزیمہ سے جنگ کی جلد دوم مصر ص۴

واقعات مذکورہ بالا کو پڑھکر بآسانی سمجھ لیا جائیگا کہ بنو خزیمہ کے ساتھ خالد کے ظالمانہ حرکات بالکل اُن کی ذاتیات پر مبنی تھے۔ عبد الرحمن بن عوف کا اعتراض بالکل صحیح تھا اور فی الواقع۔ چنانچہ زبان رسالت سے بھی اسکی اشارت ہو چکی تھی۔ اور پھر عبد الرحمن بن عوف اور خالد ولید کی نزاع لفظی کے موقع پر بھی عبد الرحمن ہی کی توجیہ کی تائید فرمائی گئی تھی۔ اور خالد کو ڈانٹا گیا تھا۔ فتح مکہ کے امن عام اور جناب رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان امان اور اعلان صلح عام کے پاک وصاف صفحہ دفتر پر اول و آخر خالد بن ولید کی بیجا جنگجوئی اور کینہ پروری نے

Presented by Ziaraat.Com

خون کی چھینٹیں ڈالیں اور ہمیشہ کیلئے مخالفین اسلام کو مفتریانہ اعتراض کا موقع دیدیا۔ لیکن حقیقت شناس محققین جانتے ہین کہ یہ خالد کا اپنا ذاتی فعل تھا۔ اور قطعاً خلاف رضاء خدا و رسول۔ اسلیے خبر ملتے ہی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاعلان خالد کی اس حرکت ناشائستہ سے عند اللہ و عند الناس اپنی برأت ظاہر فرمادی۔

محدث دہلوی شاہ عبد الحق صاحب دہلوی۔ مدارج النبوۃ جلد دوم مین اس موقع پر اپنے سفر مکہ معظمہ کے متعلق اپنا یہ واقعہ تحریر فرماتے ہین۔

خالد کی اس حرکت پر محدث دہلوی کی ملے — جب مین ادائے حج کی نیت سے مکہ معظمہ مین پہونچا تو وہان کے علما و فضلا سے ملا۔ ملا قاضی علی بن جار اللہ جو خالد بن ولید کی اولاد سے تھے اور مکہ کے قاضی تھے۔ مجھسے اُن سے تعارف ہوگیا ایکدن ان کی صحبت مین خالد بن ولید کا ذکر آیا۔ تو مین نے عرض کی کہ اُنھون نے حقیقتاً اس امر (واقعہ بنی خزیمہ مین) مین جلدی کی حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اُنھین حکم صریح نہین دیا تھا۔ قاضی صاحب میرا یہ سوال سُنکر شرما گئے اور دفع انفعال کے لیے صرف اتنا فرمایا واللہ کان فیہ شعو یا من الاستعجال والمبادرۃ فی القتال

مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۶۰۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ

فتح بیت الحرام اور امن فتح مکہ کے ایسا عظیم الشان معاملہ پورے اطمینان اور امن و امان کے ساتھ تمام ہوگیا اور رحمۃ للعالمین صلح کا پیغام عام فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا کا دیباچہ بشارت۔ سورہ نصر کی الہامی عبارت کی صورت مین لفظاً لفظاً کامل ہوگیا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ صفا پر اُسی دستگیر عالم کے ہاتھون پر۔ جسکو وہ انتہائی ذلت و حقارت اور ظلم و شقاوت کے ساتھ اپنے شہر و دیار سے باہر نکال چکے تھے۔ اور اُسکے باہر نکل جانے کے بعد بھی آجتک اُسکے خون کے پیاسے بنے ہوے تھے۔ تمام عرب بلا امتیاز قبائل و عشائر بیشمار تعداد مین ہر طرف سے خود آآکر اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر۔ بڑے شرف و افتخار سے اُسکے عقیدت اُسکی متابعت اور اطاعت کی بیعت کر رہے تھے۔ اور خدا کے الفاظ مقدس و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا اور دیکھ لیا لوگون نے کہ دین خدا مین فوج فوج داخل ہو رہے ہین کی بشارت کو عملی صورت مین پورا کر رہے تھے۔

لہ ساڑھے تین برس کے بعد ۱۰ھ کے آخر مین۔ ایک دوسرے اقراری سلمان (مالک بن نویرہ) پر ہاتھ صاف کیا۔ یہان تو باپ کا انتقام تھا۔ وہان تو محض حظ نفس پر اقدام تھا۔ رسول اللہ صلعم تو تھے ہی نہین۔ جو اپنی برأت کا اعلان فرماتے ہان حضرت عمر نے البتہ اُنکی سزا دہی معزولی کے لیے ہزار سر مارا مگر حضرت ابوبکر نے ایک نہ سنی۔ کامل ابن اثیر وغیرہ تمام کتب حدیث و تاریخ۔

(المولف عفی عنہ)

Presented by Ziaraat.Com

دنیا اور اہل دنیا نے اسی کے ساتھ یہ بھی دیکھ لیا کہ تاریخ عالم کے بیشمار کارنامون مین - ایک ایک ورق اُلٹ جانیکے بعد بھی - فتح عظیم کی ایسی پاک وصاف نظیر نہین ملتی - جسکا تفصیلی بیان خون آلودہ نہو - یا اسکے فاتح کے جیب وآستین پر مفتوحین کے خون کی چھینٹین پڑین نہ دکھائی دیتی ہون - سیاسی تاریخون کو چھوڑیئے ہم تو کہینگے - کتب مقدس مین انبیاء ومرسلین کی فتوحات پر نظر ڈالیئے - توریت مین جناب موسیٰ علی نبیا وآلہ وعلیہ السلام کے فتح مدائن کے حالات پڑھیئے تو ثابت ہو جائیگا کہ اُس نبی اعظم سے رحمت عالم کی شان بالاتر ہے - صلوا علیہ وآلہ - اس واقعہ مین تشریف آوری کے وقت سے آخر وقت تک جناب سید المرسلین رحمۃ للعالمین کے خلق عظیم اور لطف عمیم کے ہر ہر طریقہ - انداز اور شان پر نگاہ غور اور نظر انصاف کیجائے اور تھوڑی دیر کے لیے تعصب اور ذاتیات کو چھوڑ دیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ رحمت اسکا نام ہے اور رحمت کا یہ کام ہے -

مکہ کے مجرمین اور خلق رحمۃ للعالمین

شبلی صاحب نے صرف ابوسفیان کے ناقابل عفو جرائم کی معافی کو کسیقدر تفصیل سے لکھکر ختم کر دیا ہے - اور جو کچھ بھی لکھا ہے صحیح اور فی الواقع لکھا ہے - ہم بھی اُسی سے ابتدا کرتے ہین کہ ایک ابوسفیان کے بے شمار جرائم کے معاوضہ مین کتنے اور کیسے محاسن سلوک اس کے ساتھ قائم کیے - ایک ایک کرکے اُس کے تمام جرائم کی معافی دیدی - سامنے آیا تو اُسکی حرکات کا ذکر کیا نام تک بھی نہ لیا - حضرت عمر نے سزا دہی کی تحریک بھی کی تو کوئی اعتنا نہ فرمائی گئی - بلکہ وہ تو سزا دہی کے عوض شرف امتیازی سے خاص طور پر معزز فرمایا گیا اُسکا گھر مجرمین کے لیے امن قرار دیدیا گیا - یہ ہے - تو ان کی بی بی - ہندہ جگر خوارہ منھ پر (شرم سے) نقاب ڈالکر آئین لیکن رحمت عالم نے خود آنکھین جھکالین - اور یہ بھی بلا عذر وتامل معفو فرمادی گئین - دو منزل مکہ باقی ہے خاص گھر کے دو دشمن اپنے چچازاد بھائی لائے جاتے ہین ہزار زبان ندامت وخجالت تا اللہ لقد اثرك اللہ علینا وان کنا لخاطئین کہکر عظمت رسالت اور اپنی معصیت کا ایک ساتھ اقرار کرتے ہین - زبان رحمت سے لاتثریب علیکم الیوم (آج کے دن تم پر کوئی الزام باقی نہین) کی سند معافی پاکر چھوڑ دیئے جاتے ہین -

مکہ معظمہ مین داخل ہونے کے وقت تمام اہل لشکر کو علی الاعلان حکم دیا جاتا ہے -

(۱) جو کوئی شخص ہتیار ڈالدے اُسے قتل نہ کیا جائے -

(۲) جو کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر پہونچ جائے قتل نہ کیا جائے -

(۳) جو کوئی شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے اور کنواڑ بند کرلے وہ قتل نہ کیا جائے -

(۴) جو کوئی شخص ابوسفیان کے گھر جا رہے وہ قتل نہ کیا جائے -

(۵) جو کوئی شخص حکیم بن خرام کے گھر مین چلا جائے وہ قتل نہ کیا جائے -

Presented by Ziaraat.Com

(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۸) اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

باستثنائے خانہائے ابوسفیان اور حکیم بن خزام حضرت ام ہانی بنت حضرت ابیطالب کے گھر مین وہ مجرم جا چھپے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے دیکھکر پہچان لیا اور سے سنگ و دست و مار بر سر سنگ۔ نکند مرد ہوشیار درنگ۔ کے اعتبار سلمہ پر ان دونون کو قتل کرنا چاہا۔ بہن نے تا حکم آنحضرت صلعم بھاگ کر آنکے قتل سے باز رکھا۔ خدمت رسالت مین حاضر ہوئین۔ واقعہ عرض کیا قد اجرنا من اجرت یا ام ہانی (جسکو تمنے پناہ دی مین نے بھی اُسکو پناہ دی) کا پروانہ نجات لیکر دونون کی فوراً جانبری کرادی۔

بیت اللہ معظم کو خارجی الائش و گندگی سے پاک و صاف فرماکر باہر تشریف لائے۔ تو فوج در فوج صف در صف اور قطار در قطار۔ قدیم خطاوار۔ برسون۔ کے گنہگار سامنے کھڑے تھے۔ صرف دو کلمہ اذھبوا انتم الطلقاء (جاؤ تم سب کو آزاد کر دیا) کہکر سب کے سب چھوڑ دئے گئے۔

مکہ مین تسلط ہو گیا۔ چار دانگ طرف امن و امان اور آرام و اطمینان قائم ہو گیا۔ تو بقول شبلی صاحب کفار مکہ نے تمام مہاجرین کے مکانات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب وقت تھا کہ اُن کو اُنکے حقوق دلوا دیے جائین لیکن آپ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ اپنے مملوکات سے دست بردار ہو جائین۔

عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار کعبہ سے کنجی منگائی جاتی ہے خانہ کعبہ کے اندر کے ارکان بجالاکر باہر تشریف لاتے ہین تو خاص عم محترم حضرت عباس ابن عبدالمطلب عرض کرتے ہین کہ فتح مکہ کے حسن خدمت اور یادگار مین منصب سقایت کے ساتھ بنی ہاشم کے متعلق منصب حجابت کا بھی اضافہ فرما دیا جائے۔ جواب مین ارشاد فرمایا جاتا ہے ھذا الیوم یوم الوفاء والبر۔ آج کا دن تو خاص رہائی اور وعدہ وفائی کا دن ہے۔ یہ فرماتے ہین اور سلافہ کے بیٹے کو جس نے اتنی رد و کد کے بعد کنجی دی تھی۔ کلید کعبہ حوالہ فرما دیتے ہین ان ھذا رسول صادق امین

فتح مکہ ایسے ہی رحم و مروت۔ انصاف و عدالت۔ عدل و مساوات اور اخلاق و اشفاق کے واقعات کا کامل دفتر ہے۔ انبیائے سالفین اور امم ماضیین کے حالات پر عبور کامل رکھنے والے حضرات محققین خوب جانتے ہین اور غزوات حضرت موسیٰ محاربات حضرت یوشع بن نون اور فتوحات حضرت داود و سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہما السلام کے بڑے بڑے کارنامون مین فتح مکہ کے ایسی پر امن۔ بے ضرر اور بلا خوف حراس دوسری مثال نہین دکھلا سکتے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہم پہلے انبیا و مرسلین علے نبینا و آلہ و علیہم السلام اجمعین کے اسفار و آثار مین اسکی نظیر طلب کرتے ہین اسلیے کہ اصولاً شعار انبیا کا شعار انبیا ہی سے تقابل و توازن مناسب ہے۔ اسوۃ الرسول مین رسول عربی فداہ امی و ابی کی شان۔ ہر موقع و ہر مقام پر مقدار نبوت اور معیار رسالت تک کامل ثابت کر دی گئی اور ملکی فرمانروا اور دنیاوی سلاطین کے غیر مقید اور غیر محتاط ذی اقتداری اور ثروت و نموداری کی عارضی اور خالی ظاہرداریون سے مرقع رسالت بالکل پاک و صاف رکھا گیا ہے۔ جنکو ہم آداب رسالت کے اعتبار سے مدح مدیح نہین قرار دیتے۔ بلکہ حجو ملیح اعتبار کرتے ہین۔

جب ہمکو اس کا پورا یقین ہے کہ فتوحات انبیا کے دفتر اسکی مثال سے خالی ہین تو ملکی فرمانروا اور دنیاوی سلاطین کے عملیات مین اسکی مثال تلاش کرنا بالکل خارج از بحث ہے مگر زمانہ کی ناشناسانہ بدمذاقی کا کیا علاج ہے۔ جو مبلغین رسالت کو خوامخواہ سلاطین ملک و سلطنت سمجھکر۔ جانبین کے افعال و اطوار۔ رفتار و کردار کا بیجا اور غیر مناسب مقابلہ چاہتی ہے حقیقتاً تو یہ تقابل ناممکن ہے لیکن بعض بعض واقعات مین مجازاً ممکن بھی ہے۔ جب سیاسی اور فرمانروایان ملکی اور کشورکشایان دنیاوی سے تقابل ہی ناممکن ہے تو پھر مثال کی تلاش اور نظیر کی جستجو بیکار ہے۔ اگر حقیقت کے معیار پر مثال نہین ملتی اور مجاز کے اعتبار سے مثال مقابل کا حوصلہ کیا جاتا ہے تو پھر توریت کی کتاب التاریخ کے ورق ورق اولٹے جائین اور سلطنت ہائے قدیمہ۔ ایران اور رومۃ الکبریٰ سے لیکر۔ عیسائی سلاطین جسٹینین اور قسطنطنین Kustontonia وغیرا مثالہم کے کارنامے۔ صفحہ صفحہ کرکے پڑھے جائین اور انمین سے کسی ایک فاتح ملک و شہر کی ایسی آرام دہ۔ تسکین افزا اور امن پیرا فتح کی مثال پیش کیجائے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین

افسوس ہے کہ طوالت اور مقامی نامناسبت کی وجہ سے ہم اس بحث کی زیادہ تفصیل نہین کر سکتے۔ شاہ قسطنطنین کی فتح جنگ جسر [illegible] اور قسطنطنین سوم کے پوتے جسٹینین دوم کے فتوحاتی مظالم۔ تاریخ رومۃ الکبریٰ کے خونین صفحون مین پڑھے جائین تو ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ مجاز کے اعتبار سے بھی ان سیاسی اور ملکی فتوحات کی مثال مقابل بھی۔ فتح مکہ نے مقابلہ مین کیسی بدنما۔ نازیبا۔ خوفناک اور ناپاک معلوم ہوتی ہے۔ ہم اس سے زیادہ تفصیل و تشریح کو ضروری نہین سمجھتے اور رائٹ آنریبل مسٹر سید امیر علی صاحب سی۔ آئی۔ ای بالقابہ کی اُس عبارت کا جو فتح مکہ کی حقیقی تصویر انصاف پسند قلوب پر کھینچدیتی ہے۔ ذیل مین نقل کرکے اس بحث کو تمام کر دیتے ہین۔

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک فاتح کی شان مین داخل مکہ ہوئے۔ جو شخص ایک مرتبہ

Presented by Ziaraat.Com

مجرم قرار پا چکا تھا اب وہی بزرگ اپنی رحمدلی اور اشفاق کے مسالک دکھلاکر اور لوگون کو اپنی ہدایت و ارشاد ثابت کرنے آیا ہے۔ وہ شہر جس نے اس بزرگ کے ساتھ اتنی سختی اور ظلم و تعدی کے سلوک کیے کہ اُسکو اور اُسکے سچے اور خیر خواہ جماعت والون کو محض غیر لوگون مین پناہ لینے کے لیئے۔ مجبور کرکے باہر نکالدیا اور خارج البلد کردیا۔ جس نے اُسکی اور اُسکے فرمانبردار معتقدین کی زندگیان تلخ کردین۔ اب اُسکے قدمون پر پڑا ہوا ہے۔ اُس بزرگ کو۔ ظالم اور بیرحم قدیم۔ اُسکے مجرم مشتہر کرنیوالے نے بیگناہ مردون اور عورتون پر۔ اور اُن کے علاوہ بیجا مردون پر اپنی ظالمانہ سزائین پہونچاکر اپنی انسانیت کی حیثیت کو بھی ذلیل کردیا تھا۔ اب اُسی بزرگوار کے رحم و مروت کے امیدوار بننے اور اُس سے اکثر لگائے پر مجبور رہو گئے ہین۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فتح اور کامیابی کے حصول مدعا کے بعد جو مصیبتین نذرین تھین اور جو جو تکلیفین پہونچی تھین۔ سب کی سب بھلادین گئین اور جو نقصانات اُٹھائے گئے تھے۔ ایک ایک کرکے معاف کردئے گئے تمام آبادی مکہ مین امن و آمان کے احکام عام دیدیے گئے۔ صرف چار مجرمون (تین۔ دو مرد اور ایک عورت) کے خون۔ جنکا انصاف بھی مقتضی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دشمنون کے شہر پر غالب آکر اور اُسمین داخل ہوکر بھی جائز رکھا فوج اسلامی نے بھی آپ کے محاسن کی کامل تقلید کی اور نہایت خموشی اور سہولیت کے ساتھ شہر مین داخل ہوئی۔ نکوئی گھر برباد کیا گیا اور نہ کسی عورت کی آبرو پر حرف لایا گیا۔ یہ نہایت صحیح اور فی الواقع لکھا گیا ہے کہ فتوحات دنیاوی کے کارنامون مین اسکے (فتح مکہ) ایسی کوئی دوسری کامل فتح نہین ہوئی۔ اسپرٹ اف اسلام ص ۱۹۳

چونکہ فتح مکہ کے بعد ہی ہمکو جنگ حنین کے حالات فوراً ہی لکھنے ہونگے جسکا دیباچہ گویا مکہ کی انھین نومسلم قومون کا قائم کیا ہوا ہے اس بنا پر ضروری ہے کہ ہم اپنے موجودہ سلسلہ مین اتنا اور اضافہ کرین کہ حضرت رحمۃ للعالمین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین کے اس بیظیر و عدیم المثال محاسن اخلاق مکارم اشفاق رحم و مروت اور عفو و درگذر کا اثر نومسلمین مکہ کے قلوب پر محض عارضی اور صرف قہری تھا۔ اسمین نہ کچھ اہمیت تھی اور نہ ان ناقدرون کو کچھ بھی انکی قدر و منزلت تھی۔ ابھی حنین کا میدان جنگ تو دور ہے آنحضرت صلعم مکہ ہی مین مقیم ہین۔ گویا صبح سے شام نہین ہوئی ہے۔ اور مکہ والے۔ اور دو سرے (۱) کے ساتھ کیا۔ خاص ذات مبارک آنحضرت کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہین۔ اسی ایک واقعہ سے اسکے خلوص ایمان قبول اسلام اور عقیدت رسول سب کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ صاحب رحمۃ للعالمین زاد المعاد ابن قیم کے اسناد سے لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

فتح مکہ سے دوسرے دن کا ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کا طواف فرما رہے تھے۔ فضالہ بن عمیر نے موقع دیکھکر ارادہ کیا کہ آنحضرت صلعم کو قتل کر ڈالے۔ جب وہ اس ارادہ سے آپ کے قریب پہونچا تو نبی صلعم نے فرمایا کیا فضالہ آتا ہے؟ فضالہ بولا۔ ہان۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ تم ابھی کیا ارادہ کر رہے تھے؟ فضالہ نے کہا۔ کچھ تو نہین مین تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔ نبی صلعم یہ سنکر ہنس پڑے۔ اور ارشاد فرمایا اچھا۔ تم اپنے خدا سے اپنے لیے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرمایا اور اپنا دست مبارک فضالہ کے سینہ پر رکھدیا۔ فضالہ کا بیان ہے کہ ہاتھ کے رکھدینے سے مجھے بڑا اطمینان قلب حاصل ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اسقدر میرے دل مین پیدا ہو گئی کہ حضور سے بڑھکر مجھے کوئی بھی محبوب نہ رہا فضالہ کا بیان ہے کہ اسکے بعد مین وہان سے اُٹھا اور مکان واپس ہوا۔ راستہ مین میری معشوقہ ملی۔ جسکے پاس مین تنہا بیٹھا کرتا تھا۔ اُس نے مجھے پکار کر آواز دی اور کہا۔ فضالہ ایک بات سنتے جاؤ۔ مین نے جواب دیا نہین۔ نہین۔ خدا اور اسلام ایسی باتون (کے سننے) سے مجھے منع کرتے ہین۔ مین نہ سنون گا۔ رحمۃ ص ۱۲۳ لاہور

اگر پیغمبر برحق سلام اللہ علیہ وآلہ اپنے روحانی آثار و اختیار سے کام نہ لیتا تو فضالہ آپکا کام تمام کر چکا تھا۔ اسی ایک مثال سے نو مسلمین مکہ کے قبول اسلام اور خلوص ایمان کی حقیقت اور اہمیت کا اندازہ کر لینا چاہیئے۔ جو کثیر تعداد مین لشکر اسلام کے ہمراہ ہو کر جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اور بہتون کو اپنے ساتھ لیتے گئے تھے۔ تفصیل آگے آتی ہے۔

جنگ حنین

۸ شوال سنہ ۸ھ۔ مطابق جنوری و فروری سنہ ۶۳۰ء

يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

حنین کے دن (کو یاد کرو) جب تم اپنی کثرت پر نازان تھے۔ سورہ توبہ

مکہ معظمہ کی کامل فتح اور قریش کی پوری شکست نے عرب مین سالہا سال کا کفر و اسلام کا لگا ہوا قضیہ تمام کر دیا تھا اور جبروت قدرت نے اَلنَّاسُ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا آدمی فوج فوج بنکر خدا کے دین مین داخل ہو گئے) کا منظر دنیا کی عبرت بین نگاہون کے سامنے پیش کر دیا تھا لیکن اصول فطرت کے موافق انتہائے انجلاؤ صفا کے بعد بھی اطراف مکہ کی فضا مین ظلمت و کدورت کا اثر ابتک باقی تھا۔ اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اگرچہ مکہ مین گھر گھر اسلام کی روشنی پہونچگئی تھی اور نور ایمان کی شعاعین بلند ہو کر اطراف و

اکناف مین نور افشانی کر رہی تھین لیکن تاہم بعض بعض قبائل مین سیہ بختی اور تیرہ اعمالی کی سیاہی ابھی تک باقی تھی بلکہ ویسی ہی گہری تھی۔

ہوازن کی تیاریان طائف اور مکہ کے درمیان جو وادی واقع ہے اُسے حنین کہتے ہین۔ اوطاس بھی اسی کا نام ہے معجم البلدان کی تحقیق مین۔ حنین عرب کے مشہور اور قدیم بازار ذوالمجاز سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور عرفات سے بھی اسکی مسافت اتنی ہی بتلائی جاتی ہے۔ اس وادی مین قدیم الایام سے قبیلہ ہوازن کی مختلف شاخین اور کثیر التعداد قومین آباد تھین۔ ہوازن عرب کی بڑی قدیم اور عظیم قوم تھی جس مین بیشمار قبائل اور عشائر اور اُن کے حلیف و شریک شامل تھے۔ کفر و اسلام کے معرکون مین اگرچہ ہوازن کا قبیلہ قریش کا ہمدرد و نبار ہا۔ لیکن وہ اپنی خود غرضی کی بنا پر حقیقتاً کفر و اسلام کے تصفیہ کا منتظر تھا۔ اسلام کی ترقی اور اُسکے روز افزون عظمت و اقتدار سے وہ مرعوب نہین ہوا تھا۔ اور قریش کی متواتر شکستون کے بعد بھی مکہ اور حوالیٔ مکہ کے نظم کا قریش کے ہاتھون مین باقی رہجانا۔ اُنکو اپنی قومی حکومت قریش کی بقا کا خیال موہوم دلا رہا تھا۔ یہی حالت تھی کہ یکایک امید کے خلاف حسرت و تمنا کے برعکس۔ بے جنگ و جدال۔ بے خون و قتال مکہ فتح ہوگیا۔ تو اب ہوازن کی تقدیر مین سوائے محرومی و ناکامی کے اور کیا رکھا تھا

ہوازن اور ثقیف کا اتحاد اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اس قوم مین بیشمار لوگ تھے۔ اُونکا ایک ایک قبیلہ اور عشیرہ بجائے خود ایک فوج تھا۔ وہ فطرتاً ایک جنگجو قوم تھی۔ اور فنون حرب و ضرب مین بڑی کامل قوم کہلاتی تھی، ان تمام اوصاف و کمال شجاعت و دلیری کے ساتھ وہ لوگ حد درجہ کے مغرور اور سرکش بھی تھے۔ اور ایسے کہ اپنے آگے آجتک وہ کسی کو کوئی شے سمجھے تھے اور نہ سمجھنا چاہتے تھے۔ اسی بنا پر۔ باوجودیکہ تمام عمائد و اکابر قریش اور اُنکی حلیف اور شریک قومون نے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے آگے اطاعت گذاری کی گردنین جھکادین اور متابعت کے سر نیوڑا دیئے لیکن ان سرکشون کی مغرورانہ اکڑ مین خم نہ آیا۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے فسخ ہوجانے کے بعد ان لوگون مین مخالفت اسلام کی آگ پھر از سر نو مشتعل ہوگئی تھی اور یہ لوگ قریش کو مقابلہ اسلام کیلیے اب بالکل ضعیف اور ناقابل سمجھکر خود آہستہ آہستہ اور مخفی طور پر اسلام سے مقابلہ کی تیاری کر رہے تھے۔ اپنے اور اپنے ہمسایہ قبائل مین مختلف ذرائع و وسائل سے اسلام کے خلاف سخت سوزش پھیلا رہے تھے۔ اور اپنی ان خفیہ سازشون مین کامیاب ہوکر اسلام پر ایک مجموعی اور سخت ترین حملہ کا پورا انتظام کر چکے تھے۔ فتح مکہ کے بعد یہ اتنا بیتاب ہوگئے کہ اپنی خفیہ ترکیبون کو زیادہ مخفی نہ رکھ سکے

Presented by Ziaraat.Com

اور اپنے قرارداد حملہ کا سامان و اعلان کرنے لگے۔

عجلت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ خود غرض اور مغرور لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام قبل اسکے کہ مفتوحین کی اُن اراضیات۔ باغات و مکانات پر قبضہ کرین۔ ہم اسلام سے مقابلہ کرکے اُنکو پسپا کردین اور اُن کی جائداد پر قبضہ کرلین۔ یہ معلوم ہے کہ عمائد و اکابر قریش کی۔ طائف مین بڑی بڑی مملوکات و مقبوضات تھین ہوازن کی تنگ ظرفی اور سبک چشمی نے خباثت نفسی سے اسلام کی نسبت اُنکے قلوب مین یہ اوہام و وساوس پیدا کردیئے تھے۔ حقیقتاً وہ اسلام کی فیاضی۔ عالی ہمتی اور دریا دلی مکہ والون کے ساتھ دیکھ چکے اور سن چکے تھے جب اہل اسلام نے مکہ کی اپنی جائداد و مکانات اور باغات وغیرہ غاصبین قریش سے واپس نہ لیے بلکہ اُنکو معاف کردیئے تو اُنکی طائف کی جائداد ملکیت پر کیا نظر خراب کرتے۔

ہوازن عجیب حرفت کی فطرت رکھتے تھے۔ اُنھون نے خواہ مخواہ اپنے دل مین یہ واہمہ بھی پیدا کرلیا تھا کہ مکہ کے بعد اسلام ہمپر حملہ کریگا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جمعیت اسلام مین کسی فرد واحد کو بھی اسکا خیال نہین تھا۔ ہوازن نے اپنے ہمسایہ قبائل و عشائر مین اسلام کے خلاف پرجوشی پیدا کرنے کے لیے یہ بات صرف اپنے دل سے گڑھ لی تھی۔ حقیقت کچھ بھی نہین تھی۔

مالک ابن عوف کی امارت جب یہ تمام انتظام درست کرچکے تو اسلام کے حملہ ہوازمہ کا بھی انتظار نکرسکے اور اپنی غیر متحمل پرجوشیون مین بیتاب ہوکر لشکر اسلام پر حملہ کرنیکے لیے گھرون سے نکل پڑے۔ باہم دو بڑے کثیر التعداد قبیلے اور مشہور و معروف گروہ۔ ہوازن اور بنی ثقیف متحد ہوگئے۔ اور انمین سے ہر ایک کے ساتھ اُنکے ماتحتی اور ہم معاہدہ قبائل و عشائر بھی داخل ہوگئے۔ امیر فوج کا انتخاب پیش ہوا۔ ہوازن نے اپنے سردار مالک ابن عوف کو اور ثقیف نے اپنے رئیس قبیلہ کنانہ بن عبد یالیل کو منتخب کیا۔ گفتگو کے بعد ایک ہی امیر کے مقرر کیے جانے کی تجویز پر اتفاق ہوا۔ ثقیف نے بڑے ایثار کے ساتھ ہوازن کے رئیس مالک ابن عوف کی تنہا امارت کو تسلیم کرلیا۔ اور مالک ابن عوف دونون لشکرون کا امیر و سردار بنگیاہ۔ مالک ابن عوف نے مستعدی اور دلیری سے لشکر کشی کا انتظام کیا۔ عموماً لوگ اہل و عیال کو گھر مین چھوڑا اور گھر کے ایک آدمی کو اُنکا محافظ بناکر لشکر مین داخل ہوئے تھے۔ مالک ابن عوف نے اپنی امارت مین یہ نوعیت کی کہ اس قدیم دستور کو یہ بتلاکر توڑ دیا کہ اگر اہل و عیال ساتھ رہینگے تو اُنکی اسیری۔ غارت اور بے آبروئی کا خیال کرکے تمام لوگ بڑی جگرداری اور کامل پاداری کے ساتھ لڑینگے۔ اور مرتے دم تک میدان جنگ سے پاؤن نہ ہٹائین گے۔

Presented by Ziaraat.Com

بندے ہزار انتظام کرین - لاکھ اہتمام کرین - قدرت اپنا کام کرلیتی ہے - سامان جنگ انتظام حملہ و مقابلہ تو مہینون کیا برسون سے ہو رہا تھا - کثرت کے لحاظ سے عرب کیا اُنھون نے گویا دنیا کی دنیا اپنی طرف سمیٹ لی تھی - لیکن اتفاق سے ہمسایہ کے دو بڑے قبیلے - بنی کعب اور بنی کلاب کو دعوت نہین دی تھی اور وہ بالکل چھوٹ گئے تھے - چنانچہ وہ آخر وقت تک غیر جانبدار بنے رہے -

دریداور معائنہ فوج دریدبن الصمہ قبیلہ ہوازن کا ایک بڑا کہن مشق - تجربہ کار اور نبرد آزما سردار اور شاعر تھا - کبیر السنی کی وجہ سے بالکل بیکار - مجبور اور صاحب فراش ہو رہا تھا - مالک ابن عوف - میدان جنگ مین ترتیب لشکر کے بعد صرف اپنی خوش نظمی کی داد لینے کی غرض خاص سے اُسکو فوج کے معائنہ کے لیے ایک چارپائی پر اُٹھالایا بصارت اُسکی زائل ہو چکی تھی - اُسنے پوچھا یہ کون مقام ہے؟ جسکو تمنے مخالف سے مقابلہ کیلیے تجویز کیا ہے بتلایا گیا اوطاس (حنین) ہے - درید بولا مقام تو مناسب ہے - زمین بھی صف آرائی کے لیے موزون ہے نہ اتنی سخت کہ پاؤن مین کانٹون سی چبھے اور نہ اسقدر ملائم کہ کھڑے ہون تو پاؤن دھنسے - اسی اثنا مین بچون کے رونے کے آوازین اُسکے کانون مین آئین - تو اُس نے متعجب ہوکر پوچھا کہ بچہ کو کون ساتھ لایا ہے کہا گیا کہ اہل وعیال بھی اس جنگ مین اس خیال سے ساتھ لائے گئے ہین کہ لوگ تنہائی - غیرت - جگرداری اور پاداری کے ساتھ لڑین اور میدان سے نہ ہٹین - یہ سنکر درید بے ساختہ ہنس پڑا اور کہنے لگا! سنو! جب پاؤن اکھڑے اور دل ہٹے - تو کوئی نہین جما سکتا - معرکہ کارزار مین اگر کچھ کام آتی ہے تو اکیلے تلوار باقی سب بیکار - یاد رکھو - تمھاری قسمت کی محرومی نے تمکو اگر شاہد مدعا کی رونمائی نہین کی اور تم نے مونھ کی کھائی تو پھر یہ عورتین تمھاری گردنون مین ذلت و رسوائی کا طوق بنجائین گی -

اِسکے بعد اس کہن سال اور تجربہ کار عرب کے سپہ سالار نے دریافت کیا کہ بنی کعب اور بنی کلاب کے لوگ اس جمعیت مین شریک نہین ہین - جواب دیا گیا - نہین - اُس نے کہا تعجب ہے کہ یہ معرکہ قومی امتیاز و اعزاز کا تو معیار قرار دیا جائے اور قوم کے دو بڑے بڑے مشہور و معروف قبائل اِسکی شرکت سے کنارہ کش اور دست بردار رہین - غالباً وہ اُسکو معرکہ امتیاز نہین سمجھتے - پھر درید نے مالک ابن عوف کو صلاح دی کہ کھلے میدان مین صف آرائی سے بہتر ہے آڑ پکڑ کر فوجون کی صفین درست کی جائین - یہ ترکیب زیادہ محفوظ ہے - لیکن مالک کی جوان سالہ ناتجربہ کاری کی پُرجوشی اور جرأت بیجانے درید کی اس مفید صلاح پر اُسکو عمل پیرا نہونے دیا - اور طبری کے الفاظ مین مالک نے یہ کہکر رد کیا

وکبر علمك تم بوڑھے ہوگئے اور تمھارا علم و تجربہ بھی بوڑھا ہوگیا۔ درید کی بات کو ٹال دیا۔ طبری مطبوعہ یورپ ص ۱۶۵۰

مکہ سے فوج اسلام کی روانگی

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے روانگی کا قصد فرما رہے تھے کہ ہوازن کے حملات کی خبرین آنے لگین۔ صحابہ مین بعض کے نزدیک یہ خبرین قابل اعتبار تھین بعض کے نزدیک نہین شبلی صاحب لکھتے ہین۔

آپ نے تصدیق کے لیے عبداللہ ابن حدرد کو بھیجا اور وہ جاسوس بنکر حنین مین آئے اور کئی دن تک فوج مین رہکر تمام حالات تحقیق کیے۔ ص ۳۹۰

بس شبلی صاحب اتنا ہی لکھکر رہ گئے۔ یہ کچھ نہ لکھا کہ انکی تحقیق اور حالات چشم دید پر بھی اعتبار کیا گیا یا نہین آپکے اس اختصار و اقتصار واقعات کی وجہ یہان بھی وہی پائی جاتی ہے جو ایسے ایسے تمام مقامات پر آپکو بار بار لاحق ہوتی آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان واقعات مین حضرت عمر کی مخالفت لے۔ عبداللہ کے مشاہدات کے غلط ہونے پر انکا اصرار۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بالآخر جناب موصوف کو اس امر پر سرزنش کرنا ثابت ہوتا ہے۔ دیکھئے وہی طبری جن سے ابھی ابھی آپ اپنے آغاز حالات کے واقعات اوپر نقل کر چکے ہین۔ ان واقعات کو ذیل کے الفاظ تفصیلی مین لکھتے ہین۔

ثم اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاخبرہ	ابن حدرد نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین آکر تمام حالات کی خبر کی تو
الخبر فدعا رسول اللہ صلعم عمر بن الخطاب فاخبرہ	آپ نے حضرت عمر بن خطاب کو بلوایا اور انکو ان حالات سے مطلع کیا۔
خبر ابن ابی حدرد فقال عمر کذب فقال ابن	حضرت عمر نے کہا یہ سب جھوٹ ہے۔ ابن حدرد نے کہا تم کیا مجھے
حدرد ان تکذبنی فطال ما کذبت بالحق یا عمر	جھوٹا بناتے ہو تم تو ایک مدت تک حق (نبوت) کو جھوٹ کہتے رہے
فقال عمر الا تسمع یا رسول اللہ صلعم الی ما یقول	حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ سنتے ہین ابن ابی حدرد نے
ابن ابی حدرد فقال رسول صلعم قد کنت	کیا کہا۔ آپ نے رفع تکرار کے لیے، ارشاد فرمایا۔ اگر تم گمراہ تھے۔
ضالاً فھداك اللہ یا عمر ص ۱۶۵۸	تو اے عمر۔ خدا نے تمھاری ہدایت فرما دی۔

ابن ہشام نے ابن حدرد کے یہ الفاظ لکھے ہین۔

ان تکذبنی فربما کذبت بالحق یا عمر فقد کذبت	تم مجھے ویسا ہی جھٹلاتے ہو جیسا ایک دن حق کو جھٹلاتے تھے اے عمر
من ھو خیر منی ص ۷ جلد سوم مصر	اور اسکو جھٹلاتے تھے جو مجھسے کہین بہتر تھا۔

صفوان سے سامان جنگ کے لیے قرض لیا گیا

بہر حال جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام اہل اسلام نے عبدالبد بن جدرد کی خبر کو معتبر سمجھا۔ بالآخر حضرت عمر کو بھی ماننا پڑا آنحضرت صلعم نے بھی مجبور ہو کر ہوازن کے

Presented by Ziaraat.Com

ان پیشقدمانہ حملات کی مدافعت کے سامان کیئے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ فتح مکہ سے کوئی بڑی دولت یا رقم کثیر تو ہاتھ آئی نہین تھی - مدینہ سے جو کچھ سامان نقد و جنس ہمراہ آیا تھا وہ سب کا سب صرف ہو چکا تھا - اب خلاف امید فوج کشی کا اتنا صرف کثیر پیش آگیا تو آنحضرت صلعم نے بالآخر مجبور رہو کر صفوان بن امیہ سے بقولے تیس ہزار (امام حنبل) اور بقولے دس ہزار (بخاری اور اصابہ ابن حجر) نقد اور سو عدد زرہین سامان جنگ بطور مستعار مانگ لیجیے - صفوان بن امیہ اگرچہ اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے - لیکن فطرتاً فیاض اور مہمان نواز تھے - اونھون نے پہلے آپ سے دریافت کرایا کہ یہ مطالبہ تحکمانہ کیا جاتا ہے یا دوستانہ آپنے کہلا بھیجا کہ تحکمانہ نہین ہے بلکہ قرض لیا جاتا ہے - پھر رقم قرض واپس دیجائیگی - اور اسلحہ جنگ بھی پھیر دئے جائینگے - صفوان نے نقد روپیہ بھی اور اسلحہ بھی آپ کی خدمت مین بھجوا دیے - طبری ص ۱۶۵۹ ابن ہشام ص ۳ جلد ۳

سلمانون کا نا زیبا آنحضرت صلعم لشکر مرتب کرکے مکہ معظمہ سے حنین کیطرف روانہ ہوئے - دس ہزار (۱۰۰۰۰) مسلمانون کی فوج ہمراہ تھی - تمام سامانون سے مرتب اور آراستہ ہو کر جب لشکر اسلام مکہ سے حنین کیطرف بڑھا - تو مسلمانون کو اپنی کثرت جمعیت اور شان و شوکت پر بیساختہ ناز آیا - شبلی صاحب اس موقع پر لکھتے ہین

شوال ۸ھ مطابق جنوری و فروری ۶۳۰ء کو اسلامی فوجین جنکی تعداد بارہ ہزار تھی اس سروسامان سے حنین کی طرف بڑھین کہ صحابہ کی زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے - لیکن بارگاہ ایزدی مین یہ نازش پسند نہ تھی

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ	جب تم اپنی کثرت پر نازان تھے - لیکن وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین
شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ	باوجود وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی پھر تم اپنی پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے
وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ	پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مسلمانون پر تسلی نازل کی اور ایسی
رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا	فوجین بھیجین جو تم نے نہین دیکھین اور کافرون کو عذاب دیا اور
وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ	کافرون کی یہی سزا تھی -

شبلی صاحب یہان بھی آپ نے اس آیہ کی شان نزول مین تمام صحابہ کو سمیٹ لیا - آپ کیا کیجیے - عادت اور ضرورت آپ کو سخت مجبور کر دیتی ہے - اگر آپ ان دونون سے علیحدہ ہو جاتے - تو یہ حضرات اس آیہ کے نزول کے باعث ہوے ہین وہ آپ کو نظر آجاتے - لیکن عمداً آپ نے اسکے اظہار سے احتیاط کی اور قلم روک لیا - اور ہمکو تفصیل کے الزام کے لیے چھوڑ دیا - بہتر - روضۃ الاحباب مین

محدث شیرازی اسکی تفصیل اس عبارت مین لکھتے ہین

مردی است از ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از وقوف بر عدد لشکر دشمن و کثرت اسلام گفت با پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امروز ما از جہت قلت مغلوب نخواہیم گشت در روایتے آنکہ ابوبکر صدیق این مقالہ را باسلمہ بن سلامہ وقش گفت در روایتے آنکہ قائل ابن سخن سلمہ بود ص ۴۴۸

روایت مین آیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دشمن کے لشکر کی صحیح تعداد معلوم کرکے اور فوج اسلام کی موجودہ کثرت ملاحظہ فرماکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آج تو ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہین ہونگے - اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ کلمہ سلمہ بن سلامہ بن وقش سے کہا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ اس کلمہ کا کہنے والا سلمہ تھا۔

بہرحال دونو روایتون کے اعتبار سے اس قول کے قائل حضرت ابوبکر ثابت ہوتے ہین - اس بنا پر اس آیہ کریمہ کے نزول کا باعث بھی یہی آپ کا قول ہوا - جیسا کہ باتفاق جمہور مشہور ہے

نازیبا کی دوسری مثال اس سے آگے چلیئے ؎ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ؎ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

فوج اسلام حنین کیطرف روانہ ہوئی - صحیح ترمذی مین ہے -

عن ابی واقد لما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی حنین مر بشجرۃ للمشرکین یقال لہا ذات انواط یعلقون علیہا اسلحتہم فقالوا یا رسول اللہ اجعل لنا ذات انواط کما لہم ذات انواط فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ ہذا کما قال قوم موسیٰ اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ والذی نفسی بیدہ لترکبن سنن من کان قبلکم

ابو واقد سے روایت ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب حنین روانہ ہوے تو راہ مین اُس درخت کے پاس سے گذرے جسکو مشرکین ذات انواط کہتے تھے اور اُس پر اپنے ہتیار لٹکا دیتے تھے - صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے لیئے بھی ایسا ہی ایک ذات انواط بنا دیجئے جیسا کہ مشرکین کا ذات انواط ہے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ تو وہی بات ہے جو قوم موسیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ جیسے کافرون کے معبود ہین ویسے ہی ایک معبود ہمکو بھی بنا دیجئے قسم بخدا کہ تم بھی اگلون کا طریقہ اختیار کروگے - بحوالہ تاریخ احمدی ص ۷۰

ابن ہشام نے بھی اس واقعہ کو جلد سوم ص ۸ مطبوعہ مصر مین لکھا ہے - محدث شیرازی نے بھی روضۃ الاحباب ص ۴۴۹ مطبوعہ لکھنؤ مین ایسا ہی لکھا ہے - ترمذی اور ابن ہشام کی عبارتون سے تو کچھ معلوم نہین ہوتا مگر محدث شیرازی کی عبارت یہ ہے -

چون حضرت این سخن گفت آنجماعت از گفتہ خویش پشیمان شدند و توبہ و استغفار نمودند -

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو لوگون نے شرماکر توبہ و استغفار کیا -

Presented by Ziaraat.Com

لشکر اسلامی کے پہونچنے سے پہلے کفار کا لشکر میدان جنگ مین داخل ہوگیا۔ یہ اُنکے قریب رہنے کا خاص فائدہ تھا جو سوائے اُنکے دوسرے کو مشکل سے حاصل ہو سکتا تھا۔ چنانچہ شبلی صاحب فوج اسلامی کی شکست کے اسباب مین تحریر کرتے ہین۔

کفار نے معرکہ مین پہلے پہونچکر مناسب مقامات پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور تیراندازون کے دستے پہاڑ کی گھاٹیون گھاٹیون اور درون مین قریب قریب جا بجا جما لیے تھے۔"

قریب قریب طبری اور ابن ہشام نے اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی کفار کے یہی انتظام لکھکر بتلائے ہین کفار کے مقابلہ مین لشکر اسلام میدان جنگ مین جب آیا تو یہ تمام مقامی فوائد و منافع ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ اسلیے فوج اسلامی نے میدان جنگ کی مقامی مناسبت اور موزونیت سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ مجاہدان اسلامی نے اپنی شجاعت و دلیری کی پُرجوشی یا کثرت اعداد کی اُسی پُرجوشی مین۔ جسے وہ مکہ سے ساتھ لائے تھے۔ ان فوائد و منافع مقامی کی کوئی پروا نہین کی۔ کچھ رات رہے سے تمام دستہائے فوج اپنے اپنے مقامات سے نکلکر میدان جنگ مین آراستہ ہوگئے۔ صف آرائی کی انتظامی ترتیب اور اُسکی تفصیل یہ ہے۔

مہاجرین کی فوج تین۔ تین مختلف حصے کیے گئے۔ ایک دستہ فوج کے علمدار حضرت عمر بن الخطاب (تاید جبر بن علمداری سے محرومی کی تالیف ہو) دوسرے کے حضرت علی ابن ابیطالب اور تیسرے دستہ کے سعد بن ابی وقاص مقرر ہوے۔ اسیطرح قبائل انصار مین۔ قبیلہ اوس کے علمدار اسید بن حضیر بنائے گئے اور قبیلہ خزرج کے سعد بن عبادہ۔

جانبین کی فوجین مرتب ہوچکین تو کفار نے آغاز جنگ مین سبقت کی۔ شبلی صاحب جانبین کی حرب و ضرب اور طرفین کی کارزار کی حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین۔

جانبین کا مقابلہ اور فوج اسلامی کی گریز

فتح کے بجاے دبلہ اول مین مطلع صاف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر اُٹھاکر دیکھا تو رفقاے خاص مین سے کوئی بھی پہلو مین نہین تھا۔ حضرت ابو قتادہ جو شریک جنگ تھے۔ اُنکا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگ نکلے تو مین نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینے پر سوار ہے۔ مین نے عقب سے اُسکے شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹتی ہوئی اندر اُتر گئی۔ اس نے مڑکر مجکو ایسا دبوچا کہ میری جان پر بن گئی۔ لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہوکر گر پڑا۔ اس اثنا مین۔ مین نے حضرت عمر کو دیکھا۔ مین نے پوچھا کہ مسلمانون کا کیا حال ہے بولے کہ قضاے الٰہی یہی تھی شکست کے مختلف اسباب تھے۔ مقدمۃ الجیش مین جو حضرت خالد کی افسری مین تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

زیادہ تر فتح مکہ مین جدید الاسلام نوجوان تھے وہ جوانی کے غرور مین اسلحہ جنگ بھی پہن کر نہین آئے تھے۔ فوج مین دو ہزار طلقاء بھی تھے یعنے وہ لوگ جو ابتک اسلام نہین لائے تھے۔ ہوازن قدر اندازی مین اپنا جواب نہین رکھتے تھے۔ میدان جنگ مین انکا ایک تیر بھی خالی نہین جاتا تھا۔ کفار نے معرکہ گاہ مین پہونچکر مناسب مقامات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور تیر اندازون کے دستے پہاڑ کی گھاٹیون۔ کھوؤن اور دُرّون مین جا بجا جما دیئے تھے۔ فوج اسلام نے صبح کے وقت جبکہ خوب اجالا بھی نہین ہوا تھا۔ حملہ کیا۔ میدان جنگ اسقدر نشیب مین تھا کہ پاؤن جم نہین سکتے تھے۔ حملہ آورون کا بڑھنا تھا کہ سامنے سے ہزارون فوجین ٹوٹ پڑین۔ اُدھر کمینگاہون سے قدر اندازون کے دستے نکل پڑے اور تیرون کا مینھ برسا دیا مقدمۃ الجیش ابتر کے ساتھ بے قابو ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر تمام فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ صحیح بخاری مین ہے فادبروا حتی بقی وحدہ سب لوگ نکل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہگئے۔ تیرون کا مینھ برس رہا تھا۔ بارہ ہزار فوجین ہوا ہو گئین تھین۔ لیکن ایک پیکر مقدس پا برجا تھا۔ جو تنہا ایک فوج۔ ایک ملک ایک اقلیم۔ ایک عالم بلکہ مجموعہ کائنات تھا۔ آنحضرت صلعم نے داہنی جانب دیکھا اور پکارا یا معاشر الانصار آواز کے ساتھ صدا آئی ہم حاضر ہین آپنے بائین جانب مڑکر پکارا۔ اب بھی وہی آواز آئی۔ آپ سواری سے اُتر پڑے اور جلال نبوت کے لہجہ مین فرمایا۔ مین خدا کا بندہ ہون اور اُسکا پیغمبر ہون بخاری کی دوسری روایت مین ہے کہ یہ رجز آپکی زبان پر تھا۔

اذن النبی لا کذب مین پیغمبر خدا ہون یہ جھوٹ نہین ہے انا ابن عبد المطلب مین عبد المطلب کا بیٹا ہون۔

حضرت عباس ابن عبد المطلب بلند آواز تھے۔ آپ نے اُنکو حکم دیا کہ مہاجرین و انصار کو آواز دو اُنھون نے نعرہ مارا یا معشر الانصار اے گروہ انصار یا اصحاب الشجرہ اے اصحاب شجرہ (بیعت رضوان والے) اِس پُر اثر آواز کا کانون مین پڑنا تھا کہ تمام فوج دفعتاً پلٹ پڑی۔ جن لوگون کے گھوڑے کشمکش اور گھمسان کی وجہ سے نہ ٹھہر سکے اُنھون نے زرہین پھینکدین اور گھوڑون پر سے کود پڑے دفعتاً لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ کفار بھاگ نکلے۔ اور جو رہ گئے اُنکے ہاتھون مین ہتکڑیان تھین۔ بنو مالک (ثقیف کی ایک شاخ تھی) جمکر لڑے۔ لیکن اُنکے ستر آدمی مارے گئے۔ اور جب اُنکا علمدار عثمان بن عبد اللہ بھی مارا گیا تو وہ بھی ثابت قدم نہ رہ سکے۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۳۶۲

شبلی صاحب کے استخفاف حالات اور اُنکے انکشافات

شبلی صاحب کی معرکہ آرا قلم آرائیون کا یہی تو میدان ہے۔ صحابہ کرام کا حفظ مراتب۔ تقلید اسلاف کے حسن عقیدت کی حفاظت۔ مخالفین اسلام کے اعتراض کا خوف۔ مدعائے اصلی کا اثبات اور سب سے آخر مین اسلام کی بقائے شوکت و اجلال کے خیال بھی آپکے ساتھ ساتھ مین

Presented by Ziaraat.Com

اتنے خیالون مین اُلجھا ہوا مولف کہانتک تاریخی نقل واستنباط واقعات وحالات مین خود غرضی وجانبداری سے محفوظ رہکر حقیقت گذاری کا حق ادا کرسکتا ہے۔

اول تو آپنے یہ لکھکر کہ ادہلہ اول مین مطلع صاف تھا، یہ بتلایا ہے کہ گویا کفار کے آتے ہی تمام مسلمان بغیر ہاتھ یا ؤن ہلائے بلا استثنائے احدے ایک ایک کرکے سب بھاگ گئے اور ایسے کہ بقول آپ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نظر اُٹھاکر دیکھا تو رفقائے خاص مین سے کوئی بھی پہلو مین نہین تھا پھر اسی عبارت۔ کے حاشیہ نمبر ۳ مین لکھتے ہین۔ کہ بعض روایتون مین چند اصحاب کا ثابت قدم رہنا بھی مذکور ہے۔ ان دونون روایتون کی تطبیق یہ ہے کہ یہ دو مختلف وقتون کے حالات ہین۔ راوی نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے۔ تفصیل آگے آئے گی۔" سیرۃ النبیؐ جلد اول

تو اب سوال یہ ہے کہ آپکے ان دو مختلف اور متضاد بیانات مین آپکی کتاب کے دیکھنے والے آپکے کس قول پر اعتبار کرین۔ آیا آپکے قول اول کے موافق وہ یہ سمجھین کہ پہلے ہی حملہ کفار مین بارہ ہزار کی جمعیت ایکبار بھاگ گئی جو کسقدر مہمل اور خلاف واقع ہے۔ یا یہ سمجھین کہ چند اصحاب ثابت قدم بھی رہگئے تھے۔ جو بالکل صحیح اور فی الواقع ہے۔

افسوس جو امر کہ حاشیہ مین تطبیق دیکر تحریر کیا گیا اگر آغاز ہی مین لکھدیا گیا ہوتا تو یہ ابہام فی الکلام اور اختلاف عن الاعتراف آپ کی تحریر مین کیون واقع ہوتا۔ مگر یہ نہین۔ صحابہ کی حسن عقیدت درمیان تھی۔ جنکے حفظ مراتب کا سامان آپ کی تعمیم والی ترکیب قدیم کے بغیر ناممکن تھا۔ اسلیے قلم آرائی کی شان مین مبیاختگی کیساتھ ایسی عبارت لکھدی جس سے معلوم ہو کہ سب کے سب رسول اللہ صلعم کو چھوڑکر بھاگ۔ پھر جب حاشیہ مین اسکے خلاف چند صحابہ کا ثابت قدم رہنا لکھا بھی تو اُن بزرگوارون کے نام نہین لکھے۔ یہ کتنا غیر متدین استحفاف واقعات کا طریقہ ہے جو آپکی شان مولفانہ کے سراسر خلاف ہے۔

اسلامی مجاہدین کی معرکہ آرائی کی کوئی تفصیل ہی نہین لکھی۔ اور کیسے لکھ سکتے تھے۔ جب لکھکر بتلا چکے تھے کہ وہلہ اول ہی مین مسلمان مقابل کا منھ دیکھتے ہی بھاگ نکلے شکست کے بعد گویا وہلہ اول کا حال ان الفاظ مین لکھکر بتلایا گیا ہے

فوج اسلام نے صبح کیوقت جبکہ خوب اجالا بھی نہین ہوا تھا حملہ کیا۔ میدان جنگ اسقدر نشیب مین تھا کہ پاؤن جم نہ سکتے تھے۔ حملہ آورون کا بڑھنا تھا کہ ہزارون فوجین ٹوٹ پڑین اور کمینگاہون سے قدر اندازون کے دستے نکل آئے اور تیرون کا منھ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش ابتری کے ساتھ بیقاعدہ ہوکر پیچھے ہٹا پھر تمام فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے۔

شبلی صاحب عبارت آرائی ختم کیجئے۔ صاف صاف یون لکھیئے کہ مقدمۃ الجیش ہو یا مجموعۃ الجیش

سے پہلے سب فوج سے خالد کا رسالہ بھاگا۔ لکھتے وقت۔ آگے پیچھے کا بھی خیال رکھا کیجئے۔ آپ جب بلا وجہ و سبب یہ لکھ چکے کہ دہلہ اول مین مطلع صاف تھا۔ تو پھر اسباب شکست کی تفصیل کے بعد ان تصریحات کا قلمبند کرنا۔ مشتے بعد از جنگ" کا لطف دیتا ہے۔ آپنے دہلہ اول کی صفائی کے لکھنے سے پہلے ان اسباب صفائی کو کیون نہ لکھدیا کہ غریب سیدھے سادھے مسلمان سمجھ لیتے کہ ہمارے بزرگوار مجاہدین اور جان نثاران اسلام ان وقتون اور مجبوریون کی وجہ سے فرار کر گئے۔

شبلی صاحب۔ تحریری قلم آرائیون اور خالی لفاظیون سے کام نہین چلنے کا اور مطلب نہین نکلنے کا۔ دنیا کی نگاہون مین تحقیق کی روشنی بہت تیز ہوگئی ہے۔ ہر شخص کے سامنے کتابین کھلی ہین۔ آپ اپنی کتاب مین نہ لکھین تو کیا وہ آپ سے اچھی کتابون مین حقیقت حال کا مطالعہ اور مشاہدہ نہ کر لینگے۔ اول تو آپنے یہ لکھکر کہ فوج اسلامی نے صبح کیوقت جبکہ خوب اُجالا بھی نہین ہوا تھا۔ حملہ کیا۔ یہ بتلایا ہے کہ جنگ مین سبقت اسلام کیطرف سے ہوئی۔ بالکل شعار اسلام کے خلاف ہے۔ جو سبقت فی القتال کو اپنی طرف سے قطعی حرام سمجھتا ہے مسلمان آپکی اس سبقت کو اسلام کی مدح مدیح تو نہین بلکہ حجو ملیح سمجھینگے۔ دیکھئے۔ یہ اگر ایسا ہی واقعہ ہے جیسا آپنے لکھا ہے تو آپ عیسائی معترضین کے اعتراض کے جواب کیلئے ابھی سے تیار ہو جائیے جو کہتے ہین کہ حنین کی جنگ مین اسلام کا طریقہ جہاد مدافعانہ نہین تھا بلکہ جارحانہ۔ حالانکہ تمام تاریخ و سیر کی اسلامی کتابین یک زبان ہو کر کہری ہین۔

فواللہ ما راعنا ونحن سخطون الکتائب قد شدت علینا رجل واحد

راوی حدیث بیان کرتا ہے کہ ہماری حفاظت کیلئے کوئی بھی نہین تھا اور ہم انکی کثرت مین چارونطرف سے گھرے ہوے تھے۔ اور ان لوگون نے بڑی شدت سے اپنی متفقہ قوت کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا

طاوی ۱۶

ابن ہشام۔ ابو الفدا۔ ابن وردی (خلاصہ ابو الفدا) اور محدث شیرازی بالاتفاق سبکا یہی بیان ہے اور شبلی صاحب نے دیکھے سنے خواہ مخواہ مسلمانون کا پہلے حملہ کرنا لکھ رہے ہین۔ کہیئے آپکا صرف دو لفظون والا جملہ کسقدر اختلاف انگیز اور فساد خیز ہے۔ حالانکہ آپ کا اس سے پہلے والا جملہ کہ۔ دہلہ اول مین مطلع صاف تھا۔ بتلا رہا ہے کہ حملہ مخالفین ہی کی طرف سے شروع ہوا۔ تب تو مسلمان انکی برداشت نہ لاکر میدان جنگ کا مطلع صاف کر گئے۔ پھر معلوم یہان شبلی صاحب کو کیا ہو گیا کہ لکھدیا مسلمانون کی فوج نے علی الصباح حملہ کر دیا۔

آپ ان تمام متناقض اور متضاد بیانات کے بعد خالد بن ولید کی براءت کی طرف جھکے ہین۔ اور اپنی پوری قلم آرائیون کی قوت و مہارت کے ساتھ آپنے انکے عیوب و نقائص کو اپنے الفاظ و عبارت مین چھپایا ہے اور ضعیف سے ضعیف اور کمزور سے کمزور جوابات مین انکی اور انکے ماتحتی دستہ فوج کی ہزیمت کی توجیہات

Presented by Ziaraat.Com

قائم کی ہین مثلاً۔ خالد کے ماتحتی دستہ مین مکہ کے مغرور نوجوان تھے وہ جوانی کے غرور مین اسلحے پہنکر نہین آئے تھے

شبلی صاحب۔ آپ کی یہ توجیہ اگر صحیح ہے تو بتلایئے کہ اُن کہن سال اور کہن مشق مجاہدین اسلام کو کیا ہوگیا تھا جو بخلاف ان نوجوانون کے اسلحات پہنے۔ ہتھیار لگائے کھڑے کے کھڑے رہگئے۔ اُنھون نے کیا بنالیا۔ آپ ان نوجوانون کو صرف ملامت بنانا چاہتے ہین۔ پہلے تو آپ اُن جہان دیدہ بزرگوارون کے عجب وغرور کی خبر لین۔ جنھون نے مکہ سے نکلتے ہی اپنی کثرت فوج پر ناز کرنا شروع فرمادیا تھا۔

اب رہی آپ کی اخیر توجیہ کہ اسمین طلقا بھی تھے۔ شبلی صاحب۔ خیریت سے دو ہی ہزار طلقا تھے۔ دس ہزار تو وہی کلہم عدول کے معیار پر کامل اُترے ہوے صحابہ تھے۔ اُنھون نے کیا بنالیا۔ اور کونسی خیر خواہانہ خدمت دکھائی۔ واقعیت اور اصلیت کے آگے بات بنانے اور معنی پہنانے سے کام نہین چلتا۔ آپ کو صاف صاف ماننا اور لکھنا پڑیگا اور نوعی آپ مان چکے اور لکھ بھی چکے ہین کہ معرکہ جنگ مین خالد کی ناواقفکاری اور منصب سپہ سالاری مین اُنکی ناتجربہ کاری۔ جنگ حنین مین اول بار ہزیمت کی باعث ہوئی حقیقت یہ ہے کہ بقول آپ کے یہ بھی ویسے ہی نوجوان مغرور تھے جیسے اُنکے ماتحتی مکہ کے جوانان بے شعور۔ نہ یہ اُنکو روک سکے اور نہ وہ اُن سے رک سکے چلو قصہ ختم۔ آئی گئی اسلام کی باقیماندہ فوج پر اُنکے پاؤن اُکھڑتے ہی وہ قیامت خیز عالم رستخیز قائم ہوگیا کہ یہ اُنپر وہ اُنپر کمینگاہون سے غنیم کے دستون پر دستے فوجون پر فوجین پہاڑون کے ٹکڑون کیطرح ٹوٹنے لگین۔ تو اب کوئی لاکھ بہادر ہو۔ دلیر ہو۔ شیر دل ہو کیا کرسکتا ہے لیکن اسپر بھی آپکو معلوم ہے جو حقیقی بہادر تھے۔ اصلی دلیر تھے اور سچے شیر دل تھے۔ وہ پاؤن جماے کھڑے رہگئے۔ جیسے ہمیشہ تھے ویسے آج سکہ شرط عشق بود دل یکے دیار یکے

شبلی صاحب واقعہ نگاری کرتے ہین تو صاف صاف بے لوث لکھیئے۔ آخر آپ کے ایسے دوسرے لکھنے والون نے بھی تو لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ محدث شیرازی لکھتے ہین۔

وایشان (کفار) تیراندازان جلد بودند بیکبار ازکمینگاہ	کفار بڑے تیز دست تیرانداز تھے۔ ایکبار کمینگاہون سے نکل پڑے اور حملے شروع
بیرون آمدند وحملہ کردند وتیر باران نمودند اول خیل	کرنیے اور تیرون کا مینھ برسانے لگے سب سے پہلے خالد بن ولید کا ماتحتی دستہ
خالد بن ولید فرار نمودند بواسطہ آنکہ اکثر سلاح ندا شتند	فوج بھاگ نکلا کیونکہ اسمین اکثرون کے پاس سلاح جنگ نہین تھا اسکے
وجماعتے از کفار ہمراہ لشکر بودند وآنہا کہ قریب العہد بودند	ساتھ کفار کی جماعت تھی وہ بھی اُنکے ساتھ بھاگ گئی۔ جب یہ سب بھاگ
بجاہلیت از مسلمانان از عقب ایشان بگریختند آنگاہ بقیہ	گئے تو اسوقت صحابہ بھی اس حکم کے مطابق کہ جب کوئی امکانی قدرت
اصحاب بحکم الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین[1] ہزیمت نمودند	باقی نرہے تو بھاگ جانا رسولونکی سنت ہے۔ فرار کرگئے۔

[1] یہ حدیث معانی ارشاد قرآن ہے۔ کیا تعجب کہ فراریان احد وحنین کی حمایت مین وضع کرلی گئی ہو۔ المؤلف

خالد کا فرحنین مین مسلمانون کی ہزیمت اول کا باعث تھا

تاریخ ابو الفدا مین ہے

فلما التقوا انکشف المسلمون لایلوی احد علی احد

جب دونون فوجین باہم ملاقی اور مصروف بجنگ ہوئین تو مسلمانون کے پاؤن اکھڑ گئے اور ایسا بدحواس ہو کر بھاگے کہ کوئی کسیکا پرسان نہین تھا

اب بالاجمال کیفیت یہ ہوئی۔

مالک ابن عوف لشکر کنار کے امیر نے حنین کے وادی مین پہونچکر یہ سونچا کہ فوج اسلامی سے کھلے میدان مین مقابلہ کرنا مفید نہوگا۔ اسکے خلاف اگر مسلمانون پر مخفی طور سے دفعتاً حملہ کر دیا جاوے اور اپنی فوج سے جسکی تعداد بیس ہزار تک پہونچی ہوئی تھی اُنکا محاصرہ کر لیا جائے تو نہایت آسانی سے کامیابی کی امید کیجا سکتی ہے۔ اس خیال سے مالک ابن عوف نے اپنی تمام فوج کو حنین کی گھاٹیون۔ کھوون اور درّون مین چھپا دیا اور معدودے چند دستہائے فوج کیساتھ لشکر اسلام کی آمد آمد کا انتظار کرنے لگا حنین کی گھاٹیان درے ایسے دشوار گذار اور ناہموار مقامات تھے جہان سے بیرونی اور غیر مقامی فوجون کا گذر دشوار تھا۔ مکہ سے حنین تک پہاڑون کا وہی لگاتار سلسلہ برابر چلا آتا ہے جو مغرب کیطرف پھیلتا ہوا ہزار میل سے زیادہ چلا گیا ہے۔ لشکر اسلام کا علے الصباح پہونچنا تھا کہ مشرکین کی جمعیت کثیر جو منتظر بیٹھی تھی اپنی اپنی کمینگاہون سے ایک بار نکل پڑی اور تیرون کا منھ برسانے لگی۔ اہل اسلام کو قدم جمانا مشکل ہو گیا۔ دفعتاً وہ ایسی مہلک اور خوفناک بلا مین گرفتار ہو گئے جسکی خبر اور امید اونکو ذرا بھی نہین تھی۔ لشکر اسلام اسی اضطراب مین تھا کہ مشرکین نے اپنی قرار دادہ تجویز کے موافق چارونطرف سے لشکر اسلام کا محاصرہ کر لیا اور اب چارونطرف سے مسلمانون پر تیر بارانی فروغ کر دی۔ فوج اسلام مین تمام غیر اطمینانی اور پریشانی پھیل گئی۔ انکے استقلال مین فرق آگیا۔ قیامت یہ ہوئی کہ خالد ابن ولید کا ماتحتی دستہ مقدمۃ الجیش بنا ہوا حسب قاعدہ سب سے آگے تھا۔ سب سے پہلے خالد ہی کا دستۂ فوج انکے اختیار مین نرہا اور فرار پر تیار ہو گیا۔ اُنکی کچھ بھی نہ چلی اور وہ بھاگ نکلے اور انھین کے ساتھ یہ بھی جان بچا کر نکل گئے۔ خالد کے ساتھ بنی سلیم کے لوگ تھے۔ وہ سردار۔ فوج کو گریزان دیکھکر کب ٹھہرنے والے تھے۔ وہ بھی چلدئے۔ اُنکے بعد مکہ کے نو مسلمین کی بھرتی تھی۔ انکو بھاگنے مین کیا دشواری تھی۔ میدان سے نکلے اور گھر پہونچے۔

بالآخر یہ نوبت پہونچی کہ تمام اہل اسلام۔ عام اس سے کہ مہاجر ہون یا انصار۔ فرار ہو گئے۔ بروایتے دس اور بروائتے کل چار خالص الایمان اور کامل الاسلام بزرگوار آنحضرت صلعم کے ساتھ رہگئے

(ملخص از طبری۔ ہشام۔ ابو الفدا۔ تاریخ الانبیا وغیرہم)

رفاقت رسول مین ثابت قدم رہنے والے حضرات

ثابت قدم رہنے والے حضرات کی تعداد مین بھی اختلاف ہے اور انکے نامون مین بھی طبری مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

انه قد بقی مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نفر من المهجرین والانصار واهلبیته ومن ثبت معه من المهاجرین ابوبکر[1] وعمر[2] ومن اهلبیته علی ابن ابی طالب[3] والعباس[4] بن عبد المطلب وابنه الفضل[5] وابوسفیان[6] بن الحارث وربیعه بن الحارث وایمن[8] بن عبید وهو ایمن بن ام ایمن واسامه[9] بن زید بن حارثه

رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند مہاجر و انصار اور چند آپ کے اہلبیت باقی رہ گئے۔ مہاجرین مین جنکا رہنا ثابت ہے وہ ابوبکر[1] اور عمر[2] ہین۔ اور اہلبیت مین علی ابن[3] ابیطالب عباس[4] بن عبدالمطلب اور اُنکے بیٹے فضل[5] اور ابوسفیان[6] بن حارث اور ربیعہ[7] بن حارث اور ایمن[8] بن اُم ایمن اور اسامہ[9] بن زید بن حارثہ - ایمن کا نام عبید تھا اور یہ ایمن ام ایمن کے بیٹے تھے۔ طبری مطبوعہ جرمن ص ۱۶۶۱

ابن ہشام نے بھی یہی نام لکھکر بتلائے ہین۔ ان دونون تاریخون کی روایت اوسی قول کے مطابق ہے۔ مین دس آدمیون کا باقی رہجانا بیان کیا گیا ہے مگر اسکے تسلیم کرنے مین بہت بڑی مشکل یہ ہے کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عمر کا نام اس سے نکل جاتا ہے کیونکہ اسمین صاف صاف لکھا ہے۔

عن ابی قتادہ قال انهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا انا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت له ما شان الناس قال امر الله

ابوقتادہ سے مروی ہے کہ بروز حنین مسلمان پسپا ہوکر بھاگے تو مین بھی اُنھین کے ساتھ تھا۔ ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ مفرورین مین حضرت عمر ابن الخطاب بھی ہین۔ مین نے ان سے غرض کی کیا حال ہوا ہم مسلمانونکا کہ بھاگ کھڑے ہوے، اُنھون نے خدا کی خدا کی مشیت

بحوالہ تاریخ احمدی ص ۲۷

شبلی صاحب خود ابوقتادہ کی اس روایت کو اوپر لکھ چکے ہین۔ اسلیے حضرت عمر کی نسبت طبری اور ابن ہشام کا بیان بالکل غلط ٹھہرتا ہے اور شبلی صاحب کے مقرر کردہ اصول کے موافق مرویات صحاح عموماً اور روایات صحیح بخاری کے سامنے خصوصاً۔ تاریخ و سیرت کی روایتین بالکل فروتر ہین اور ہرگز قابل اعتبار نہین ہوسکتین

رسول اللہ صلعم کے ساتھ کل چار شخص رہ گئے

شبلی صاحب - حضرت عمر کیا! تحقیق سے تو معلوم ہوتا ہے۔ سوا سے چار پانچ بزرگوارون کے - بقول آپ کے مطلع کا مطلع صاف تھا

کنز العمال مین مرقوم ہے۔

اخرج ابن عساکر عن حسین ابن علی[4] قال کان فیمن ثبت مع رسول الله صلعم یوم حنین العباس وعلی[1] بن ابیطالب وابوسفیان[3] بن حارث وعقیل[4] ابن ابی طالب وعبد الله بن زبیر[5]

ابن عساکر نے حسین ابن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا بروز حنین جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اُن مین سے حضرت عباس۔ علی[1] ابن ابیطالب ابوسفیان[3] بن حارث۔ عقیل[4] ابن ابیطالب۔ عبداللہ[5] ابن زبیر

Presented by Ziaraat.Com

ابن العوام و اسامہ بن زید بن حارثہ — زبیرؓ ابن عوام اور اُسامہؓ بن زید بن حارثہ تھے۔

اس روایت سے ثابت قدم رہجانے والے متنفرات بجاے دس کے سات معلوم ہوتے ہین۔ لیکن سیرۃ الحلبیہ کی روایت نے ان سات بزرگوارون کی بھی تلخیص کردی ہے۔ وہ یہ ہے۔

لما فر الناس یوم حنین عن النبی صلعم — جب بروز حنین لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

سبق معہ الا اربعۃ - ثلاثۃ من بنی ھاشم — پاس سے فرار کیا تو آنحضرت صلعم کے پاس سوا چار شخصون کے

و رجل من غیرھم علی ابن ابیطالب العباس — کوئی اور باقی نہین رہا۔ جن مین تین بنی ہاشم تھے اور ایک غیر بنی ہاشم

و ابو سفیان بن الحارث و ابن مسعود۔ — علی ابن ابیطالب۔ عباسؓ۔ ابوسفیان بن حارث اور ابن مسعود۔

تاریخ احمدی ص۱۰ — (ابن ام ایمن۔ غیر بنی ہاشم)

واقعات کے ساتھ جب قرائن کی تطبیق کیجاتی ہے تو حقیقت حال کا انکشاف ہوجاتا ہے۔ یہ تو مسلم ہے کہ دس سے زیادہ شخص آنحضرت صلعم کے پاس نہین بچے تھے۔ کیونکہ کسی محدث و مورخ نے بچنے والون کی تعداد اس سے زیادہ نہین لکھی ہے اس دس کے خلاف کم تعداد کے ثبوت مین روایتین موجود ہین۔ اُن مین سے ایک روایت مین دس کے سات بتلائے گئے ہین اور دوسری مین سات کے چار۔ تو۔ حالات جنگ۔ اُسوقت کے عالمہائے رستخیز اور اضطراب و اضطرار کے مناظر کو پیش نظر رکھکر جب کوئی تحقیق کنندہ ان مختلف اعداد کی تحقیق کرنے بیٹھے گا تو اُسکو ان حالات و مرویات کے ساتھ ہی ساتھ قرائن پر بھی نظر رکھنی ضرور ہوگی۔ اور وہ تینون اسباب مذکورہ (حالات جنگ۔ مرویات اور قرائن) کو پیش نظر رکھکر ضرور فیصلہ کرے گا کہ حالات۔ مرویات۔ اور قرائن۔ اُسی تعداد کے مطابق و موافق اُترتے ہین جو آخر روایت مین مرقوم ہے

فوج اسلام کا فرار رسول اللہ کا اضطرار۔ صحابہ کی گران گوشی

اسوقت عام طور سے تمام لشکر اسلام اور خاص طور پر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اضطراب و التہاب کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ تمام تاریخ و سیرت کی کتابین تمام صحاح و سنن و مسانید کے دفاتر لکھ لکھ کر پکار رہے ہین کہ سامنے سے۔ پیچھے سے اور پہلو سے۔ فوج کی فوج صفون کی صفین۔ دستون کے دستے بھاگے جارہے ہین اور جناب رسو لخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار و نطرف باواز بلند پکار رہے ہین

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب — مین نبی ہون یہ جھوٹ نہین ہے۔ مین (وہی) عبدالمطلب کا بیٹا ہون۔

اب بار بار ان کلمات کو باواز بلند پکار رہے ہین۔ مگر سنتا کون ہے۔ سیرۃ الحلبیہ مین ہے

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ کی سواری کی شان

وکان ابوسفیان بن الحارث اخذ برکابہ صلعم وھو یقول حین رای ما رای من الناس الا این ایھا الناس فلما رای الناس یلوون علی شی فقال رسول اللہ صلعم یا عباس اصرخ یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ یعنی الشجرۃ التی کانت تحتھا بیعۃ الرضوان

اُسوقت ابوسفیان بن حارث (بن عبدالمطلب) آنحضرت صلعم کی رکاب تھامے تھے اور آپ لوگون کو گریز کرتے ہوئے دیکھکر فرمارہے تھے۔ تم کہان بھاگے جاتے ہو مگر وہ کسی طرح التفات نکرتے تھے تب آنحضرت صلعم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ انکو آواز دو۔ اے گروہ انصار اے اصحاب سمرہ یعنے زیر درخت سمرہ بیعت رضوان کرنے والو (کہان بھاگے جاتے ہو) بحوالہ احمدی ص ۱۔

مورخ ابن الوردی لکھتا ہے

لما انھزم الصحابہ یوم حنین قال صلعم للعباس نادیھم فقال یا رسول اللہ کیف یبلغھم صوتی او متی یسمعون ندائی فقال علیک الفداء و علی اللہ البلاغ۔

جب بروز حنین صحابہ نے راہ فرار اختیار کی تو جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ ان کو پکارو۔ عباس بولے یا رسول اللہ صلعم میری آواز انکے کانون تک کیسے پہونچیگی آپ نے فرمایا ندا کرنا تمھارا کام ہے اور اسکو ان تک پہونچانا خدا کا کام ہے۔

خدا خدا کرکے حضرت عباس کی آواز بھاگنے والون کے کانون تک پہونچی اور اب جاکر کل سواری کے قریب رسولخدا صلعم کے پاس لوٹ آئے۔ اتنی ہی دیر مین کیا سے کیا ہوگیا ؎ نہ خدا ہی رہا نہ نبی ہی رہے نہ وفا ہی رہی نہ حیا ہی رہی۔

ابوسفیان کی معرفت اسلام اور حقیقت ایمان کی شان

دنیا کے ابن الوقت اور زنانہ کے قابو پرستون اور شکم پرورون نے اتنی ہی دیر مین رنگ بدل دیے اور عرب کی حکومت۔ قریش کی تاجداری کے منصوبہ باندھنے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے خلفاے امویہ کے مورث اعلیٰ۔ امیر معویہ کے پدر نامدار۔ ابوسفیان بن حرب کے متعلق مورخ ابوالفدا تحریر کرتے ہین۔

لما انھزم المسلمون اظھر اھل مکہ ما فی نفوسھم من الحقد فقال ابوسفیان ابن حرب لا تنتھی ھزیمتھم دون البحر۔

جب مسلمانون نے راہ فرار اختیار کی تو اہل مکہ کے دلون مین جو کینہ اور حسد مخفی تھا وہ ظاہر ہوگیا چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان ابن حرب کہنے لگے کہ یہ لوگ جب تک سمندر کے کنارے تک نہ پہونچ لینگے دم نہ لینگے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۷

ابھی صبح سے شام نہین ہوئی تھی۔ کہ انھین ابوسفیان صاحب کے ایسے دشمن جان و ایمان کے ساتھ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی علیہ وآلہ وسلم نے کیسے کیسے احسانات کیے۔ کیا کیا الطاف و تفضلات دکھلاے۔ جان بخشی کی۔

Presented by Ziaraat.Com

تمام جرائم معاف کر دیئے ذاتی امتیاز و اعزاز عنایت کیا - یہان تک کہ انکے گھر کو اہل جرائم کے لیے عفو تقصیرات کا مامن اور رحمت و نجات کا دامن بنا دیا - ان تمام رعایات و احسانات کے جواب مین ایک ذرا سے انقلاب کے ہوتے ہی - انھون نے اسلام سے اتنا جلد اپنی مخالفت اور معارضت کا اظہار شروع کر دیا جس سے اب نہ انکے دل مین اسلام کا قیام معلوم ہوتا ہے اور نہ ایمان کا نشان اب اور سنیئے - ابن ہشام ہے

فلمّا انهزم الناس وراى من كان مع رسول الله صلعم من جفاة اهل مكّة الهزيمة تكلم رجال منهم بما فى انفسهم من الضغن فقال ابوسفيان بن حرب لا تنتهى هزيمتهم دون البحر وان الازلام لمعه فى كنانته وصرخ جبلة بن حنبل قال ابن هشام كلدة بن حنبل وهو مع اخيه صفوان بن اميّه مشرك فى المدّة الّتى جعل له رسول الله صلے الله عليه وآله وسلم الا بطل السحر اليوم فقال له صفوان اسكت فضّ الله فاك فوالله لان يربّنى رجل من قريش احبّ الىّ من ان يربّنى رجل من هوازن

جب لوگ بھاگ گئے اور مکہ کے اُن لوگون نے جنکے دلون مین کینہ و عداوت ماتی تھی - مسلمانوں کی ہزیمت کو دیکھ لیا تو آپس مین اِس کا ذکر کرنے لگے ابوسفیان بن حرب بولا کہ اب یہ بغیر سمندر تک بھاگے ہوئے نہین ٹھہرینگے ابوسفیان کے ساتھ کمان بھی تھی اور کمان مین تیر بھی موجود تھے - جبلہ بن حنبل نے اور بقول ابن ہشام کلدہ بن حنبل نے اپنے بھائی صفوان بن امیّہ سے جو اسوقت تک مشرک تھا اور جو پیچھے جناب رسولخدا صلعم پر ایمان لایا - چلا کر کہا کہ آج کے دن سحر باطل ہو گیا - صفوان نے ڈانٹ کر کہا کہ چپ رہ - خدا تیرا منھ توڑے میرے نزدیک تو اگر کسی مرد قریش کی ستائش و طرفداری کرتا بہتر تھا اس سے کہ کسی مرد ہوازن کی تعریف و جنبہ داری کرے -

جلد سوم ص ۹ مصر

محدث شیرازی ان بدنام کنندگان اسلام کے حالات مفصلہ ذیل عبارت مین لکھتے ہین -

جماعتے از کفار قریش آنہا کہ نو مسلمان شدہ بودند ہنوز سینۂ ایشان از چرک حقد و حسد و کینہ پاک نشدہ بود سخنان ناملائم گفتند - یکے گفت اصحاب محمد چنان میگریزند کہ تا بکنار دریا جائے توقف نخواہند کرد و کلدہ بن حنبل کہ برادر مادری صفوان بن امیّہ بود گفت امروز روز دست کہ سحر باطل شد و دیگرے با صفوان گفتہ بشارت باد ترا کہ محمد و اصحاب او گریختہ -

روضۃ الاحباب ص ۴۹

کفار قریش مین سے اُس جماعت کے لوگ جو نئے مسلمان ہوے تھے اور ابھی تک اُنکے سینے اسلام کے حسد و کینہ سے پاک و صاف نہین ہوئے تھے - مسلمانون کی ہزیمت دیکھکر بُرے کلمات کہنے لگے - ایک نے کہا محمد کے صحابہ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ بغیر سمندر کے کنارے پہونچے کہین نہ ٹھہرینگے اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن اُمیّہ کا علّاتی بھائی تھا کہنے لگا کہ آج سحر کے باطل ہونے کا دن ہے اور دوسرا

Presented by Ziaraat.Com

صفوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تمھین مبارک ہو دیکھو محمدؐ اور اُن کے اصحاب بھاگ نکلے۔

محدث شیرازی نے ان کافرانہ خطابات کو عموماً مسلمون کی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ابن ہشام۔ طبری اور ابو الفدا نے پہلے کلمہ کا متکلم ابوسفیان کو اونکا نام مع ابنیت لکھکر بتلا دیا ہے لیکن روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا کی عبارتون سے اور کلمات کے کہنے والے بھی یہی ابوسفیان ثابت ہوتے ہین اور مبارکباد کی خوشخبری پانے والے بھی یہی پائے جاتے ہین۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص۱۳۶ تاریخ الانبیا جلد دوم ص۳۸۹

صفوان بن امیہؓ کی نسبت مبارکبادی کی مخاطبت۔ جیسا کہ محدث شیرازی لکھتے ہین اس لیے صحیح و درست نہین معلوم ہوتی کہ صفوان بن امیہ کے متعلق امارت قریش کو آج تک کسی محدث و مورخ نے نہین لکھا ہے بخلاف صفوان کے ابوسفیان کی امارت و سرداری کفار قریش کی نسبت سب نے قائم کی ہے اور شبلی صاحب تو حرب ہی کے وقت سے امارت قریش کو ابوسفیان کے خاندان کو تفویض فرما چکے ہین۔ محدث شیرازی نے محض صحابیت اور آیندہ خلافت امویہ کے استحفاظ مناسب کے کف لسان کیا ہے اور اپنے قلم کو ابوسفیان کے اظہار نام سے روک لیا ہے۔

فتح حنین اور کفار کی شکست

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب کے پکارنے پر تقریباً سو آدمیون کی جماعت واپس آئی۔ ابھی ابھی دنیا نے ایک وہ بھی منظر دیکھا تھا کہ دس بارہ ہزار مسلمانون کی طیار جماعت ایک ہی حملہ مین گریزان ہو گئی تھی اور پھر ابھی ابھی اونہین دیکھنے والون کی آنکھون نے یہہ بھی دیکھ لیا کہ کُل سو آدمیونکی جماعت نے اپنے کمال استقلال سے اونکے بیس ہزار لشکر جرار کو مار ہٹایا اور دکھلا دیا کہ مشرکین کفار کا وہ ٹڈی دل جو کئی مہینون سے حنین کے کھلے وادیون اور دشوار گزار گھاٹیون مین جمع ہو کر پوشیدہ تھا وہ دم کے دم مین باد گرداب کی طرح جدھر سے آیا تھا اودھر نکل گیا۔ اور اب حنین کا مطلع جو اتنے دنون سے گرد آلود ہو رہا تھا بالکل صاف ہو گیا۔

شبلی صاحب نے ذیل کے مختصر آت مین جنگ حنین کے حالات لکھکر ختم کر دیے ہین۔

اُس پُر اثر ندا (ندائے عباس) کا کانون مین پہونچنا تھا کہ تمام فوج دفعتہً ٹوٹ پڑی۔ جن لوگون کے گھوڑے کشمکش اور گھمسان کی وجہ سے مڑ نہ سکتے تھے اونھون نے زرہین پھینکدین اور گھوڑون پر سے کود پڑے دفعتہً لڑائی کا رنگ بدل گیا کفار بھاگ نکلے اور جو رہگئے اونکے ہاتھون مین ہتکڑیان تھین۔ بنو مالک (ثقیف کی ایک شاخ تھی) جم کر لڑے۔ لیکن اونکے ستر آدمی مارے گئے۔ اور جب اونکا علمدار عثمان بن عبد اللہ بھی مارا گیا تو وہ بھی ثابت قدم نہ رہ سکے۔ سیرۃ النبی جلد اول ص۳۹۳۔

غزوۂ حنین مین مسلمانون کی ہزیمت اور رجعت۔ اونکے ثبات ایمان اور استقلال اسلام کے وہ امتحان تھے

Presented by Ziaraat.Com

اور آزمائشین جو مدبران قدرت نے چشم زدن مین اونکے جذبات وخیالات کے فوری تغیرات سے خود اونکو مشاہدہ کرادئے اور تمام دنیا کو دکھلادئے۔ ابھی وہی لوگ تھے اور اونکی وہی حالت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ایک ایک کو بالنفس النفیس پکار پکار کر اپنی طرف بلا رہے تھے لیکن کوئی مونھ پھرا کر آپ کی طرف دیکھنے کا روادار نہین ہوتا تھا اب آپ ہی کے کہنے سے حضرت عباس پکار رہے ہین تو دم کے دم مین (بقول ابن ہشام) شہد کی مکھیون کی طرح جھنڈ کے جھنڈ لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے چلے آرہے ہین۔ ایک معمول پسند اور ظاہر بین مشاہدہ کرنے والا ان تغیرات حالات کو دیکھکر سوآے اسکے اور کیا کہہ سکتا ہے کہ یہ قدرت الٰہی کے خاص انداز مین اور مشیت لامتناہی کے مخفی راز کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

رسول اللہ کی سواری اور شان جلالت

یہان تک بیان ہوچکا ہے کہ تقریباً سو مسلمانون کی جماعت رکاب مین حاضر ہوگئی اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابی وامی فداہ کی شان کیا تھی؟ محدث شیرازی لکھکر بتلاتے ہین کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آپ کے خچر کی لگام پکڑے تھے اور حضرت عباس رکاب تھامے تھے۔ اور نبوت کے جلال کا یہ حال تھا کہ آپ انھین کل سو آدمیون کی جماعت سے کفار کے بیس ہزار والے ٹڈی دل مین بلا خوف وہراس دھنستے چلے جاتے تھے۔ مسلمانون کی یہ حالت تھی کہ فوج کی فوج۔ دستے کے دستے۔ جس طرح سے ابھی ابھی متفرق ہوکر گریزان ہوے تھے اوسی طرح قدم قدم پر حاضر ہوکر جماعت اسلام سے ملتے جاتے تھے۔ میدان جنگ کی حالت بالکل بدل گئی تھی۔ پہلے کفار کی جمعیت مسلمانون پر دفعتہً غالب آگئی تھی اور اب مسلمانون کی جماعت کفار پر چھا گئی تھی۔ جناب رسالتمآب صلعم فوج اسلامی سے ہمت افزا اور حوصلہ خیز الفاظ وکلمات فرماکر چاہتے تھے کہ حملات شدید کرکے جمعیت کفار کا محاصرہ توڑ دیا جاے۔ اسلیے بار بار آپ بالنفس النفیس لشکر کفار کی طرف بڑھنے کا قصد فرماتے تھے۔ لیکن غنیم کے انبوہ کثیر کا لحاظ کرکے خیر خواہ اور جان نثار ہمراہیان رکاب آپ کو روکنا چاہتے تھے۔ ابن ہشام اس کیفیت کو حسب ذیل الفاظ مین بیان کرتے ہین۔

والتفت رسول الله صلعم الى ابو سفيان بن حارث بن عبد المطلب وكان ممن صبر يومئذ مع رسول الله صلعم وكان حسن الاسلام حين اسلم وهو اخذ بثفر بغلته فقال من هذا قال ابن عمك يا رسول الله صلعم	ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب جو اوسدن جناب رسولخدا صلعم کی رفاقت مین اوسوقت تک ثابت قدم رہے تھے اور جن کا اسلام اسلام کے لانے کے وقت سے برابر مستحسن رہا ہے۔ آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوے تھے۔ آپ نے اون سے ارشاد فرمایا یہ کون ہے (جو سواری کو روکتا ہے) ابوسفیان بولے۔ مین ہون آپ کا ابن عم۔ یا رسول اللہ۔

اب ٹوک دئے جانے کے بعد ابن عم (ابوسفیان بن حارث) کی بھی مجال نہین تھی جو خلاف مزاج جرأت

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسی ہیبت وجلال اور ہمت واستقلال سے جمعیت اسلام کو بڑہاتے ہوے کفار کی صفون کے اندر رہے گئے اور آپ کی ہدایت کے مطابق پھر اوسی ہزیمت خوردہ لشکر نے اپنے غلبہ یافتہ غنیم کی جمعیت کثیر کو آن واحد مین پسپا کردیا ۔ اسی قیامت خیز گھمسان مین ۔ جیسا کہ ابن ہشام کی ترتیب واقعات سے ظاہر ہوتا ہے ابو قتادہ کا واقعہ پیش آیا ۔ جسکو شبلی صاحب نے ضرورت سے مجبور ہو کر قبل از وقت ومقام ۔ کہان سے کہان لکھمارا ہے ۔

ایک خاتون مسلمہ کی بنیظیر شجاعت

اسی گیر ودار اور ضرب وپیکار کے بازار گرم مین ابن ہشام ۔ ام سلیم ایک خاتون مسلمہ کی بنیظیر شجاعت اور جناب رسولخدا صلعم کے خلق وکرم اور رحم ومروت کا عدیم المثال واقعہ ان الفاظ مین نقل فرماتے ہین ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التفت فرای ام سلیم ابنة ملحان وکانت مع زوجها ابی طلحة وهی حازمة وسبطها یبرذنها واتها لما مل بعبد اللہ بن ابی طلحة وحمل ابی طلحة و قد خشیت ان یقرها الجمل فادنت راسه منها فادخلت یداه فی خزامته مع الخطام فقال لها رسول اللہ صلعم ام سلیم قالت نعم بابی انت وامی یا رسول اللہ اقتل هؤلاء الذین ینهزمون عنك کما تقتل الذین یقاتلونك فانهم لذلك اهل فقال رسول اللہ صلعم ویکفی اللہ یا ام سلیم قال ومعها خنجر فقال لها ابو طلحة ما هذا الخنجر معك یا ام سلیم قالت خنجر اخذته ان دنا منی احد من المشرکین بعجته به قال یقول ابو طلحة الا تسمع یا رسول اللہ ما تقول ام سلیم وسیصا

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھکر پھر ام سلیم بنت ملحان کو دیکھا وہ اپنے شوہر ابو طلحہ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھیں اور حاملہ تھیں اور عبد اللہ بن ابو طلحہ اونکے حمل مین تھے اور وہ خائف تھین کہ اس تلاطم مین کہین اونٹ سے نہ گر جائین وہ اپنا سر اونٹ کے سر سے ملائے ہوی تھین اور اوسکی مہار کے بھندے مین اپنا ہاتھ ڈالے تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو اس حال سے دیکھکر فرمایا ۔ کیا ام سلیم ہین ؟ ام سلیم بولین ۔ جی ہان میرے ماں باپ آپ پر قربان ۔ مین ہی تو ہون کیا آپ نے اون لوگون کو بھی قتل کافرون ۔ کے قتل کرڈالا جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ کیونکہ حقیقتاً وہ اسی کے قابل تھے ۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے خدا کافی ہے ۔ ام سلیم اوسوقت ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے تھین آنحضرت صلعم نے پوچھا ۔ یہ خنجر کیون لئے ہو ۔ غرض کی اسلیے کہ جو مشرک میرے نزدیک آئے گا اوسکو اسی سے ہلاک کردون گی ۔ ابو طلحہ (اوسوقت تک اسلام نہین لائے تھے) نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کرکے کہا ۔ حضور نے

باقی ۔ ام سلیم کلام طعن مین کیا کہہ گئین جلد دوم صفحہ

Presented by Ziaraat.Com

مسلمان ٹھوکر کھا کر سنبھلے تھے۔ اسلیے وہ بڑی دلیری سے غنیم پر حملہ کر کے اپنے مافات کی مکافات کرنا چاہتے تھے۔ اور اس مین شک نہین کہ اون کے ارادے کے ساتھ اسوقت توفیق ایزدی اور تائید غیبی بھی شامل تھی اسلیے دم کے دم مین غنیم کی گرد و غبار سے حنین کا مطلع صاف ہو گیا۔ ہوازن کی فوج دم مارتے مین ہوا ہو گئی۔ مالک ابن عوف کے ہمراہی ہزار کے قریب کچھ دیر تک ثابت قدم رہے۔ اونکا علمدار مارا گیا تو اونکے پاؤن بھی اکھڑ گئے۔

تفصیلی کیفیت ابن ہشام اور طبری کی حسب ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

حضرت علیؑ اور علمدار کفار کا قتل

عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال بیننا ذلک الرّجل من ھوازن صاحب الرایۃ علی جملہ یصنع ما یصنع اذ ھوی لہ علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ ورجل من الانصار یرید انہ قال فیاتیہ علی بن ابیطالب من خلفہ فضرب عرقوبی الجمل فوقع علی عجزہ و وثب الانصاری علی الرجل فضربہ ضربۃ اظنّ قدمہ بنصف ساقہ فانجعف عن رجلہ

طبری ص ۱۶۶۴

مطبوعہ حرمین

جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہین کہ ہم پر اوس وقت قوم ہوازن کا علمبردار (عثمان ابن عبداللہ) سخت حملہ کر رہا تھا اور جو جو نقصان کر رہا تھا اور وہ ہمکو معلوم تھا۔ علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ اور ایک مرد انصار نے اوسکے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت علی نے اوسکے پیچھے سے آکر اوسکے اوسٹ کی کوچین کاٹ ڈالین۔ اونٹ پچھلے بیرون سے زمین پر گر پڑا مرد انصاری نے آگے لپک کر اوسکو اپنے نیزے کی نوک مین کونچ لیا اور اونٹ سے نیچے گرا دیا۔

اسی واقعہ پر جو باعتبار شجاعت و دلیری کے عدیم المثال تھا۔ تمام سیرت و تاریخ کا متفقہ بیان ہے کہ جنگ کی مدت اور کفار کی ہمت و جرأت کا خاتمہ ہو گیا۔ وہی ابن ہشام اور طبری اونھین جابرؓ کی اسناد سے لکھتے ہین:-

واجتلد الناس فواللہ ما رجعت راجعۃ الناس من ھزیمتھم حتی وجدوا الاساری متکفین عند رسول اللہ صلعم

پھر تو جماعت کی جماعت ایسا بھاگی کہ پھر وہ رسول اللہ صلعم کے آگے ہتکڑی پہنے ہوے کھڑے ہونے کے سوا۔ اور کہین بھی دکھلائی نہین دی۔

شبلی صاحب اس تفصیل سے ان واقعات کو کیون بیان کرتے کہ اونکے شعار تالیف اور معیار تصنیف دونون کے خلاف تھا۔ اختصار اور تفصیل دو متضاد طریقے کیسے یکجا ہو سکتے ہین اور سب سے بڑی دقت تو یہ تھی کہ حضرت علیؑ کے محاسن خدمات کا ذکر درمیان تھا۔ آپ کا شریک بھی تھا۔ تو ایک مرد انصار۔ ہان کوئی شخص ممتازین مہاجرین سے ہوتا تو شاید آپ کچھ تفصیل فرماتے۔

Presented by Ziaraat.Com

کُفّار بھاگ گئے میدان بالکل صاف ہوگیا۔ مسلمان سپاہی غنیمت مین مصروف ہوے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان جنگ مین تشریف لآے اور مال غنیمت کو ایک جگہہ جمع کیے جانے کا سخت تاکیدی حکم صادر فرمایا۔ یہان تک کہ جیسا محدّث شیرازی لکھتے ہین کہ ایک سوئی تک رکھوالی۔

فتح کے بعد میدان جنگ کا معائنہ
خالد کی بزدلانہ حرکت پر اتنباعی حکم

اس اثنا مین ایک مقام پر پہونچکر بہت سے آدمیون کا ہجوم دیکھا۔ محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین اس واقعہ کی حسب ذیل تفصیل کرتے ہین۔

درآنروز حضرت صلعم زنے گزشت کہ کشتہ شدہ بود و مردم بروے اژدحام نمودہ بودند فرمود چیست۔ گفتند زنیست از کُفّار کہ خالد ابن ولید ویرا کُشتہ۔ کسے را بہ نزد خالد فرستاد تا باو گفت کہ رسول اللہ صلعم ترا نہی می کند از آنکہ طفلے یا زنے یا اجیرے را کُشتہ باشی ص ۴۵۳۔

اوسروقت آپ ایک لاش پر گزرے ہمان آدمیون کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ عرض کی گئی کہ یہ ایک کافرہ کی لاش ہے۔ جیسے خالد ابن ولید نے قتل کیا ہے آپ نے فوراً ایک شخص کی معرفت خالد کے پاس کہلا بھیجا کہ کسی بچّے۔ عورت یا کسی مزدور کو آیندہ نہ قتل کیا جائے۔

یہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مردانہ خلق و مروّت تھی اور وہ شبلی صاحب کے حضرت خالد کی نامردانہ اور بزدلانہ ظلم و شقاوت۔ خالد صاحب۔ جب ابھی ابھی مسلمانون کی جماعت پر ہاتھ صاف کر چکے ہین تو ایک کافرہ کے قتل کی شکایت کیا۔ یہ تو آپ کے بائین ہاتھ کی صفائی تھی۔

کُفّار کا اوطاس سے فرار

حنین کے فراری اوطاس کی ملی ہوئی گھاٹی مین جاکر جمع ہوے۔ اون سے اندیشہ تھا جناب رسولخدا صلعم نے ابو عامر اشعری کی ماتحتی مین مسلمانون کا ایک دستۂ فوج جسمین ابو موسی الاشعری بھی تھے اور سلمہ بن الاکوع بھی۔ اونکی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ جانبین سے مقابلہ ہُوا۔ ابو عامر علم دار لشکر تھے۔ وریدبن القمہ جو کفار کی موجودہ چار ہزار فوج کا سپہ سالار تھا۔ اور ہزارون میدانہاے جنگ کا تجربہ کار۔ بڑی مستعدی سے ہودج مین کبیر السنّی کے باعث بیٹھا فوج کی باقاعدہ کمان کر رہا تھا اوس نے اپنے بیٹے کو ابو عامر کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اوس نے آتے ہی ابو عامر کو مار لیا اور علم اسلام بھی چھین لیا۔ شبلی صاحب لکھتے ہین۔

یہ حالت دیکھکر ابو موسی اشعری نے آگے بڑھکر حملہ کیا۔ دشمن کو قتل کرکے علم اسکے ہاتھ سے چھین لیا۔

(بحوالہ مسند ابن حنبل)

اسکے بعد وریدبن القمہ کے باقی حالات تحریر فرماتے ہین۔

وریدایک شتر پر ہودج مین سوار تھا۔ ربیعہ بن رفیع نے اوس پر تلوار کا وار کیا۔ لیکن تلوار اوچٹ کر رہگئی۔

Presented by Ziaraat.Com

اوس نے کہا تیری ماں نے تجھے اچھے ہتیار نہین دئے۔ پھر کہا میری محمل مین تلوار ہے۔ نکال لو۔ اور جب ماں کے پاس جانا تو کہنا کہ مین نے دُرید کو قتل کر دیا۔ ربیعہ نے جاکر ماں کو اوس کے قتل کی خبر کردی تو اوس نے کہا قسم خدا کی۔ دُرید نے تیری تین ماؤن کو آزاد کرایا تھا۔ بحوالہ طبری ص ۱۶۶۷۔

شبلی صاحب نے اپنے انداز اختصار کے موافق ابن دُرید کی مردانہ اور قیاضانہ شجاعت دکھلا کر جنگ اوطاس کو تمام و کمال ختم کر دیا ہے۔ پھر اسکے بعد کیا ہوا۔ ابن دُرید زندہ رہا۔ یا مارا گیا۔ اوطاس مین جانبین کے مقابلہ کا کیا نتیجہ نکلا۔ کس کی فتح ہوئی۔ کس کی شکست۔ کچھ خبر نہین۔ ان تمام تصریحات و تفصیلات کو المطلب فی بطن الشاعر رکھکر آپ نے حنین کی تقسیم غنائم کا سلسلۂ بیان شروع کر دیا۔ آپ کے اس ناتمام سلسلہ کلام سے ناظرین کتاب کو کہان تک حقیقت حال دریافت ہوئی اور اونکے معلومات مین اس سے کتنی غلط فہمیان واقع ہوئین وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) آپ کے اس بیان سے یہ نہ معلوم ہوا کہ اوطاس مین جانبین کی جنگ و مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ کون جیتا۔ کون ہارا کون بھاگا۔ کس نے بھگایا؟

(۲) آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ دُرید بن الصمہ معرکہ کارزار مین مارا نہین گیا۔ کیونکہ ربیعہ کے مکالمہ کے بعد آپ نے اوس کا کوئی حال نہین لکھا۔ حالانکہ ان دونون امور کے نتیجے یعنی شکست و فتح کی حقیقت اور دُرید بن الصمہ کا خاتمہ احوال طبری کے اوسی صفحہ ۱۶۶۷ مین موجود ہین۔ جس سے ابھی ابھی آپ نے ربیعہ اور دُرید کے مکالمات نقل فرمائے ہین۔ بکوره رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ شبلی صاحب کے ایسا وسیع النظر محقق اور مؤلف نقل و تحریر مین اتنا تساہل و تغافل کرے۔ پھر اپنی تالیف کے اون امور مین جنکی وجہ سے اوسکا کلام بے ربط۔ بیان مبہم اور مبتدا بے خبر رہجاتا ہو۔ مجھکو تو آپ کے ایک ادنی طالب العلم سے بھی ایسی بے ربطی اور قطع کلامی کی امید نہین۔ چہ جائیکہ شبلی صاحب کے ایسا محقق۔

بہرحال۔ اوسی طبری کے اوسی صفحہ ۱۶۶۷ کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

فحدثنی موسی بن عبد الرحمن الکندی قال	موسی بن عبدالرحمن الکندی ابو اسامہ سے اور ابو اسامہ بریدہ سے
حدثنا ابو اسامۃ عن بریدۃ بن عبد اللہ عن	بریدہ ابو بردہ سے۔ ابو بردہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہین کہ میرے
ابی بردہ عن ابیہ قال لما قدم النبی صلی	باپ نے کہا کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے
اللہ علیہ و آلہ وسلم من حنین بعث	آگے بڑھے تو آپ نے ابو عامر کو ایک لشکر کے ساتھ اوطاس کی
ابا عامر علی جیش الی اوطاس تلقی درید	طرف بھیجا ابو عامر سے اور دُرید بن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔ دُرید مارا گیا
بن الصمہ فقتل دُرید و ھزم اللہ اصحابہ	اور خدا نے اوس کے ہمراہیون کو ہزیمت نصیب پہونچائی۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر شبلی صاحب تکلیف کرکے اتنی عبارت اور لکھدیتے تو آپ کا سلسلہ بھی مسلسل تھا اور بیان بھی مکمل دیکھنے والا اور پڑھنے والا بھی مدعائے بیان اور انتہائے واقعہ کی حقیقت سے مطلع ہوکر مطمئن ہوجاتا۔ لیکن آپ کی کوتہ قلمی و تعجلت رقمی کسی کی بھی نہین سنتی۔

اسی طرح ابوموسی الاشعری کی نبرد آرمائی بھی بالکل مبہم طریقہ سے لکھی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اصلیت و واقعیت کی خبر ہی نہین۔ پھر طبری کے اوسی صفحہ ۱۶۶۷ کی مرقومہ بالا عبارت ملاحظہ ہو۔

ابو عامر اشعری کا خاتمہ بالخیر

قال ابوموسی فبعثنی مع ابی عامر قال فرمی ابو عامر فی رکبتہ رماۃ رجل من بنی خشم بسہم فانتہیت الیہ فقلت یاعم من رماک فاشار الی عامر ابوموسی فقال ذاک قاتلی تراہ ذلک الذی رمانی قال ابو موسی فقصدت لہ فاعتمدت لہ فلحقتہ فلما رأنی ولی عنی ذاھبا فاتبعتہ وجعلت اقول لہ الا تستحی الست عربیا الا تثبت فکر والتقیت انا وھو فاختلفنا ضربتین فضربتہ بالسیف ثم رجعت الی ابی عامر فقتلت قد قتل اللہ صاحبک قال فانزع ھذا السھم فنزعتہ فنزع منہ الماء فقال یابن اخی انطلق الی رسول اللہ صلعم فاقرء منی السلام وقل لہ ان یقول لک استغفر لی قال واستخلفنی ابو عامر علی الناس فمکث یسیرا ثم انہ مات

طبری ۱۶۶۷

ابوموسی الاشعری کا بیان ہے کہ مین (اپنے چچا) ابوعامر کے ہمراہ لشکر تھا۔ ابوعامر کے ساق پا (پھلی) مین ایک شخص کا جو قبیلہ بنی خشم سے تھا۔ تیر لگا اور وہ ایسا کاری تھا کہ پیوست ہوکر موضع زخم ہین قائم رہگیا۔ یہ دیکھکر مین اونکے قریب آیا۔ اور پوچھا۔ چچا۔ آپ کو کس نے تیر لگایا ہے۔ ابوعامر نے اشارے سے اوس آدمی کو بتلاکر کہا کہ یہی میرا قاتل ہے۔ اسے دیکھ لو یہی میرا قاتل ہے۔ اسی نے مجھے تیر لگایا ہے۔ ابوموسی کا بیان ہے کہ یہ سنکر کہ مین اوسکی طرف جھپٹا اور دوڑکر اوسکے قریب پہونچ گیا اوس نے مجھے دیکھا تو بھاگ نکلا۔ مین اوسکے پیچھے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ تجھے شرم نہین آتی۔ کیا تو نسل عرب سے نہین ہے کیا تو کھڑا نہوگا یہ سنکر اوسے غیرت آئی۔ اور وہ لوٹا۔ ہم سے اوس سے مقابلہ ہوا۔ آپس مین تلوار چلنے لگی۔ مین نے اوسے اپنی تلوار سے مار گرایا۔ پھر مین ابوعامر کے پاس واپس آیا ابوعامر نے کہا کہ یہ تیر میرے پاؤن سے جلد نکال لو۔ مین نے تیر کو کھینچا تو زخم سے بہت سا پانی نکلا ابوعامر کی حالت غیر ہونے لگی تو مجھسے کہا۔ بھتیجے۔ جناب رسول خدا صلعم کی خدمت مین جاؤ میری طرف سے سلام عرض کرو اور گزارش کرو کہ میرے لیے دعائے امرزش فرمائین ابوموسی کا بیان ہے کہ پھر مجھے ابوعامر نے لوگون کا امیر مقرر کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

محدث شیرازی نے روضۃ الاحباب مین بھی اس واقعہ کو لفظاً لفظاً ایسا ہی لکھا ہے۔

شبلی صاحب کی مبہم بیان۔ نامکمل اور غیر مفصل عبارت مرقومہ بالا کا مقابلہ۔ طبری کی اس تفصیل سے کیا جاوے تو ناظرین کتاب کو خود معلوم ہو جائیگا کہ اس واقعہ کی اصلیت اور حقیقت شبلی صاحب کی تحریر سے معلوم کر سکتے ہین۔ یا طبری کی اس تفصیل سے شبلی صاحب اب بھی سمجھین کہ امام احمد بن حنبل وغیرہ محدثین ان امور کی ضروریات مین مورخین اور ارباب سیر سے کو سون پیچھے ہین۔ آپ اپنی خود غرضی سے اونھین جتنا نہ آگے بڑھا لین اوسکا کوئی جواب نہین۔

اسیران جنگ کے ساتھ محاسن سلوک

حنین اور اوطاس کے میدان کفار سے بالکل خالی ہو گئے۔ تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیرون کا جائزہ لیا جو ہزارون کی تعداد مین تھے۔ انھین مین شیما بنت حلیمہ سعدیہ آپ کی رضاعی بہن بھی تھین۔ شبلی صاحب لکھتے ہین:۔

اسیرون کی تعداد ہزارون سے زیادہ تھی۔ ان مین حضرت شیما بھی تھین جو رسول اللہ صلعم کی رضاعی بہن تھین لوگون نے جب اونکو گرفتار کیا۔ تو اونھون نے کہا مین تمھارے پیغمبر کی بہن ہوتی ہون۔ لوگ تصدیق کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ اونھون نے پیٹھ کھول کر دکھلائی کہ ایک دفعہ بچپن مین آپ نے دانت سے کاٹ کھایا تھا۔ یہ اوسی کا نشان ہے۔ فرط محبت سے آپ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اونکے بیٹھنے کے لیے خود ردائے مبارک بچھادی۔ محبت کی باتین کین۔ چند شتر اور بکریان عنایت فرمائین اور ارشاد کیا جی چاہے تو میرے گھر چل کر رہو اور اگر جانا چاہو تو وہان پہونچا دیا جائے۔ اونھون نے خاندان کی محبت سے وطن جانا چاہا۔ چنانچہ عزت واحترام کے ساتھ گھر پہونچا دی گئین۔ سیرۃ النبی ص ۳۹۳۔

جلد اول فصل مرضعات النبی مین یہ حالات پوری تفصیل سے بیان ہو چکے ہین۔ شبلی صاحب تو رضاعی بہن کے ساتھ اخلاق واشفاق نبویؐ کو محدود فرما دیتے ہین۔ ہم نے تو تمام قبیلہ بنو سعد کے ساتھ آپ کی مراعات کے مساویانہ واقعات طبری کی اسناد سے لکھے ہین۔ اور شیما کی روایت کے اوس حصہ بیان کی تنقید وتردید بھی کر دی ہے۔ جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت کاٹنے کا ذکر مرقوم ہے۔ جو عام اس سے کہ طفولیت وکمسنی ہی کا واقعہ کیون نہو۔ فطرت صالحہ نبوت کے بالکل منافی اور مناقض ثابت ہوتا ہے۔

شبلی صاحب نے اس روایت کو غالباً طبری ہی سے نقل کیا ہے۔ لیکن شیما کے ساتھ ان عطایا سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی تصریح نفرمائی جو طبری کی آخر عبارت مین صاف صاف مرقوم ہے۔ شاید نظر نہ پڑی

وردّھا الی قومھا فزعمت بنو سعد بن بکر انّہ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیما کو اونکے قبیلہ کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

اعطاها غلاما یقال له مکحول وجاریة فزوّجت احدهما الاٰخر فلم یزل منهم نسلا بقیه

بھیجدیا۔ اور نبو سعد بن بکر افتخاراً بیان کرتے ہین کہ آپ نے جلتے وقت شما کو ایک علام مکحول نامی اور ایک لونڈی بھی عنایت فرمائی تھی اور فیما بین دونو کا بیاہ بھی کردیا گیا تھا مگر اون سے کوئی نسل باقی نہین رہی

صہ ۱۶۶۹

مُحاصرۂ طائف

سنہ ۸ ہجری

محاصرہ طائف حُنین اور اوطاس کی بھاگی ہوی فوج طائف مین جمع ہوئی۔ طائف مقام محفوظ بھی تھا اور مضبوط یہان کا قلعہ قدیم تھا اور آبادی شہر کے چارون طرف مستحکم چاردیواری تھی۔ اسی رعایت ومناسبت سے اس شہر کو طائف کہتے تھے فوج کُفّار نے یہان مقیم ہوکر قلعہ کی ضروری مرمت بھی کرالی اور سال بھر کا آذوقہ بھی جمع کرلیا۔ اور قلعہ بند ہوکر سال بھر تک لڑنے کے لیے جملہ سامان فراہم کرلیے۔

عروہ ابن مسعود جسکو ابو سفیان کی لڑکی اور معاویہ کی بہن بیاہی تھی۔ یہان کا رئیس تھا۔ وہ کفار کا جانبدار بن گیا۔ دعوت اسلام کے ابتدائی زمانہ مین کُفّار مکّہ اور مشرکین قریش تعریضاً کہا کرتے تھے کہ اگر خدا کو قرآن یا کوئی الہامی کتاب نازل فرمانی تھی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے بے اثر اور نادار شخص پر کیون اوتاری۔ مکّہ کے کسی امیر یا طائف کے کسی رئیس پر اوتاری ہوتی۔ تو سماعت وقبولیت عام کی امید تھی۔

طائف کے لوگ قلعہ بند ہوکر لڑنے کے خاص فن مین بہت بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ابن اسحاق اور طبری کا بیان ہے کہ خود عروہ ابن مسعود اور غیلان بن سلمہ نے جرش مین جاکر جو یمن کا ایک مرکزی مقام ہے۔ قلعہ شکن آلات یعنی دبّابہ۔ ضبّور اور منجنیق کے بنانے اور لڑائی کے موقعون پر اونکو کام مین لانیکی خاص تعلیم پائی تھی۔ فوج کُفّار نے انکے اس علم و واقفیت سے بہت بڑا فائدہ اوٹھایا کہ ان تمام آلات کو ضروری مقامات پر لگاکر اور جابجا تیراندازون کے محافظ دستے بٹھلاکر قلعہ طائف کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم بنالیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ان طیّاریون کی خبر ملی تو آپ نے غنائم واُسرائے حنین کے معاملات کو ملتوی کردیا۔ اور اسیران جنگ کو مع اموال غنیمت کے مقام جعرانہ مین بھیجدیا اور طائف کے تصفیۂ معاملات تک اونکو وہین محفوظ رکھے جانے کا حکم دیا اور بالنفس النفیس لشکر اسلام کو لیکر طائف کی طرف متوجہ ہوئے۔

طائف پہونچکر کفار کے آلات قلعہ شکن ملاحظہ فرمائے۔ لشکر اسلام کو بھی انھین آلات کی فراہمی اور استعمال کا

Presented by Ziaraat.Com

حکم فرمایا۔ جتنے بھی اور جیسے بھی یہ آلات مل سکے جمع کر لیے گیے۔ تاریخین بتلاتی ہین کہ یہ پہلا موقع ہے کہ لشکر اسلام مین آلات قلعہ شکن استعمال فرمائے گئے۔

محاصرۂ طائف کی تفصیل شبلی صاحب ان مختصرات مین لکھکر ختم کر دیتے ہین۔

اہل قلعہ نے لوہے کی گرم سلاخین برسائین اور اس شدت سے تیر بارانی کی کہ حملہ آورون کو ہٹنا پڑا۔ بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ بیس دن تک محاصرہ رہا۔ لیکن شہر فتح نہو سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوفل بن معاویہ کو بلا کر پوچھا تمھاری کیا رائے ہے۔ اونھون نے کہا لومڑی بھٹ مین گھس گئی ہے۔ اگر کوشش جاری رہی تو پکڑی جائے گی لیکن چھوڑ دیجائے تب بھی کوئی اندیشہ نہین ہے۔ چونکہ صرف مدافعت منظور تھی آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ محاصرہ اوٹھا لیا جاوے ص۳۹۴۔

مرقومۂ بالا عبارت سے ظاہر ہوا کہ اہل اسلام غنیم کے مقابلہ مین بیس ۲۰ دن کی معتدبہ مدت تک کچھ نکر سکے غنیم کے مقابلہ مین اونکی ہمت و دلیری سے کچھ بھی نہ بن پڑا۔ خلاصہ یہ کہ محاصرہ طائف۔ اسلام کی ایک بیکار سعی اور فضول کوشش تھی۔ یہ کوتہ قلمی اور بیجا عجلت رقمی کا نتیجہ ہے کہ بیان کے مبہم اور کلام کے مجمل رہجانے سے معائب اور مناقص کے پہلو نکل آتے ہین اور مخالفین اسلام کے لیے طرح طرح کے مجنونانہ تعریضات کا ذریعہ بنجاتے ہین۔ حالانکہ شبلی صاحب اسکے تفصیلی حالات پر غور فرماتے تو اونکو معلوم ہوجاتا کہ اہل اسلام نے اس محاصرے مین بھی سابق معارک کی طرح اپنی بینظیر شجاعت و دلیری۔ جان نثاری و پاداری دکھلا کر قلعہ کی چولین ہلا دین اور قلعہ بند فوجون کے سینون مین خوف کے مارے پنکھے لگا دئے۔ یہان تک کہ خود اونھون نے تصفیہ کے پیام بھیجے۔ ہم محدث شیرازی کی عبارت سے جو قریب قریب طبری اور ابن ہشام سے ماخوذ و مستنبط ہے ذیل مین لکھکر اس محاصرہ کے پورے حالات و واقعات نقل کرتے ہین۔ جو عام اطلاع کے لیے کافی ہین۔ روضۃ الاحباب مین ہے۔

آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود تا در بلندی کہ اکنون مسجد طائف است معسکر ہمایون زدند و در آن غزوہ زینب و ام سلمہ ہمراہ بودند و دو خیمہ برائے ایشان ترتیب فرمودہ و نماز ہا را در فضائے زمین القبتین اقامت می نمود و بیجدہ روز و بروایتے سی و بروایتے چہل شبان روز طائف را محاصرہ داد و دران مدت جنگہائے عظیم انداختند و جمعے کثیر از اصحاب جراحت

طائف مین پہونچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اوس مقام بلند پر جہان طائف کی موجودہ مسجد جامع واقع ہے۔ لشکر خیمہ زن ہو۔ اس سفر مین حضرت زینبؓ اور حضرت ام سلمہؓ ہمراہ تھین۔ ان مخدرات کے لیے دو جدا جدا خیمہ نصب کیے گیے اور نماز جماعت ان دونون قبتون کے درمیان پڑھی جانے لگی۔ اٹھارہ روز اور ایک روایت کے موافق بیس روز اور دوسری روایت کے مطابق چالیس شبانہ روز محاصرہ رہے

Presented by Ziaraat.Com

یافتند دوازدہ مرد شہید شدند یکے از قبیلہ لیث و چہار از انصار و ہفت از قریش و از انجملہ عبد اللہ بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہما بود کہ تیرے بروے زدند مجروح شد و جراحتش اندمال یافت و بعد ازان منجر گشت و پیش وفات آنحضرت صلعم از دنیا نقل کرد۔ آنحضرت صلعم امر فرمود تا یاران بہ قطع نخیل انگور آنجماعت قیام نمودند طوائف طائف چون از ایشان حال واقف گشتند درخواست نمودند از حضرت کہ برائے خدا و بحرمت رعایت رحم ترک قطع این درختان کن حضرتؐ فرمود انی ادعها اللہ و للرحم و منادی را گفت تا این ندا کردہ کہ ہر بندۂ کہ از این حصار فرود آید بسوئے ما آزاد باشد۔ قریب بست بندہ پائین آمدند و از انجملہ نقیع بن الحارث بود کہ بکرہ فرود آمد از اینجہت ملقب بہ ابو بکرہ گشت و ہمہ آن غلامان را آزاد فرمود و ہر یکے را بہ شخصے سپرد تا از حالات وے باخبر باشد و بعد از آن بتدریج چون اہل طائف باسلام در آمدند گفتند یا رسول اللہ این بندگان را بما باز دہ۔ حضرت صلعم فرمود اولئك عتقاء اللہ یعنی آنہا آزاد کردگان خدا اند ہرگز بہ بندگی شما عود نکنند۔

روضۃ الاحباب
صفحہ ۴۵۷

طول کھینچا۔ اور اسد رمیان میں بڑی لڑائیاں واقع ہوئیں اور اصحاب رسولؐ میں سے بہت سے لوگ زخمی ہوے اور بارہ ۱۲ سر گروہ شہید ہوے ایک شخص قبیلہ لیث سے چار قبیلہ انصار سے اور سات مہاجرین قریش سے انہیں لوگوں میں عبد اللہ بن ابو بکر الصدیق بھی شامل ہیں۔ اُنکے ایک تیر لگا تھا زخم اچھا بھی ہو گیا تھا لیکن بعد چندے وہ زخم پھٹ گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے کچھ پہلے اونھوں نے دنیا سے انتقال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اہل طائف کی انگور کی بیلیں کاٹ دی جائیں صحابہ تعمیل حکم کرنے لگے۔ اہل طائف کو اسکی خبر ہوئی تو وہ سب کے سب بہزار منت وسماجت خدا کا اور صلۂ رحم کا واسطہ دیکر بارگاہ رسالت میں مستدعی ہوے کہ درختوں کاٹے جائیں حکم واپس لیا جائے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ ہم نے تمھارے درختوں کو خدا اور صلۂ رحم کی رعایت سے چھوڑ دیا اسکے بعد آپ نے تمام منادی کردی کہ جو مرد غلام قلعہ سے نیچے اوتر کر ہماری طرف چلا آئیگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اس اعلان کے سنتے ہی بیس ۲۰ نفر غلام جن میں نقیع بن الحارث بھی تھے نیچے آے۔ نقیع چونکہ مقام بکرہ سے آے تھے اس رعایت سے یہ ابو بکرہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یہ سب کے سب مشرف باسلام ہو کر اوسی وقت سے آزاد ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ میں ایک ایک کرکے اونکو تقسیم کر دیا اور تاکید فرمادی کہ وہ ہر ایک کی کفالت کریں جب اہل طائف ایمان کے بعد مشرف باسلام ہوے تو ان غلاموں کے واپس لینے کی استدعا کی ارشاد ہوا کہ یہ خدا کے آزاد کردہ ہیں اب تمھاری تابعداری نہیں کر سکتے۔

یہ حقیقت حال تھی اور تفصیلی روئداد۔ اس کو پڑھکر ہر شخص بآسانی سمجھ لیگا کہ مسلمانوں نے طائف کے محاصرے اور کفار کے مقابلہ میں۔ نہایت استقلال و پامردی۔ کمال وفاداری اور جانثاری سے کام لیا۔ بارہ ۱۲ جان نثاروں نے جانیں نثار کیں۔ اہل قلعہ کے تمام انتظام درہم و برہم کر دیے اُن کے

Presented by Ziaraat.Com

استحکام نظام متزلزل کردئے اور پھر ایسے کہ وہ مستدعی بنکر رحم کی رحمت عالم کے سامنے درخواست لائے چشم رحمت نظر رحمت نے معافی دیدی ان محاسن اخلاق نے وہ اثر دکھلائے کہ دم کے دم مین اونکے بیس آدمی بارگاہ رسالت مین حاضر ہوکر اسلام لائے۔

التوائے محاصرہ کی ضرورت

اتنی کامیابیون کے بعد بھی محاصرہ طائف کو کون بطی الذہن اور محروم العقل بیکار بتلا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ محاصرہ مین اب زیادہ طوالت کی اس وجہ سے مصلحت نہین تھی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنین اور اوطاس کے اُسرا و غنائم کے معاملات کو جلد طے فرما دینا نہایت ضروری تھا۔ اس لیے کہ مذبذبین مکہ کے جو اطوار اور کردار اسلام کے ساتھ تھے وہ حنین کے معرکہ مین ملاحظہ مین آئے تھے۔ اس بنا پر اونکی استمالت اور درستی نہایت ضروری تھی۔ طائف والون کا انداز معلوم ہو چکا تھا۔ وہ میدان مین نکل کر اسلام سے مقابلہ کی مطلق جرأت نہین کر سکتے تھے۔ قلعہ مین محصور ہونا اونکے مجبور ہونے کا ثبوت تھا۔ نوفل ابن معویہ اونکی مقدار قوت کو خوب سمجھ چکا تھا۔ اب اون مین جنگ کی قوت تو باقی نہین تھی صرف عیاری اور حرفت رہگئی تھی۔ اس بنا پر اوسکی یہ تمثیلی تجویز بالکل صحیح تھی کہ اہل قلعہ اوس لومڑی کی مثال ہین جو اپنے سوراخ مین گھس گئی ہو۔ اگر کوشش جاری رہی تو پکڑی جائے گی اور اگر چھوڑ دی جائے گی تو کوئی اندیشہ نہین۔ کیونکہ اب اوس سے میدان مین نکل کر یا بھٹ مین رہکر کسی ضرر و نقصان کا مطلق خوف باقی نہین ہے۔

محاصرہ کے جاری رکھنے مین جو ضرورتین سدّراہ تھین وہ اوپر بیان ہو چکی ہین اور محاصرہ اوٹھا لینے مین کوئی شے مانع نہین تھی۔ اور نہ کوئی خوف کا باعث۔ ان وجوہات کی بنا پر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ سال ہی بھر کے اولٹ پھیر مین نہ معلوم ہوا کہ وہ قلعہ والے کیا ہوئے۔ اور وہ قلعہ بند فوج کدھر گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اہل طائف اسلام کا کلمہ پڑھ رہے تھے جیسا کہ سلسلہ بیان سے معلوم ہوگا۔

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم سے اکثر اخلاصمند صحابہ بیدل اور برخاستہ خاطر ہوئے اور خدمت مبارک مین عرض کرنے لگے کہ اہل طائف کے لیے بددعا فرمائی جاوے۔ رحمت عالم نے اونکی خاطر سے آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھائے اور کہا تو یہ۔

اللھم اھد ثقیفا واٴت بھم — اے خدا ثقیف کو ہدایت دے اور اونکو مجھ تک پہونچا دے۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا نے اپنے نبیؐ صلعم کی دعا قبول فرمائی اور سال ہی بھر کے اندر وہ سب کے سب خود حاضر ہو کر مشرف با سلام ہو گئے جیسا کہ وفود کے باب مین مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔

حضرت علیؑ سے آنحضرت صلعم کا راز کی باتین کہنا

محاصرۂ طائف کے سلسلہ مین شبلی صاحب نے ایک بہت بڑا قابل الذکر واقعہ چھوڑ دیا ہے۔ چھوڑ دے جانیکی اسوجہ سے کوئی شکایت خاص نہین اسلیے کہ اوس مین فضیلت علیؑ کا اظہار تھا اور یہ امر شروع ہی سے نامطبوع خاطر ہے۔ لیکن تعجب اتنا ہے کہ اسکے متروک کر دینے سے شبلی صاحب پر اپنے مقرر کردہ اصول تحقیق اور نصاب تنقید کے ترک فرما دینے کا الزام عاید ہوتا ہے وہ اس طرح اس مرفوع القلم واقعہ کو ارباب سیر و تاریخ نے بہت کم لکھا ہے۔ لکھا ہے تو تمام اصحاب حدیث اور ارباب تفاسیر نے اور آپ نے واقعات کی تصدیق و توثیق کا معیار مرویات حدیث پر قائم فرمایا ہے اسلیے جب خاص کر حدیثون مین یہ واقعہ موجود تھا تو آپ کو اپنے اصول مقرر کردہ کے مطابق اس کا قلمبند کرنا ضروری تھا۔ لیکن خود غرضی سد راہ تھی۔ جس کے آگے نہ اپنا مختار کوئی شے ہے اور نہ اپنا مقررہ معیار کوئی چیز۔

وہ واقعہ صحیح ترمذی کی عبارت مین یہ ہے۔

عن جابرؓ قال دعی رسول اللہ صلعم علیّا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمّہ فقال رسول اللہ صلعم ما انتجیتہ ولکنّ اللہ انتجاہ

جابرؓ سے روایت کی ہے کہ محاصرۂ طائف کے زمانہ مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کر تخلیہ مین بصیغہ راز سرگوشی فرمائی تو لوگون نے کہا۔ کیا ہے۔ جو پیغمبرؐ نے اتنی دیر تک اپنے برادر عم سے راز کی باتین کین؟ یہ سکر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ سے مین نے راز کی باتین نہین کی۔ بلکہ خدا نے کہن۔

مشکوٰۃ شریف کی اسی حدیث کی شرح مین محدث دہلوی مولانا عبدالحق صاحب لکھتے ہین۔

ولکن اللہ انتجاہ فرمودہ یعنی امر کردہ است مرا کہ راز گویم با اُو پس راز گفتم بجہت فرمانبرداری کردن امر باری تعالے را۔ و تواند کہ این معنی باشد کہ ابتدائے راز گفتن باوے نکردہ ام ولیکن خدائے تعالی راز میگوید باوے و القائے اسرار می کند در دل وے۔

تاریخ احمدی ص۳۷۰

محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ مین ولکن اللہ انتجاہ کے یہ معنی لکھتے ہین کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین علیؑ سے راز کہون اور مین نے حکم ایزدی کی تعمیل مین ایسا کیا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ علیؑ سے راز کہنے کی ابتدا مین نے نہین کی بلکہ خدا ہی اوس سے راز کہتا ہے اور اپنے اسرار کو اوسکے دل مین القا کرتا ہے اور جب ایسا ہے تو مین بھی بمقتضائے موافقت و متابعت فعل الٰہی علیؑ سے راز کہتا ہون۔

Presented by Ziaraat.Com

مرقومۂ بالا عبارات ترمذی ۔ مشکواۃ اور شرح مشکواۃ سے اس واقعہ کی اہمیّت وضرورت مخصوصیّت ومنصوصیت سب کچھ اتنی اور ایسی معلوم ہوگئی کہ اب مجھکو تفصیل وتصریح کی ضرورت باقی نہین رہی ۔

اب مجھے صرف یہ دکھلا دینا باقی ہے کہ اس عبارت سے اجمالاً دو چار یا دس بیس لوگون کی تعریض معلوم ہوتی ہے کیونکہ الناس کا لفظ اصل ماخذ مین آیا ہے ۔ لیکن امام قتذوری نے نیا بیع المودۃ فی القربی مین اس حدیث کو مسند امام احمد بن حنبل سے انھین جابرؓ کی زبانی نقل فرمایا ہے ۔ اوسکے الفاظ یہ ہین ۔

واطال نجواہ حتی کرہ قوم من اصحابہ ذلک فقال قائل منہم لقد طال نجوی مع ابن عمہ

جب خلوت کو زیادہ طول ہوگیا تو صحابہ کے ایک گروہ کو یہ امر ناپسند ہوا اور انھین مین سے ایک شخص نے کہا کہ آج تو اپنے ابن عم کے ساتھ آنحضرت صلعم نے طولانی خلوت کی ۔

مطبوعہ بمبئی صـ ۴۸

اس عبارت سے الناس کی اتنی تصریح مزید ہوئی کہ وہ صحابہ ہی کی ایک جماعت تھی اور اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس عمل رسالت پر اعتراض کرنے والے بھی ایک خاص بزرگ تھے ۔ جن کا نام اس بزرگ محدث نے اونکی عظمت ذاتی کے ادب سے نہ لکھا ۔ اب اون بزرگ کی تلاش کی جاتی ہے ۔ تو وہ عقید تمند خدمت رسولؐ ۔ ادب آموز بارگاہ نبوّت ۔ قدوۃ الاصحاب حضرت عمر ابن الخطاب ثابت ہوتے ہین ملاحظہ ہو ۔

معارج النبوّۃ ملا معین لاہوری کی مرقومۂ ذیل عبارت

در ہنگام خلوت ومشاورت نبیؐ با علیؑ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ باحضرت رسولؐ گفت یارسول اللہؐ با علیؑ راز میگوئی وبا وے خلوت می کنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمود ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنی من با اور از نمی گویم بلکہ خدائے تعالی با اورا می گوید ۔

جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے تخلیہ مین راز کہنا شروع کیا تو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلعم آپ علیؑ سے راز کی باتین کہتے ہین اور اون سے تخلیہ کرتے ہین مشورت کرتے ہین آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ مین تنہا علیؑ سے راز کی باتین نہین کرتا بلکہ حق تعالی باتین کرتا ہے ۔

گویم مشکل ولے نگویم مشکل ۔ کس کی سُنی جاے ۔ خدا کی ۔ یا حضرت عمرؓ کی ۔ ادھر خدا کی تاکید ہے ۔ اودھر حضرت عمر کی تعریض راز دار رسالت اور امین نبوّت کو بات کرنی مشکل ہے ۔

غنیمت حنین کی تقسیم

یہان تک بیان ہو چکا ہے کہ محاصرہ طائف کا التوا حنین کے پس ماندہ معاملات کی تکمیل کرنیکی ضرورت سے اختیار فرمایا گیا تھا ۔ چنانچہ طائف کا محاصرہ اوٹھا کر جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ مین

جہان اسیران حنین و اوطاس مقیم تھے تشریف لائے غنیمت کا بڑا ذخیرہ تھا۔ شبلی صاحب اسکی تعداد اور تقسیم کے احوال حسب ذیل تحریر فرماتے ہین۔

چھ ہزار اسیران جنگ۔ چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بکریان۔ چار ہزار اوقیہ چاندی۔ آپ نے اسیران جنگ کے ورثا کا انتظار کیا کہ اونکے عزیز و اقارب آئین تو اون سے گفتگو کی جائے۔ لیکن کئی دن گزرنے پر بھی کوئی نہ آیا۔

مال غنیمت کے پانچ حصّہ کیے گیے۔ چار حصّے حسب قاعدہ اہل فوج کو تقسیم کر دیئے گئے۔ خمس بیت المال اور غربا و مساکین کے لیے رکھا گیا۔ مکّہ کے اکثر رؤسا جنھون نے حال مین اسلام قبول کیا تھا۔ ابھی تک نئے نئے معتقد تھے۔ انھین کو قرآن مجید مین مولفۃ القلوب کہا ہے۔ قرآن مجید مین جہان غنیمت کے مصارف بیان کیے ہین وہان انلوگون کے بھی نام ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انلوگون کو نہایت فیاضانہ انعامات دئے جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ابوسفیان مع اولاد ۳۰۰ اونٹ اور ۱۲۰ اوقیہ چاندی

(۲) حکیم بن حزام ۲۰۰ اونٹ (۳) نضر بن حارث بن کلدہ ثقفی ۱۰۰ اونٹ

(۴) صفوان بن امیہ ۱۰۰ اونٹ (۵) قیس بن عدی ۱۰۰ اونٹ (۶) سہیل بن عمر ۱۰۰ اونٹ

(۷) حویطب بن عبد العزیٰ ۱۰۰ اونٹ (۸) قرح بن جالس ۱۰۰ اونٹ (۹) عیینہ بن حصین ۱۰۰ اونٹ

(۱۰) مالک ابن عوف ۱۰۰ اونٹ۔

ان کے سوا بہت سے لوگون کو پچاس پچاس اونٹ عنایت فرمائے۔ عام تقسیم کے رُو سے فوج کے حصّہ مین جو آیا وہ فی کس چار اونٹ اور چالیس بکریان تھین۔ لیکن چونکہ سوارون کو تگنا حصّہ ملتا تھا اس لیے ہر سوار کے حصّہ مین بارہ ۱۲ اونٹ اور ایکسو بیس ۱۲۰ بکریان آئین۔ جن لوگون پر انعام کی بارش ہوئی عموماً اہل مکّہ اور اکثر جدید الاسلام تھے اس پر انصار کو رنج ہوا۔ بعضون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو انعام دیا اور ہمکو محروم رکھا۔

تقسیم مین انصار کا عذر حالانکہ ہماری تلوارون سے ابتک قریش کے خون کے قطرے ٹپکتے ہین۔ (بحوالہ بخاری) بعض بولے کہ مشکلات مین تو ہماری یاد ہوتی ہے اور غنیمت اورون کو ملتی ہے (بحوالہ صحیح بخاری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چرچے سنے جو تو انصار کو بلایا۔ ایک چرمی خیمہ کھڑا کیا گیا۔ جس مین لوگ جمع ہوے۔ آپ نے انصار کی طرف خطاب کیا۔ کہ کیا تم نے ایسا کہا؟۔ لوگون نے عرض کی کہ حضور! ہمارے سربرآوردہ لوگون مین سے کسی نے یہ نہین کہا۔ نوخیز نوجوانون نے یہ فقرے کہے تھے۔ (بحوالہ بخاری) صحیح بخاری باب مناقب الانصار مین حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے انصار کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے تو چونکہ

انصار جھوٹ نہین بولتے تھے اونھون نے کہا آپ نے جو سُنا وہ صحیح ہے۔ آپ نے ایک خطبہ دیا جسکی نظیر فن بلاغت مین نہین مل سکتی انصار کی طرف خطاب فرماکر کہا۔ کیا یہ سچ نہین ہے کہ تم پہلے گمراہ تھے۔ خدا نے ہمارے ذریعہ سے تمکو ہدایت دی۔ تم منتشر اور پراگندہ تھے۔ خدا نے ہمارے ذریعہ سے تم مین اتفاق پیدا کیا۔ تم مفلس تھے میرے ذریعہ سے تمکو دولتمند کیا۔ آپ یہ فرماتے جاتے تھے۔ اور ہر ہر فقرہ پر انصار کہتے جاتے تھے کہ خدا اور رسولؐ کا احسان سب سے بڑھکر ہے (بحوالہ صحیح بخاری) آپ نے فرمایا۔ نہین تم یون جواب دو کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھکو جب لوگون نے جھٹلایا تو ہم نے تیری تصدیق کی۔ تجھکو جب لوگون نے چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی۔ تو مفلس آیا تھا ہم نے تیری مدد کی۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا تم یہ جواب دیتے جاؤ اور مین یہ کہتا جاؤن کہ تم سچ کہتے ہو۔ لیکن اے انصار۔ کیا تم کو یہ پسند نہین کہ اور لوگ اونٹ اور بکریان لیکر جائین اور تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر اپنے گھر آؤ (بحوالہ بخاری و شرح صحیح بخاری) انصار بے اختیار چیخ اوٹھے کہ ہمکو صرف محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم درکار ہین۔ اکثر لوگون کا یہ حال ہوا کہ رونے روتے ڈاڑھیان تر ہوگئین۔ آپ نے انصار کو سمجھایا کہ مکہ کے لوگ جدید الاسلام ہین۔ مین نے انکو جو کچھ دیا حق کی بنا پر نہین بلکہ تالیف قلب کے لیے دیا۔ سیرۃ النبی ص ۳۶۶

تقسیم مین عذر دار انصار ہی نہین تھے مہاجرین بھی تھے

تقسیم غنائم کے متعلق بعض نوخیز نوجوانان انصار نے جو کچھ عذر و کلام کیے وہ شبلی صاحب نے بالتفصیل بیان کردی اسکے متعلق مجھکو صرف اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ طمع مال اور حرص دولت بہت بُری شے ہے۔ اس سے خال خال لوگ خالی ہون گے تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف گروہ انصار ہی کو اس مین عذر نہین ہوا تھا۔ بلکہ مہاجرین کو بھی چنانچہ عباس ابن مرداس اسلمی کو بھی عذر تھا۔ انصار تو خیر بالمشافہ عرض حال کی جراءت نکر سکے۔ عباس ابن مرداس نے تو روبرو اعتراض کردیا اور اوسکے متعلق معترضانہ اشعار بھی نظم کرکے لوگون کو سنائے۔

عباس ابن مرداس اسلمی اور تقسیم حنین مین عذر

روضۃ الاحباب مین ہے۔

بصحت پیوستہ از رافع بن خدیج کہ گفت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤلفۃ القلوب را مثل ابوسفیان بن حرب و علقمہ بن علاثہ و عیینہ بن حصین و اقرع بن جالس را صد شتر داد و عباس بن مرداس اسلمی را کمتر از صد داد۔ وے بخشم رفت و دران باب ابیات گفت

یا سناد صحیح رفیع ابن خدیج سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے گروہ مؤلفۃ القلوب کو جن مین ابوسفیان بن حرب۔ صفوان بن اُمیہ علقمہ بن علاثہ عیینہ بن حصین اور اقرع بن جالس وغیرہم شامل تھے۔ سو سو اونٹ مال غنیمت سے عطا فرمائے۔ عباس ابن مرداس اسلمی کو اس سے کم دئے۔ اسپر اسکو غصہ آگیا اوسکے متعلق

Presented by Ziaraat.Com

چون ابیات وی بسمع مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم رسید فرمود اقطعوا عنی لسانی
قطع کنید زبان او را از من ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ وی را بحظائر ابل برد وصد شتر داد وی بمجلس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازگشت
واز جملہ خوشنود ترین مردم بود آن سرور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باوے گفت در
شان من شعر میگوئی۔ روے اعتذار
در آورد وگفت پدر و مادرم فداے تو
باد بدرستیکہ من دبیبے مثل دبیب مورچہ از
شعر در زبان خویش می یابم مرا میگزد مانند گزیدن
مورچہ۔ ہیچ چاراے نمی یابم الا آنکہ شعر بگویم ودر اینمعنی
بے اختیارم حضرت تبسمی فرمود وگفت عرب ترک
شعر نمی تواند کرد۔ چنانکہ شتر ترک جنین خود نمیتواند
کرد۔ بعضے از کتب سیر است کہ چون شعر وی بسمع پیغمبر صلعم
رسید باوے گفت توئی گفتی این شعر ؎
نهبنی ونهب العبید بین الاقرع وعیینة
حضرت ابوبکر صدیق گفت یا رسول بین الاقرع
وعتبہ۔ رسول اللہ صلعم گفت خواہ چنین وخواہ چنان
ہر دو یک معنی ادا می کند ابوبکر گفت گواہی میدہم
کہ تو شاعر نیستی وسزاوار نیست ترا شعر چنانکہ
حق تعالے فرمود وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ
وَمَا يَنْبَغِي لَهُ پس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم از علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرمود

اُس نے اشعار بھی نظم کیے جب اُسکے یہ اشعار
آنحضرت صلعم نے سُنے تو فرمایا اسکی زبان قطع کر ڈالو
حضرت ابوبکر صدیق اُسکو پکڑ کر اونٹوں کے مجمع مین لیگئے
اور سو اونٹ اُسکو عنایت فرمائے وہ اونٹ لیکر
آنحضرت صلعم کی خدمت مین واپس آیا اور تمام لوگون
سے زیادہ راضی وخوشنود معلوم ہوتا تھا آنحضرت
صلعم نے عباس سے پوچھا کہ تو میری شان مین اشعار
کہتا ہے اُس نے معذرت کے ساتھ عرض کی کہ میرے
شعر کہنے کی عادت ایک چیونٹی کی مثال ہے جو میری
زبان مین کاٹا کرتی ہے مین اُس سے مجبور ہو کر
شعر کہتا ہون آپ نے تبسم ہو کر فرمایا کہ عرب
شعر کہنے کی عادت اُسی طرح نہین چھوڑ سکتے جسطرح
اونٹ اپنے بچے کو جُدا نہین کر سکتا۔ بعض سیرت کی
کتابون مین لکھا ہے کہ جب اُسکے اشعار آپکے پاس پڑھے
گئے تو آپنے عباس سے پوچھا کہ کیا تو نے یہ شعر کہا ہے
جسکے معنی یہ ہین۔ تو نے مجھے ایک غلام سے بھی کم کر دیا
اقرع اور عیینہ کے درمیان۔ حضرت ابوبکر نے کہا
یا رسول اللہ۔ اقرع اور عیینہ کے درمیان
کیا اقرع اور عُتبہ سے ہونا چاہیے۔ آپنے ارشاد کیا کہ
خواہ یہ معنے لو خواہ وہ معنے لو دونون سے ایک ہی
مدعا نکلتا ہے۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر نے کہا مین گواہی
دیتا ہون کہ اگرچہ آپ شاعر نہین ہین اور شعر کہنا آپ کی
شان کے شایان بھی نہین ہے جیسا کہ خود باری تعالے
عز اسمہ فرماتا ہے کہ مین نے تمکو شعر کی تعلیم نہین دی اسلیے

Presented by Ziaraat.Com

برخیز و زبان او را از من قطع بکن، علی برخاست
و دست وے را گرفت و می بُرد و عباس بن مرداس
گوید گفتم اے علی زبان من خواہی بُرید جواب داد اینچہ
حضرت فرمود چنان خواہم کرد پس مرا می بُرد تا رسیدیم
بخطائر اہل گفت بگیر ازین برائے خویش از چہار تا صد شتر
عباس بن مرداس گوید گفتم پدر و مادر من فدائے
تو باد عجیب کریم و حلیم و نیکو خو و علیم اید شما
انگاہ علیؑ گفت با من پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ترا از جملہ مہاجرین و انصار داشتہ چہار شتر دادہ اگر
اندراج در زمرۂ ایشان میخواہی می مانی و بران چہار
کہ اول بار بتو دادہ قناعت کُن و اگر میخواہی کہ از جملہ
مؤلفۃ القلوب باشی صد شتر بستان گفتم ای علی با تو درین
امر مشورہ مے نمایم توجہ می فرمائی علی گفت اگر فریفتہ
مال دنیا نشوی و بارادۂ خدا و رسول خرسند
گردی بہتر[1] بود و مرویست کہ چون آن عطیہا در غنائم
حنین از آنحضرت صلعم واقع شد یکے از یاران باوی
گفت یا رسول اللہ صلعم عیینہ بن حصین و اقرع بن حابس را
کہ ہر کدام صد شتر عطا بفرمائی و جعیل بن سراقہ را ہیچ
نمیدہی فرمود بان خدائیکہ نفس من بید قدرت اوست
کہ جعیل بن سراقہ بہتر است از ہمہ روی زمین مملو از عیینہ

کہ تمھین اسکی ضرورت نہین تھی۔ اسکے بعد جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے
فرمایا کہ اسکی زبان قطع کردو حضرت علی اُٹھے۔ عباس کا ہاتھ پکڑکر
باہر لے چلے۔ عباس کا بیان ہی کہ مین نے حضرت علی سے کہا کیا
حقیقتاً آپ میری زبان کاٹ ڈالین گے؟ حضرت علیؑ نے کہا
حورسولخدا صلعم نے حکم دیا ہی اُسکی تعمیل ضرور کیجائیگی۔ اسکے بعد آپ
مجھے اونٹون کی قطار مین لیگئے اور مجھسے فرمایا کہ ان اونٹون
مین سے چار سو لیکر سو اونٹ تک لے لو۔ مین نے سخت متعجب
ہوکر کہا کہ حقیقتاً آپ لوگون سے سخی۔ فیاض۔ نیک خو اور
متحمل کوئی شخص نہین ہے یہ سنکر حضرت علیؑ نے مجھسے فرمایا کہ
بات یہ ہی کہ جناب رسولخدا صلعم اسوقت تک تمکو مہاجرین و انصار کے
طبقہ خاص مین شمار کرتے تھے اگر تم چاہتے ہو کہ اُسی طبقہ مین تمھارا
شمار قائم رہے تو وہی چار اونٹ جو قبل مین تمھین مل چکے ہین اُنھین
قناعت کرو۔ اور اگر گروہ مؤلفۃ القلوب مین داخل ہونا چاہتے ہو
تو سو اونٹ لے لو۔ مین نے کہا یا علی آپ مجھے اس امر مین مشورہ دیتے
آپنے ارشاد کیا مال دنیا پر فریفتہ نہ ہو۔ رضا و خوشی رسولؐ پر راضی
ہوجاؤ تو تمھارے لیے سب سے بہتر ہوگا اسی طرح ایک اور موقع پر
عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ آپنے عیینہ بن حصین اور
اقرع کے ایسے لوگون کو تو سو اونٹ عنایت کیے اور جعیل بن سراقہ
ضمیری کو کچھ نہ عنایت فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ اس خدا کی قسم جسکے قبضۂ

[1] معارج النبوۃ رکن چہارم مین بھی یہ روایت منقول ہی مگر آخر حصہ روایت مین حضرت علی کے کلام ہدایت کے بعد عباس کے متعلق لکھا ہی
کہ جب اُسنے یہ سُنا تو ان اونٹون کی مہار چھوڑکر علیحدہ ہوگیا اور کہنے لگا مین اتنے دنون سے ایمان لایا ہون اور مہاجرین کے گروہ
مین شمار ہوتا ہون۔ اس شرف خاص سے نکلنا نہین چاہتا۔ یہ اونٹ واپس لیجیے اور مجھکو میرے حصہ کے وہی چار اونٹ دیدیجیے۔ حضرت
علی نے ایسا ہی کیا۔ عباس چار اونٹ لیکر علیحدہ ہوگیا ص ۲۷۰ روضۃ الصفا ج ۲۔

Presented by Ziaraat.Com

وانقرع ولیکن من الفت دادم دل انسان را — قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم تمام روئے زمین عینیہ اور اقرع
بہ سبب مال دنیا و اعتماد بر اسلام جبیل — کے ایسے لوگون سے بھر جاے تب بھی جبیل اُن لوگون سے بدرجہا
میدارم او را باسلام اوگذاشتم — بہتر ہے۔ مین نے مال دنیا دیکر ان لوگون کے قلب کو اسلام کی طرف
روضۃ الاحباب ص ۶۰۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ — مائل کردیا ہے۔ چونکہ جبیل کے اسلام پر مجھکو خود اعتماد ہے اسلیے مینے
اُسکو اسلام کی اُسی حالت پر چھوڑ دیا[1]

ذوی الخویصرۃ تمیمی کی پیشین گوئی کا واقعہ

اسی غنیمت حنین کے متعلق ذوخویصرہ تمیمی کا بھی واقعہ ہے جسپر شبلی صاحب کی یا تو نظر پڑی نہین۔ یا تو نظر پڑی بھی تو وہی حضرت علی کے خصائص کا ذکر مہر لب ہو گیا

علامہ بدخشی نزل الابرار مین لکھتے ہین۔

عن ابی سعید الخدری قال بینما نحن عند رسول — ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ ایک دن ہمارے جناب رسالتمآب صلعم کی
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم یقسم قسما — خدمت مین بیٹھے تھے اور حضرت غنیمت کا مال اسوقت تقسیم کر رہے
اتاہ ذوالخویصرۃ فقال یا رسول اللہ اعدل — تھے۔ ذوخویصرہ آکر کہنے لگا کہ عدل کیجیے آپنے ارشاد فرمایا
قال ویحک ومن یعدل اذا لم اعدل فقال عمر — ہلاکی ہو تجھپر اگر مین عدل نہ کرونگا تو کون دوسرا عدل کرے گا
یارسول اللہ ائذن لی حتی اضرب عنقہ فقال رسول اللہ — عمرؓ عرض کرنے لگے مجھے اسکی گردن مارنے کی اجازت
دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلواتہ مع — تب آپنے فرمایا چھوڑ دو اسکو اسکے اصحاب ایسے ہین کہ تمھاری نماز
صلواتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن — تمکو اُنکی نماز کے مقابلہ مین اور تمھارے روزے اُنکے روزون کے مقابلہ
لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق — مین حقیر معلوم ہونگے وہ قرآن پڑھینگے لیکن گلے سے نیچے نہین
السہم من الرمیۃ حتی ان احدکم ینظر الی — اترنیگا وہ دین سے ایسے نکل جائینگے جسطرح تیر کمان سے نکل جاتا
فضلہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی قضیہ فلا یجد شیئا — ہے یہانتک کہ دیکھے تم مین سے کوئی اپنی کمان کی طرف پس کوئی خیر
ثم ینظر الی قدحہ فلا یجد شیئا قد سبق الفرث — اس سے نہین پائیگا۔ پس نگاہ کریگا اسکے سوفار کی طرف پس نہین
والدم یخرجون علی خیر فرقۃ الناس ایتہم رجل — پائیگا اسمین کوئی شے۔ پھر نگاہ کرے گا اسکے پرون کی طرف
مخدج ازنع احدی ثدیہ مثل ثدی المراۃ او — پس نہین پائیگا اسمین کوئی شے۔ گذرا ہے وہ تیر سرگین اور

[1] روضۃ الاحباب کی مرقومہ بالا روایت مین اختلاف اور تواردفی البیان دونون حائل ہوجاتے ہین۔ اسلیے کہ عباس کو جو حکم دیا گیا تھا اسی کو ایکبار حضرت ابوبکر دوسرے بار حضرت علی تعمیل کرتے ہین۔ لیکن معارج النبوۃ اور روضۃ الصفا کی اسناد سے صرف حضرت علی کی تعمیل ثابت ہوتی ہے۔ اسلیے ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کی نسبت اسواقعہ مین مؤلفین کی خوش اعتقادی کا اضافہ ہے المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

کالبیضۃ تدور قال ابو سعید اشھد انی سمعت
ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
واشھد انی کنت مع علی ابن ابی طالب [illegible]
[illegible] فاتی بہ علی نعت الذی
نعت بہ رسول اللہ صلعم وھذا الحدیث
طرق کثیرۃ اخرجہ الشیخان وغیرھما
ابو داؤد [illegible] واحمد وابو یعلی
[illegible] والخطیب وقد رواہ غیر ابی سعید
جماعۃ من الصحابۃ مثل علی وعمر وعبد اللہ بن
عمر وعبد اللہ بن [illegible] عباس
وعبد اللہ بن الخباب بن الارث وعقبہ بن
عامر وسعد بن وقاص وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم
والروایۃ الاولی اخرجہ احمد والبخاری والمسلم
والنسائی وابن جریر ارجح المطالب جلد دوم ص ۲۷۴

خون مین اور وہ ایک بہترین گروہ پر خروج کرینگے اُس کے
نشان یہ ہین کہ انمین ایک مخدج یعنی ناقص الخلقت سیاہ
چشم آدمی ہوگا۔ ایک چھاتی اُس کی عورت کی پستان کی
ہوگی اور وہ مثل گوشت کے ٹکڑے کے حرکت کرتا ہوا
ہوگا۔ ابو سعید خدری بیان کرتے ہین کہ مین اس امر کی
گواہی دیتا ہون کہ مین نے یہ حدیث جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے اور اس امر کی بھی گواہی دیتا ہون
[illegible] طالب کے ساتھ تھا جب وہ اس گروہ کے
ساتھ جنگ کر رہے تھے جناب امیر علیہ السلام نے لوگونکو مقتولین
کی طرف بھیجا اور وہ لوگ مخدج کو اُٹھا لائے جو نشانیان
آنحضرت صلعم نے بتلائین تھین وہ سب اسمین موجود تھین اس حدیث کو
شیخین (مسلم وبخاری) اور شیخین کے ماسوا ابو داؤد طیالسی
امام احمد ابو یعلی حاکم خطیب رحمہم اللہ تعالی نے تھوڑے
اختلاف سے نقل کیا ہے اور ابو سعید رض کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم کی ایک جماعت مثل حضرت علی عمر عبد اللہ بن عمر عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن خباب بن ارث
عقبہ ابن عامر سعد بن وقاص اور عمار یاسر رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کی ہے ان مین سے پہلی روایت وہ ہے
جسکو امام احمد امام بخاری امام مسلم اور امام نسائی اور ابن جریر نے روایت کی ہے۔

اس سے زیادہ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ارجح المطالب جلد دوم مطبوعہ لاہور از صفحہ ۲۷۳ ۲۸۴

ہم اس واقعہ کے اتنا ہی انکشاف حقیقت کرنے کو اپنے مدعا کے لیے کافی سمجھتے ہین۔ شبلی صاحب نے ایسے مشہور
متواتر اور کثیر الاسناد واقعہ کو جو اُنکے معیار تصدیق کے مطابق محدثین متقدمین کا مختار خاص معلوم ہوتا ہے
کیون قلم انداز فرمایا۔ سیرۃ النبی کی تالیف تک تو نجدیون کی حکومت حجاز اور تصرف علی الحرمین بھی نہین قائم ہوا
تھا۔ جو کف لسان من عیب السلطان کا باعث ہوتا۔

رحمت عالم کی رحمت عام کا نمونہ

شبلی صاحب بیان فرماتے ہین
حنین کے اسیران جنگ ابھی تک جعرانہ مین محفوظ تھے۔ ایک معزز سفارت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے کہ اسیران جنگ رہا کر دیے جائین۔ یہ قبیلہ وہ تھا کہ آپ کی رضاعی والدہ حلیمہ اسی قبیلہ سے تھین۔ رئیس قبیلہ (زہیر ابن صرد) نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی جو عورتین ان چھپرون مین محبوس ہین انھین مین تمھاری پھپھیان ہین اور تمھاری خالائین ہین خدا کی قسم اگر سلاطین عرب نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو اُن سے بہت کچھ امیدین ہوتین اور تم سے تو اور بھی زیادہ توقعات ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خاندان بنی عبد المطلب کا جسقدر حصہ ہے وہ تمھارا ہے لیکن رہائی کی تدبیر یہ ہے کہ نماز کے بعد جب مجمع ہو تو سب کے سامنے یہ درخواست پیش کرو۔ نماز ظہر کے بعد ان لوگون نے یہ درخواست مجمع کے سامنے پیش کی آپ نے فرمایا کہ مجھکو صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے لیکن مین تمام مسلمانون سے انکی سفارش کرتا ہون۔ مہاجرین وانصار فوراً بول اُٹھے۔ ہمارا بھی حصہ حاضر ہے۔ اسطرح چھ ہزار دفعۃً آزاد تھے۔ ص ۳۹۷ جلد اول

رحمت کی دوسری مثال

شبلی صاحب کی قصیر القلمی کے ساتھ آپکی سریع الرقمی معجون مرکب کا لطف طرفہ تر دکھلاتی ہے۔ اکثر موقع پر تو آپ کی کوتہ قلمی بہت سے واقعات قلم انداز کر دیتی ہے اور بعض مقامات پر آپ کی سریع الرقمی بہت سے قابل ذکر اور ضروری واقعات کو نظر انداز کر کے آگے بڑھ جاتی ہے مرقومۂ بالا عبارت مین قبیلۂ ہوازن (بنی سعد بن بکر) کے ساتھ جو فیاضانہ سلوک اختیار فرمائے گئے تھے وہ تو آپنے بیان کر دیے۔ قبائل بنی سلیم اور بنو فرازہ کے ساتھ ان سے بڑھکر محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کے جو معاملات پیش کیے گئے وہ آپ بالکل مرفوع القلم فرما گئے۔ حالانکہ ایک حقیقت بین کی نگاہ مین ہوازن کے معاملات سے زیادہ تو بنو سلیم و بنو فرازہ کے واقعات قابل الذکر تھے۔ اسلیے کہ ہوازن کے ساتھ جو احسانات کیے گئے تو اُنکے لیے حضرت حلیمہ سعدیہ کی رعایت خاص کا ذریعہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے لیکن بنو سلیم و بنو فرازہ کے ساتھ جو عنایات و تفضلات کیے گئے وہ خالص رحم اور بلا حیلہ و وسیلہ ترحم خاص تھے۔ ہم ان واقعات کو رحمۃ العالمین کی عبارت سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

اب قیدیون مین صرف بنی سلیم اور بنو فرازہ رہگیے۔ اُنکے نزدیک یہ عجیب بات تھی کہ حملہ آور دشمن پر (جو خوش قسمتی سے زیر ہو گیا ہو) ایسا لطف و رحم کیا جائے۔ اس لیے انھون نے اپنے حصہ کے قیدیون کو آزاد نکیا (یعنی مسلمانون نے ہوازن کے قیدی تو رہا کر دیے لیکن بنو سلیم اور بنو فرازہ کے لوگون کو رکھ لیا)۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگون کو بلایا۔ ہر قیدی کی دیت چھ اونٹ قرار پائے۔ پھر یہ قیمت بھی آپنے اپنی ہی پاس سے ادا فرمائی اور اسطرح باقی قیدیون کو بھی آزادی دلادی۔ پھر سب قیدیون کو اپنے حضور سے لباس پہنا کر رخصت کر دیا

Presented by Ziaraat.Com

؎ دو شاہد اند مر اخیر و حسین کہ تو دہے بجو دہر انچہ بفتح بستانی (جمۃ العالمین ص ۱۳۲)

مراجعت مدینہ

تمام امور کو باطمینان تمام فراغت فرما کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور حج عمرہ بجا لائے اور تا ایام عمرہ مکہ مین مقیم رہے۔ پھر حرم محترم سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوے اسید بن عتاب کو امارت مکہ تفویض فرمائی اور ابو موسیٰ الاشعری اور معاذ بن جبل کو قبائل عرب مین تعلیم اسلام کی غرض سے مقرر فرمایا۔ ان ضروری انتظامات کے بعد آپ مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر اوائل ذیقعدہ یا آغاز ذی الحجہ مین مدینہ منورہ مین داخل ہو گئے۔

روضۃ الاحباب ص ۴۶۴

واقعات متفرقہ سال ہشتم ہجری

حضرت ابراہیم کی ولادت و وفات

اسی سال حضرت ماریہ کے بطن سے جناب ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت مسرور ہوے لیکن کل چھ مہینہ کے بعد یہ مسرت حسرت و ملالت سے مبدل ہو گئی اور کل چھ مہینے زندہ رہکر بچے نے انتقال کیا۔ اتفاق سے اسی دن سورج گرہن واقع ہوا۔ قدیم دستور کے مطابق لوگون نے اسکو حضرت ابراہیم کے سانحۂ جانگزا کی علامت بتلایا۔ جناب رسولخدا صلعم نے سنا تو لوگون کو جمع کر کے ارشاد کیا کہ چاند اور سورج خدا کی خاص نشانیان ہین کسی کے مرنے یا جینے کا انپر کوئی اثر نہین پڑتا۔ اسکے بعد آپ نے نماز کسوف جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔

حرمت خمر

آیہ وانی ہدایہ اَلْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ شراب پینا۔ جوا کھیلنا عمل شیطان سے بھی زیادہ ناپاک ہین (اے مسلمانو) اُن سے پرہیز اختیار کرو) کا نزول بھی اسی سال ہوا۔

سرقہ (چوری) بھی حرام کیا گیا اور اس شدت کی عملی مساوات کے ساتھ کہ اسکے اعلان امتناعی کے وقت خاص طور پر بیان کر دیا گیا کہ اگر خدانخواستہ میری پارۂ جگر فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بھی اسکی مرتکب ثابت ہو تو اُسکے ہاتھ بھی کاٹے جائین گے۔

اسی سال حضرت زینب بنت حضرت صدیقہ کبریٰ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے وفات پائی۔

آغاز سال نہم ہجری

آغاز سال نہم ہجری واقعۂ ایلا

تاریخ اسلام مین عموماً اس سال کا آغاز واقعۂ ایلا کے قدیم اور عظیم واقعات سے کیا جاتا ہے۔ جو بعض ازواج رسول کے آداب و اخلاق نسوانی کی کمی کے باعث سے خاطر رسالت کی کمال رنجیدگی و کبیدگی کا باعث ثابت ہوتی ہین۔ ہم پہلے ان تمام واقعات کو

Presented by Ziaraat.Com

شبلی صاحب کی عبارت سے نقل کرتے ہین۔ پھر منقدانہ طریقہ سے آپ کی مصنوعات قلمی کی انکشاف حقیقت کرینگے
شبلی صاحب رقمطراز ہین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاہدانہ اور تمام ذخارف دنیاوی سے بیگانہ زندگی بسر کرتے تھے دو دو مہینے تک گھر مین آگ نہین جلتی تھی۔ آئے گئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے۔ مدۃ العمر دو وقت برابر سیر ہوکر کھانا نصیب نہین ہوا۔ ازواج مطہرات اُس جنس لطیف مین شامل تھین جنکی مرغوب ترین شی عموماً زیب وزینت اور ناز ونعمت ہے اور گو شرف صحبت نے اُنکو تمام ابناے جنس سے ممتاز کردیا تھا تاہم بشریت بالکل معدوم نہین ہوسکتی تھی خصوصاً وہ دیکھتی تھین کہ فتوحات اسلامی کا دائرہ بڑھتا جاتا ہی اور غنیمت کا سرمایہ اسقدر ہوپہنچگیا ہے کہ اسکا ادنی حصہ بھی انکی راحت وآرام کے لیے کافی ہوسکتا ہی۔ ان واقعات کا اقتضا تھا کہ اُنکے صبر وقناعت کا جام لبریز ہوجاتا۔ ازواج مطہرات بڑے بڑے گھرون کی خاتونین تھین حضرت ام حبیبہ تھین جو رئیس قریش کی صاحبزادی تھین حضرت جویریہ تھین جو قبیلہ بنی المصطلق کے رئیس کی بیٹی تھین حضرت صفیہ تھین جنکا باپ خیبر کا رئیس اعظم تھا حضرت عائشہ تھین جو حضرت ابوبکر کی صاحبزادی تھین۔ حضرت حفصہ تھین جنکے والد فاروق اعظم تھے بشریت کے تقاضہ سے ان مین منافست بھی تھی۔ اور حریف کے مقابلہ مین اپنے رتبہ اور شان کا خیال رہتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر ایک کو جو شدید محبت تھی وہ س باسایہ ترا نمی پسندم کے حد تک تھی۔ ایک دفعہ کئی دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زینب کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب کے پاس کہین سے شہد آیا تھا۔ اُنھون نے اُن کے سامنے پیش کیا۔ آپ کو شہد بہت مرغوب تھا آپ نے نوش فرمایا۔ اسمین وقت مقررہ سے دیر ہوگئی۔ حضرت عائشہ کو رشک ہوا۔ حضرت حفصہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہمارے تمھارے گھر مین آئین تو کہنا چاہیے کہ آپکے مُنھ سے مغافیر[1] کی بو آتی ہی (مغافیر کے پھولون سے شہد کی مکھیان پیتی چوستی ہین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ مین شہد نہ کھاؤن گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اُتری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۔

اے پیغمبر اپنی بیبیون کی خوشی کے لیے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیون کرتے ہو۔

علامہ عینی نے بخاری کی شرح مین لکھا ہے۔

---

[1] مغافیر کے معنی شبلی صاحب نے نہین بتلائے۔ اسلیے کہ حضرت عائشہ وحفصہ کے حفظ مراتب کا خیال تھا۔ عرب کے ایک بدبو پھول کا نام مغافیر ہے جس سے عموماً ہر شخص تنفر ہوتا ہے۔ المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

فان قلت کیف جاز لعائشہ وحفصۃ الکذب والمواطاۃ التی یہا ایذاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قلت کانت عائشۃ صغیرۃ مع انہا وقعت منہا من غیر قصد الایذاء بل ماہو علی حیلۃ النساء فی الغیرۃ علی الضرات - تفسیر سورہ مریم

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کو جھوٹ بولنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف سازش کرنا کیونکر جائز تھا تو جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ کم سن تھین اسکے علاوہ اُنکا مقصود آنحضرت صلعم کو ایذا دینا نہین تھا۔ بلکہ جیسا کہ عورتین اپنی سوگنون کے مقابلہ مین رشک سے تدبیرین اختیار کرتی ہین - پس بالکل اسی طرح کی یہ بھی ایک ترکیب تھی۔

لیکن علامہ موصوف کا جواب تسلیم کرنا مشکل ہے اول تو یہ واقعہ ایلار کے سلسلہ مین ہے جو ۹ھ ہجری مین واقع ہوا تھا اُسوقت حضرت عائشہ ۱۷ برس کی ہوچکی تھین - دوسرے حضرت عائشہ کمسن تھین لیکن اور ازواج مطہرات جو اسمین شریک ہوئین وہ تو پوری عمر کی تھین خود حضرت حفصہ کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کے وقت ۲۵ برس کی تھی - ہمارے نزدیک مغافیر کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہین تھی۔ تمام روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم لطیف المزاج تھے اور رائحہ بد کی ذراسی ناگواری کو برداشت نہین کرتے تھے مغافیر کے پھولون مین اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہین البتہ ازواج کا ایکا کرنا بظاہر محل اعتراض ہوسکتا ہے لیکن یہ کسی کا اعتقاد نہین ہے کہ ازواج مطہرات معصوم تھین - یا اپنے انجاح مطالب کے لیے جائز وسائل نہین اختیار کرتی تھین اُسی زمانہ مین یہ واقعہ پیش آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی راز کی بات حضرت حفصہ سے کہی اور تاکید کردی کسی سے نکہنا لیکن اُنھون نے حضرت عائشہ سے کہدیا۔ اُسپر یہ آیت اُتری۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْہَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَہَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ہٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ (تحریم ۲)

اور جب کہ پیغمبرؐ نے اپنی بعض بیبیون سے راز کی بات کہی اور اُنھون نے فاش کردی تو پیغمبر نے اُسکا کچھ حصہ اُنسے کہا اور کچھ چھوڑ دیا پھر جب اُن سے کہا تو اُنھون نے پوچھا آپ کو کس نے خبر دی پیغمبرؐ نے مجھکو خدائے علیم وخبیر نے خبر دی۔

شکر رنجیان بڑھتی گئین اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے باہم مظاہرہ کیا یعنی دونون نے ملکر اتفاق کیا کہ دونون ملکر زور ڈالین۔ اسپر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کی شان مین یہ آیتین اُتریں

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا وَاِنْ تَظٰہَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ

اگر تم دونو خدا کی طرف رجوع کرو تو تمھارے دل مائل ہوچکے ہین اور اگر اُن کے یعنی رسول اللہ صلعم کے مقابلہ مین ایکا کروتو خدا اور جبرئیل

Presented by Ziaraat.Com

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ اور نیک مسلمان اور سب کے بعد فرشتے رسول اللہ صلعم کے مددگار ہین

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے جن معاملات کی وجہ سے ایکا کیا تھا وہ خاص تھے لیکن توسع نفقہ کے تقاضہ مین تمام ازواج مطہرات شریک تھین آنحضرت صلعم کے سکون خاطر مین یہ تنک طلبی اسقدر خلل انداز ہوئی کہ آپ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملینگے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ مین آپ گھوڑے پر سے گر پڑے اور ساق مبارک زخم آیا آپ نے بالاخانہ پر تنہا نشینی اختیار کی۔ واقعات کے قرینہ سے لوگون نے خیال کیا کہ آپنے تمام ازواج کو طلاق دی اسکے بعد جو واقعات پیش آئے انکو ہم حضرت عمر کی زبانی نقل کرتے ہین کہ اُنھون نے دلچسپ اور پُراثر تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ اس بیان مین کچھ ابتدائی واقعات بھی آگئے ہین جس سے اصل واقعہ پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین اور ایک انصاری (اوس بن خولی یا عتبان بن مالک) ہمسایہ تھے۔ اور معمول تھا کہ ایکدن بیچ دیکر باری باری سے ہم دونو خدمت اقدس مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ قریش کے لوگ عورتون پر قابو رکھتے تھے اور اُن پر غالب رہتے تھے لیکن جب مدینہ مین آئے تو یہان انصار کی عورتین مردون پر غالب تھین۔ اُنکے انداز دیکھکر ہماری عورتون نے بھی اُنکی تقلید شروع کی ایک دن مین نے کسی بات پر اپنی بیوی کو ڈانٹا اُنھون نے اُلٹکر جواب دیا۔ مین نے کہا تم میری بات کا جواب دیتی ہو۔ بولین تم کیا ہو رسول اللہ کی بیویان اُنکو برابر کا جواب دیتی ہین۔ یہانتک کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دن دن بھر روٹھی رہتی ہین۔ مین نے دل مین کہا غضب ہو گیا اُٹھکر حفصہ (حضرت عمر کی صاحبزادی) اور آنحضرت صلعم کی زوجہ مطہرہ) کے پاس ایا اور پوچھا کیا تو واقعی رات بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روٹھی رہی ہے حفصہ نے اقرار کیا مین نے کہا تجھکو یہ خیال نہین کہ رسول اللہ صلعم کی ناراضی خدا کی ناراضی ہے بیخبر رسول پر خیال کرتے ہین ورنہ تجھکو طلاق دیچکے ہوتے۔

پھر مین ام سلمہؓ کے پاس گیا اُن سے بھی یہی شکایت کی۔ بولین کہ عمر۔ تم ہر معاملہ مین دخل دیتے ہو یہانتک کہ اب رسول اللہ اور اُن کی ازواج مطہرات کے معاملات مین بھی دخل دینے لگے مین چُپ ہو گیا اور اُٹھکر چلا آیا۔

کچھ رات گئے میرے ہمسایہ انصاری باہر سے آئے۔ اور بڑے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مین گھبراکر اُٹھا اور دروازہ کھول پوچھا خیر ہے۔ اُنھون نے کہا غضب ہو گیا۔ مین نے کہا کیا غسانی آگئے؟ بولے کہ نہین اُس سے بھی بڑھکر یعنی رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے ازواج کو طلاق دیدی۔ مین صبح کو مدینہ مین آیا آنحضرت صلعم کے پیچھے نماز فجر ادا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر بالاخانہ مین تنہا جاکر

Presented by Ziaraat.Com

بیٹھ گئے مین حفصہ کے پاس آیا تو وہ بیٹھی رو رہی ہین۔ مین نے کہا مین نے تجھ سے پہلے ہی کہا تھا حفصہ کے پاس سے اُٹھکر مسجد نبوی مین آیا۔ دیکھا کہ صحابہ پیغمبرؐ کے پاس بیٹھے رو رہے ہین۔ مین اُنکے پاس بیٹھ گیا لیکن طبیعت کو سکون نہین ہوتا تھا۔ اُٹھکر بالاخانہ کے پاس آیا۔ اور رباح (خادم خاص) سے کہا کہ اطلاع کرو۔ لیکن آنحضرت صلعم نے کچھ جواب نہین دیا۔ مین اُٹھکر پھر مسجد نبوی مین چلا آیا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بالاخانے کے نیچے آیا۔ اور وہان سے دوبارہ اذن طلبی کی درخواست رحب کچھ جواب نہین ملا تو مین نے پکار کر کہا رباح میرے لیے اذن مانگ۔ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال ہو کہ مین حفصہ کی سفارش کرنے آیا ہون۔ خدا کی قسم رسول اللہ فرمائین تو مین حفصہ کی گردن اُڑا دون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی۔ اندر گیا تو دیکھا کہ آپ کھری چارپائی پر لیٹے ہین اور جسم مبارک پر بانون کے نشان پڑ گئے ہین۔ اِدھر اُدھر نظر اُٹھا کر دیکھا تو ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہوے تھے ایک کونے مین کسی جانور کی تھی، ایک کھال کھونٹی پر لٹک رہی ہے۔ میری آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبب پوچھا۔ مین نے عرض کی۔ اس سے بڑھکر رونے کا اور کیا موقع ہوگا۔ قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہین اور پیغمبرؐ ہو کر آپ کی یہ حالت ہے آپنے ارشاد فرمایا کیا تم اس پر راضی نہین ہو کہ قیصر و کسریٰ دنیا لین اور ہم آخرت۔ مین نے عرض کی کیا آپنے ازواج کو طلاق دیدی؟ آپ نے کہا نہین۔ مین اللہ اکبر پکار اُٹھا۔ پھر عرض کی کہ مسجد مین تمام صحابہ مغموم بیٹھے ہین۔ اجازت ہو تو جاکر خبر کر دون کہ واقعہ غلط ہے۔

چونکہ ایلاء کی مدت یعنے ایک مہینہ گذر چکا تھا۔ آپ بالاخانہ سے نیچے اُتر آئے اور عام باریابی کی اجازت ہو گئی اسکے بعد ازان تخییر نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ	اے پیغمبر اپنی بیبیون سے کہدو کہ اگر تم کو دنیا وی زندگی
تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ	اور دنیا کا زیب اور آرائش مطلوب ہے تو آؤ مین تمکو
أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا	رخصتی جوڑے دیکر بطریق احسن رخصت کر دون اور اگر
وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ	خدا و رسول اور آخرت مطلوب ہے تو
الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا	خدا نے اپنے نیکوکار بندون کے لیے بڑا
عَظِيمًا ۝	ثواب مہیا کر رکھا ہے

(احزاب)

Presented by Ziaraat.Com

مہینہ ختم ہوچکا تھا آپ بالاخانہ سے نیچے اُترے اور چونکہ ان تمام معاملات مین حضرت حضرت عائشہ پیش پیش تھین اُن کے پاس تشریف لیگئے اور ارشاد الٰہی سے مطلع فرمایا۔ اُنھون نے کہا۔ مین سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہون تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔

ایلار۔ تخییر۔ مظاہرہ حفصہ و عائشہ۔ یہ واقعات عام طور پر اسطرح بیان کیے گئے ہین کہ گویا مختلف زمانہ کے واقعات ہین اور اُن سے ایک ظاہر ہین یہ دھوکا کھا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج کے ہمیشہ ناگواری کے ساتھ بسر کرتے تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ تینون واقعے ہم زمان اور ایک ہی سلسلہ کی کڑیان ہین صحیح البخاری باب النکاح رباب موعظۃ الرجل لابنتہ مین حضرت ابن عباس کی زبانی جو تفصیلی روایت ہے اسمین صاف تصریح ہے کہ مظاہرہ ازواج مطہرات سے انعزال۔ افشاے راز۔ آیت تخییر کا نزول سب ایک ہی سلسلہ کے واقعات ہین۔ حافظ ابن حجر انعزال کے متعدد اسباب لکھ کر لکھتے ہین۔

وھذا ھو اللائق بمکارم اخلاقہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسعۃ صدرہ وکثرۃ صفحہ وان ذلک لوا یقع منہ حتی تکرر موجبہ منھن۔	آن حضرت صلعم کے مکارم اخلاق۔ کشادہ دلی اور کثرت عفو کی یہی مناسب تھا۔ اور آپ نے اُسوقت تک ایسا نہین کیا ہوگا جب تک اون (ازواج) سے اس قسم کی حرکتین متعدد بار ظہور پذیر نہ ہوئین ہون۔

فتح الباری جلد ۹ ص ۲۵۴

مظاہرہ کے متعلق جو آیت نازل ہوئی اُس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت بڑی ضرر رسان سازش تھی جسکا اثر پُرخطر تھا آیت مذکور یہ ہے۔

وَاِنْ تَظَاھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ۔	اور اگر وہ دونون (عائشہ وحفصہ) رسول کے برخلاف ایکا کرین تو خدا اُسکا مولی ہے جبریل اور نیک مسلمان اور ان سب کے ساتھ فرشتے بھی مددگار ہین۔

اس آیت مین تصریح ہے کہ اگر ان دونون کا ایکا قائم رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کو خدا جبریل اور نیک مسلمان اور اُن سب کے ساتھ فرشتے بھی مددگار ہین۔ روایتون سے مظاہرہ کا جو سبب معلوم ہوتا ہے وہ صرف یہی کہ اُسکے ذریعہ سے وہ نفقہ کی توسیع چاہتی تھین یا اگر ماریہ قبطیہ والی روایت تسلیم کرلیجائے تو صرف یہ کہ وہ الگ کردیجائین لیکن یہ ایسی کیا اہم

Presented by Ziaraat.Com

باتین تھین اور حضرت عائشہ اور حفصہ سے کسی قسم کی سازش ایسی کیا پُرخطر ہوسکتی تھی جسکی مدافعت کے لیے ملاء اعلیٰ کی اعانت کی ضرورت ہو۔ اس بنا پر بعضون نے قیاس کیا ہے کہ یہ مظاہرہ کوئی معمولی نہین تھا۔ مدینۂ منورہ مین منافقین کا ایک گروہ کثیر موجود تھا جنکی تعداد چارسو تک بیان کی گئی ہے یہ شریرالنفس ہمیشہ اس تاک مین رہتے تھے کہ کسی تدبیر سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان اور رفقائے خاص مین پھوٹ ڈلوادین۔ ابن حجر نے اصابہ مین اُمّ جلدح کے حال مین لکھا ہے وکانت تجرش بین ازواج النبی صلعم وازواج مطہرات کو برابر بھڑکایا کرتی تھی ایک دفعہ افک کے واقعہ مین اُنکو کامیابی کی جھلک نظر آچکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پندرہ روز تک حضرت عائشہ سے کبیدہ خاطر رہے۔ حضرت حسان افک مین شریک ہوگئے تھے آنحضرت صلعم کی سالی حمنہ جو حضرت زینب کی بہن تھین سازش مین آگئین تھین۔ چنانچہ اس روایت کو سلانیہ شہرت دیتی تھین حضرت ابوبکر نے اپنے ایک قریبی عزیز مسطح کو جو شریک تہمت تھی۔ مالی اعانت سے محروم کردیا تھا غرض۔ اگر حضرت عائشہ کی برات پر وحی نہ آتی تو ایک فتنہ عظیم برپا تھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ازواج کی کشش خاطر اور کبیدگی و تنک طلبی کا حال منافقون کو معلوم ہوا تو ان مفسدون نے اشتعال دیکر بھڑکایا ہوگا اور چونکہ مظاہرہ کی ارکان اعظم حضرت عائشہ اور حفصہ تھین اونکو خیال ہوا ہوگا کہ اُنکے ذریعہ سے اُنکے والدین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو اس سازش مین شریک کرلینا آسان ہے لیکن اُنکو یہ معلوم نہ تھا کہ ابوبکر و عمر حضرت عائشہ وحفصہ کو رسول کی خاک قدم قربان کرسکتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت عمر کو اذن نہ ملا تو انھون نے پکار کر کہا کہ اگر ارشاد ہو تو حفصہ کا سر لیکر آؤن۔ آیت مین روے سخن منافقین کی طرف ہے یعنی اگر عائشہ وحفصہ سازش بھی کرینگی اور منافقین اُن سے کام لینگے تو خدا پیمبر کی اعانت کے لیے موجود ہے اور خدا کے ساتھ جبرئیل و ملائکہ بلکہ تمام عالم ہے۔

اسقدر عموماً مسلم ہے اور خود قرآن مجید مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے ازواج مطہرات کی خاطر سے کوئی چیز اپنے اوپر حرام کرلی تھی۔ اختلاف اسمین ہے کہ وہ چیز کیا تھی؟ بہت سی روایتون مین ہے کہ وہ ماریہ ایک کنیز تھین جنکو عزیز مصر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین بھیجا تھا۔ ماریہ قبطیہ کی روایت تفصیل کے ساتھ مختلف طریقون سے بیان کی گئی ہے جن مین یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کا جو راز حفصہ نے فاش کیا تھا۔ انھین ماریہ قبطیہ کا تھا۔ اگرچہ یہ روایتین بالکل موضوع اور ناقابل ذکر ہین لیکن چونکہ یورپ کے اکثر مورخون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معیار اخلاق پر حرف گیریان کی ہین۔ ان کا گل سرسبد یہی ہے۔ اس لیے اُن سے تعرض کرنا ضروری ہے

Presented by Ziaraat.Com

اُن روایتون مین واقعہ کی تفصیل کے متعلق اگرچہ نہایت اختلاف ہے لیکن اسقدر سب کا شترک ہے کہ ماریۂ قبطیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موطوءہ کنیزون مین تھین اور آنحضرت صلعم نے تو حفصہ کی ناراضی کی وجہ سے اُن کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ حافظ ابن حجر شرح صحیح بخاری تفسیر سورۂ تحریم مین لکھتے ہین۔

وقد عند سعید بن منصور باسناد صحیح الی مسروق قال حلفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحفصۃ لا یقرب منہ	اور سعید بن منصور سے بسند صحیح جو مسروق پر منتہی ہوتی ہے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ سے قسم کھائی کہ مین اپنی کنیز سے مقاربت کرون گا۔

ص ۵۰۳

اسکے بعد حافظ موصوف نے مسند ہشیم اور طبرانی سے متعدد حدیثین نقل کی ہین جنمین سے ایک یہ ہے

وللطبرانی من طریق الضحاک عن ابن عباس قال دخلت حفصۃ بیتھا فوجدہ یطاء ماریۃ فعاتبہ	اور طبرانی نے ضحاک کے سلسلہ سے حضرت عبداللہ بن عباس روایت کی ہے کہ حضرت حفصہ اپنے گھر مین گئین تو آنحضرت صلعم کو ماریہ کے ساتھ ہم بستر دیکھا اسپر اُنھون نے آنحضرت صلعم پر عتاب کیا

فتح الباری مطبوعہ مصر ص ۸۳ جلد ۸

ابن سعد اور واقدی نے اس روایت کو زیادہ بدنما پیرایون مین نقل کیا ہے۔ ہم اُن کو قلم انداز کرتے ہین لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام روایتین محض افترا اور بہتان ہین۔ علامہ عینی شرح صحیح بخاری باب النکاح جلد ۹ ص ۴۰۵ مین لکھتے ہین۔

والصحیح فی سبب نزول الایۃ فی قصۃ العسل لا فی قصۃ ماریہ المروی فی غیر الصحیحین و قال نووی ولم یات قصۃ ماریۃ من طرق الصحیح	اور آیت کی شان کے باب مین صحیح روایت یہ ہے کہ وہ شہد کے واقعہ مین نازل ہوئی ہے۔ ماریہ کے قصہ مین نہین نازل ہوئی ہے جو صحیحین کے سوا اور کتابون مین مذکور ہے نووی نے کہا ہے کہ ماریہ کا قصہ کسی طریقہ سے صحیح نہین ہے۔

یہ حدیث تفسیر ابن جریر۔ طبرانی۔ مسند ہشیم مین مختلف طریقون سے مروی ہے۔ ان کتابون مین عموماً جس قسم کے رطب و یابس روایت مین مذکور ہین اسکے لحاظ سے جب تک انکی صحت کے متعلق کوئی خاص تصریح نہو لائق التفات نہین۔ حافظ ابن حجر نے ان مین ایک طریقہ کی توثیق کی ہے یعنے وہ روایت جسکے آخر راوی مسروق ہین لیکن اولاً تو اس روایت مین ماریۂ قبطیہ کا مطلق نام نہین۔ صرف اسیقدر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ کے پاس قسم کھائی کہ مین اپنی کنیز کے پاس نجاؤن گا اور وہ مجھپر حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

علاوہ اسکے کہ مسروق تابعی ہین یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین دیکھا تھا اسلیے یہ حدیث اصول حدیث کے رو سے منقطع ہے یعنے اسکا سلسلہ سند صحابی تک نہین پہونچتا۔ اس حدیث کے ایک اور طریقہ کو حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین صحیح کہا ہے لیکن اس طریقہ کے ایک راوی عبدالملک رقاش ہین جنکی نسبت دارقطنی نے لکھا ہے۔

کثیر الخطاء فی الاسانید والمتون — سندون مین اور اصل الفاظ حدیث مین بہت خطا کرتے

الحدیث یحدث عن حفظہ — ہین مرویات مین بھولتے ہین۔

یہ امر مسلّم ہے کہ ماریہ کی روایت صحاح ستّہ کی کسی کتاب مین مذکور نہین یہ بھی تسلیم ہے کہ سورۂ تحریم کا دکی ۲ شان نزول میں جو صحیح بخاری اور مسلم مین مذکور ہے یعنی شہد کا واقعہ قطعی طریقہ سے ثابت ہے امام نووی نے جو ائمہ محدثین مین سے ہین صاف تصریح کی ہے کہ ماریہ کے باب مین کوئی صحیح روایت موجود نہین حافظ ابن حجر اور حافظ ابن کثیر نے جن طریقون کو صحیح کہا۔ انمین سے ایک منقطع اور دوسرے کا راوی کثیر الخطا ہے۔ ان واقعات کے بعد کون کہسکتا ہے کہ یہ روایت استناد کے قابل ہے یہ بحث اصول روایت کی بنا پر تھی۔ درایت کا لحاظ کیا جاے تو مطلق کدوکاوش کی حاجت نہین۔ جو رکیک واقعہ ان روایتون مین بیان کیا گیا ہے وہ ایک معمولی آدمی کی طرف منسوب نہین کیا جاسکتا نہ کہ اُس ذات پاک کی طرف جو تقدس ونزاہت کا پیکر تھا۔ سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۳۹۰-۴۰۸

شبلی صاحب کی قلمکاریون کا انکشاف

واقعۂ ایلاء کی یہ طول وطویل تفصیل ہے جو شبلی صاحب نے اپنے طریقۂ خاص سے قلمبند فرمائی ہے۔ اسکے متعلق ہمارے تنقیدی نظریات حسب ذیل ہین۔

تمہید مین جناب رسالتمآب صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زاہدانہ معاشرت کی نسبت جو کچھ تحریر فرمایا گیا ہی اُس سے حرف بحرف مجھے اتفاق ہی لیکن آپکے اس زاہدانہ اور پاک و پاکیزہ معاشرت کو بدنام کرنیوالی آپ کی دو ایک بیبیان تھین جنکی تخصیص ان آیات قرآنی مین موجود ہی۔ ورنہ یہ تعمیم تمام افراد ازواج پر شامل ہوجاتی۔

یہ بھی بالکل صحیح ہی کہ ازواج نہ معصومہ نہ محفوظہ عن الخطا۔ اسلیے اُن سے بشریت کے تقاضہ یا کجی فطرت کے باعث سے افعال ناروا یا اعمال ناسزا صادر ہوجائین تو کوئی تعجب انگیز وحیرت خیز نہین اسکی نسبت اتنی گذارش ہے کہ اُنکی فطرت و طبیعت سے تو واقعی تعجب انگیز نہین لیکن اس اعتبار اختصاصی سے کہ یہ حضرات اتنی مدت تک شرف ملازمت اور اعزاز مجالست و مخالطت سے مشرف ہوکر بھی اپنی اخلاقی کمزوریون کو درست

Presented by Ziaraat.Com

نفر ماسکین البتہ حیرت خیز بھی ہے اور تعجب انگیز بھی۔

یہ بھی درست ہے کہ حضرت جویریہ رئیس بنی المطلق کی اور حضرت صفیہ رئیس خیبر کی صاحبزادیان تھین لیکن ان رئیس زادیون کے ساتھ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان حضرت عائشہ بنت حضرت ابوبکر اور حضرت حفصہ بنت حضرت عمر کو عرب کی شاہزادیون یا رئیس زادیون مین شامل کرنا صرف آپ کی خوش اعتقادیون کا اضافہ ہے۔ واقعیت سے اسکو سروکار نہین۔ حضرت ابوبکر کی کوئی امتیازی معرفت نہین کرائی گئی لیکن ابوسفیان کی رئیس قبیلہ اور حضرت عمر فاروق اعظم ہونیکی معرفت اغراضی کرائی گئی ہے۔

افسوس ہی کہ شبلی صاحب کے ایسا بینا کار محقق ابوسفیان کی امارت کفر کے گذشتہ اقتدار کو اسلام کے موجودہ امتیاز سے مقابل اور مساوی کرنا چاہتا ہی۔ اگر قریش ہونیکی شرافت کا خیال ہی تو باعتبار شرافت نسبی کے جیسی ام حبیبہ تھین ویسی ہی جناب ام سلمہ۔ جناب سودہ اور جناب میمونہ اور جناب زینب وغیرہن رضی اللہ عنہن۔ ابوجہل کی زندگی تک تو ابوسفیان کی امارت کا پتا نہین۔ ہان احد سے حدیبیہ تک چار برس تک کفار قریش نے انکو اپنا امیر مقرر کیا تھا

افسوس ہی آپنے اپنی کتاب مین اس سے پہلے بھی اور اسوقت بھی انکی امارت کا حوالہ دیکر اہل اسلام کو سخت مغالطہ دینا چاہا ہے اور اسی مبتدا سے اپنے خلیفہ پنجم امیر معاویہ کی امارت کی خبر نکالنی چاہی ہی

اب رہا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا امتیاز قبل اسلام عرب کے تمام کارنامے انکے امتیازی تفصیل و بیان سے بالکل خالی ہین۔ ہان قریش سب لکھتے ہین جیسے یہ بزرگوار تھے ویسے اور تمام حضرات یہ امتیاز خاص کیسا؟ باقی رہا صدیق و فاروق اعظم ہونیکا امتیاز۔ یہ آپکا خاص عطیہ ہی۔ اور اس کا آپ کو ہمیشہ ہر وقت اختیار ہی جسکو جو چاہین بنا دین۔ غیر اقوام و مذاہب کے محققین اسے کیون ماننے لگے۔ ہون گے تو آپکے فاروق اعظم وہ کیون ماننے لگے۔ امتیاز و اعزاز مسلّمہ ہونے چاہیے اور اُنھین پر اظہار مفاخرت صحیح ہوتا ہی مثلاً۔ حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ کے شاہزادیان ہونے مین کسیکو بھی عذر و کلام نہین۔ نہ اہل اسلام کو اس سے انکار ہے اور نہ غیر اقوام کو بخلاف انکے حضرت عائشہ اور حفصہ کے جب نام لیے جائینگے تو وہ صاف صاف کہدینگے۔ یہ کہان کی شاہزادیان آئین؟ ہم کیا جانین صدیق اکبر کون تھے؟ اور فاروق اعظم کون؟۔

خیر ہم اس مقام پر اس بحث کو کہ اصلی صدیق اکبر اور حقیقی فاروق اعظم زبان رسالت نے

کسے کہکر بتلایا ہی۔ اٹھانا نہین چاہتے اور تھوڑی دیر کے لیے حضرت عائشہ اور حفصہ کو دو سارے عرب کے بڑے گھرون کی صاحبزادیان بھی تسلیم کر لیتے ہین تو کیا فائدہ ہا جو واقعات زیر بحث ہین ان مین ان دونون خواتین کی ایسی اخلاقی کمزوریان ثابت ہوتی ہین جنکی وجہ سے انکا شمار ادنی کے نسوانی طبقات مین کیا جائیگا آپکا یہ مقصد کہ بشریت کے اقتضاء سے ان مین منافست بھی تھی اور حریف کے مقابلہ مین اپنے رتبہ اور شان کا بھی خیال رہتا تھا۔"

اگر یہ تصریح حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کی نسبت تو صحیح ہے۔ اسلیے کہ ان تمام واقعات کی مخاطب اصلی یہی ہین مگر آپ تو اس کو سخت مغالطہ دہی کے طریقہ سے تعمیم کے خاص پیرایہ مین لکھتے ہین جسے دیکھکر دیکھنے والے سمجھ جائین کہ آنحضرت صلعم کی تمام بیبیان جنکے نام آپنے خاص کر اپنی مغالطہ دہی کی ضرورت سے لکھے ہین۔ ان عیوب مین مبتلا تھین۔ آپکا تمام ازواج کو شامل کرنا تمام مسلمانون کو الفاظ وارشاد قرآنی کے خلاف دھوکا دینا ہے جیسا کہ بہت جلد آگے بیان ہوتا ہے۔

آپ کا یہ بیان کہ (ازواج) کو ہر ایک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو شدید محبت تھی وہ سایہ ترا نمی پسندم۔ کے حد تک پہونچی ہوئی تھی۔

رقابت کے فطرتی شائبہ محبت کے اعتبار تک تو صحیح ہے لیکن عام محبت کی حقیقت کو نہین ثابت کرتا اسمین تعمیم کا طریقہ بھی غلط ہے تخصیص چاہیے جنکی تھی انکو تھی جنکو نہین تھی انکو نہین تھی۔ اگر آنحضرت صلعم کے ساتھ سب کو محبت شدید بدرجہ مشاہدہ ہوتی تو اتنے بڑے طول وطویل داستان ناقابل بیان اور قضیہ نامرضیہ کی نوبت ہی کیون آتی۔ شبلی صاحب غضب کی جرأت کرتے ہین کہ تمام سیرت وتاریخ۔ تفسیر وحدیث کی مرویات کے خلاف واقعہ ایلاء مین حضرت عائشہ وحفصہ کے ساتھ حق ناحق ازواج کو شامل بتلاکر خواہ مخواہ خدا کے گنہگار بنتے ہین۔

اسکے بعد آپ اس واقعہ کو اپنی خود غرضانہ ضرورت سے اپنے خاص الفاظ مین اختصار کے ساتھ لکھتے ہین۔

لیکن ہم اُسی کو تسلیم کرکے لکھتے ہین کہ مسلمان تو مسلمان غیر اقوام ومذاہب کے سنجیدہ اور فہمیدہ اشخاص اس قصہ کو آپ ہی کے الفاظ مین حضرت عائشہ اور حفصہ کی ان عیارانہ تدبیرون اور حیلون کی تفصیل کے ساتھ پڑھکر۔ اگرچہ وہ سوتیاڈاہ (رقابت) ہی کے سبب سے کیون نہو کیا تعجب نکرینگے کہ رسول اللہ صلعم کے ایسے اشرف اولاد آدم رحمت عالم اور اخلاق مجسم کی گھر کی بیبیان ایسی ایسی حیلہ سازیون اور خرمستی بازیون مین مشاق تھین کہ انکو نہ جھوٹ بولنے مین کوئی تامل تھا اور نہ اپنے مقدس شوہر کے خلاف سازش کرنے مین

شرم تھی اور نہ اُس پر اتہام لگانے مین حجاب ان ھذا لشیٔ عجاب

علامہ عینی نے ان مشکلات کا حضرت عائشہ کی کمسنی کی بنا پر۔ عذر بدتر از گناہ نکالا ہے جسکو آپنے خود مسترد فرما دیا ہے اسلیے مجھکو اُسکی نسبت لکھنے کی ضرورت نہین مگر اتنی یاد دہانی ضرور ہے کہ عینی صاحب حضرت حفصہ کے لیے کچھ بھی نکر سکے آپ نے عینی صاحب کا جواب مسترد فرما کر اسواقعہ پر جو روشنی ڈالنا چاہی ہے اُسکے الفاظ یہ ہین۔

ہمارے نزدیک مغافیر کے پھولون کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہین تھی تمام روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لطیف المزاج تھے اور رائحہ کی ذراسی ناگواری کو برداشت نہین کر سکتے تھے۔ مغافیر کی پھولون مین اگر کرختگی[1] ہو تو تعجب کی بات نہین۔

شبلی صاحب یہ سب کچھ صحیح کہ جناب سرور کائنات صلعم لطیف المزاج تھے اور رائحہ کی ذراسی ناگواری کو برداشت نہین کر سکتے تھے یعنے بدبو سے متنفر۔ خوشبو کے شایق۔ مغافیر کے پھولون مین کرختگی ہوتی ہے لیکن شبلی صاحب یہ سمجھ مین نہین آتا۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک مغافیر کے پھولون کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہین۔ کیسے صحیح مانا جا سکتا ہے۔ ہم اکیلے نہین بلکہ خود آپ کے مرقومہ الفاظ۔ آپ کے تمام علماء اہل علم کتابین پکار رہی ہین کہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ جیسا کہ آپکے یہ خاص الفاظ بتلا رہے ہین ملاحظہ ہو۔

حضرت عائشہ کو رشک ہوا۔ حضرت حفصہ سے کہا کہ رسول اللہ صاحب ہمارے یا تمھارے گھر مین آئین تو کہنا چاہیے کہ آپ کے مُنھ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔"

کہیے شبلی صاحب۔ واقعیت کیا کہتی ہے حقیقت کیا بتلا ہے۔ رسول اللہ صلعم زینب کے یہان سے شہد پیکر آئے تھے یا مغافیر کے پھولون کا شربت۔ اگر صرف شہد پیکر آئے تھے جیسا کہ آپ اور آپکے تمام علماء لکھکر بتلاتے ہین تو آپ کی صدیقہ حضرت عائشہ جھوٹ بولین اور آپ بھی انکی برارت مین صریح جھوٹ بولے۔ اگر واقعی مغافیر کا شربت پیکر آنا ثابت ہے تو البتہ حضرت عائشہ کا قول اور آپ کی تاویل دونون صحیح ہین لیکن اسی کے ساتھ یہ مشکل آپڑتی ہے کہ بقول آپ کے اگر مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہین تھی۔ صحیح ہے تو پھر رسول اللہ صلعم کی یہ ناراضی اور ناگواری اور خداوند عالم کی اعانت و مددگاری کی طول و طویل تفصیل جو قرآن مجید کے ایک خاص سورہ مین مذکور ہے۔ بالکل بلا وجہ اور محض بے ضرورت ہو جاتی ہے وان ھذا ابعد الابعاد

---

[1] کرختگی۔ بدبو کی تعلیل بالمعنی ہے۔ مگر شبلی صاحب مغافیر کے اصل معنے کو کیا کرینگے جو ایک بدبودار پھول ہوتا ہے جسکو ہندوستان مین اندرائن کہتے ہین۔ المؤلف

Presented by Ziaraat.Com

شبلی صاحب کی ناحق کوشی اور حقیقت سے چشم پوشی - آخر کہان تک مغافیر کی نسبت تو آپ نے مغالطہ دیکر جھوٹ کو سچ بنانے کی کوشش کی لیکن ایلا کرنے اور سازش کرنے کی نسبت آپ سے بھی کچھ نہ چلی آخر چار و ناچار آپ کو بھی اس جرم کا اقرار کرنا ہی پڑا آپ کے الفاظ یہ ہین -

البتہ ازواج کا ایلا کرنا بظاہر محل اعتراض ہو سکتا ہے - ،، کمال افسوس ہے کہ اس اعتراف مین بھی آپ نے پھر عام مغالطہ دہی سے کام لینا چاہے اور ازواج کا لفظ عام لکھکر اسکی عمومیت سے بیجا فائدہ اُٹھانا چاہا ہے آپ ابتداہی سے اس بحث مین بار بار عام مغالطہ دہی کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتے ہین اور ہم ہر ایک مقام پر آپ کی اُن مغالطون کا انکشاف کرتے آتے اور بتلاتے آتے ہین کہ اس واقعہ مین سازش تھی - ایلا تھا - تہمت تھی - الزام تھا اور اتہام تھا وہ صرف حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا چنانچہ آپ کے خاص الفاظ و عبارت سے ہم صرف انھین دونون خواتین کی صلاح و مشورۃ اور حیلہ و تدبیر اوپر لکھ آئے ہین پھر آپ ایسا مجمل اور مبہم لفظ کیون لکھتے ہین ؟ اور ایسا خلاف واقع بیان کیون کرتے ہین ؟ جو دیگر ازواج رسول مقبول صلعم کے شمول پر بھی محمول ہو سکتا ہے - آپ اگر حقیقت نگار محقق اور غیر جانبدار مورخ ہین تو تخصیص کر کے لکھتے انصاف اور اظہار حق کے تو یہ معنی ہین کہ مجرمین مخصوصین کے نام لکھدیجئے کہ واقعیت عام ہو جائے - مگر نہین آپ نے اپنی کمال حیلۃ القلمی اور ذو جہتی کی ترکیب سے ازواج کا مجمل و خاص لفظ رکھا ہے - جو دو سے لیکر دو ہزار ازواج کے لیے بھی مستعمل ہو سکتا ہے - اور مدعا یہ ہے کہ جب تعریض کرنے والے آپ پر اعتراض کرین تو آپ صاف صاف کہکر نکل جائین کہ ازواج کا لفظ انھین دونون خواتین کی نسبت آیا ہے اور اگر کوئی اعتراض نکرے اور نہ پوچھے تو مطلب اول حاصل ہے دنیا سمجھے گی کہ اس جرم کی یہی دو خواتین مجرم نہین ہین بلکہ تمام ازواج قصور مین شامل ہین - انصاف سے فرمائیے - مؤلف کے لیے یہ کیسی شرمناک تحریر ہے - اسکے آگے لکھا گیا ہے -

اسی زمانہ مین یہ واقعہ پیش آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی راز کی بات حضرت حفصہ سے کہی اور تاکید کر دی کہ کسی سے نہ کہنا لیکن انھون نے حضرت عائشہ سے کہدیا اُسپر یہ آیت اُتری -

اذا اسر النبیؐ الی بعض ازواجہ	جبکہ پیغمبرؐ نے اپنی بعض بی بیون سے راز کی بات
حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ	کہی اور اُنھون نے فاش کر دی اور خدا نے پیغمبرؐ کو
عرف بعضہ عن بعض فلما نبأھا بہ	اسکی خبر کر دی تو پیغمبرؐ نے اسکا کچھ حصہ اُن سے کہا

Presented by Ziaraat.Com

قالت من انباك هذا اقال هذا اباءنی العلیم الخبیر	اور کچھ چھوڑ دیا پھر جب اُن سے کہا تو اُنھوں نے کہا آپ کو کس نے خبر دی پیغمبر نے کہا مجھکو خدائے عالم وخبیر نے خبر دی۔

شکر رنجیان بڑھتی گئین اور حضرت عائشہ وحفصہ نے باہم مظاہرہ کیا۔ یعنے دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ دونون ملکر زور ڈالین۔ اسپر حضرت عایشہ اور حفصہ کی شان مین یہ آیتین اُتریں۔ سیرۃ النبی

یہان سے شبلی صاحب نے گویا اپنی تمہید کی تفصیل مدعا شروع کی ہے اور آپ نے اپنی قلم آئیون سے اس واقعۂ ناشنوا کایون سلسلہ قائم کرنا چاہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناگواری کی ابتدا ازواج کے مطالبات توسیع نفقات کے معاملہ سے شروع کی ہے۔

یہ آپ کا ایسا دعوی ہے جسکی کوئی دلیل آپ نے پیش نہین کی ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے تو آپنے اسکی تفصیل کسی روایت سے دکھلائی ہوتی کہ فلان وقت اور فلان مقام پر ازواج مطہرات نے انفرادا یا اجمالا اپنے اپنے نفقات کی رقمین بڑھانے کے لیے رسول اللہ صلعم کو اسقدر تنگ کیا جو آپ کی ملالت خاطر کا باعث ہوا اور یہ آیت اتری۔ آپ نے اپنے اس دعوی کی تمہید کی تائید مین نہ کوئی ایسا واقعہ پیش کیا اور نہ کوئی روایت نقل کی پھر ازواج رسول پر اتہام نہین ہوا تو کیا؟ ہم عرض کرتے ہین کہ یہ مطالبات بھی انھین دونون خواتین کی طرف سے ثابت ہوتے ہین۔ جیسا کہ بہت جلد آگے بیان ہوتا ہے۔

آپ کا یہ لکھنا کہ یہ دونون (عائشہ وحفصہ) نے ملکر اسپر اتفاق کیا کہ دونون ملکر زور ڈالین خود آپ کی گذشتہ عبارت اقرار واعتراف کے خلاف ہے۔ آپ اوپر لکھ چکے ہین کہ اُن دونون کا اتفاق ہوئے معافیر کہنے کے لیے ہوا تھا۔ پھر یہان نفقہ کے اضافہ کے لیے کیسے ہوجائیگا ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ شبلی صاحب اپنی قلمکاریون کی تیاریون کے وقت آگے پیچھے کا بھی خیال رکھا کیجیے۔

اسکے آگے آپ نے یہ آیت لکھی ہے جو حضرت عائشہ اور حفصہ کی شان مین اتری ہے۔

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاهرا علیه فان اللہ هو مولٰه وجبریل وصالح المؤمنین والملئکة بعد ذلك ظهیرا	اگر تم دونون خدا کی طرف رجوع کرو تو تمھارے دل مائل ہوچکے ہین اور اگر ان (یعنے رسول) کے مقابلہ مین ایکا کرو تو خدا اور جبریل اور نیک مسلمان اور سب کے بعد خدا کے فرشتے رسول اللہ صلعم معین ومددگار ہین

اسکے بعد یون خامہ فرسائی فرمائی گئی ہے۔

حضرت عائشہ اور حفصہ نے جن معاملات کی وجہ سے انکار کیا تھا وہ خاص تھے۔

خیریت ہے اور بہت ہی غنیمت ہے کہ آپ نے اپنی تیار کردہ غلط بحث اور معجون مرکب کی اسقام پر صفائی کردی یہ آپ کی توفیق تو تھی ہی نہیں۔ بلکہ اصل واقعہ کی حقیقت تھی جو کسی سے چھپائے چھپی ہو نہ چھپے گی۔ اسقام پر کیا اس سلسلہ کے اکثر مقامات پر ایسے ہی حقیقت اپنا کام کرگئی ہے اور آپ اُسے چھپاتے ہی رہگئے ہیں۔ میں نے اُن مجلدات میں تمام ایسے مقامات پر آپ کو بتلادیا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ آپ اُسے کسیطرح چھپا ہی نہیں سکتے تھے اب دیکھیے کہ آپ ہی کے اقرار و اعتراف سے خود ثابت ہوگیا کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے جن معاملات میں ایکا کیا تھا وہ خاص تھے اور قرآن مجید میں اسی ایکے اور سازش کا مذکور ہے اور اسی ارتکاب جرم میں سورہ کا سورہ عتاب انگیز خطابات میں نازل فرمایا گیا ہے۔ تو اب آپ اور آپکے مؤیدین اور تمام انصاف پسند ناظرین بتلادیں کہ جب یہ جرم انھیں دونوں خواتین کے تھے اور یہ معاملات خاص انھیں کے تھے تو پھر دوسری ازواج مطہرات کو سمیٹنا اور انکی خانہ داری کی خفیف شکایتوں کو بھی اسی سلسلہ میں لپیٹنا کسی دیانت دار اور غیر جانب دار محقق کا کام ہوسکتا ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ اس اعتراف کے بعد بھی شبلی صاحب اپنی عادت خاص سے باز نہیں آتے اور اسی مغالطہ دہی کے قدیم طریقہ سے کام لیتے ہیں۔ اور حقیقتاً حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کی برات کے لیے سوائے ان حیلۃ القلمیون کے آپ کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ ہے اور نہ وسیلہ۔ چنانچہ اسکے بعد لکھا جاتا ہے

لیکن توسیع نفقہ کے تقاضہ میں تمام ازواج شریک تھیں۔

میں کہتا ہوں ہوا کریں۔ اس سے کیا۔ قرآن میں تو جو وہ فرد جرم قائم ہے وہ آپ کے اعتراف کے مطابق انھیں دونوں خواتین خاص کے متعلق ہے اور جو وجہ اور صورت بیان کی گئی ہے وہ آپکے اقرار کے موافق انھیں دونوں کا ایکا ہے۔ اور وہ ایکا بھی آپ ہی کی تحریر کے رو سے انھیں کے خاص معاملات تھے پھر اس تخصیص تفصیل و تشریح کے بعد توسیع نفقہ کے تقاضہ کا ذکر تعمیم۔ جو نہ کہیں قرآن کے ان آیات میں مذکور ہے اور نہ مسطور خواہ مخواہ بار بار بلا ضرورت سلسلہ بحث میں داخل کرنا۔ ایکی صریح مغالطہ دہی اور حضرت عائشہ و حفصہ کی کھلی کھلی جانبداری نہیں تو اور کیا ہے؟

اس سے بڑھکر تو قیامت کی تحریف آپنے اس آیت کے ترجمہ میں کی ہے صغت قلوبکما کے معنی لکھے ہیں۔ تمھارے دل مائل ہوچکے ہیں نہیں معلوم صغت کے یہ معنی معکوس آپ نے عربی کی کس لغت میں دیکھے ہیں صغت کے معنی بطور مسلمہ کج ہوجانے کے متقدمین سے لیکر متاخرین تک

Presented by Ziaraat.Com

سب نے لکھے ہین اور بتلائے ہین - ایک آپ ہی قرآن کے ترجمہ کرنے والے نہین ہین اور نہ عربی کی اُردو بن معنی بتلانے والے سب کو جانے دیجیئے - آپکے ہم ترانہ وہم نوا ہم خیال وہم ہوا شمس العلما حافظ نذیر احمد صاحب نے اس فقرہ قرآنی کا یہی ترجمہ کیا ہے - ملاحظہ ہون انکے الفاظ -

تم دونون نے کج رائی اختیار کی ہے قرآن مترجم بطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۹۹۵

اگرچہ یہ بھی لفظی ترجمہ نہین ہوا لیکن مفہوم درست وصحیح ہے آپنے تو ترجمہ مین صریح تحریف کی ہے - لفظ کے اصلی معنی ہی بدلدیے اور مطلب خداوندی ہی کو معکوس کردیا - غضب کی دلیری ہے اور قیامت کی جسارت

تو کاری زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی

لفظی ترجمہ یہ ہوا ٹیڑھے دل ہوگئے ہین تم دونون کے - آپ اسکی جگہ بتلاتے ہین - تم دونون کے دل مائل ہوچکے ہین -، معاذ اللہ مطالب قرآنی اور مقاصد ربانی کو سیدھے معانی کو اُلٹا کردیا اس انقلاب کا کہین ٹھکانا ہے - اور اس معصیت کی کوئی حد ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

شبلی صاحب کا اس آیہ کے اصلی مخاطب اور اُنکے عملیات کو لکھ لکھ کر مکر جانا اور اتنے اعتراف کے بعد پھر انحراف کرجانا بھی قابل تنقید ضرور ہے اسلیے کہ آپ ان ترکیبون سے ڈھکے پردے سارے ازواج کو اُسکے مفہوم مین سمیٹے لیتے ہین اور سلف صالحین سے لیکر اسوقت تک کے علما و محدثین کے مسلمات مطالب و معانی کے خلاف ایک جدا گانہ مطالب و معانی بتلانا چاہتے ہین - اب ہم آپ کو اُس آیہ کے معنی اور اُسکے مخاطب اصلی کی تصدیق خاص حضرت عمر کی زبانی، کھلا دیتے ہین - جسکے بعد ہمکو یقین ہے کہ پھر آپ کو یا آپکے مؤیدین ومعتقدین مین سے کسی فرد واحد کو اسکے غلط معنی لگانے پر آیندہ جرأت نہو سکے گی - دیکھیئے امام جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور مین صحیحین کے حوالہ سے اس آیہ کی تحت مین لکھا ہے

اخرج البخاری ومسلم وترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لم ازل حریصا علی ان اسأل عمر رضی اللہ عنہ عن مرأتین من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللتین قال اللہ تعالی بہما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما حتی حج عمر وحججت معہ فلما کان ببعض الطریق عدل عمر

بخاری - مسلم اور ترمذی وغیرہم نے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ مین ہمیشہ اس بات کو حضرت عمر سے دریافت کرنے کی خواہش رکھتا تھا کہ ازواج رسول مین سے وہ کون دو عورتین ہین جنکی نسبت اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ تم توبہ کرو تمھارے دل ٹیڑھے ہوگئے مگر موقع دریافت کرنیکا نہین ملتا تھا - اتفاقا ایک بار سفر حج مین میرا اور حضرت عمر کا ساتھ ہوگیا -

Presented by Ziaraat.Com

وعدلت معه بالاداوة فتبرز ثم اتى فصببت على يديه فتوضأ فقلت يا امير المومنين من المرءتان من ازواج النبيؐ اللتان قال الله تعالى لهما ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما فقال واعجبا لك يا ابن عباس هما عائشة وحفصة

(بحوالۂ احمدی ص۶۸)

واپسی کے وقت اثنائے راہ مین حضرت عمر حسب ضرورت پیچھے پھرے تو مین بھی انکے ساتھ ظرف آب لیے ہوئے پھرا حضرت عمر رفع ضرورت کے لیے گئے اور جب آئے تو مین نے اُنکے ہاتھون پر پانی ڈالا۔ اُنھون نے وضو کیا۔ اسوقت مین نے پوچھا یا امیر المومنین ازواج رسول صلعم مین وہ دو عورتین کون ہین جنکے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ توبہ کرو تم دونون کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہین حضرت عمر نے فرمایا کہ اے ابن عباس تعجب ہے کہ تم نہین جانتے ہو۔ وہ دونون عورتین عائشہ وحفصہ ہین۔

اس کے بعد شبلی صاحب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ازواج سے کنارہ کش ہوجانا پھر زخم ساق پاکی وجہ سے بالاخانہ پر تنہا نشین ہوجانا بیان کرتے ہین۔

ازواج سے مہینہ بھر علٰحدہ رہنے کا واقعہ تو مسلمہ ہے لیکن انھین دنون آپ کے ساق پاپر زخم لگنے کی روایت میری نظر سے نہین گذری اور آپنے حوالہ بھی نہین دیا۔ حاشیہ کی عبارت مین بھی صرف مشربہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی پر روشنی ڈالی گئی ہے اسلیے تا وقتیکہ اصل ماخذ کی عبارت نہ دیکھی جائے یہ معلوم ہونا دشوار ہے کہ آنحضرت صلعم حقیقتاً اُن دنون زخمی ہوے تھے یا نہین۔

اسکے بعد شبلی صاحب حضرت عمر کی پُر اثر اور دلچسپ نقل بیان کرتے ہین جسمین اُنکے ازواج کے طلاق کی خبر سُنکر اضطراب التہاب کی تفصیل ہے اور پھر بار بار کی التجائے بے انتہا کے بعد۔ خدمت رسالت مین اُنکی باریابی اور پھر عدم طلاق ازواج کا مژدہ سُنکر موصوف کی لاانتہا مسرت۔ آنحضرت صلعم کی ازواج کو معافی اور بالاخانہ سے آنحضرت صلعم کی تشریف آوری قلمبند ہے۔

قبل اسکے کہ ہم اس واقعہ مین حضرت عمر کے عملیات پر نظر ڈالین ہم اسواقعہ کی ابتدائی حصہ پر روشنی ڈالنا چاہتے ہین جس سے آپنے اصل معاملہ پر روشنی پڑنے کا یقین کیا ہے۔ ہمکو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ایسے کیون لکھا؟ کیونکہ یہ واقعہ آپکے بعید مطلب نہین ہوتا۔ اسلیے کہ اسکی تفصیلات سے آپکے اس مختار کی کہ ایلاء کے اسباب وقوع مین سب ازواج تھوڑی بہت شریک تھین اور قریب قریب سب خدمت رسولؐ مین شوخی اور گستاخی سے مخاطبہ ومکالمہ کرتی تھین۔ پوری تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ ابتدائی حصہ واقعہ سے تو صرف حضرت حفصہ کی شوخ طبعی اور تیز کلامی کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ اُنکے والد ماجد اپنی زوجہ سے صاحبزادی کی گستاخیون کی خبر پاکر

Presented by Ziaraat.Com

اُسکے پاس خود جاتے ہین اور حقیقت حال بیان فرماتے ہین - صاحبزادی خود اقرار کرتی ہین - آپ خود انکے بیان کو ان الفاظ مین بیان کرتے ہین -

حضرت عمر کا بیان ہے کہ مین حفصہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا تو واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رات بھر روٹھی رہتی ہے - حفصہ نے اقرار کیا - مین نے کہا تجھکو یہ خیال نہین کہ رسولؐ کی ناراضی خدا کی ناراضی ہے بخدا رسول اللہ صلعم میرا نیاں کرتے ہین ورنہ تجھکو طلاق دیچکے ہوتے -

والدین کی زبانی اور خود حضرت حفصہ کے اعتراف سے خدمت رسولؐ مین اُنکی شوخیان اور گستاخیان ثابت ہین اور روٹھنے اور مُنھ پھُلا کر بیٹھ رہنے کی تنگ مزاجیان اُنکے ساتھ ملا لیجائین تو ثابت ہوجاتا ہے کہ ان تمام ناگفتہ بہ واقعات کا باعث فساد کون ہے؟ وہی حفصہ! انکے ساتھ حضرت عائشہ کی مشارکت نے سونے مین سُہاگہ کا کام دیدیا اور باہمی دونون کی مشارکت و مشورت نے اس دائرہ فساد اور نائرہ عناد کو وسعت دیکر صاف صاف ایکے اور سازش کی پُرخطر صورت قائم کردی جسکی تنبیہ و تفصیل خطاب باری عزاسمہ کو بآخر قرآن مجید مین فرمانی ہوئی، چونکہ سب جانتے تھے کہ صرف حضرت حفصہ کی سوء مزاجی سے یہ بات بڑھی ہے اور یہ فساد اُٹھا ہے اس لیے حضرت عمر پر یہ اضطرابی حالت اور انتہائی کیفیت خاص طاری تھی جیساکہ موصوف کا بار بار خدمت رسولؐ مین جانا - اذن حاضری مانگنا - غیر ماذون ہوکر مایوسانہ طریقہ سے مسجد مین واپس آنا - پھر مضطرب ہوکر وہان سے دولت سرا سے نبوت پر جانا - خود اُنکی زبانی نقل فرمایا - اسی سے ہر شخص بآسانی سمجھ لیگا کہ بخلاف اور صحابہ کرام کے - صرف آپ ہی کو اس خبر طلاق ازواج کی کیون فکر پڑی تھی - اور کیون اتنا تردد و انتشار لاحق حال تھا؟ اسکی وجہ وہی حضرت حفصہ کا خاص النحاص باعث فساد ہونا - اور اسکی اہمیت کو وہ خاص طور پر خود جانتے تھے - چنانچہ بقول شبلی صاحب کے وہ خود حفصہ کے مُنھ پر کہہ چکے تھے کہ رسول اللہ صلعم کو تو صرف میرا خیال ہے ورنہ تجھے طلاق دیچکے ہوتے - جب حضرت عمر خود اپنی زبانی صاحبزادی کی یہ شناخوانی فرماتے ہین تو اب مجھکو یا کسی دوسرے کو اسکے متعلق زیادہ تشریح کی ضرورت نہین -

اب ہم حضرت عمر کے خاص عملیات پر نظر ڈالتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اس امر خاص مین جناب کا منصب تو بہت ہی نازک تھا - کیونکہ ایک طرف لڑکی تھی تو ایک طرف داماد - داماد بھی کون؟ جسکی اطاعت و فرمانبرداری کا قلادہ آپکی گردن مین تھا - اگر لڑکی کی محبت زنجیر پا تھی تو داماد کیطرف سے اطیعوا الرسول کی ہتکڑی لگی تھی - ایسی حالت مین جناب کو سوائے سکوت کے اور کچھ بھی نکرنا تھا - اس موقع پر آپ کو حضرت

Presented by Ziaraat.Com

ابوبکر کے طرز عمل کی تقلید ضروری تھی۔ دیکھیے وہ بزرگوار۔ باوجودیکہ انکی صاحبزادی حضرت عائشہ بھی اسی مرض مین مبتلا تھین۔ مگر جناب موصوف معاملہ کی نزاکت۔ واقعہ کی رکاکت اور اپنے منصب کی خصوصیت کو سمجھکر خموش بیٹھے رہے جیساکہ جناب خود چشم دید فرماتے ہین کہ مسجد مین دیگر صحابی کے ساتھ بیٹھے ہوے رو رہے تھے اور حقیقتا اسکے سوا اور کر ہی کیا سکتے تھے لیکن انکے طرز عمل کے خلاف آپ ادھر سے اُدھر وارفتہ و سرگشتہ پھر رہے تھے ؎ جب درد نہین سر مین تو درد سری کیسی۔

ہم نے عرب کے قدیم و جدید تمدن اور معاشرت کے احوال مین کسی مرد شریف کو زن و شو کے خاص معاملات مین عام اس سے کہ وہ اپنی بیٹی اور داماد ہی کیون نہون ایسی مضطربانہ مداخلت کرتے ہوئے نہ دیکھا ہی۔ نہ پڑھا ہی۔ نہ سُنا ہے حضرت عمر نے اس بیشیرانہ مداخلت پر اتنی جرأت کرلی کہ حضرت ام سلمہ سے بھی دریافت کرنے چلے گئے لیکن اُس مشہور غیور محترمہ نے۔ گربہ کشتن روز اول کے ان اصول پر اسی وقت ان سے ڈانٹ کر کہدیا۔ عمر۔ تم ہر معاملے مین دخل دیتے دیتے اب رسول اللہ ؐ اور انکے ازواج کے معاملات مین بھی دخل دینے لگے۔ یہ سُنکر حضرت عمر خموش ہوگئے اور چلے آئے۔ سیرۃ النبی جلد اول

حضرت عمر کی اس بیشیرانہ اور وارفتارانہ مداخلت کے ثبوت مین ایک یہی واقعہ کافی ہے جسکے ام المومنین حضرت ام سلمہ کا پایۂ اعتبار تو بہت ہی عالی ہے ایک معمولی درجہ کا شریف شخص بھی پسند نکریگا اگر آپ کی اس مداخلت بیجا مین جواز کا کچھ بھی جزء ہوتا۔ یا مناسبت و موزونیت کا کوئی پہلو ہوتا تو حضرت عمر کے ایسا آدمی ایک عورت (ام سلمہ) کی ڈانٹ سے نہ بھاگ جاتا۔ ان سے نہین تو دوسری ازواج کے پاس جاتے اور پوچھ آتے آپ کی اس موقع پر خاموشی اور گریزپائی اس امر کی کافی دلیل ہے کہ جناب موصوف اپنے طرز عمل کی کمزوری کو خود سمجھ رہے تھے۔

شبلی صاحب یہان بھی اپنی خود غرضانہ مغالطہ دہی سے نہ چوکے۔" آپنے حضرت ام سلمہ کی اس زجر و توبیخ کو ایسے الفاظ و عبارت مین بیان کیا ہی کہ نعوذ باللہ۔ محترمہ موصونہ کے اوپر بھی اس امر مین شرکت کا شبہہ پیدا ہوجائے کیونکہ ابتدا ہی سے آپ اس واقعہ مین کسی نکسی طرح تمام ازواج کو شامل کرنیکی کوشش فرما رہے ہین اور ہم نے ان تمام مقامات پر جہان جہان اس مغالطہ دہی سے کام لینا چاہا ہے۔ آپ کی ان قلمکاریون کی تردید و تنقید کردی ہے۔ اسی طرح پھر آپ کو لکھکر تبلائے دیتے ہین کہ تا وقتیکہ قرآن مجید سے آپ کسی کی ضمیر جو مخصوص دو عورتون کی تخصیص پر شاہد ہے۔ مجنونہ فرمائین گے آپ کی یہ ترکیب نہ چلے گی اور کوئی سچا مسلمان آپکے اس سفید جھوٹ کو نہ مانے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

اسکے بعد شبلی صاحب نے آیہ تخییر لکھکر گویا اس قضیۂ نامرضیہ کو (گو نا کمل ہی سہی اور غیر مفصل) ختم فرمادیا ہے۔ آیۂ تخییر یہ ہے۔

یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا۔	اے پیغمبر اپنی بی بیون سے کہدو کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور دنیا کا زیب و آرائش مطلوب ہے تو آؤ مین تمکو رخصتی جوڑے دیکر بطریق احسن رخصت کردون اور اگر خدا اور خدا کا رسول اور آخرت مطلوب ہے تو خدا نے اپنے نیکوکار بندون کے لیے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔

اس آیت کو لکھکر آپ اس واقعہ ناگفتہ بہ کو مفصلۂ ذیل عبارت مین تمام کیے دیتے ہین

اس آیت کے رو سے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرمادین کہ دو چیزین تمھارے سامنے ہین دنیا و آخرت اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ ہم تمھین رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کردین اور اگر تم خدا و رسول اور ابدی زندگانی چاہتی ہو تو خدا نے نیکوکارون کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے مہینہ ختم ہو چکا تھا آپ بالاخانہ سے نیچے اُترے اور چونکہ ان تمام معاملات مین حضرت عائشہ پیش پیش تھین انکے پاس تشریف لیگئے اور ارشاد الٰہی سے مطلع فرمایا اور اُنھون نے کہا کہ مین سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہو تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب دیے

سیرۃ النبی جلد اوّل

چلو قصہ ختم ہوا۔ مگر بات اتنی رہجاتی ہے کہ دیکھنے والے اور پڑھنے والے دیکھکر اور پڑھکر سمجھینگے اور سمجھکر پوچھینگے کہ سورۂ تحریم جس کا نزول ۹ھ ہجری مین ہوا اُسکے تصفیہ اور صلح جانبین کی خبر اور اُسکا حکم سورۂ احزاب سے دکھلایا جاتا ہے جو اوائل ۷ھ ہجری مین نازل ہوا تھا تو گویا واقعہ سے پہلے حکم واقعہ لکھکر رکھ لیا گیا تھا اسکا کوئی جواب نہین ہو سکتا سواے اسکے کہ جمع قرآن کی بے ترتیبی پیش کیجائے لیکن یہ ترکیب ایک نہ شد دو شد کی صورت مین حضرات جامعین قرآن پر عموماً اور حضرت عثمان پر خصوصاً سخت الزام لائے گی اور عیسائی معترضین کو ایک دوسرا پہلو اعتراض کا بتلائے گی

ہم جانتے ہین کہ یہ شبلی صاحب کی ایجاد یا خاص طبعزاد نہین بلکہ بہت قدیم ترکیب ہے جو بڑے غور و خوض کے بعد بڑے بڑے بیتا کار۔ عاقبت بین اور مآل اندیش محدثین نے حضرت حفصہ و عائشہ کی تعذیب کو

Presented by Ziaraat.Com

تخییر کے درجۂ تعدیل تک اُٹھا رکھنیکی غرض خاص سے عمل مین لائی گئی ہے اور حقیقتاً یہ ترکیب وترتیب عملی صورت مین نہ لائی گئی اور احزاب کی آیت تحریم کی آیت نہ ٹھہرائی جائی تو ان دونون خواتین کی بدنامی ملکی ہو ہی نہین سکتی تھی۔ اس ضرورت ومجبوری سے آپ کے محدثین نے یہ ترکیب نکالی

سواد اعظم اہلسنت کے محدثین تو اس بے جوڑ قافیہ والے نظم استدلال کے موافق اس آیت کو حضرت عائشہ اور حفصہ کی حمایت ومدافعت الزام مین سپر بناتے ہین لیکن جب اُنکے سوا اسلام کے دوسرے فرقوں کی کتابون مین اس آیت کی شان نزول وحقیقت حال تلاش کیجاتی ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے اسکو کوئی واسطہ نہین ہے بلکہ اس آیہ تخییر کا نزول اس واقعہ سے تقریباً دو برس پہلے ہو چکا ہے جسکی واقعیت اور کیفیت اس آیۂ وافی ہدایہ کی سیاق عبارت سے بالکل مطابق پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حیاۃ القلوب جلد دوم مین ہے۔

علی ابن ابراہیم روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول از جنگ خیبر مراجعت نمود وگنج ابی الحقیق بدست آنحضرت آمدہ بود زنان آنحضرت صلعم گفتند کہ آنچہ یافتی ازین غنیمت بما بدہ۔ فرمود کہ قسمت کردم ہمہ را درمیان مسلمانان چنانچہ حقتعالیٰ امر کردہ بود پس زنان بغضب آمدند و گفتند شاید تو گمان می بری کہ اگر ما را طلاق بگوئی ما کفو خود را از قوم خویش نخواہیم یافت کہ ما را تزویج نمایند پس حقتعالیٰ غیرت نمود برای پیغمبر خود وامر نمود آنحضرت صلعم را کہ از ایشان کناره کند و در غرفہ مادر ابراہیم ساکن شود پس حضرت از ایشان اعتزال نمود در غرفہ مادر ابراہیم کہ در نزدیک مسجد قبا واقع است ساکن شد تا زنان حائض شدند یعنی یک ماہ پس حقتعالیٰ این آیہ تخییر فرستاد یا ایہا النبی قل لازواجک الخ پس چون آنجناب این آیہ را خواند اول مرتبہ ام سلمہ برخاست و گفت من اختیار کردم خدا و رسول و آخرت را بر دنیا پس بعد از و ہمہ برخاستند و دست در گردن حضرت

علی ابن ابراہیم سے مروی ہے کہ جب حضرت رسولخدا صلعم جنگ خیبر سے واپس ہوئے اور ابی الحقیق رئیس خیبر کی دولت آپ کو دستیاب ہوئی تو آپ کی ازواج نے آپ سے عرض کی کہ اس مال غنیمت سے کچھ ہمین بھی دیا جاے آپنے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ملا تھا وہ حکم خدا کے موافق مین نے تمام مسلمانون پر تقسیم کر دیا اسپر آپ کی ازواج کو بہت ملال ہوا اُن لوگون نے جواب مین کہا کہ شاید آپکا یہ گمان ہے کہ اگر آپ ہمکو طلاق دینگے تو ہمارے قبیلہ مین سے کوئی دوسرا شخص نکاح کرنے کے لیے ہمکو نہین ملے گا۔ انکا یہ کلام شان رسالت کی غیرت کے لحاظ سے جناب احدیت کو بہت ناگوار ہوا اور جناب رسولخدا صلعم کو حکم ہوا کہ ازواج سے کنارہ کشی کیجاے اور مادر ابراہیم کے غرفہ مین سکونت اختیار فرمائی جاوے اس حکم کے موافق آنحضرت صلعم نے غرفہ مادر ابراہیم مین جو مسجد قبا کے نزدیک واقع تھا سکونت اختیار کی یہانتک کہ ازواج کو ضرورت نسائیہ لاحق ہوگئی یعنے ایک ماہ کامل مدت تمام ہوگئی تو آیت تخییر نازل ہو گئی

آورد ندو ہمہ انچہ ام سلمہ رض گفتہ بود گفتند پس حق تعالیٰ حکم فرستاد تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ یعنے دور میگردانی وطلاق میگوئی ہر کہ را کہ میخواہی از ایشان وپناہ میدہی وبر نکاح میگذاری ہر کرا کہ میخواہی پس حق تعالیٰ خطاب کرد زنان آنحضرت صلعم را یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا یعنے اے زنان پیغمبر ہر کہ از شما ایتان کند بگناہ بسیار۔ برابر رسوائی دو چندان می شود عذاب او و این طور عذاب کردن بر خدا تعالیٰ بسیار سہل است و ہر کہ قانت ومطلع گردد از شما برائے خدا و رسول وعمل شائستہ بکند عطا میکنیم مزد او را با و مہیا میکنیم برائے او روزی نیکو۔ ص ۵۷۳

دینے کہدو اے پیغمبر اپنی بی بیون سے کہ اگر تمکو دنیا و عیش و امطلوب ہے تا آخر آیہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ تلاوت فرمایا تو سب سے حضرت ام سلمہ رض کھڑے ہوکر عرض کی کہ مین نے خدا و رسول کو دنیا پر ترجیح دیکر اختیار کیا اسکے بعد پھر تمام ازواج نے آپکے گلوے مبارک مین ہاتھ ڈال کر وہی کہا جو ام سلمہ رض نے کہا تھا۔ پھر خدا نے یہ حکم بھیجا کہ اے رسول اپنی بی بیون مین سے جسے چاہو اُسے طلاق دیدو اور جسکو چاہو اسے اپنے نکاح مین باقی رکھکر اپنی پناہ ومحافظت مین باقی رکھو اسکے بعد ازواج کو خاص طور پر یون خطاب تاکیدی فرمایا گیا۔ اے زنان پیغمبر ہر کہ از شما ایتان کند (یاد رکھو) اے ازواج رسول اگر تم مین سے کوئی عورت گناہ فاحش کی مرتکب ہوگی تو اسکو آخرت مین دوگونہ عذاب دیا جائے گا اور یہ عذاب دینا خدا کے لیے بالکل سہل و آسان ہے۔ اور تم مین جو خدا و رسول کی مطیع رہیگی اور نیک اعمال بجا لائیگی ہم اُسکو دوگونہ اجر عطا فرمائینگے اور اُسکے لیے نیک روزی بھی مہیا کرینگے

ہم نے اس روایت کو شیعہ کتاب سے لکھا ہے لیکن تفاسیر اہلسنت کے مرقومات سے ملاکر۔ محدثین اہلسنت نے اپنی مرقومہ بالا خود غرضی سے اسکی شان نزول کو واقعہ تحریم کے متعلق بتلایا ہے شبلی صاحب نے تقلید اُنھین کے مختار کو نقل فرمایا ہے حالانکہ واقعیت اور موقع نزول دونون اعتبار سے بالکل خلاف ہے، واقعیت سے اسطرح خلاف ہے کہ سورۂ تحریم مین آنحضرت صلعم کی نسبت کسی شے کے حرام کر لینے کا ذکر ہے جو آپنے اپنے ازواج کی خاطر سے حرام کر لی تھی یا حرام کر لینی منظور فرمائی تھی۔ اس آیہ تخییر مین حرمت حلت شے کا کوئی ذکر ہی نہین صاف صاف توسعۂ آذوقہ اور اضافۂ نفقہ کیطرف اشارت خاص ثابت ہے جو کسی انصاف پسند محقق کی نگاہ سے پوشیدہ نہین رہ سکتی۔ وقت نزول کے اعتبار سے یون خلاف ہے کہ آیہ تحریم سنہ ۷ کے اوائل مین نازل ہوا ہے اور آیہ تخییر باتفاق جمہور غزوہ

Presented by Ziaraat.Com

بنی المصطلق کے بعد اور واقعۂ افک کے قریب ۶ھ ہجری مین نازل ہوا ہے ۵ بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔
بشلی صاحب بھی اس واقعہ کو جانتے ہین۔ چنانچہ اپنی عبارت حاشیہ صفحہ ۱۰۱ مین چھپے ڈھنکے یون تحریر فرماتے

بالاخانے کے لیے احادیث مین مشربہ کا لفظ آیا ہی مشربہ کے نام سے زیادہ تر
مشربہ ام ابراہیم (ماریہ) مشہور ہے۔ اس سے بعض لوگون کو یہ شبہہ ہوا ہی
کہ یہ وہی بالاخانہ تھا۔ لیکن یہ قطعی غلط ہی مشربہ ام ابراہیم مدینہ سے باہر واقع تھا

روایت مذکورہ بالا مین غرفۂ ام ابراہیم کا مسجد قبا کے نزدیک جو مدینہ کے بالائی حصہ مین ہی واقع ہونا صاف صاف لکھا ہی مگر شبلی صاحب ایسے کیا ہین جو اس مشربہ یا غرفہ مین آپ کی عزلت گزینی کے حالات لکھکر اپنے اسلاف کی قلمکاریون کی قلعی کھولین لیکن ؎ عاقلان را اشارہ کافیست۔ ایک سمجھدار شخص آپ ہی کی تحریر سے اتنا تو ضرور سمجھ جائیگا کہ اس غرفہ (ام ابراہیم) پر بھی آپ کی عزلت گزینی کا ایک زمانہ اور موقع گذر چکا ہی تب بھی آپ لکھتے ہین کہ اس سے بعض لوگون کو شبہہ ہوا ہی کہ یہ وہی بالاخانہ تھا۔ اب انصاف پسند ناظرین اور حقیقت امر کے محققین روایت مذکورۂ بالا کی مطابقت اور اُنکی مناسبت کو شبلی صاحب کی اس مبہم اشارت سے یکجا و مقابل کر کے خود سمجھ لین کہ حقیقت اور واقعیت کیا ہے اور دنیا کے خود غرضون نے مہان کا جوڑ کہان ملایا ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین۔

اسی سورۂ تحریم مین اندونون ازواج رسولؐ کو ان تتوبا الی اللہ کی تاکید کے بعد دوبارہ ان غیرت انگیز الفاظ کو بطور تہدید یاد دلایا جاتا ہے۔

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۔

پیغمبر اگر تم (عورتون) کو طارق دیدین تو عجب نہین کہ اُنکا پروردگار اُنکے لیے تمھارے بدلے مین تم سے بہتر بیبیان بہم پہونچادے فرمانبردار ایماندار نمازی (خدا کی جناب مین) توبہ کرنیوالیان (عبادت گزار روزہ دار بیوہ مین اور کنواریان ترجمہ شمس العلما حافظ نذیر احمد ص ۸۹۵

لیکن شبلی صاحب نے اس خطاب قرآنی کو نہین لکھا۔ حالانکہ اسکے اوپر والے حصہ کو لکھا ہی لیکن یہ آخر کے تمام فقرات چھوڑ دیے۔ معاذ اللہ نقل کلام الٰہی مین یہ قطع و برید شبلی ہی صاحب کی جرأت کر سکتی ہے۔

اصل سورۂ تحریم آیۂ مذکورہ مین حکم تخییر کی جگہ یہ خطابات تہدید و تنبیہ تو البتہ مذکور ہین جو آپ نے بالکل قلم انداز فرما دیے اسلیے کہ بات جہانتک چھپی رہے بہتر ہے اس جگہ پر آپنے بڑی دلیری و جسارت سے لکھدیا کہ آپ بالاخانہ سے اتر آئے اور عام باریابی کی اجازت ہوگئی۔ کیسے کہ قدر واقعیت سے دور ہے اور لغویت سے

قریب اگر یون لکھے ہوتے کہ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ احزاب کی نازل شدہ آیت تخییر تلاوت فرماکر اونکو گذشتہ واقعہ یاد دلایا تو خیر کچھ معنی نکلتے اور کچھ بات بنتی۔ لیکن آپ نے تو حقیقت سے علیحدہ ہوکر ایسی بات بگاڑ دی کہ ؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے۔

اسکے بعد شبلی صاحب نے وہی ابتدائی قصہ ایلا جس کا ذکر عبارت مذکورۂ بالا مین ہوچکا ہے۔ نقل کرکے قدیم و جدید واقعات کا جوڑ ملا دیا ہے۔ اور مسلمانون کی عام مغالطہ دہی کی غرض سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جس طرح اوس بار ایلا کا قصہ طے ہوچکا۔ ویسا ہی اس بار بھی۔

لیکن حق پوشی اور ناحق کوشی مین اطمینان کہان۔ اور سکون و استقرار کب ہوتا ہے۔ اسلیئے اس قصہ کو تمام کرنیکے بعد بھی آپ کی تشفی خاطر نہین ہوئی۔ اور کیسے ہوسکتی ہے؟ استدلال غلط۔ دعاوی واقعیت سے خلاف سلسلۂ بیان بالکل نامربوط۔ طریقہ استناد مجہول اور غیر مضبوط۔ اس بنا پر پھر بار دیگر قوت استدلالیہ اور زور استنادیہ فراہم کرنے کی ضرورت واقع ہوئی اور اوسکے لیئے حرکت مذبوحی عمل مین لائی گئی۔ لیکن جون جون آپ اسکی تفصیل و تصریح کو بڑھاتے گئے۔ راہ استدلال مین ٹھوکرین کھاتے گئے۔ تفصیل آگے آتی ہے۔

اسکے بعد پھر یون سلسلۂ تفصیل اوٹھایا گیا ہے۔

ایلاء۔ تخییر۔ مظاہرہ حفصہ و عائشہ۔ یہ واقعات عام طور پر اس طرح بیان کیئے گئے ہین کہ گویا مختلف زمانون کے واقعات مین اور اون سے ہر ایک ظاہر مین یہ دھوکا کھا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلعم ازواج کے ساتھ ہمیشہ ناگواری کے ساتھ بسر کرتے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ تینون واقعات ہم زمان اور ایک ہی سلسلہ کی کڑیان ہین۔"

آپ کی اس تحریر کے خلاف۔ واقعیت اور حقیقت دونون ثابت کرتے ہین کہ یہ واقعات ضرور مختلف زمانون مین واقع ہوئے جیسا کہ ہم روایت مذکورۂ بالا سے اوپر حقیقت حال لکھ چکے۔ اگر آپ اسکو خاص شیعون کی مرویات ہونیکے باعث سے انکار کرتے ہین تو ہم آپکو تفسیر کشاف۔ تفسیر زمخشری۔ تفسیر درمنثور سیوطی اور تفسیر ثعلبی کا حوالہ دیتے ہین آپ اپنی ان مشہور و معروف اور معتبر و مستند تفسیرون مین آیۂ تخییر مذکورہ کو سورۂ احزاب واقعہ ایلاء کی تفصیل مین مع شان نزول کے ملاحظہ فرمالین۔

اس بنا پر ظاہر بین کیا۔ حقیقت بین ناظرین کو دھوکا کیا۔ اس بات کا اعتقاد و یقین ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ اور حفصہ کی تنگ گیریون سے ہمیشہ دلتنگ رہتے تھے۔ آپ جس کو واقعہ بتلاتے ہین وہ بالکل مغالطہ ہے۔ اسکو واقعہ سے واسطہ نہین۔ یہ تینون نہین۔ دونو واقعے مختلف زمانون کے ہین اور

Presented by Ziaraat.Com

ازواج کی تنگ طلبی کی وجہ سے ناگواری رسول اللہ صلعم کے سلسلہ کی مختلف کڑیان ہین ۔

واقعۂ ایلاء اول ہین بعد فتح خیبر ۷ھ کے اوائل ہین واقع ہوا ۔ اور دوسرا واقعہ ۹ھ ہجری مین ظہور پذیر ہوا ۔ قریب قریب دو برسون کی تفاوت دونون واقعات کے درمیان واقع ہوئی ۔

اسکے بعد آپ وہی بخاری کی قدیم رٹ پکڑتے ہین اور حضرت عبداللہ بن عباس کی بیان کردہ حدیث مین ان واقعات کے ہمزمان ہونے کا ثبوت بتلاتے ہین ۔ لیکن اصل روایت کو نہین لکھتے ۔ یہ حوالہ کس کام کا ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کا سن اس وقت کیا ہوگا ۔ مشکل سے ایک سال کا ۔ یہ ضرور ہے کہ انھون نے کسی اور کی زبان سے اس طولانی حدیث کو سنا ہوگا ۔ لیکن اسکا نام نہین بتلایا ۔ تو پھر یہ حدیث مراسیل کے ذیل مین آئی متصل مرفوع کی فہرست سے خارج ہوگئی ۔ تو پھر ایسی مقدوح و مجروح روایت سے استناد و احتجاج کب جائز ہے آپ اصول حدیث کو ہر موقع پر پیش کرتے ہین لیکن اپنے مطلب کے وقت پر اسے بھول جاتے ہین ۔ مگر آپ کیا کیجئے صحیح بخاری تو مراسیل روایات کا خزانہ عامرہ ہے ۔

اسکے بعد آپ ابن حجر کی عبارت فتح الباری سے نقل کرتے ہین ۔

هذا هو اللائق بمكارم اخلاقه صلعم وسعة صدره وكثرة صفحه وانّ ذلك لم يقع منه حتى تكررت منهنّ ۔ فتح الباری جلد ۹ صـ ۲۵۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکارم اخلاق ۔ کشادہ دلی اور کثرت عفو کے بھی مناسب ہے ۔ اور آپنے اسوقت تک ایسا نہین کیا ہوگا جبتک کہ ان سے اس قسم کی حرکتین متعدد بار ظہور پذیر نہوئین ۔

ہم نہین سمجھے کہ اس ثبوت کے نقل فرمانیکے وقت شبلی صاحب کہان تھے ۔ اور ان کا خیال کدھر تھا ۔ ابن حجر تو صاف صاف لکھ رہے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہ کیا ہوگا ۔ جبتک کہ ان سے متعدد بار ایسی حرکتین سرزد ہوتے ہوئے نہ ملاحظہ فرمالی ہونگی ۔ تو اس متعدد بار سے کوئی شخص بتلادے کہ مختلف زمانون کا مفہوم صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ یا ایک زمانہ و وقت کا جو آپکا مدعا ہے ۔ نہین معلوم کہ ایسے مخالف ثبوت کے پیش کرنے مین آپکی کون سی مصلحت پوشیدہ ہے ۔

اصل واقعہ وہی ہے جو اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حقیقتاً واقعہ ایلاء دو مرتبہ واقع ہوا ۔ جیسا کہ قرآن مجید کے دو جداگانہ مقامات کی آیات سے مستفاد ہوتا ہے ۔ اوّل ۔ اوائل ۷ھ ہجری مین غزوہ خیبر کے بعد ۔ دوسرا ۹ھ ہجری کے اوائل مین ۔ معاملات طائف اور ادائے حج عمرہ کے بعد ۔ اور ان دونون مین دو برس کی تفاوت واقع ہوئی پہلے واقعہ ایلاء کا سبب ازواج کا توسیع نفقہ پر اصرار بیجا تھا ۔ دوسرے واقعہ کا باعث حضرت حفصہ و عائشہ کا افشائے راز اور باہم مظاہرہ اور ایکا تھا ۔ پہلے واقعہ کا ذکر سورۂ احزاب مین ہے اور اوس مین آیت تخییر نازل ہوئی ۔ پچھلے واقعہ کا

Presented by Ziaraat.Com

ذکر سورہ تحریم کے پورے سورے مین ہے اور اس مین آیت تعذیب و تنبیہ نازل ہوئی۔

اسکے بعد تحریم ہوتا ہے۔

مظاہرہ کے متعلق جو آیت نازل ہوئی اوس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت بڑی ضرر رسان سازش تھی جس کا اثر بہت پر خطر تھا آیت مذکور یہ ہے۔

وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

اور اگر وہ دونون (حضرت عائشہ و حفصہ) رسول ص کے برخلاف ایکا کرینگی تو خدا اوسکا مولی ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اونکے ساتھ فرشتے بھی مددگار ہیں"

اس آیت مین تصریح ہے کہ ان دونون کا ایکا قائم رہا تو رسول اللہ ص کی مدد کو خدا اور جبریل اور نیک مسلمان ہی موجود ہین اور اسپر بھی بس نہین بلکہ فرشتے بھی اعانت کے لیئے تیار ہین روایتون سے مظاہرہ کا جو سبب معلوم ہوتا ہے وہ صرف یہی کہ اسکے ذریعہ سے وہ نفقہ کی توسیع چاہتی تھین یا اگر ماریہ قبطیہ کی روایت تسلیم کی جائے تو صرف یہ کہ وہ الگ کر دی جائین لیکن یہ کیا ایسی اہم باتین ہین اور حضرت عائشہ و حفصہ کی کسی قسم کی سازش ایسی کیا پر خطر ہو سکتی ہے جس کی مدافعت کے لیئے ملاء اعلی کی اعانت کی ضرورت ہو۔

سب سے پہلے ہم شبلی صاحب کو الفاظ قرآنی کے ترجمہ مین ایک غلط مفہوم تبلانے کی طرف توجہ دلاتے ہین اور وہ یہ ہے کہ آپ اس آیت کے ترجمہ مین صالح المومنین کا ترجمہ نیک مسلمان (بصیغہ جمع) کرتے آئے ہین۔ یہ صریح غلط ہے۔ ایک نیک مومن یا مومنین ہین ایک نیک مرد (بصیغہ واحد) صحیح ہوتا۔ صالح کو جمع کے صیغہ مین سمجھنا آپکی خوش فہمی ہے۔ اب رہا اس کا مفہوم خاص کہ وہ ایک نیک مومن کون ہے۔ تو وہ نیک ہستی۔ برگزیدہ وجود مفصلہ ذیل اسناد مین ملاحظہ ہو۔

امام سیوطی (در منثور) اپنی تفسیر مین۔ امام ثعلبی اپنی تفسیر مین۔ امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر مین اور ملا علی متقی (شارح مشکوۃ) کنز العمال مین تحریر فرماتے ہین۔

عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول وصالح المومنون علی بن ابیطالب

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صالح المومنون سے مراد علی ابن ابی طالب ع ہین۔

حافظ ابو نعیم اپنی کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین تحریر کرتے ہین۔

عن ابن عباس رض فی قولہ تعالیٰ وصالح المؤمنین قال ھو علی ابن ابی طالب ع۔

ابن عباس سے صالح المومنین کی تفسیر مین منقول ہے کہ وہ علی ع ابن ابی طالب ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

شیخ الاسلام قسطنطنیہ مولانا سلیمان البلخی القندوزی۔ ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین۔

اخرجوا من المغازلی والحموینی وابونعیم الحافظ و المالکی فی فصول المہمہ اخرجوا فی کتبہم ہذا الحدیث ابونعیم الحافظ والثعلبی اخرجوا بسندیہما عن اسماء بنت عمیس قالت لما نزل قولہ تعالی فان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولیہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیر قال النبی صلعم لعلی الا ابشرک انک قرنت بجبریل ثم قرء ہذہ الایۃ فقال انت و المؤمنون من اہل بیتک صالحین۔

ابن مغازلی۔ حموینی۔ حافظ ابونعیم۔ مالکی نے فصول المہمہ مین اور ابونعیم اور ثعلبی نے اپنے سندون کے ساتھ اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا کہ اگر وہ دونو عورتین ایکا کرینگی تو خدا اوسکا ناصر ہے اور جبریل اور نیکوکار بندہ اور اُنکے بعد ملائکہ اوسکے مددگار ہین۔ تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ تم جبریل سے بالکل قریب ہوگئے پھر آپنے یہ آیہ تلاوت فرمایا اور اون سے ارشاد کیا کہ تم اور تمھارے گھر والون مین مومنین۔ صالحین مین داخل ہین۔ ینابیع المودۃ بمبئی ص۷۶

صاحب ارجح المطالب لکھتے ہین کہ اس حدیث کو امام ابن مردویہ اور امام ابن عساکر نے بھی لکھا ہے اور امام فخرالدین رازی نے بھی کتاب اربعین مین اسکو نقل کیا ہے۔ ارجح المطالب مطبوعہ لاہور ص۶۵

شبلی صاحب کی اتنی نظر کہان جو ان مرویات کو دیکھین۔ اتنی توفیق کہان کہ اُنکو لکھین اور انکے اصلی مفہوم پر روشنی ڈالین کیون؟ وہی علیؑ کی مدح ہے۔ اونکی روشنی طبع سے تو جہان تک ممکن ہوگا اسکو اور تاریکی مین ڈالدینے کی فکر کرے گی۔

اب ہم شبلی صاحب کی مرقومہ بالا عبارت کی اصل تنقید کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔

ہان شبلی صاحب۔ آپکا یہ لکھنا کہ مظاہرہ کے متعلق جو آیت نازل ہوئی اوس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ بظاہر کیا؟ کیا آپ کی عربی دانی اسکے کوئی اور مطالب و معانی بھی بتلا سکتی ہے جسے آپ مخفی رکھتے ہین۔ اگر کوئی اور معانی ہوسکتے ہین۔ تو بسم اللہ۔ ارشاد ہون۔

اسکے بعد لکھتے ہین:۔

کوئی بہت بڑی ضرر رسان سازش تھی جس کا اثر بہت پُرخطر تھا۔

بالکل صحیح اور فی الواقع ہے بہت بڑی ضرر رسان سازش تھی اور اوسکا اثر بھی نہایت ہی پُرخطر تھا جیسا کہ جلد تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے آپ لکھتے ہین:۔

روایتون سے جو مظاہرہ کا سبب معلوم ہوتا ہے وہ صرف یہی کہ اسکے ذریعہ سے وہ نفقہ کی توسیع چاہتی تھین۔

جیسا تمہید مین عرض کرچکا ہون آپکی تمام قلمی قلعہ بندیون مین گویا اب سنگاف نمایان ہوا۔ اور آپ کی ابتدا کی

Presented by Ziaraat.Com

اب خبر معلوم ہوئی۔ آپ اوسی غزوہ خیبر کے بعد والے ایلاء اوّل کے واقعہ کو اپنی تمام مغالطہ دہی کی سپر بناتے ہین اور مسلمانون کو غلط بتاتے ہین کہ اضافہ نفقہ کا معاملہ تھا۔ لیکن خدا بتلاتا ہے کہ رسول اللہؐ کو تنگ کرکے کسی حلال شے کو حرام کرنیکے لیئے مجبور کردینے پر اونکا ایکا تھا اور کھلی کھلی سازش تھی۔ اس بنا پر یہ مظاہرہ بہت ضرر رسان بھی تھا اور پُرخطر بھی جیسا کہ آیت مذکورہ کے نقل کرنیکے بعد آپ خود اقرار و اعتراف فرما چکے ہین۔ اب فرمائیے۔ آپکی تعلیل و تعدیل صحیح مانی جائے یا خدا کی بتلائی ہوئی ترجیح و اہمیت تسلیم کی جائے۔

آپ کا یہ لکھنا کہ اس آیت مین تصریح ہے کہ اگر اون دونون کا ایکا قائم رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کو خدا اور جبریلؑ اور نیک مسلمان موجود ہین اور اسپر بس نہین بلکہ فرشتے بھی اعانت کے لیئے تیار ہین

اس عبارت مین اور مفہوم تو الفاظ قرآنی اور اونکے معانی سے مطابق ہین لیکن اسپر بس نہین۔ یہ فقرہ آپ کا سخت تعریضی ہے اور یہ بھی سمجھ رکھیئے۔ آپکی یہ تعریض قرآن مجید اور کلام الٰہی پر ہے۔ دیکھیئے حضرت عائشہ اور حفصہ کی جنبہ داری آپکو کہان سے کہان لیگئی۔ حسب الشیٔ اعمیٰ واصم آپکے سوا کوئی دوسرا مسلمان قرآن مجید پر ایسی گستاخانہ تعریض کی جراءت نہین کرسکتا۔

شبلی صاحب حقیقتاً شان رسالت ہی کو نہین سمجھے ہم عرض کرتے ہین کہ دنیا مین اسوقت آپکو کوئی شخص بھی اس ایکے اور مظاہرہ کی ضرر رسانی اور پُرخطری کو اونکے حقیقی جذبات و محسوسات کے ساتھ نہین بتلا سکتا اور نہ اُسکے سمجھانے اور بتلانے سے آپ سمجھ سکتے ہین۔ آپ اسکی پُرضرری اور پُرخطری کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے پوچھین۔ یا جناب باری عزاسمہ کی درگاہ سے مسئلت فرمائین کہ اوس نے اپنے الفاظ مین اوسکو کیون اتنی اہمیت دیدی ہے اور اگر ان دونون مقامات عُلیا پر آپکی رسائی نہ ہوسکے تو پھر اپنے دل مین ؎ دل را شکستنی نہ کہ گوہر شکستنی کے مسئلہ پر غور فرمائین۔ تو آپ کو اسکی حقیقت معلوم ہوجائیگی۔

پھر آپکا یہ تحریر فرمانا کہ۔ اگر ماریہ قبطیہ والی روایت تسلیم کرلی جائے تو صرف یہ کہ وہ الگ کردی جائین۔ گویا حضرت ماریہ قبطیہ سے مفارقت کو بھی آپ ایک محض معمولی اور آسان معاملہ قرار دیتے ہین۔ آپکی خود غرضی اور حضرت عائشہ و حفصہ کے ساتھ خوش عقیدگی نے آپکے دل مین اتنی بیدردی اور بے اثری پیدا کردی ہے کہ آپ دوسرون کے جذبات کو مشکل سے محسوس کرسکتے ہین۔ اور باوجودا سکے کہ محقق بھی ہین اور مورخ بھی۔ محدث بھی ہین مفسر بھی لیکن افسوس ہے کہ اس وقت نہ آپ کسی کے حال کو تاریخ کے واقعات سے مقابل کرنا چاہتے۔ اور نہ کسی کے واقعات احادیث کی مرویات ملاحظہ فرمانا چاہتے ہین۔ دیکھیئے جس محترمہ کی مفارقت کو آپ اپنے گھر کی کنیزون کی مفارقت کے اصول معمول کے مطابق محض آسان اور معمولی سمجھتے ہین۔ اوسی خاتون معظمہ کی نسبت

آپ خود لکھ چکے ہین

ہمے جاریہ کا ترجمہ لڑکی کیا ہے۔ جاریہ لڑکی کو بھی کہتے ہین اور لونڈی کو بھی۔ ارباب سیرۃ ماریہ قبطیہ کو لونڈی کہتے ہین لیکن نجاشی نے جو لفظ اُنکی نسبت لکھا ہے یعنی کہ مصریون مین انکی بڑی عزت ہے" یہ لونڈیون کی شان مین استعمال نہین کیے جاسکتے۔ حاشیہ صفحہ ۳۴۶ ۔ سیرۃ النبی جلد اول۔

اب دیکھئے کہ اس موقع پر آپ اوسی معزز کی عظمت و وقار کو پھر وہی لفظ کنیز لکھکر اور اُسکی مفارقت کو ایک معمولی کنیز کے نکال دینے کے برابر سہل اور بالکل آسان بتلاکر یون خاک مین ملاتے ہین۔ یہ آپکا تغیر اور تلوّن کسقدر شرمناک ہے۔

اب رہا حضرت ماریہ کی مفارقت کا معاملہ نہین معلوم شبلی صاحب کس دُھن مین آنکھین بند کیے کیا کیا لکھے چلے جاتے ہین۔ لکھنے کو تو آپ تاریخ و سیر کے واقعات لکھتے ہین لیکن خود غرضی کی ایسی محویت طاری ہے کہ نہ اُن واقعات کے گرد و پیش کے حالات پر نظر ہے اور نہ اونکے موجودہ قرائن اور اسباب پر توجہ ہے۔ اوسوقت کے حالات کو پڑھیے دیکھئے اونکے قرائن پر نظر ڈالیے مناسب و غیر مناسب عمل کو سمجھئے۔ انھین امور کے ساتھ رحمت عالم اور خلق مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور اشفاق رحیمانہ کو پیش نظر رکھیے۔ تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت ماریہ سے مفارقت کو طلاق دائمی کی صورت مین نہو۔ صرف اونکی نزدیکی سے عارضی طور پر چند روز علیحدہ رہنے کا وعدہ کیا گیا ہو۔ جیسا کہ واقعات ثابت کر رہے ہین اور ماریہ کے خاص حالات حاضر و بتلا رہے ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سخت گران تھا۔ اور آپ کے اخلاق کریمانہ سے بالکل بعید ہے۔ اسلیئے کہ یہ وہ محترمہ تھین کہ اپنے ملک و قوم سے دور۔ عزیز و اقارب سے علیحدہ۔ دیار اغیار مین بالکل بیکس و بے مددگار تھین۔

کیا شبلی صاحب نے اخلاق رسول کا یہی اندازہ کیا ہے اور اوسکو اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ ایک شکستہ یا صنف نازک کے فرد خاص کو جو آپ کی خدمت و ملازمت کا شرف خاص ایک معتدبہ زمانے تک حاصل کر چکی ہو اور موجودہ ازدواج مطہرات کے دائرہ مین یہی خاتون تنہا ایسی خوش نصیب ثابت ہوئی ہو جو نعمت اولاد سے خاص طور پر فائز فرمائی گئی ہو۔ اوسکے ساتھ وہ خلق مجسم سراپا رحمت عالم ایسی بیدردی۔ سرد مہری اور ناآشنائی دکھلائے بخصوصاً ایسے وقت مین جب اوس کا چھ مہینہ کا بچہ۔ جس کی نسبت آپ خود لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بچے سے بہت محبت تھی۔ اور جس کا نام آپ نے ابراہیم رکھا تھا (سیرۃ النبی صفحہ ۳۹۶) وہ ایک ہی مہینہ یا کم و بیش ہوتا ہے اُسکی گود مین لوٹ پوٹ ہو گیا۔

لہ شبلی صاحب۔ نجاشی نہین تھا۔ مقوقس۔ عزیز مصر تھا۔ ذرا دیکھ کر لکھا کیجئے۔ المؤلف

Presented by Ziaraat.Com

ایسے حزن وملال کی خاص حالت مین اوس محترمہ سے کنارہ کشی - گو وہ مجبوری ہی سے ہو - اور محض عارضی ہی طور پر ہو کسقدر شاق - ایذادہ اور تکلیف رسان محسوس ہوئی ہوگی - لیکن شبلی صاحب ہین جنکو نہ ان جذبات کا احساس ہے اور نہ ان تعلقات کا لحاظ و پاس - نہ اس موقع پر آپکی نظر جناب ماریہ کے اس عالم مصیبت پر ہے اور نہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کریمانہ سیرت اور رحیمانہ فطرت پر - آپ اس معظمہ کی مفارقت کو ایک گھر کی لونڈی کے نکال دینے کے ایسا محض معمولی اور آسان سمجھے ہین - اور سمجھاتے ہین - یہین تک آپ شان رسولؐ اور منزلت ازواج رسولؐ کو سمجھے ہین - ایک بار تو اوس محترمہ اور اوسکے نومولود بچہ کو عظمت و توقیر کے عرش الکمال تک پہونچایا - دوسری بار اوسکے اقتدار و اعتبار کو گھٹا کر پھر وہی لونڈی کی لونڈی بتلایا شبلی صاحب ابھی مردم شناسی کا سلیقہ پیدا کرین اور شان رسولؐ کی معرفت کا طریقہ -

وہ اپنے اس طرز تحریر کو اس واقعہ مفارقت حضرت ماریہ مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل سے مقابل کرین تو فرق مابہ الامتیاز معلوم ہوجائیگا - آپ کس بے رحمی سے لکھتے ہین - تو صرف یہ کہ وہ الگ کردی جائین یعنی اونھین طلاق دیدی جائے - لیکن زبان رسالت ہے کہ نہ جدائی کا اقرار کرتی ہے اور نہ مفارقت کا اظہار وہ جو کچھ کہتی ہے - وہ یہ ہے جسے آپ خود ابن حجر کی شرح صحیح بخاری سے لکھتے ہین -

حلف رسول اللہ صلعم حفصہ لا یقربہا - آنحضرت صلعم نے حفصہ سے کھائی کہ ہم اپنی کنیز سے مقاربت نہ کرینگے

شبلی صاحب - کیا ترک مقاربت - طلاق و مفارقت والی کو کہتے ہین - اگر آپ کے نزدیک طلاق ہی کو کہتے ہین تو ایلاء اوّل اور ثانی ہین - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام ازواج سے ترک صحبت کرنا - جس کو آپ خود لکھ چکے ہین - کیا کہلائے گا - کیا ایک مہینہ تک آپ تمام ازواج کو مینیجر کی مطلقہ نہ سمجھین گے ؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین -

اب اسکے بعد شبلی صاحب اپنے استدلال کا پہلو بدلتے ہین - ایک نہین ہزار پہلو بدلیے ناحق کی جنبہ داری آپکو کسی پہلو نہ سیدھا کھڑا ہونے دیگی اور نہ دم بھر چین سے بیٹھنے دیگی - تحریر فرمایا جاتا ہے -

اس بنا پر لوگون نے قیاس کیا کہ مظاہرہ کوئی معمولی نہین تھا - مدینہ منورہ مین منافقین کا ایک گروہ کثیر موجود تھا جنکی تعداد چار سو تک بیان کی گئی ہے - یہ شریر النفس تاک مین رہتے تھے کہ کسی تدبیر سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان اور رفقائے خاص مین پھوٹ ڈلوادین ابن حجر نے اصابہ مین ام جلدح کے حال مین لکھا ہے وکانت تحرش بین ازواج النبی صلعم وہ ازواج رسول کو باہم بھڑکایا کرتی تھین - افک کے واقعہ مین اونکو کامیابی کی جھلک نظر آچکی تھی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

پندرہ روز تک حضرت عائشہ سے کبیدہ خاطر رہے۔ حضرت حسان بھی افک مین شریک ہوگئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی سالی حمنہ جو حضرت زینب کی بہن تھین سازش مین آگئین تھین چنانچہ اس روایت کو علانیہ شہرت دیتی تھین۔ حضرت ابوبکر نے اپنے ایک قریبی عزیز (مسطح) کو جو شریک تہمت تھے مالی اعانت سے محروم کردیا تھا۔ غرض اگر حضرت عائشہ کی براءت پر وحی نہ آتی تو ایک فتنۂ عظیم برپا ہوجاتا۔

آپ اپنی عادت کے مطابق یقین کو بھی قیاس کہے جاتے ہین شبلی صاحب۔ تمام مسلمان اس مظاہرہ کو غیر معمولی قیاس نہین کرتے بلکہ اونھین اسکا یقین کامل ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ کا یہ مظاہرہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس معاشرت۔ پاک سیرت اور صالح فطرت اور آپکی شان آداب واکرام اخلاق کے سراسر منافی اور معارض واقع ہوا ہے جسکی اصل الاصول اور بانی ومبانی یہی دونون خواتین اوّل وثانی ہین۔

اتنا تمہیداً لکھکر آپ اس مظاہرہ۔ اوسکی شہرت واشاعت مین منافقین مدینہ اور اون مومنین کی تحریک واشتعال بتلاتے ہین جو افک عائشہ کی سازش مین شریک تھے۔ آپکی اس تدبیر وتاویل اور ترکیب وحیلہ سے ثابت ہوگیا کہ اب آپ کے پاس کوئی قوت استدلال باقی نہین رہی۔ سب صرف ہوگئی۔ آپ کا یہ سب کچھ لکھنا گویا ڈوبتے ہوے کا ہاتھ پاؤن مارنا۔ اور دریا مین تنکے کا سہارا ڈھونڈھنا ہے جسپر ہاتھ پڑگیا۔ اوسی کو تھام لینا ہے لیکن شبلی صاحب آپ کو یاد رہے کہ جبتک آپ اس الزام کی سند مین کوئی واقعہ نہ پیش کرینگے۔ کوئی تفصیل نہ فرمائین گے۔ یہ دلیل بے دلیل نہ کوئی سنے گا اور نہ مانے گا۔ واقعہ افک مین ملزمین مذکورین کے تفصیلی واقعات موجود ہین۔ اسلیئے اونکو ملزم بتلایا جاتا ہے۔ اس واقعہ تحریم مین۔ اپنی احادیث وتفاسیر کی تمام کتابین ورق ورق کرکے پڑھ جائیے۔ نہ حسان کی شرکت پائیگا۔ اور نہ حمنہ اور مسطح کی سازش تو پھر آپ اپنی مغالطہ دہی کی غرض خاص سے اتنے بیگناہون کو کردہ وناکردہ اس واقعہ مین بھی کیون سمیٹتے اور لپیٹے لیتے ہین۔

اب رہا آپ کا آخر حصہ استدلال جس مین آپ افک عائشہ اور اونکی براءت پیش کرکے یہ مغالطہ دینا چاہتے ہین کہ اس واقعہ کے الزام سے بھی گویا اونکی ویسی ہی براءت ہوگئی۔ تو یہ بالکل شرمناک طرز استدلال ہے اس واقعہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ پہلے صفائی ہوئی تھی اوسپر بھی دھبّہ آگیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس واقعہ مین منافقین کی شرکت کے مدّعا کو تفصیلاً یون لکھا جاتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جب ازواج مطہرات کی کشش خاطر وکبیدگی اور تنگ طلبی کا حال منافقون کو معلوم ہوا تو اون بدنفسون نے اشتعال دیکر بھڑکانا چاہا ہوگا اور چونکہ مظاہرہ کی ارکان اعظم حضرت عائشہ وحفصہ تھین اون کو خیال ہوا ہوگا کہ اون کے ذریعہ سے اون کے والدین (حضرت ابوبکر وحضرت عمر) کو اس سازش

Presented by Ziaraat.Com

مین تشریک کرلینا ممکن ہے۔ لیکن اونکو معلوم نہ تھا کہ ابوبکر و عمر حضرت عائشہ و حفصہ کو رسولؐ کی خاک پا پر قربان کرسکتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت عمر کو اذن نہ ملا تو اونھون نے پکار کر کہا کہ ارشاد ہو تو حفصہ کا سر لیکر آؤن۔ جلد اول

شبلی صاحب۔ یہ "معلوم ہوتا ہے" کیا؟ کس روایت سے معلوم ہوا؟ کس کتاب مین پڑھا گیا؟ کس نے لکھا؟ کس نے بتلایا؟ کہان پایا؟ کچھ بھی نہین۔ وہی کابوسانہ خواب و خیال اور یاوسانہ اشتباہ و احتمال اگر منافقین نے اس واقعہ کو سنکر اپنی شریر النفسی سے اسکی اشاعت مین اشتعال انگیزی سے کام لیا تو شبلی صاحب پہلے اصل علت کو دیکھئے پھر معلول کی تلاش فرمائیگا۔ پہلے اس رنج کا افشار کس نے کیا؟ وہ تو انھین دو خواتین نے! پہلے فرد جرم مین اصل مجرمین کے نام قائم کرلیجئے۔ تو پھر سازش کرنیوالون پر نمبر قائم کیجئے گا۔ پہلے ان خواتین کے طرز عمل پر غور کرلیجئے کہ یہ شریف گھرانے کی ہوسٹیان کیون ایسی ہونے لگین کہ اپنے شوہرون کی خلوت کی باتون کو دوسرون اور خاصکر دشمنون کے ہاتھ مین دینے لگین۔ حضرت عائشہ تو بقول آپکے اسوقت رشیدہ بالغہ ہوچکی تھین۔ نہ معلوم کہ موصوفہ کی اس وقت وہ قوت اجتہادیہ جسپر بقول آپکے سواد اعظم کے ارکان دینیات قائم ہین۔ کہان چلی گئی تھی کہ آپ دوست دشمن۔ مسلم اور منافق کی معمولی تمیز بھی نہ فرماسکین۔

اتنی طول و طویل خامہ فرسائیون اور پر تفصیل عبارت آرائیون کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آیت مین روئے سخن منافقین کی طرف ہے۔ یعنی اگر عائشہ و حفصہ سازش بھی کرینگی اور منافقین اون سے کام بھی لینگے تو خدا پیغمبر خدا کی اعانت کے لیئے موجود ہے۔ اور خدا کے ساتھ جبریل و ملئکہ بلکہ تمام عالم ہے (صالح المومنین کا ذکر بیان ترک کردیا گیا۔ خدا جانے کیون؟)

ہان شبلی صاحب۔ ان آیات (آیہ مظاہرہ) کے یہ مطالب و معانی خود آپنے نکالے ہین یا کسی تفسیر و حدیث سے نقل کئے ہین۔ اگر یہ صرف آپکا قیاس ہے تو معانی قرآنی اور مطالب ربانی کے صریح مخالف ہے۔ اگر کسی حدیث و تفسیر سے ماخوذ و مستنبط ہے تو حوالہ دیجئے۔ اور کتاب کی عبارت لکھیے۔ ورنہ یہ آپکی مغویانہ تحریف سمجھی جائیگی۔ دیکھئے آپکے مفسرین مین سب سے زیادہ معتبر و مستند دو مفسرین ہین اور اونکی دو تفسیرین۔ ایک تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی۔ دوسری تفسیر کشاف زمخشری۔ دونون میرے پیش نظر ہین۔ ان دونون مفسرین نے ان دونون خواتین اور اونکے طرز عمل کی نسبت جو آخر مین اپنی رائے لکھی ہے وہ خاتمہ بحث مین بہت جلد حاضر کی جاتی ہے۔ لیکن آپ پہلے انھین مفسرین کی تحریر و عبارت سے اپنے اس مجنونانہ قیاسات کا اثبات نکالدین۔ آپ حضرت عائشہ و حفصہ کی حمایت مین قیامت کرتے ہین کہ خطابات و فقرات قرآنیہ کے کہین غلط ترجمے کردیتے ہین کہین اونکے مفہوم کو بدل دیتے ہین کہین اصل مخاطب کی غرض

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے لوگون (منافقین) کو مخاطب اصلی بتلاتے ہین اور شمس العلما ہوکر آپکو یہ نہین دکھلائی دیتا کہ جہان کہین ذکر وخطاب ہے وہ ضمائر مونث کے ساتھ۔ غضب خدا کا۔ الفاظ خطاب ہین تو ضمائر ہون مونث کے اور آپ راجع کرین اونکو (منافقین) کی طرف۔ عورت کو مرد مرد کو عورت بتلائین۔ اگر آپکو ایسا ہی مغالطہ دینا منظور تھا تو یون کیون نہ بتلایا کہ یہ مونث کے ضمائر اُم حبیبہ اور زینب کی طرف راجع ہین۔ نہ حضرت حفصہ و عائشہ کی طرف کیونکہ آپ ان دونون کو قصۂ افک مین شریک اور ازواج رسول کی بھرکانے والیان لکھ چکے ہین۔ یہ ترکیب کسی قدر چل سکتی تھی ورنہ آپ کی اس بے تکی ہانک کو کون سنے گا۔ ہم خود حضرت عمر کے بیان سے اوپر لکھکر ثابت کر آئے ہین کہ صفت قلوبکما کی مخاطب اصلی حضرت عائشہ وحفصہ ہین۔ اسلیئے اس سلسلہ خطابات آیہ مین تمام مقامات پر وہی خواتین حقیقی طور پر یقین کی جائین گی۔ شبلی صاحب اگر حضرت عمر سے زیادہ معتبر ہون تو اپنی ذی اعتباری کا ثبوت پیش کرین۔

اسکے بعد لکھا جاتا ہے۔

ان واقعات مین کذابین رواۃ نے اسقدر تلبیسات اور خدا عیان کی ہین کہ بڑے بڑے ارباب سیر نے اونکی روایتین اپنی تصانیف مین استناداً درج کردی ہین۔

ہان ہان بشبلی صاحب۔ اتنا بیباک نہو جیئے۔ زبان کو روکیئے۔ آپکے ہان کف لسان تو جزو ایمان ہے۔ دیکھئے آپ سرے سے رواۃ حدیث کو کذابین بتلاتے ہین اور اونکے تمام ذکر و بیان کو تلبیسات اور خدا عیان ٹھہراتے ہین۔ اور یہ نہین خیال فرماتے کہ آپکی اس فہرست مین کتنے صحابہ کرام اور تابعین عظام داخل ہین۔ پھر آخر مین یہ بھی سوچ رکھیئے کہ ان سب کو جھوٹا بناکر آپ سچے رہ سکتے ہین۔ جن مین آپنے نمبر اوّل خود عبداللہ بن عباس کو لکھا ہے۔ یہ کون بزرگ ہین محیط العلم بین الصحابہ جنکو آپ خود لکھتے ہین۔ اگر یہ شخص کاذب ہے تو یاد رکھیئے کہ صحاح اہلسنت ہی غائب ہو جائینگی۔

ع۔ زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا۔

اس بیباکانہ اور عنایانہ تمہید کے بعد لکھا جاتا ہے۔

اسقدر عموماً مسلّم ہے اور خود قرآن مجید مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج کی خاطر سے کوئی چیز اپنے اوپر حرام کرلی تھی۔ اختلاف اسمین ہے کہ وہ کیا چیز تھی۔ بہت سی روایتون مین ہے کہ وہ ماریہ قبطیہ ایک کنیز تھین جنکو عزیز مصر نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین تحفۃً بھیجا تھا۔ ماریہ قبطیہ کی زیارت تفصیل کے ساتھ مختلف طریقون سے بیان کی گئی ہے۔ جن مین یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کا جو راز حفصہ نے فاش کیا وہ انھین ماریہ قبطیہ کا تھا۔ اگرچہ یہ روایتین بالکل موضوع اور ناقابل

Presented by Ziaraat.Com

دکھین - لیکن چونکہ یورپ کے اکثر مورخون نے آنحضرت صلعم کے معیار اخلاق پر حرف گیریان کی ہین
انکا مُنہ سرسبد ہی ہین - اسلیے اون سے تعرض کرنا ضروری ہی ان روایتون مین واقعہ کی تفصیل کے متعلق اگرچہ
نہایت اختلاف ہے لیکن اسقدر سب کا مشترک ہی کہ ماریہ قبطیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موطوءہ کنیزون
مین تھین اور آنحضرت صلعم نے حضرت حفصہ کی ناراضی کی وجہ سے اُنکو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا (جلد اول واقعہ ایلا)

مرقومۂ بالا عبارت کی تنقید سے پہلے یہ گذارش کرنا ہے کہ شبلی صاحب حضرت عائشہ وحفصہ کی درستی اخلاق کی حمایت و
وطرفداری سے پہلے اپنے آداب تحریری کی مرمت و درستگاری فرمالین تو بہتر ہے آپ حضرت ماریہ قبطیہ کی نسبت ص۳۴۶ مین
لکھ چکے ہین کہ بخاشی دنہین مقوقس نے جو لفظ انکی نسبت لکھا ہے یعنی کہ مصریون مین انکی بڑی عزت ہے - یہ لونڈیون کی
شان مین استعمال نہین کیئے جاسکتے " یہ لکھکر بھی آپ اس واقعہ مین برابر اونکو کنیز لکھکر اون کی مقدار شان کو مسلمانون
کی نگاہون مین معمولی گھر کی لونڈیون کی طرح دکھلانا اور سمجھانا چاہتے ہین - کیا آپ کی شان آداب اور طرز تہذیب
کے یہی شایان ہے کہ ایک موقع پر تو اوس مقدسہ کی نسبت اس لفظ کو ثقیل اور ناقابل استعمال بتلایا جاوے
اور جب اپنے مطلب کے لیئے مفید ہو تو وہی لفظ بلا تامل ولحاظ ایک بار نہین کئی بار استعمال فرمایا جاوے -

شبلی صاحب - حضرت عائشہ ہون یا حفصہ حضرت صفیہ ہون یا ماریہ - ہمارے دلون مین بفحوائے ازواجہ
امہاتکم (اور کی بیبیان تمھاری مائین ہیں) تمام ازواج رسول صلعم کی جو قدر و منزلت ہے وہ صرف آنحضرت صلعم کی
نسبت - قربت اور شرف مصاحبت کی وجہ سے ہے اور یہ وصف خاص تمام ازواج مین قدر مشترک ہی پھر ایک کی
ترجیح دوسرے کی توہین کیسی ؟ اگر ترجیح کی تفصیل و تصریح کرنی ہے تو پھر ان خواتین کے طرز عمل پر نظر ڈالنی ضرور ہوگی
اور جانبین کی اصابت و اسارت عمل کی تمیز و تحقیق کے بعد آپ البتہ یہ رائے قائم کرسکتے ہین کہ ان مین کون قابل
عظمت ہے اور کون نہین - اور یہ بہت ہی اس موقع پر آسان ہے - آپکی ہی پیش کردہ آیات قرآنی ابھی ابھی نہایت
سہولت و آسانی سے اس کا فیصلہ کردینگی - آپ خود دیکھ لین پڑھ لین اور سمجھ لین کہ ان آیات مین جو ازواج
رسول مخاطب کی گئی ہین اور جن دونون خواتین مخصوصہ سے خطاب خاص کیا گیا ہے اون مین حضرت
ماریہ قبطیہ بھی شامل ہین یا نہین - اگر ہین - تو اس خطاب مین مورد عتاب یہ بھی سمجھی جائین - اور اگر نہین ہین
تو ثابت ہو جائے گا کہ اون کے طرز عمل خدائے سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اعتراض و عتاب نہین تھے
اس روئداد حقیقت کو پیش نظر رکھکر شبلی صاحب خود سمجھ لینگے کہ طرز عمل کے اعتبار سے اون کے لیئے حضرت
عائشہ وحفصہ قابل عظمت و تکریم ٹھہرتی ہین یا حضرت ماریہ قبطیہ لائق تحریم -

شبلی صاحب کو ادب و تہذیب کا سبق دیکر ہم اون کے دوسرے اتہامات فی بیان الواقعات کے

Presented by Ziaraat.Com

آیندہ انکشافات پیش کرتے ہین۔

شبلی صاحب نے طول وطویل حزم واحتیاط کے بعد اصل مقصود کو لکھنا چاہا ہے لیکن تاہم کسی تفصیل سے نہین۔ وہ اسلیئے کہ تفصیل مین آپ کا نقصان ہے۔ لیکن اتنا آپ نے بھی اون روایات کا خلاصہ اور قدر مشترک بتلا دیا ہے کہ آنحضرت صلعم کا راز جو حضرت حفصہ نے فاش کیا تھا۔ انھین ماریہ قبطیہ کا راز تھا۔ اسکے بعد آپ اپنے قدیم جُبن اور ضعف فی الکلام پر آگئے ہیں۔ اور اپنے سرآمد محدثین کی مرویات کو بالکل موضوع اور ناقابل ذکر ٹھہرا کر یوروپین مولفین کی معیار اخلاق آنحضرت صلعم پر حرف گیریون کا اصلی سبب اور پھر اون کو حرف گیریون کا گل سرسبد بتلایا ہے۔ اور یوروپین مصنفین کی انھین حرف گیریون کے باعث سے ان مرویات مین تعریض کرنیکی ضرورت کا پیش آنا تحریر فرمایا ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ تحقیق حق مین آپکی مساعی جمیلہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ اور آپ کے انداز تحقیق کا اندازہ مل گیا گویا آپ خود نہین۔ بلکہ مصنفین یورپ کی تعریض کی تنقیدی ضرورت سے مجبور ہوکر ان مرویات کی تعریض کرنے بیٹھے ہین۔ اگر وہ ان مرویات کی بنا پر اپنی مغویانہ اور کافرانہ خُردہ گیریان نہ کرتے تو آپ کو اس واقعہ مین تحقیق حق اور تمیز ملزم وغیر ملزم کی کوئی ضرورت نہین تھی۔ اوس وقت شمس العلماء حافظ نذیر احمد صاحب کی طرح سکوت اور کف لسان کی راہ اختیار فرمائی جاتی اور سمجھ لیا گیا ہوتا کہ جب خدا نے اوس راز اور اوسکے افشاء کرنیوالون کے نام نہین بتلائے تو ہم بندون کو مناسب نہین کہ خدا کے راز کو افشاء کرین۔

ترجمہ قرآن سورہ تحریم

لیکن حافظ صاحب آپ کا یہ سکوت کس کام کا؟ جب آپ اس راز کے افشا کرنیوالیون کا نام خود بتلا چکے ہین اور آپ سے پہلے خود حضرت عمر بتلا چکے ہین اور اونکے علاوہ آپکے تمام سلف صالحین جن کو آپ اسوقت از راہ سعادتمندی کاذبین ووضّاعین اور خداعین کا ضرورتاً خطاب دیتے ہین۔ قدیم زمانہ سے لیکر موجودہ زمانہ تک بار عام لکھتے چلے آتے ہین۔ غالباً آپ کو اون بزرگوارون کی یہ تفصیل ناگوار نہوتی اور اُن غریبون کو کاذبین کا خطاب دینے کی تکلیف نہ اوٹھانی پڑتی۔ اگر یہ یوروپین مصنفین اور عیسائی متعصبین اون کی مرویات سے بے موقع فائدہ اوٹھا کر اخلاق رسول صلعم پر حرف گیریان نہ کرتے۔ بہرحال۔ آپ اپنے سلف صالحین کی تکذیب خود نہین کرتے ہین۔ یوروپین مولفین کی خوردہ گیریون کی مجبوری آپ سے اونکی تعریض کراتی ہے۔

اسکے بعد تحریر فرمایا جاتا ہے۔

اسقدر سب کا مشترک ہے کہ ماریہ قبطیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موطوۃ کنیز تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت حفصہ کی ناراضی کیوجہ سے ان کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔

مشکل تو یہ ہے کہ شبلی صاحب سنبھل سنبھل کر گرتے اور سمجھ سمجھ کر ناسمجھی کرتے ہین۔ مذکورۂ بالا عبارت مین ماریہ قبطیہ کے واقعہ کا روایات مختلفہ مین مشترک ہونا تسلیم کرتے ہین۔ پھر صحت وجود کو تسلیم کرنے اسکے وجود کی جرح و قدح کرتے ہین اور عیسائی مورخین کی تعریضات واہیہ سے مرعوب ہوکر اپنے سلف صالحین اور محدثین معتبرین کو جنمین حضرت عمر۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے لیکر ابن ہشم۔ طبرانی۔ عسقلانی۔ ابن حجر۔ محدث شیرازی (اور خدا جانے کتنے) داخل ہین سب کو ایک طرف سے کاذب ٹھہراتے ہین۔ استغفراللہ۔ اس سے بڑھکر بھی کوئی ضعیف استدلال ہوسکتا ہے۔

عیسائیون کی خویانہ تعریض کا جواب

آپ اِن متعصبین کی کافرانہ تعریضات کے جواب مین کیون نہین کہدیتے۔ کہ اگر جناب ماریہ۔ قبطیہ کے ساتھ مان بھی لیا جاوے۔ خانہ حفصہ ہی مین لطف صحبت اُٹھایا گیا۔ تو منافی اخلاق کیا ہوا۔ اپنی زوجۂ محللہ اور اپنی دولت سرا۔ حضرت حفصہ کے والدین کا گھر ہوتا۔ یعنے اُنکا میکے کا گھر۔ تو کسیقدر عذر و مضائقہ کی بات ہوسکتی تھی۔ اب رہا یہ امر کہ حفصہ کی محض خفگی و ناراضی کیوجہ سے ماریہ سے ترک صحبت کا اقرار کرنا جسے آپ اخلاق نبویہ کی نعوذ باللہ کمزوری کہتے ہین وہ غایت اخلاق اور نہایت مروّت و اشفاق رسالت کے کامل ثبوت ہین۔ اس لیے کہ حضرت حفصہ کے مزاج کی ناہمواری۔ زبان درازی۔ تنگ چشمی اور اخلاقی کمزوریون کو مدنظر رکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قضیۂ نامرضیہ کو طے فرمادیا۔ اور حضرت ماریہ سے ترک مقاربت کا اقرار فرماکر خود حضرت حفصہ سے بھی اسکا اقرار لے لیا کہ وہ اس بات کو اپنے ہی تک رکھین گی۔ دوسرون سے نہ کہین گی۔ لیکن موصوفہ پیٹ کی اتنی ہلکی تھین کہ اونھون نے حضرت عائشہ کو کچا چٹھا سُنا دیا۔

واقعہ کا خلاصہ اتنا ہے جو آئینہ کی طرح صاف ہے۔ اس مین اہل حق شناس متعصبین یوروپ کس امر کو منافی اخلاق رسول پاکر مغویانہ حرفگیریان کرتے ہین اگر اپنی زوجۂ منکوحہ یا کنیز موطوءہ سے اپنے گھر یا اتفاقاً اپنے ہی فرش خواب پر جو کسی دوسری زوجہ کو مصرف مین لانے یا اپنے خاص آرام فرمانے کے لیے عنایت کیا گیا ہو مقاربت کرنا کسی مذہبی۔ قومی اور ملکی دستور و قانون سے ممنوع ہو تو معترضین کی یہ تعریض مفید کار ہوسکتی ہے اور جب یہ امر کسی قانون اور دستور سے ممنوع نہین ہے تو معترضین کی نفسانیت اور متعصبین مسیحیت کا تعصّب محض یقین کیا جائے گا۔

عیسائی متعصبین سے احتجاج

اس پر بھی اگر ان ناشنوا اور نابینا متعصبین کی تشفی خاطر نہو۔ تو پھر اون سے بطور احتجاج کہنا پڑے گا کہ تمھاری مقدس کتابون مین (نعوذ باللہ) جناب داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام

زن اوریا کو دیکھکر عاشق ہونا۔ اوسکو چپکے سے گھر بلاکر اوسکے ساتھ ہم بستر ہونا۔ اور اوریا کو خود فرمان دیکر میدان جنگ مین قتل کرا دینا۔ کامل شرح و بسط سے منقول و مذکور ہے۔ یہ امور ناقص ایک پیغمبر سے تو کہان تک ظاہر ہون گے کسی ذلیل اور رذیل طبقہ کے معمولی آدمی سے بھی ایسے عیوب و فواحش کا اظہار و ارتکاب نہین ہوسکتا تاوقتیکہ عیسائی متعصبین خود ان لغویات کا جواب نہ دے لین اونکو پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ اخلاق پر خاک ڈالنے کا کوئی حق نہین ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ مین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کی بداخلاقیان۔ تنکطرفیان اور اصول فطرت کے مطابق نسوانی کمزوریان اپنی حد سے زیادہ بڑھکر ان تمام مفسدون اور فتنہ انگیزیون کا اصلی باعث ہوئی ہین۔ کوتہ بین اور ناحق شناس مخالفین اسلام ان خوانین کی اخلاقی کمزوریون سے اخلاق رسول صلعم کی سوء اخلاقیون کے مغویانہ معنی لگاتے ہین لیکن حقیقت بین اور حقیقت شناس محققین جانتے ہین کہ یہ فریب ہی فریب ہے اصلیت کچھ بھی نہین۔ جیسا کہ اس بحث کے آخر مین ہم اس امر خاص پر کافی روشنی ڈالین گے۔

ہم جلد اول و دوم کے تمام ایسے ایسے مقامات پر شبلی صاحب کو بتلا آئے ہین کہ مخالفین اسلام کے مقابلہ مین اپنے رواۃ محدثین کی تنہا تردید و تکذیب سے کام نہین چلتا اور اون کے اعتراض کا جواب نہین ہوتا اس لیے کہ اپنے رواۃ اور اپنی روایتون کے آپ ذمہ دار ہین۔ وہ نہین۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ اونھین کی ذمہ داریون سے اون کے اعتراض کا جواب دیا جاوے۔ جیسا کہ اونکے لغویات کی صرف ایک مثال دیگئی اور اس سے زیادہ جلد اول کے تبصرہ مین تفصیل سے بیان ہوچکی ہے

اب رہا اونکا یہ مغویانہ اعتراض کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے حکم خدا صرف ایک بی بی کے کہنے سے حلال چیز کو کیونکر حرام کر لیا۔ یہی بدگمانی عیسائیون کی تمام فتنہ انگیزیون اور مفسدہ خیزیون کی باعث ہے۔ حالانکہ اسکی بھی کوئی اصل نہین۔

نابینا نہین تو کم بین معترضین کو پہلے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ والسلام کے الفاظ و کلام پر۔ جو مزویات احادیث کے متون مین آپ کی زبانی مرقوم ہین اور اونکے مطالب و معانی پر نظر رکھنی چاہیے۔ شبلی صاحب کی کتاب کے علاوہ۔ احادیث و تفاسیر کی کثیر التعداد کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ کی مفسدہ انگیزیون کے خیال سے تنگ آکر۔ آیندہ شہد کے نہ کھانے یا۔ ماریہ قبطیہ کے پاس نہ جانے کا جو اقرار کیا تھا۔ اوسکے الفاظ یہی تھے اور اتنے ہی تھے۔ دیگر شربت عسل نیا شامم۔ مین اب شہد کا

Presented by Ziaraat.Com

ترت سہ بیون گا۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۴۷ یا لاقرب امۃ اپنی مملوکہ کے پاس نخاون گا۔ ابن حجر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ بمقتضائے مصلحت وقت آپ کی وقتی احتیاط کو تبلاتے ہین اور نہ آپ کے حرام مستمر یا مؤبد کے معنیون مین آتے ہین۔

لیکن مقرضین کہین گے کہ خود قرآن مجید مین اسکو حرام کے لفظ خاص سے تعبیر فرمایا ہے مگر اونکو جان لینا چاہیے کہ ایسی عیسائی خاتون کو علم عربی سے واقف کاری ضرور ہوئی ہے لیکن ما اینہ ہ ادبیات قرآنیہ اور مصطلحات و مستعملات کلام ربانیہ کی تفہیم و ادراک سے کوسون دور ہین اور اُنکی واقف کاری کے لیے ابھی اونھین زمانہ چاہیے۔ پہلے وہ ادب قرآنیہ کے اُن علوم و رموز کے افہام و تفہیم کا سلیقہ پیدا کرلین۔ تب قرآن کے مقاصد و معانی سے اپنی حرف گیریون کے استنباط کی جراءت کرینگے۔

قرآن پاک مین۔ ہم بھی جانتے ہین لم تحرم کا لفظ ضرور ہے۔ جس کے معنی حرام کرلینے کے ہین۔ لیکن اوس کا استعمال پیرایہ اطلاعیہ و امتثالیہ مین ہوا ہے۔ یعنی حضرت عائشہ اور حفصہ نے جیسا کہ آپ کے اقرار احتیاط سے سمجھ لیا تھا اور مشہور کر رکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے عسل یا ماریہ قبطیہ کو اپنے لیے حرام قرار دیلیا قرآن مجید نے بھی اونھین کے مفہوم اور الفاظ مفہومہ و موہومہ مین اس واقعہ کی شہرت کو بیان کر دیا ہے۔ اونکہ اسکی شہرت امر تعجب خیز تھی اور حقیقت بھی یہی تھی کہ آنحضرت صلعم کے اس اقرار کو وہ دونو خواتین استمرار کے معنیون مین سمجھکر بیحد مسرور ہوئین اور ایک نے دوسرے کو اُسکی فوری نوید پہونچائی۔ خدائے سبحانہ تعالیٰ نے اون کے اس غلط مدعا اور اوسکے اشتہار و افشا کو شان رسالت کے سخت مناقض و منافی پاکر اون پر خطابات عتابانہ نازل فرمائے۔ جیسا کہ تمام آیات سورۂ تحریم سے ثابت ہے۔

نعوذ باللہ من ذلک۔ اگر حقیقی اور ابدی طور پر ان اشیاء کے حرام فرمالینے کی لغزش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی طرف پائی جاتی۔ تو ان خطابات عتابانہ مین رسول اللہ صلعم بھی شریک کرلیے جاتے۔ جب آپ کی ذات پاک کی طرف اس عتاب کی کوئی اشارت نہین پائی جاتی تو آپ کی ذات کی طرف اوس کے حرام مؤبد کرلینے کا الزام لگانا حقیقت اور واقعیت دونون کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ قرآن مجید مین ذرا ذرا سی ناموز و نیت کے لیے خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو کصاحب الحوت و ھو مکظوم ہ (تم بھی یونس کی طرح غصہ مین آلودہ نہ ہوجاؤ) ولا تعجل بالقران (اور قرآن کے بیان مین جلدی نکیا کرو) وغیرہا مثالہا۔ ارشاد فرماکر فوراً ٹوک دیا ہے۔ تو کیا وہ اس موقع پر اپنے نبیؐ کو اوسکے عمل کی ناموز و نیت پر مطلع و متنبہ نفرما دیتا۔ فافہم و تدبر۔

Presented by Ziaraat.Com

جب خداوند عالم کی نظر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اقرار اور عملی اظہار قابل تنبیہ اور تعرض نہین ٹہرا تو عیسائی متعصبین کی سیہ قلبی اور تیرہ نظری اوسکی حرفگیری مین کہان تک کامیاب ہوسکتی ہے۔ اس واقعہ کی نسبت عیسائی معترضین کی مغویانہ اور کافرانہ قلمکاریان ایسی بے اصل اور مہمل تھین کہ مسلمان تو مسلمان عیسائی محققین نے بھی اونکی کامل تنقید و تردید کردی ہے۔

مسٹر سیل مترجم قرآن اور ڈاکٹر پرائیڈکس کی غلط بیانیونکی تردید

عیسائیون کے مشہور و معروف پیشوا۔ ڈاکٹر پرائیڈکس نے اس واقعہ کے متعلق جو کافرانہ تعریض کی ہے وہ ایسی کھلی کھلی اور صاف صاف افترا پردازی ہے۔ جس کو مسٹر سیل (جو ساعیسائیت کا حامی۔ مسیحیت کا پیشوا اور ربی خواہ بھی جسے دیکھکر اوسکی تردید و تکذیب کیے بغیر نرہ سکا۔ ہم مسٹر سیل کے ترجمہ قرآن صفحہ ۴۱۶ مطبوعہ لندن سے اونکی عبارت تنقیدی کا پورا ترجمہ ذیل مین درج کرتے ہین۔

ہمکو اس مقام پر لکھکر بتلا دینا نہایت ضروری ہے جیسا کہ مجھسے قبل ایک قابل مولف مسٹر جینجیر لکھکر ہمکو بتلا چکے ہین کہ ڈاکٹر پرائیڈکس نے قرآن کے اس آیہ کے غلط معنی لیے (یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ) حضرت ماریہ کے ساتھ آپ کی صحبت کا ذکر کرکے ڈاکٹر موصوف مختصراً نمونہ کے طور پر اپنے سلسلہ بیانین لکھکر ہمکو بتلاتے ہین کہ اس آیت مین محمد صلعم نے اپنے اور تمام مسلمانون کے لیے خدا کی طرف سے یہ اجازت منگالی ہے کہ وہ علاوہ منکوحہ بی بیون کے جاریات سے جب چاہین مقاربت کرین (حالانکہ القاء قرانی مین یہ اجازت و اختیارات صرف رسول اللہ صلعم کی ذات مقدس تک محدود تھے۔ کیونکہ یہ اذن و اختیار بطور خاص نو پہلے ہی آپکو مل چکا ہے۔ اور سوائے آپکی ذات کے کسی دسرے کو نہین۔ دیکھو سورۂ احزاب) اسکے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف اس اجازت و اختیار کے متعلق اضافہ کرتے ہین کہ اس آیت مین الفاظ خطاب یہ ہین کہ اے رسول تم صرف اپنی بی بیون کو خوش اور راضی رکھنے کی وجہ سے اون چیزون کو اپنے اوپر کیون ممنوع کرلیتے ہو جسکی خدا نے تمھین اجازت دیدی ہے۔ خدا نے تو تمھین کنیزون کا اختیار دے ہی دیا ہے۔

سیل صاحب نہایت تعجب و حیرت سے لکھتے ہین کہ یہ آخر فقرہ تو عبارت قرآن مین نہ اس مقام پر نہ کسی اور دوسرے مقام پر موجود ہے جس مین ایک ایسے امر کی اجازت ہے جو متعدد مقامات مین ممنوع کردیا گیا ہے (دیکھو سورہ مومنون۔ سورۂ نساء اور سورہ سبحان الذی جزو ۱۵) حالانکہ ان تمام مقامات کے احکام امتناعی پر خود ڈاکٹر صاحب موصوف نے چند نظریہ لکھے ہین لیکن اسوقت آپ اون نظریون کو بھی نظر انداز کرگئے۔ مسٹر سیل لکھتے ہین کہ مین اسکے متعلق اس سے زیادہ لکھکر اس قصہ کو بیکار طول دینا نہین چاہتا ناظرین خود دیکھکر سمجھ لین گے کہ یہ محترم مقدس

Presented by Ziaraat.Com

(ڈاکٹر پرائیڈکس) اگر کسی مسلمان کو ان افعال کا مرتکب دیکھتا تو کیا کچھ طوفان نہ اوٹھاتا۔

اس آیت کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی غلط فہمیون کا انکشاف حقیقت کرکے اب ہم دو ایک نقطہ ڈاکٹر صاحب کے اوس بیان کے متعلق بھی عرض کرنیکی جرأت کرتے ہین جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے ماریہ قبطیہ کے خاص حالات مین نقل کیا ہے اونکا یہ بیان ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کے انتقال کے بعد ماریۃ قبطیہ اور اون کے لڑکے کا جو پیغمبر صاحب کے صلب سے تھا کچھ حال معلوم نہین ہوتا۔ سوائے اسکے کہ دونون ماں بیٹے مصر مین نکال دیے گیے اور پھر اہل مصر مین اندونون کے حالات نہین ملتے۔ یہ لکھکر ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہین۔ لیکن میرا قیاس یہ کہتا ہے کہ عائشہ نے اپنے اوس کینہ دیرینہ کے تقاضے سے جو ان کو ماریۃ کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اپنے باپ کو جو پیغمبرؐ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا تھا۔ اس امر پر آمادہ کرلیا کہ اُسکا یون خاتمہ کردیا جاے۔ سیل صاحب لکھتے ہین۔ لیکن تمام مشرقی مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ ماریۃ قبطیہ آنحضرت صلعم کی وفات سے پانچ برس بعد انتقال فرماگئین اور مقبرۂ مومنین جنت البقیع مین مدفون ہوئین۔ اونکے صاحبزادے (ابراہیمؑ) تو جناب رسولخدا صلعم کے سامنے ہی انتقال کرگیے تھے۔ ڈاکٹر جنجیر نے ڈاکٹر پرائیڈکس سے اس روایت کی سند مانگی ہے۔

سیل صاحب لکھتے ہین۔ میرا خیال یہ ہے کہ پرائیڈکس صاحب نے کچھ تو اسکو تاریخ ابو الفاریغوس سے لیا ہے۔ جس کے مطبوعہ نسخہ مین ماریۃ قبطیہ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ اور اون کی بہن سیرین (نہ اون کے صاحبزادے) مقوقس کی طرف اسکندریہ مین بھیجے گئے تھے۔ ہمکو اس روایت کے وجود مین کوئی شبہہ نہین لیکن اس کے ترجمہ کو ڈاکٹر پوکاک ( ) صاحب کی کتاب والفاظ ترجمہ سے مقابل کرلینا چاہیے۔ جس مین ہم لوگون کو من (سے) کو بجاے الی (طرف) کے معنی مین سمجھنا چاہیے۔ یعنی مقوقس نے ماریہ اور اون کی بہن سیرین کو اسکندریہ سے بھیجا۔ مسٹر پوکاک کی کتاب کا ایک صحیح نسخہ میرے (سیل صاحب کے) پاس بھی موجود ہے اوسمین یہی مضمون مندرج ہے۔ سیل صاحب کا ترجمہ قرآن صہ ۴۱۶

واقعات اسلامی کی نقل و ترجمہ مین عیسائی مؤلفین کی یہ ذہنیت اور صلاحیت ہے۔ جو اون کے ہموطن ہمقوم اور ہم مذہب محقق کی زبانی معلوم ہوئی۔ تو پھر ان کی مغویانہ تعریضات اور ملحدانہ تلمیحات سے مرعوب ہونا تو اپنی مزید کم مایگی اور ناواقفیت کی دلیل ہے۔

اس شورش انگیز واقعہ مین جو کچھ شورش۔ سازش اور کاوش معلوم ہوتی ہے وہ سب حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کے اخلاقی ضعف و برائت کی باعث ہے۔ اس لیے تمام سورۂ مقدسہ مین جو خطاب عتاب ہے وہ تمام تر انھین دونو خواتین اُمہات مومنین کی نسبت ہے۔ ذات قدس رسالت بخواے آیہ کریمہ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ	خدا اور خدا کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اگر اس سے تم روگردانی کروگے تو ہمارے انبیاؑ سوائے تبلیغ ظاہر کے اور (تمہارے) کسی امر کے ذمہ دار نہین ہین۔

ان تمام تعلقات۔ تناسب اور تخاطب سے بالکل مبرّہ اور منزّہ ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کا خود الفاظ قرآنی نے اس سورہ کے آخر عبارت مین تصفیہ کر دیا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ	کافرون (کے عبرت پکڑنے کیلیے خدا نوحؑ کی بی بی اور لوطؑ کی بی بی کی مثال دیتا ہے کہ یہ (دونو عورتین) ہمارے بندون مین سے دونیک بندون کے نکاح مین تھین پھر انہون نے انکو دغا دی (کہ اپنے شوہرون کے خلاف کافرون سے ملی رہین) تو دونون شوہر (باوجودیکہ پیغمبر تھے) خدا کے مقابلہ مین انکے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان دونون عورتون کو حکم دیا گیا کہ جہان اور لوگ (جہنم مین) داخل ہوئے ہین تم بھی انھین کے ساتھ جہنم مین جا داخل ہو اور (سچے) مسلمانون (کی تسلی) کیلیے ایک تو فرعون کی بی بی (آسیہ) کی مثال دیتا ہے کہ اس بی بی نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار، میرے لیے بہشت مین اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھکو فرعون اور اوسکے کردار (بد) سے نجات دے اور (نیز) مجھکو ان ظالم لوگون سے نجات دے اور (دوسری مثال) عمران کی بیٹی مریمؑ کی ہے جنھون نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے اون کے پیٹ مین اپنی (قدرت سے) روح پھونکدی اور وہ اپنے پروردگار کے کلام اور اوس کی کتابونکی تصدیق کرتی ہین اور وہ (ہمارے) فرمانبردار بندون سے تھین۔

ترجمہ شمس العلما حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی ص۸۹۷۔

ان آیات قرآنیہ نے تمام معاملات کو آئینہ کر دیا ہے۔ پہلے کافرون سے جس مین اسلام کے مخالف تمام فرقے شامل ہین خطاب ہے اور بتلا دیا گیا ہے کہ اس شرمناک واقعہ مین وہ ازواج رسولؐ ہونیکی نسبت اور خصوصیت ظاہری پر نظر کرکے تعجب نکرین اور رسول اللہ صلعم پر حرفگیری نکرین۔ اس سے قبل بھی انبیاے کرام کے ازواج سے کردار بد ظاہر ہو چکے ہین اور وہ بالحاظ و پاس اون مقدسین مرسلین کے جن سے وہ منسوب تھین۔ عذاب و عقاب الٰہی مین گرفتار ہو چکی ہین

Presented by Ziaraat.Com

اونکے مقدس شوہرون کی نسبت اور خصوصیت نہ اونکو عذاب الٰہی سے بچا سکی اور نہ جہنم سے واپس لانے کی ثابت ہوگیا کہ باوجود ان خصوصیت۔ نسبت اور قربت خاص کے بھی اوکی جزا و سزا اونکے اعمال و افعال کی صالحیت و اسادت پر منحصر رہی اور اونکی بدکرداریون اور بد افعالیون کا کوئی اثر اونکے مقدس شوہرون کے دامان تقدس کو داغدار نکر سکا۔

اسی طرح مسلمانون کے خاص اطمینان کیلیے حضرت آسیہ و مریم علیہما السلام کی مثال پیش کیجاویگا ہے کہ باوجود اسکے جناب آسیہ فرعون کے ایسے بدکردار اور خدائے کفار سے منسوب تھین لیکن اونکے اعمال حسنہ۔ اونکا نفس اونکی خدا شناسی ایسی کامل تھی کہ وہ ہمیشہ خدا سے دست بدعا رہتی تھین کہ وہ۔ اونکو۔ فرعون اوسکی بدکردارییون اور تمام ظالمہ وقت کے ہاتھون سے نجات دلوادے۔ اسی طرح جناب مریم بنت عمران نے باوجودیکہ بیدین یہود۔ اور اونکے خاص گھر والون نے اون پر کیسی کیسی تہمتین نہ لگائین لیکن اوس مقدسہ نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔ خدا کی اطاعت اور احکام خدا کی اطاعت پر قائم رہین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ دونون خواتین باتمکین۔ باوجودیکہ کفار سے اُنکے تعلقات تھے خداوند عالم کے نیکوترین بندون مین داخل ہوئین۔ اس مثال خاص سے یہ تعلیم و تفہیم مراد ہے کہ مسلمان محض پیمبرؐ کی بی بی ہونے پر اونکے اعمال صالحہ اور عادات حسنہ کا تیقن نکرلین۔ کافرونکی بیبیان اور رشتہ دار عورتین بھی مثل حضرت آسیہ و مریم علیہما السلام کے مقرب ترین بارگاہ الٰہی ہوسکتی ہین۔

مسلمانون کی عبرت پذیری کیلیے دونون مثالین تاکیداً دکھلادی اور بتلادی گئین۔ اسواقعہ خاص کی مثال پہلے انبیاے سابقین کی دو بدکردار بیبیون کے حالات سے دکھلادی گئین ہین اور بتلادیا گیا ہے کہ یہ واقعہ محض اسلیے کہ ازواج رسولؐ بدکردار ہوئین اور مورد عتاب الٰہی ہوئین تعجب خیز اور عبرت انگیز ہونا چاہیے اسلیے کہ ان سے قبل دو پیغمبرؑ کی بیبیان ایسی ثابت ہوچکی ہین۔ پھر آخر متال جناب آسیہ (فرعون کی بی بی) اور حضرت مریم (یوسف نجار کی منسوبہ) کی دیگئی اور بتلادیا گیا ہے کہ ان خواتین محترمہ کی مقدس زندگی اگرچہ کفار کے ساتھ رہی لیکن اونکے اعمال حسنہ پر کفار کی بدکردارییان کوئی اثر نہ ڈال سکین اور وہ نیکوترین طبقہ نسوانی اور مقرب ترین بارگاہ یزدانی ثابت ہوئین۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ امور تمام تر اعمال انسانی کی نیکی بدی پر منحصر ہین۔ کسی کے ساتھ اوسکی قرابت و خصوصیت کام نہین آسکتی۔ قرآن مجید نے کھلے کھلے الفاظ مین بتلایا ہے کہ حضرت نوح اور حضرت لوط کی بدکردار بیبیون کو اون کے مقدس شوہر کے مدارج رسالت عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے۔ اور نہ اونکی فرزندین اون بزرگوارون کے دامن تقدس مین کوئی دھبہ لاسکین۔ اسی طرح حضرت آسیہ اگرچہ فرعون سے کافر زبردست کے ہمراہ تھین اور جناب مریم جو کفار و تھین گرفتار نہین محض اپنے اعمال حسنہ کی وجہ۔ خدا کی مقرب ترین بندیان ثابت ہوئین اور فرعون اور دیگر کفار کی صحبت یا قربت انکے اعمال و اخلاق کو نہ بگاڑ سکی ایسی مفصل اور مدلل مثالون کے بعد جو تاریخ و سیر سے مشاہد عینی ثابت ہوتی ہین حضرت عائشہ اور حفصہ کی ان ناشائستہ حرکات کی وجہ سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق

Presented by Ziaraat.Com

وآداب پر حرفگیری۔ خندہ زنی اور طعن افگنی کرنا مخالف اسلام کی صریح نفسانیت۔ خباثت اور تعصّب ہے چنانچہ اس مضمون کو امام فخرالدین رازی اور علامہ زمخشری نے اپنی اپنی تفسیرون مین بزیر آیات مرقومۂ بالا نقل فرمایا ہے جسکی اصل فارسی عبارت ترجمہ کو ہم اُردو ترجمہ کے ساتھ ذیل مین نقل کرکے اس بحث کو تمام کیے دیتے ہین۔

و این دو تمثیل که حق تعالی در این آیه و بعد از ین آیه در باب زن فرعون بیان کرده کنایه خطیمی است بد مادر مومنان به سبب آنچه از ایشان صادر شد از اتفاق بر آزار آنحضرت صلعم و افشاے راز آنحضرت صلی الله علیه وسلم نمودن و حق تعالی در این مثلها بیان آن نموده که با وجود کفر و نفاق رد ابط نسبی و سببی نفع نمی بخشد هر چند انتساب باشرف خلق که پیغمبر آنند بوده باشد و با وجود ایمان انتساب بکافران ضرر نمی رساند هر چند کافر ے مانند فرعون نبوده باشد و بدانکه معاتبه که حق تعالی با حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وآله وسلم در اوّل سوره فرموده معلوم است که از غایت لطف و مرحمت است نسبت با نحضرت صلعم که چرا از برای رضاجوئی زنان خود بر خود حرام می گردانی لذّت چند را که خدا برائے تو حلال گردانیده است و مع حضرت صلی الله علیه وسلم خود را ازان لذات خصوصًا وقتے که ظاهرا متضمّن مصلحتے باشد بر آنحضرت صلعم حرام نبود که فعل آنحضرت صلی الله علیه وسلم متضمّن معصیتے باشد۔

ان دونون آیتون مین اور اوس کے بعد والی آیت مین جس مین فرعون کی بی بی کا ذکر کیا گیا ہے خداے سبحانہ تعالی نے ایک بہت بڑا مقصد مخفی رکھا ہے۔ اون امور کے متعلق جو اون دونون اُمہات مومنین (عائشہ و حفصہ) سے صدور اوس کے ساتھ اتفاق و سازش کی وجہ سے رسول صلعم کو آزار پہونچا اور آپکا افشاے راز ہُوا۔ جناب باری عزاسمہ نے آنحضرت صلعم کو ان امور پر مطلع فرماکر بتلادیا کہ کفر و نفاق کی حالت خاص مین کسی کے ساتھ نسبی اور سببی خصائص و روابط کوئی نفع نہین پہونچانے عام اس سے کہ یہ قربت و نسبت پیغمبرون کے ساتھ ہی کیون نہ ہو۔ اسی طرح ایمان کی حالت ہے کہ کافرون کے ساتھ نسبت ایمان کو نہین بگاڑ سکتی۔ اگرچہ فرعون کے ایسا ہی کافر کیون نہ ہو اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ حق تعالی نے ابتدائے سورہ مین جو تہدیدانہ خطاب رسول اللہ صلعم سے کیا ہے وہ کوئی معاتبہ نہین ہے بلکہ غایت لطف و مرحمت کیساتھ خطاب استفہامیہ کے انداز مین خدا اپنے رسول کو سمجھاتا ہے کہ تم نے اپنی ان بی بیون کی محض رضاجوئی کیلیے اون اشیاء سے لذت پذیری کو اپنے اوپر کیون حرام کرلیا ہے جو خدا کی طرف سے تمھارے لیے حلال کی گئین ہین یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ اون چیزون کے مخلوط ہونے سے رسول اللہ صلعم کا رک جانا یا پرہیز اختیار کرنا

Presented by Ziaraat.Com

منقول از حیات القلوب
جلد دوم صفحہ ۵۸۰

کسی طریقہ سے آپ کیلیے ممنوع و حرام نہین تھا جس کی وجہ سے
آپ پر نعوذ باللہ ارتکاب معصیت کا گمان کیا جائے۔

غزوۂ تبوک

(رجب سنہ ۹ ہجری مطابق اکتوبر و نومبر سنہ ۶۳۰ء)

تبوک۔ مدینہ اور دمشق کے بیچ مین چودہ منزل کی مسافت پر ایک مشہور مقام ہے۔ قدیم زمانہ مین اقوام قدیم کا مرکز تھا۔ جنگ موتہ مین فوج اسلامی کی واپسی نے عیسائیون کو اتنا جری کر دیا تھا کہ وہ مدینۃ النبیؐ پر چڑھائی کا برابر ارادہ کر رہے تھے غسان جو علاقہ شام مین قیصر روم کی طرف سے نیابتاً حکومت کر رہا تھا دارالاسلام مدینہ کی فتح کرنے کیلیے سخت بے چین تھا ایک تو عرب ہونے کی فطرتی مخالفت اوسکو اسلام کے استیصال پر امادہ کر رہی تھی پھر اوسکے بعد عیسائی ہونے کا خلوص اوسکے سمند شوق پر تازیانہ کا کام کر رہا تھا۔ لیکن اسلام سے اب مقابلہ بڑے جیوٹ کا کام تھا۔ اور دارالاسلام مدینہ پر چڑھائی جان سے ہاتھ دھونیکا نام تھا۔ موقع کی اہمیت کو پیش نظر رکھکر غسانی حاکم نے ہرقل رومی سے کمک مانگی اور اپنی عرضداشت مین جھوٹی سچی خبرین لکھ کر قیصر کو اپنی امداد و حمایت پر امادہ کر لیا۔ قیصر کو جو عرضی بھیجی تھی اوس مین جھوٹی خبر تو یہ تھی کہ پیغمبر اسلام نے انتقال فرمایا۔ اسلام اور اہل اسلام کے استیصال کا اس سے بہتر دوسرا موقع ہاتھ آنے والا نہین ہے۔ کیونکہ جزیرہ نمائے عرب بالکل خالی پڑا ہے اور مدینہ کی خاص حالت تو یہ ہو رہی ہے کہ وہان قحط عظیم برپا ہے ہزارہا بندگان خدا بھوک پیاس سے مر گئے۔ اور جو بچ گیے وہ بلا و مصیبت سے جان بلب ہین۔ قیصر نے ملک گیری کے اصول اور توسیع فتوحات کے دستور کے مطابق ماتحتی حکمران کی امداد کو قبول کر لیا اور کمک مین چالیس ہزار شاہی فوج روانہ کر دی ادھر غسان کے حاکم نے عرب کے آس پاس والے تمام قبائل کو اسلام کی مخالفت پر آمادہ کر لیا۔ بنی لخم۔ بنی جذام اور بنی غسان سب نے سب استیصال اسلام پر تل گیے۔

ادھر کی یہ حالت تھی اودھر مدینہ کی یہ مصیبت تھی کہ ایک برس سے چار طرف قحط عظیم برپا تھا۔ پانی کا ایک قطرہ نہ برسا تھا۔ خرمون کی فصل ماری گئی تھی۔ وہی اونکا آذوقہ تھا مویشیون کے چرنے کو زمین پر گھاس تک میسر نہین تھی آدمی اور جانور زیادہ تر درختون کے پتون پر بسر کرتے تھے۔ بے آب و دانہ علاقہ مین چارون طرف ہزارون جانین تلف ہو رہی تھین۔ انھین ایام مین شام کے زیتون بیچنے والے نبطی مدینہ مین آئے اور یہ خبر لائے کہ رومی و غسانی فوجین مدینہ پر حملہ کرنے والی ہین۔ بلکہ اونکا مقدمۃ الجیش دمشق سے روانہ ہو کر جابلقا تک پہونچ گیا ہے۔ روم کی تازہ دم فوجین اور قبائل عرب کے لشکر ملکر اپنی متحدہ قوتون سے تخت گاہ اسلام کو پامال کرینگی۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب رسول صلعم کا تیسرا سفر اور اسکی دشواریان

اسلام غسانیون کی مخالفت سے غافل نہین تھا۔ جنگ موتہ کی واپسی ہی وقت سے یہ مخالفانہ خبرین مدینہ کی گلی کوچون مین مشہور ہو رہی تھین اور ایک اون سے تقابل و تصادم یقینی تھا۔ اس بنا پر نبطیون کی یہ خبر مسلمانون کے لیے کوئی نئی خبر نہین تھی لیکن اس تازہ خبر کی شہرت مین اتنی اہمیت ضرور تھی کہ مخالف کے طلیعہ کا شہر جابلقا تک پہونچ جانا ایسا امر نہین تھا کہ اسلام بے پروا ہو کر سکوت اور خموشی اختیار کرے۔ ان امور کو پیش نظر رکھکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تجویز فرمایا کہ غنیم کے شہر مین آجانے سے پہلے باہر نکل کر اون کی سد راہ ہو جانا بہتر ہے۔ اسلیے کہ اسلامی مقبوضات کے اندر تمام مقامات مین امن قائم رہے گا لیکن باینہمہ یہ مقابلہ ایک ایسی عظیم الشان سلطنت سے تھا جو نصف سے زاید دنیا پر حکمران تھی اور تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اپنی قوت سے ایران کے ایسی عظیم و قدیم سلطنت کو مغلوب کر چکی تھی۔ ان ضرورتون سے خاص طور پر سامان جنگ کرنا لازمی تھا۔

لیکن آنحضرت صلعم کو تجمیع سامان جنگ مین جو دقتین حائل اور دشواریان لاحق تھین وہ یہ تھین۔ تمام مسلمان۔ سپاہی سے لیکر اہل فلاحت و تجارت کیا صاحبان مال و دولت تک پریشان اور بالکل بے سروسامان تھے سال بھر کے قحط شدید مین اونکا اندوختہ سرمایہ صرف ہو چکا تھا۔ روٹیون تک کو محتاج تھے بڑی دور کا سفر تھا۔ ان مفلسون کے پاس سواری کے جانور تک باقی نہین رہے تھے۔ قحط مین سب پیٹ کے نذر ہو چکے تھے اسلحات بھی بک کر اس دوزخ مین جھک چکے تھے۔ سلاح جنگ کیسے۔ پہننے کے کرتے تک اوتر کر گرو ہو چکے تھے۔ عرب کی قیامت والی گرمی پڑ رہی تھی بھوک پیاس سے بچ بھی گئے تھے تو دھوپ اور گرمی جھلسائے دیتی تھی۔

ضرورت وہ۔ حالت یہ۔ لیکن ؎ کسی کی لاکھ مشکل اور ہماری ایک آسانی۔ مدبر رسالت علیہ السلام والتحیۃ نے۔ ان تمام دشواریون۔ دقتون اور مصیبتون پر۔ اسلام کی حمایت۔ اعلاء کلمۃ اللہ۔ توحید کی اشاعت مخالفین کے مظالم کی مدافعت۔ اہل اسلام کی جان مال۔ آبرو۔ اور اہل و عیال کی محافظت کو ترجیح دی اور عیسائیون کی کثیر التعداد فوجون سے مقابلہ کے لیے سفر جہاد کا اعلان فرما دیا اگرچہ مسلمانون کے افلاس تنگدستی اور عسرت کی جو حالت ہو رہی تھی وہ نہایت تفصیل سے اوپر بیان ہو چکی ہے۔ لیکن جب غیرت قومی اور حیاے ایمانی کا قدم درمیان آگیا تو ان تمام مصیبتون کا خیال دل سے جاتا رہا۔

اصحاب رسول صلعم اور فراہمی سامان جنگ مین امداد

حسب الامکان تمام اکابر صحابہ نے سامان جنگ کی فراہمی مین شرکت کی۔ ان تمام امدادی سرمایہ مین حضرت عثمان کا سرمایہ سب سے زیادہ تھا۔ لیکن ابو عقیل انصاری کا ہدیہ سب سے زیادہ گرانقدر نکلا۔ اس لیے سب کی عطیہ رقمون کے اوپر رکھوایا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

بہ ہدیہ زرہیم و دینار رقمہ ۔ ۔ ۔ اور سامان اسلحہ کا انبار ۔ مالک دس دس سو چھوہارے تھے وہ بھی کل دو سیر ۔ صاحب رحمۃ العالمین تاریخ ابن خلدون سے اسکی تفصیلی کیفیت یون نقل فرماتے ہین ۔

ابو عقیل انصاری نے دو سیر چھوہارے لاکر پیش کیے اور عرض کی رات بھر پانی کھینچ کھینچ کر ایک شخص کے کھیت کو سیراب کیا تھا اوسکی مزدوری مین چار سیر چھوہارے ملے تھے دو سیر بچون کے لیے گھر مین چھوڑ دیے باقی دو سیر لے آیا ہون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان چھوہارون کو جملہ قیمتی مال و متاع کے اوپر بچھا دو ۔ رحمۃ صلا امطبوعہ امرتسر ۔

صحابہ کا ترکت جنگ سے اعتماص

غزوہ تبوک کی تیاری ایک طرف سے تو اہل اسلام کی حمایت دین مین استقلال و پاداری اور اونکے ایثار مالی کے اعلیٰ مناظر و مشاہد پیش کرتی ہے ۔ دوسری طرف سے اونکے ابتلا و امتحان کی کیفیت دکھلا رہی ہے ۔ تمام محدثین و مورخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ ۸۰ مسلمانون نے شرکت جنگ سے پہلوتہی اختیار کی اور گھرون مین چھپکر بیٹھ رہے صاحب رحمۃ العالمین نے تو کھلے الفاظ مین لکھدیا ہے کہ

قریبا ۸۰ شخص بوجہ کھوٹے کے مسلمان تھے بہانے کرکے اپنے اپنے گھر ونمین چھپ رہے عبد اللہ بن ابی سلول منافق نے ان لوگون کو اطمینان دلایا تھا کہ اب محمد صلعم اور اونکے ساتھی مدینہ واپس نہ آسکین گے قیصر انھین گرفتار کرکے مختلف ممالک مین بھیجدے گا ۔ صلا ۱۴۲ ۔

شبلی صاحب اسکے متعلق لکھتے ہین ۔

سوء اتفاق یہ کہ سخت قحط اور شدت کی گرمی تھین ۔ ان اسباب سے لوگون کو گھر سے نکلنا شاق تھا ۔ منافقین جو بظاہر آپ کو مسلمان کہتے تھے اونکا پردہ فاش ہو چلا ۔ وہ خود بھی دل چراتے تھے اور دوسرون کو بھی منع کرتے تھے ۔ لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ گرمی مین نہ نکلو ۔ سویلم ایک یہودی تھا اوسکے گھر مین منافقین جمع ہوتے اور لڑائی پر جانے سے لوگون کو روکتے صلا ۱۴۱

ابن ہشام کے الفاظ یہ ہین ۔

ان رسول اللہ صلعم امر اصحابہ بالتھیوا	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو رومیون سے
الغزو الروم و ذلک فی زمن عسرۃ من الناس	جہاد کی طیاری کا حکم دیا اور یہ حکم لوگون کو عین شدت کی تنگی ۔
وشدۃ من الحر وجدب من البلاد وحین	گرمی ۔ قحط و بلا کے زمانہ مین دبا گیا اور نیز ایسی فصل و وقت مین
طابت الثمار والناس یحبون المقام	کہ اونکے خرمے پک رہے تھے اور تمام لوگ ایسے پھلون اور اونکے
فی شمارھم وظلالھم ویکرھون	سایون مین آرام و مقام کرنا پسند کرتے تھے اور ایسی حالت

Presented by Ziaraat.Com

الشخوص علی الحال من الزمان الذی هم علیه وکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلما یخرج فی غزوه الا کنی عنها واخبر انه غیر الوجه الذی یصمد له الا ما کان من غزوة تبوک فانه بینها للناس لبعد الشقة وشدة الزمان وکثرة العدو الذی یصمد له لیتاهب الناس اهبته فامر الناس بالجهاز واخبرهم انه یرید الروم۔

خاص مین گھر سے باہر نکلنے کو مکروہ سمجھتے تھے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ سے یہ دستور تھا کہ حکم غزوہ کے اظہار کے وقت اصل مقام کے خلاف دوسرے مقام کی طرف جانیکی لوگون کو اطلاع دیتے تھے۔ اس لیے کہ دشمن کو آپ کی نقل وحرکت کی خبر نہو۔ بخلاف اس دستور کے غزوۂ تبوک مین آپ نے ابتدا ہی سے صاف صاف تبلا دیا کہ روم سے مقابلہ کا قصد ہے اسلیے کہ سفر کی دوری۔ گرمی کی تیزی اور بیسروسامانی اور تنگ حالی کی کیفیت اون پر پوشیدہ نرہے۔ ص ۳۶ ج ۳ مصر

ہم لکھ کر بتلا چکے ہین کہ غزوۂ تبوک مسلمانون کے استقلال فی الایمان کا بہت بڑا امتحان تھا۔ ابن ہشام کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ تن آسانی کے خیال سے بھی گھر سے قدم باہر نکالنا نہین چاہتے تھے۔ اور اکثر لوگ منافقین کے بہکانے سے بھی رک رہے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید مین دونو امور کی طرف حسب ذیل اشارت فرمائی گئی ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝

اے ایمان والو۔ تمھین زیبا نہین ہے کہ تم راہ خدا کے کامون سے گریز کرو اور دنیا مین بار بکر جمے بیٹھے رہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ مین دنیا اختیار کرنے کے لیے راضی ہو۔ حالانکہ دولت دنیا نعمت عقبیٰ کے مقابلہ مین بالکل بے مقدار ہے۔

بعض وفادار صحابہ کے جان نثارانہ حالات

ان ظاہر نما مسلمانون کے خلاف اکثر وفادار ایسے بھی تھے جو حقیقت مین اپنی تنگدستی پریشانی اور بے سروسامانی کے باعث سفر کرنے سے مجبور تھے۔ وہ بارگاہ الٰہی سے اس خطاب عتاب آمیز کو سنکر بیتاب ہوگیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین بیساختہ دوڑے آئے۔ اور بکمال حزن وملال اپنی مجبوریون کا اظہار حال کرنے لگے اور پیادہ روی سے اپنی مجبوری اور برہنہ پائی کی حالت خراب دکھلا کر سواری کے خواستگار ہوے یہان خود سواری کی اتنی قلت شدید تھی کہ اٹھارہ شخصون کی شرکت مین ایک اونٹ دیا گیا تھا جس پر باری باری سے لوگ سوار ہوا کرتے تھے۔ اس بنا پر آنحضرت صلعم نے اون سے خود اپنی مجبوری دکھلائی۔ قرآن مجید نے بھی ان خالص الایمان مسلمانون کی تصدیق حال ان الفاظ مین فرمائی ہے۔

وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَا اَتَوْکَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُکُمْ عَلَیْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ

اون لوگون پر کچھ اعتراض نہین ہے کہ جب وہ تمھارے پاس آئے کہ ہمکو سواری دیجئے اور تم نے کہا کہ میرے پاس سواری کہان ہے

Presented by Ziaraat.Com

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝

جس پر تمھین سوار کر سکون۔ تو وہ واپس گئے اور اون کی آنکھون سے آنسو جاری تھے۔ کہ افسوس ہمارے پاس کچھ خرچ نہین ہے۔

صاحب روضۃ الاحباب نے ان مخلصین کے حسب ذیل نام لکھے ہین۔

سالم بن عمیر (۲) علقمہ بن زید (۳) ابو لیلی عبدالرحمن ابن کعب مازنی (۴) عمر بن غنمہ (۵) سلمہ بن صخرہ (۶) عرباض بن ساریہ (۷) عبداللہ بن معقل (۸) معقل ابن یسار (۹) مہدی بن عبدالرحمن (۱۰) عمر بن الحمام بن الجموع۔

انھین بزرگوارون کی وفاداری کے ساتھ۔ عبداللہ ملقب ذوالبجادین کی جان نثاری بھی قابل ذکر ہے جسکو ہم صاحب رحمۃ العلمین کی عبارت سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

عبداللہ ملقب ذوالبجادین

ان کا نام عبداللہ تھا۔ ابھی بچہ تھے کہ باپ مرگیا۔ چچا نے پرورش کی۔ جوان ہوے تو چچا نے اونٹ۔ بکریان غلام دیکر انکی حیثیت درست کردی۔ حسن اتفاق سے عبداللہ نے اسلام کا شہرہ سُنا۔ دل مین توحید کا ذوق پیدا ہوا۔ لیکن چچا کا خوف اسقدر طاری تھا کہ اظہار اسلام نکرسکے جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ سے واپس ہوئے۔ تو فتح مکہ کا حال سُنکر عبداللہ بیچین ہوگئے۔ آنحضرت صلعم کے شوق زیارت مین بیتاب ہوکر چچا کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ چچا مجھے برسون اس امر کے انتظار مین گذر گئے کہ کسدن آپ کے دل مین اسلام کی تحریک پیدا ہوگی اور آپ کب مسلمان ہونگے لیکن آپ کا حال ابتک ویسا ہی کا ویسا ہی چلا آتا ہے۔ مین اپنی عمر پر زیادہ اعتبار نہین کرتا۔ مجھے آپ اجازت دین تو مین مسلمان ہوجاؤن۔ چچا یہ سنکر غصہ سے جل اوٹھا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلعم) کا دین قبول کرنا چاہے گا تو یقین کر لے۔ مین ابھی ابھی سب کچھ تجھسے چھین لون گا۔ تیرے بدن پر چادر اور تہہ بند تک نہ چھوڑون گا۔ عبداللہ نے نہایت استقلال سے جواب دیا۔ چچا مین اب تو مسلمان ہوکر رہون گا۔ اور محمد صلعم کی اطاعت و متابعت ضرور اختیار کرون گا۔ مین شرک اور بت پرستی سے بالکل بیزار ہوچکا ہون۔ میرا تو یہ مصمم ارادہ ہوچکا ہے۔ اب آپ کا جو قصد ہو وہ کیجیے۔ جو کچھ میرے قبضہ مین زر و مال ہے سب چھین لیجیے۔ مین تو یقین کرچکا ہون کہ آخر ایکدن مجھے ان سب چیزون کو چھوڑنا ہی پڑے گا اس لیے بہتر ہے کہ آپ ہی کو واپس کرتا جاؤن۔ مین ان تعلقات فانی کے لیے۔ دین کے ذخائر روحانی کو نہین ترک کرسکتا۔ یہ کہکر عبداللہ نے چچا کے سامنے کھڑے کھڑے تمام بدن کے کپڑے اوتار دیے اور مادرزاد برہنہ ہوکر ماں کے پاس چلے گئے۔ ماں دیکھکر حیران ہوگئی۔ پوچھا ارے کیا ہوا۔ عبداللہ نے کہا مین مومن اور موحد ہوگیا اب جناب رسولخدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین جاتا ہون۔ چچا نے مارے غصہ کے یہ حال کردیا۔ اگر آپ سے ہوسکے تو کوئی ٹکڑا پارچہ دیدیجیے۔ ورنہ میرا کوئی ذمہ دار نہین ہے۔ ماں نے ترس کھاکر

Presented by Ziaraat.Com

ایک کمبل اوڑھا دیا۔ عبداللہ نے وہیں کھڑے کھڑے اوس کمبل سے دھکڑے کیے۔ ایک ٹکڑے کا تہبند باندھا دوسرا ٹکڑا کندھے پر ڈال کر مکان کے باہر نکل آئے۔ اور [illegible] چل کھڑے ہوئے۔ راتوں رات چلے گئے۔ صبح کو مسجد نبوی صلعم مین حاضر ہوگئے۔ اوسوقت تک جناب رسول خدا صلعم برآمد نہین ہوئے تھے عبداللہ بڑی بے تکلفی سے دیوار کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ اور جناب مالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ آپ تشریف لائے تو ایک مرد غریب صورت پاکر دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ تمھارا نام کیا ہے۔ اُنھون نے عرض کی مجھے عبدالعزیٰ کہتے ہین۔ میں ایک مرد فقیر ہون۔ مسافر ہون غریب ہون۔ آپ کے جمال کا عاشق ہون اور ہدایت کا طالب۔ بحصول امید کا آسرا لگا کر در دولت تک پہونچا ہون سے کجا روم چہ کنم بر در کہ رو آرم اس تقریر نے آپ کی خاطر مبارک پر بڑا اثر کیا۔ اپنے قریب بلا کر نہایت شفقت وعنایت سے ارشاد فرمایا۔ تمھارا نام آج سے عبداللہ ہے۔ اور ذوالبجادین لقب۔ تم ہمارے قریب قیام کرو اور مسجد ہی مین رہا کرو۔

الغرض یہ خوش نصیب اوسی دن سے دائرہ اسلام مین داخل اور طبقہ اصحاب مین شامل ہوگیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن پڑھا کرتا تھا اور عجب ذوق وشوق سے اور جوش وطرب سے دنرات تلاوت قرآن کیا کرتا تھا۔ ایکبار حضرت عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الناس کی کہ لوگ تو نماز پڑھ رہے ہین اور یہ اعرابی اس بلند آوازی سے قرآن پڑھ رہا ہے کہ دوسرون کی قرات مین مزاحمت ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمر اسے کچھ نکہو۔ یہ تو خدا اور رسولؐ کی محبت مین سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آیا ہے

عبداللہ کے سامنے غزوہ تبوک کی تیاری ہونے لگی۔ تو یہ بھی جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین آئے۔ اور عرض کی۔ یارسول اللہ دعا فرمائیے۔ کہ مین بھی راہ خدا مین شہید ہو جاؤن۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ کسی درخت کا چھلکا اوتار لاؤ۔ عبداللہ گئے چھلکا اوتار لائے۔ آپ نے وہ چھلکا ان نے بازو پر باندہ دیا اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ الٰہی مین اسکے خون کو کافرون پر حرام کرتا ہون۔ عبداللہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلعم مین تو شہادت کا طلب گار ہون۔ آپ میری حفاظت جان کے تعویذ فرماتے ہین ارشاد ہوا جب غزا کی نیت سے نکلوگے تمھین تپ آجائیگی اور مرجاؤگے۔ تب بھی تم شہدا ہی مین داخل ہوگے۔ عبداللہ یہ سُنکر بیحد مسرور ہوئے اور خوش خوش لشکر اسلام کے ہمراہ روانہ ہوگئے۔ رحمۃ صفحہ ۱۴۷۔

عبداللہ کا خاتمۂ احوال عنقریب سلسلہ بیان مین آتا ہے

شبلی صاحب نہ معلوم کیون ایسے قابل الذکر واقعات کو قلم انداز فرماتے چلے جاتے ہین۔ وہ جانے اور

اون کی مصلحت - ان واقعا کی نقل و تحریر سے میرا مدعا یہ تھا کہ ظاہر نما اور حقیقت آزما و باوفا اہل اسلام کا فرق مابہ الامتیاز معلوم ہو جائے - مندرجہ بالا شواہد سے ثابت ہو گیا کہ اہل اسلام مین اسوقت دو قسم کے لوگ تھے بعض وہی ظاہر نما تھے - جو محض غرض دنیا اور تکلیف سفر کے خیال سے گھر سے باہر قدم نکالنا نہین چاہتے تھے اور بعض حقیقتاً مجبور تھے - قرآن مجید نے دونون قسم کے لوگون کی تصریح کی ہے - شبلی صاحب قرآن مجید سے صرف ایک کی تصریح فرماتے ہین - دوسرے کی نہین - یہ مولفانہ تدیّن کے بالکل خلاف ہے - اس مین کلام نہین کہ ان دونون گروہون کے علاوہ منافقین کا ایک تیسرا گروہ بھی تیار تھا جو اپنی شرارت طبعی سے طرح طرح کی افواہ جمعیت اسلامی مین پھیلایا کرتا تھا - ہمارے شبلی صاحب اسی گروہ پر برس پڑے ہین - اونکی مخالفت و مخاصمت اور فتنہ سازی و حیلہ پردازی کوئی نئی بات نہین تھی - اور نہ اون کا گروہ نیا تھا وہ تو بیا و بجا نہ ہوا و نا ریا فتنے پیدا ہی کیا کرتے تھے - لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مسلمان کیسے تھے اور اونکا رسوخ بالایمان کیسا تھا کہ وہ اس سادہ لوحی سے انکے چکمون مین آجاتے تھے -

تبوک کی طرف لشکر اسلام کی روانگی

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیس ہزار کی جمعیت لیکر - جس مین بقول شبلی صاحب دس ہزار گھوڑے تھے - مدینہ منورہ سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے - شہر کا انتظام سباع ابن عرفطۃ انصاری کو سپرد ہوا - (طبری) اور جناب علی مرتضیٰ کو اہل بیت کی حفاظت و نگرانی پر مامور فرمایا -

یہ سفر تکلیف راہ قلت زاد و راحلہ کے اعتبار سے قیامت کا سفر تھا - راہ تمام سنگلاخ - پہاڑون اور درّون مین کوسون منزلین طے کرنی تھین - کوسون چلے جائیے - منزلون طے کر دیجئے - لیکن پانی کا کہین نشان نہین صاحب رحمۃ العالمین لکھتے ہین - لشکر مین سواریون کی بڑی قلت تھی - اٹھارہ شخصون کے لیے ایک اونٹ مقرر تھا - رسد کے نہونے کی وجہ سے اکثر جگہہ درختون کے پتے کھانے پڑے - جس سے ہونٹ سوج آئے - پانی بعض جگہہ ملا ہی نہین - اونٹون کو اگرچہ سواری کے لیے پہلی ہی سے کم تھے - ذبح کر کے اونکے امعاء کا پانی پیا کرتے تھے - رحمۃ بحوالہ مدارج النبوۃ صـ ۱۴۲ -

ابھی لشکر اسلام حوالی مدینہ ہی مین تھا کہ منافقین مدینہ نے حضرت علی مرتضیٰ کے مدینہ مین رہجانیکے فتنہ انگیز اسباب بیان کرنے شروع کر دئے - صاحب رحمۃ العالمین نے اونکو ان الفاظ مین لکھا ہے -

اعلان حدیث منزلت

ابھی تبوک کے راستہ ہی مین تھے کہ علی مرتضیٰ پہونچ گئے - معلوم ہوا کہ منافقین - بعد مین حضرت علی کو چڑھانے اور کھجانے (شرمانے) لگے - کوئی کہتا لکما (نعوذ باللہ) سمجھکر چھوڑ دیا

کوئی کہتا ترس کھا کر چھوڑ دیا۔ ان باتوں سے شیر خدا کو غیرت آئی۔ دو منزلہ سہ منزلہ طے کرتے ہوئے نبی صلعم کی خدمت میں پہونچ گئے۔ لمبے لمبے سفر اور سخت گرمی کی تکلیف سے پاؤں متورم تھے اور چھالے پڑ گئے تھے۔ نبی صلعم نے دیکھا تو فرمایا الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ یعنی۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ویسے ہی ہو۔ جیسا کہ موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔ گو میرے بعد کوئی نبی نہین ہے۔ یہ سنکر حضرت علیؑ مرتضیٰ خوش و خرم مدینہ کو واپس گئے۔ ص ۱۴۲ بحوالہ بخاری

یہاں ایک امر کا صاف کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ پھر جناب علی مرتضیٰ بھی منافقین کے چکمون مین آگئے اور مدینہ سے فرونگاہ نوی تک دوڑ گئے۔ جب آپکا طرز عمل بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے تو پھر دوسرون کے طرز عمل پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے وہ بھی منافقین کی باتون مین آکر مدینہ مین بیٹھ گئے۔ یا ذرا سے فقرے مین مدینہ سے لشکرگاہ تک دوڑ گئے۔

یہ بالکل منافقانہ وہم ہے اول۔ حضرت علیؑ کے مدینہ مین رہجانے اور دوسرون کے گھر بیٹھ رہنے مین بڑا فرق ہے جناب علیؑ مرتضیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم و اجازت سے مدینہ مین رہگئے تھے۔ گویا آپکے بٹھلائے ہوئے بیٹھے تھے ان کے خلاف۔ دوسرے لوگ بلا حکم و رضائے رسولؐ غرض دنیا سے گھر میں چھپ رہے تھے۔ یا منافقین کے بٹھانے سے گھروں میں بیٹھ رہے تھے

بخاری صاحب ہون یا متبعین صاحب یا اونکے پیرو کسی صاحب کو ایسی کیا پڑی ہے کہ حضرت علیؑ کی نسبت اصل حقیقت کی تلاش کرے علیؑ کی حقیقت حال تو اون کے لئے وبال ہے لیکن اگر ان حضرات کی آنکھین اس طرف سے بند تھین تو بہتون کی کھلی تھین اور وہ حقیقت و اصلیت کا ہر دم مشاہدہ فرما سکتے تھے۔ مگر یہ امور اونکے دیکھنے کے قابل ہی نہین تھے۔ بہرحال۔ اب تو دیکھئے۔ جناب علیؑ مرتضیٰ کو صدور حکم ہی کے وقت منافقین کی اس طعن و تشنیع کا خیال آیا۔ اور آپنے اوسی وقت آنحضرت صلعم کی خدمت مین اسکو عرض کر دیا تھا پڑھیے امام نسائی کی مفصلہ ذیل عبارت۔

عن سعد قال خرج رسول اللہ صلعم	سعد (ابن ابی وقاص) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ
فی غزوۃ تبوک وخلف علیا فقال	صلعم غزوہ تبوک کے قصد سے روانہ ہوئے تو آپنے
اتخلفنی فقال اما ترضی ان تکون	حضرت علیؑ مرتضیٰ کو مدینہ مین چھوڑا حضرت علیؑ کہنے لگے یا رسول
منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ	اللہ کیا آپ مجھے یہین چھوڑ جائینگے آپنے فرمایا کہ اے علیؑ کیا

Presented by Ziaraat.Com

الا انہ لا نبی بعدی

بحوالہ تاریخ احمدی ص۷۹

کیا تم اس بات پر راضی نہین ہو کہ تم میرے لئے اوس منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کیلئے ہارون تھے سوائے اسکے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہے

اس سے زیادہ تفصیل امام حاکم نے مستدرک مین لی ہے۔

عن علیؑ قد عانی رسول اللہ صلعم فعزم علی لما تخلفت قبل ان تکلم قال فبکیت فقال رسول اللہ ما یبکیک یا علی قلت یا رسول اللہ خصال غیر واحد تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمہ وحدہ و تبکینی خصلۃ اخری کنت ارید ان اتعرض للجہاد فی سبیل اللہ فکنت ارید ان اتعرض للاجر و یبکینی خصلۃ اخری کنت ارید ان اتعرض بفضل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما قولک تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمہ وحدہ فان لک لی اسوۃ قد قالوا ساحر و کاہن و کاذب واما قولک اتعرض للاجر اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی واما قولک اتعرض بفضل اللہ ہذا بہار من فلفل جاءنا من الیمن فیہ واستمتع بہ انت وفاطمۃ حتی یاتیکم اللہ من فضلہ فان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک - اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد والبزار وابوبکر العاقولی فی موائد وابن مردویہ وابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء منقول از ارجح المطالب ص۵۰۵

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے (وقت روانگی تبوک) مجھے بلایا اور پیشتر اسکے کہ مین کچھ بولون حضرت نے مجھے قسم دیکر اپنے پیچھے رہجانے کا حکم دیا مین رونے لگا حضرت نے فرمایا کیون روتے ہو اور تمھین کیا چیز رُلاتی ہے مین نے عرض کی مجھے ایک چیز نہین رُلاتی ہے بلکہ بہت سی وجہین ہین کل قریش کے لوگ کہینگے کہ حضرت نے اپنے ابن عم سے کسقدر جلد بیزار ہوکر اوسکو چھوڑ دیا۔ دوم یہ کہ مین اسلئے روتا ہون کہ میرا ارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا ہے اور اجر حاصل کرنے کا ہے سوم یہ کہ میرا ارادہ فضل خدا حاصل کرنیکا ہے پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو تمنے کہا کہ اسلئے روتا ہون کہ قریش کے لوگ کہینگے کہ حضرت نے اپنے ابن عم سے کسقدر جلد بیزار ہوکر اسکو چھوڑ دیا پس اسمین تمھارے لئے میری ایک سنت مقتدا ہے۔ لوگ مجھے بھی ساحر کاہن اور کاذب کہتے تھے اور تم جو یہ کہتے ہو کہ مین اسمین شریک ہوکر خدا سے اجر ملنے کا امیدوار تھا تو کیا تم راضی نہین ہو کہ تمھاری منزلت مجھسے ایسی ہو کہ جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہوگا اور تم جو یہ کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت مین حصہ ملنے کی امید تھی تو یہ سیاہ مرچون کے بستے جو علاقہ یمن سے آئے رکھے ہین تم اُنکو فروخت کرو اور تم اور فاطمہؑ اُنسے فائدہ اُٹھاؤ جہانتک کہ خدا کی مہربانی سے تمھین غنیمت مین حصہ ملے کیونکہ مدینہ کا نظم و اصلاح بغیر میرے یا تمھارے ممکن نہین حاکم نے اسکو مستدرک مین لکھ کر صحیح الاسناد بتلایا ہے اور بزار۔ ابوبکر عاقولی نے موئد مین اور ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی نے اپنی کتاب مسمی بہ اکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء مین نقل کیا ہے۔ ارجح المطالب ص۵۰۵

محدث شیرازی بھی اسکو حسب ذیل الفاظ مختصرہ مین لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

صحت رسیدہ کہ چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزم بیرون رفتن کرد علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ را در اہل خود خلیفہ گردانید علی بعرض رسانید کہ در ہیچ غزوہ تخلف ننمودہ ام چگونہ است کہ این نوبت مرا می گذاری فرمود اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اے علیؑ آیا راضی نیستی کہ با نبی نسبت بمن بمنزلہ ہارون نسبت موسیٰ لیکن فرق اینست کہ بعد از من ہیچکس را مرتبہ نبوت نخواہد بود پس بزوجات مطہرات خویش فرمود علیؑ را بر تو خلیفہ گردانیدم باید کہ سخن ویرا بشنوید و فرمانبرداری او بجا آورید۔

روضۃ الاحباب ص۴۸۷

طریق صحیح منقول ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوہ تبوک مین) باہر جانے کا قصد کیا تو علی ابن ابی طالبؑ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ازواج پر خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی کہ مین آجتک کسی غزوہ سے غیر حاضر نہین رہا۔ پھر مجھکو کیون چھوڑا جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تمھاری منزلت میرے نزدیک ویسی ہی ہو جیسے ہارون کی منزلت موسیٰؑ کے نزدیک تھی، سوائے اسکے کہ میرے بعد کوئی شخص درجہ نبوت پر فائز نہوگا۔ یہ فرماکر آپنے تمام ازواج طاہرات سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ مین نے علی بن ابیطالب کو تم سب پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ تم سب اوسکی ہدایت کو سنا کرو اور اوسکی اطاعت و فرمانبرداری کیا کرو۔

یہ روایتین صاف صاف بتلا رہی ہین کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر مین رخصت ہوتے وقت حضرت علی مرتضیٰؑ کو یہ ضرورت بتلا کر اور ہدایت فرما کر مدینہ مین رہجانے کا حکم فرمادیا۔ جناب علی مرتضیٰؑ ضرورت کی اہمیت اور حکم رسولؐ کی مصلحت کو گوش اطاعت سے سنکر مدینہ مین رہ گئے۔ لیکن جناب رسولخدا صلعم کی روانگی کے بعد منافقین سے زیادہ تو اون مسلمین (قریش بروایت حاکم) کی تردید و تکذیب کی ضرورت حضرت علیؑ کو پیش آئی جو محض آرام طلبی اور تن آسانی سے گھر مین چھپے بیٹھے تھے اور آپ کے گھر رہ جانے کی صحیح وجوہات مین معنی پہنا رہے تھے۔ یہ منافقین کے فقرے نہین تھے۔ بلکہ ظاہر نما مسلمانون کے حیلے اور طعن آمیز آوازے تھے۔ کیونکہ امام حاکم نے قریش کا لفظ لکھا ہے۔

حضرت علیؑ مدینہ سے روانہ ہوے اور مقام جُرف مین پہونچکر لشکر اسلامی سے مل گئے۔ اور جو ضرورت مدینہ سے آپکی لاحق حال ہوئی تھی۔ خدمت نبویؐ مین عرض کردی اور جو منزلت آپکی شہنشاہ رسالت کو مدنظر تھی وہ زبان رسالت سے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرادی۔ اسلیئے کہ حدیث منزلت یا استخلاف فی دار الہجرت کے متعلق جو کچھ ارشاد نبوت ہوا تھا۔ وہ دولتسرائے رسالت کے اندر فرمایا گیا تھا سننے والے اسکو خلوت کی باتین یا حضرت علیؑ مرتضیٰ کے مصنوعی اضافات ٹھہراتے۔ اسلیئے ضرور تھا کہ جناب علیؑ مرتضیٰ ان فتنہ پردازیون کی مغویانہ افواہون کی خاص زبان رسالت سے عامۃ المسلمین کے سامنے اصلاح فرمادین یہی ضرورت تھی جو

Presented by Ziaraat.Com

آپ کو مدینہ سے اتنی تکلیف دہی کی باعث ہوئی۔

افسوس تو اس پر آتا ہے کہ تمام ماخذون مین یہ واقعات وحالات پوری اصلیت اور واقعیت کے ساتھ موجود ہین مگر تعصب ہے۔ نفسانیت ہے اور خود غرضی ہے کہ نہ اونکی تصریح کرنے دیتی ہے اور نہ تشریح۔ ہمنے متعدد محدثین کی اسناد سے دونون روایتین لکھدین جو علی رؤس الاشہاد ثابت کر رہی ہین کہ حدیث منزلت اور استخلاف فی دار الہجرۃ دوبار ارشاد فرمایا گیا۔ اول بار بیت الشرف مین تخصیص کے خاص طریقہ مین۔ دوسری بار۔ مقام جرف مین اعلان عام کی صورت مین۔

حضرت ابوذر کی سعی فی الجہاد

ہم اپنے سلسلہ بیان مین لکھ چکے ہین کہ بہت سے مومنین مخلصین حقیقتاً اپنی غایت مجبوری سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جس طرح کعب بن مالک۔ جن کا پورا حال ہم غزوہ تبوک کے خاتمہ مین لکھین گے پیچھے رہجانے والون مین حضرت ابوذر غفاری رضؓ بھی تھے۔ ان کے زاہدانہ حالات وعادات اور درویشانہ واقعات حیات سے کون مسلمان واقف نہین ہے۔ خیریت سے ان کے پاس اونٹ تھا۔ لیکن آقا کی حالت جب فاقون سے درست نہین تھی تو ناقہ کو کون پوچھتا ہے یہ غریب آنحضرت صلعم کی روانگی کے بعد اوسی لاغر اور کمزور اونٹ پر لشکر کے ہمراہ چلے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوج سے کوسون دور ہو گئے۔ تاریخ الخمیس مین ہے۔

نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بعض منازلہ فنظر ناظراً من المسلمین فقال یارسول اللہ ص ھذا رجل یمشی فی الطریق وحدہ فقال صلعم کن اباذر فلما تاملہ القوم قالوا یارسول اللہ ص ھو واللہ ابوذر فقال رسول اللہ صلعم رحم اللہ ابوذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ۔	رسول مقبولؐ ثم اثنائے سفر مین منزل گزین تھے کسی صحابی نے دور سے ایک مرد کو آتے ہوئے دیکھا اور عرض کی یارسول اللہ صلعم کوئی شخص اکیلا اور پیادہ آرہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوذرؓ مین لوگون نے بغور تامل دیکھکر کہا۔ یارسول اللہ ص خدا کی قسم وہی ہین ابوذرؓ آپ نے ارشاد فرمایا۔ خدا ابوذرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ جس طرح بحالت بیکسی وتنہائی اس وقت آرہا ہے اوسی طرح بحالت تنہائی وبیکسی وفات بھی پائیگا۔

حضرت ابوذرؓ کا بحالت بیکسی وتنہائی آنا تو معلوم ہو گیا۔ لیکن بیکس وتنہا ہو کر ان کا دنیا سے جانا۔ جس کی پیشین گوئی زبان رسالت سے کی گئی ہے۔ وہ بھی سُن لیا جائے۔ محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

حضرت ابوذرؓ کے خاتمہ حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے اصل

سلم پرسید ابوذر چہ حال داری۔ پس قصۂ شتر
را بعرض رسانید۔ آن سرور فرمودہ بدرستیکہ تو از
جملہ اعزاہل منی کہ تخلف نمودہ اند۔ بہر گامے کہ برگرفتی
سوئے ما۔ خداوند تعالیٰ گناہے از تو درگذرانا دو گویند
در زمان خلافت امیرالمومنین عثمان بن عفان۔ ابوذر
رضی اللہ عنہ را بجہت مصلحت از مدینہ بیرون کردند و بربذہ
فرستادند۔ در آن منزل می بود تا وقت وفاتش در
رسید و در آن وقت وفاتش پیش او کسے نبود الا زن و
غلام بود وصیت کرد ایشان را کہ چون مرا بشوئید و در کفن پیچید
و جمعے از شتر سوار کہ اول شما را برسند بگوئید کہ این ابوذر
است مصاحب پیغمبر ما را اعانت نمائید در دفن او۔ چون وفات
یافت بموجب وصیت او عمل نمودند اول جماعتے
کہ بایشان رسید عبداللہ بن مسعود بود کہ با گروہے
از اہل عراق بعمرہ گزارون می رفتند جنازہ را
بر سر راہ دیدند غلام برخاست و گفت این ابوذر
است مصاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعانت
نمائید ما را در دفن او عبداللہ بن مسعود بآواز
بلند در گریہ شد و گفت صدق رسول اللہ
تمشی وحدک وتموت وحدک وتبعث
وحدک فرود آمدند و نماز بروے
گزاردند و دفن کردند۔ ص ۴۹۳ لکھنؤ

حال پوچھا۔ تو اونہوں نے اونٹ کی کیفیت کہی آپنے فرمایا کہ جو لوگ
کہ پیچھے رہگئے ہین اُن مین تو سب سے زیادہ عزیز ہی اور قدم کیلئے
جو تو نے اس طرف آنے مین اُٹھایا ہی خدا نے تیرا ایک گناہ بخشدیا ہے
اور منقول ہی کہ امیرالمومنین عثمان بن عفان نے اپنے زمانہ حکومت
و خلافت مین مصلحت وقت کی وجہ سے ابوذر کو مدینہ سے ربذہ
کی طرف نکال دیا تھا اور یہ وہین سکونت پذیر ہو گئے تھے یہانتک
کہ اونکی وفات کا زمانہ آگیا اور اونکے پاس سوائے اونکی بی بی
اور ایک غلام کے کوئی دوسرا شخص نہین تھا۔ اُنہون نے اپنے
غلام سے وصیت کردی تھی اور کہدیا تھا کہ میری میت کو غسل دیکر
اور کفن پہنا کر شارع عام پر رکھدینا اور شتر سوارون کا جو پہلا گروہ
اودھر سے گذرے اوس سے کہنا کہ یہ ابوذر غفاری صحابی
رسول اللہ صلعم کی میت ہے آپلوگ انکے دفن مین میری اعانت کرین چنانچہ
جب انکی وفات ہوگئی تو اوس غلام نے حسب وصیت عمل کیا میت
کو غسل دیکر اور کفن پہنا کر سر راہ لاکر رکھدیا شتر سوارون کا پہلا گروہ جو
اودھر سے آیا۔ وہ عبداللہ بن مسعود صحابی رسول صلعم کا تھا اُنکے
ہمراہ اور لوگ عراق سے بقصد ادائے عمرہ آئے تھے۔ غلام
نے بڑھکر ان لوگون سے کہا کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ صحابی جناب
رسولخدا صلعم کی میت ہے آپلوگ انکے دفن مین میری اعانت فرمائین
یہ سنکر عبداللہ بن مسعود بآواز بلند رونے لگے اور فرمانے لگے جناب رسول مقبول صلعم نے
سچ فرمایا تھا کہ ابوذر تنہا آیا ہے۔ تنہائی مین مریگا اور تنہا ہی قبر سے
اوٹھایا جائیگا۔ تمام لوگ اوتر پڑے میت پر نماز پڑھی اور مدفون کردیا

ابوخیثمہ کے حالات ایسا ہی واقعہ ابوخیثمہ کا بھی ہے۔ محدث شیرازی لکھتے ہین۔

ابوخیثمہ بعد از چند روز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم رفتہ بود روزے بخانہ خود درآمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی تبوک سے چند روز بعد ابوخیثمہ
ایک دن اپنے گھر مین آئے وہ دن بہ نسبت اور دنون کے زیادہ گرم تھا

Presented by Ziaraat.Com

روز بغایت گرم بود او دو زن داشت و زنان وے
ہر یک بر در عریش ایستادہ آن را رفتہ و آب زدہ
و کوزہائے آب سرد مہیا داشتہ و طعام نیکو ترتیب
دادہ بودند ابو خیثمہ از بیرون آمدہ بر در عریش
ایستاد و در روئے زنان خود دید و آن ترتیب
ملاحظہ نمود و گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
در بیابان و شدت حرارت و آفتاب و بادہائے گرم
راہ می رود و ابو خیثمہ در سایہ آب خنک و آب سرد
و طعام متلذذ می نوشد و با زنان خوبرو معاشرت کند
این از انصاف بغایت دور است بخدا سوگند کہ در
ہیچ کدام ازین دو عریش در نیایم تا زمانے کہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ملحق نشوم۔ پس
مقدارے طعام برائے زاد راہ برداشت و شتر
خویش را پیش کشید و راہ برآن مار کرد و بیرون رفت
ہر چند زنان وے با وے سخنہا گفتند با ہیچکدام تکلم ننمود
و از عقب آنحضرت صلعم روان شد و در منزل تبوک
با آنحضرت ملحق شد و قصہ آمدن را بعرض رسانید
سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعائے خیر
در شان وے فرمود۔

روضۃ الاحباب ص ۴۹۳

تھا اونکی دو بیبیاں تھیں۔ دیکھا کہ وہ دونون بیبیان کوٹھے پر
بیٹھی ہیں اور اوسکو جھاڑو دیکر اور پانی چھڑک کر خوب صاف
ستھرا اور ٹھنڈا کر رکھا ہے اور لذیذ و خوشگوار کھانے پکا رکھے
ہین ابو خیثمہ یہ سامان دیکھکر ٹھون کے دروازوں ہی پر کھڑے
کے کھڑے رہگئے۔ اور اپنی بیبیون کے چہرون کو غور سے
دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے کسقدر شرم اور افسوس کا
مقام ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو اس دھوپ
طپش اور پہمان سوز گرمیون مین دشت و صحرا مین بادیہ پیمائی
کرتے ہون۔ اور مین سایہ مین بیٹھکر ٹھنڈے پانی اور لذیذ و
پر تکلف کھانون سے لطف اوٹھاؤن اور حسین عورتون
سے معاشرت کرون یہ انصاف و اخلاق سے قطعاً بعید ہے
خدا کی قسم ہے کہ مین ان دونون کوٹھون مین سے کسی کوٹھے کے
اندر قدم نہین رکھونگا تا وقتیکہ جناب رسولخدا صلعم سے ملحق
نہو جاؤن۔ پس نہایت اختصار کے ساتھ اون کھانون مین سے
توشہ سفر کے لئے ہمراہ رکھ لیا اور اونٹ پر سوار ہوکر اور سامان سفر
پیچھے باندھکر روانہ ہوا۔ اونکی بیبیون نے ہر چند چاہا کہ اوس سے
کچھ باتین کرلین لیکن اوسنے نہ اونکی سنی نہ اپنی کہی اور مدینہ سے نکلکر
آنحضرت صلعم کے تعاقب مین روانہ ہوا یہانتک کہ مقام تبوک مین
پہونچکر شرف زیارت سے مشرف ہوا اور حقیقت حال خدمت مبارک
مین عرض کردی جناب رسالتمآب صلی اللہ و آلہ وسلم نے اوسے دعائے خیر سے یاد فرمایا

تبوک مین نزول اجلال عبداللہ ذوالمجادین کا خاتمۂ احوال

نہین معلوم شبلی صاحب کو کون سی عجلت اور کون سے ضرورت مجبور کرتی
تھی کہ آپ نے ان تمام اخلاص مندون کے حالات کو جو ان کی وفاداری
اور خلوص و عقیدت کے بے نظیر کارنامے ہین۔ قلم انداز فرمادیا اور نہین معلوم
کہ ایک واقعہ نگار کی حیثیت مین آپ کی یہ فروگذاشت کہان تک مسلمانون مین پسندیدہ سمجھی جائیگی

Presented by Ziaraat.Com

تمام قدیم ماخذون مین یہ واقعات مرقوم ہین ۔ آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ اون بزرگوارون نے کس ضرورت وافادہ سے ان حالات کی نقل کو ضروری سمجھا تھا اور آپ نہین سمجھتے ۔ اسی سے ناظرین کتاب آپکی عجلت تالیف اور اون کی صلاحیت واطمینان تالیف کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہین ۔

بہرحال ۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے سنگلاخ اور ناہموار و دشوار راستون سے لشکر کو لے جانا ہوا جس کا اتفاق نہ آپ کو اور نہ آپکے لشکر کو اس وقت تک ہوا تھا ۔ اثنار سفر مین اون پہاڑون سے گذرنا ہوا جو قوم عاد و ثمود کے مسکن قدیم تھے ۔ ان مقامات مین پہونچکر آنحضرت صلعم نے لشکر کو نہایت تیزی سے گذر جانے کا حکم دیا اسلئے کہ خداوند قہار کے نزول قہر و عذاب کے یہ خاص مقامات تھے ۔

تبوک مین نزول اجلال ہوا تو غریب عبداللہ ذوالبجادین کو ۔ حسب الارشاد آنحضرت صلعم تپ آئی تپ کیا آئی طلب آئی ۔ وعدہ پورا ہوگیا ۔ اوسی تپ مین وہ جان بحق تسلیم ہوگئے ۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اسناد سے صاحب رحمۃ العلمین لکھتے ہین ۔

رات کا وقت تھا ۔ بلال کے ہاتھ مین چراغ تھا ۔ ابوبکر و عمر عبداللہ کی لاش کو لحد مین رکھ رہے تھے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اون کی قبر مین اوترے تھے ۔ اور ابوبکر و عمر سے فرما رہے تھے ۔ ادیا الی اخاکما (اپنے بھائی کا آداب واحترام ملحوظ رکھو) آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے قبر پر اینٹین رکھین اور پھر دعا مین یون فرمایا ۔ مین آج کی شام تک اس سے خوشنود رہا ہون تو بھی اس سے راضی و خوشنود رہ ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ۔ کاش اس قبر مین مین دبا دیا جاتا ۔ رحمہ ص ۱۴۸ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۲۳

تبوک تک کا سفر بیکار رہین گیا

تبوک تک کی زحمت سفر بیکار نہین گئی ۔ اہل شام مسیحی حکمران اور عیسائی اقوام کی وہ ہمتین سست اور ارادے پست ہوگئے ۔ جو دارالاسلام مدینہ پر فوج کشی اور حملہ آوری کے نسبت رکھتے تھے ۔ لشکر اسلام کی جمعیت و کثرت ۔ جرات و ہمت نے کہ اتنی دور و دراز سفر کی مصیبت کاٹ کر یہان تک چلے آئے ۔ اونکے کلیجے پانی کر دیئے ۔ نتیجہ یہ ہوا جیسا کہ صاحب رحمۃ العالمین لکھتے ہین ۔

فلاڈلفیا (Phila delphia) کا قدیم کلیسا جس کا ذکر مکاشفات یوحنا باب ۳ درس ۷ و ۱۳ مین ہے ۔ تبوک ہی کے متصل تھا ۔ عرب اسے القصر کہتے تھے ۔ حجاز ریلوے کی سڑک مین اسکے کھنڈر پائے گئے ہین

Presented by Ziaraat.Com

زمانہ نبوت مین یہان عیسائی قومین آباد تھین۔ اسلئے ایام قیام تبوک مین ان اقوام مین۔ تبلیغ اسلام بھی کی گئی۔ اور اونسے معاہدات بھی کئے گئے۔

عیسائی قومون کی خاص رعایت

عیسائیت پر قائم رہنے والی قومون کو مذہب کی آزادی دیدی گئی۔ اور اونکی جان ومال کی حفاظت کا ذمہ اسلام نے اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ وہی عہدنامہ مقدس ہے جو عیسائیونکے پاس اب تک محفوظ ہے اس طرف چھوٹی چھوٹی ریاستین بھی عیسائیون کی تھین مثلاً اکیدر دومۃ الجندل مین حکمران تھا اور یوحنا ایلہ کا فرمانروا تھا۔ اسلام نے ان ریاستون کو اپنی حالت پر قائم رکھا۔ اہل اذرح بھی عیسائی تھے اور آزاد قبائل تھے انکو بھی انکی حالت پر قائم رکھا گیا۔ ان معاملات مین جس فیاضی بے تعصبی بلکہ محبت کا اظہار کیا گیا وہ آجتک تمام دنیا کا مسلمہ ہے۔ عیسائیون نے یروشلم اور خدا کا گھر نام جس کا ذکر مکاشفات باب ۳ درس ۱۲ مین ہے۔ اسی جگہ سُنا تھا۔ اکیدر والی دومۃ الجندل نے جسے خالد بن ولید نے شکار کھیلتے گرفتار کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر جزیہ دینا منظور کیا پھر معاہدے کے بعد مسلمان ہوگیا۔ رحمۃ حاشیہ صـ۱۴۳ محدث شیرازی نے روضۃ الاحباب مین بھی ان حالات کو پوری تفصیل سے لکھا ہے ملاحظہ ہو صـ۴۹۷ شبلی صاحب بھی اسکی تفصیل مین حسب ذیل رقمطراز ہین۔

تبوک پہونچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن تک قیام فرمایا ایلہ کا سردار جس کا نام یوحنا تھا حاضر خدمت ہوکر جزیہ دینا منظور کیا۔ ایک سفید خچر بھی نذر مین پیش کیا جسکے صلہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو ردائے مبارک بھی عنایت فرمائی جرباء اور اذرح کے عیسائی بھی حاضر ہوئے اور جزیہ دینے پر رضامندی ظاہر کی دومۃ الجندل جو دمشق سے پانچ منزل ہے وہان ایک عربی سردار جسکا نام اکیدر تھا قیصر کے زیر اثر تھا آنحضرت صلعم نے خالد کو چار سو کی جمعیت کیساتھ اوسکے مقابلہ کیلئے بھیجا خالد نے اوسکو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہائی دی کہ خود دربار رسالت مین حاضر ہوکر شرائط صلح پیش کرے چنانچہ وہ اپنے بھائی کیساتھ مدینہ مین آیا آپنے اسکو امان دیدی۔ جلد اول صـ۴۱۱

تبوک سے واپسی واقعہ عقبہ۔ رسول کی ہلاکت کی ترکیب

ہم ابتدا مین لکھ آئے ہین کہ تبوک کی زمین۔ وہان کا سفر مسلمانون کے اخلوص فی الایمان اور استقلال فی الاسلام کی آماجگاہ تھا۔ اس مین کوئی کلام نہین کہ منافقین کے اغوا و فتنہ انگیزی سے یا فطرت کی ناہمواری و شورش خیزی سے۔ بہت سے دولتمند اور آرام پسند مسلمانون کے دل مین عرب کی قدیم آزادی۔ نافرمانی اور مطلق العنانی کی ہوا سما گئی تھی۔ جیسا کہ آغاز واقعات سے مترشح ہو رہا ہے۔ چنانچہ اسکا اظہار تبوک سے واپسی مین نہایت شرمناک طریقہ سے ہوا۔ سامان اس قیامت کا تھا۔ اور سازش اس بلا کی تھی کہ خدانخواستہ جان رسالت کا خاتمہ ہی ہوگیا تھا۔ لیکن حافظ حقیقی اپنے رسول کی مقدس جان کا

Presented by Ziaraat.Com

محافظ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بال بال بچ گئے۔ لیکن منافقین اسلام کی ظاہرنما عقیدت وخلوص کا پردہ فاش ہوگیا لیکن اسپر بھی رحمت عالم نے اپنی رحمت ہی کی شان دکھلائی منافقین مسلمین اور مار آستین معتقدین کو صریحاً جان کر اور پہچان کر بھی نہ بتلایا۔ محدث شیرازی کی زبانی پوری تفصیل حسب ذیل ہے۔

بشبے در اثنائے مراجعت عقبۂ پیش آمد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منادی را فرمود تا ندا کرد کہ ہیچکس بریں عقبہ بالا نرود تا زمانے کہ رسول اللہ ازین عقبہ نگذرد پس آنحضرت با حذیفہ بن الیمان وعمار یاسر آں عقبہ برآمدند و حذیفہ مہار شتر را گرفتہ بود و می کشید و عمار از عقب شتر می راند و حذیفہ گوید ناگاہ دیدم دوازدہ سوار روبروایتے چہاردہ سوار را دیدم کہ متوجہ بآں شدند آں سرور را ازاں حال متنبہ کردم۔ بانگے برایشاں زد ہمہ باگریختند و روایتے آنکہ عمار پیش رفت و سر روئے شتر ایشاں را میزد و بعد ازاں فرمود شناختید ایں قوم را گفتیم نہ یا رسول اللہ روہائے خود را بستہ بودند گفت اینہا جماعتے ہستند کہ درین عقبہ مزاحم من بشوند و شتر مرا رم دہند تا بیفتم و مرا بقتل آورند گفتیم یا رسول اللہ پس چرا نمی فرستی بعشیرہ و قبیلہ ہریکے از آنہا آسر وے را بریدہ بنزد تو بفرستند فرمود خوشم نمی آید کہ عرب گویند محمدؐ بمرافقت قومے با دشمنان خویش مقاتلہ نمود تا برایشاں ظفر یافت آنگاہ آں قوم را بقتل آورد بعد ازاں فرمود بارخدایا ایشاں را بزحمت دہ بلہ گرفتار کن گفتیم یا رسول اللہ دہ بلہ چیست۔ فرمود شعلہ آتش کہ در دل ایشاں

تبوک سے مراجعت فرماتے ہوئے ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھاٹی ملی آپنے منادی سے کہلوا دی کہ کوئی شخص اس گھاٹی سے پار نہ ہوئے جبتک رسول اللہ صلعم پار نہ ولین۔ پھر آپ حذیفہ بن الیمان اور عمار یاسر کے ہمراہ اوس گھاٹی پر آئے حذیفہ آپکے اونٹ کی مہار تھامے تھے اور عمار یاسر اوسکو پیچھے سے چلا رہے تھے۔ حذیفہ کا بیان ہے کہ اس میان مین مین نے بارہ آدمیون کو دیکھا اور ایک روایت کے موافق ۱۴ آدمیون کو دیکھا حذیفہ کا بیان ہے کہ وہ ہملوگون کی طرف بڑھے آرہے تھے۔ ہمنے آنحضرت صلعم کی خدمتمین اطلاع کی آپنے بلند آواز سے اونکو ڈانٹا اور وہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک روایتمین یہ آیا ہے کہ عمار نے آگے بڑھکر اون لوگون کے منھ پر مارا بھی اسکے بعد آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ تملوگون نے ان لوگون کو پہچانا۔ یا نہین۔ ہملوگون نے عرض کی ہمنے تو نہین پہچانا اسلئے کہ وہ اپنے منھ کو چادر سے چھپائے تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جماعت ہے جو قیامت تک منافق رہیگی اور یہ بھی تملوگون کو معلوم ہے کہ یہ اپنے دل مین کیا قصد رکھتے تھے۔ ہملوگون نے عرض کی نہین ہمین تو معلوم نہیں ارشاد فرمایا ان لوگون کا قصد تھا کہ اس گھاٹی مین میرے مزاحم ہون میرے اونٹ کو بھگا دین تاکہ مین اونٹ سے گر جاؤن اور یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالین یہ سنکر ہملوگون نے عرض کی کہ پھر آپ ان لوگون کے قوم و قبیلہ کے پاس کیون نہین

افتد و ہلاک سازد۔ آنگاہ نامہائے ایشان و
نامہائے پدر ایشان باحذیفہؓ و عمارؓ گفت
و امر فرمود ایشان را کہ از مردم پوشیدہ
دارند و آن قوم را رسوا نسازند۔ بیہقی رحمۃ
اللہ علیہ گوید گواہی میدہد بصحت این قصہ
آنچہ مسلم روایت کردہ از طریق ابو الطفیل
کہ گفت میان مردے از اہل عقبہ و
میان حذیفہؓ بن الیمان گفتگوے واقع
شد آن مرد گفت سوگند میدہم ترا بخدا
کہ بگو کہ اصحاب عقبہ چند کس بودند حذار
مجلس گفتند اے حذیفہؓ بگو چون ترا سوگند
میدہد گفت مارا خبر دادند کہ ایشان
چہاردہ کس بودند اگر تو از جملہ ایشان بودہ
یا نزدیک بودہ باشند سوگند میخورم
بخدا کہ دوازدہ کس از ایشان دشمن خدا و
رسول اند در دنیا و در روز قیامت
و سہ کس از انجملہ اعتذار نمودند کہ ندائے
منادی آنحضرت صلعم بسمع ما نہ رسید
و از آنچہ آن جماعت منافق ارادہ
کردہ بودند خبر نداشتیم۔ پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ ایشان را معذور داشت
و ایضاً مسلم از طریق عمار یاسر روایت
می کند کہ گفت حذیفہ مرا خبر داد کہ گفتہ
کہ حضرت صلعم فرمودہ کہ در میان اصحاب من

کہلا بھیجے کہ ان لوگوں کے سرکاٹ کر ہمارے پاس بھیجدیں جناب
رسولخداؐ نے فرمایا کہ یہ امر مجھے پسند نہیں ہے کہ تمام عرب کہنے لگیں کہ
محمدؐ نے پہلے تو ایک قوم کو ساتھ لیکر اپنے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور
دشمنوں پر فتح پا جانے کے بعد پھر اسی قوم کو قتل کروا دیا اسکے بعد
آپنے بارگاہ الٰہی مین دعا کی کہ اس قوم کو عذاب دبیلہ مین گرفتار
کرے لوگون نے عرض کی کہ دبیلہ کس قسم کے عذاب کا نام ہے
ارشاد ہوا کہ یہ شعلہ اندرونی ہے جو انسان کے دلمین پیدا ہوکر
اوسکی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اسکے بعد آپنے اون تمام لوگون کے نام
بقید ولدیت عمارؓ اور حذیفہ کو بتلا دیے اور حکم فرما دیا کہ انکے نام
کسی کو نہ بتلائین اور اونکو رسوا نہ کرین امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی صحت پر صحیح مسلم کی یہ روایت صادق
ہے کہ ابو الطفیل سے مروی ہے کہ انھین اہل عقبہ میں سے
ایک آدمی اور حذیفہ بن ایمان کے مابین کچھ گفتگو واقع ہوگئی
اوس آدمی نے حذیفہ سے کہ ہم تمھین خدا کی قسم دیکر پوچھتے
ہیں کہ بتلاؤ تو اہل عقبہ شمار مین کتنے آدمی تھے حاضرین نے
حذیفہ سے کہا کہ جب یہ شخص تمھین دیتا ہے تو اب تمھین بتلا دینا
ضرور ہے حذیفہ نے کہا خدا کی قسم ہے وہ ۱۴ شخص ہیں اگر تو بھی
اونمین داخل تھا تو اونکی تعداد پندرہ کی تھی۔ خدا کی قسم اون
مین سے بارہ شخص تو دنیا و آخرت مین خدا و رسول خدا صلعم
کے دشمن ہین اون مین سے تین آدمیون نے معذرت کی کہ
آنحضرت صلعم کے منادی کی ندا اونھون نے نہین سنی تھی یہ سنکر
حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین معذور سمجھکر
چھوڑ دیا اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت مین عمار یاسرؓ
سے منقول ہے کہ حذیفہؓ بن الیمان نے مجھے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم

Presented by Ziaraat.Com

دوازدہ منافق اند کہ ۔ وے بہشت نخواہند
دید و بوئے آن نخواہند شنید تا زمانے کہ
شتر در سوراخ سوزن در رود بہشت کس
از ایشان بزحمت دبیلہ گرفتار خواہند شد
شعلہ از آتش درمیان شانہائے ایشان ظاہر
بشود و از سینہ ہائے ایشان سر بزند و ازینجہت
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شان
حذیفہ رض می گفتند صاحب السر الذی
لا اھلہ الا ھیرہ و حضرت صلعم گاہے کہ فضائل
اصحاب بیان فرمودے گفتے اعلمھم
بشان المنفقین حذیفہ و گویند بعد از پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گاہے کہ جنازہ حاضر
شدے عمر بن خطاب ناظر حذیفہ رض بودے
اگر دے بر آن جنازہ نماز گزاردے عمر نیز گذاردے
و اگر حذیفہ رض حاضر نہ شدے یا نماز نگذاردے
عمر نیز نماز نگذاردے ۔

روضۃ الاحباب ص ۲۹

بیان فرماتے تھے کہ میرے اصحاب مین بارہ آدمی ایسے
منافق ہین کہ وہ بہشت کا منہ نہ دیکھینگے اور نہ اوسکی بو سونگھینگے
تا وقتیکہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل نہ جائے یعنی اون کا
بہشت مین جانا ایسا محال ہے جیسا کہ سوئی کے ناکے مین
پیٹھنا اور آٹھ آدمی اون مین ایسے ہین جو عذاب دبیلہ مین گرفتار
ہونگے ۔ ایک شعلہ اندرونی اونکے سینون مین مشتعل ہوجائیگا
انھین امور کی اطلاع رسانی کے باعث صحابہ کبار حذیفہ
بن الیمان کی نسبت کہا کرتے تھے ۔ کہ یہ اون اسرار کے جاننے
والے ہین جنکو سوائے انکے کوئی دوسرا نہین جانتا اور خود جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کے
فضائل بیان فرماتے تھے ۔ تو حذیفہ کے متعلق ارشاد فرماتے
تھے کہ یہ منافقین کے عیوب کا سب سے زیادہ جاننے
والا ہے اور مروی ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے جب
کسی کا جنازہ نماز کیواسطے لایا جاتا تھا تو حضرت عمر دیکھا کرتے
تھے کہ اوس جنازہ مین حذیفہ شریک ہین یا نہین ۔ اگر حذیفہ شریک
ہوتے تو حضرت عمر اوس جنازہ کی نماز پڑھتے ۔ اگر وہ شریک نہوتے
تو نماز نہین پڑھتے ۔

حضرت عمر اور منافقین کے نامون کی ہمیشہ فکر و تلاش

حضرت عمر کو ان منافقین کے نام معلوم کرنے کی ہمیشہ تلاش رہی ۔ خدا جانے کیون یہ حذیفہ بن الیمان سے بار بار خلوت و جلوت مین ان منافقین کے نام پوچھا کرتے تھے ۔ آخر ایک مرتبہ کھل پڑے ۔ امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین ۔

کان (عمر) یسأل حذیفہ یقول لہ انت
صاحب سر رسول اللہ صفی المنافقین فھل
تری علیّ شیئاً من آثار النفاق ۔

جلد ۳ ص ۳۷ نولکشور

حضرت عمر حذیفہ رض سے سوال کیا کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ اے حذیفہ تم منافقین کے متعلق جناب رسولخدا صلعم
کے راندار ہو ۔ بتلاؤ ۔ تم مجھ مین بھی کوئی آثار نفاق
پاتے ہو ۔

Presented by Ziaraat.Com

مسجد ضرار اور اوس کا انہدام آثار

عقبہ کے حالات کو تمام کرکے ہم اپنے سلسلہ بیان کو آگے بڑھاتے ہین۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منافقین امت کی زد سے بال بال بچکر مع الخیر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ مدینہ کے قریب پہونچکر جب موکب رسالت مسجد ضرار کے پاس پہونچا تو اس نام نہاد مسجد کے بانی آپ کے وعدہ کی یاددہانی کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے۔ شبلی صاحب مسجد ضرار کے تفصیلی حالات حسب ذیل قلمبند فرماتے ہین۔

منافقین ہمیشہ اس فکر مین رہتے تھے کہ مسلمانون مین پھوٹ ڈالدین اسی خیال مین تھے کہ مسجد قبا کے توڑ (جوڑ) پر دہیں ایک مسجد اس حیلہ سے بنائین کہ جو لوگ ضعف یا کسی اور وجہ سے مسجد نبوی مین نہ پہنچ سکین یہان آکر نماز ادا کیا کرین۔ ابو عامر انصاری جو انصار مین عیسائی ہوگیا تھا اُس نے منافقین سے کہا کہ تم سامان کرو مین قیصر کے پاس جاکر وہان سے فوجین لاتا ہون کہ اس ملک کو اسلام سے پاک کردے (بحوالہ زرقانی باسناد ابن جریر) آنحضرت صلعم جب تبوک جانے لگے تو منافقین نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین آکر عرض کی کہ ہمنے بیمارون اور معذورون کے لئے ایک مسجد تیار کی ہے آپ چلکر ایک دفعہ نماز پڑھا دین تو مقبول ہوجائے آپنے فرمایا اسوقت مین مہم پر جارہا ہون۔ جب تبوک سے واپس پھرے تو مالک اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ جاکر مسجد مین آگ لگا دین"۔

نفس مطلب کا خلاصہ تو اس عبارت سے ضرور ظاہر ہوگیا لیکن تاہم چند امور خاص کی تفصیل اس سے زیادہ ضروری تھی ابو عامر انصاری کی تفصیل معرفت ضرور قابل الذکر تھی۔ بیمار و معذور کی ادائے نماز کی ظاہری ضرورت کے علاوہ منافقین کی اس مسجد کی بنا سے جو حقیقی غرض تھی۔ اوسکو اشارات کی جگہ تفصیل سے بیان کرنا چاہیئے تھا محدث شیرازی نے ان تمام امور کو پوری تفصیل سے لکھا ہے ہم اُسی کے نقل و ترجمہ کو اپنے مدعا کے لیئے کافی سمجھکر ذیل مین نقل کرتے ہین۔

پیش از آمدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ مدینہ ابو عامر راہب کہ از اشراف قبیلہ خزرج بود و دین نصرانیت اختیار کردہ و مہارتے در علم انجیل و توریت تحصیل نمودہ و طریق عبادت و زہادت پیش گرفتہ و داعیہ ریاست داشت دائما

مدینہ مین آنحضرت صلعم کی تشریف آوری سے پہلے ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کے ممتاز لوگون مین تھا۔ اوس نے دین عیسائی اختیار کرلیا تھا اور علم توریت و انجیل مین اچھی لیاقت و مہارت حاصل کرلی تھی۔ ہمیشہ طریقہ زہد و عبادت مین بسر کرتا تھا اور اپنی قوم و قبیلہ کی ریاست کا بھی دعویدار تھا

Presented by Ziaraat.Com

وصف ونعت پیغمبر آخر زمان را براہل مدینہ می خواند
و دعوی میکرد کہ وصف او ارحمن دانش شنیدہ ام
چون آنحضرت صلعم بمدینہ آمد مسلمانان آن خطہ
شریفہ چنان شیفتہ جمال وکمال محمدی شدند کہ برابر
وے کاملے دیگر نداشتند۔ باین سبب منزلے
عظیم درکار ابو عامر پیدا شد وبنابرین آتش
حسد از کانون باطن او شعلہ زد و مردم را از متابعت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع می کرد۔ باو
می گفتند تو نہ آن بودی کہ وصف ونعت
او را بہائے ما تقریر می کردی چگونہ است
کہ اکنون مردم را از متابعت وے باز میداری
در جواب میگفت کہ این نبی او نیست کہ من می
گفتم این مشابہتے باو دارد وآنکہ میگفتم پیدا خواہد شد
و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او را بخواند و
دعوت اسلام باو نمود وے قبول نکرد وبسبیل تمرد
وعناد پیمود چنانچہ آیہ کریمہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا
جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ
اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ تحقیق احوال و
امثال او مینماید وچون اہل اسلام در حرب
بدر بر کفار قریش غلبہ یافتند و اسلام قوت
گرفت ابو عامر از مدینہ گریخت وبمکہ رفت و
کفار قریش را بحرب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ ہمیشہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف وتعریف کی باتیں
اہل مدینہ کو پہونچایا کرتا تھا اور یہ دعوی کرتا تھا کہ اونکے یہ اوصاف
وتعریف ہمنے آدمیون اور کتابون سے معلوم کئے ہین۔ جب آنحضرت
صلعم مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ مین آئے۔ تو باشندگان مدینہ آپکے
جمال وکمال کے ایسے شیفتہ وگرویدہ ہوگئے کہ پھر آپکے مقابلہ مین
وہ کسی کو کوئی شے نہیں سمجھنے لگے اسوجہ سے ابو عامر کے
امور مین بہت بڑی کمی آگئی اور اسی سبب سے آپکی طرف سے
اوسکے دل مین حسد ومخالفت کی آگ بھڑک اوٹھی تو ابو عامر
مدینہ والون کو آپکی متابعت سے منع کرنے لگا۔ لوگون نے کہا کہ تمھین
تو ہم سے اسکی اتنی تعریفین اور اسکے اوصاف بیان کرتے تھے۔ اور اب
تمھین کیا ہوگیا کہ ہمکو لوگون کو اونکی متابعت سے باز رکھنا چاہتے
ہو۔ ابو عامر نے کہا وہ نبی آخر الزمان نہین ہین یہ صرف اون سے
مشابہت رکھتے ہین۔ وہ نبی آخر الزمان تو اب پیدا ہونگے۔
ابو عامر کے ان مغویانہ امور کی خبر جب آنحضرت صلعم کو ملی تو آپنے
ابو عامر کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوا۔ آپنے اوسے اسلام کی دعوت دی
اوس نے قطعی انکار کر دیا اور اوسی وقت سے حسد ومخالفت
اسلام پر آمادہ ہوگیا۔ خدا کے پاس سے جب کتاب انکے لئے
آئی تو وہ اوسکی تصدیق کرتے تھے اور اس کتاب (قرآن)
کی پہلے بھی منکرین سے تعریفین کرتے تھے۔ لیکن جب یہ کتاب
(قرآن) اونکے پاس آئی تو اونھون نے اوسکو نہ پہچانا اور اوس
سے انکار کیا۔ پس کافرون (انکار کرنیوالون) پر خدا کی پھٹکار ہو
یہ آیہ والی ہے۔ یہ ابو عامر کے احوال اور اوسکے امثال پر شاہد
صادق ہے۔ پھر جب بدر کی جنگ مین کفار قریش پر اہل
اسلام نے فتح حاصل کی تو ابو عامر مدینہ سے بھاگ کر مکہ پہونچا

Presented by Ziaraat.Com

دلیر ساخت و در جنگ احد حاضر
تد وا ول کسیکہ تیر بر لشکر اسلام انداخت
دے بود۔ مسلمانان او را فاسق خواندندو
روایتے آنکہ حضرت وے را ملقب بہ فاسق
ساخت و دعائے بد بروے کرد و گفت بار
خدایا وے را طرید و وحید بمیران ابو
عامر از حرب احد بگریخت و بروم رفت وروایتے
آنکہ از حنین نیز حاضر شدہ فرار نمود و بنزد
ہرقل رفت و ملازم شد و میخواست کہ از وے
لشکر بستاند و بجنگ آن سرور صلعم بیاید و
این معنی بدیر صورت می بست از انجا
بمنافقان مدینہ از قوم خویش نوشت کہ
شما در مقابلہ مسجد قبا در محلۂ خویش برائے
من مسجدے بسازید کہ چون بمدینہ آیم در آن
مسجد با فادہ علوم مشغول بشوم و آن مسجد
را مرصدے بود تا ہر فکرے کہ در خاطر
داشتہ باشم بفرصت در آنجا بظہور رسانم
پس آن قوم مسجدے بساختند و در ترصیص و
استحکام آن سعی نمودند و پیش از توجہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغزوہ تبوک باتمام
رسانیدند و چون آن سرور بآن غزوہ
بیرون می آمد۔ آمدند و گفتند یا رسول اللہ
مسجدے در محلۂ خویش بنا کردہ ایم بر آئے
ضعیفان و بیماران و وقت سرما و بارندگی

اور کفار قریش کو آنحضرت صلعم کے ساتھ جنگ و محاربہ پر
آمادہ و تیار کرتا رہا۔ اور جنگ احد مین کافرون کے ساتھ
آیا۔ جس شخص نے سب سے پہلے تیر لشکر اسلام کی طرف پھینکا وہی
ابو عامر تھا۔ مسلمان اوسکو فاسق کہتے تھے اور ایک روایت
مین یون آیا ہے کہ خود آنحضرت صلعم نے اوسکو فاسق کا لقب
دیا ہے اور دعائے بد سے اوسے یاد کیا ہے اور اوسکے لیئے
ان الفاظ مین دعا فرمائی ہے کہ الٰہی ابو عامر کو پریشانی اور تنہائی
کی موت دے۔ جنگ احد سے ابو عامر بھاگ کر روم کے
ملک مین چلا گیا اور پھر غزوۂ حنین مین آکر کفار کی طرف سے شریک
جنگ ہوا۔ پھر اسی جنگ سے بھاگ کر ہرقل کے پاس پہونچا
اور اوسکا نوکر ہو گیا۔ اس ملازمت سے اوسکی غرض خاص
یہی تھی کہ وہ ہرقل سے ایک امدادی لشکر لیکر آنحضرت صلعم سے
مقابلہ کرے لیکن اس انتظام و بندوبست مین تاخیر درکار تھی
اسوجہ سے اوس نے منافقین کو لکھ بھیجا کہ تمکو گ مسجد قبا کے
آگے سامنے اپنے محلہ مین مسجد کے نام سے ایک عمارت تیار
کرو کہ جب مدینہ مین آؤن تو اوسی مین قیام کرون اور افادۂ علوم
مین مشغول ہو جاؤن اور وہ مسجد ہمارے لیئے وہ مقام قرار پا جائے
جہان سے ہم بیٹھ کر اپنے مقاصد دلی کو عملی صورت مین لائین اور
بفراغت اونھین انجام دیدین چنانچہ اسی کے مطابق اونھون
نے مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی اور اوسکے استحکام و مضبوطی
مین حتی الوسع کوشش کی۔ اور جب آنحضرت صلعم غزوۂ تبوک کی نیت سے روانہ ہو کر
اُس مقام تک پہونچے تو وہ لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے
اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم لوگون نے سردی اور
بارش مین بیمارون اور کمزورون کے نماز پڑھنے کے لیئے

Presented by Ziaraat.Com

خاطر ما چنین میخواہد کہ قدم رنجہ فرمائی وبنماز گزاردن
آن مسجد را مشرف سازی میخواستند کہ بواسطہ
نماز آنحضرت صلعم در آنجا۔ آنرا استحکام وثبات
دہند لاجرم انواع حرب زبانی نمودند پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در جواب آن منافقان
فرمود کہ حالا متوجہ غزوہ ایم ان شاء اللہ اگر باز آئیم
در آنجا نماز گذاریم و وقت باز گشتن از غزوۂ تبوک
چون بمنزل ذی اوان کہ از انجا تا مدینہ یک ساعت
راہ است رسید اہل مسجد آمدند واستدعا نمودند
کہ وعدہ فرمودہ بودی اکنون وقت وفا بوعدہ است
جبرئیل آمد واین آیہ آورد وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا
ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا
لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ
إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ
لَكَاذِبُونَ ۝ لَا تَقُمْ أَبَدًا۔ پس آنحضرت مالک
بن الدخشم ومعن بن عدی ورداسیتے عامر بن عدی
را طلبید وگفت بروید بآن مسجد کہ ظالمان بنا کردہ اند
وآنرا بکنید وبسوزانید بموجب فرمودہ روان شدند
ودر راہ ببنی سالم بن عوف کہ در محلہ مالک بن
الدخشم بود رسیدند مالک بامعن گفت یا عمی
صبر کن تا بخانہ خود روم وشعلۂ آتش با خود بیاریم
پس رفت وشاخ خرما روشن ساخت وآمد و
دو بدہ میرفتند تا بمسجد ضرار واہل آن مسجد
بانیان آن آنجا بودند وآتش در آن مسجد زدند

ایک مسجد بنائی ہے ہماری تمنا یہ ہے کہ آپ اوس مسجد مین قدم رنجہ
فرماکر اوسکو مشرف فرماویں اون کا مدعا یہ تھا کہ آپ کی تشریف
بری سے مسجد کی عظمت بڑھائین اس بنا پر اونھون نے اپنی
استدعا مین بڑی چرب زبانی سے کام لیا آنحضرت صلعم نے
اونکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اس وقت تو ایک مہم پر چلے ہے
ہین وہان سے واپس آکر اگر رضائے خدا ہوگی تو ہم اس مسجد
مین نماز پڑھینگے جب غزوہ تبوک سے لوٹ کر آپ منزل ذی اوان
مین پہونچے۔ جہان سے مدینہ منورہ کل ایک گھنٹہ کا راستہ
ہے تو اہل مسجد آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ نے
وعدہ فرمایا تھا اب وعدہ وفائی کا وقت آگیا۔ اس اثنا مین یہ وحی
نازل ہوئی۔ وہ لوگ جنھون نے ایک مسجد ضرار اور پھوٹ ڈالنے
اور کفر پھیلانے کی غرض سے تیار کی اور اس غرض سے کہ لوگ
پہلے سے خدا اور رسول ص سے لڑتے ہین۔ اونکو ایک کینگاہ ہاتھ
آئے وہ قسم کھاتے ہین کہ ہمنے صرف بھلائی کی غرض سے ایسا
کیا اور خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ کہتے ہین۔ محمد ص تو کبھی
اوس مسجد مین جاکر نہ کھڑا ہو۔ وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن سے
پرہیزگاری پر رکھی گئی ہو وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تو اوسمین
نماز پڑھے۔ وہان ایسے لوگ ہین جنکو صفائی محبوب ہے اور خدا
صفائی پسند کرنیوالون کو چاہتا ہے۔ آپنے اوسوقت مالک ابن
الدخشم اور معن بن عدی اور ایک روایت کے موافق معن بن
عدی کے بھائی کو حکم دیکر اوس مسجد مین جاکر جسکو ان ظلمۃ وقت
نے بنایا ہے۔ اوسکو کھود ڈالو۔ اور جلا ڈالو چنانچہ حسب الحکم یہ لوگ
روانہ ہوئے اور جب قبیلہ بنی سالم بن عوف مین پہونچے جو مالک
ابن الدخشم کا محلہ تھا تو مالک نے اپنے رفیق معن سے کہا کہ تم

Presented by Ziaraat.Com

وبکندہ ص۴۹۸ - ۴۹۹ ذرا ٹھہر جاؤ مین اپنے گھر سے جاکر آگ لیتا آؤن یہ کہکر ٹھہر گئے اور مالک اپنے گھر جاکر خرمے کی ایک جلتی ہوئی شاخ اوٹھالائے اور پھر یہ دونون آدمی وہان سے دوڑتے ہوئے چلے اور اوس مسجد کے پاس پہونچے وہان اوسکے بانیان اور اوسکے ہمراہیان موجود تھے۔ ان لوگون نے اونکے سامنے اُسکی عمارت مین آگ لگادی اور پھر اوسکو کھود کر زمین کے برابر کر دیا۔

شبلی صاحب کے مجرّد اس لکھدینے سے کہ ابو عامر عیسائی تھا اسلام کی صفائی تو نہین ہوتی۔ بلکہ معترضین کے لئے تعریضات کی اور گنجایش ہوجاتی ہے اسلیئے اوسکی تفصیل اطوار و کردار لکھکر یہ دکھلادینا تھا کہ اوسکی عیسائیت بھی۔ اب عیسائیت نہین رہی تھی بلکہ صاف صاف اسلام کی مخالفت اور بانی اسلام علیہ السّلام کی کھلی کھلی عداوت تھی اوسکے حالات بتلا رہے ہین کہ وہ ابتدائے ہجرت سے اسوقت تک اسلام کے درپے آزار تھا۔ بدر۔ احد اور حنین کے معرکون مین برابر ناکامیاب رہ کر اسلام مین پھوٹ ڈالکر گھر کے اندر ہی اندر تباہ کردینے کی یہ اوسکی آخری کوشش تھی۔ جو ہرقل روی کے ذریعہ اور منافقین کے وسیلہ سے عمل مین لانا چاہتا تھا۔

اسی طرح صرف مسجد ضرار کے لکھدینے سے پوری توضیح نہین ہوتی۔ صاف صاف حالات لکھکر بتلا دینا ضروری تھا کہ اس کا بظاہر مسجد نام تھا ورنہ حقیقتاً وہ ہزارون مفسدہ انگیزیون اور فتنہ خیزیون کا مقام تھا وہ عبادت گاہ نہین تھی بلکہ مخالفین اسلام کی کمینگاہ۔ جیسا کہ خود ابو عامر کے وہ الفاظ بتلا رہے ہین جو اوس نے اپنے خط مین منافقین مدینہ کے نام لکھے ہین لیکن خداوند عالم و دانا نے اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسکے حقیقی حال سے مطلع فرمادیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خدا اس مقام فتنہ و فساد کو گروادیا۔

کعب ابن مالک صحابی کی سرگذشت اور معافی

مسجد ضرار کو مسمار فرماکر آنحضرت صلعم بخیریت تمام مدینہ منورہ مین داخل ہوئے متخلفین لشکر تبوک حاضر خدمت ہوئے۔ ان مین کعب ابن مالک بھی تھے کعب اپنا حال اس طرح بیان کرتے ہین کہ اس سفر مین میرا گھر جانا ابتلائے محض تھا۔ ایسا کرنے کا میرا ارادہ نہ تھا اور نہ کوئی عذر تھا۔ سفر کا جملہ سامان مرتب تھا۔ عمدہ عمدہ اونٹنیان میرے موجود تھین۔ میری مالی حالت بھی ایسی اچھی تھی کہ پہلے کسی کی ایسی نہین تھی۔ اس سفر کے لیئے مین نے دو مضبوط شتر بھی خرید کر رکھے تھے۔ حالانکہ اس سے پیشتر میرے پاس کبھی دو اونٹ نہین ہوئے تھے۔ لوگ سفر کی تیاری کرتے تھے۔ اور مجھے ذرا فکر نہ تھی۔ مین نے سوچ رکھا تھا

Presented by Ziaraat.Com

کہ جس روز کوچ ہوگا مین چل کھڑا ہونگا۔ لشکر اسلام جس روز روانہ ہوا مجھے کچھ تھوڑا سا کام تھا مین نے کہا خیر۔ مین کل جاؤن گا۔ دو تین روز اسی سستی اور تذبذب مین گذر گئے۔ اب لشکر اتنا دور نکل گیا تھا کہ اوس سے ملنا مشکل تھا۔ مجھے نہایت صدمہ تھا کہ یہ کیا ہوا۔ مین ایک روز گھر سے نکلا۔ مجھے اون منافقین کے سوا جو جھوٹ موٹ عذر کرنے کے عادی تھے اور کوئی بھی راستہ مین نہ ملا یہ دیکھ کر میرے تن بدن مین مارے رنج و غم کے آگ لگ گئی۔ یہ دن بُرے اسی طرح گذر گئے۔ یہانتک کہ نبی صلعم تشریف لائے اب مین حیران تھا کہ کیا کرون اور کیا کہون اور کیونکر خدا اور رسول ص کے عتاب سے بچا کرون لوگون نے مجھے بعض بہانے بتلائے۔ مگر مین نے یہی فیصلہ کیا کہ نجات سچ ہی سے مل سکتی ہے مین نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نبی صلعم نے مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا۔ تبسم خشم آمیز تھا۔ میرے تو ہوش اوسی وقت جاتے رہے۔ نبی صلعم نے پوچھا کعب تم کیون رہ گئے تھے۔ کیا تمھارے پاس کوئی سامان مہیّا نہ تھا۔ مین نے عرض کی یا رسول اللہ ص میرے پاس تو سب کچھ تھا میرے نفس نے مجھے غافل بنا دیا کاہلی نے مجھپر غلبہ کر دیا۔ شیطان نے حملہ اور مجھے حرمان و خذلان کے گرداب مین ڈال دیا نبی صلعم نے کہا تم اپنے گھر ٹھہرو اور حکم الٰہی کا انتظار کرو۔

بعض لوگون نے کہا دیکھو۔ اگر تم بھی کوئی حیلہ بنا لیتے تو ایسا ہوتا۔ مین نے کہا۔ تب بھی وحی الٰہی سے میرا جھوٹ کھلجاتا اور پھر مین کہین کا نہ رہتا۔ معاملہ کسی دنیا دار سے نہین ہے۔ بلکہ اللہ کے رسول ص کے ساتھ ہے۔ مین نے دریافت کیا کہ جو حکم میرے لیئے ہوا ہے۔ کسی اور کے لیئے بھی ہوا ہے۔ لوگون نے کہا۔ ہان۔ ہلال ابن امیّہ اور مرارہ بن ربیع کی بھی یہی حالت ہے۔ یہ سنکر مجھے ذرا تسلی ہوئی کہ دو مرد صالح اور بھی میری جیسی حالت مین ہین۔

اب رسولخدا صلعم نے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے اور نہ ہمارے پاس آکر بیٹھے۔ اب دنیا ہمارے لیئے وبال معلوم ہونے لگی۔ اندنون مین ہلال اور مرارہ تو گھر سے بھی باہر نہ نکلے۔ اسلیئے کہ وہ بوڑھے بھی تھے۔ لیکن مین جوان تھا اور دلیر۔ گھر سے نکلتا۔ مسجد نبوی مین جاتا۔ نماز پڑھکر مجلس مبارک کے ایک گوشہ مین بیٹھ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محبت بھری دزدیدہ نگاہ سے مجھے دیکھا کرتے۔ میری شکستگی کا حال ملاحظہ فرمایا کرتے اور جب مین اونکی طرف آنکھ اوٹھاتا تو حضور اعراض و تغافل فرمایا کرتے۔ مسلمانون کا یہ حال تھا کہ نہ کوئی مجھسے بات کرتا اور نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا۔ ایک روز مین نہایت رنج و الم مین مدینہ سے باہر نکلا۔

Presented by Ziaraat.Com

میرا چچیرا بھائی تھا اور ہم دونون مین بڑی محبت تھی۔ سامنے اوسکا باغ تھا۔ وہ باغ مین کچھ عمارت بنوا رہا تھا۔ مین اوسکے پاس چلا گیا۔ اوسے سلام کیا اوس نے جواب تک نہ دیا اور منھ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ مین نے کہا۔ ابو قتادہ۔ تم خوب جانتے ہو کہ مین خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہون اور کفر و نفاق کا مجھپر اثر نہین ہے۔ پھر تم کیون مجھسے بات نہین کرتے۔ ابو قتادہ نے اب بھی جواب نہ دیا۔ جب مین نے تین بار اسی بات کو دہرایا۔ تو میرے چچیرے بھائی نے صرف اسقدر جواب دیا کہ خدا و رسول ہی کو خوب معلوم ہے۔ مجھے بہت ہی رقت آئی۔ اور مین بہت رویا۔

پھر مین مدینہ مین لوٹ آیا تو مجھے ایک عیسائی ملا۔ شہر مین مجھے تلاش کر رہا تھا لوگون نے بتلا دیا وہ یہی شخص ہے۔ اوسکے پاس بادشاہ غسان کا ایک خط میرے نام تھا۔ خط مین لکھا تھا۔ ہمنے سنا ہے کہ تمھارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ تمکو اپنے پاس سے نکلوا دیا ہے اور باقی سب لوگ بھی تمپر جور و جفا کرتے ہین۔ ہمکو تمھارے درجہ و منزلت کا حال پورے طور سے معلوم ہے اور تم اس قابل نہین کہ کوئی تم سے ذرا بھی بے التفاتی کرے یا تمھاری عزت کے خلاف تم سے کوئی [illegible] اب تم یہ خط پڑھتے ہی [illegible] لکھو کہ مین تمھارا [illegible] کرنا ہون۔

خط پڑھتے ہی مین نے کہا یہ اور ایک مصیبت مجھپر آئی ہے اور اس سے بڑھکر کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ آج ایک عیسائی مجھپر اور میرے دین پر قابو پانے کی آرزو کرنے لگا ہے اور مجھے کفر کی دعوت دیتا ہے۔ اس خیال سے میرا اندوہ و رنج چند در چند بڑھ گیا۔ خط کو قاصد کے سامنے ہی آگ مین ڈال دیا اور قاصد سے کہا جاؤ۔ کہدینا کہ آپ کی عنایات و التفات سے مجھے اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجہ بہتر اور خوشتر ہے۔

مین وہان سے لوٹ کر گھر پہونچا تو دیکھا نبی صلعم کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا موجود ہے اوس نے کہا نبی صلعم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔ یہ سنکر مین نے اپنی بیوی کو میکے بھیجدیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہلال اور مرارہ کے پاس بھی یہی حکم پہونچا تھا۔ ہلال کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کرنے لگین۔ یا رسول اللہؐ۔ ہلال بالکل کمزور اور ضعیف ہے اور اوسکی خدمت کے لیئے کوئی خادم بھی نہین اگر اذن ہو تو مین اوسکی خدمت کرتی رہون۔ فرمایا۔ ہان۔ مگر اوسکے بستر سے دور رہو۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال کا تو غم و ملال سے ایسا حال ہے کہ اوسے تو کوئی خیال ہی نہین ہے۔ اب مجھ سے لوگون نے کہا کہ تم بھی

اپنے لیئے اتنی اجازت لے لو کہ تمھاری بیوی تمھارا کام کاج تو کر دیا کرے۔ مین نے کہا کہ مین تو ایسی جرأت نہین کرنے کا۔ پھر کیا خبر ہے۔ حضور اجازت دین یا نہ دین۔ اور مین تو جوان ہون آپ اپنا کام کر سکتا ہون مجھے خدمت کی ضرورت نہین۔

الغرض اسی مصیبت مین پچاس دن گذر گئے ایک رات اپنی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور اپنی مصیبت پر سخت نالان تھا کہ کوہ سلع پر چڑھکر جو میرے گھر کے قریب تھا۔ ابوبکر صدیق نے آواز دی کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپکی توبہ قبول ہو گئی یہ آواز سنتے ہی میرے دوست احباب دوڑ پڑے اور مبارکباد کہنے لگے کہ مخلص کی دعا و توبہ قبول ہوئی۔ یہ سنتے ہی مین نے پیشانی کو خاک پر رکھدیا اور سجدہ شکرانہ ادا کیا اور پھر دوڑا دوڑ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا نبی صلعم مہاجر و انصار کے حلقہ مین تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھکر مہاجرین نے مبارکباد دی اور انصار خاموش رہے۔ مین نے آگے بڑھکر سلام عرض کیا۔ اُس وقت چہرۂ مبارک جوش مسرت سے ماہ چہارہ ۱۴ کی طرح تابان و درخشان ہو رہا تھا اور عادت مبارک تھی کہ خوشی مین چہرۂ مبارک اور بھی زیادہ روشن ہو جاتا تھا۔ مجھسے فرمایا کعب مبارک اس بہترین دن کے لئے جب سے تو مان کے پیٹ سے پیدا ہوا کوئی دن ایسا مبارک تجھپر آجتک نہین گذرا۔ آؤ۔ تمھاری توبہ کو رب العلمین نے قبول فرمالیا۔ مین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ص اس قبولیت کے شکرانہ مین مین اپنا کل مال راہ خدا مین صدقہ دیتا ہون۔ نبی صلعم نے فرمایا نہین۔ مین نے عرض کی نصف۔ فرمایا نہین۔ مین نے عرض کی ثلث۔ فرمایا ہان ثلث خوب ہے اور ثلث بھی بہت ہے۔ رحمۃ ارض ۱۴۹-۱۵۳

حج اکبر حضرت علیؑ کے محاسن خدمات تبلیغ سورہ براءت

(۱۰ ذی الحجہ ۹ ہجری)

شبلی صاحب کی قلم آرائی اور طبع آزمائی کا یہ بھی ایک موقع ہے۔ چنانچہ حقیقت حال جن قلمی ترکیبون سے چھپائی گئی۔ وہ آپکے مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

۹ ہجری۔ پہلا موقع ہے کہ کعبہ کفر و شرک کی ظلمت سے پاک ہو کر عبادت ابراہیمی کا مرکز قرار پاتا ہے غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد ذیقعدہ یا ذی الحجہ ۹ ہجری مین آپنے تین سو مسلمانون کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لیئے روزانہ فرمایا ان مین حضرت ابوبکر قافلہ سالار اور حضرت علیؑ نقیب اسلام اور حضرت سعد بن وقاص و جابر و ابوہریرہ وغیرہ معلم تھے۔ قربانی کے بیس اونٹ ساتھ

(سیرۃ النبی جلد اول)

چونکہ اس واقعہ مین حقیقتاً پہلے حضرت ابوبکر کی امارت حج اور پھر بحکم خدا اون کی معزولی اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کی ماموری کی حقیقت داخل تھی۔ اسلیئے آپنے حضرت ابوبکر کی امارت اور تبلیغ سورۂ برات کے منصب کو [illegible] واقعہ ہی سے نکالدیا اور اوسکو قافلہ سالاری کے منصب سے تبدیل فرما دیا۔ حالانکہ امارت قوم اور قافلہ سالاری مین جو فرق مابہ الامتیاز ہے وہ آپکی نگاہون سے پوشیدہ نہین ہے

بہرحال۔ چونکہ جب حضرت ابوبکر کی امارت معمولی قافلہ سالاری بتلا دی گئی تو ضرور تھا کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ کی امارت بھی اپنے مرتبے سے [illegible] نیچے اور معمولی درجہ پر لائی جاتی ہے۔ اسلیئے وہ نقابت ٹھہرائی گئی۔ پھر اس پر بھی بس نہین کی گئی۔ اس واقعہ کی اہمیت کو صرف حضرت علیؑ کے استخلاف عظمت و منزلت کی غرض خاص سے بالکل تعمیمی صورت و حیثیت مین [illegible] ابی وقاص جابر اور ابوہریرہ کو بھی اسکی عظمت و اہمیت مین بدرجہ مساوی شریک ٹھہرایا گیا اور ان تمام ترکیب و تدبیر سے مدعائے خاص آپ کا یہ تھا کہ اس موقع اور واقعہ خاص کی عظمت و اہمیت کسیکو معلوم نہو۔ تمہیداً اتنا لکھکر گذارش خدمت یہ ہے کہ شبلی صاحب کو بار بار ہم لکھ لکھ کر بتلاتے آتے ہین کہ للہ۔ حقیقت کو چھپانے کی کوشش نہ کیجئے۔ کیونکہ حقیقت چھپ ہی نہین سکتی۔ اگر چھپ جائے تو وہ حقیقت ہی نہین ہے آپ کی انسانی قوت کی امکانی مقدار و بساط اتنی ہی تھی کہ آپنے واقعہ کی اصلیت کو اپنی سیرۃ النبی مین چھپا دیا اور چھپانے کے بعد پھر اوسکو تخصیص کی صورت خاص سے تعمیم کی شکل عام مین ملا دیا۔ لیکن سیرۃ النبی سے پہلے کے دفتر کے دفتر۔ کارنامے کے کارنامے۔ پشتارے کے پشتارے۔ جو اسکی حقیقت اصلیت اور واقعیت سے بھرے پڑے ہین وہ کیا ہو جائینگے۔ اور کیسے مٹ جائینگے۔ اور ایک آپ صحیح ترمذی[1]۔ امام ابن حنبل[2]۔ طبری[3]۔ کواشی[4]۔ نسائی[5]۔ حموی[6]۔ سہیلی[7]۔ ثعلبی[8]۔ حاکم[9]۔ ابن مردویہ[10] ابن ابی شیبہ[11]۔ ابن حبان[12]۔ عبدالرزاق[13]۔ ابن المنذر[14]۔ ابن ابی حاتم[15]۔ ابن خزیمہ[16]۔ ابوعوانہ[17]۔ طبرانی[18] دارقطنی[19]۔ بیہقی[20]۔ سبط ابن جوزی[21]۔ سعید ابن مسعود گازرونی[22]۔ عینی[23]۔ ابن حجر[24]۔ ابن کثیر شامی[25]۔ امام قندوزی[26]۔ محدث شیرازی[27] اور محدث دہلوی[28] کے اقوال متواترہ اور مختار متکاثرہ پر کیسے قلم ایراد پھیر دینگے۔ اور اتنے متواترات کے خلاف اپنی نوایجاد روئداد کو کیسے ثابت کر دینگے۔ ہم آپکی اس صناعت کے خلاف اور حقیقت کے انکشاف مین مرقومۂ بالا اسناد سے صرف اہل صحاح۔ اہل تفسیر۔ اہل حدیث اور اہل تاریخ کے دو دو قول ذیل مین لکھکر ثابت کر دینگے کہ واقعہ کیا ہے اور شبلی صاحب لکھتے کیا ہین

صحیح ترمذی مین ہے۔

حدثنا ہناد ثنا عفان بن مسلم وعبد الصمد قالا ثنا حماد بن سلمۃ عن سماک بن حرب عن انس بن مالک قال بعث النبی صلے اللہ علی والہ وسلم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لاینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیًا واعطاہ ایاہ

بندارے عفان بن مسلم سے۔ عفان عبد الصمد سے اور دونون نے حماد بن سلمہ سے۔ حماد نے سماک بن حرب سے سماک نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے سورۂ برات دیکر حضرت ابوبکر کو بھیجا پھر اونکو (راستہ سے) بلا بھیجا اور فرمایا کہ اسکو سوائے میرے اہلبیت مین کسی آدمی کے اور کوئی نہین لیجا سکتا۔ پھر علی بن ابی طالب کو بلایا اور وہ آیات اونکو عطا فرمائے۔

امام نسائی لکھتے ہین۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عفان وعبد الصمد قالا حدثنا حماد بن سلمۃ عن سماک بن حرب عن انس بن مالک قال بعث النبی ص ببراءۃ مع ابوبکر ثم دعاہ فقال لاینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعاہ علیًا واعطاہ ایاہ اخبرنا العباس بن محمد الدوری قال حدثنا ابو نوح قرّاد عن یونس بن ابی اسحاق عن زید بن یثیع عن علیؑ قال ان رسول اللہ ص بعث ببراءۃ الی اھل مکۃ مع ابوبکر ثم اتبعہ علی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ قال فلحقتہ واخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وھو کئیب فقال یارسول اللہ ص انزل فی شئ قال لا الا انی امرت ان ابلغہ

محمد بن بشار نے عفان اور عبد الصمد سے اور اونھون نے حماد بن سلمہ سے اور حماد نے سماک بن حرب سے اور سماک نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسالمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ برات دیکر حضرت ابوبکر کو مکہ بھیجا پھر (راستہ سے) بلا کر اون سے کہا کہ اسکو کوئی دوسرا سوائے میرے اہلبیت کے نہین لیجا سکتا۔ یہ کہکر آپنے حضرت علیؑ کو بلایا اور وہ سورہ اونھین عطا فرمایا۔ عباس ابن محمد الدوری نے ابو نوح قراد سے ابو نوح نے یونس بن ابی اسحاق سے۔ یونس نے زید بن یثیع سے اونھون نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات دیکر اہل مکہ کے پاس بھیجا پھر علیؑ کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ راستہ مین وہ سورہ اون سے لے لین اور اوسکو اہل مکہ کے پاس لیجائین۔ حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ ہم چلے اور راہ مین حضرت ابوبکر سے ملے اور وہ سورہ اُن سے لے لیا حضرت ابوبکر ملول ہوکر آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا میرے حق مین کچھ وحی آئی ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا

Presented by Ziaraat.Com

انا او رجل من اهل بيتي قال حدثنا عبد الله بن عمر قال حدثنا اسباط عن فطر عن عبد الله بن شريك عن عبد الله بن رقيم عن سعد قال بعث رسول الله صلعم ابا بكر ببراءة حتى اذا كان ببعض الطريق ارسل عليًّا فاخذها منه ثم سار بها فوجد ابو بكر في نفسه فقال قال رسول الله صلعم انه لا يؤدي عني الا انا او رجل مني

نہین۔ صرف یہی حکم ہوا ہے کہ اسکی تبلیغ مین خود کرون یا اپنے اہلبیت مین سے کسی شخص سے کرآؤن عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن اسباط سے۔ اوس نے فطر سے فطر نے عبداللہ بن شریک سے۔ اوس نے عبداللہ بن رقیم سے اوس نے سعد سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات دیکر بھیجا وہ ابھی راہ ہی مین تھے کہ حضرت علیؑ کو بھیجا کہ وہ سورہ اُن سے لے لین۔ حضرت علیؑ وہ سورہ لیکر چلے اور حضرت ابوبکر سے راہ مین ملے حضرت ابوبکر کے دل مین خیال گذرا اور خدمت رسول مین حاضر ہوکر متفکر ہوئے آپنے ارشاد فرمایا کہ اسکو کوئی شخص نہین پہنچا سکتا ہے سوائے میرے یا اس شخص کے جو مجھ سے ہو

اہل صحاح کے بعد۔ اہل تفاسیر کے اقوال ذیل مین ملاحظہ ہون۔ تفسیر نیشاپوری مین مرقوم ہے

نزلت هذه السورة سنة تسع وكان قد امر فيها ابا بكر على الموسم فلما نزلت السورة اتبعه عليًّا راكب العضباء ليقرءها على اهل الموسم فقيل له لو بعثت بها الى ابي بكر فقال لا يؤدي مني الا رجل مني۔

یہ سورہ سنہ ۹ ہجری مین نازل ہوا اور اُس سال امیر حج حضرت ابوبکر تھے پس جب یہ سورہ اوترا تو آپنے حضرت علیؑ کو بھیجا اور وہ آنکے ناقہ عضبا پر سوار ہوکر گئے اور اوس سورہ کو حجاج کے سامنے پڑھا لوگون نے پوچھا کہ یہ کام حضرت ابوبکر سے کیون نہ لیا گیا ارشاد ہوا کہ اس کام کو میری طرف سے کوئی شخص نہین ادا کرسکتا تھا سوائے اوسکے جو مجھ سے ہو۔

تفسیر دُرِ منثور امام سیوطی مین ہے۔

اخرج عبد الله بن احمد بن حنبل في زوائد المسند وابو الشيخ وابن مردويه عن علي قال لما نزلت عشر آيات من براءة على النبي دعا ابا بكر ليقرءها على اهل مكة ثم دعاني فقال لي ادرك علي ابو بكر فحيثما لقيته فخذ الكتاب منه

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد مسند مین اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب سورۂ برات کی دس آیتین نازل ہوئین تو آنحضرت صلعم نے وہ آیتین حضرت ابوبکر کو دین۔ کہ اہل مکہ کو جاکر سنادین اور پھر مجھے بلاکر حکم دیا کہ جاؤ اور ابوبکر سے جاکر مل جاؤ اور جہان وہ تمھین ملین تم اون سے وہ سورہ لے لو

Presented by Ziaraat.Com

فاقرء علی اهل مکة فلحقه فاخذت الکتاب منه ورجع ابو بکر فقال یا رسول الله انزل فی شیء قال ولکن جبریل جاءنی فقال لن یودی عنك الا انت او رجل منك واخرج ابن ابی شیبة واحمد والترمذی وحسنه وابو الشیخ وابن مردویه عن انس قال بعث النبی ببراءة مع ابو بکر ثم دعاه فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیا فاعطاه ایاه واخرج ابن مردویه عن ابن ابی وقاص ان رسول الله صلعم بعث ابا بکر ببراءة الی اهل مکة ثم بعث علیا علی اثره فاخذها منه فکان ابو بکر وجد فی نفسه فقال النبیؐ یا ابا بکر انه لا یودی عنی الا انا او رجل منی۔

اور جا کر اہل مکہ کو سنا دو۔ حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں کہ یہ سنکر میں روانہ ہوا حضرت ابوبکر سے ملا۔ حضرت ابوبکر وہاں سے رخصت ہوئے اور حضرت رسولخدا کی خدمت میں لوٹ آئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ آیا میرے حق میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن اس سورہ کو سوائے میرے یا اوس شخص کے جو مجھ سے ہو کوئی دوسرا شخص نہیں لیجا سکتا اور ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل اور ترمذی نے یہ روایت کی ہے اور اسکو حسن بتلایا ہے اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے بھی انس بن مالک کی اسناد سے بیان کیا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات دیکر اہل مکہ کی طرف روانہ کیا اور ان کے پیچھے حضرت علیؑ کو بھیجا کہ وہ سورہ اون سے لے لیں حضرت ابوبکر کے دل میں خیال پیدا ہوا تو آنحضرت صلعم نے اون سے کہا کہ اوسکو کوئی شخص لے جا نہیں سکتا ہے سوائے میرے یا اوس شخص کے جو مجھ سے ہو۔

اہل تفاسیر کے بعد اصحاب حدیث کے دو اقوال ذیل میں ملاحظہ ہوں علامہ عینی عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال السهیلی کان سیدنا رسول الله صلعم حین قدم من تبوك اراد الحج فذکر مخالطة المشرکین للناس فی جمعهم وتلبیتهم بالشرك وطوافهم عراة بالبیت وکانوا تقصدون بذلك ان یطوفوا کما ولدوا وبغیر الثیاب التی اذنبوا فیها فاظلموا۔

سہیلی کہتے ہیں کہ ہمارے مولا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے واپس آئے۔ تو آپنے حج کا قصد فرمایا اور آپنے مشرکین کا مومنین کے ساتھ خلط ملط ہونا۔ اور بطریق تشرک مراسم تلبیہ بجا لانا۔ اور برہنہ بدن ہو کر طواف کرنا۔ جیسا کہ مشرکین اپنے اس خیال کی بنا پر کیا کرتے تھے کہ ہم برہنہ پیدا کیے گئے ہیں اسلیئے ہمکو حالت اصلی کے ساتھ بے لباس ہی طواف کرنا چاہیئے۔

Presented by Ziaraat.Com

فامسك عن الحج فی ذلك العام وبعث ابوبکر بسورة برأة لینبذ الی کل ذی عهد عهده من المشرکین کان بعض بنی بکر الذین کان لهم عهد الی اجل خاص ثم اردف بعلی فخرج ابوبکر الی النبیؐ فقال هل انزل فی قرآن قال لا ولکن اردت ان یبلغ عنی من هو من اهلبیتی۔

اکمل تمام امور کو آپنے گناہ اور سخت ظلم قرار دیا۔ اسلئے آپ اوس سال تعداد اسے حج سے باز رہے پھر آپنے حضرت ابوبکر کو سورہ برات دیکر روانہ کیا۔ اون تمام لوگون کے ساتھ جنکے ساتھ آنحضرت صلعم نے معاہدہ فرمایا ہے سوائے بنی بکر کے چند اشخاص کے جنکے معاہدے ایک میعاد خاص تک تھے۔ سنا دیئے جائین۔ اس حکم کے بعد آپنے حضرت علیؑ کو پیچھے سے روانہ کیا تو حضرت ابوبکر آنحضرت کی خدمت مین لوٹ آئے اور پوچھنے لگے کہ میری نسبت کیا کوئی وحی آئی ہے آپنے فرمایا نہین لیکن میرا ارادہ یہ ہوا کہ اسکی تبلیغ میری طرف سے وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت مین سے ہو۔

حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین

اصل قصہ آن است کہ ابوبکر بلا نزاع امیر حج بود و سورہ برات اول بدست حضرت صدیق دادہ بودند بعد ازان جبرئیل فرود آمد کہ آنرا بدست مرتضیٰ باید فرستاد اخرج الترمذی عن انس بن مالك قال بعث النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببراءة مع ابوبکر ثم دعاه فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعاه علیاً فاعطاه ایاها وعن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ بعث ابابکر ببراءة الی اهل مکة ثم بعث علیا علی اثره فاخذها منه وقال ابوبکر وجد فی نفسه فقال النبیؐ یا ابابکر لا یودی عنی الا انا او رجل منی۔

اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر بلا نزاع امیر حج مقرر ہو چکے تھے اور سورہ برات بھی پہلے حضرت صدیق کے ہمراہ دیا گیا تھا لیکن حضرت جبرئیل نے نازل ہو کر کہا کہ اسکو علیؑ مرتضیٰ کے ہمراہ بھیجنا چاہیئے ترمذی نے انس بن مالک کی اسناد سے مروی کیا ہے کہ سورہ برات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو بھیجا پھر اون کو واپس بلایا اور ارشاد کیا کہ اسکی تبلیغ کوئی دوسرا شخص سوائے اوسکے جو میری اہلبیت سے ہو نہین کر سکتا۔ پھر اسکے بعد آپنے حضرت علیؑ کو بلایا اور سورہ برات اونکے حوالہ کیا اور سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر سورہ لیکر چلے پھر اونکے پیچھے سے حضرت علیؑ روانہ ہوئے اور اونھون نے وہ سورہ اُنسے لیلیا تو حضرت ابوبکر کے دل مین خیال گذرا اور اُنھون نے آکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر پوچھا کہ میرے حق مین کوئی وحی تو نہین آئی۔ ارشاد ہوا نہین لیکن اسکو سوائے میرے یا میرے اہلبیت کے کوئی دوسرا انجام دے نہین سکتا

صحاح۔ تفاسیر۔ احادیث ہو چکی۔ اب تاریخ کے مفصلۂ ذیل اسناد ملاحظہ ہون۔ علامہ سعید بن مسعود گازرونی لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اخبرنا شیخنا صدر الدین ابو الجامع ابراھیم بن محمد ابو المؤید بن محمد بن المؤید الحموی حدثنا شیخنا السید محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ الظھیر حدثنا اصیل الدین ابو بکر عبد اللہ بن عبد الاعلی بن محمد بن ابی القاسم القطان حدثنا موفق الدین داؤد بن معمر بن عبد العزیز الفارسی حدثنا عبد الرحمن بن ابی شریح حدثنا البغوی حدثنا العلاء بن موسی حدثنا سوار بن مصیب عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری قال بعث رسول اللہ صلعم ابا بکر علی الموسم وبعث معہ سورۃ براءۃ واربع کلمات الی الناس فلحقہ علی بن ابی طالب فی الطریق فاخذ علی السورۃ وکلمات و کان یبلغ ابو بکر علی الموسم فاذا قرأ السورۃ نادی لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ ولا یقرب المسجد الحرام مشرک بعد عامہ ھذا ولا یطوفون بالبیت عریان ومن کان بینہ وبین رسول اللہ عھد فاجلہ الی مدتہ فلما راجعا قال ابو بکر ھل نزل فی شیء قال لا الا خیر وما ذاک قال ان علیا لحق بی واخذ منی السورۃ والکلمات

ہمارے شیخ صدر الدین ابو الجامع ابراہیم بن محمد ابو المؤید حموی نے۔ اون سے ہمارے شیخ سید محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ الظہیر سے۔ اون سے اصیل الدین ابو بکر عبد اللہ بن الاعلی بن محمد بن ابی القاسم القطان سے اون سے موفق الدین داؤد بن معمر بن عبد العزیز الفارسی نے اون سے عبد الرحمن بن ابی شریح نے اون سے بغوی سے اون سے علاء بن موسیٰ نے اون سے سوار بن مصیب نے اون سے عطیہ عوفی نے اون سے ابی سعید خدری نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو امیر حج مقرر کرکے بھیجا اور اونکو سورۂ براءت اور احکام اربعہ دیکر اطلاع عام کے لیئے روانہ فرمایا پھر اون سے حضرت علی مرتضیٰؑ راستہ مین ملے اور سورۂ براءت اور احکام اربعہ اون سے لیلیا جو حضرت ابو بکر تبلیغ کے لیئے لیجاتے تھے اور جاکر اُس سورہ کو پڑھا اور اعلان عام جاری کیا کہ کوئی شخص غیر مسلم جنت مین نہ داخل ہوگا اور کوئی شخص مشرک آج سے مسجد حرام مین نہین داخل ہوسکتا اور کوئی شخص ننگے بدن بیت اللہ کا طواف نہین کرسکتا اور جس شخص کے ساتھ رسول اللہ صلعم کا معاہدہ ہوگا وہ اپنی مدت تک باقی رہیگا جب وہان سے واپس ہوئے تو حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کیا میرے حق مین کوئی حکم خدا آیا تھا آپنے فرمایا نہین سب خیریت ہے حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ علی مرتضیٰ نے مجھسے راہ مین ملکر وہ سورہ اور کلمات مجھسے لیلیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

فقال اجل لم یکن یبلغها الا انا او رجل منی

ارشاد فرمایا کہ اوسکو کوئی شخص نہین پہونچا سکتا سوائے میرے یا اوس شخص کے جو مجھ سے ہو

تاریخ ابن کثیر شامی مین ہے۔

قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا حماد عن سماك عن انس ابن مالك ان رسول الله صلعم بعث ببراءة مع ابوبكر فلما دا الحليفة قال لا يبلغها الا انا او رجل من اهليتي فبعث بها مع علي ابن ابي طالب وقد رواه الترمذي۔

امام احمد نے عفان سے۔ عفان نے حماد سے حماد نے سماک سے سماک نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات دیکر روانہ کیا جب وہ ذوالحلیفہ تک پہونچے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ اسکو کوئی شخص پہونچا نہین سکتا سوائے میرے یا اوس شخص کے جو میرے اہلبیت سے ہو۔ اسکے بعد اوسکو حضرت علیؑ کی معرفت بھیجا۔ ایسے ہی ترمذی نے بھی روایت کیا ہے

اب محققین واقعیت اور متلاشین حقیقت مرقومۂ بالا عبارات صحاح۔ تفاسیر۔ احادیث اور تواریخ کی مندرجۂ بالا مضامین کو شبلی صاحب کے اوس بیان سے جو آپکی عبارت مین اوپر نقل کی گئی ہے مقابلہ فرماکر خود سمجھ لین کہ اتنے علمائے متقدمین کے قدیم ماخذ اس واقعہ کی حقیقت کیا بتلاتے ہین اور شبلی صاحب کی نئی کتاب اسلامی دنیا کو کیا سمجھاتی ہے۔ شبلی صاحب صرف حضرت علیؑ مرتضیٰ کی فضیلت وعظمت کو لفظون مین چھپاتے ہین اور حضرت ابوبکر کو سورۂ برات کی حوالگی اور اوسکے اعلان کے لیئے اون کی پہلی ماموری۔ پھر اون کی جگہ ان تبلیغی خدمات پر حضرت علیؑ کی تقرری حضرت ابوبکر کی خدمت رسول مین واپسی اور استدعائے توجیہ آنحضرت صلعم کی تصریح ان تمام واقعیت واصلیت کو بالکل نسیاً منسیاً فرماتے ہین۔ یہی آپکی تاریخ نویسی کا فلسفۂ حقیقت ہے۔ آپکو بخاری کی ایک آڑ مل گئی ہے۔ جسکو آپ پہاڑ کا اوٹ سمجھے ہین۔ حالانکہ وہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور اور نامضبوط ہے اور اتنے متواتر اقوال ومختار کے مقابلہ مین نہ اوس کا شمار ہوسکتا ہے اور نہ اعتبار کیونکہ ان کی حقیقت حال کے اعداف واستخفاف سے بخاری کی بھی وہی غرض وغایت تھی جو آپکی اس بنا پر نہ اوس وقت سے لیکر اس وقت تک بخاری کے مختار پر نہ کسی نے اعتبار کیا اور نہ آپ ہی کے قول پر کوئی اعتبار کرسکتا ہے چنانچہ جمع بین الصحیحین مین حمیدی نے بخاری کی اس حدیث پر جو نظر یہ لکھا ہے وہ ذیل مین ملاحظہ ہو۔

قال ابوبكر بعثني في تلك الحجة في المؤذنين يوذنون بمنى ان لا يحج بعد عامنا المشرك

بخاری حضرت ابوبکر کی زبانی لکھتے ہین کہ اس سال مجھکو حج کے ایام مین بمقام منیٰ اس اعلان کرنیکے لیئے بھیجا گیا کہ اس سال کے

ولا یطوف بالبیت عریان قال حمید ثم اردف النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعلی ابن ابی طالب فامرہ ان یوذن ببراءۃ قال ابوھریرۃ فاذن معنا علیؑ فی اھل منی یوم النحر ببراءۃ و ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان۔

بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص ننگے بدن بیت اللہ کا طواف نہ کرے حمید کہتے ہین پس اسکے بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب کو پیچھے سے بھیجا اور اونکو حکم دیا کہ وہ سورۂ برات کا اعلان کرین چنانچہ ابوہریرہ بیان کرتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ہملوگون کے ساتھ مقام منی مین قربانی والے دن اعلان برات کیا کہ کوئی مشرک امسال کے بعد حج نکرے اور کوئی شخص ننگے بدن بیت اللہ معظم کا طواف کرے

محققین کو اب بخوبی معلوم ہوگیا کہ حقیقت کبھی نہین چھپ سکتی۔ بخاری نے تو چھپائی۔ لیکن اوسی وقت کے محققین اور خصوصًا اون کے شارحین نے اسکی حقیقت کا پورا انکشاف کردیا۔ جیسا کہ حمیدی کی مرقومۂ بالا عبارت سے کما حقہ ثابت ہوگیا۔

یہ نکتہ بھی لکھکر بتلا دینا ضروری ہے کہ حمیدی نے اپنی عبارت کو ثم کے لفظ سے آغاز کیا ہے۔ شبلی صاحب تو ماشاء اللہ۔ عربی کے مستعد ادیب اور مدرسۃ العلوم کے نامی پروفیسر ضرور جانتے ہونگے کہ عربی کے قواعد نحو مین ثم۔ حرف تراخی و ترتیبی مشہور ہے۔ اس کا استعمال خاصکر ایسے موقع پر ہوتا ہے جہان عبارت غیر مرتب مین ترتیب دینی ضروری ہوتی ہے۔ اب بخاری کے استخفاف واقعہ کی حقیقت ثم کی ضرورت استعمال سے ملائی جائے تو معلوم ہوجائیگا کہ بخاری نے چونکہ حضرت ابوبکر کی ماموری اعلان برات کے واقعہ کو لکھا اور مابعد کے واقعہ کو چھوڑ دیا اسلئے امام حمیدی نے ضرورت ترتیب حدیث کی ضرورت سے مابعد کے واقعہ کو جب لکھا تو ثم کے حرف ترتیبی سے شروع کیا۔

بخاری صاحب و نیز شبلی صاحب کے استخفاف حقیقت کا پورا انکشاف کرکے اب ہم اس واقعہ مین شبلی صاحب کی اوس ترکیب خاص کی حقیقت کھولتے ہین۔ جس مین آپنے حضرت جابر۔ سعد بن ابی وقاص اور ابوہریرہ کو داخل کرکے اسکی صورت تخصیص کو تعمیم کی معمولی شکل مین بدل ڈالا۔ ان حضرات کی مداخلت کی ضرورت کی نسبت امام طحاوی مشکل الآثار مین تحریر فرماتے ہین۔

ھذا مشکل لان الاخبار فی ھذہ القصۃ تدل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

یہ مشکل مسئلہ ہے کیونکہ اس واقعہ مین تمام حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت

Presented by Ziaraat.Com

وسلم بعث ابابکر فذلك ثم اتبعه علیًا فامره ان یوذن فکیف یبعث ابوبکر اباهریرة ومن معه بالتاذین بلاخلاف وکان علی هو المامور بالتاذین بذلك وکان علیًا لایطیق التاذین بذلك وحده واحتاج الی من یعینه علی ذلك فارسل معه ابابکر اباهریرة وغیرة لیساعدوه علی ذلك۔

ابوبکر کو بھیجا۔ پھر اونکے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا جبکہ اس کا حکم حضرت علیؓ علیہ السلام کو مل چکا تھا لیکن ان تمام اختلافات کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ بلا اختلاف حضرت ابوبکر امسال امیر حج تھے اور حضرت علی مرتضیٰؓ اعلان کے لیے مخصوص طور پر مامور تھے۔ لیکن حضرت علی مرتضیٰؓ اتنے بڑے مجمع مین تن تنہا اعلان نہین فرما سکتے تھے (اور تمام آواز نہین پہونچا سکتے تھے۔ اسلیئے ضرور تھا کہ کچھ لوگ اس امر مین اونکی معاونت کرین۔ اسلیئے ابوبکر نے ابوہریرہ اور اونکے ہمراہیون کو اس امر مین اُنکی حمایت کیلیئے بھیجدیا۔

اب ناظرین عبارت اور متلاشین حقیقت شبلی صاحب کی اس عبارت کو کہ۔

"آنحضرت صلعم نے تین سو مسلمانون کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لیئے روانہ فرمایا۔ اس مین حضرت ابوبکر قافلہ سالار۔ حضرت علی نقیب اور حضرت سعد بن ابی وقاص۔ جابر اور ابوہریرہ وغیرہ معلم تھے"

ایک طرف رکھین۔ اور امام طحاوی کی تفصیل تحقیق کو ایک طرف۔ تو پھر خود سمجھ لین کہ قصہ کی اصلیت مسئلہ کی حقیقت اور واقعہ کی خصوصیت پر شبلی صاحب کے تعمیمی الفاظ ... کیسے اور کتنی نقاب فگنی فرما رہے ہین۔ جو ایک حقیقت نگار مؤلف کی شان سے کوسون دور ہے۔ اب اس معزولی اور ماموری کی ضرورت کو بھی تفسیر زاہدی کی عبارت مین ملاحظہ ہو۔

حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال نہم از ہجرت صدیق را بحج فرستاد و علیؑ را بدم او فرستاد باز دادن عہد بکافران کہ عرب را عادت بود در باز دادن عہد کہ ہمان کس باید رفت کہ عہد باو کردہ بودند یا کسے از قرابت وے کہ ہم تن وے بود۔

حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ۹ھ مین صدیق کو حج کیلیئے بھیجا اور علیؑ کو اونکے پیچھے بھیجا کہ معاہدے والون کو اونکے معاہدے واپس کردین اسلیئے کہ عرب مین واپسی معاہد کا یہ دستور قائم تھا کہ معاہدے وہی شخص واپس کرتا تھا جسنے وہ معاہدہ لکھا تھا۔ یا وہ شخص جو اُسکا اتنا قریبی ہو کہ تن واحد سمجھا جاوے

مدارج النبوۃ مین شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی بھی یہی مضمون لکھتے ہین۔ اون کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

چون ابوبکر صدیق از مسجد ذوالحلیفہ احرام
بستہ روان شد جبرئیلؑ بر آنحضرت نازل شد کہ
ادائے رسالت و پیغام نکند مگر تو یا علیؑ و در
روایتے یا مردیکہ از تو باشد زیرا کہ ثبوت عہد
و نقض آن کار مردے است کہ صاحب معاملہ
است یا کسیکہ خویش و قرابت او باشد پس
آنحضرت صلعم بعلی مرتضیٰ فرمود کہ عقب ابی بکر
برو و این آیات از وے بستان و در روز حج
بر مردم بخوان۔

جب حضرت ابوبکر صدیق مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھکر
روانہ ہوئے تو اس اثنا مین حضرت جبریل نازل ہوئے اور
فرمایا کہ یا رسول صلعم ادائے رسالت و پیغام یا آپ کر سکتے ہین
یا علیؑ اور ایک روایت مین ہے کہ یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔
کیونکہ عہد کرنا یا توڑنا اوس شخص کا کام ہے جو صاحب معاملہ ہو
یا وہ شخص جو اوسکا خویش یا قریب ہو۔ یہ سنکر جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حکم دیا
کہ حضرت ابوبکر کے عقب مین روانہ ہون۔ اون سے وہ
سورہ لے لین اور حج کے روز لوگون کو سنا دین۔

اسکے بعد شبلی صاحب اس اعلان کی یہ کیفیت لکھتے ہین۔

حضرت علیؑ کھڑے ہوئے۔ سورۂ برات کی چالیس آیتین پڑھکر سنائین اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ مین نہ داخل ہو سکے گا۔ نہ کوئی برہنہ اب حج کرنے پائیگا۔ اور وہ تمام معاہدے جو مشرکین سے تھے اون کے نقض عہد کے سبب سے آج سے چار مہینہ کے بعد ٹوٹ جائینگے۔ حضرت ابوہریرہ وغیرہ نے اس اعلان کی اس زور زور سے منادی کی کہ گلہ پڑ گیا۔ سورۂ برات کی ابتدائی آیتین جس مین خدا نے اس اعلان کا حکم فرمایا یہ ہین۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ
عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي
الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝
وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ
يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

اے مسلمانو جن مشرکین سے تم نے معاہدہ کیا تھا اور وہ تمھین نے
اپنا معاہدہ توڑ دیا) اونکی جانب اور رسول صلعم کی طرف سے کوئی
ذمہ داری نہین ہے۔ (تو اب اے مشرکین) ہم نے تمکو چار مہینے
کی مہلت دی ہے۔ اس مین تم ملک مین چلو پھرو اور جان لو کہ تم خدا
کو عاجز نکر سکوگے۔ حج اکبر کے دن لوگون کو اعلان عام ہے
کہ خدا اور رسول صلعم اون مشرکین کا اب ذمہ دار نہین ہے
اگر (تمنے اے مشرکین) توبہ کر لی تو یہ تمھارے لیئے بہتر ہے۔
اور اگر اب بھی پھرے رہو تو یقین کر لو کہ تم خدا کو ہرا نہ سکوگے
اے پیغمبر۔ تو مشرکین کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے

Presented by Ziaraat.Com

كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

لیکن وہ مشرکین جن سے تم نے معاہدہ کیا اور اونھون نے اسکی کچھ خلاف ورزی نہیں کی اور نہ تمھارے مقابلہ مین اونھون نے تمھارے دشمنون کی مدد کی تو زمانہ معاہدہ کو تم پورا کرو۔ خدا پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے۔

اس اعلان مبارک کا وہ نتیجہ نکلا کہ اسکے بعد ہی عرب کے ایسے فتنہ خیز اور جنگجو ملک میں چارون طرف امن وامان اور آرام واطمینان قائم ہوگیا۔

واقعات متفرقات سنہ ۹ ہجری

(۱) اسی سال ادائے زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا اور اوسکے نصاب قائم ہوئے۔

(۲) تمام مسلم قبائل مین عُمّال زکوٰۃ مقرر ہوئے۔ اسلام کی ظل حمایت مین غیر مسلم قومیں آنے لگین۔ ان کے واسطے جزیہ کا حکم ہوا۔ اور آیہ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔ تا اینکہ اون کے چھوٹے بنکر وہ جزیہ ادا کرین۔

(۳) سود کی حرمت کا حکم جاری ہوا۔ اور شبلی صاحب کی تحقیق مین نزول سے ایک مدت کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر سنہ ۱۰ ہجری مین اس کا اعلان فرمایا گیا اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ خدا نے بیع (خرید وفروخت) کو حلال کیا اور سود لینے کو حرام فرمایا۔

(۴) نجاشی بادشاہ حبشہ نے جو صرف مسلم ہی نہین تھا بلکہ اپنے اسلام لانے کے پہلے سے بھی اسلام کا معاون اور محسن تھا۔ اسی سال انتقال کیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکی رحلت کے متعلق یہ الفاظ لکھکر تمام اعلان فرمایا کہ آج تمھارے صالح اور نیکوکار دینی بھائی اصحمہ نے وفات پائی۔ سب ملکر اوسکے لیئے دعائے مغفرت مانگو۔ اسکے بعد آپنے نجاشی کی ہدیہ میت کی نماز پڑھی۔

شبلی صاحب کی آئندہ ترتیب مضامین

شبلی صاحب نے سنہ ۹ ہجری تک کے حالات وواقعات تمام کرکے جلد اول کے آخرین غزوات رسول کی حقیقت واصلیت کے بیان وتفصیل کو ایک نئے عنوان سے ایک علیحدہ باب مین قلمبند فرمایا ہے اور دو جزو کے قریب لکھکر جلد اول کو تمام کردیا ہے۔ اور جلد دوم کو اسلام کی امن کی زندگی سے شروع فرمایا ہے۔ سنہ ۹ ہجری سے لیکر سنہ ۱۱ ہجری تک مقام امن۔ اشاعت اسلام۔ تاسیس خلافت اور تکمیل شریعت کے حالات مندرج فرمائے ہین۔

واقعات آئندہ کے تسلسل کے اعتبار سے یہ ترتیب مضامین بہت ہی مناسب ہے اور تمام تاریخ وسیرت مین قریب قریب یہی ترتیب قائم رکھی گئی ہے۔ اس مین بھی کوئی کلام نہین کہ غزوات کا سلسلہ تمام

Presented by Ziaraat.Com

شبلی صاحب نے اپنی مصلحت خاص سے غزوات کی تفصیل توجیہ کو ہمین لکھدینا ضروری سمجھا ہے لیکن ہم اسکو آئندہ واقعات کے سلسلہ بیان مین تاخیر و بے ربطی پیدا ہو جانیکی وجہ سے قبل از وقت سمجھتے ہین ختم واقعات کے بعد ان شاء اللہ ہم ان توجیہات کو اپنے آئندہ سلسلہ بیان مین تفصیل سے بیان کرینگے

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اسی سال ادائے زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا۔ کیون؟ اسلیئے کہ جبتک ملک و قوم مین سکونی حالت پیدا نہین ہوئی تھی اور خوشحالی نہین آئی تھی۔ اوس وقت تک کسی قسم کے مطالبات کو۔ عام اس سے کہ فوائد دینی کی بنا پر ہون یا منافع دنیاوی کی بدعا پر۔ مدبران قدرت نے مصلحت نہین سمجھا۔ لیکن ملک و قوم مین جیون جیون امن و امان کے ساتھ تمدن۔ معاشرت مین فراغت اور کشادگی پیدا ہوتی گئی۔ ملک و قوم مین نفع رسانی کی غرض خاص سے ان مطالبات کی تعیین بھی ضروری سمجھی گئی شبلی صاحب جلد دوم صہ ۸۱ مین لکھتے ہین۔

عمال صدقات کی ماموری اور اون کا مقام ماموریت

جو ممالک زیر اثر آئے تھے۔ وہان زکوٰۃ و صدقہ وصول کرنیکے لیئے عمال بھیجے گئے وہ اس درجہ کے لوگ ہوتے تھے جن کا تقدس۔ زہد اور پاکیزگی مسلم ہوتی تھی اسی کے ساتھ وہ عالم اور واعظ بھی ہوتے تھے۔ اور اسلیئے وہ تحصیل مال کے ساتھ تبلیغ اسلام کی خدمت بھی بجا لا سکتے تھے۔ ان مین سے بعضون کے نام حسب ذیل ہین۔

نام	مقام ماموریت	کیفیت
(۱) مہاجر بن ابی امیہ	صنعا یمن	حضرت ام سلمہ ؓ (زوجہ نبی) کے بھائی تھے۔
(۲) زیاد بن لبید	حضرموت	یہ ان صحابہ مین ہین جو بدر مین شریک تھے۔
(۳) خالد بن سعید	صنعا یمن	سابقین اولین اور مہاجرین حبش مین ہین سب سے پہلے انھین نے کاغذات پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔
(۴) عدی بن حاتم	قبیلہ طے۔ یمن	مشہور صحابی ہین۔ حاتم طائی انھین کا باپ تھا۔
(۵) علاء بن حضرمی	بحرین	×
(۶) حضرت ابو موسیٰ الاشعری	زبید و عدن	انکی دعوت اسلام سے قریباً تمام لوگ مسلمان ہو گئے مشہور صاحب علم صحابی ہین (مگر عمر عاص کے معمولی چکر مین آگئے)
(۷) جریر بن عبداللہ البجلی		جریر مشہور صحابی ہین (آنکے صاحبزادے عبداللہ ابن جریر البجلی شہدائے کربلا مین داخل ہین۔ رضی اللہ عنہ)

Presented by Ziaraat.Com

(۸) ذوالکلاع حمیری — یمن کے سلاطینی خاندان سے تھے ۔ ایک موقع پر لاکھ آدمیون نے انھین سجدہ کیا تھا ۔ جریر کی دعوت پر یہ اسلام لائے تو اسکی خوشی مین چار ہزار غلام آزاد کیے ۔

(۹) حضرت معاذ بن جبل — جند — مشہور صحابی ہین ۔

اسلامی مبلغین اور معلمین

اسلام نے ایک طرف ملک و قوم مین امن عام قائم کیا جو اوّلاً اوسکے نام سے ظاہر تھا اور ثانیاً اوسکے تبلیغی پیام کا حقیقی مدعا ۔ جسکی تعلیم کا وہ تمام ملک و قوم مین تیس برسون سے اعلان عام کر رہا تھا اور ملک و قوم کے غلط فہم اور جہالت پسند رسُنہا اوسکے ایسے پُرامن اور صلح عام کی تبلیغ و تعلیم سے قبولیت کی جگہ نفرت کا اظہار کر رہے تھے اور پھر اِس شدت کے ساتھ کہ اسکے استیصال اور کامل تباہ و برباد کرنیکی کوششون مین ملک و قوم کا کتنا سرمایہ اوٹھ گیا ۔ کتنی جانین تلف ہوگئین کتنے قبیلہ اوجڑ گئے ۔ کتنے خاندان ویران ہوگئے ۔ مختلف اور متفرق مقامات کے معارکہائے جنگ مین خون کی ندیان بہ گئین ۔ لہو کے دریا اوبل پڑے ۔ یہ اسلام کی حقانیت ہی کی پاداری تھی ۔ اور اوسکی حقیقت کی استواری کہ وہ تمام ملک و قوم کے ایکبار مخالف ہوجانے پر بھی مرکز حق سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا ۔ اور تنہا ہوکر بڑے حوصلہ و جگرداری کے ساتھ ہر موقع جنگ اور ہر معرکہ کارزار مین دشمنون کی بزدلی کے مقابلہ مین سینہ سپر بنا رہا اور کامل نو برس تک ان تمام مصیبتون اور آفتون کو جھیل کر اپنے اصل مدعائے تبلیغ و تعلیم کو پورا کیا اور اس مرتبہ تک پہونچایا کہ ملک کے تمام سرکشان قبائل نے بالآخر اسکے آگے مطابعت کا سر خم کیا اور اطاعت کی گردن جھکائی ۔

کچھ ملک و قوم کے خاص قبائل و عشائر کی ذواثری کا یہ حال نہین تھا بلکہ غیر مذہب و اعتقاد کے قوم و قبائل نے بھی اسکی حمایت و اعانت اپنے تحفظ دامن کی ضرورت سے اختیار کی ۔ یہ بھی قدرت کا عجیب منظر تھا کہ جس اسلام سے ایسی شدید نفرت تھی اور سخت مخالفت ۔ ۹ھ ہجری مین احکام برأت کے اعلان کے بعد ہی سے چارون طرف سے قبائل و اقوام کے وفود خود دارالنبوۃ مدینہ مین حاضر آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر اسلام لانے لگے جیسا کہ بہت جلد وفود کے بیان سے معلوم ہوگا ۔

اسلام کو جب ملک کے امن عام کی طرف سے اطمینان اور جمعیت خاطر حاصل ہوچکی تو اوس نے اطراف و جوانب کے باقی قبائل و عشائر مین مبلغین اور معلمین اسلامی کو دینیات و عملیات کی تعلیم کیلئے مقرر کیا

Presented by Ziaraat.Com

مصنفہ ذیل معلمین و مبلغین اسلامی کے نام شبلی صاحب نے لکھکر بتلائے ہین ۔

نام	مقام ماموریت	نام	مقام دعوت
(۱) حضرت علی ابن ابیطالب	قبیلہ ہمدان ۔ خندیہ مذحج	(۴) عمر عاص	عمان
(۲) مغیرہ بن شعبہ	نجران	(۵) وبر بن کنیس	آبنائے فارس
(۳) خالد بن ولید	اطراف مکہ	(۶) مہاجر بن ابی امیہ	بطرف حارث بن کلال شہزادہ یمن
		(۷) محصنہ بن مسعود	فدک

ان مبلغین اور دعاۃ کے اثر سے اسلام ہر جگہ تیزی سے آگے بڑھا ۔ دعاۃ اطراف مکہ مین بھیجدیے گئے تھے اور لوگ خوشی خوشی مسلمان ہوتے جاتے تھے قرآن پاک کی آیتین اس موقع کی طرف اشارہ کرتے ہین

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۔

جب خدا کی فتح و نصرت آئی تو تم نے دیکھ لیا کہ لوگ عموماً فوج در فوج خدا کے دین مین داخل ہوتے جاتے ہین ۔ پس تم خدا کی تسبیح کرو اور اوس سے مغفرت مانگو کہ وہی بخشنے والا ہے ۔

فتح مکہ کے تین مہینے بعد سنہ ۹ ہجری کے موسم حج مین اعلان برات ہوا ۔ اس واقعہ کے بعد بلا استثناء حجاز نے عام طور سے اسلام قبول کرلیا ۔ (بحوالہ طبری واقعات سنہ ۹ ہجری) حجاز سے باہر نبوت کے اکیس برس مین صرف قریش و یہود کی مزاحمت سے اسلام آگے نہ بڑھ سکا ۔ اور خال خال مسلمان ادھر اُدھر نظر آتے تھے لیکن ان دیوارون کا ہٹنا تھا کہ صرف تین برس مین سنہ ۹ ۔ ۱۰ھ مین اسلام کا اثر ایک طرف یمن ۔ بحرین ۔ یمامہ اور عمان اور دوسری طرف عراق و شام کی حدود تک وسیع ہوگیا ۔ عرب کے دو صوبے ہین جہان اسلام سے پہلے عربون کی بڑی بڑی حکومتین قائم تھین ۔ اور اس وقت بھی وہ روم و فارس ۔ دنیا کی دو عظیم الشان طاقتون کے زیر سایہ تھین تاہم اسلام بغیر تلوار کی رفاقت کے صلح و امن کے سایہ مین اپنی آواز بلند کرتا چلا گیا اور ہر گوشہ سے لبیک کی صدائین خود بخود آنے لگین ۔

وفود عرب کا آنا اور اسلام کا لانا

اصل یہ ہے کہ تمام عرب مکہ کے فیصلہ آخر کا انتظار کر رہا تھا ۔ مکہ فتح ہوچکا تو یہ انتظار جاتا رہا ۔ اب ہر قبیلہ نے چاہا کہ خود دارالاسلام مدینہ مین جاکر کوئی فیصلہ کرلے ۔ اہل عرب کو یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ اب وہ اسلام سے سرکشی نہین کرسکتے تھے ۔ لیکن خیبر وغیرہ کی نظیرون سے یہ بھی جانتے تھے کہ

Presented by Ziaraat.Com

اسلام لانے پر وہ مجبور نہین ہین بلکہ جزیہ یا کسی اور طریقہ سے صلح کرکے اُن کی سابق حالت قائم رہ سکتی ہے فتح مکہ کے ساتھ ہی ہر طرف سے سفارتین آنے لگین اور بجز چند کے باقی جسقدر سفارتین آئین اُنھون نے بارگاہ نبوت مین پہونچکر وہ کچھ دیکھا کہ واپس آئے تو ایمان کی دولت سے مالا مال تھے۔ عرب کے سب سے طاقتور قبیلے جن کا اثر دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ بنو تمیم۔ بنو سعد۔ بنو حنیفہ۔ بنو اسد کندہ۔ سلاطین حمیری۔ ہمدان۔ ازد اور طے تھے۔ ان تمام قبائل کی سفارتین دربار نبوت مین آئین۔ ان مین سے بعض ملکی حیثیت رکھتی تھین۔ جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ بحیثیت فاتح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرلین۔ لیکن اکثر اس غرض سے آئے کہ اسلام کی حقیقت سے مطلع ہوکر اوسکے حلقہ مین آجائین۔ یہ وفود زیادہ تر فتح مکہ کے بعد ۸ھ سنہ ۹ اور سنہ ۱۰ ہجری مین آئے لیکن تسلسل بیان کے لیے اس سے پہلے کے چند وفود کا ذکر کرنا بھی موزون ہوگا۔ سیرۃ النبی جلد ۲ ص ۲۸۵

وفد مزینہ ایک بہت بڑا قبیلہ تھا۔ جو مصر تک پہونچکر قریش کے خاندان سے مل جاتا ہے نعمان بن مقرن صحابی جو فتح مکہ مین قبیلہ مزینہ کے علمبردار تھے۔ اسی قبیلہ سے تھے۔ اصفہان انھین نے فتح کیا تھا۔ ۵ھ ہجری مین اس قبیلہ کے چار سو شخص تمام قبیلہ کے سفیر بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور اسلام لائے۔ (اصابہ فی احوال الصحابہ) عراقی نے سیرت منظوم مین لکھا ہے۔

اول الوفد وفد المنی ینۃ سنۃ خمس وافدوا مزینۃ۔ سب سے پہلا وفد جو مدینہ مین آیا وہ مزینہ کا قبیلہ تھا جو ۵ھ مین آیا۔

وفد بنی تمیم یہ وفد بڑی شان و شوکت سے آیا۔ قبیلہ کے تمام بڑے بڑے رؤسا مثلاً اقرع بن حابس زبرقان۔ عمر بن الاہتم اور نعیم ابن یزید سب اسی سفارت مین شامل تھے۔ عیینہ بن حصین فزاری جو مدینہ کے حدود تک حملہ آور ہوا کرتا تھا۔ وہ بھی ساتھ تھا۔ یہ لوگ اگرچہ اسلام قبول کرنیکی غرض سے آئے تھے۔ تاہم عربی فخر و غرور کا نشہ سر مین ابھی باقی تھا۔ دربار نبوت یعنی مسجد رسول مین پہونچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر مین تشریف رکھتے تھے۔ آستانہ مقدس پر

۱؎ شبلی صاحب نے بہت کم وفود کا حال قلمبند فرمایا ہے۔ ہمنے اور کتابون سے تفحص و تجسس تمام کے بعد وفود کی جو فہرست مرتب کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

ہمدان[1]۔ بنو طارق بن[2] عبداللہ۔ بنو نجیب[3]۔ بنی سعد ہذیم[4]۔ وفد بہرا[5]۔ وفد بنی عبس[6]۔ بنی اسد[7]۔ بنی عذرا۔ بنی ثقیف[8]۔ بنی فزارہ[10]۔ بنی حنیفہ[11]۔ عبدالقیس[12]۔ بنی طے[13]۔ اشعریین[14]۔ صدا[15]۔ بنی ثقیف[16]۔ بنی غامد۔ محارب[18]۔ خولان[19]۔ غسان[20]۔ بنی الحارث[21] سلامان[22]۔ نخع[23]۔ دوس[24]۔ ازد[25]۔ اور فروہ جزامی[26]۔

مولف عفی عنہ

جاکر پکارے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باہر آؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آئے تو بولے کہ محمدؐ (صلعم) ہم اسلیئے آئے ہین کہ تم سے مفاخرہ کرین۔ آپنے اجازت دی۔ عطارد بن حاجب جو مشہور خطیب تھا اور جس نے نوشیروان کے دربار سے حسن تقریر کے صلہ مین کمخواب کا خلعت حاصل کیا تھا۔ اوٹھا اور اپنی قوم کی مفاخرت پر ایک پرزور تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا۔ خدا کا شکر ہے جسکی بدولت ہم آج صاحب تاج وتخت۔ خزانہائے گران بہا کے مالک اور مشرق مین تمام قومون سے معزز تر ہین۔ ہماری برابری آج کون کرسکتا ہے۔ ہماری ہم مرتبگی کا جسکو دعویٰ ہوا۔ وہ یہ خصائص واوصاف گنائے جو ہم نے گنائے ہین۔

عطارد خطبہ دیکر بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت ابن قیس کو جواب دینے کا اشارہ کیا اونہون نے جو تقریر کی اوسکا ماحصل یہ تھا۔ اوس خدا کی تعریف جس نے زمین وآسمان بنائے اوس نے ہمکو بادشاہی دی۔ اپنے بہترین بندون مین سے بہترین شخص کو انتخاب کیا۔ جو سب سے زیادہ شریف النسب سب سے زیادہ راست گفتار سب سے زیادہ شریف الاخلاق تھا۔ وہ تمام عالم کا انتخاب تھا۔ اسلیئے خدا نے اسپر کتاب اوتاری۔ اوس نے لوگون کو اسلام کی دعوت دی تو سب سے پہلے مہاجرین اور اونکے بعد ہم (انصار) نے دعوت اسلام پر لبیک کہی۔

تقریرین ہوچکین تو اشعار کی باری آئی۔ سفارت کی طرف سے تمیم کے مشہور شاعر زبرقان بن بدر نے قصیدہ پڑھا۔

نحن الکرام فلا حی یعادلنا	ہم شرفائے قوم مین کوئی قبیلہ ہمارا ہمسر نہین ہوسکتا۔
منّا الملوک وفینا تنصب البیع	ہم مین تخت نشین ہین اور ہم کلیساؤن کے مانی ہین

روایتون مین آیا ہے کہ ایک شخص نے مدینہ مین آکر خطبہ دیا تو اوسکی خوبی تقریر نے تمام حاضرین کو حیرت زدہ بنادیا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ ان من البیان لسحراً۔ بعض بعض تقریرون مین جادو ہوتا ہے۔ اصابہ فی احوال الصحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبرقان ہی کی تقریر پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ غرض جب زبرقان تقریر کرچکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربار رسالت کے شاعر حسان ابن ثابت کی طرف دیکھا۔ انہون نے برجستہ کہا۔

انّ الذوائب من فہر وإخوتہم	شرفائے قبیلہ اور برادران فہر نے وہ
قد بیّنوا للنّاس یتّبعوا	راستہ چلادیا ہے جسکی وہ پیروی کرتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

ارکان سفارت مین اقرع بن حابس عرب کا مشہور حکیم تھا یعنی مقدمات قومی کا مرافعہ اوسی کے پاس جاتا تھا اور سکے فیصلون پر لوگ گردن جھکا دیتے تھے - وہ اسلام لانے سے پہلے مجوسی تھا. اوسکو یہ دعویٰ تھا کہ جب سفارت کے ساتھ دربار رسالتؐ مین آیا - تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ انّ حمدی لزین وان ذمی لشین - مین جسکی تعریف کرتا ہون زینت دیتا ہے اور مین جسکی برائی کرتا ہون اوسکو داغ لگ جاتا ہے - نظم و نثر کی معرکہ آرائی ہو چکی تو سفارت نے اعتراف کیا کہ دربار رسالت کے خطیب و شاعر دونون ہمارے خطیب اور شاعر سے افضل ہین - پھر سب نے اسلام قبول کیا - سیرۃ النبی ص۳۰۸

وفد بنو سعد بنو سعد نے ضماد بن ثعلبہ کو سفیر بنا کر بھیجا وہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار مین آئے اور جس طریقہ سے سفارت ادا کی اوس سے عرب کی سادگی اور اصل آزادروی کا اندازہ ہو سکتا ہے - صحیح بخاری مین متعدد موقعون پر اس کا ذکر ہے. کتاب العلم کی عبارت حسب ذیل ہے -

حضرت انس بن مالک کہتے ہین کہ ہملوگ دربار رسالت مین حاضر تھے - ایک شخص ناقہ پر سوار آیا اور صحن مسجد مین آکر اُتر پڑا پھر حاضرین سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس کا نام ہے لوگون نے آنحضرت صلعم کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ گورے رنگ کے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہین - پاس آکر کہا عبدالمطلب کے بیٹے آپنے فرمایا مین جواب دیچکا - بولا کہ مین تمسے کچھ پوچھونگا لیکن سختی سے پوچھونگا - اسپر ناراض نہونا - ارشاد ہوا جو پوچھنا ہو پوچھو - بولا کہ اپنے رب کی قسم کھا کر کہو کہ خدا نے کیا تمکو تمام دنیا کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپنے فرمایا - ہان - پھر قسم دلا کر پوچھا کہ کیا تمکو خدا نے پنج وقتہ نماز کا حکم دیا ہے اسی طرح زکوٰۃ - روزہ اور حج کی نسبت پوچھا - اور آپ برابر ہان فرماتے جاتے تھے جب سب احکام سُن لیے - تو کہا کہ میرا نام ضماد بن ثعلبہ ہے اور مجھکو میری قوم نے بھیجا ہے - مین جاتا ہون اور اپنی قوم سے جو بتلایا ہے ایک ذرّہ زیادہ کرونگا نہ کم - جب وہ جا چکا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پائی - ضماد نے واپس جا کر اپنی قوم سے کہا کہ لات و عزیٰ کوئی چیز نہین - لوگون نے کہا کیا کہتے ہو - تمکو جنون یا جذام ہو جائے - اونہون نے کہا خدا کی قسم وہ نہ فائدہ پہونچا سکتے ہین اور نہ ضرر - مین تو خدا اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہون - اون کی مختصر تقریر کا یہ اثر ہوا کہ شام نہونے پائی کہ قبیلہ کا قبیلہ زن و مرد بچے سب کے سب مسلمان تھے -

وفد اشعریین ۷ھ ہجری یمن کا ایک نہایت معزز ترین قبیلہ اشعریین کا تھا - ابوموسیٰ اشعری اسی قبیلہ سے ہین - ان لوگون نے جب آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تو ترپن ۵۳ شخصون نے مدینہ کی ہجرت کا قصد کیا اس قافلہ مین حضرت ابوموسیٰ الاشعری بھی تھے - یہ لوگ جہاز مین سوار ہو کر چلے

لیکن ہوائے مخالف نے جہاز کو حبش مین پہونچا دیا وہان حضرت جعفر طیّار موجود تھے۔ وہ اپنے ساتھہ عرب کو روانہ ہوئے اوس زمانہ مین خیبر فتح ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہین تشریف فرما تھے۔ چنانچہ یہین لوگون نے شرف باریابی حاصل کیا۔ یہ صحیح مسلم (فضائل اشعریین) کی۔ روایت ہے صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جب اشعریون کا وفد آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمھارے یہان یمن کے لوگ آتے ہین جو نہایت رقیق القلب اور نرم دل ہین۔ مسند احمد بن حنبل مین ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جب اشاعرہ کا وفد آیا تو یہ لوگ جوش مسرت سے یہ رجز پڑھتے تھے۔ غدا نلقی الاحبہ محمدا و حزبہ کل ہم دوستون سے ملین گے۔ محمدؐ اور پیروان محمدؐ سے۔ بارگاہ نبوت مین پہونچے تو عرض کی یا رسول اللہؐ ہم اسلیے حاضر ہوئے ہین کہ آپ سے آپکے مذہب کے کچھ احکام سیکھین اور ابتدائے کائنات کے کچھ حال پوچھین۔ آپنے فرمایا۔ پہلے خدا تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور اوس کا تخت پانی پر تھا۔ (بحوالہ بخاری بدء الخلق)

وفد دوس سنہ ۷ھ

عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ اسی قبیلہ کے ہین۔ اس قبیلہ کے مشہور شاعر اور رئیس طفیل بن عمر تھے۔ اور ہجرت سے پہلے مکہ گئے۔ قریش نے اُن کو منع کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کے پاس نہ جائین۔ لیکن ایک دن اتفاقاً یہ حرم مین گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ قرآن مجید سنکر متاثر ہوئے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے۔ عرض کی کہ آپ مجھکو اسلام کی حقیقت سمجھائین۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ کی۔ اور قرآن مجید کی آیتین پڑھکر سنائین اور وہ نہایت خلوص سے سنکر اسلام لائے۔ وطن جاکر اون کو اسلام کی دعوت دی لیکن اونکے قبیلہ مین زنا کا بہت رواج تھا۔ لوگ سمجھے کہ اسلام کے بعد اس آزادی سے محروم ہو جائینگے۔ اسلیے لوگون نے تامّل کیا طفیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر یہ حقیقت بیان کی۔ آپنے دعا فرمائی کہ خدایا دوس کو ہدایت دے پھر طفیل سے ارشاد فرمایا کہ جاکر تری اور ملاطفت سے لوگون کو اسلام کی دعوت دے۔ غرض کہ دعائے نبوی کی برکت اور طفیل کی ترغیب و ہدایت سے لوگون نے اسلام قبول کیا اور اسی خاندان مین حضرت ابوہریرہ بھی تھے۔ ہجرت کرکے مدینہ مین چلے آئے۔ (بحوالہ اصابہ وزاد المعاد)

وفد حرث بن کعب سنہ ۹ھ ہجری

شبلی صاحب نے اسکو سنہ ۹ ہجری کا واقعہ بتلایا ہے۔ اور صاحب روضۃ الاحباب اور صاحب رحمۃ العلمین نے سنہ ۱۰ ہجری کے آخر زمانہ کا۔ آنحضرت صلعم کے انتقال سے کل چار مہینہ قبل کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ اسلیے ہم اوسکو سنہ ۹ ہجری کے واقعات مین قلمبند کرینگے۔

Presented by Ziaraat.Com

وفد قبیلہ طے

یمن مین طے نہایت نامور قبیلہ تھا - اس قبیلہ کے رؤسا زید الخیل اور عدی بن حاتم طائی تھے اور اون کے حدود ملک علیحدہ تھے - زید زمانۂ جاہلیت کے مشہور شاعر خطیب - خوش جمال - فیاض اور بہادر تھے - ۹ھ ہجری مین یہ چند معزز اشخاص کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے - آپنے اونکو اسلام کی دعوت دی - اونھون نے مع اپنے ساتھیون کے نہایت صدق دل سے اسلام کی تصدیق کی - اور ایمان قبول کیا شہسواری کی وجہ سے یہ زید الخیل کے لقب سے مشہور تھے - آنحضرت صلعم نے اس لقب کو زید الخیر کے لقب سے بدل دیا -

عدی ابن حاتم
۹ھ ہجری

عدی - مشہور حاتم طائی کے بیٹے اور قبیلہ طے کے سردار اور مذہبًا عیسائی تھے سلاطین عرب کی طرح انکو بھی آمدنی کا چوتھا حصہ ملتا تھا جس زمانہ مین اسلامی فوجین مین گئین یہ بھاگ کر شام چلے گئے - ان کی بہن گرفتار ہو کر مدینہ مین آئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بڑی عزت و حرمت سے رخصت کیا وہ اپنے بھائی کے پاس گئین اور کہا کہ جسقدر جلد ہو سکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو - وہ پیغمبر ہون یا بادشاہ بہر حال مین اونکے پاس جانا مفید ہے - غرض عدی مدینہ آئے آنحضرت صلعم مسجد مین تھے عدی نے مسجد مین جاکر سلام کیا - آپنے جواب سلام کے بعد نام پوچھا پھر اونکو گھر کی طرف لیکر چلے - اس اثنا مین ایک بڑھیا آگئی - اوس نے آپکو روک لیا اور دیر تک آپ سے کسی کام کے متعلق باتین کرتی رہی عدی خود رئیس تھے - شام رومیون کا دربار دیکھا تھا - اُنکو حیرت ہوئی کہ شہنشاہ عرب ایک بڑھیا کے ساتھ مساوات سے پیش آتا ہے اُسی وقت اونکو خیال ہوا کہ یہ شخص بادشاہ نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر مین تشریف لیگئے چمڑے کا ایک گدا تھا - اوسکو عدی کی طرف بڑھا دیا - یہ اصرار کے بعد اوس پر بیٹھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیون عدی تم اپنی قوم سے مرباع (چوتھائی) لیتے ہو لیکن یہ تو تمھارے مذہب مین جائز نہین - پھر فرمایا کہ خدا کے سوا کوئی اور خدا ہے ؟ بولے کہ نہین آپنے فرمایا کہ یہودیون پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے اور عیسائی گمراہ ہو گئے ہین - غرض عدی نے اسلام قبول کیا اور اسقدر ثابت قدم رہے کہ ردۃ کے زمانے مین بھی ان پر کچھ اثر نہین ہوا - باپ کی سخاوت کا اثر ان مین بھی تھا - ایک شخص نے ایک دفعہ ان سے سو روپیہ طلب کئے - بولے کہ تم حاتم کے بیٹے سے اسقدر حقیر رقم طلب کرتے ہو - بخدا ہرگز نہ دونگا - [۱]

[۱] شبلی صاحب نے عدی بن حاتم کے ابتدائی حالات - اپنے غلام سے گفتگو - انکی بہن کی آنحضرت صلعم سے مکالمت اور اُنکے خاص مراعات چھوڑ دیئے ہین ابن ہشام مین مفصل مذکور ہین - مولف عفی عنہ

وفد ثقیف

یاد ہوگا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کا محاصرہ چھوڑکر روانہ ہونے لگے تو صحابہ نے عرض کی تھی کہ آپ انکے حق مین بد دعا فرمائین۔ آپنے جن لفظون مین دعا فرمائی یہ تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ ثَقِیْفًا وَاْتِ بِھِمْ۔ اے خدا ثقیف کو ہدایت دے اور اونکو میرے پاس بھیج۔ یہ دعا کرشمۂ ربانی کا اعجاز تھی وہ قبیلہ جو تلوار سے زیر نہوا صداقت کے جلال نے آستانۂ اعلیٰ پر اسکی گردن جھکا دی۔ طائف دو رئیسون کے قبضہ مین تھا۔ جن مین ایک عروہ بن مسعود تھے۔ جنکی نسبت کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ کلام الٰہی اگر اترا تو انپر اترتا۔ عروہ اگرچہ ابتک اسلام نہین لائے تھے۔ لیکن مادہ قابل رکھتے تھے۔ حدیبیہ کی صلح بھی انھین کی سفارت سے انجام پائی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طائف سے واپس چلے تو خدا نے ان کو اسلام کی توفیق دی۔ آنحضرت صلعم مدینہ مین پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ وہ خدمت اقدس مین حاضر ہوئے اور اسلام لاکر واپس گئے۔ واپس جاکر انھون نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور لوگون کو اسلام کی ترغیب دی۔ لوگون نے انکو بہت بُرا بھلا کہا۔ صبح کو جب اپنے بالاخانہ پر اذان دی تو ہر طرف سے تیرون کا مینہ برسا یہانتک کہ وہ شہید ہوگئے۔ مرتے وقت وصیت کی کہ محاصرۂ طائف مین جو مسلمان شہید ہوچکے ہین انہین کے پہلو مین دفن کئے جاوین۔

عروہ کا خون رائگان نہین جاسکتا تھا۔ صخر بن عیلہ۔ رئیس احمس یہ سنکر کہ آنحضرت صلعم طائف کا محاصرہ کیئے ہوئے ہین کچھ سوار لیکر چل کھڑا ہوا تھا۔ اتفاق سے اوس وقت پہونچا جب آپ طائف چھوڑکر مدینہ کی طرف مراجعت فرما چکے تھے۔ صخر نے عہد کیا کہ جبتک اہل طائف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت قبول نہ کرلین گے۔ مین قلعہ کا محاصرہ نہ چھوڑونگا۔ آخر اہل طائف نے اطاعت قبول کی۔ صخر نے خدمت نبوی مین اطلاع کی تو آپنے مسجد نبوی مین سب کو جمع کیا۔ احمس کے لیئے دس بار دعا فرمائی۔

(ابوداؤد۔ باب اقطاع الارضین)

چند روز کے بعد اہل طائف نے باہم مشورہ کیا کہ تمام عرب اسلام لاچکا۔ اب ہم اکیلے کیا کرسکتے ہین۔ غرض یہ رائے قرار پائی کہ چند سفیر مقرر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین بھیجدیے جائین۔ اون کی سفارت نے مدینہ کا رخ کیا تو مسلمانون کو اسقدر مسرت ہوئی کہ سب سے پہلے مغیرہ ابن شعبہ دوڑ پڑے کہ آنحضرت صلعم کو جاکر خبر کرین۔ راہ مین حضرت ابوبکر مل گئے۔ انکو معلوم ہوا تو مغیرہ کو قسم دلائی کہ یہ خوشخبری مجھے پہونچانے دو۔ مغیرہ نے ان لوگون کو تعلیم دی کہ دربار رسالت مین جانا تو اس طریقہ سے سلام عرض کرنا لیکن یہ لوگ اوسی دستور قدیم کے مطابق آداب بجالائے۔ عبد یالیل طائف کا مشہور رئیس امیر الوفد تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

تا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو (حالانکہ وہ ابتک کافر تھا) مسجد نبوی مین اوتارا (کہ مسلمانون کی محویت واستغراق کو دیکھکر متاثر ہو) یہ لوگ مسجد کے صحن مین خیمے نصب کرکے ٹھہرائے گئے - نماز اور خطبہ کے وقت یہ لوگ حاضر رہتے تھے - گو خود شریک نہین رہتے تھے - آنحضرت صلعم کا معمول تھا کہ خطبون مین اپنا نام نہین لیتے تھے - ان لوگون نے آپس مین ذکر کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے تو اپنی پیغمبری کا اقرار لیتے ہین - لیکن خطبہ مین خود اپنی پیغمبری کا اقرار نہین کرتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ مین سب سے پہلے شہادت دیتا ہون کہ مین فرستادۂ الٰہی ہون - جماعت سفراء مین عثمان بن ابی العاص سب سے کم عمر تھے - سفراء دربار نبوی مین آتے تو انکو بچہ سمجھکر قیام گاہ مین چھوڑ آتے عثمان گو کمسن تھے - لیکن سب سے زیادہ تیز فہم اور مائل بتحقیق تھے - ان کا معمول تھا کہ جب سفراء دن کو قیلولہ کرتے تو یہ چپکے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوتے اور قرآن مجید اور مسائل اسلام سیکھتے - یہانتک کہ اکثر ضروری مسائل سیکھ لیے - آنحضرت صلعم ہمیشہ ان لوگون کو اسلام کی تبلیغ کرتے نماز عشا کے بعد انکے پاس تشریف لیجاتے اور کھڑے کھڑے اون سے باتین کرتے - زیادہ تر مکہ مین قریش کے ہاتھ سے جو اذیتین اوٹھائین اُنکو بیان فرماتے - مدینہ مین آکر جو لڑائیان پیش آئین اون کا بھی ذکر فرماتے - بالآخر اُن لوگون نے اسلام پر اپنی آمادگی ظاہر کی - لیکن یہ شرطین پیش کین -

(۱) زنا ہمارے لیے جائز کی جائے کیونکہ ہم اکثر مجرد رہتے ہین - اور اسلیے ہمکو اوس سے چارہ نہین -

(۲) ہماری قوم کا تمام کاروبار اور ذریعہ معاش سود ہے - اسلیے سود خواری جائز رکھی جائے -

(۳) شراب سے نہ روکا جائے - ہمارے شہر مین کثرت سے انگور پیدا ہوتا ہے اور یہی ہماری بڑی تجارت ہے -

لیکن یہ تینون درخواستین نامنظور ہوئین - بالآخر ان لوگون نے کہا اچھا ہم یہ شرطین واپس لیتے ہین - لیکن ہمارے معبود - طائف کے سب سے بڑے بُت (جس کا نام لات) کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے - آپنے فرمایا وہ توڑ دیا جائے گا - یہ سنکر اون کو سخت حیرت ہوئی کہ کیا کوئی شخص اون کے خدائے اعظم کو ہاتھ بھی لگا سکتا ہے - بولے کہ اگر ہمارے معبود کو معلوم ہو جائے کہ آپ کا یہ ارادہ ہے تو وہ تمام شہر کو تباہ کر دیگا حضرت عمر سے ضبط نہو سکا - بولے کہ تمکو کسقدر جاہل ہو - لات یا منات تو صرف ایک پتھر ہین - ان لوگون نے کہا اے عمر ہم تمھارے پاس نہین آئے - یہ کہکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ ہم منات کو ہاتھ نہین لگا سکتے - آپ جو چاہین کرین - لیکن ہمکو اس جرأت سے معاف رکھا جائے

آپنے یہ درخواست منظور کرلی ان لوگون نے - نماز - روزہ - زکوٰۃ اور جہاد سے مستثنیٰ ہونیکی بھی درخواست کی - نماز سے معافی تو کسی حالت مین ممکن نہین تھی - جو ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کی چیز تھی - لیکن زکوٰۃ سال بھر کے بعد واجب ہوتی تھی اور جہاد واجب کفایہ ہے ہر شخص پر واجب نہین - اور واجب بھی ہو تو اوسکے خاص موقع ہین روز کا کام نہین - اس بنا پر اوس وقت اون دونون باتون پر مجبور نہین کیا گیا کیونکہ معلوم تھا کہ جب وہ اسلام قبول کرلینگے تو رفتہ رفتہ خود اون مین صلاحیت آجائیگی - حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا کہ جب یہ ایمان لاچکین گے تو زکوٰۃ بھی دینے لگین گے چنانچہ دو ہی برس کے بعد حجۃ الوداع کا موقع آیا تو کوئی ثقفی ایسا نہین تھا جس نے اسلام نہ قبول کرلیا ہو -

سفارت جب واپس چلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا کہ شرط کے مطابق طائف کے صنم اعظم (لات) کو جاکر توڑ آئین - مغیرہ نے طائف پہونچکر بتکدہ کو ڈھانا چاہا تو مستورات روتی ہوئی سرننگے گھرون سے نکل آئین - جو یہ اشعار پڑھتی جاتی تھین لاتبکین دفاع اسلمها الرّضاع لم یحسنوا المصاع لوگون پر رو کہ پست ہمتون نے اپنے بتون کو دشمنون کے سپرد کردیا اور معرکہ آرائی نہ کرسکے -

وفد نصاریٰ نجران اور واقعہ مباہلہ

وفد نصاریٰ بنی نجران اور واقعہ مباہلہ

نجران - مکہ معظمہ سے یمن کی طرف سات منزل پر ایک وسیع ضلع کا نام ہے - جہان عیسائی عرب آباد تھے - یہان عیسائیون کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا جسکو وہ کعبہ کہتے تھے - اور حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے - اُس مین بڑے بڑے مذہبی پیشوا رہتے تھے جن کا لقب سید اور عاقب تھا - عرب مین عیسائیون کا کوئی مذہبی مرکز اس کا ہمسر نہین تھا - اعشیٰ شاعر اوسی کی شان مین کہتا ہے -

وکعبۃ نجران حتم علیک حتی تناخی بابوابها تزور یزید وعبد المسیح وقیسا هم خیر اربابها

یہ کعبہ سوکھا لون سے گنبد کی شکل مین بنایا گیا تھا - جو شخص اوسکے حدود مین آتا تھا وہ مامون ہوجاتا تھا اس کعبہ کے اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگون کو دعوت کا خط لکھا تو اوس کعبہ کے محافظ و ائمہ

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگون نے کہا کہ ہم تو پہلے سے مسلمان ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک تم صلیب پوجتے ہو۔ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔ کیونکر مسلمان ہو سکتے ہو۔ جب یہ لوگ اسپر راضی نہوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے مطابق ان سے کہا کہ اچھا مباہلہ کرو۔ یعنی ہم تم دونون اپنے اہل وعیال لیکر آئین اور دعا کرین کہ جو شخص جھوٹا ہو اوس پر خدا کی لعنت ہو۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

تو جو شخص تمھارے پیچھے جھگڑا کرتا ہے اوس سے کہدو کہ آؤ اپنی اولاد اور اپنی عورتون کو اور خود اپنی ذات کو بلائین پھر مباہلہ کرین کہ ہم مین سے جو جھوٹا ہو اوس پر خدا کی لعنت ہو۔

لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہراء اور امام حسن وحسین علیہما السلام کو لیکر مباہلہ کے لیے نکلے تو خود اون کی جماعت مین سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہین کرنا چاہیے اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے تو ہم لوگ ہمیشہ کے لیے تباہ ہو جائینگے۔ غرض ان لوگون نے سالانہ خراج قبول کرکے صلح کرلی۔

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ مباہلہ کا انکشاف حقیقت

اس واقعہ کے متعلق تھوڑے انکشاف کی ضرورت ہے۔ اسلیئے کہ یہ اہل بیت علیہم السّلام کے فضائل مخصوصہ کے اظہار کا اصل موقع ہے۔ شبلی صاحب کے لیئے استخفاف ضرور ہے اور میرے لئے اوس کا انکشاف۔ اسلیئے شبلی صاحب سے عرض ہے۔

اوّل تو آپنے اون عیسائیون کی مغرورانہ آمد متکبرانہ لباس۔ وغیرہ کے وہ تمام حالات مرفوع القلم فرما دیئے جو شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین تفصیل سے لکھکر بتلائے ہین۔ آپنے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلبیت کی آمد محض معمولی لوگون کی آمد قرار دیکر ان عامیانہ الفاظ مین تحریر فرمایا ہے۔

لیکن جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہراؑ اور امام حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام کو لیکر مباہلہ کے لیئے نکلے تو ایک شخص نے رائے دی کہ ان سے مباہلہ نہ کرنا چاہیئے۔

اسی مضمون کو محدث دہلوی کس حفظ مراتب کے انداز مین تفصیل سے لکھتے ہین ؎ قدر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ملاحظہ ہو اون کی حسب ذیل عبارت۔

حضرت صلعم خود از حجرۂ شریف بیرون آمدہ حسینؑ بن علیؑ را در زیر بغل و دست حسنؑ را گرفتہ و حضرت فاطمہؑ را رضی اللہ عنہا را در عقب آنحضرت صلعم و علیؑ مرتضیٰ در عقب فاطمہؑ۔ و با ایشاں فرمود چون من دعا کنیم شما آمین بگوئید سبحان اللہ چہ وقت و حالت است و چہ شاہد و مشہود۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ سے باہر آئے کہ خود ننھے نواسے حسینؑ بن علیؑ کو گود مین لیئے تھے۔ حسن مجتبیٰ کا ہاتھ تھامے ہوئے۔ آپکے عقب مین حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا اور اون کے پیچھے حضرت علی مرتضیٰؑ۔ آپنے ان حضرات سے کہا کہ جب مین دعا کرون تو تملوگ آمین کہنا سبحان اللہ کیا وقت و حالت ہے اور کیا شاہد و مشہود ہین۔

محققین واقعہ اور ناظرین کتاب دونو عبارتون کے فرق مابہ الامتیاز کو پورے طور سے آپ سمجھ لینگے یہ اپنا اپنا خلوص ہے اور اپنی اپنی توفیق۔ مجھکو نہ عدم اظہار کی شکایت ہے اور نہ تکرار کی ضرورت۔ بڑی دلیری سے جو استخفاف حقیقت کیا گیا ہے۔ اور مجھکو جس کا خاص انکشاف مقصود ہے وہ حضرت علیؑ کی شرکت کو شبلی صاحب کا متروک کر دینا ہے۔

حضرت علیؑ مباہلہ مین شریک نہین تھے۔

صاحب رحمۃ العلمین نے بھی ایسا ہی لکھا تھا۔ لیکن پھر اونکو یاد آگیا اور اونھون نے فوراً حاشیہ مین یہ عبارت لکھدی دیگر روایات مین حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی موجودگی بھی درج ہے۔ ص۲۰۳ حاشیہ نمبر۲

Presented by Ziaraat.Com

امام حاکم مستدرک مین لکھتے ہین۔

اخرج الحاکم فی المستدرک وصححہ عن جابرؓ قال رسول اللہ صلعم والذی بعثنی بالحق لو فعلوا لامطر الوادی علیہم نارا قال جابرؓ فیہم نزلت فقال تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین قال جابر انفسنا رسول اللہؐ وعلیؑ وابنائنا الحسنؑ والحسینؑ ونساءنا فاطمہؑ۔

حاکم مستدرک مین بسند صحیح جابر سے روایت کرتے ہین کہ جب نصارائے نجران نے مباہلہ نہ کیا تو پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ خدا کی قسم جسنے مجھے براستی مبعوث فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو اس دشت مین اُن پر آگ برستی۔ جابر کہتے ہین کہ اسی واقعہ مباہلہ کے متعلق یہ آیت اوتری کہ آؤ ہم تم بلائین اپنی فرزندون۔ اپنی عورتون اور اپنے نفوس کو اور بارگاہ ایزدی مین تصریح کے ساتھ جھوٹون پر بددعا کرین جابر کہتے ہیں کہ اس آیت مین انفسنا سے نبیؐ اور علیؑ مراد ہین۔ ابنائنا سے حسنؑ وحسینؑ اور نسائنا سے فاطمہؑ زہر مقصود ہین۔ احمدی ص۲۷

ابو حاتم رازی ایک طولانی حدیث مین لکھتے ہین۔

اقبل معہ علیؑ والحسنؑ والحسینؑ و فاطمہؑ۔

جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلعم جناب علی مرتضیٰؑ حسنینؑ اور فاطمہؑ کو لیکر نکلے ارجح المطالب ص۶۰ لاہور

محدث شیرازی لکھتے ہین

حال آنکہ حضرت از حجرہ شریف بیرون آمدہ بود وحسین ابن علی را در زیر بغل ودست حسنؑ را بدست خویش گرفتہ۔ فاطمہؑ وعلی مرتضیٰؑ از عقب آن سرور بودند۔ روضہ ص۵۲۳

آنحضرت صلعم اپنے حجرہ سے باہر آئے اس طرح کہ حسین ابن علیؑ گو گود مین لیئے ہوئے تھے حسنؑ کا ہاتھ تھامے تھے۔ حضرت فاطمہؑ اور علیؑ مرتضیٰ آپکے پیچھے تھے۔

یہ وہ معرکۃ الآرا۔ حضرت علی مرتضیٰؑ کا شرف مخصوصہ ہے۔ جسکو آپنے سقیفہ بنی ساعدہ کی کمیٹی مین بطور احتجاج پیش کیا تھا۔ مگر سنتا کون ہے؟ دیکھئے امام دار قطنی لکھتے ہین۔

انّ علیاً یوم الشوریٰ احتج علی اھلھا فقال لھم انشدکم باللہ ھل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الرحم منی ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ وابناءہ ابناءہ غیری قالوا اللّٰھم لا۔

حضرت علیؑ نے مشورت کے روز اہل شوریٰ سے تکرار (اتمام حجت) کرتے وقت پوچھا کہ مین تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کوئی تم مین میرے ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کسکی جان آنحضرت صلعم نے اپنی جان اور کسکے بیٹون کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے سب نے کہا قسم خدا کی نہین۔

Presented by Ziaraat.Com

محدث دہلوی کی تحریر اوپر نقل ہو چکی ہے - کیا اتنے متعدد اسناد کے بعد بھی شبلی صاحب کے
سر دیک حضرت کی مشارکت ثبوت کی محتاج رہجائیگی ؟

اہل بیت کی شان مین نزول آیہ تطہیر آل عبا - آل کسا پنجتن پاک کے القاب کی توجیہ تخصیص

اسی فروگذاشت کی طرح - شبلی صاحب سے ایک اور سہو النظری واقع ہوئی ہے - خدا جانے -
یہ فروگذاشت حقیقت مین آپ سے سہواً واقع ہوئی ہے یا عمداً - واقعۂ نجران کے بعد ہی حضرات اہل بیت
طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی منزلت مین نزول آیہ تطہیر کا موقع تمام کتابون سے ثابت ہوتا ہے
اور طرفہ تر یہ ہے کہ اسکی تفصیل و تصریح مین ارباب سیر و تاریخ سے زیادہ اصحاب صحاح و سنن کے اقوال و
مختار پائے جاتے ہین - پھر تعجب ہے کہ شبلی صاحب نے اپنے نقل و استنباط کے اصول مقررہ کے
خلاف اس واقعہ کو بھی کیون نہ لکھا اسلیئے کہ یہ واقعہ تو تمام تر محدثین ہی کے مستخرجات خاص سے ثابت
ہوتا ہے اور آپ مرویات احادیث کی نقل و استناد کو سیر و تاریخ کی مرویات پر ہمیشہ ترجیح دیتے آئے ہین
چنانچہ ہم اسکی تفصیلی کیفیت - صحیح مسلم - صحیح ترمذی - خصائص نسائی - اور مسند امام احمد بن حنبل کے
متفقہ اسناد سے ذیل مین لکھتے ہین -

عن سعد بن ابی وقاص لمّا نزلت هذه الآية
فقال تعالوا ندع ابنآئنا وابنآئكم ونسآئنا
ونسآئكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل
لعنة الله على الكاذبين دعا رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم عليًا وفاطمة
وحسنا وحسينًا فقال اللّٰهم هؤلاء اهلي

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت
کہ اے محمدؐ کہو جھگڑنے والون سے کہ آؤ بلائین ہم اپنے بیٹے اور
تمھارے بیٹون کو اپنی عورتون اور تمھاری عورتون کو اپنی جان
اور تمھاری جانون کو پھر دعا کرین اللہ سے پس لعنت ڈالین جھوٹون
پر نازل ہوئی تو جناب رسولخدا نے علیؑ - فاطمہؑ اور حسنینؑ علیہم
السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہی میرے اہلبیت ہین -

اتنے ارباب صحاح کے اقوال متفقہ سے معلوم ہوگیا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین
پانچ بزرگوارون کو (پنجتن پاک) کو اپنا اہلبیت بتلایا اور خدا کے آگے پیش کیا - اور انھین بزرگوارون کی
ذاتی اور صفاتی وجاہت و عظمت کے باعث عیسائیون نے مخوف و مرعوب ہوکر شرائط صلح کر لیے -

Presented by Ziaraat.Com

اسکے بعد خداوند عالم نے ان حضرات مقدسین کی شان خاص مین آیہ تطہیر نازل فرمائی۔ مسلم ترمذی۔ دولابی بیہقی۔ ابن مندہ۔ ابن جریر۔ حاکم۔ ابن مردویہ اور امام سیوطی بیک لفظ لکھتے ہین۔

عن ام المومنین ام سلمہ قالت ان ھذا الایۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر تطھیرا نزلت فی بیتی وانا جالسۃ عند الباب وفی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی وفاطمۃ وحسن وحسین فجللھم بکساء وقال اللھم ھولاء اھلبیتی وحامتی اذھب عنہ الرجس وطھرھم تطھیرا فقالت وانا معھم یارسول اللہ ص قال انک علی الخیر۔ ارجح المطالب ص۵۷

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق یہ آیت کہ نہین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لیجائے تمسے نجاست کو اے گھر والون اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا میرے گھر مین نازل ہوئی ہے۔ مین دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گھر (حجرہ) مین جناب رسولخدا ص۔ علی مرتضیٰ۔ فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے اونکو ایک چادر اوڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار میرے اہلبیت اور میرے مددگار یہی ہین۔ ان سے نجاست کو دور کر اور پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ مین بھی انکے ساتھ ہون۔ فرمایا تم بہتری پر ہو۔

موقع نزول مین اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل۔ ابوحاتم رازی۔ امام حاکم بیہقی۔ دیلمی ابن ابی شیبہ۔ ابن مندہ۔ ابن جریر اور سیوطی ایک دوسری روایت ہے جو واثلہ بن الاسقع کی زبانی مروی ہے۔ آیہ تطہیر کا نزول خاص جناب سیدۃ نساء العلمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی خاص عصمت سرا مین ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح رداء۔ عباء اور کسا مین بھی اختلاف ہے۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ سے جو روایت منقول ہے اوس مین رداء اور عبا کا لفظ ہے اور جو واثلہ بن الاسقع کی زبانی حضرت ام المومنین عائشہ سے مروی ہے۔ جسکو مسلم ترمذی احمد بن حنبل۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ حاکم اور سیوطی نے لکھا ہے اوس مین کساء (کملی) کا لفظ ہے۔ انھین تصریحات و توجیہات کی بنا پر۔ اور اپنی تعداد کی نسبت خاص سے یہ حضرات مقدسین خمسۃ النقبا النجباء اور پنجتن پاک کے القاب مخصوص سے دنیائے اسلام مین یاد کیئے جاتے ہین۔ رداء و عبا کے اعتبار سے آل عبا اور کسا (کملی) کے لحاظ سے آل کسا مشہور ہین ؎

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

نجران کے عیسائیون پر اسلام کی صداقت کا اثر

مدینہ سے اونکی واپسی بشیر کا خاتمہ بالخیر

شبلی صاحب اکثر مقام کی باتون کو بھی اپنی عجلت رقمی کی بنا پر ادھوری اور ناتمام چھوڑ دیتے ہین - اہل نجران کی واپسی کے حالات بھی محاسن اسلام کے اظہار کی غرض سے ضرور قابل ذکر تھے - اسلیے ہم اونکو رحمۃ العلمین کی عبارت سے ذیل مین خاص طور پر نقل کرتے ہین -

جو معاہدہ اونھین لکھکر دیا گیا تھا اوسے مغیرہ بن شعبہ نے لکھا تھا - اور ابوسفیان بن حرب - عجلان بن عمر مالک ابن عوف اور اقرع بن حابس صحابہ کی شہادت اوسپر ثبت تھین - اوسکے حسب ذیل فقرات خاص طور پر ناظرین کے لیے ملاحظہ طلب ہین - اسلیے کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسائیون کو کیسے کھلے دل سے اونکے حقوق مرحمت فرماتے تھے -

لنجران جوار الله وذمة محمد النبی علی انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم و غائبهم وشاهدهم وعشیرتهم وبیعهم وان لا یغیر کلما کانوا علیه ولا یغیر حق من حقوقهم ولا ملتهم ولا یغیر کل ما تحت ایدیهم من قلیل او کثیر ولیس علیهم ریبة ولا دم جاهلیة ولا یحشرون ولا یطاء ارضهم الجیش (بحوالہ فتوح البلدان بلاذری)

نجران والون کو خدا اور محمد رسول اللہ کی حفاظت حاصل ہوگی جان - مذہب - زمین - مال اور جائداد کے متعلق - اور اون سب کو جو حاضر و غائب ہین - صاحب قبیلہ ہین - یا اونکے اتباع کرنیوالے ہیں - اونکی حالت اور حقوق مین کوئی تغیر نہین کیا جائے گا - اور جو کچھ کم یا زیادہ اونکے قبضہ مین ہے اوسے نہ بدلا جائیگا - پچھلے زمانہ کے شبہات یا قتل کے جھگڑے ان پر نہ چلائے جائینگے - وہ بیگاریں نہ پکڑے جائینگے ..... اونکے علاقہ سے فوج نہ عبور کریگی -

سند حاصل کرکے یہ لوگ نجران کو واپس گئے - بشپ (اسقف) اور دیگر سربرآوردہ لوگون نے ایک منزل آگے بڑھکر ان لوگون سے ملاقات کی - وفد نے یہ سند اسقف کے سامنے پیش کردی وہ راستہ ہی مین چلتے چلتے اوسے پڑھنے لگا - اوس کا چچیرا بھائی بشر بن معویہ - جسکی کنیت ابو علقمہ تھی اوسکے نزدیک تھا وہ بھی اُسکے مضمون کی طرف اسقدر متوجہ ہوا کہ بے حال ہوگیا اور اونٹنی نے اوسے زمین پر گرا دیا - اوس نے گرتے ہی کہا خرابی ہو اوس شخص کی جس نے اسقدر ہمکو تکلیف مین ڈالا ہے - بشر نے یہ اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا تھا - اسقف بولا - دیکھ تو کیا کہتا ہے - بخدا وہ نبی مرسل ہے بشر نے جواب دیا - اب مین بھی اسکا پالان اوسی کے پاس جاکر اوتارون گا - یہ کہکر اوس نے اپنا رُخ بدلا اور مدینہ کو چل کھڑا ہوا - اسقف نے اوسکے پیچھے اپنا ناقہ لگایا - چلا چلا کر کہتا تھا میری بات تو سنو

Presented by Ziaraat.Com

میرا مطلب تو سمجھو۔ مین نے یہ فقرہ اسلیے کہا تھا کہ ان قبائل مین یہ مشتہر ہو جاے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے اس سند کے حاصل کرنے مین کوئی محنت کی ہے۔ یا فیاضی قبول کرلی ہے۔ حالانکہ ابھی تک دیگر قبائل نے اوسکی فیاضی کو قبول نہین کیا ہے اور ہماری شوکت و طاقت اوروں سے بڑھکر یہی ہے کہ ہمکو کسی کی فیاضی کی ضرورت نہین۔ بشر یولا نہین نہین بخدا نہین۔ اب مین نہین رہ سکتا تیرے مغز سے ایسی بات نکل ہی نہین سکتی۔ بشر نے یہ اشعار پڑھے اور مدینہ چلا آیا ؎

اليك نعدّ ونلقاً وضينّها معترضاً في حنيها مخالفاً دين النصاری دينها۔

بشر تو خدمت نبوی مین پہونچکر وہین حضور مین رہا۔ اور بالآخر درجۂ شہادت پر فائز ہوا۔ اب اوس وفد واپس شدہ کی اثر پذیری کا حال یہ ہے۔

جب یہ لوگ نجران پہونچ گئے تو نجران کے گرجا مین ایک رہنے والے مانک (راہب) نے بھی کسی سے یہ داستان سن پائی کہ ایک نبی تہامہ مین پیدا ہوا ہے۔ اوس کا خط آیا تھا۔ یہان سے تین شخص اوسکے پاس بھیجے گئے تھے وہ اوس سے سند لیکر آرہے تھے۔ اُسقف (بشپ) وہ سند لیکر آیا تھا۔ اوسے پڑھ رہا تھا۔ اوس کا بھائی سواری سے گر گیا اوس نے نبی کو برا بھلا کہا۔ اسقف نے اوسے منع کیا۔ اور بتلایا کہ وہ سچا نبی ہے۔ اوسے برا نہ کہو۔ وہ یہ سنکر مدینہ کو چلا گیا۔ اسقف نے ہست۔ رکا۔ نہ رکا۔ راہب نے جو گرجا کے بُرج کے بالائی حصہ پر (سالہا سال سے) رہا کرتا تھا چیخنا شروع کر دیا۔ مجھے اوتارو مجھے اوتارو۔ وہ یہ سنکر اوپر سے کود پڑا۔ خواہ میری جان جاتی رہے۔ لوگون نے اوسے اوتارا۔ وہ راہب بھی چند تحائف لیکر نبی صلعم کی خدمت مین روانہ ہو گیا۔ ایک پیالہ۔ ایک عصا اور ایک چادر اس راہب نے بطور تحفہ پیش کی تھی۔ وہ چادر خلفاء عباسیہ کے عہد تک برابر محفوظ رہی تھی۔ راہب نے کچھ عرصہ تک مدینہ مین ٹھہر کر اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کی اور پھر آنحضرت صلعم سے اجازت لیکر اور پھر واپس آنے کا وعدہ کر کے نجران چلا گیا۔ مگر نبی صلعم کی حیات تک واپس نہ آیا۔ رحمۃ العالمین صفحہ ۲۰۶

وفد ہمدان سنہ ۹ ہجری

یہ قبیلہ یمن مین آباد تھا۔ ان مین اشاعت کے لیے پہلے خالد بن ولید بھیجے گئے یہ چھ مہینہ تک وہان مقیم رہے۔ لیکن کسی نے اسلام قبول نہین کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو اس قبیلہ مین اشاعت اسلام کے لیے مامور فرمایا۔ انکے فیضان سے تمام قبیلہ ایک دن مین مسلمان ہو گیا۔ حضرت علیؑ کا خط اطلاعی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آیا تو آپنے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور زبان مبارک سے تین بار کہا۔ السّلام علی ہمدان

السلام علی ہمدان یہ وفد اونھین لوگون کا تھا جو حضرت علیؑ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ اور اب دیدار نبویؐ سے مشرف ہونے آئے تھے۔ ر رحمۃ ص۱۸۷

وفد طارق بن عبداللہ

طارق بن عبداللہ کا بیان ہے کہ مین مکہ مین سوق المجاز مین کھڑا تھا۔ اتنے مین وہان ایک شخص تھا جو پکار پکار کر کہتا تھا قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔ لوگو۔ لا الہ الا اللہ کہو تو فلاح پاؤ گے۔ ایک دوسرا شخص اسکے پیچھے آیا جو اوسے کنکریان مارتا تھا۔ اور کہتا تھا یا ایھا الناس لا تصدقوا فانہ کذاب۔ لوگو اسے سچا نہ جانو۔ یہ تو جھوٹا شخص ہے۔ مین نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہین لوگون نے کہا یہ بنی ہاشم مین سے ایک شخص ہے جو اپنے آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہے اور یہ دوسرا اس کا چچا عبدالعزیٰ (ابولہب ہے) طارق کا بیان ہے کہ اس واقعہ کو برسون گذر گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین ہجرت فرما گئے پھر ایک مدت کے بعد ہماری قوم کے چند لوگ جن مین مین بھی تھا مدینہ گئے۔ تاکہ وہان کی کھجورین مول لائین جب مدینہ کی آبادی کے متصل پہونچے تو ہم اسلیے ٹھہر گئے کہ سفر کے کپڑے اوتار کر دوسرے کپڑے بدل کر شہر مین داخل ہون۔ اتنے مین ایک شخص آیا جس پر دو پرانی چادرین تھین۔ اوس نے سلام کرکے پوچھا کدھر سے آئے۔ کدھر جاؤ گے۔ ہم نے کہا ربذہ سے آئے ہین اور یہین تک کا قصد ہے پوچھا مدعا کیا ہے۔ ہم نے کہا کھجورین خریدنے آئے ہین۔ اوس شخص نے کہا اونٹ بیچتے ہو۔ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا جس کی مہار ڈالی ہوئی تھی۔ ہم نے کہا ہان۔ اسقدر کھجورون کے عوض ہم اونٹ دیدینگے۔ یہ سنکر اوس شخص نے قیمت گھٹانے کی نسبت بھی کچھ نہین کہا اور مہار شتر تھامکر شہر مین چلا گیا جب وہ شہر مین پہونچ گیا تو ہمارے ہمراہی آپس مین کہنے لگے یہ ہم نے کیا کیا۔ ایک ایسے شخص کو اونٹ دیدیا جس سے ہم واقف تک بھی نہین اور قیمت کے وصول کرنے کا کوئی انتظام نہین کیا۔ ہمارے ساتھ ایک ہودج نشین تھی (سردار قوم کی عورت تھی) وہ بولی کہ مین نے اوس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھوین رات کے چاند کی طرح روشن تھا۔ اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو مین ادا کردونگی۔ ہم یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ اتنے مین ایک شخص آیا اور کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے اور قیمت شتر کی کھجورین بھیجی ہین۔ اور تمھاری ضیافت کی الگ کھجورین بھیجی ہین۔ کھاؤ پیو اور قیمت کی کھجورونکو وزن کرلو جب ہم کھا پیکر سیر ہوئے تو شہر مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہی شخص مسجد کے منبر پر کھڑا وعظ کہہ رہا ہے ہم نے مندرجۂ ذیل الفاظ وعظ آپکی زبان سے سنے۔

تصدقوا فان الصدقۃ خیر لکم۔ الید العلیا لوگو خیرات دیا کرو۔ خیرات کا دینا تمھارے لیے بہتر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خیر من الید السفلی - امک وابالک و اخاک واقربالک وادناک

اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ماں کو۔ باپ کو۔ بہن کو قریبی رشتہ اور دور والے رشتہ مردون کو۔ رحمۃ العالمین ص ۱۸۹

وفد بنو حرث بن کعب سنہ ۹ ہجری

یہ نجران کا ایک معزز خاندان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد کو ان کے پاس دعوت اسلام کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ نہایت خلوص کے ساتھ اسلام لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگون کو مدینہ مین بلا بھیجا۔ چنانچہ قیس بن الحصین و یزید بن عبدالمدان۔ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ چونکہ اکثر معرکون مین قبائل عرب پر وہ غالب رہے تھے۔ آپنے اون سے پوچھا کہ تمھارے غلبہ کے کیا اسباب تھے۔ بولے کہ ہم ہمیشہ متفق ہوکر لڑتے تھے اور کسی پر ظلم نہین کرتے تھے۔ آپنے قیس کو اُن کا رئیس مقرر کر دیا۔ سیرۃ الحلبی

وفد بنو اسد سنہ ۹ ہجری

یہ وہ قبیلہ ہے جو لڑائیون مین قریش کا دست و بازو تھا۔ طلیحہ بن خویلد جس نے حضرت ابوبکر کے زمانہ مین نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی قبیلہ سے تھا۔ سنہ ۹ھ مین یہ لوگ بھی ایمان لائے۔ اور سفارت بھیجی۔ لیکن ابتک اون کے دماغ مین فخر کا نشہ تھا۔ سفرا دربار رسالت مین آئے تو احسان کے لہجہ مین کہا کہ آپنے ہمارے پاس کوئی مہم نہین بھیجی بلکہ ہم نے خود اسلام قبول کیا۔ اس پر یہ آیت اوتری۔

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ط

یہ لوگ تمپر احسان رکھتے ہین کہ ہم اسلام لائے۔ کہدو کہ مجھپر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ خدا تم پر احسان رکھتا ہے کہ تمکو اسلام کی ہدایت کی۔ اگر تم سچے ہو۔

وفد بنی فزارہ

یہ نہایت سرکش اور زور آور قبیلہ تھا۔ عیینہ بن حصین اسی قبیلہ سے تھے۔ اس قبیلہ نے رمضان سنہ ۹ ہجری مین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس آئے اپنا وفد بھیجا اور اسلام قبول کیا۔

وفد بنو عامر بن صعصعہ سنہ ۹ھ

بنو عامر کا قبیلہ عرب کے مشہور قبیلہ قیس ابن غیلان کی شاخ تھا۔ بنو عامر اوسوقت مین رئیس تھے۔ عامر بن طفیل۔ اربد بن قیس۔ اور جبار بن سلمی۔ عامر اور اربد صرف حصول جاہ کے خواہان تھے۔ یہ عامر وہی شخص تھا جو اس سے پہلے متعدد فتنون کا باعث ہو چکا تھا اور اسوقت بھی شر کی نیت سے آیا تھا۔ جبار اور قبیلہ کے عام لوگ خلوص نیت سے صداقت کے طالب تھے عامر مدینہ پہونچکر خاندان سلول کی ایک خاتون کا مہمان ہوا۔ جبار اور مشہور صحابی کعب ابن مالک

Presented by Ziaraat.Com

بن پہلے کے مراسم تھے۔ اسلیئے وہ تیرہ آدمیون کے ساتھ انھین کے گھر مہمان ہوا۔ اور اسی تقریب سے کعب انکو لیکر خدمت اقدس مین حاضر ہوئے۔ بنو عامر کے سلسلۂ کلام مین آنحضرت صلعم سے مخاطب ہوکے کہا انت سیدنا۔ آپ ہمارے آقا ہین۔ آپنے فرمایا السیّد اللہ۔ خدا سب کا آقا ہے۔ اونھون نے پھر عرض کی۔ حضور ہم مین سب سے افضل اور فیاض ہین۔ ارشاد ہوا۔ بات بولو تو اس کا لحاظ رکھو کہ شیطان تمھین بہکا نہ لیجائے۔ یعنی یہ تکلف اور تملق بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے۔ عامر بن طفیل نے کہا محمدؐ۔ باتین تین ہین۔ تم اہل بادیہ پر حکومت کرو۔ اور شہر میرے قبضہ مین رہین۔ اگر یہ دونون نہین تو پھر تم اپنے بعد مجھے جانشین بنا جاؤ۔ اگر یہ بھی منظور نہو۔ تو مین غطفان کو لیکر تم پر چڑھ آؤنگا۔ عامر نے اربد کو سمجھا دیا تھا کہ مین محمدؐ کو ادھر باتون مین لگاؤنگا۔ اُدھر تم اون کا کام تمام کر دینا۔ اب عامر نے دیکھا تو اربد مین جنبش تک نہین تھی۔ نبوت کے غیر مرئی جلال نے اونکی آنکھین خیرہ کر دی تھین۔ دونون اوٹھکر چلے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔ خدایا انکے شر سے بچانا۔ عامر کو طاعون ہوگیا۔ عرب مین صاحب فراش ہونا شرم کی بات تھی۔ عامر نے کہا مجھے گھوڑے پر بٹھا دو گھوڑے پر بٹھا دیا گیا اور اُسی پر اُسنے دم توڑا۔ جبار اور قوم کے عام اشخاص ایمان کی دولت سے مالامال ہوکر دارالاسلام سے واپس آئے۔

وفد حمیر حمیری سلطنت نہین رہی تھی۔ سلاطین حمیر کی اولاد نے چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم کرلین تھین اور برائے نام بادشاہ کہلاتے تھے۔ عرب مین اون کا لقب قیل تھا۔ یہ لوگ خود تو نہین آئے لیکن قاصد بھیجے کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ سیرۃ النبی ۳۷-۴۲ جلد ۲

وفد کندہ آغاز سال ۹ھ حضرموت۔ یمن کے اضلاع مین ایک شہر ہے۔ یہان کندہ خاندان کی سلطنت تھی اس زمانہ مین اس خاندان کے حاکم اشعث بن قیس تھے۔ یہ سنہ ہجری مین اسّی سوارون کے ہمراہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ حیرہ کی چادرین۔ جنکے سنجاف حریر کے تھے۔ کاندھون پر ڈالے بارگاہ نبوی مین حاضر ہوئے۔ یہ پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ آنحضرت صلعم نے انھین دیکھکر فرمایا کیا تم اسلام نہین لاچکے بولے ہان۔ آپنے فرمایا پھر یہ حریر کیسا؟ ان لوگون نے فوراً چادرین پھاڑ پھاڑکر زمین پر ڈالدین۔ حضرت ابوبکر نے اپنے زمانہ خلافت مین اپنی بہن امّ فروہ سے انکی شادی کر دی تھی۔ نکاح ہو چکا تو فوراً اوٹھکر اونٹون کے بازار مین پہونچے اور جو اونٹ سامنے آیا۔ تلوار سے اوسکی کونچین اوڑا دین۔ تھوڑی دیر مین بیسون اونٹ زمین پر ڈھیر تھے۔ لوگون کو حیرت ہوئی۔ انھون نے کہا اگر ہم دارالریاست مین ہوتے تو اور ہی سامان ہوتا یہ کہکر اونٹون کے دام دیدیئے اور

Presented by Ziaraat.Com

لوگون سے کہا یہ آپ کی دعوت ہے۔ یہ جنگ قادسیہ اور یرموک مین شریک تھے۔ اور صفین مین حضرت علیؑ کے شریک تھے۔

شبلی صاحب۔ اپنے مطلب کی لکھ مارتے ہین اور غیر کے مطلب کی ہضم کر جاتے ہین۔ اتنا اور لکھدیا ہوتا صفین مین سب سے پہلے خلیفہ وقت کو چھوڑ کر رافضی یا خارجی بھی ہو گئے۔ اور ان کے صاحبزادے محمدؐ ابن اشعث حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلون مین شمار ہوئے ؎

نام بڑھتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوئے

وفد بنی عبدالقیس

یہ قبیلہ بحرین کا رہنے والا تھا۔ یہان اسلام کا اثر پہونچ چکا تھا۔ سب سے پہلے اس قبیلہ کے تیرہ ۱۲ آدمی ۵ھ مین یا اُسکے آگے پیچھے حاضر خدمت نبویؐ ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم کون لوگ ہو۔ عرض کی یا رسول اللہؐ۔ ہم لوگ خاندان ربیعہ سے ہین۔ حبلا خرایا ولا ندامی۔ ان لوگون نے عرض کی۔ ہمارا ملک (بحرین) بہت دور ہے اور بیچ مین کفار مضر کی آبادیان ہین۔ ہم اشہر حرم کے سوا اور مہینون مین نہین آسکتے۔ چند باتین ایسی تلقین فرمائین جائین۔ جن پر ہم ہمیشہ عمل کرین اور اپنے اہل وطن کو بھی اُن کی تعلیم دین۔ ارشاد ہوا کہ مین تمھین چار باتون کا حکم دیتا ہون۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ اور خمس دو۔ اور چار چیزون سے تمکو منع کرتا ہون۔ دُبّا۔ حنتم۔ نقیر۔ مزفت۔ دُبّا۔ حنتم۔ نقیر اور مزفت۔ عرب مین چار قسم کے برتن ہوتے ہین۔ جن مین رکھکر شراب بنائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت شریف جاری تھی کہ جس قبیلہ مین جو عیوب ہوتے تھے۔ اون کی پند و موعظت مین اونھین کی خصوصیت کے ساتھ ذکر فرماتے تھے۔ لوگون کو تعجب تھا کہ حضور نے ان ظرف کا مخصوص طور پر کیون ذکر فرمایا۔ چنانچہ اونھون نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ نقیر کے متعلق آپکو کیا معلوم ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ہان کھجور کی موٹی لکڑی کو اندر سے کھود کر تم اوس مین پانی ڈالتے ہو۔ جب اوبال کم ہو جاتا ہے تو تم اوسکو پیکر اپنے بھائیون پر تلوار چلاتے ہو۔ اتفاق یہ کہ اس وفد مین ایک صاحب ایسے تھے جن پر یہی واقعہ گذرا تھا۔ اون کی پیشانی پر تلوار کا داغ تھا۔ اور اوسکو وہ شرم سے چھپائے تھے۔

بعض روایتون مین ہے کہ عبدالقیس نے خود پوچھا تھا کہ ہمکو کیا پینا نہ چاہیئے۔ اسکے جواب مین آپنے ان چارون چیزون کا ذکر فرمایا۔ بخاری اور مسلم اور دیگر کتب صحاح مین بن عبدالقیس کے اس وفد کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور دولابی وغیرہ مین اس قبیلہ کے اور وفدونکا ذکر کیا گیا ہے جس مین ۴۰

Presented by Ziaraat.Com

۷ آدمی شریک تھے۔ اس بنا پر علامہ قسطلانی نے اس قبیلہ کے دو وفد قرار دیئے ہین پہلا تقریباً ۸ ہجری مین اور دوسرا سنہ ۹ ہجری مین۔ حافظ ابن حجر کی کتاب المغازی مین بعینہ یہی تحقیق ہے۔

وفد تجیب قبیلہ تجیب کے تیرہ آدمی حاضر ہوئے۔ یہ لوگ اپنی قوم کے مال مویشی کی زکوٰۃ لیکر آئے تھے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ص ان سے بہتر کوئی وفد اسوقت تک نہین آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہدایت خدائے عزوجل کے ہاتھ مین ہے۔ خدا جسکی بہبودی چاہتا ہے۔ اوسکے سینہ کو کھولدیتا ہے۔ ان لوگون نے رسول اللہ صلعم سے چند باتون کا سوال کیا۔ آنحضرت صلعم نے اونکے جوابات لکھوا دیئے۔ یہ لوگ قرآن اور سنن ہدی سیکھنے کے بہت ہی شائق تھے اسلیئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو ان کی تواضع کے لیئے خاص طور پر معین کیا تھا یہ لوگ واپسی کے لیئے بہت ہی اضطراب ظاہر کرتے تھے اور بار بار خدمت نبوی سے اجازت طلب کرتے تھے۔ صحابہ نے پوچھا تملوگ یہان سے جانے کے لیئے کیون اسقدر گھبراتے ہو۔ کہا دل مین یہ خوشی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے جو انوار ہم نے حاصل کیئے آپکی گفتار سے جو فیوض ہم نے پائے۔ جو فوائد اور برکات ایمان یہان آکر ہمکو حاصل ہوئے اون سب کی اطلاع اپنی قوم کو جلد از جلد پہونچا دین۔ آنحضرت صلعم نے اون کو عطیات سے سرفراز فرمایا۔ اور رخصت کیا تو پوچھا کوئی شخص تم مین سے باقی تو نہین رہ گیا ہے۔ اونھون نے کہا ہان۔ ایک جوان لڑکا ہے جسے اسباب کے پاس چھوڑ آئے ہین۔ فرمایا اوسے بھیجدینا۔ وہ حاضر ہوا۔ تو اوس نے کہا یا رسول اللہ ص میرا مدعا میری قوم کے مدعا سے الگ ہے۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ وہ یہان محبت اسلام سے آئے تھے۔ اور صدقات کا مال بھی لائے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو یہ بھی تو کہو۔ کہا۔ مین تو اپنے گھر سے صرف اسلیئے آیا تھا کہ حضور میرے لیئے دعا فرمائین کہ خدا مجھے بخشدے مجھپر رحم کرے۔ اور میرے دل کو غنی کردے۔ نبی صلعم نے اوسکے لیئے دعا فرمائی۔

حجۃ الوداع (سنہ ۱۰ھ) مین یہ لوگ پھر آپ سے ملے۔ نبی صلعم نے پوچھا کہو اوس نوجوان کی کیا خبر ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ ص اوس جیسا شخص کبھی دیکھنے ہی مین نہین آیا۔ اور اوس جیسا قانع شخص سنا ہی نہین گیا۔ اگر دنیا بھر کی دولت اوسکے سامنے تقسیم ہو رہی ہو تو وہ نظر اوٹھا کر بھی نہین دیکھتا۔

بحوالہ زاد المعاد۔ رحمۃ ص۵۴۲ جلد ۱

وفد بنو سعد ہذیم یہ قبیلہ بنو قضاعہ کی ایک شاخ تھا۔ جس وقت مسجد نبوی مین پہونچے تو دیکھا نبی صلی اللہ

Presented by Ziaraat.Com

علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے ہین - انھون نے آپس مین یہ طے کرلیا تھا کہ بیعت سے پہلے ہمکو کوئی کام نہین کرنا چاہیئے - اسلیئے یہ لوگ ایک طرف ہوکر بیٹھے رہے - جب آنحضرت صلعم اودھر سے فارغ ہوے ان کو بلایا یو چھا تم کیا مسلمان ہو - اُنھون نے کہا - ہان - فرمایا تم اپنے بھائی کے لیے دعا مین کیون نہ شریک ہوئے - عرض کی ہم سمجھتے تھے کہ بیعت رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہم کسی کام کے مجاز نہین - فرمایا جس وقت تم نے اسلام قبول کیا تم مسلمان ہوگئے - اس اثنا مین وہ لڑکا آگیا جسے یہ لوگ اپنی سواریون کے پاس بٹھلا آئے تھے - وفد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ ہم سے چھوٹا ہے اسلیئے ہمارا خادم ہے فرمایا ان اصغر القوم خادمھم - چھوٹا اپنے بزرگون کا خادم ہوتا ہے - خدا اسے برکت دے - اس دعا کی یہ برکت ہوئی کہ وہی قوم کا امام اور قرآن مجید کا سب سے اچھا جاننیوالا ہوگیا - جب یہ وفد لوٹکے گھر گیا تو تمام قبیلہ مین اسلام پھیل گیا -

وفد بہراء

یہ لوگ مدینہ مین آئے - حضرت مقداد رضہ کے گھر کے سامنے انھون نے اپنے اونٹ باندھے مقداد نے گھر والون سے کہا کہ ان کے لیئے کچھ تیار کرو اور خود انکے پاس گئے - اور خوش آمدید کہکر اپنے گھر لے گئے انکے سامنے جیش (ایک کھانا ہے جو کھجور اور ستو ملاکر گھی مین تیار کیا جاتا ہے اور کبھی گھی کی جگہ چربی بھی ڈالدیا کرتے ہین) رکھا گیا - اس کھانے مین سے کچھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی مقداد نے بھیجدیا - نبی صلعم نے اوس مین سے کچھ کھایا اور برتن واپس دیا اب مقداد دونون وقت یہی پیالہ ان مہمانون کے سامنے رکھدیتے وہ مزے لیکر کھایا کرتے - خوب کھایا کرتے - مگر کھانا کم نہ ہوتا - ان لوگون کو یہ دیکھکر بڑی حیرت ہوئی - آخر ایک روز اپنے میزبان سے پوچھا کہ مقداد - ہم نے تو سنا تھا کہ مدینہ والون کی خوراک ستو وغیرہ ہین - تم تو ہمین ہر وقت وہ کھانا کھلاتے ہو جو ہمارے ہان بہت ہی عمدہ سمجھا جاتا ہے اور جو ہر روز ہمکو میسر بھی نہین ہوتا - اور پھر ایسا لذیذ کہ ہم نے کبھی ایسا کھایا بھی نہین تھا - مقداد نے کہا صاحبو - یہ سب کچھ آنحضرت صلعم کی برکت ہے کیونکہ آپ نے انگشت مبارک لگ چکی ہین - یہ سنتے ہی سب نے بالاتفاق کہا کہ وہ بیشک رسول برحق ہین اور اپنا ایمان تازہ کیا - یہ لوگ کچھ عرصہ تک مدینہ مین رہے - قرآن اور احکام اسلام سیکھے اور اپنے گھر واپس چلے گئے -

وفد خولان سنہ ۹ ہجری

یہ دس شخص تھے جو ماہ شعبان سنہ ۹ ہجری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے - اُنھون نے آکر عرض کی کہ ہم اپنے پیچھے ماندگان قوم کی طرف سے

Presented by Ziaraat.Com

وکیل ہوکر آئے ہین - خدا اور رسولؐ پر ہمارا ایمان ہے ہم حضور کی خدمت مین لمبا سفر طے کرکے آئے ہین اور ہم اقرار کرتے ہین کہ خدا اور رسولؐ کا ہم پر احسان ہے - ہم یہان محض زیارت کے لیئے حاضر ہوئے ہین - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من زارنی فی المدینۃ کان فی جوارہ یوم القیامۃ - جس نے مدینہ مین آکر میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا عم انس انس کا کیا حال ہوا - (یہ ایک بت کا نام ہے جو اس قوم کا بت تھا) وفد نے عرض کی - ہزار شکر ہے کہ خدا نے حضور کی تعلیم کو ہمارے لیئے اوس کا بدل بنا دیا ہے اب بعض بعض بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتین رہ گئی ہین جو اوسکی پوجا کیئے جاتی ہین - اب انشاءاللہ ہم اوسے جاکر گرا دینگے - ہم مدتون اس دھوکہ اور فتنہ مین مبتلا رہے - رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کسی دن کا ذکر سناؤ تو - وفد نے عرض کی - یا رسول اللہ ہم - ایک دفعہ ہم نے سو گاؤ (بیل) جمع کیئے اور وہ سب کے سب ایک ہی دن عم انس کے لیئے قربانی کیئے گئے - اور درندون کے لئے چھوڑ دیئے گئے - حالانکہ ہمکو گوشت اور جانورون کی بہت ضرورت تھی - اونھون نے یہ بھی عرض کی کہ چوپاؤن اور زراعت مین سے برابر عم انس کا حصہ نکالا جاتا تھا جب کوئی زراعت کرتا تو اوس کا وسطی حصہ عم انس کے لیئے مقرر کرتا - اور ایک کنارہ خدا کے نام پر مقرر کرتا - اگر کھیتی کو ہوا مار جاتی تو خدا کا حصہ تو عم انس کے نام کر دیتے مگر عم انس کا حصہ خدا کے نام پر نکرتے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین عقائد اسلام سکھلائے - فرائض دین بتلائے اور خصوصیت سے مفصلہ ذیل باتون کی نصیحت فرمائی -

(۱) اپنے عہد کو پورا کرنا - (۲) امانت کو ادا کرنا - (۳) ہمسایہ لوگون سے اچھے برتاؤ کرنا - (۴) کسی شخص پر ظلم نہ کرنا - (۵) یہ بھی فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی کی صورت نظر آئیگا -

وفد محارب یہ دس شخص تھے - جو قوم کے وکیل بنکر ۹ھ ہجری مین آئے - بلال انکی خدمت کیلیئے مامور تھے - صبح و شام کا کھانا وہی لایا کرتے تھے - ایک دن ظہر سے لیکر عصر تک کا پورا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین کو دیا - ان مین سے ایک شخص کو پہچان کر کہا کہ مین نے تمکو کہین دیکھا ہے - یہ شخص بولا - ہان - خدا کی قسم حضور نے مجھے دیکھا بھی تھا - مجھسے بات بھی کی تھی اور مین نے بدترین کلام سے حضور کو جواب بھی دیا تھا اور بہت بُری طرح حضور کے کلام کا رد کیا تھا - یہ بازار عکاظ کا ذکر ہے - جہان حضور لوگون کو موعظت فرماتے تھے - آنحضرت صلعم نے فرمایا - ہان ٹھیک ہے -

Presented by Ziaraat.Com

اُس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ اوس روز میرے دوستون مین مجھ سے بڑھکر کوئی بھی حضور کی مخالفت کرنے والا اور اسلام سے دور دور رہنے والا نہین تھا۔ وہ سب تو اپنے آبائی مذہب پر مر گئے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اوس نے مجھے آجتک باقی رکھا اور حضور پر مجھے ایمان لانا نصیب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب کے دل خدائے عزوجل کے ہاتھ مین ہین۔ اوس شخص نے کہا میری پہلی حالت کی معافی کے لیئے دعا فرمایئے۔ آپنے فرمایا۔ اسلام اون سب باتون کو مٹا دیتا ہے جو کفر مین ہوئی ہین۔

وفد غسان قبیلہ غسان کے تین آدمی سنہ ۹ ہجری مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے تھے اسلام لانے کے بعد اپنی قوم کی ہدایت کا ارادہ کرکے واپس گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انکو اشاعت اسلام مین کامیابی نہین ہوئی اون مین سے دو وفات پا چکے تھے اور ایک اوس وقت زندہ تھا جبکہ ابو عبیدہ جرّاح نے شام کو فتح کیا۔

وفد بنی عبس یہ لوگ مسلمان ہوکر آئے تھے۔ انھون نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم ہم نے منادیان اسلام سے سُنا ہے کہ حضور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ لا اسلام لمن لا ھجرۃ لہ۔ جس نے ہجرت نہین کی اوس کا اسلام نہین۔ ہمارے پاس زر و مال بھی ہے اور مویشی بھی۔ جن پر ہماری گذران ہے۔ پس اگر ہجرت کے بغیر ہمارا اسلام ہی ٹھیک نہین۔ مال و متاع ہمارے کیا کام آئینگے۔ اور مویشی ہمین کیا فائدہ دینگے۔ بہتر ہے کہ ہم سب کچھ فروخت کرکے سب کے سب خدمت عالی مین حاضر ہو جائین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتقوا اللہ حیث کنتم فلن یلتکم من اعمالکم شیئاً۔ تم جہان آباد ہو وہین رہکر خدا ترسی کو اپنا شیوہ بنائے رکھو تمھارے اعمال مین ذرا بھی کمی نہین آئیگی۔

وفد بنی عائذ یہ وفد سنہ ۹ ہجری مین آیا۔ اس مین دس آدمی تھے۔ یہ مدینہ سے باہر اوترے ایک لڑکے کو بٹھلا کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر آئے۔ نبی صلعم نے پوچھا تم اسباب کے پاس کسے چھوڑ آئے ہو۔ لوگون نے کہا ایک لڑکے کو۔ فرمایا تمھارے بعد وہ سو گیا۔ ایک شخص آیا خرجی چرا لے گیا۔ ایک شخص بولا۔ یا رسول اللہ وہ خرجی تو میری تھی۔ فرمایا۔ ہان۔ گھبراؤ نہین۔ وہ لڑکا اوٹھا۔ چور کے پیچھے دوڑا۔ اوسکو جا پکڑا۔ سب اسباب صحیح وسالم مل گیا۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے واپس ہوئے تو لڑکے سے معلوم ہوا۔ کہ ٹھیک اوسی طرح ماجرا ہوا تھا۔ یہ لوگ اسی امر پر مسلمان ہو گئے۔ نبی صلعم نے ابی بن کعب کو مقرر فرمایا کہ انھین قرآن یاد کرائین اور شرائع اسلام

Presented by Ziaraat.Com

سکھلائین - جب وہ گھرون کو واپس جانے لگے تو اونھین شرائع اسلام ایک کاغذ مین لکھوا کر دیدیئے گئے - بحوالہ زاد المعاد ص۵۱۲ رحمۃ ۱۹۷

وفد سلامان یہ سترہ ۱۷ شخص تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین شوال سنہ ۱۰ ہجری مین حاضر ہوئے اسلام سے مشرف ہوئے - ان مین حبیب بن عمر بھی تھا - اس نے سوال کیا سب اعمال سے افضل کیا چیز ہے - رسول اللہ صلعم نے فرمایا - وقت پر نماز پڑھنا - ان لوگون نے عرض کی کہ ہمارے یہان بارش نہین ہوئی - دعا فرمایئے - آنحضرت صلعم نے زبان مبارک سے فرمایا اللّٰھمّ اسقھم الغیث فی دارھم - پروردگار انکے گھرون مین پانی برسا - حبیب نے عرض کی - یا رسول اللہ صلعم ان مبارک ہاتھون کو بھی اوٹھا کر دعا فرمایئے - آنحضرت صلعم مسکرا دیئے اور دعا مین ہاتھ اوٹھا دیئے - جب وفد اپنے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اوسی روز بارش ہوئی تھی جس دن نبی صلعم نے دعا فرمائی تھی -

وفد بنی حنیفہ سنہ ۱۰ھ بنی حنیفہ کا وفد نبی صلعم کی خدمت مین سنہ ۱۰ ہجری مین حاضر ہوا - تمامہ ابن آثال کی کوشش سے اس اطراف مین اسلام کی اشاعت ہوئی - یہ وفد مدینہ مین آکر مسلمان نہین ہوا تھا اسی وفد کے ساتھ مسیلمہ کذّاب بھی تھا - وہ مدینہ آکر لوگون سے کہنے لگا کہ اگر محمدؐ صاحب یہ اقرار کرین کہ اون کا جانشین مجھے بنایا جاویگا تو مین بیعت کرونگا - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو حضور کے ہاتھ مین کھجور کی ایک چھڑی تھی فرمایا مین تو اس چھڑی کے دینے کی شرط پر بھی بیعت لینا نہین چاہتا - مسیلمہ کذاب نے اگرچہ رسالت کا دعویٰ کیا تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی رسول تسلیم کرتا تھا - اس سے مدّعا اُس کا غالباً یہ تھا کہ اس علاقہ کے مسلمان مخالف نہون - سنہ ۱۰ ہجری مین مسیلمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین یہ خط وکتابت ہوئی تھی -

مسیلمہ کا خط آنحضرت صلعم کے نام

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمدؐ رسول اللہ صلعم اما بعد فان لنا نصف الارض ولقریش نصفھا ولکن قریش لا ینصفون والسّلام -

خدا کے رسول مسیلمہ کی طرف سے خدا کے رسول محمد صلعم کے نام واضح ہو کہ نصف زمین ہماری اور نصف قریش کی ہے مگر قریش انصاف نہین کرتے - والسّلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب مین یہ تحریر فرمایا -

آنحضرت صلعم کا جواب صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمدؐ النبیّ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد

اللہ کے نام سے جو کمال رحمت اور بڑا رحم وا ہے - خدا کے نبی محمد صلعم کی طرف سے مسیلمہ دروغگو کے نام

Presented by Ziaraat.Com

فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

واضح ہوکہ زمین خدا کی ہے وہ اسے بندون سے جسے جا ہتا ہے وارث بناتا ہے اور عاقبت خدا ترس لوگون کیلئے ہو سلام اوپر ہو جو سیدھی راہ پر چلتے ہیں۔ محررہ ابی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خط لیکر حبیب ابن زید بن عاصم گئے تھے مسیلمہ کذاب نے اُنکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹوا ڈالے۔ رحمۃ ۱۸۳

وفدارد سات شخصون کا یہ وفد تھا۔ نبی صلعم کی خدمت حاضر ہوا تو آپنے ان لوگون کی وضع وقطع کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ انھون نے جوابدیا ہم مومن ہین آپنے ارشاد کیا ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے بتلاؤ کہ تمھارے قول اور ایمان کی حقیقت کیا ہے اُنھون نے عرض کی ہم پندرہ ۱۵ خصلتین رکھتے ہین۔ پانچ وہ ہین جن پر اعتقاد رکھنے کا اور پانچ وہ ہین جنپر عمل کرنے کا حکم آپکے مبلغین نے ہمکو دیا ہے اور پانچ وہ چیزین ہین جن پر ہم پہلے سے پابند ہین۔ پانچ چیزین جن پر حضور کے مبلغین نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ یہ ہین۔ خدا پر۔ فرشتون پر۔ خدا کی کتابون پر۔ خدا کے رسولون پر۔ مرنے کے بعد جی اوٹھنے پر ایمان لانا۔ پانچ چیزین عمل کرنے کی یہ بتلائی گئین ہین۔ لا الہ الا اللہ کہنا۔ پانچ وقتون کی نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ روزے رکھنا۔ بیت الحرام کا حج کرنا۔ جسے راہ کی استطاعت ہو۔ پانچ چیزین جو ہمکو پہلے سے معلوم تھین۔ آسودگی کے وقت شکر کرنا۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا قضاء الٰہی پر رضامند رہنا۔ امتحان کے مقامات مین راستبازی پر قائم رہنا۔ اعدا کی بھی شماتت نہ کرنا یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنھون نے تمھین ان باتون کی تعلیم دی وہ حکیم وعالم تھے۔ اور اون کی دانشمندی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انبیاؑ تھے۔ پانچ چیزین اور تمھین بتائے دیتا ہون تاکہ تم مین پوری پوری بتیس خصلتین جمع ہوجائین (۱) وہ چیز جمع نہ کرو۔ جسے کھانا نہو۔ (۲) وہ مکان نہ بناؤ جسمین رہنا نہو۔ (۳) ایسی باتون کیلئے مقابلہ نکرو جنھین کل چھوڑ دینا ہو۔ (۴) خدا سے تقویٰ کرو۔ جسکی طرف لوٹ جانا اور جسکے سامنے پیش ہونا ہے (۵) اون چیزون کی طرف رغبت کرو جو آخرت مین تمھارے کام آئین۔ اسلیئے کہ تمھین وہین ہمیشہ رہنا ہے۔ ان لوگون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا۔ رحمۃ ص۱۸۵

Presented by Ziaraat.Com

تبلیغ اسلام اور تاسیس نظام مقبوضات اسلام

(آغاز سال دہم ہجرت)

تبلیغ اسلام اور تاسیس نظام مقبوضات اسلام

فتح مکہ سے لیکر احکام عشرہ کے اعلان تک یعنی کامل دو برس (۸ھ و ۹ھ) مین علاقہ حجاز مین اسلام کا پورا تسلط ہوگیا۔ اور تمام صوبہ کے گوشہ گوشہ مین امن وامان قائم ہوگیا۔ عرب کے تمام قبائل واقوام نے اسلام کی متابعت اختیار کرلی۔ اسلام کے یہ فیوض علاقہ حجاز ہی تک محدود نہیں رہے بلکہ علاقجات یمن۔ حضرموت سے ایک طرف بڑھتے ہوئے دوسری طرف حدود شام اور علاقہ بحرین تک پہونچ گئے۔ ان علاقون مین قبولیت اسلام کے دو باعث قرار پائے ہین۔ ایک تو وہی جو تمہید مین بیان ہوچکا ہے کہ عرب کے قبائل واقوام سالہاسال کے تصادم وتحارب سے یقین کرچکے تھے کہ اسلام کے زیر حمایت آئے بغیر اونکے دینی اور دنیاوی مطالب ومقاصد پُرامن طریقہ سے حاصل نہین ہوسکتے۔ اسلیئے وہ بطیب خاطر بارگاہ نبوت مین آکر مشرف باسلام ہوتے گئے۔ باقی رہے وہ لوگ جو فاصلہ ومسافت کی وجہ سے حاضری سے مجبور تھے۔ اون کے پاس مبلغین بھیجے گئے۔ اور وہ اونکی پند وموعظت سے اثر پذیر ہوکر دعوت اسلام سے مشرف ہوئے ان علاقون مین سب سے بڑا علاقہ یمن کا تھا۔

علاقہ یمن مین اشاعت اسلام

علاقہ یمن باعتبار رقبہ۔ آبادی۔ پیداوار۔ تمدن۔ معاشرت۔ تہذیب۔ تجارت۔ صنعت و حرفت غرض تمام ملکی اور مالی اوصاف واصناف مین عرب کے تمام علاقون سے بڑھا ہوا تھا۔ شبلی صاحب نے تفصیل سے اس علاقہ کے اسلام لانے کے حالات قلمبند فرمائے ہین۔ ہم اوسی کی نقل اپنے مدعا کے لیئے کافی سمجھتے ہین۔

یمن ملک عرب کے تمام صوبون مین سب سے زیادہ زرخیز ہے اور نہایت قدیم زمانہ سے تمدن وتجارت کا مرکز ہے۔ سبا اور حمیر کی عظیم الشان حکومتین یہین قائم ہوئی تھین۔ ولادت نبویؐ سے تقریباً پچاس برس پہلے ۵۲۵ء مین حبشی عیسائیون نے یمن پر قبضہ کرلیا تھا اور ولادت نبویؐ کے چند سال بعد اہل ایران یہان کے مالک بن گئے تھے۔ اون کی طرف سے یہان ایک گورنر ہوتا تھا۔ جو یمن پر حکومت کرتا تھا۔ یمن مین اسلام کی تحریک کے لیئے متعدد عوائق[1] موجود تھے۔ مثلاً اختلاف جنسیت

[1] ثقیل لفظ ہے ۱۲

کہ یمن قحطانی تھے اہل داعی اسلام اسمعیلی اہل یمن کو اپنے قدیم جاہ و جلال اور حکومت و تمدن پر ناز تھا۔ اور تمام عرب خاص طور پر اُنکی پیشروی کو تسلیم کرتا تھا اور تمام عرب میں نہی حکومت سے مستحق تسلیم کیئے جاتے تھے۔ ملک یمن میں جہان کوئی باقاعدہ حکومت تھی وہ اصلاً اسی خاندان میں شمار ہوتی تھی۔ چنانچہ جب یمن سے قبیلہ کندہ کا وفد آیا ہے جو یمن کا ملکی خاندان تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عرب کا فرمانروا سمجھکر یہ وفد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اور ہم ہم خاندان نہیں ہیں؟ آپنے فرمایا ہم کنانہ بن نضر سے خاندان سے ہیں نہ اپنی ماں پر تہمت رکھ سکتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے انکار کر سکتے ہیں یمن میں سب سے بڑا عائق یہ ہو سکتا تھا کہ وہ پولیٹکل حیثیت سے ایرانیون کے ماتحت تھا۔ اور باشندے مذہبا علی العموم یہودی تھے یا عیسائی تھے۔ لیکن قبول حق کے لیئے کوئی چیز ان میں سے مانع نہ آئی۔ یمن میں اسلام کی دعوت ہجرت سے بہت پہلے پہونچ چکی تھی یمن میں دوس کا ایک ممتاز قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ کا رئیس طفیل ابن عمر اتفاق سے مکہ آیا اور مسلمان ہوگیا اسی زمانہ میں کندہ کا قبیلہ حج کے لئے مکہ آیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اون کو دعوت دی۔ لیکن اونھون نے انکار کیا۔ ۷ھ ہجری میں آنحضرت صلعم خیبر میں تشریف فرما تھے۔ دوس کا قبیلہ مسلمان ہوکر دارالاسلام میں منتقل ہوگیا۔ یمن کا ایک اور مشہور قبیلہ اشعر تھا۔ وہ بھی مہاجرین حبشہ کی معیت میں اوس زمانہ میں بلا تحریک خود بخود اسلام لایا اور آستانہ نبوت پر حاضر ہوا۔ ابوہریرہ دوسی اور ابوموسیٰ الاشعری انھیں قبائل کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یمن میں ہمدان سب سے بڑا کثیر التعداد اور صاحب اثر خاندان تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۰ھ ہجری میں اون کو دعوت اسلام دینے کے لیئے خالد بن ولید کو بھیجا۔ خالد چھ مہینہ تک انکو دعوت دیتے رہے لیکن ان لوگون نے قبول نہین کیا بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد کو بلا بھیجا۔ حضرت علیؑ نے ان لوگون کو جمع کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک پڑھکر سُنایا اور ساتھ ہی سارے کا سارا قبیلہ مسلمان تھا۔ حضرت علیؑ نے جب اس واقعہ کی اطلاع بارگاہ رسالت میں پہونچا دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور سر اوٹھاکر دو دفعہ فرمایا۔ السّلام علی الہمدان السّلام علی الہمدان۔ بحوالہ زرقانی۔

حضرت علیؑ اور یمن میں دوسری ماہ ماموری

بعض روایتون میں ہے کہ ہمدان نے جب اسلام کا غلغلہ سنا تو عامر بن شہر کو آنحضرت صلعم کی خدمت میں روانہ کیا کہ یہ مذہب اگر تمکو پسند آئے تو ہم سب اسی مذہب کے

Presented by Ziaraat.Com

قبول کرنے پر تیار ہین اور اگر ناپسند ہو تب بھی ہم تمھارے ساتھ ہین عامرین شہر جب دربار رسالت سے واپس آیا تو اوس کا دل نور اسلام سے معمور تھا اور ساتھ ہی ساتھ سارا قبیلہ بھی مسلمان تھا۔ ممکن ہے کہ یہ دونون دو واقعے ہون اور دونون مین کامیابی ہوئی ہو۔

شبلی صاحب کی دلی کوشش تو یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ کی کوئی خصوصیت بے داغ نہ چھوٹے۔ اپنی اس کوشش مین کیسے ہی مجہول۔ غیر معروف موضوع اور مصنوع کسی قسم کا کوئی واقعہ آپ کو ملنا چاہیئے۔ وہ فوراً درج کتاب ہے۔ اب نہ اس وقت آپکو اصول روایت کی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ خود اپنے سیاق عبارت درست کرنیکی احتیاج۔ دیکھیئے قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے کا واقعہ جو مشہور۔ متواتر اور متفقہ جمہور ہے وہ زرقانی کے حوالہ سے کم و بیش اوسی طرح آپ لکھ چکے جس طرح چھوٹی بڑی تمام اسلامی کتابون مین قلمبند ہین۔ اب اوسکے بعد بلا سند و حوالہ یہ لکھکر کہ بعض روایتون مین آیا ہے اپنے تحریر کردہ واقعہ کے مخالف واقعہ۔ جو غالباً حالات وفود مین۔ کسی کتاب مین آپنے دیکھا ہو۔ لکھدینا۔ خصوصاً اوس متفقہ اور مسلّم واقعہ کے مقابل کسقدر مضحکہ انگیز ہے۔ اور جسکی وجہ سوائے استخفاف خصوصیت حضرت علیؑ کے اور کوئی دوسری وجہ نہین ہوسکتی۔ خلاف تدیّن مولفانہ آپ نہ روایت کا حوالہ دیتے ہین اور نہ راوی کا نام بتلاتے ہین اور نہ کتاب کا نام و نشان لکھتے ہین۔

اسکے آگے شبلی صاحب لکھتے ہین۔

یمن مین لوگ حضرت علیؑ سے مانوس ہو گئے تھے۔ ربیع الاول سنہ ۱۰ ہجری مین تین سو سوارون کی حفاظت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اون کو یمن کے قبیلہ مذحج مین تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی تاکید فرمادی کہ جبتک وہ حملہ آور نہون پیش دستی نہ کرنا۔ حضرت علیؑ جب مذحج کی سرزمین مین پہونچے تو مالگذاری وصول کرنے کے لیئے ادھر اودھر لوگون کو متعین کیا۔ اس اثنا مین قبیلہ مذحج کی ایک جمعیت نظر آئی۔ حضرت علیؑ نے انکے سامنے دعوت پیش کی لیکن اودھر سے اس احسان کا جواب تیر اور پتھرون سے ملا۔ یہ دیکھکر حضرت علیؑ نے بھی اپنے ساتھیون کی صف آرائی کی۔ مذحج اپنے بیس آدمی مقتول چھوڑکر بھاگ گئے۔ مسلمانون نے اون کا تعاقب کیا کہ اون کا مقصود صرف مدافعت تھا۔ اسکے بعد رؤسائے قبائل خود حاضر ہوئے اور اونھون نے اسلام قبول کیا۔ اور دوسرون کی طرف سے بھی بیعتاً اسلام کا اعلان کیا۔ ہم ان واقعات کی تفصیل عنقریب لکھین گے۔

یمن مین فارس کے جو امرا قیام پذیر ہو گئے تھے اون کو ابنا کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Presented by Ziaraat.Com

نے سنہ ۹ھ مین وبر بن خنیس کو اُنکے پاس دعوت اسلام کے لیئے بھیجا۔ وہ نعمان بن بزیع (بزرگ) کے گھر اونکے بیٹون کے مہمان ہوے اور فیروز دیلمی ۔ مرکبود ۔ وہب بن منبہ کے پاس دعوت اسلام کے خطوط بھیجے ۔ سب نے اسلام قبول کیا۔ صنعاء مین جس نے پہلے اسلام قبول کیا وہ مرکبود کے صاحبزادے عطاء اور وہب منبہ تھے عام یمن مین تبلیغ اسلام کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ الاشعری کو نامزد کیا ۔ دونون صاحب یمن کے ایک ایک ضلع مین بھیجے گئے ۔ چلتے وقت آپنے اون لوگون کو جو باتین تعلیم فرمائین وہ درحقیقت تبلیغ اسلام کے اصول ہین ۔ آپنے فرمایا ۔ (۱) سہولت سے کام لینا ۔ (۲) سخت گیری نہ کرنا ۔ (۳) لوگون کو خوشخبری سُنانا ۔ (۴) نفرت نہ دلانا ۔ (۵) اور دونون ملکر کام کرنا ۔ تمکو ایسے لوگ ملینگے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہین وہان پہونچنا تو پہلے اونکو توحید و رسالت کی تعلیم و دعوت دینا جب وہ اسے تسلیم کرلین تو کہنا خدا نے تمپر روز و شب مین پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جب یہ بھی مان لین تو اون کو سمجھانا کہ تم پر زکوۃ بھی واجب ہے ۔ تم مین جو امیر ہون اون سے لیکر جو غریب ہین اون کو دیدی جائیگی ۔ دیکھو جب وہ زکوۃ دینا قبول کرلین تو خبردار اچھی اچھی چیزین نہ لینا ۔ مظلومون کی دعائے بد سے ڈرتے رہنا کہ اوسکے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہین ۔ حضرت ابو موسیٰ نے پوچھا یا رسول اللہ ص ۔ ہمارے ملک مین (یمن مین) جَو اور شہد کی شراب بنتی ہے ۔ کیا یہ بھی حرام ہے ؟ آپنے فرمایا ہر شے جو نشہ پیدا کرے حرام ہے ۔

نجران مین اشاعت اسلام

یمن کے پاس ہی نجران کا ضلع ہے ۔ نجران عرب مین عیسائیت کا خاص مرکز تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو جو صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ مین چلے آئے تھے ۔ اہل نجران کے نام دعوت اسلام کا خط دیکر بھیجا ۔ جس مین تحریر تھا کہ اگر اسلام قبول نہو تو اسلام کی سیاسی اطاعت قبول کرو اور جزیہ دو ۔ اہل نجران نے راہبون اور مذہبی پیشواؤن کی ایک جماعت کو دریافت حال کی غرض سے مدینہ مین بھیجا ۔ اس وفد کا حال اوپر بیان ہوچکا ہے ۔

نصاریٰ کے علاوہ نجران مین مشرکین کی بھی آبادی تھی ۔ ان مین ایک قبیلہ تھا جو بنو حرث بن زیاد کے نام سے مشہور تھا وہ مدان نامی ایک بت کو پوجتا تھا اور اسلیئے عبدالمدان کہلاتا تھا ۔ ربیع الآخر سنہ ۱۰ ہجری مین آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کو وہان دعوت اسلام کے لیئے بھیجا ۔ حضرت خالد وہان پہونچے تو تین دن مین سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا ۔ حضرت خالد نے تھوڑے دن یہان قیام کیا اور قرآن و احکام اسلام کی تعلیم دی ۔ اہل یمن کا بغیر کسی ترغیب و ترہیب کے خلوص دل سے قبول اسلام کوئی ایسا واقعہ نہین تھا

Presented by Ziaraat.Com

جو خاص رحمت الٰہی کا مستوجب ہو۔ جب اشعریون کی آمد کی خبر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو بشارت دی کہ کل اہل یمن آتے ہین جو رقیق القلب اور نرم دل ہین۔ جب ہمدان مسلمان ہوا تو آپنے سجدۂ شکر ادا کیا اور اون کو غائبانہ سلامتی کی دعا دی۔ حمیر اور تمیم کا وفد آیا تو آپنے سب سے پہلے تمیم کی طرف خطاب کیا۔ تمیم۔ بشارت قبول کرو۔ بنو تمیم نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہم نے بشارت تو قبول کی۔ کچھ عطا بھی فرمایئے۔ آپنے منہ پھیر لیا کہ بشارت سے بڑھکر کون چیز ہو سکتی ہے۔ پھر اہل یمن (حمیر) کی طرف رخ کرکے کہا۔ بشارت قبول کرو۔ بنو تمیم نے قبول نہ کی۔ تم قبول کرلو۔ اہل یمن بے اختیار بول اوٹھے ہاے خدا کے رسول ہمنے قبول کی۔ پھر آپنے عام طور سے فرمایا۔ ایمان یمن کا ایمان ہے اور دانائی یمن کی دانائی ہے۔ مبلغین یمن حضرت علیؑ اور معاذ ابن جبل اور ابو موسیٰ الاشعری حجۃ الوداع کے موقع پر یمن سے واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ چنانچہ یمن کے بہت سے نومسلم بھی حج و زیارت کو آئے تھے۔

بحرین میں اسلام

بحرین ایران کے حدود حکومت مین داخل تھا۔ عرب کے قبائل وادیون مین آباد تھے جن مین مشہور اور با اثر خاندان عبد القیس۔ بنی بکر بن وائل اور تمیم تھے۔ ان مین سے عبد القیس کے قبیلہ مین منقذ بن حبان تجارت کے لیئے نکلے۔ راہ مین مدینہ پڑتا تھا۔ وہان ٹھہرے آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو اونکے پاس تشریف لے گئے۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ اونھون نے اسلام قبول کیا۔ اور سورۂ فاتحہ وا قراء سیکھا آنحضرت صلعم نے اون کو ایک فرمان عنایت کیا۔ وہ سفر سے واپس گئے تو چند روز تک کسی سے اس کا اظہار نہ کیا۔ لیکن اون کی بیوی نے اونھین نماز پڑھتے دیکھا تو اپنے باپ منذر بن عائذ سے شکایت کی اونھون نے منقذ سے دریافت کیا بحث و مباحثہ کے بعد منذر بھی مسلمان ہوگیا۔ اور آنحضرت صلعم کا نامۂ مبارک اون کو دکھایا۔ سب نے اسلام قبول کرلیا۔ صحیح بخاری کتاب الجمعہ مین روایت ہے کہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جس مسجد مین ادا کیا گیا وہ بحرین کی مسجد تھی۔ جو جواثی مین واقع ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحرین مین ابتدائی زمانہ مین اسلام کی اشاعت ہو چکی تھی اسلام قبول کرنے کے بعد ان لوگون نے چودہ اشخاص کی ایک سفارت آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجی۔ جسکے افسر منذر بن الحرث تھے۔ ان کا قافلہ کاشانۂ نبوت کے قریب آیا۔ تو یہ لوگ اسقدر بیتاب ہوے کہ سواریون سے کود پڑے اور آنحضرت صلعم کے ہاتھ چومے۔ لیکن منذر کو پاس ادب ملحوظ تھا۔ اونھون نے قیام گاہ پر جاکر کپڑے بدلے۔ پھر خدمت مین حاضر ہو کر دست بوسی کی

Presented by Ziaraat.Com

سنہ ۹ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاء حضرمی کو تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔ بحرین میں اُن دنون ایران کی طرف سے منذر بن ساوی گورنر تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ اور اسکے ساتھ تمام عرب اور کچھ عجم جو مقیم تھے مسلمان ہوگئے۔ بحرین کے علاقہ مین ہجر ایک مقام ہے یہان ایران کی طرف سے سیبخت حاکم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے نام بھی خط بھیجا اور وہ بھی مسلمان ہوگیا۔

عمان۔ اس شہر پر ازد کا قبضہ تھا۔ اور عبید و جعفر یہان کے رئیس تھے۔ سنہ ۹ ہجری مین آنحضرت صلعم نے ابو زید انصاری کو جو حافظ قرآن تھے اور عمر بن عاص کو دعوت اسلام کا خط دیکر بھیجا۔ دونون رئیسون نے اسلام کو قبول کیا اور اونکے بعد وہان کے تمام عرب اونکی ترغیب سے اسلام لائے۔

عرب شام مین اشاعت اسلام

شام کے اطراف مین جو عرب آباد تھے۔ اون مین متعدد ریاستین تھین۔ انھین سے غسان اور اوسکے اضلاع فروہ بن عمر کے زیر فرمان تھے۔ لیکن خود فروہ رومی سلطنت کی طرف سے گویا گورنر تھا۔ اس نے اسلام کی طرف سے واقفیت پیدا کی تو مسلمان ہوگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اظہار اسلام کے ساتھ ایک خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ عیسائی رومیون کو اُنکے اسلام لانے کا حال معلوم ہوا تو اون کو گرفتار کرکے سولی دیدی۔ اوسوقت یہ شعر انکی زبان پر تھا ؎

بلغ سراۃ المسلمین بانی ۔۔۔ سلو لربّی اعظمی ومقامی

مسلمان سردارون کو میرا پیغام پہونچا دو ۔۔۔ کہ میرا جسم اور میری عزت سب پروردگار کے نام پر نثار ہے

شام اور عرب کے درمیان۔ عذرہ۔ بلی۔ اور جذام وغیرہ قبائل آباد تھے۔ قبیلہ بلی مین عمر عاص کا ننہال تھا۔ اسلئے یہ ایک جماعت کے ساتھ اون اطراف مین بھیجے گئے جب وہ جذام کے تالاب پر پہونچے تو اون کو حملہ کا خوف ہوا۔ دربار نبوت مین اطلاع کی۔ وہان سے حضرت ابو عبیدہ کی ماتحتی مین بغرض حمایت کچھ فوج بھیجی گئی۔ اسکو اہل السیر کی اصطلاح مین غزوۂ ذات السلاسل کہتے ہین۔

مرقومۂ بالا عبارات سے مفصل طور پر اسلامی توسیعات کے حالات معلوم ہوگئے۔ اور ثابت ہوگیا کہ صرف دو ہی تین برسون کی مدت مین اسلام نے اپنی تبلیغ وتعلیم کے فیوض پہونچا کر قریب قریب تمام جزیرہ نمائے عرب کو اپنا مطیع وفرمانبردار بنالیا ان توسیعات اسلامی کے واقعات وحالات مین جو بہت بڑی خوبی قابل غور ولحاظ ہے وہ یہ ہے کہ سوائے علاقہ حجاز اور وہان کے خاص قوم وقبائل قریش ویہود کے۔ تمام عرب کے اتنے متعدد اور مختلف قبائل واقوام مین کسی ایک کے ساتھ بھی اسلام کو دست بقبضہ ہونیکی نوبت نہین آئی۔ قریش اور یہود کے ساتھ جو معرکے پیش آئے۔ وہ بالکل دفاعی تھے

Presented by Ziaraat.Com

-اون مین اسلام نے حفاظت خود اختیاری اور استحکام امن عام کے طریقے اختیار کیئے جیسا کہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

اسلام نے جب حجاز کے ایسے سرکش علاقہ کو زیر کرلیا تھا تو اوسکو علاقہ مین پر فوج لیکر چڑھ جانے اور اوسکو مطیع بنانے مین کون سی دشواری حاصل تھی۔ اسلام کا مدّعا اگر صرف فتوحات ملکی ہوتا یا اسکی تبلیغ و تعلیم صرف سیاسی نقطۂ نظر پر منحصر ہوتی۔ تو فتح مکہ کے بعد دارالاسلام مدینہ مین فتح مین کے انتظام کیئے جاتے۔ اسی طرح فتح یمن کے بعد۔ بحرین۔ ہجر اور عمّان پر فوجون کی چڑھائی ہوتی۔ اور اسی طرح یہ تمام علاقے بالتدریج نوک شمشیر سے مطیع و منقاد بنالیئے جاتے۔ لیکن اسلام کا مدعا۔ اوسکی تبلیغ و تعلیم کا منشا ان تمام آلائشون سے پاک و صاف تھا۔ اوسکا اصلی مقصد دینیات کی تعلیم تھی۔ اور اس ضرورت سے ملک و قوم مین امن و امان کی تعیین۔ جاہل قریش نے اور اونکے دیکھا دیکھی ظالم یہود اوسکی تعلیم و تبلیغ کے راستے مین سدّ راہ ہوئے۔ اور اسکے استیصال کی فکرون مین خون کے دریا بہا دیئے۔ لیکن اتنی کاوش و کوشش کے بعد جب وہ اُسکے اصلی محاسن کو سمجھے تو سارا حجاز اسلام سے بہرہ اندوز تھا۔ بخلاف حجاز کے۔ علاقہ یمن اور دیگر مقامات مرقومۂ بالا علاقجات مین اسلام کے تعلیمی فیوض قبل سے پہونچ گئے تھے۔ وہان کے اکثر سنجیدہ لوگون نے اسکی خوبیون کو ذہن نشین کرلیا تھا اور خود مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ اکثر بارگاہ نبوی مین حاضر ہوکر احکام قرآن اور واجبات اسلام کو سُنکر اور سیکھ کر مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ جیساکہ وفود کے حالات سے معلوم ہو چکا ہے۔ اس بنا پر ان علاقون کے تمام لوگون نے اہلاً و سہلاً کہکر دعوت اسلام کو قبول کرلیا۔ اور اس صورت و واقعیت کے متعلق آنحضرت صلعم کی یہ پیشین گوئی جو عدی بن حاتم الطائی سے خاص طور پر ارشاد فرمائی گئی تھی کہ عنقریب تم دیکھ لوگے کہ ترکستان سے ایک عورت تن تنہا حج کے لیئے روانہ ہوگی اور اپنا فرض ادا کرکے بیخوف و خطرہ اپنے وطن کو واپس جائیگی" ہر طریقہ سے پوری ہو گئی۔ عیسائی معترضین اور یورپ کے سیاسی مدغین آنکھین کھول کر ان واقعات کو پڑھین اور اسلام (وتھ سورڈس) Sword's

(اسلام بالصمصام) کے غلط الزام کو شرم و غیرت کی نگاہون سے ملاحظہ فرمائین۔

یمن مین حضرت علیؑ کی تبلیغی خدمات

شبلی صاحب نے اپنی قدیم عادت و مجبوری کی وجہ سے اس واقعہ کو اضافات استخفافات اور اختصارات کے خاص انداز سے تحریر فرمایا ہے۔ عادت و مجبوری بھی وہی؟ فضائل علیؑ کے اظہار کا خوف دامنگیر ہے۔ حالانکہ اسی واقعہ کی حقیقت جب حدیث و تاریخ کے

Presented by Ziaraat.Com

ماخذون مین تلاش کی جاتی ہے تو آپکے مرقومات سے بالکل مخالف پائی جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپنے بہت سی اون مفید تفصیلات و توجیہات کی نقل کو اپنے مدعا کے خلاف سمجھکر قلمزد فرمادیا ہے۔ ہم آپکے ان قلمی مصنوعات کی حقیقت کا انکشاف محدث شیرازی کی حسب ذیل عبارت سے نقل کرتے ہین

ودرین سال سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحبت علیؑ مرتضٰی کرم اللہ وجہہ لوائے عقد فرمودہ ودستار بدست مبارک خود بروے بیچید دگویند آن دستار سہ پیچ بود و دو علالت گذاشت یکے از جانب پیش و دیگرے از جانب قفا و سہ صد سوار ہمراہ وے گردانیدہ بجانب یمن فرستاد و گفت یا علیؑ۔ برو تا بساحت ایشاں و باید کہ مقابلہ نہ کنی تا ایشان با تو مقاتلہ نکنند۔ پس علی علیہ السلام بموجب فرمودۂ نبی صلعم روان شد و روایتے آنکہ آن اول جنگے بود از اہل اسلام کہ در آن بلاد آمد و در روایتے آنکہ علیؑ گفت مرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب یمن فرستاد گفتم یا رسول مرا بدیار جماعتے از اہل کتاب میفرستی و حالانکہ من جوانم و علم قضایا نیکو نمیدانم حضرت دست مبارک بر سینہ من نہاد و فرمود اللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ وَاھْدِ قَلْبَہٗ و در روایتے آن کہ فرمود کہ زود باشد کہ اللہ تعالیٰ ترا ہدایت بخشد و زبان ترا براستی ثابت گرداند و فرمود اے علیؑ چون دو خصم بنزد تو آیند و مدعی دعوی کند میان ایشان حکم مکن تا زمانیکہ سخن آن خصم دیگر نشنوی کہ این طریقہ سزاوار تر است تا آنکہ بر تو روشن گردد کہ حکم چیست۔ علیؑ گوید کہ بعد ازین دیگر ہرگز

اس سال جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کیلئے ایک علم ترتیب دیا اور اونکے سر پر اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا۔ عمامہ تین پیچ کا تھا اُسکے دوسرے آگے پیچھے چھوٹے ہوئے تھے اور آپکی ہمراہی مین تین سو سوار دیگر یمن کی طرف روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ جاؤ اور جب اون کی زمین مین پہونچو تو اون کے ساتھ مقابلہ نہ کرنا جب تک کہ وہ تم سے خود مقابلہ نہ کریں۔ حضرت علیؑ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ پہلی جماعت تھی جو یمن کی طرف روانہ فرمائی گئی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت علیؑ نے خدمت نبوی مین گذارش کی کہ آپ مجھ سے نوجوان شخص کو اون لوگون کی طرف بھیجتے ہین حالانکہ مجھے حکم قضایا اچھی طرح معلوم نہین حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ یہ سنکر جناب رسولخداؐ نے اپنا دست مطہر میرے سینہ پر رکھدیا اور فرمایا "خدایا تو اسکی زبان کو ثابت رکھ اور اسکے قلب کو ہدایت فرما" اور ایک روایت مین یوں آیا ہے کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ بہت جلد خدا تعالیٰ تمکو کمال ہدایت عنایت فرمائیگا اور تمھاری زبان کو مستقل اور ثابت بصداقت رکھے گا اور یہ بھی فرمایا کہ یا علیؑ جب دو دعویدار اپنے تصفیہ کے لیے تمھارے پاس آئین تو تم اونکے بارے مین کوئی حکم نہ کرنا جبتک دونون کا بیان نہ سُن لینا تاکہ حقیقت حال تمپر ظاہر ہو جائے۔ اور یہی طریقہ اجرائے احکام کا بہترین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

د۔ ہیچ قضیۃ مراشک واقع نہ نشد لاجرم در علم قضایا چنان ماہر گشت کہ زبان معجز بیان محمدی در وصف او فرمود۔ اقضاکم علیا۔ علی قاضی ترین امت اسلام است

روضۃ الاحباب ص۵۲۹

حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ اسی کے بعد پھر کسی امر کے تصفیہ مین مجھکو کبھی تامل نہین ہوا اور بالآخر یہی قوت فیصلہ کی شہرت اتنی مشہور ہوئی کہ زبان رسالت نے بھی آپکے فیصلون کی تعریف مین فرمایا کہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؑ ہین"

لہ یمن مین جو متنازع فیہ مسئلات کے فیصلے حضرت علیؑ نے صادر فرمائے وہ ہر طریقہ اور اعتبار سے ایسے ہی کامل تھے کہ رہان رسالت نے اونکی نہا تصدیق ہی نہین بلکہ بحید تعریف بھی فرمائی ہمنے سراج المبین جلد دوم مین آپکے ان تمام فیصلون کو پوری تفصیل سے نقل کردیا ہے مناسبت مقام کی ضرورت سے ان مین سے کل دو فیصلے جو مین کے خاص زمانہ قیام مین نافذ فرمائے گئے تھے نمونہ کے طور پر نقل ہوتے ہین جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ زبان رسالت سے اقضاکم علیا کی تصدیق محبت یا قرابت پر مبنی نہین تھی بلکہ حقیقت اور واقعیت کے معیار پر۔ امام احمد بن حنبل مسند مین لکھتے ہین۔

عن علیؑ ان رسول اللہ صلعم بعثہ الی یمن فوجد اربعۃ وھوا فی حفرۃ ایصطاد فیہ الاسد سقط اوّلؑ فتعلق باخر وتعلق الاخر باخر حتی تساقط الاربعۃ فجرحہم الاسد وما تو من جراحتہ فتنازع اولیآءھم حتی کادوا یقتتلون فقال علیؑ انا اقضی بینکم فان رضیتم فھو القضاء والا حجزت بعضکم عن بعض حتی تاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من قبائل الذین حفروا البیر ربع الدیۃ والثلث ونصفہا ودیۃ کاملۃ فللاول ربع دیۃ لانہ اھلک من فوقہ وللثانی ثلثہا لانہ اھلک من فوقہ وللثالث النصف لانہ اھلک من فوقہ وللرابع دیۃ کاملۃ

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہان یہ چار آدمی ایک گڑھے مین گر پڑے تھے جو شیر کے شکار کرنیکے واسطے کھودا گیا تھا اور حیلے سے اس مین شیر گرایا ہوا تھا جب ایک آدمی اس مین گرنے لگا تو اوس نے دوسرے کو پکڑ لیا جب دوسرا مین گرنے لگا تو اوسنے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرے نے چوتھے کو اسطرح چارون مین گر گئے شیر نے ان چارون کو زخمی کرکے مار ڈالا۔ اُنکے وارثون مین تنازع پیدا ہوا قریب تھا کہ آپس مین جنگ کی نوبت پہونچ جائے جناب امیرؑ نے فرمایا مین اس قصہ کو فیصل کیے دیتا ہون اگر تم راضی ہو جاؤ ورنہ چند آدمی تم مین سے آنحضرت کی خدمت مین چلے جاؤ حضرت آپ تمھارا جھگڑا فیصل کردینگے جناب امیرؑ نے فرمایا جن لوگون نے یہ گڑھا کھودا ہے ان سے دیت اسطرح وصول کرو کہ ایک چوتھا حصہ دیت کا ہو ایک تیسرا حصہ اور ایک نصف حصہ اور ایک پوری دیت ہو پہلے آدمی کی چوتھائی ہو۔ دوسرے کی تہائی تیسرے کی نصف اور چوتھے کیلئے پوری دیت

Presented by Ziaraat.Com

حقیقت یہ ہے کہ یمن مین حضرت علیؑ دو بار بھیجے گئے تھے۔ ایک بار تبلیغ کی ضرورت سے اور دوسری بار خالد بن ولید سے رقم خمس وصول کرنیکے لیئے۔ لیکن اکثر محدثین و مورخین نے اپکی دونو خدمتون کو ایک ہی تفصیل مین بیان کردیا ہے۔ لیکن ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات مین اسکی تفریق کردی ہے اور محدث شیرازی نے بھی روضۃ الاحباب صـ۵۲۷ مین تصریح فرمادی ہے۔

قبیلہ ہمدان مین تبلیغ کا تو وہی واقعہ ہے جو شبلی صاحب نے اوپر نقل کیا ہے۔ لیکن طبری کی عبارت سے اوس مین اتنے اضافہ کی ضرورت ہے کہ یمن مین جو جماعت اسلامی خدمات تبلیغی کے لیئے بھیجی گئی تھی۔ اوس مین متفرق لوگ مختلف قبائل یمن مین تبلیغ کے لیئے مامور ہوئے تھے چنانچہ خالد بن ولید پہلے قبیلہ ہمدان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ لیکن وہ لوگ مسلمان نہین ہوئے۔ جب اسکی خبر بارگاہ نبوت مین پہونچی تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو قبیلۂ ہمدان کی طرف بھیجا۔ تاریخ طبری کی عبارت یہ ہے۔

فی هذه السنة بعث رسول الله صلعم علیًّا الی الیمن وقد کان ارسل صلعم خالد

اس سال جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ اور ان سے پہلے خالد بن ولید کو روانہ

بقیہ نوٹ صـ۳۵۴ فابوا ان یرضوا فاتوا رسول اللہ صلعم فقصوا علیه القصة فقال رجل قضانا علینا علی فلمّا قصّوا علیه القصة اجازة۔

۵۲ ان لوگون نے اس سے انکار کیا اور راضی ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت مین آئے۔ آپ مقام ابراہیم مین تھے انھون نے تمام قصہ بیان کیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ علیؑ نے اس کا فیصلہ کردیا ہے پھر وہ فیصلہ سنا دیا آپنے اوسی فیصلہ کو بحال رکھا۔

(۲) عن زید بن ارقم قال کنت عند النبی صلعم اذ جاء کتاب من علی فیه ان ثلثة نفرا توی یختصمون فی غلام وطئوا امّه فی الجاهلیة فی طهر واحد کلهم یدعیه انه ابنه فقضیت بینهم ان اقرعت بینهم وجعلته للقارع منهم علی ان یغرم للآخرین ثلثی الدیة فضحك

۵۲ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ مین جناب سرور عالم کی خدمت مین حاضر تھا کہ مین سے علیؑ کا خط آیا اوسمین لکھا تھا کہ میرے پاس تین شخص ایک لڑکے کی نسبت اپنا جھگڑا لیکر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت مین اوس لڑکے کی ماں کے ساتھ اون تینون نے ایک ہی طہر مین جماع کیا تھا ان تینون مین سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا ہے مین نے اسکے فیصلہ کیلئے قرعہ ڈالا۔ جسکے نام قرعہ نکلا مین نے اوس لڑکے کو اوسی کا فرزند قرار دیکر یہ شرط کردی کہ یہ شخص باقی دو شخصونکو دیت کی

Presented by Ziaraat.Com

بن ولید الیھم یدعوھم الی الاسلام فلم یجیبوہ وارسل علیاً وامرہ ان یعزل خالداً ومن شاء من اصحابہ

کر چکے تھے کہ اہل یمن کو اسلام کی دعوت دیں لیکن اُن لوگون نے اسلام مین قبول کیا تو آپ نے حضرت علیؑ کو بھیجا اور حکم دیا کہ خالد اور اون کے ساتھیون مین جسکو چاہین معزول کردین۔

شبلی صاحب نے تبلیغ سورہ برارت مین حضرت ابوبکر کے عزل رسالت کی طرح اس واقعہ مین بھی خالد بن ولید کے معزولی کو مرفوع القلم فرمادیا ہے۔ کیونکہ دونون حضرات ایک ہی خانوادہ کے چشم وچراغ تھے اور آپکو دونون بزرگون سے عقیدت کا شرف خاص حاصل تھا۔ ترک ادب سے ترک قلم بہتر سمجھا گیا۔

اس عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ حضرت علیؑ جمعیت اسلامی کے امیر بالاختیار بنا کر بھیجے گئے تھے۔ خالد جس طبیعت کے آدمی تھے وہ ظاہر ہے۔ اونکو حضرت علیؑ کی یہ ترجیح وتفضیل سخت ناگوار گذری لیکن بارگاہ نبوت کا حکم تھا۔ چپ رہ گئے۔ مگر مخفی طور پر اکثر اہالیان لشکر کو حضرت علیؑ کے طرز عمل پر خواہ مخواہ شکایت پر برانگیختہ کرنے لگے۔ اہل اسلام مین بریدہ اپنی سادہ لوحی سے خالد کے اس حیلہ مین آگئے۔ اور کنیز والے مشہور ومعروف واقعہ کی شکایت آنحضرت صلعم کی خدمت مین پیش کی۔ امام بخاری نے صرف خالد کی حمایت مین اس واقعہ کو جس مبہم طریقہ سے بیان کیا ہے اوسکی تصریح وتنقید ہم جلد اول مین پوری تفصیل سے کر چکے ہین۔ ہم ذیل مین پھر اس واقعہ کو امام نسائی اور امام احمد بن حنبل کی عبارت سے نقل کرتے ہین۔

عن عبد اللہ بن بریدہ قال حدثنی ابی قال لم یکن من الناس ابغض الیّ من علیٍّ حتی احببت رجلاً ولا احببتہ الّا علی بغض علی فبعث ذلک الرجل علی خیل فصحبتہ وما صحبتہ الّا علی بغض علی فاصاب سبیاً فکتب الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یبعث الیہ من یخمسہ فبعث الینا علیاً وفی السبی وصیفۃ افضل من

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگون مین سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جسقدر کہ جناب امیرؑ کا یہان تک کہ مین ایک آدمی کو اس وجہ سے عزیز رکھتا تھا کہ وہ جناب امیرؑ سے بغض رکھتا تھا وہ آدمی ایک گروہ کے ساتھ بھیجا گیا مین نے جناب امیرؑ کے بغض کی وجہ سے اوسکی رفاقت اختیار کی۔ اس نے آکر اوس گروہ کو گرفتار کرلیا۔ اور حضرت صلعم کی خدمت مین لکھ بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجا جاوے تاکہ خمس کا مال اوسکے حوالہ کیا جاوے حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو خمس لینے کے لیے بھیجا۔ قیدیون مین

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۵۔ النبی صلعم حتی بدت۔

دو تہائیان ادا کردے سرور دنیا ودین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے یہانتک کہ آپکے دندان مبارک نظر آنے لگے پھر آپنے فرمایا کہ علی کے فیصلے کے سوا ہمین اسکا کوئی دوسرا فیصلہ معلوم نہین۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۴۲

السبی حین خمس صارت فی الخمس ثم صارت فی اهل بیت النبی صلی الله علیه واله وسلم ثم صارت فی آل علیّ فاتانا وراسه یقطر فقلنا ما هذا فقال اما تروا لوصیفه صارت فی الخمس ثم صارت فی اهل بیت النبی صلعم مصدقاً ثم صارت فی آل علی فوقعت علیها فکتب وبعثنی مضافاً لکتابة الی النبی صلعم مصدقاً لما قال فی علی فلما اتیت النبی صلی الله علیه واله وسلم وقرع کتابه فجعلت اقول علیه صدق فامسك بیدی وقال اتبغض علیاً فقلت نعم فقال لی لا تبغضه وان کنت تحبه فازدد له حباً فوالذی نفسی بیده لنصیب آل علیّ فی الخمس افضل من وصیفة فما کان بعد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم احب الیّ من علیّ قال عبد الله هو ابن بریدة والله ما کان فی الحدیث بینی وبین النبی صلعم غیر ابی۔

(اخرجه الاحمد والنسائی)

ایک کنیز تھی۔ جو سب قیدیون مین افضل تھی جب پانچوان حصہ چھانٹا گیا تو وہ کنیز خمس مین آگئی اور خمس سے اہلبیت نبویؐ کے حصہ مین آگئی۔ اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ مین آگئی۔ ایک روز جناب امیرؑ ہمارے پاس تشریف لائے۔ انکے سر کے بالون سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے ہمنے پوچھا آپکے غسل فرمانیکی کیا وجہ ہے فرمانے لگے تمنے نہین دیکھا وہ کنیز خمس مین آگئی۔ اور خمس سے اہلبیت کے حصہ مین آئی اور اہل بیت کے حصہ سے علیؑ کی آل کے حصہ مین آئی۔ مین نے اوس سے صحبت کی ہے پس اوس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھکر مجھے تصدیق کرنے کے لئے حضرت کے پاس بھیجا۔ جب مین حضرت کے پاس پہونچا اور خط حضور کو دیا اور آپنے اوس خط کو پڑھا مین نے لفظاً لفظاً اوسکی تصدیق کی آپنے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کیا تو علیؑ سے بغض رکھتا ہے مین نے کہا ہان۔ فرمایا اوس سے بغض نہ رکھ۔ بلکہ اگر تو اوسکو دوست رکھتا ہے تو اب اور زیادہ دوست رکھ۔ قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ خمس مین علیؑ کی آل کا حصہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اسکے بعد جناب رسول اللہ صلعم کے بعد مجھے جناب امیرؑ سے کوئی زیادہ عزیز نہین تھا عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد کے اور کوئی دوسرا واسطہ نہین تھا۔

یہ واقعات ہین جو شبلی صاحب نے اپنی مصلحت خاص سے ناقابل ذکر سمجھکر مرفوع القلم فرما دیئے ہین لیکن آپ سے پہلے تمام چھوٹے بڑے مولفین نے اپنے اپنے تالیفات مین بلا تامل مندرج فرمائے ہین۔ لیکن آپ ان مجبوریون سے کہ ان واقعات سے آپکے حضرت خالد کی حضرت علی مرتضیٰ سے خواہ مخواہ بغض و عداوت۔ اغوا و غوایت اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کے فضائل و مراتب ظاہر ہوتے تھے اسلئے یمن کے واقعات مین ایسے مشہور و معروف

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ کو۔ جو تنہا مورخین ہی کا نہین بلکہ تمام محدثین معتقدین کا مختار قرار پا چکا ہے۔ مرفوع القلم فرمادیا۔

شبلی صاحب کی نئی ترتیب تالیف شبلی صاحب نے ان مضامین کو لکھکر ترتیب تالیف کو بدل دیا ہے۔ اور واقعہ نگاری اور سانحہ نویسی کے تسلسل سے بالکل الگ ہوکر عملیات رسالت کے محاس کی تفصیل شروع کردی ہے اور قریب قریب تین چار جزوین تبلیغ تعلیم و بنیات اور تدوین و تنظیم ملک و اقوام کے تمام حالات و واقعات گذشتہ و موجودہ بلا خیال سنین، و سال جمع کردیئے ہین۔ ان تمام واقعات و حالات کی نقل و تحریر تفصیل و تصریح کے بعد۔ پھر پلٹ کر تاریخ نویسی کی چھوڑی ہوئی راہ پر آگئے ہین اور حجۃ الوداع سنہ ہجری سے سیرۃ النبی صلعم کے واقعات کا پھر سلسلہ اٹھایا گیا ہے اور وفات سنہ ہجری کے حالات تک پہونچاکر ختم فرمایا گیا ہے۔

دنیا بھر کی سیرۃ و تاریخ کے اصول تالیف سے علیحدہ ہوکر۔ یہ گاہے چنین گاہے چنان" کا خاص طرز تحریر اور انداز بیان اختیار فرمایا گیا ہے۔ یہ آخر کیون؟ صرف اسلیے کہ تنظیم و سیاسیات کے بیانات سے خلافت کا سنگ بنیاد رکھنا ہے۔ اور سیاسیات رسالت کے رنگ خلافت آئندہ کے خاکے مین بھرنا ہے جب ہی تو اس باب خاص کا عنوان ان الفاظ مین قائم کیا گیا ہے "تاسیس حکومت الٰہی اور استخلاف فی الارض" اور اس عنوان کے نیچے آیہ استخلاف کو نقل کیا ہے۔

اگر شبلی صاحب کا مدعا یہ ہے کہ حکومت الٰہی اور استخلاف فی الارض۔ جسکی بشارت سورہ نور جزو ۱۸ مین موجود ہین۔ جیسا آپ کے سیاق تحریر اور ترکیب ترتیب سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ زمانہ رسالت ہی مین تمام ہوگئی۔ تو ہمکو آپ سے پورا اتفاق ہے۔ اور اگر آپ اسکو کھینچ تان کر خلافت راشدہ تک لیجاتے ہین اور فتوحات شام۔ مصر اور فارس وغیرہ کو اس کا مفہوم اصلی بتلاتے ہین تو۔ جناب والا۔ خلفائے امویہ و بنی عباسیہ نے کیا قصور کیا ہے۔ ان کی فتوحات و توسیعات ملکی کو بھی اسی کے اندر کیون نہین لاتے۔ اسلیے کہ وہ بھی تو خلفائے رسول اللہ تھے اور امیر المومنین کہے جاتے تھے۔ سعدی شیرازی نے آخر خلیفہ عباسیہ مستعصم باللہ کا جو مرثیہ لکھا ہے اوس مین برابر امیر المومنین کے لقب مخصوص سے اوسکو یاد کیا ہے۔ کیا اس امیر المومنین اور خلافت راشدہ کے امیر المومنین مین آپ کوئی فرق بتلاسکتے ہین۔

ابھی اور آگے چلئے۔ اسی سلسلۂ خلفائے رسولؐ مین۔ بنی فاطمیین خلفائے مصر۔ انکے بعد خلفائے سلسلۂ ایوبیہ فاتحین شام و بیت المقدس۔ پھر اون کے بعد خلفائے سلسلہ عثمانیہ قسطنطنیہ بھی۔ جو قریب قریب چار سو برس تک مسند نشین خلافت رہے۔ اور ابھی چند سال پیشتر تک تمام ملکی و قومی اور مذہبی جرائد و صحائف مین اونکے خلیفۃ المسلمین مطلق اور امیر المومنین برحق ہونے پر بڑی بڑی معرکۃ الآرا انجمنین کی گئین

Presented by Ziaraat.Com

بڑی بڑی پرزور تحریرین لکھی گئین - اسی تعریف و توصیف مین کیون نہ داخل کیے جائین گے - تو گویا اس وقت تک اس بشارت ایزدی کا سلسلہ پورا ہونا تسلیم کرنا ہوگا اور اس بشارت کے سلسلہ مین ہر خلیفہ مسند نشین کے بعد "باقی دارد" کی یاددہانی کا اضافہ کرنا ہوگا - خیریت ہوگئی کہ مصطفےٰ کمال پاشا غازی نے اس سلسلہ کو تمام کردیا اور خلافت کے نام ہی کو جریدہ سیاست سے محو کردیا - اب نہ کہین خلافت ہی اور نہ کوئی خلیفہ - نہین معلوم کہ خاتمۂ خلافت کے ساتھ یہ بشارت بھی تمام ہوگئی یا نہین - العلم عنداللہ -

بہرحال یہ تحریر تو شبلی صاحب کی تمہید حفظ ماتقدم کے جواب مین ایک مختصر سا جملہ معترضہ تھا جو ضرورتاً حائل ہوگیا - اس کا منقدانہ انکشاف حال کرکے پھر شبلی صاحب کی اس ترتیب خاص کے اندراج کو دکھلاتے ہین - ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ تمام سیر و تاریخ کی ترتیب سے علیحدہ آپنے اپنی کتاب مین یہ ترتیب اختیار فرمائی ہے - جتنی اسلامی تاریخ و سیرت کی کتابین میرے پیش نظر ہین کم و بیش یا قریب قریب اوتنی ہی کتابین آپکے مطالعہ و ملاحظہ مین بھی آئی ہونگی کیا آپ بتا سکتے ہین کہ کس کتاب مین [illegible] یہ ترتیب اختیار کی گئی ہے - علم تاریخ کے بیان مین آپنے تاریخ ابن خلدون کا مقدمہ تو ضرور پڑھا ہوگا مجھے یاد آتا ہے کہ آپنے اپنی کسی تالیف مین اوسکی بڑی تعریف کی ہے - اوس مقدمہ کو پھر دیکھ مطالعہ فرمایا جاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ وجدین علم تاریخ اور محققین فن سیر نے تدوین واقعات تاریخ و سوانحات سیرت کے کیا اصول مدون فرمائے ہین - شاید ابن خلدون کا کوئی نسخہ (جیسا کہ مین خود دیکھ آیا ہون) آپکے کتبخانہ دارالمصنفین اعظم گڈھ مین نہین ہے - اسی وجہ و مجبوری سے سیرۃ النبیؐ کے مجلدات مین اوسکے حوالے کم پائے جاتے ہین - بہتر وہ نہین تو صرف خاوندشاہ ہروی سمرقندی کی تاریخ روضۃ الصفا کا مقدمہ یا دیباچہ بھی آپکی اطلاع کے لئے کافی ہوگا - اوسی کو ملاحظہ کیا جائیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ تدوین مضامین تاریخ و سیرت کے یہ خاص اصول مقرر کیے گئے ہین کہ پہلے صاحب کتاب (ہیرو) کے تمام و کمال حالات و واقعات و سوانحات حیات جو مدعائے تاریخ و سیرت کی تعریف خاص کے اندر آتے ہون ولادت کے روز سے لیکر وفات کے دن تک مفصل اور مسلسل طریقہ سے قلمبند کرلیے جاتے ہین - ان کے بعد اوسکے عملیات - جن مین دینیات - سیاسیات - اخلاقیات - غرض تمام محاسنات شامل ہین - مفصل اور مسلسل طریقہ سے یکے بادیگرے سلسلۂ تحریر مین بیان کیے جاتے ہین - یہی جمہور مورخین اور ارباب سیرت کا طریقہ تالیف ہے - جو متقدمین سے لیکر متاخرین تک کا برابر عملدرآمد ثابت ہے - شبلی صاحب نے یورپین مصنفین کی تقلید مین اور اپنی سیرت کو فلسفہ تاریخ کی صورت مین ڈھالنے کی تمنائے شدید مین اس ترتیب و ترکیب خاص کا

نسخہ تیار کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بہت سے واقعات قبل از وقوع قلمبند ہوگئے اور بہت سے ایسے حالات جو پہلے بیان ہونے چاہیئے تھے۔ سب سے پیچھے بیان کیئے گئے ہین۔ مثلاً وہ احکام حلال و حرام جو حجۃ الوداع مین نازل ہوے ہین وہ ابھی سے احکام دینیات مین مندرج فرما دیئے گئے ہین حالانکہ واقعیت کے اعتبار سے۔ سلسلۂ بیان مین حجۃ الوداع کا ابھی نام و نشان بھی نہین ہے تکمیل اسلام اور اتمام نعمت ایمان کی کل بشارتین بیان فرما دی گئی ہین۔ حالانکہ اون کا موقع نزول ابھی آگے آنے والا ہے۔

اسی طرح سے بہت سے احکام دینی اور نظام قومی جو بہت قبل نفاذ پا چکے تھے اونکے بیان سے اصل موقع اور مقام تو خالی چھوڑ دیئے گئے ہین اور اون سب کو بلا لحاظ و خیال ایام و سال اسی تفصیل مین اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ مثلاً حرمت خمر کا بالتدریج حکم نزول جسکی ابتدا غزوہ احد ۳ھ ہجری سے بتلائی گئی ہے [illegible] سے قبل از سنہ قطعی ممانعت بتلائی گئی ہے۔ ۳ھ ہجری سے لیکر ۹ھ ہجری تک اسکی بالتدریج حرمت و امتناع کی اصل کتاب مین کہین کوئی تفصیل موجود نہین ہے۔ یہ مواد جلد دوم کی اس تفصیل مین خلط مبحث بنا کر اکٹھا کر دیا گیا ہے گویا ۳ھ ہجری کے واقعہ حرمت خمر کو ۹ھ ہجری سے بعد کے واقعات کی تفصیل مین بیان کیا گیا ہے۔

اسی تفصیل مین حضرت علیؓ کی شراب خواری والی ناپاک روایت بھی ہے۔ جسکو ابو داؤد کی گندہ دماغی نے اپنے پراگندہ سلسلہ سے لکھا ہے اور آپکے نجس قلم نے اوسکو نقل بھی کر دیا ہے۔ اس بنا پر ۳ھ یا ۴ھ ہجری کے واقعہ کو ۹ھ ہجری کے بعد کے سلسلہ حالات مین بیان کیا ہے۔ ہمارا موجودہ سلسلۂ تنقید تو اس ناپاک روایت کی تردید و تکذیب کے لیئے اسی وقت اور موقع پر مصر تھا لیکن ہم اوسکو دو وجہون سے آئندہ مضامین کی تفصیل تک اوٹھا رکھتے ہین۔ اوّل تو وہی کہ پھر میرے ترتیب واقعات مین بھی آپ ہی کے ایسی بے ترتیبی اور بے ربطی پیدا ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ واقعات احکام دینیات کے ذیل مین عملیات سے تعلق رکھتے ہین اور عملیات کا بیان جیسا کہ ہم اوپر لکھکر بتلا آئے ہین سوانحات کے بیانات کے بعد ہوتا ہے۔ اس بنا پر وفات کے بعد انشاء اللہ سلسلۂ بیان مین اسکے تنقیدی انکشافات مندرج کیئے جاوینگے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شبلی صاحب کی کتاب چھپتے ہی اس جھوٹی اور فتنہ انگیز روایت کی ملک و قوم مین اتنی دھجیان اوڑ چکی ہین کہ اوسکی موضوعیت و مصنوعیت کا بال تک باقی نہین چھوڑا گیا فتنۂ شبلی کی دو تیار جلدین ملک و قوم کے ہاتھون ہاتھ بہونچ چکین۔ اسلیئے اوسکی تنقید و تردید کی اتنی

Presented by Ziaraat.Com

عجلت ضروری بھی نہین تھی آپ کی انھین بدترتیبیون کو مدنظر کرکے ہم اپنے سلسلۂ بیان مین اوس ترکیب و تفصیل سے علیحدہ ہونا کسی طرح پسند نہین کرتے جسکو ہم چالیس برسون سے اپنے سوانحات کی ترتیب و تالیف مین قائم رکھ چکے ہین اسلیئے کہ ہمنے سیرت کو منطق اور تاریخ کو فلسفہ بنانے کی اولٹی منطق نہین پڑھی ہے۔ وانّ ھذا لشئ عجاب۔

حجّۃ الوداع سنہ ۱۰ ہجری

شبلی صاحب اسکی تفصیلی کیفیت حسب ذیل قلمبند فرماتے ہین۔

سال آخر۔ حجۃ الوداع۔ اختتام فرض نبوت۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری مطابق فروری سنہ ۶۳۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون جو مہربان اور رحیم ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔

حب خدا کی فتح آگئی اور مکّہ فتح ہوچکا اور تونے دیکھ لیا کہ لوگ خدا کے دین مین فوج کی فوج داخل ہورہے ہین تو خدا کی تسبیح پڑھ اور استغفار کر۔ خدا توبہ قبول کرنیوالا ہے۔

بظاہر خیال ہوتا ہے کہ نصرت و فتح کے مقابلہ مین شکر کی ہدایت ہونی چاہیئے۔ تسبیح و استغفار سے فتح کو کیا مناسبت ہے۔ اس بنا پر ایک صحبت مین حضرت عمر نے صحابہ سے اس آیت کے معنی پوچھے تو لوگون نے مختلف معنی بتلائے۔ حضرت عمر نے عبداللہ بن عباس کی طرف دیکھا وہ کمسن تھے۔ جواب دیتے جھجکتے تھے جب حضرت عمر نے ڈھارس بندھائی۔ تو اونھون نے کہا کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کی قربت وفات کا اعلان ہے کہ استغفار کے لیئے مخصوص ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی توجیہ اور آپکی تفضیل کے تسلیم کرلینے مین ہمین کوئی عذر نہین ہے مگر تاہم اتنا انکشاف حقیقت ضروری ہے کہ آیا حقیقتاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے لیئے استغفار کی ضرورت تھی یا نہین اسلیئے کہ آپ اسلام کے عقائد مسلمہ کے موافق معصوم تھے۔ پھر جب ارتکاب معصیت آپ سے ممکن نہین تو استغفار کی کیا ضرورت تھی شبلی صاحب نے توجیہ بھی لکھدی تفصیل بھی کردی۔ مگر مسئلہ کے اس پہلو پر نظر نہ ڈالی معلوم ہوتا ہے کہ عصمت رسول کے متعلق آپ اوس گروہ کے ہمخیال ہین جو رسولؐ کو جائز الخطا قرار دیتا ہے۔ غالباً اسکے انکشاف حقیقت سے آپ کا سکوت اسی خیال خاص پر مبنی ہے۔ اسلیئے ہمکو اسکی نسبت یہ لکھکر بتلا دینا ضروری ہے کہ اگر حقیقتاً آپ کا ایسا خیال ہے تو اسلام کے عقیدۂ مسلّمہ کے سراسر خلاف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس آیہ وافی ہدایہ مین حکم استغفار بغرض تمثیل تعمیم اور بطریق تعمیل تعلیم آیا ہے۔ بالکل اُسی طرح جس طرح اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ سورۂ فتح جزو ۲۶ ہمنے تجھکو (اے پیغمبر) کھلی کھلی فتح عنایت کی۔ تیرے قبل واٰخر کے تمام گناہون کو بخشدیا۔

مین۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صدور معصیت قطعی ممنوع ہے۔ ان آیات مین جو ذکر استغفار ہے وہ محض عام لوگون کی تعلیم وتلقین کی خاص ضرورت سے بتلایا گیا ہے کہ باوجود معصوم ہونے کے بھی تم خود طریقہ استغفار دکھلاکر اور بتلاکر گنہگاران امت کو آمرزش معاصی کے لیئے بارگاہ ایزدی سے طلب استغفار کی تعلیم کرو کہ اون کے یہ طرز عمل اور ترکیب توبہ وانابت تمھارے ارشاد وہدایت کے مطابق اون کی نجات اور عفو جرائم کا ذریعہ ووسیلہ قائم ہون۔ انھین دو مقامات پر منحصر نہین۔ قرآن مجید مین جہان جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم استغفار آیا ہے۔ اوس سے یہی مراد ہے۔ اور اسکے سوا کوئی دوسرے معنی نہین۔ فافہم فتدبر۔

اسکے بعد شبلی صاحب اپنے سلسلۂ بیان مین لکھتے ہین۔

اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ کو معلوم ہوگیا تھا کہ رحلت کا زمانہ قریب آگیا اسلیئے اب ضرورت تھی کہ تمام دنیا کے سامنے شریعت اور اخلاق کے تمام اصول سیاسی کا مجمع عام مین اعلان کردیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے زمانہ سے ابتک فریضۂ حج ادا نہین فرمایا تھا۔ ایک مدت تک تو قریش سدراہ رہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد موقع ملا لیکن مصالح ملکی اسکے مقتضی تھے کہ یہ فرض سب سے آخر مین ادا کیا جاوے۔ بہرحال۔ ذیقعدہ مین اعلان ہوا کہ آنحضرت صلعم بارادۂ حج مکہ تشریف لیئے جارہے ہین۔ یہ خبر دفعتہً پھیل گئی اور شرف ہمرکابی کے لیئے تمام عرب اومنڈ آیا۔ سنیچر کے دن۔ ذیقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپنے غسل فرمایا اور چادر۔ تہمد باندھی۔ نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ اور مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر۔ ذوالحلیفہ ایک مقام ہے۔ جو مدینہ کی مضافات ہے یہان پہونچکر شب بھر اقامت فرمائی۔ دوسرے دن دوبارہ غسل فرمایا۔ حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آپکے جسم مبارک مین عطر لگایا۔ اسکے بعد آپنے دو رکعت نماز ادا کی پھر ناقہ قصوا پر سوار ہوکر احرام باندھا اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہے۔

لبیک لبیک اللّٰھمّ لبیک لاشریک لک لبیک	لے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہین۔ تیرا کوئی شریک نہین ہم حاضر ہین۔ تعریف
ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لاشریک لک	ونعمت تیرے ہی لیئے ہے۔ ملک وسلطنت تیری ہے کوئی تیرا شریک نہین۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے راوی ہین اون کا بیان ہے کہ مین نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے دائین بائین جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی کا جنگل نظر آتا تھا۔ آنحضرت صلعم لبیک فرماتے تھے تو ہر طرف سے صدائے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی تھی۔ اور تمام دشت و جبل گونج اوٹھتے تھے۔

فتح مکہ مین آپنے جن منازل مین نماز ادا کی تھی۔ وہان برکت کے خیال سے لوگون نے مسجدین بنائی تھین۔ آنحضرت صلعم اُن مساجد مین نماز ادا کرتے جاتے تھے۔ شرف مین پہونچکر غسل فرمایا۔ دوسرے دن۔ اتوار کے روز۔ ذی الحجہ کی ۴ تاریخ کو۔ صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک کا یہ سفر نو دن مین طے ہوا خاندان ہاشم کے لڑکون نے آمد آمد کی خبر سنی تو خوشی سے باہر نکل آئے۔ آپنے فرط محبت سے اونٹ پر کسیکو آگے کیسکو پیچھے بٹھا لیا۔ کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ اے خدا اس گھر کو اور عزت و شرف دے۔ پھر کعبہ کا طواف کیا طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم مین دوگانہ ادا کیا اور یہ آیت پڑھی۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک و	خدا کے سوا کوئی معبود نہین۔ اوسکا کوئی شریک نہین۔ اُسکے لیے
لہ الحمد یحی ویمیت وھو علی کل شئ قدیر	سلطنت ملک اور حمد ہی اور وہ تمام چیزون پر قادر ہی۔ کوئی خدا
لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ وانصر	نہین۔ مگر وہ اکیلا خدا ہے اوسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور

لہ حاشیہ مین حدیث جابرؓ کی نسبت مرقوم ہے۔ ابوداؤد اور مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہی جس کا کی تلخیص یہ ہی کہ حضرت امام باقرؑ نے حضرت جابرؓ سے جب وہ نابینا ہوگئے تھے۔ آنحضرت صلعم کے حج آخر کا حال پوچھا۔ حضرت جابرؓ نے آل رسولؐ کی محبت سے امام باقرؑ کے گریبان کے تکمے کھولے اور اونکے سینہ پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا۔ بھتیجے پوچھ تو کیا پوچھتا ہے؟ پھر نہایت تفصیل سے حج نبویؐ کے تمام حالات بیان کیے۔

حافظ ابن حجر نے امام محمد باقر علیہ السلام اور جابر بن عبداللہ انصاری کی ملاقات کی یہ تفصیلی کیفیت لکھی ہی عن جابر انہ قال لہ وھو صغیر رسول اللہ صلعم یسلم علیک فقیل لہ وکیف ذلک قال وکنت حالسا وعندہ الحسین فی حجرہ ویلاعبہ فقال یا جابرؓ یولد لہ مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیمۃ ینادی منادی لیقم سید العابدین فیقوم ولدہ ثم یولد للہ ولد اسمہ محمدؐ فان ادرکتہ یا جابر فاقرأہ منی السلام۔ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہنے لگے در آنحالیکہ وہ بھی نہایت صغیر السن تھے کہ جناب سرور عالم صلعم نے آپکو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہی جابر بولے کہ مین ایک روز آپکی خدمت مین بیٹھا تھا اور امام حسینؑ علیہ السلام آپکی گود مین کھیل رہے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابرؓ حسینؑ کے ایک لڑکا ہوگا جسکا نام علی رکھا جائے گا قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ سید العابدین اُٹھین اوسوقت امام حسینؑ کا یہ بیٹا اٹھے گا پھر اُسکا ایک بیٹا ہوگا جسکا نام محمدؐ ہوگا۔ اے جابرؓ اگر تم اوسوقت تک زندہ رہو تو اوس سے میرا سلام کہنا۔ ۱۲ مولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔ اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے تمام قبائل کو شکست دی۔

صفا سے اوترکر مروہ پر تشریف لائے۔ یہان بھی دعا و تہلیل کی۔ اہل عرب ایام حج مین عمرہ ناجائز سمجھتے تھے صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہوکر آپنے اون لوگون کو جنکے ساتھ قربانی کے جانور نہین تھے۔ عمرہ تمام کرکے احرام اتار دینے کا حکم دیدیا۔ بعض صحابہ نے گذشتہ رسوم مالوفہ کی بناپر اس حکم کی بجا آوری مین معذرت کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر میرے ساتھ قربانی کے اونٹ نہوتے تو مین بھی ایسا ہی کرتا۔

حضرت علیؑ حجۃ الوداع سے کچھ پہلے بھیجے گئے تھے۔ اوسیوقت وہ یمنی حاجیون کا قافلہ لیکر مکہ مین وارد ہوئے چونکہ اُن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اسلیئے اُنھون نے احرام نہین اوتارا۔

مرقومۂ بالا عبارت۔ حضرت علیؑ کے ذکر تک تو آپنے حدیث و تاریخ کے ماخذون کا صحیح نقل و ترجمہ کیا۔ حضرت علیؑ کا ذکر آیا۔ اور آپکا قلم حقیقت نگاری سے محروم گیا۔ آپکے یہ الفاظ کہ "چونکہ ان کے (حضرت علیؑ کے) ساتھ قربانی کے جانور تھے۔ اسلیئے انھون نے احرام نہین اوتارا" بالکل۔ واقعیت۔ اصلیت۔ حقیقت کے خلاف ہے حالانکہ حضرت علیؑ کا اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لانا کسی حدیث و تاریخ مین نہین ہے اور نہ آپنے اپنی اس عبارت پر کسی حوالہ کا نشان دیا ہے۔ نسائی اور ابوداؤد کے دونو حوالے جو حاشیہ مین درج ہین وہ اوپر کی عبارتون کے متعلق ہین۔ اس سے کوئی واسطہ نہین۔ یہ امر صاف بتلا رہے ہین کہ یہ فقرہ آپکی مخترعات سے ہے۔ جو آپنے اپنی قدیم عادت استخفاف خصائص و فضائل علیؑ کی خاص ضرورت سے لکھا ہے۔ اب اسکے خلاف پہلے تاریخ ابن ہشام کی عبارت مین اسکی حقیقت ملاحظہ ہو۔

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو یمن (نجران) کی طرف
کان بعث علیًّا الی نجران فلقیہ مکّۃ وقد احرم	بھیجا تھا جب وہ وہان سے لوٹ کر آئے تو احرام باندھے ہوئے
فدخل علی فاطمہؑ فوجدھا قد حلّت وتھیّات	حضرت سے مکہ مین ملاقات کی اور جناب سیدہؑ کو دیکھا کہ احرام سے نکلنے
فقال مالک یا بنت رسول اللہ صلعم قالت امرنا	کی تیاری کر رہی ہین۔ جناب امیرؑ نے کہا اے رسول اللہ کی بیٹی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نحل الجمرۃ	تمنے کیون احرام کھولدیا ہے۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہمکو حضرت نے
فحللنا قال ثم اتی رسول اللہ ص فلمّا فرغ من الخبر	عمرہ کے احرام کے کھولنے کا حکم دیا ہے اسلیئے ہمنے احرام کھولدیا ہے
عن سفرہ قال لہ رسولہ اللہ ص انطلق فطف	جناب امیرؑ حضرت صلعم کے پاس گئے جب سفر کی حالت حضرت سے عرض کر چکے
بالبیت وحل کما حلّ اصحابک قال یا	تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کرکے اپنے دوستون کیطرح تم بھی احرام
رسول اللہ ص انی قلت حین احرمت اللھمّ انی	کھولڈالو۔ جناب امیرؑ نے گذارش کی ہمنے احرام باندھنے کے وقت

Presented by Ziaraat.Com

احل بما احل به نبیك وعبدك ورسولك قال فهل معك من هدی قال لا فاشركه رسول الله ص فی هدیه وثبت علی احرامه مع رسول الله ص حتی فرغ من الحج ونحر رسول الله صلعم عنه ۔

دعا کی تھی کہ اے پروردگار جس طرح تیرا نبیؐ تیرا بندہ اور تیرا رسولؐ احرام کھولیگا اُسیطرح مین بھی اپنا احرام کھولونگا آنحضرت صلعم نے پوچھا تمھارے پاس قربانی کی کوئی چیز ہے کہا نہین پس حضرت نے جناب امیرؑ کو بھی اپنی قربانی مین شریک کر لیا اور جناب امیرؑ بدستور سابق جناب رسولخدا صلی اللہ وآلہ وسلم کے سامنے احرام باندھے رہے یہانتک کہ آنحضرت صلعم نے حج سے فارغ ہوکر جناب امیرؑ کی طرف سے بھی قربانی کی"۔

مرقومۂ بالا شاہد تاریخی سے جناب علیؑ مرتضیٰ کا قربانی کے اونٹ اپنے ہمراہ نہ لانا پورے طور سے ثابت ہوگیا۔ قیامت انگیز تعجب تو یہ ہے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ تو بذات خاص جناب رسولخدا صلعم کے سامنے انکار فرماتے ہین کہ میرے پاس قربانی کے لیئے کوئی چیز نہین۔ لیکن شبلی صاحب اقرار کرتے ہین اور چودہ سو ۱۴ برسون کے بعد بتلاتے ہین کہ قربانی کی اشیاء یعنی اونٹ وہ اپنے ہمراہ لائے تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ ہے شبلی صاحب کی حقیقت نویسی۔

مرقومۂ بالا عبارت سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کو اپنی قربانی کے اونٹون مین شریک کرلیا۔ اب اس مشارکت کی تفصیل بھی صحیح مسلم کی حسب ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

عن جابر قال نحر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ثلاثا وستین بدنة واعطا علیًا المنحر فنحر ما غیر منها واشرکه فی هدیه ثم امر من کل بدنة ببضعة فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمها وشربا من عرقها

جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ترسٹھ ۶۳ اونٹ قربانی کیئے۔ انکے علاوہ جسقدر کہ قربانی کیلیے اونٹ رہ گئے تھے۔ اونکی قربانی کیلئے حکم دیا اور برچھا دیا اور اونکو اپنی قربانی مین شریک کیا پھر ہر ایک اونٹ مین سے تھوڑا سا گوشت کاٹ لینے کا حکم دیا پس وہ ایک ہنڈیا مین پکوا کر دونو صاحبون نے کھایا اور اوس کا شوربا پیا۔

پھر اوسی صحیح مسلم مین ایک دوسری حدیث یہ ہے۔

عن علیؑ قال امرنی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان اقوم علی بدنه وان اصدق بلحمها وجلودها وان لا اعطی الجزار منها شیئًا۔

جناب امیر علیہ السلام کہتے ہین کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کیلئے حکم دیا اور فرمایا کہ اس کا تمام گوشت اور پوست خیرات کردو اور قصاب کو اسمین سے کوئی چیز ندی جاوے جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اب کتاب کے ناظرین کو عموماً اور معتقدین شبلی صاحب کو خصوصاً یہ بھی دکھلا دینا چاہتے ہین کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس استحسان کی یاد کو اپنی تمام عمر تک زندہ اور قائم رکھا مسند امام احمد بن حنبل اور صحیح ترمذی مین ہے۔

عن علیؑ امرنی رسول اللہ صلعم ان اضحی عنہ ابدا فکان یضحی عنہ الی ان استشہد بکبشین املحین۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلعم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنیکا حکم دیا تھا پس جناب امیرؑ اپنی شہادت تک آنحضرت صلعم کی طرف سے دو چتلے مینڈھے ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے۔

یہ نکتہ بھی ضرور ملحوظ خاطر رہے۔ اس حدیث کے تحت مین محمدؐ ابن شہاب الزہری۔ جنھون نے سب سے اول بحکم عمر بن عبدالعزیز حدیث کو مدون کیا ہے۔ لکھتے ہین۔

انما خص علیًا بذلک دون اقاربہ واھلہ لقربۃ فکانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل بنفسہ

جناب رسولخدا صلعم نے اپنے تمام اقارب اور ازواج کے سوا جناب علیؑ مرتضیٰ کو اس قربانی کیلیے بوجہ انکی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا ہے اسلیے کہ جناب امیرؑ کا قربانی کرنا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قربانی فرمانا تھا

یہ سب تفصیل کتاب ارجح المطالب صہ ۵۳۱۔ صہ ۵۳۳ مین مندرج ہے کبھی ممکن تھا کہ شبلی صاحب ان مرویات حدیث و تاریخ کی تصریح فرماتے۔ جس سے حضرت علیؑ کے فضائل مخصوص معلوم ہوتے۔ انّ ھذا منہ ابعد الابعاد آپنے تو اپنی تحریر مین واقعیت ہی کو بالکل معکوس فرمادیا تھا۔ مگر ہم پھر وہی عرض کرینگے۔ وہی حقیقت تھی۔ جو نہ چھپ سکی۔ اور آخر ظاہر ہوگئی۔

اسکے آگے شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین۔

جمعرات کے روز آٹھوین تاریخ کو آپنے تمام مسلمانون کے ساتھ منیٰ مین قیام فرمایا دوسرے دن نوین ذی الحجہ جمعہ کے روز نماز پڑھکر منیٰ سے روانہ ہوئے۔ قریش کا معمول تھا کہ جب مکہ سے حج کیلئے نکلتے تھے تو عرفات کے بدلے مزدلفہ مین مقام کرتے تھے جو حرم کے حدود مین تھا۔ ان کا خیال تھا کہ قریش نے اگر حرم کے سوا کسی اور مقام مین مناسک حج ادا کیئے تو انکی شان یکتائی مین فرق آجائیگا۔ لیکن اسلام کو جو مساوات عام قائم کرنی تھی۔ اوسکے لحاظ سے یہ تخصیص روا نہین رکھی جاسکتی تھی۔ اسلیئے خدا نے حکم دیا۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔ آپ بھی عام مسلمانون کی طرح عرفات مین آئے اور یہ اعلان کردیا۔

قفوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث من ارث ابیکم ابراھیم۔

آپنے مقدس مقامات مین ٹھہرے رہو کہ تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی وراثت پر ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

یعنی عرفات مین حاجیون کا قیام حضرت ابراہیمؑ کی یادگار ہے اور اونھین نے اس مقام کو اس غرض خاص کے لیئے مقرر فرمایا ہے۔ عرفات مین ایک مقام نمرہ ہے۔ وہان آپنے ایک کمل کے خیمہ مین قیام فرمایا دوپہر ڈھل گئی تو ناقہ پر (جس کا نام قصوا تھا) سوار ہوکر میدان مین آئے اور ناقہ کے اوپر ہی سے خطبہ دیا۔ آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ وجلال کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کے تمام بیہودہ مراسم کو مٹا دیا اسلیئے آپنے فرمایا۔

الا کل شئ من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع — ہان۔ آج جاہلیت کے تمام دستور میرے ان دونون پاؤن کے نیچے ہین۔

صحیح بخاری ومسلم وابوداؤد باب الاشہر الحرام وحجۃ النبی

تکمیل انسان کی منزل مین سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب تھا۔ جو دنیا کی قومون نے۔ تمام مذاہب نے تمام ممالک نے مختلف صورتون مین قائم رکھا تھا۔ سلاطین سایہ یزدانی تھے جنکے آگے کسی کو چون وچرا کی مجال نہین تھی۔ اور مذہب کے ساتھ کوئی شخص مسائل مذہبی مین گفتگو کا مجاز نہ تھا۔ شرفا رذیلون سے ایک بالاتر مخلوق تھی۔ غلام آقا کے ہمسر نہین ہوسکتے تھے۔ آج یہ تمام تفرقے یہ تمام امتیازات۔ یہ تمام حدبندیان دفعتہً ٹوٹ گئین۔

لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء آدم وآدم من تراب۔ عقد الفرید خطب نبوی

عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہین۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم خاک سے بے ہین۔

انّ کل مسلم اخو المسلم وان المسلمین اخوۃ ارقائکم ارقائکم اطعموھم مما تاکلون واکسوھم مما تلبسون (ابن سعد)

مسلمان مسلمان بھائی ہین (طبری وابن اسحاق) تمھارے غلام تمھارے غلام ہین جو خود کھاؤ وہ انھین کھلا جو خود پہنو انھین پہناؤ

خون جاہلیت کی معافی

عرب مین کسی خاندان کا کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہوجاتا تھا تو اوس کا انتقام لینا خاندانی فرض ہوجاتا تھا یہانتک کہ سیکڑون برس گذر جانیکے بعد بھی یہ فرض باقی رہتا تھا۔ اور اس بنا پر لڑایون کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہوجاتا تھا۔ اور عرب کی زمین ہمیشہ خون سے رنگین رہتی تھی۔ یہ سب سے قدیم رسم عرب کا مقدم فخر خاندان کا پُرفخر مشغلہ برباد کیا جاتا ہے اور اوسکے لیئے نبوت کا منادی سب سے پہلے اپنا نمونہ آپ پیش کرتا ہے۔

ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وانّ اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ بن الحرث[1]۔ (بخاری ومسلم وابوداؤد)

جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقام خون) باطل کردیئے گئے۔ اور سب سے پہلے مین اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حرث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہون

[1] ربیعہ ابن حارث ابن عبد المطلب کا ایک بیٹا ایاس نام تھا وہ قبیلہ بنی سعد مین پرورش پا رہا تھا کہ ہذیل نے اسکو قتل کرڈالا بحوالہ مسلم بخاری وابوداؤد

سود کی قطعی ممانعت عرب مین سودی کاروبار کا ایک جال پھیلا ہوا تھا جس سے غربا کا ریشہ ریشہ جکڑا تھا اور ہمیشہ کے لیے وہ اپنے قرضخواہون کے غلام بن گئے تھے۔ آج وہ دن ہے کہ اس کا تار تار الگ کر دیا گیا۔ اس فرض کی تکمیل کے لیئے بھی معلم برحق سب سے پہلے اپنے ہی خاندان کو پیش کرتا ہے۔

وربا الجاهلية موضوع واوّل ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب (مسلم وابوداؤد) — جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیے گئے۔ اور مین سب سے پہلے اپنے خاندان مین عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہون۔

حقوق نسوانی کی مراعات آج تک عورتین مردون کی جائداد منقولہ تھین جو قمار بازیون مین داؤن پر چڑھا دی جا سکتی تھین آج پہلا دن ہے کہ یہ گروہ مظلوم۔ یہ صنف لطیف اور یہ جوہر نازک قدردانی کا تاج پہنتا ہے۔

فاتقوا الله فی النساء (مسلم وبخاری) ان لکم نسائکم حقًا ولهنّ علیکم حقا (طبری وابن ہشام) — عورتون کے معاملہ مین خدا سے ڈرو تمھارا عورتون پر اور عورتون کا تم پر حق ہے۔

قتل وخونریزی کی ممانعت عرب مین جان ومال کی کچھ حقیقت نہین تھی۔ اور نہ کوئی قیمت۔ جو شخص جسکو چاہتا تھا قتل کر دیتا تھا اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا۔ آج امن وسلامتی کا بادشاہ تمام دنیا کو صلح کا پیغام سناتا ہے۔

ان دمائکم واموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا الی یوم تلقون ربکم (بخاری مسلم وابوداؤد) — آج سے تمھارے خون اور اموال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہوئے جس طرح آج کے دن کی حرمت اور وہ لقائے خدا کے وقت تک حرام رہین گے۔

اسلام سے پہلے بڑے بڑے مذہب دنیا مین پیدا ہوئے لیکن اونکی بنیاد خود صاحب شریعت کے تحریری اصول پر نہ تھی۔ اونکو خدا کی طرف سے جو ہدایتین ملی تھین۔ بندون کی ہوس پرستیون نے اُن کی حقیقت گم کر دی تھی۔ ابدی مذہب کا پیغمبر اپنی زندگی کے بعد آیات ربّانی کا مجموعہ خود اپنے ہاتھ سے اپنی امت کو سپرد کرتا ہے اور تاکید کرتا ہے۔

وانی قد ترکت فیکم مالن تضلّوا بعده ان اعتصمتم به کتاب الله۔ (صحاح) — مین تم مین ایک چیز چھوڑ جاتا ہون اگر تمنے اوسکو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہوگے۔ وہ چیز کیا ہے۔ کتاب اللہ

اسکے بعد آپنے چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔

ان الله عزوجل قد اعطی کل ذی حق حقه — خدا نے ہر حقدار کو (از روے وراثت) اس کا حق دیدیا۔

Presented by Ziaraat.Com

فلا وصیۃ لوارث[1] — اب کسی وارث کے حق مین وصیت جائز نہین۔

الولد للفراش للعاھر الحجر وحسابھم علی اللہ۔ — لڑکا اوسی کا ہے جسکے بستر پر پیدا ہو۔ زناکار کے لیے پتھر ہے اور اون کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔

من یدعی الی غیر ابیہ وانتمی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ۔ — جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونیکا دعوی کرتا ہو اور جو غلام اپنے مولا کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے اوسپر خدا کی لعنت ہے

الا لا یحل لامراءۃ ان تعطی من مال زوجھا شیئاً الا باذنہ۔ — ہان عورت کو اپنے شوہر کے مال مین سے اوسکی اجازت بغیر کچھ دینا جائز نہین۔

الدین مقضی والعاریۃ مؤداۃ والزعیم غارم۔ — قرض ادا کیا جائے عاریت واپس کی جائے۔ عطیہ لوٹا دیا جائے ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

یہ فرماکر آپ نے مجمع کی طرف خطاب کیا۔

انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون (مسلم وابوداؤد) — تمسے خدا کے یہان میری نسبت پوچھا جائیگا۔ تم کیا جواب دوگے؟

صحابہ نے عرض کی۔ ہم کہین گے آپنے خدا کا پیغام پہونچایا۔ اپنا فرض ادا فرمایا۔ (یہ سنکر) آپنے آسمان کی طرف اونگلی اوٹھائی اور تین بار فرمایا۔

اللّٰھم اشھد اللّٰھم اشھد اللّٰھم اشھد (مسلم وابوداؤد) — خدایا تو گواہ رہنا۔ خدایا تو گواہ رہنا۔ خدایا تو گواہ رہنا۔

عین اوس وقت جب آپ فرض نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اوتری۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (بخاری، مسلم وابوداؤد) — آج مین نے تمھارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا۔

شبلی صاحب۔ آپ بخاری۔ مسلم اور ابوداؤد کے حوالہ سے۔ نزول آیہ اکملت لکم کا یہ موقع بتلاتے ہین لیکن حافظ ابونعیم۔ امام سیوطی۔ ابن مردویہ۔ دیلمی۔ حموینی۔ ابن مغازلی۔ نظیری۔ صالحانی وغیرہم اس کا کوئی اور موقع بتلاتے ہین۔ جو عنقریب سلسلۂ بیان سے ظاہر ہوگا۔ ابھی ہم آپکی عبارت کے سلسلہ نقل کو منتشر کرنا نہین چاہتے اسکے آگے تحریر ہوتا ہے۔

---

[1] نعوذ باللہ رسول اللہ صلعم کا یہ حکم فاطمہؑ کی وراثت کے لیے نہین تھا۔ اور نحن معاشر الانبیاء والی وصیت جسکے سننے والے اور بیان کرنیوالے اکیلے حضرت ابوبکر تھے شاید اس حکم سے مستثنے تھی۔ فافہم فتدبر۔ مولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

نہایت عبرت انگیز اور حسرت خیز یہ منظر تھا کہ شہنشاہ عالم جس وقت لاکھون آدمیون کے مجمع مین فرمانروائی کا اعلان کر رہا تھا اوسکے تخت شاہی کی مسند و قالین (کجاوہ اور عرقگیر) ایک روپیہ کی قیمت سے زیادہ کا نہین تھا خطبہ سے فارغ ہوکر آپنے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا اور ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی۔ پھر سوار ہوکر موقف مین تشریف لائے اور وہان کھڑے ہوکر دیر تک قبلہ رو دعا مین مصروف ہوئے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپنے وہان سے چلنے کی تیاری کی حضرت اُسامہ زبن زید کو اونٹ پر پیچھے بٹھالیا۔ آپ ناقہ کی زمام کھینچے ہوئے تھے۔ یہانتک کہ اُسکی گردن کجاوے مین اگر لگتی تھی لوگون کے ہجوم سے ایک اضطراب سا پیدا ہوگیا تھا۔ لوگون کو دست راست سے اور بخاری مین ہے کہ کوڑے سے آپ اشارہ کرتے جاتے تھے کہ آہستہ آہستہ۔

السَّکینۃ ایُّھا النَّاس السَّکینۃ ایُّھا الناس — لوگو آہستہ۔ لوگو آہستہ (بخاری و مسلم و ابوداؤد)

اثنائے راہ مین ایک جگہ اوتر کر طہارت کی۔ اُسامہ نے کہا۔ یارسول اللہ نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ فرمایا نماز کا موقع آگے آتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ تمام قافلہ کے ساتھ مزدلفہ پہونچے۔ یہان پہلے مغرب کی نماز پڑھی اسکے بعد لوگون نے اپنے اپنے پڑاؤ پر جاکر سواریون کو بیٹھایا ابھی سامان کھولنے بھی نہین پائے تھے کہ فوراً نماز عشا کی تکبیر ہوئی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ لیٹ گئے اور صبح تک آپنے آرام فرمایا۔ بیچ مین روزانہ دستور کے خلاف عبادت شبانہ کیلئے بیدار نہوئے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ یہی ایک شب ہے جس مین آپنے تہجد کی نماز ادا نہین کی۔ کفار قریش مزدلفہ سے اُس وقت کوچ کرتے تھے جب آفتاب پورا نکل آتا تھا اور آس پاس کے پہاڑون کی چوٹیون پر دھوپ چمکنے لگتی تھی۔ اوس وقت باآواز بلند کہتے تھے۔ کوہ ثبیر۔ دھوپ سے چمک جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رسم کے ابطال کے لیئے سورج نکلنے سے پہلے ہی یہان سے کوچ کردیا یہ ذی حجہ کی دسوین تاریخ اور سنیچر کا دن تھا۔ فضل ابن عباس آپکے برادر عم زاد آپکے ساتھ ناقہ پر سوار تھے اہل حاجت دائین بائین حج کے مسائل دریافت کرنے کے لیئے آرہے تھے۔ آپ جواب دیتے جاتے تھے۔ اور زور زور سے مناسک حج کی تعلیم دیتے جاتے تھے

مسائل و احکام متفرقہ کی تعلیم

وادی محسّر کے راستہ سے آپ جمرہ کے پاس آئے ابن عباس سے جو اُسوقت تک کم سن تھے فرمایا مجھے کنکریان چنکر دو۔ آپنے کنکریان پھینکین اور لوگون کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا۔

ایّاکم والغُلو فی الدین فانّما اھلک — مذہب مین غلو اور مبالغہ سے بچو۔ کیونکہ تمسے پہلی قومین اسی سے برباد ہوگئین۔

اسی اثنا مین آپ یہ بھی فرماتے جاتے تھے۔

لتاخذوا مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجّتی ھذا۔ — حج کے مسائل سیکھ لو۔ مین نہین جانتا شاید کہ اسکے بعد مجھے دوسرے حج کی بھی نوبت آئے۔ (مسلم و ابوداؤد)

Presented by Ziaraat.Com

یہان سے فارغ ہوکر منیٰ کے میدان مین تشریف لائے - داہنے بائین آگے پیچھے تقریبًا ایک لاکھ مسلمانون کا مجمع تھا مہاجرین داہنے انصار بائین اور بیچ مین عام مسلمانون کی صفین تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار تھے - حضرت بلال رضؓ کے ہاتھ مین ناقہ کی مہار تھی - حضرت اسامہ بن زید پیچھے بیٹھے تھے - اور کپڑا آپ کے سایہ کئے ہوئے تھے - آپنے نظر اوٹھاکر اوس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو فرائض نبوت کے ۲۳ سالہ نتائج نگاہون کے سامنے تھے - زمین سے آسمان تک قبول واعتراف حق کا نور ضوفشان تھا - دیوان قضا مین انبیاے سابقین کے فرائض تبلیغ کے کارنامون پر ختم رسالت کی مہر ثبت ہورہی تھی اور دنیا اپنی تحقیق کے لاکھون برس کے بعد دین فطرت کی تکمیل کا مژدہ کائنات کے ذرّہ ذرہ کی زبان سے سُن رہی تھی - عین اسی عالم مین زبان حق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام ودہن مین زمزمہ پرداز ہوئی - اب ایک نئی شریعت ایک نئے نظام اور ایک نئے عالم کا آغاز تھا - اس بنا پر ارشاد فرمایا -

ان الزمن قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوات والارض (بروایت ابوبکرہ)

ابتدا مین خدا نے جب زمین وآسمان کو پیدا کردیا زمانہ پھر پھراکر اوسی نقطہ پر آگیا -

ابراہیم خلیل اللہ کا طریق عبادت (حج کا موسم) اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا - اس کا سبب یہ ہے کہ اس زمانہ مین کسی قسم کی خونریزی جائز نہین تھی - اسلیے عربون کے خون آشام جذبات حیلہ جنگ کے لیے اُسکو کبھی گھٹا کبھی بڑھا دیتے تھے آج وہ دن آیا کہ اس اجتماع عظیم کے لیے اشہر حرم کی تعیین کردی جائے - آپنے فرمایا -

السنۃ اثنا عشر شھرا منھا اربعۃ حرم ثلاثۃ متوالیات ذوالقعدہ وذوالحجۃ ومحرم ورجب شھر مضر الذی بین جمادی وشعبان -

سال کے بارہ مہینہ ہین جنمین چار مہینے قابل احترام ہین تین تو متواتر مہینے ہین - ذیقعدہ ذی حجہ محرم اور چوتھا رجب مضر کا مہینہ جو جمادی اور شعبان کے بیچ مین ہے -

آپس کی خونریزی سے اجتناب کا حکم

دنیا مین عدل وانصاف اور جور وستم کا محور صرف تین چیزین ہین - جان - مال اور آبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُل خطبہ مین - گو انکے متعلق ارشاد فرما چکے تھے لیکن عرب کے صدیون کے رنگ دور کرنے کے لیے مکرّر تاکید کی ضرورت تھی - آج آپنے اسکے لیے عجیب انداز تبلیغ اختیار کیا - لوگون سے پوچھا آج کون سا دن ہے - لوگون نے عرض کی خدا اور اوسکے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے آپ دیر تک چُپ رہے - لوگ سمجھے کہ شاید آپ اس دن کا کوئی اور نام لینگے - دیر تک سکوت فرمانے کے بعد فرمایا - آج قربانی کا دن ہے - لوگون نے کہا - ہان بیشک ہے - پھر پوچھا یہ کون شہر ہے ؟ تو لوگون نے بدستور جواب دیا - آپنے اوسی طرح دیر تک سکوت فرمایا پھر کہا کہ ذی الحجہ نہین ہے ؟ لوگون نے عرض کی ہان بیشک ہے

Presented by Ziaraat.Com

پھر پوچھا یہ کون شہر ہے ؟ لوگون نے بدستور جواب دیا آپنے اوسی طرح دیر تک سکوت کے بعد فرمایا کیا یہ بلدۃ الحرام نہین ہے ؟ لوگون نے عرض کی ہان بیشک ہے جب سامعین کے دل مین یہ خیال پورے طور سے جاگزین ہو چکا کہ آج کا دن بھی۔ مہینہ بھی اور خود شہر بھی محترم ہے یعنی اس دن اس مہینہ اور اس مقام مین جنگ اور خونریزی جائز نہین تو فرمایا ۔

فان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا وفی بلدتکم ھذا

تمھارا خون ۔ تمھارا مال اور تمھاری آبرو (قیامت) اسیطرح محترم ہے جس طرح یہ دن ۔ یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہے (بروایت ابوبکرہ)

قومون کی بربادی ہمیشہ آپس کی جنگ وجدال اور باہمی خونریزیون کا نتیجہ رہی ہے ۔ وہ پیغمبر جو ایک لازوال قومیت کا بانی بنکر آیا ہے اوس نے اپنے پیروون سے بآواز بلند کہا ۔

الا لا ترجعوا بعدی ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض وستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم (بروایت ابوبکرہ)

ہان میرے بعد گمراہ نہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو تمکو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور وہ تم سے تمھارے اعمال کی بازپرس کریگا ۔

ظلم وستم کا ایک عالمگیر پہلو یہ تھا کہ اگر خاندان مین کسی ایک شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوتا تو اس خاندان کا ہر شخص اوس جرم کا مجرم قانونی . . سمجھا جاتا تھا اور اکثر اصلی مجرم کے روپوش یا فرار ہو جانیکی صورت مین بادشاہ کا اوس خاندان سے جس پر قابو چلتا تھا اوسکو سزا دیتا تھا ۔ باپ کے جرم کے بدلے بیٹے کو سولی دی جاتی تھی اور بیٹے کے جرم کا خمیازہ باپ کو اوٹھانا پڑتا تھا یہ سخت ظالمانہ قانون تھا جو مدت سے دنیا پر حکمران تھا اگرچہ قرآن مجید نے

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

ایک دوسرے کے بار کا ذمہ دار نہین ہے ۔

کے وسیع قانون کے رُو سے اس ظلم کی ہمیشہ کے لیے بیخکنی کر دی تھی ۔ لیکن اسوقت جب دنیا کا آخری پیغمبر ایک نیا نظم سیاست ترتیب دے رہا تھا ۔ اس اصول کو فراموش نہین کر سکتا تھا ۔ آپنے فرمایا ۔

الا لا یجنی جانٍ الا علی نفسہ الا لا یجنی جان علی ولدہ ولا مولود علی والدہ ۔ (ابن ماجہ وترمذی)

ہان مجرم صرف اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے ۔ ہان باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہین اور بیٹے کے جرم کا جوابدہ باپ نہین ہے ۔

عرب کی بدامنی اور نظام ملکی کی بدترتیبی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ ہر شخص اپنی خداوندی کا آپ مدعی تھا اور دوسرے کی ماتحتی اور فرمانبرداری کو اپنے لیے ننگ وعار جانتا تھا ارشاد ہوا ۔

ان امر علیکم عبد یجدع اسود یقودکم بکتاب اللہ

اگر کوئی حبشی بینی بریدہ (نکٹا) غلام بھی تمھارا امیر ہو اور وہ تمکو خدا کی کتاب

Presented by Ziaraat.Com

طاعوا اللہ واطیعوا (مسلم) کے مطابق چلے تو اُوسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اسوقت اسلام کے نور سے منور ہو چکا تھا اور خانہ کعبہ ہمیشہ کے لئے ملت ابراہیمی کا مرکز بن چکا تھا اور فتنہ پردازان قوم پامال ہو چکی تھیں۔ اس بنا پر آپنے ارشاد فرمایا۔

ان الشیطان قد ایئس ان یعبد فی بلدکم هذا ابدا ولکن ستکون له طاعة فیما تحقرون من اعمالکم فسیرضی به۔ (ابن ماجہ و ترمذی)

ہان شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا کہ اب تمھارے شہر مین اسکی پرستش نہین کی جائیگی۔ لیکن البتہ چھوٹی چھوٹی باتون مین تم اسکی پیروی کروگے۔

سب سے آخر مین آپنے اسلام کے فرض اوّلین یاد دلائے۔

اعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنة ربکم۔ (زاد المعاد)

اپنے پروردگار کو پوجو۔ پانچون وقت کی نمازین پڑھو۔ مہینہ بھر کا روزہ رکھو اور میرے احکام کی متابعت کرو۔ خدا کی جنت مین داخل ہو جاؤگے۔

مکہ معظمہ سے روانگی

۱۳ ذی الحجہ شنبہ کے دن زوال کے بعد آپنے یہان سے نکلکر وادی محصب مین قیام کیا اور اسی مقام پر آرام فرمایا پچھلے پہر اوٹھکر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور خانہ کعبہ کا آخری طواف کرکے وہین صبح کی نماز ادا کی اسکے بعد قافلہ اُسیوقت اپنے اپنے مقام کو روانہ ہو گیا اور آپنے مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

مقام خم (غدیر) مین قیام

شبلی صاحب کی سریع القلمی کا یہ خاص الخاص مقام ہے۔ غدیر خم کا خاص موقع اور اس موقع خاص کا معرکۃ الآرا واقعہ اور اوس کا ذکر و مذکور اشارۃً و کنایتاً بھی بالکل نامطبوع خاطر ہے کیا ہوا کیسے ہوا۔ کچھ بھی نہین۔ گویا یہ کوئی موقع تھا اور نہ یہ کوئی واقعہ۔ تقلید اسلاف اور تعلیم اخلاف کی غرض و غایت کے لیئے اسکی تفصیل بیحد مضر۔ اس بنا پر شبلی صاحب نے اس خاردار وادی کو بڑی پھرتی سے طے کر دیا ہے اور اس موقع کے اون تمام واقعات کو جن پر آیات قرآنی کے نصوص شاہد ہین اپنی خود غرضی کی روا روی مین مرفوع القلم فرماتے چلے گئے ہین۔ کوتہ قلمی اور استخفاف رقمی اتنی اختیار کی گئی ہے کہ خم غدیر کے قیام کو علیحدہ نہین لکھا۔ سلسلہ کے معمولی واقعات کے ساتھ مخلوط و مستور کر دیا ہے اور یون اس واقعہ خاص کی اہمیت اور عظمت مخصوصہ پر اپنی تحریری تعمیم کی چادر ڈالدی ہے کہ حقیقت حال نہ ظاہر ہونے پائے۔ لیکن پھر وہی سوال پیش ہوتا ہے کہ کیا حقیقت چھپ سکتی ہے۔ لا واللہ۔ خود شبلی صاحب نے اس سے قبل کثیر التعداد موقعون پر ایسی کوشش کی۔ لیکن کیا ہوا۔ تمام کوششین بیکار گئین

Presented by Ziaraat.Com

تدبیرین ضائع ہوئین اور جو حقیقت حال تھی دنیا پر کھل گئی اس عظیم الشان واقعہ مین جسقدر اسقاط و اخفاف واقعات سے کام لیا گیا ہے اور تفصیلات و تصریحات مین جتنی اور جیسی جیسی کوتاہی اور قصیر القلمی اختیار کی گئی ہے وہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگی۔ ہم اپنی تنقیدی عبارت سے پہلے شبلی صاحب کی اوسی عبارت کو ذیل مین نقل کرتے ہین جو مختلف اقسام کی قلمکاریون کے ساتھ آپنے اس واقعہ کے متعلق تحریر فرمائی ہے۔

شبلی صاحب کا واقعہ غدیر خم

راہ مین ایک مقام خم پڑا۔ جو جحفہ سے تین میل پر ہے۔ یہان ایک تالاب ہے۔ عربی مین تالاب کو غدیر کہتے ہین اور اسلیئے اس مقام کا نام عام روایتون مین غدیر خُم آتا ہے۔ آپنے یہان تمام صحابہ کو جمع کرکے ایک مختصر سا خطبہ دیا۔

امّا بعد الا ایّھا الناس فانّما انا بشر یوشک	حمد و ثنا کے بعد۔ اے لوگو۔ مین بھی بشر ہون ممکن ہے کہ خدا کا
ان یاتی رسول ربّی فاجیب وانا تارک	فرشتہ جلد آجائے اور مجھے قبول کرنا پڑے (یعنی موت) مین
فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللہ فیہ	تمھارے درمیان دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون اون مین
الھدی والنور فخذوا کتاب اللہ و	پہلے خدا کی کتاب ہے جس مین ہدایت اور روشنی ہے۔ خدا
استمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ	کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو۔ اور دوسری چیز میرے اہلبیت
فی اھل بیتی۔	ہین۔ مین اپنے اہلبیت کے بارے مین تمھین خدا کو یاد دلاتا ہون۔

آخری جملہ کو آپنے تین بار مکرر فرمایا (مسلم) یہ صحیح مسلم (مناقب حضرت علیؑ) کی روایت ہے نسائی مسند امام بن حنبل۔ ترمذی۔ طبرانی۔ طبری اور حاکم وغیرہ مین کچھ اور فقرے بھی ہین جن مین حضرت علیؑ کی منقبت ظاہر کی گئی ہے۔ ان روایتون مین ایک فقرہ اکثر مشترک ہے۔

من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللّٰھمّ وال	جسکا مین محبوب[1] ہون اوسکا علی محبوب ہونا چاہیئے الٰہی جو علیؑ سے محبت
من والاہ وعاد من عاداہ	رکھے اُس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علیؑ سے عداوت رکھے اُس سے تو بھی عداوت رکھ

---

[1] سبحان اللہ شمس العلما مولوی شبلی صاحب! ہم بھی آپکی اس شان تجاہل عارفانہ اور تساہل خود غرضانہ کی داد دیتے ہین۔ آپکو عربی کی لغت مین سوائے محبوب کے جو مفہوم مجازی کی اشارت و رعایت بتلاتا ہے۔ مولا کے اور کوئی معنی نہین ملے۔ نہ اسید المطاع کے معنی پر نظر پڑی اور نہ اَوْلیٰ بالتصرف پر نظر گئی۔ اور نہ حاکم۔ آقا اور مولا کے معنی دکھلائی دیئے۔ فرمایئے یہ متدینانہ ترجمہ ہوا۔ پھر ہونا چاہیئے۔ یہ کس صیغہ کا ترجمہ ہے۔ وہان تو حروف رابطہ کا نام ہی نہین فائے التصالی جو امثال علی کا فائدہ دیتی ہے۔ موجود ہے۔ پھر ترجمہ مین مماثلت علی کو صورت حمالۂ اوجہ شکل اختیاریہ مین بدل دینا کس دیانتدار مترجم اور مولف کا کام ہوسکتا ہے۔ المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

احادیث مین یہ خاص تصریح نہین کہ ان الفاظ کے کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ بخاری مین ہے کہ اس زمانہ مین حضرت علیؑ یمن بھیجے گئے تھے جہان سے واپس آکر وہ حج مین شامل ہوئے تھے یمن مین انھون نے اپنے اختیار سے ایک ایسا واقعہ کیا تھا جسکو انکے بعض ہمراہیون نے پسند نہین کیا تھا۔ ان مین سے ایک صاحب نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپنے فرمایا علیؑ کو اس سے زیادہ کا حق تھا۔ عجب نہین کہ اسی قسم کے شکوک رفع کرنے کے لیے اس موقع پر یہ الفاظ فرمائے گئے۔ سیرۃ النبیؐ جلد اول

غدیر خم کے ایسے عظیم الشان اور معرکۃ الآرا واقعہ کو شبلی صاحب نے کل گیارہ سطرون مین لکھکر تمام کردیا یہ فن مختصر معانی مین آپکے کمال کا بین ثبوت ہے بہت ہی غنیمت ہے کہ آپنے غدیر خم کے نام سے تاریخ اسلام مین ایک واقعہ کا وجود تو تسلیم کیا۔ ورنہ اگر سرے سے اسکا انکار ہی کردیا ہوتا تو کوئی آپکا کیا کرلیتا۔

آپ تحریر فرماتے ہین کہ یہان تمام صحابہ کو جمع کرکے ایک مختصر سا خطبہ دیا شبلی صاحب۔ یہ مختصر سا خطبہ نہین ہے بلکہ نہایت ہی طویل و پر تفصیل ارشاد ہدایت بنیاد ہے جسے آپ بھی خود جانتے ہین اور عنقریب میرے سلسلۂ بیان سے بھی جان لینگے۔ بہرحال آپنے جو عبارت خطبہ خم غدیر کے نام سے عام مسلمانون کی مغالطہ دہی کی غرض خاص سے لکھی ہے اوسکو تو سوائے آپکے کوئی پڑھا لکھا آدمی خطبہ نہین کہہ سکتا کیونکہ اوس مین نہ کلام ارشاد و ہدایت ہین اور نہ احکام شریعت۔ بظاہر تو وہ ایک معمولی روایت ہے یا حدیث وصیت جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وفات فرمانے کا یقین کرکے قرآن کی اتباع و اہلبیت کے ساتھ محاسن سلوک قائم رکھنے کی وصیت فرمائی ہے۔ اگرچہ آپنے بڑی جانکاہی سے۔ بڑی دیدہ ریزی اور کمال دماغ سوزی سے۔ بڑے حفظ تقدم کے ساتھ۔ حدیث ثقلین کی مرویات کثیرہ مین سے مسلم کی یہ دم بریدہ روایت چُن لی ہے۔ جس مین قرآن کے اتباع کے ساتھ اہلبیت کی اتباع کی مساوات نہ قائم ہوسکے۔ اور الفاظ روایت مین فاستمکوا (قرآن کے لیے) اور اُذکروا (اہلبیت کے لیے) کے فرق مابہ الامتیاز کو دکھلاکر گویا مسلمانون کو یہ سمجھانا چاہا ہے کہ تمسک کا حکم صرف قرآن کے لیے آیا ہے۔ اہلبیت کے ساتھ صرف ذکر کرنیکی شرط ہے یعنی انھین بھی یاد کرلیا کرو۔ گویا حضرت عمر کے قول حسبنا کتاب اللہ کی تصدیق کا مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔

مگر دیکھیے شبلی صاحب ہم آپکو یہین پر ٹوک بتلائے دیتے ہین کہ آخر حقیقت نہ چھپ سکی۔ ظاہر ہوہی گئی۔ وہ اس طرح کہ آپ ہون یا آپکے امام مسلم صاحب۔ دونون نے اس روایت سے قرآن کے ساتھ اہلبیت کی مساوات فی المنزلت کو چھپانا چاہا تھا۔ وہ نہ چھپی۔ آپنے مسلم کی جو حدیث لکھی ہے اوس مین خود مسلم صاحب گویا جناب رسول خداصلعم کے یہ خاص الفاظ انی تارک فیکم الثقلین۔ مین تم مین دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون۔

Presented by Ziaraat.Com

لکھ چکے ہین۔ جہان دونون کے باہم مساوی و مقابل ہونے پر دال ہین کیونکہ تثنیہ کے صیغہ مین آیا ہے کوئی ان کا تیسرا مقابل نہین ہو سکتا۔ جب سوائے ان دو اشیاء عظیم کے کوئی تیسرا ان کا مقابل نہین تو عقلاً اور نقلاً یہ دونون اشیاء باہمی مقابل و مماثل اور مساوی و مرادف ضرور ہونگے۔ اس بنا پر آپ ہی کے نقل و اعتراف سے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی انکی باہمی تقابل مساوات اور ترادف کا ضرور ثابت ہوگیا۔ اب الفاظ تفصیلی مین آپ اور آپکے رواۃ اپنے استحفاظ عقائد اور تقلید اسلاف کی خود غرضیون سے جو افراط و تفریط اور اختلاف و تفریق پیدا کرلین وہ آپ کا کام ہے۔ نعوذ باللہ۔ رسول اللہ کا کلام خاص نہین۔

اسکے بعد آپکی آئندہ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث مسلم کی نقل کے وقت آپکو تنقید کا خوف لگا ہوا تھا۔ اس بنا پر اسکے بعد فوراً ہی لکھدیا گیا کہ نسائی۔ مسند امام ابن حنبل۔ ترمذی۔ طبرانی۔ طبری اور حاکم وغیرہم مین کچھ اور فقرے بھی ہین جن مین حضرت علیؑ کی منقبت ظاہر کی گئی ہے۔

شبلی صاحب۔ ایمان سے کہیئے کہ اتنے اکابر علما و محدثین کی مرویات حدیث کے ہوتے ہوئے جن مین دو بزرگوار تو۔ اصحاب صحاح ہونیکی حیثیت سے مسلم کے ہموزن و ہمپایہ ہین۔ آپنے پھر مسلم کی روایت کو کیون ترجیح دی اور صرف اونھین کی روایت کو کیون لکھا ہے اس سوال کا آپ صرف یہی جواب دینگے کہ طائفہ محدثین مین مسلم کا اعتبار اور لوگون سے بڑھا ہے جسکی تصریح دیباچہ مین ہو چکی ہے۔ ہم جواباً عرض کرتے ہین کہ آپکا یہ جواب حقیقت پر مبنی ہے اور نہ اصلیت کا مقتضی۔ یہ ترجیح و تفضیل آپکی اور آپکے علما کی بیش بندیان ہین جو انھین واقعات کے استخفاف و احذاف کی غرض خاص سے ایجاد کی گئی ہین جس کا مفتدانہ انکشاف آپکے دیباچہ کے تبصرہ مین ہم کامل طور سے کر چکے ہین۔ یہ بالکل سچ ہے کہ انھین مقامات اور واقعات خاص کے چھپانے گھٹانے اور مٹانے کے لیئے۔ ارباب صحاح مین بخاری و مسلم کی ترجیح کا مسئلہ ایجاد کیا گیا ہے کیونکہ ان حضرات کو ان واقعات کے استخفاف و احذاف مین بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ مگر کیا؟ وہی حقیقت تھی۔ سچی اور اصلی۔ بالآخر نہ چھپ سکی۔ امام حاکم کو مستدرک مین اس کا ادراک ہوا۔ تو جھلا کر لکھدیا۔

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه — یہ حدیث شرط مسلم کے لحاظ سے صحیح ہے اگرچہ مسلم و بخاری نے اسکو نہین لکھا ہے

کہیئے مسلم و بخاری کے استخفاف حقیقت سے کیا ہوا۔ اتنے علما نے اصل عبارت و حقیقت لکھکر صحیحین بخاری و مسلم کی قلمکاریون کے چھلکے اوتار دیئے۔ ہم آپکے مولفانہ تدین کی اوسوقت تعریف کرتے جب مسلم کی صرف مرقومہ بالا حدیث کی نقل پر اکتفا فرمائی گئی ہوتی۔ اوسکے ساتھ نامبردہ محدثین کی حدیثین بھی لکھدی گئین ہوتین اور اسی کے ساتھ ٹھنڈے دل سے اون فقرات کو بھی لکھدیا ہوتا۔ جو مسلم کی روایت سے ان روایتون مین زیادہ تھے۔ اور جن سے

Presented by Ziaraat.Com

بقول آپکے حضرت علیؑ کی منقبت ظاہر ہوتی تھی نہین معلوم کہ مولفانہ تدیّن کے خلاف آپنے محدثین کی نقل مرویات سے کیون احتیاط فرمائی - سوائے دو وجہون کے تیسری کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی - ایک تو یہ کہ اتنے اقوال متواترہ سے مسلم کے قول منفردہ کی تردید و تکذیب لازم آجائیگی - دوسری وجہ آپکی وہی قدیم عادت اور عظیم مجبوری ہے کہ حضرت علیؑ کی منقبت ظاہر ہوجائیگی - بہرحال آپ مجبور تھے بحمداللہ ہم تو مجبور نہین - اون تمام علماء کے قول ہم ایک ایک کرکے (واقعہ غدیر مین حدیث ثقلین کے تفصیلی الفاظ کے ساتھ) ہم ذیل مین لکھے دیتے ہین -

غدیر خم مین حدیث ثقلین سب سے پہلے آپ نسائی کا نام لکھتے ہین - نسائی لکھتے ہین -

عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع وعاد قاصد المدینۃ قام بغدیر خم وھو ما بین مکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثالث عشر من ذی الحجۃ فقال یا ایھا الناس انی مسئول وانتم مسئولون فما انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت واجتھدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الستم تشھدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان ناری حق وان الموت حق وان البعث بعد الموت حق قالوا بلی نشھد بذلک قال وانا اشھد معکم الا وانتم تروننی سادس ستۃ وسبعین رجلا فیھم ابوبکر وعمر وعلی فسألھم کما سألکم فقالوا مثل ما قالوا فقال ھل تشھدون ان اللہ ورسولہ حق وان ما جئت بہ حق وان ما دعوت الیہ حق قالوا نشھد بذلک قال فما ھذا الذی انتم مبایعون علیہ قالوا نبایع علی ما جئت بہ حق وان ما دعوت الیہ حق قالوا نشھد بذلک قال فما ھذا الذی انتم مبایعون علیہ قالوا نبایع علی ما جئت بہ من امر

اتباع کے اتحاد مین شک کرنیکی کسیقدر گنجایش رہ جاتی تھی۔ چنانچہ اسی خیال سے آپنے بھی اس سے بیجا فائدہ اُٹھانا چاہا ہے کہ حقیقت جہانتک چھپی رہے اور مناقب علیؑ و اہلبیت کے الفاظ جہانتک کم رہین وہین تک بہتر ہے۔

اب مرقومۂ بالا عبارت امام نسائی کی پیش نظر کردی گئی ہے اسکے الفاظ صاف بتلا رہے ہین کہ جس طرح قرآن و اہلبیت منزلت مین برابر ہین اوسی طرح شرط اتباع و متابعت مین بھی مساوی ہین اور تمسکوا کا تنہا لفظ دونون کے تمسک کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ ان کا یہ اتحاد و اتصال باہمی بھی ابدی ہے اور دائمی۔ یہ ایک دوسرے سے تا یوم الورود علی الحوض یعنی قیامت تک جدا نہین ہوسکتے۔ ان کا عدم تمسک اور انکار متابعت ضلالت کا یقینی باعث ہے پھر اپنی اسی آخری موعظت علی الامت مین بطور وصیت ذات رسالت علیہ و آلہ السلام والتحیہ نے اس تمسک کی عظمت و اہمیت کو ان الفاظ مین تاکید و تہدید دونون طریقون سے بتلادیا ہے کہ "اسمین تمھاری آزمائش کی جائیگی اور دیکھا جائیگا کہ تم ان دونون اشیائے عظیم کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔

اب محققین خود دیکھ لین گے کہ مسلم کی حدیث کے الفاظ مساوات و اتباع اہلبیت بالقرآن کی نسبت کیسے مبہم تھے اور اس حدیث نسائی کی عبارت کسقدر صاف اور مفصل ہے شبلی صاحب سے ہم کیا پوچھین؟ خدا پوچھے یا وہ جسکی کتاب لکھی گئی ہے (صلوٰۃ علیہ و آلہ) کہ ایسی صاف اور روشن حدیث کے ہوتے ہوئے۔ ویسی ہی مبہم اور گنجلک روایت کیون لکھی گئی۔ ہمین خوف ہے کہ کہین شبلی صاحب عادتاً وہان بھی جواب مین یہ نہ فرمادین کہ نسائی جھوٹا تھا۔ اور مسلم سچا تو اور بن جائے۔ فافہم فتدبر۔

نسائی کے بعد شبلی صاحب نے اپنی ترتیب مین امام ابن حنبل کا نام لکھا ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل مین بھی بعینہ و بلفظہی الفاظ حدیث درج ہین جو نسائی کی حدیث مین ہے۔ اسلیئے اوس کا نقل کرنا بیکار ہے۔

احمد بن حنبل کے بعد آپنے ترمذی شریف کا حوالہ دیا ہے۔ اونکی عبارت ملاحظہ ہو۔

عن حذیفہ عن ابن اسید الغفاری	حذیفہ ابن اسید غفاری سے روایت کرتے ہین کہ بتحقیق جناب رسول اللہ
ان رسول اللہ صلعم قال انی اسئلکم حین	صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمسے دو بھاری چیزونکی نسبت
تردّون علیّ عن الثقلین فانظروا کیف	پوچھنے والا ہون دیکھو تم میرے بعد اُن دونون کے ساتھ کیا سلوک
تخلّفونی فیھما فھما الثقل الاکبر کتاب اللہ	کرتے ہو۔ پہلی بڑی چیز تو خدا تعالیٰ کی کتاب ہے جسکی رسی کا
عزوجل سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ	ایک سرا تمھارے خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھون مین
بایدیکم واستمسکوا بہ لا تضلوا ولا تبدّلوا	ہے تم اسکو مضبوط پکڑلو تو گمراہ نہوگے۔ اور نہ تم بدلوگے۔ اور یہ
وعترتی اھل بیتی وانہ قد نبانی اللطیف	میرے قریبی اہل بیت ہین مجھے خدائے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ وہ

Presented by Ziaraat.Com

الحبیر انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ۔ دونون تبک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہون ایک دوسرے سے علیحدہ نہین ہو سکتے ۔

اسکے بعد آپنے طبرانی اور طبری کی مرویات کا حوالہ دیا ہے ۔ اون دونون کتابون مین یہ روایت نسائی کے الفاظ روایت کیساتھ مرقوم ہے تفصیل کے لیے ارجح المطالب مطبوعہ لاہور صفحہ ۹۴ تا ۱۹ ملاحظہ ہو ۔

حدیث ثقلین کی نسبت جو شبلی صاحب نے تلخیص کی تھی اور قطع و برید فرمائی تھی صرف اوسی کی تنقید کی گئی ہے اور آپ کے اقرار و اعتراف کے موافق صحیح مسلم کی حدیث سے ان مین جو فقرے زائد تھے ۔ اور آپ نے ضرورتاً اونکو نہین لکھا تھا ۔ وہ ایک ایک کرکے اون تمام محدثین نے لکھدیئے ہین اور بتلا دیے ہین ۔ وہ فقرات یہ ہین ۔

(۱) ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی ۔ اگر تم ان سے تمسک کروگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہوگے ۔

(۲) انّهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ۔ اور تاوقتیکہ دونو لوٹ کر میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئین ایک دوسرے سے جدا نہین ہو سکتے ۔

(۳) ان اللہ لسائلکم کیف خلفتمونی فی کتاب اللہ و اهل بیتی ۔ اور تحقیق کہ خدا تعالیٰ تمسے پوچھیگا کہ تم لوگون نے میرے بعد کتاب خدا اور میرے اہلبیت کے ساتھ کیا سلوک کیے ۔

ان فقرات حدیث سے اہلبیت علیہم السّلام کی قرآن مجید کے ساتھ مطابقت ۔ مقابلت اور مرادفت پورے طور سے ثابت ہے اور انھین موافقت و موافقت کے ساتھ اتباع باہمی بھی متحد ہے یعنی وجوب اتباع مین قرآن مجید کا بھی وہی مرتبہ ہے جو اہل بیت کا ۔ اور اہلبیت رسول اللہ ﷺ بھی ویسی ہی مطاع المومنین ہین جیسے کلام اللہ ۔

مسلم والی حدیث مین جسکو شبلی صاحب نے چنکر قلمبند فرمایا ہے ۔ اہلبیت علیہم السّلام کے یہ خصوصیات ایک بھی مذکور نہین ۔ صرف لفظ ثقلین کا بصیغہ تثنیہ ہونا اونکی مرادفت بالقرآن کی طرف اشارہ کن ہے جیساکہ تمہید مین بیان ہو چکا ہے ۔ مسلم صاحب کا اندراج اور آپکا تمام حدیثون مین سے اسی حدیث کا خاص انتخاب صرف اہلبیت رسول علیہم السّلام کے استخفاف عظمت و منزلت کی ضرورت کی غرض سے تھا اور آپ کی تمام تالیفات مین یہ موضوع خاص طور پر آپکو مطبوع ہے ۔ چنانچہ آپکی ان کوتہ قلمیون کے تمام مقامات مین ہم اپنے مقدرانہ انکشافات سے حقیقت حال دکھلاتے آئے ہین ۔ آپ اپنی ضرورت اور عادت سے مجبور تھے ۔ اس مقام پر بھی آپنے ضرورتاً وہی طریقہ اختیار کیا جو تمام ایسے مقام پر اختیار فرما چکے تھے ۔ مگر کیا آپکی ان کوششون سے بھی حقیقت حال چھپ سکی ؟ اور کیا قرآن اور اہلبیت اپنی باہمی مساوات ۔ منزلت اور حکم متابعت مین ایک

دوسرے سے علیحدہ ثابت ہوگئے۔ مرزا اوج مرحوم ؎

قرآن مٹے کسی کے مٹائے تو ہم مٹین

حدیث من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ

حدیث ثقلین کے متعلق ہم اپنے منقدانہ انکشافات کو لکھکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے) کی تفصیل کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ مگر چونکہ آپنے تنہا یہ فقرہ لکھدیا ہے۔ اور وہ حدیث نہین لکھی جس مین یہ فقرہ داخل ہے جس سے ایسے متواتر مشہور اور معرکۃ الآرا واقعہ کی تفصیلی حقیقت کے کسی پہلو پر کوئی روشنی نہین پڑتی اور آپ بھی اسکی حقیقت حال پر کسی طرح روشنی ڈالنا نہین چاہتے۔ اسلیئے کہ یہی ایک حقیقت نگاری خلافت کی تمام مصنوعی قلمکاریون کو بیکار و مستاصل کردیتی۔ اگرچہ چودہ سو برن کے بعد خلافت کا زاہد از ہر رسالہ طلسم غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ہاتھ سے ٹوٹ گیا۔ اور اب اس خلافت مصنوعی کا دنیائے اسلام مین کہین نام و نشان نہین۔ یہانتک تک تو نوبت پہونچ گئی کہ دنیاوی سلطنتون اور ملکی حکومتون کے معمولی اور عام اسلامی سلاطین بھی اپنے نام کے ساتھ اس لقب کا اختیار کرنا پسند نہین کرتے۔ اسکی مصنوعی عظمت اور موضوعی اہمیت کا پردہ ایسا فاش ہوچکا ہے کہ اب اس موضوع پر قلم اوٹھانا ہی بیکار ہے۔ حقیقتاً ابتدا ہی سے اس واقعہ خاص کی حقیقت چھپائی گئی۔ اور پھر اس شد و مد اس زور و شور اور اس نظم و اہتمام کے ساتھ کہ اسکے اسقاط و استخفاف کی ضرورتون کے آگے نہ نص الٰہی مانی گئی اور نہ احادیث رسالت پناہی۔ صرف اپنے مصنوعات منفردہ اور موضوعات غیر مقیدہ کے جال در جال تمام دنیا مین حکومت کی شمشیر اور حکمت عملی کی تدبیر و تزویر سے پھیلائے گئے۔ حالانکہ حقیقت حال اور صورت واقعہ تمام کتابون مین موجود تھی۔ اصلیت اور واقعیت تمامتر مرویات مین مرقوم تھی۔ واقعیت خود اونکے علم و یقین مین محفوظ تھی لیکن وہی خود غرضی۔ حفظ عقائد۔ تقلید اسلاف اور تعصب نہ حق کہنے دیتا تھا اور نہ حق سننے دیتا تھا اور نہ حق بتلانے دیتا تھا۔ لطف تو یہ ہے کہ خلافت تو رخصت ہوگئی۔ لیکن اوسکی مصنوعی حقیقت اور جعلی ترکیب حیثیت پر ابتک اصرار باقی ہے ؎ نکل کے سانپ گیا ہے لکیر پیٹا کر۔

چونکہ شبلی صاحب نے اپنی خود غرضی سے اس اتنے بڑے مشہور و معروف اور عظیم الشان تاریخی واقعہ کو اپنے سلسلہ بیان سے قلمزد فرمادیا ہے بلکہ اسکے متعلق تمام نصوص قرآنی اور احادیث و احکام رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھپایا ہے اور اتنے بڑے واقعہ تاریخی اور خطبہ نبویؐ کو بالکل نسیاً منسیاً کردیا ہے اسلیئے ہمکو ایک تاریخ نویس اور سیرت نگار ہونے کے اعتبار سے اسکی حقیقت حال کو پوری تفصیل سے لکھکر دکھلا دینا نہایت

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہے۔

حدیث من کنت مولاہ اور خطبہ غدیر خم

شبلی صاحب۔ غنیمت ہے کہ حدیث من کنت مولاہ کو نسائی۔ ابن حنبل۔ ترمذی۔ طبرانی طبری اور حاکم وغیرہم۔ اتنے محدثین و مورخین کی مرویات کا کلمہ مشترک بتلاتے ہین۔ اور متفق لکھنے سے احتیاط فرماتے ہین۔ آپ سے مشترک اور متفق کی تفریق و مساوات پر کون اوبجھے شبلی صاحب آپ جسکو فقرہ مشترک بتلاتے ہین وہ بہت بڑی طولانی۔ بہت بڑی مستند معتبر اور متواتر حدیث غدیر ہے۔ جسکے معتبر مستند اور متواتر ہونے پر آپ اپنے علمائے محدثین کے پہلے حسب ذیل اقوال ملاحظہ فرمالین۔ اسکے بعد اسکے اسباب وقوع اور مفصل حقیقت واقعیت کو ملاحظہ فرمائینگے۔

علامہ جزری اسنی المطالب مین لکھتے ہین۔

قال شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب فی ذکر حدیث الغدیر ولا عبرۃ بمن حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی ھذا العلم

شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب کتاب حصن الحصین اپنی کتاب اسنی المطالب مین بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہین کہ اس حدیث کے تضعیف کرنیوالے کا اعتبار نہین ہے کیونکہ اوسکو اس علم حدیث مین کچھ خبر نہین۔

(۲) مرزا محمد معتمد خان بدخشی۔ نزل الابرار مین لکھتے ہین۔

ھذا حدیث صحیح مشھور لم یتکلم فی صحتہ الا متعصب جاھد لا اعتبار بقولہ

یہ حدیث صحیح ہے اور مشہور ہے۔ اسکی صحت مین منکر متعصب کے سوا اور کسی نے عذر و کلام نہین کیا۔ اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہین

(۳) امام ذہبی تحریر فرماتے ہین۔

واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طریق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضاً۔

حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بہت سے طریقے کھڑے ہین مین نے ایک مستقل رسالہ مین اسکی تفرید کی ہے۔

ذہبی کی یہ عبارت بذیل ترجمہ عبداللہ الحاکم صاحب مستدرک۔ تذکرۃ الحفاظ مین موجود ہے۔

(۴) ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین۔

ان ھذا حدیث صحیح لا مریۃ فیہ بل بعض الحفاظ عدہ متواترا

بیشک حدیث صحیح ہے جس مین کسی طرح کا شبہ نہین ہے بلکہ بعض حفاظ حدیث نے اوسکو متواترات مین شمار کیا ہے۔

(۵) محدث شیرازی کتاب اربعین مین لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

هذا الحديث متواتر عن النبی صلعم رواه جم غفير من النبی صلعم

یہ حدیث آنحضرت صلعم سے متواتر روایت ہوئی ہی ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اوسکو روایت کیا ہے

(۶) علامہ مقبلی تحریر کرتے ہین۔

قال العلامة ضياء الدين صالح بن مهدی المقبلی فی کتابه المسمی باعجاز المسدده فی فنون المتعددة ومن شواهد ذلك ماورد فی حق علی فی الجنة وهو علی حديثه متواتر معنی واشهر روایة حديث من کنت مولاه فعلی مولاه۔

علامہ ضیاء الدین صالح بن مہدی المقبلی کتاب اعجاز مسدده فی فنون المتعددة مین لکھتے ہین کہ انھین اقسام حدیث مین سے وہ حدیثین ہین جو حضرت علیؑ قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہین۔ جو اپنی حد مین بمعنی متواتر ہین اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ انھین احادیث مین سے ہے۔

(۷) امام عبدالرؤف مناوی کتاب تیسیر مین لکھتے ہین۔

من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجه احمد وغيره رجال له ثقاة بل قال المولف حديث متواتر وهذا ذكره علی بن احمد نور الدين محمد بن ابراهيم العزيزی فی سراج المنير شرح جامع الصغير۔

عبدالرؤف مناوی کتاب التیسیر شرح جامع صغیر سیوطی مین لکھتے ہین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو امام احمد بن حنبل وغیرہ محدثین نے نقل کیا ہے اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہین مولف جامع صغیر کہتے ہین کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمدؐ بن ابراہیم العزیزی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر مین اسی طرح ذکر کیا ہے۔

(۸) علامہ ابراہیم عزیزی لکھتے ہین۔

وهذا الحديث اخرجه السيوطی فی الفوائد المتكاثرة فی الاخبار المتواترة وفی الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة وعلی المتقی فی مختصر قطف الازهار۔

اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاثرہ اور ازہار متناثرہ مین لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الازہار مین لکھا ہے اور ان کتابون مین ان دونون صاحبون نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

(۹) علامہ حلبی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین لکھتے ہین۔

هذا حديث صحيح ورد باسانيد صحاح وحسان ولا التفات عن قدح فی صحته كابی داؤد

یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحیحہ وحسنہ سے مروی ہے ابوداؤد اور ابوحاتم رازی کے اقوال جنھون نے اس حدیث

Presented by Ziaraat.Com

وابی حاتم الرازی ۔ — ہین قدح کی ہے ۔ التفات کے قابل نہین ۔

(۱۰) امام عاصمی زین الفتی مین لکھتے ہین ۔

هذا الحدیث تلقته الامة بالقبول وهو موافق الاصول ۔ — اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث بالکل مطابق اصول کے ہے ۔

(۱۱) حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی کتاب صراط السوی مین لکھتے ہین ۔

قال الذهبی هذا حدیث حسن اتفق علی ما ذکرنا جمهور اهل السنة والجماعة ۔ — حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جیسا کہ ہمنے ذکر کیا ہے اسپر جمہور اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے ۔

(۱۲) فقیہ ابن المغازلی کتاب مناقب مین لکھتے ہین ۔

قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حدیث صحّ عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقد روی عنه نحو مائة نفس منهم العشرة وهو ثابت لا اعرف له علة تقدح علی رضی الله عنه بهذا الفضیلة لم یشرکه احد ۔ — ابو القاسم فضل بن محمدؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی ہے اور سو آدمیون نے اس حدیث کو حضورؐ سے روایت کیا ہے ۔ مین کوئی سقم اس حدیث مین نہین پاتا ۔ حضرت علیؑ اس فضیلت مین یکتا ہین کوئی صحابی آپکا اس مین شریک نہین ہے ۔

(۱۳) حافظ ابن حجر صواعق محرقہ مین لکھتے ہین ۔

قال الحافظ ابن حجر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرج الترمذی والنسائی وهو کثیر الطرق جدا وقد استوعبها ابن عقدہ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدها صحاح وحسان — خاتم المحدثین ابن حجر صواعق محرقہ مین لکھتے ہین کہ حدیث من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ کو ترمذی اور نسائی نے لکھا ہے اور اس حدیث کے طریقے کثرت سے ہین ۔ ابن عقدہ نے ایک مستقل کتاب مین انکو جمع کیا ہے اور اسکی اکثر سندین صحیح اور حسن ہین ۔

(۱۴) شاہ عبد الحق صاحب لمعات شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین ۔

قال الشیخ عبد الحق فی اللمعات شرح مشکوٰة هذا حدیث صحیح لا مریة فیه وقد اخرجه جماعة کالترمذی والنسائی واحمد وطرقه کثیرة جدًا رواه ستة عشر صحابیًا وفی روایة احمد انه سمعه من النبی — شیخ عبد الحق محدث لمعات شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین یہ حدیث صحیح ہے اسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہے ۔ محدثین کی ایک جماعت نے مثل ترمذی ۔ نسائی ۔ اور امام احمد بن حنبل کے اسکی تخریج کی اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہین ۔ سولہ صحابیون نے اسکو روایت کیا ہے امام احمد بن حنبل کی ایک روایت مین ہے کہ اس

Presented by Ziaraat.Com

صلعم تلثون صحابیاً وشهد وابه
لعلی لمّا توسّع فی ایّام خلافته
وکثیر من اسانیده صحاح
وحسان ولا التفات لمن قدح فی
صحته۔

حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیس صحابیون نے
سُنا ہی اور جبکہ ایسے ایّام خلافت مین حضرت علیؑ نے تنازع کیا تو ان
لوگون نے گواہی دی۔ اور اسکی اکثر سندین صحیح اور حسن ہین اور
جس شخص نے کہ اسکی صحت مین کلام کیا ہے اوسکے قول کا
اعتبار نہین۔

(۱۵) علامہ محمدؐ بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ مین لکھتے ہین۔

قال محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی فی کتاب روضۃ الندیہ وحدیث غدیر متواتر عند اکثر ائمۃ۔

محمدؐ بن اسماعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ مین لکھتے ہین کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ حدیث کے آگے متواترات سے ہے۔

(۱۶) حافظ محمد صدر عالم کتاب معارج العلیٰ مین لکھتے ہین۔

ثم اعلم ان حدیث الموالاۃ متواتر عند السیوطی کما ذکرہ فی قطف الازہار فاردت ان اسوق طرقه لینفتح المتواتر فاقول اخرجه احمد والحاکم عن ابن عبّاس وابن ابی شیبه واحمد عنه وعن بریدۃ واحمد وابن ماجه عن البراء والطبرانی وابن جریر وابو نعیم عن جندب الانصاری وابن قانع عن حبشی بن جنادہ والترمذی عنه وقال حسن غریب والنسائی والطبرانی وضیاء المقدسی عن ابی الطفیل وعن زید بن ارقم وحذیفه بن اسید الغفاری وابن ابی شیبه والطبرانی عن ابو ایوب وابن ابی شیبه و ابن ابی عاصم والضیاء عن سعد بن ابی وقاص والشیرازی فی الالقاب عن عمر بن الخطاب

آگاہ ہو کہ حدیث موالاۃ حافظ سیوطی کے نزدیک متواترات سے ہے جیسا کہ حافظ موصوف قطف الازہار مین لکھتے ہین مین اس حدیث کے طریقون کو شمار کر کے دکھاتا ہون تا کہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو جائے پس مین کہتا ہون کہ امام احمد اور حاکم نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد نے بریدہ سے اور احمد اور ابن ماجہ نے براء ابن عازب سے اور طبرانی ابن جریر اور ابو نعیم نے جندب الانصاری سے اور ابن قانع نے حبشی بن جنادہ سے اور ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب مین سے ہے اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو الطفیل سے اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ان سے اور بریدہ سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی العاصم اور ضیاء سعد بن ابی وقاص سے اور شیرازی القاب مین عمر بن الخطاب سے

Presented by Ziaraat.Com

والطبرانی عن مالک بن الحویرث وابونعیم فی فضائل الصحابۃ عن یحیی بن جعدۃ وعن زید بن ارقم وابن عقدہ فی کتاب الموالاۃ عن حبیب بن بدیل بن ورقاء وقیس بن ثابت وزید بن شراحیل الانصاری واحمد عن علی و ثلثۃ عشر رجلا وابن ابی شیبہ عن جابر قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ۔

اور طبرانی مالک ابن الحویرث سے اور ابونعیم فضائل الصحابہ مین یحیی بن جعدہ سے اور وہ زید بن ارقم سے اور ابن عقدہ کتاب الموالاۃ مین حبیب بن بدیل بن ورقاء اور قیس بن ثابت سے اور زید بن شراحیل الضاری سے اور احمد حضرت علی مرتضیٰؑ اور دیگر تیرہ صحابیون سے اور ابن شیبہ جابرؓ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون اوسکا علیؑ مولا ہے۔

(۱۷) قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سیف مسلول مین لکھتے ہین۔

این حدیث (غدیر) بدرجہ تواتر رسیدہ واز سی کس از اصحاب ازانہا علیؑ وابوایوب وزید بن ارقم و براء بن عازب وعمر ابن مرّہ وابوہریرہ وابن عباس وعمارہ بن بریدہ وسعد بن ابی وقاص وابن عمرو انس وجریر ابن عبداللہ البجلی ومالک بن الحویرث وابوسعید الخدری وطلحہ وابوالطفیل وحذیفہ بن اسید وغیرہ مروی گشتہ وجمہور محدثین این حدیث را در صحاح وسنن ومسانید روایت کردہ اند

یہ حدیث (غدیر) درجہ تواتر تک پہونچی ہوئی ہے اور صحابہ مین سے تیس آدمیون نے جن مین حضرت علیؑ ابوایوب زید بن ارقم براء بن عازب عمر بن مرہ ابوہریرہؓ ابن عباس عمارہ بن بریدہ سعد بن ابی وقاص ابن عمر انس جریر بن عبداللہ البجلی۔ مالک ابن الحویرث۔ ابوسعید الخدری۔ طلحہ وابوالطفیل۔ حذیفہ بن اسید وغیرہ داخل بین مروی ہے اور جمہور محدثین نے اسکو اپنی صحاح وسنن اور مسانید مین لکھا ہے۔

(۱۸) عبیداللہ بن عبداللہ الحسکانی المتوفی ۴۷۰ھ نے اس حدیث کی اسناد کو بارہ جزو کے رسالہ مین جمع کرکے اس کا نام دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا ہے۔

(۱۹) علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السجزی السجستانی المتوفی ۴۷۷ھ نے اس حدیث کو ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرکے سترہ جزو کا رسالہ لکھا ہے اور اوس کا نام درایۃ حدیث الولا رکھا ہے

(۲۰) ان علمائے محدثین سے بڑھکر بعض اہلحدیث نے اس حدیث کے طریقون کے جمع کرنے مین اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی۔ علامہ ابوالمعالی جوینی سے نقل کرتے ہین۔

انہ کان یتعجب ویقول شاھدت مجلدا

ابوالمعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے کہ مین نے بغداد

سعداد فی یدصحاف فیہ روایات ھذا الخبر مکتوبًا علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرین من طرق من کنت مولاہ فعلی مولاہ ویتلوہ المجلد التاسع العشرون۔

مین ایک صحاف کے پاس اس حدیث کی روایتون کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اوسپر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاہ کے طریقون کے متعلق یہ اٹھائیسوین جلد ہے اسکے بعد اوسیسوین جلد لکھی جائیگی۔

(یہ تمام تفصیل کتاب ارجح المطالب بحث حدیث غدیر مطبوعہ لاہور سے نقل کی گئی ہے فمن شاء فلیرجع الیہ)

اب شبلی صاحب بہزار چشم عبرت ملاحظہ فرمالین کہ آپ نے جس حدیث کو چند فقرے بتلاکر عام مسلمانون کو فقرہ دیا ہے۔ وہ کتنی بڑی مہتم بالشان۔ طویل البیان۔ معتبر۔ مستند اور متواتر حدیث ثابت ہوتی ہے۔ جسکو قرن اولی سے لیکر اسوقت تک ہر زمانہ اور ہر وقت کے علما و محدثین نے برابر نقل و ماخوذ کیا ہے۔ آپکی کیا ہستی اور کیا مقدار ہے جو آپ اسکی حقیقت کو چھپا سکین۔ لیکن آپ استحفاظ عقائد۔ تقلید اسلاف اور تعلیم اخلاف کی ضرورتون سے مجبور ہین۔

بہرحال اب اسکے اسباب ارشاد کے واقعات اور شہادات بھی حسب ذیل ملاحظہ ہون۔

غم غدیر میں نزول آیہ تبلیغ

آپنے حجۃ الوداع کے خطبات کو جستہ جستہ کرکے لکھا ہے اور کسی ایک خطبہ کو پورا نہین لکھا ہے اور حواشی مین اون کی بے ربطی۔ اختلاف بیانات اور عدم ترتیب کی معذرت تحریر فرمائی ہے مگر باوجود ان عذرات کے اگر آپ چاہتے تو اون خطبات کو مفصل اور مسلسل طور پر مختلف ماخذون سے جمع کرکے مرتب کرسکتے تھے۔ لیکن آپنے اسکی طرف توجہ نہین فرمائی۔ اسلیئے کہ آپ کو تو خطبہ غدیر کو بھی اسی قطع و برید سے بے ربطی اور بے ترتیبی کے ساتھ لکھنا مقصود تھا کہ اسکی تفصیلی حقیقت پر کسی طرح روشنی نہ پڑنے پائے۔ اگر وہ خطبات کسی ربط و ترتیب سے لکھے جاتے تو خطبہ غدیر بھی سلسلہ بیان مین وہی تفصیل و ترتیب چاہتا بہرحال جس انداز و عنوان سے آپ چاہین بیان کرین آپ کو اختیار ہے۔ جو حقیقت ہے اور اصلیت۔ وہ تو نہ کہین اور نہ کبھی چھپی ہے اور نہ چھپ سکتی ہے۔ آپ کی عبرت اور غیرت کے لیئے اتنی ہی تنبیہ کافی ہے۔

غدیر خم مین بقول آپکے موکب رسالت مسلمانون کی اتنی کثیر جمعیت کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا۔ وہ حقیقتاً کوئی مشہور و معروف مقام نہین تھا۔ نہ عرب کی وہ منزل گاہ تھا۔ اور نہ وہان کوئی آبادی تھی نہ منڈی۔ اور نہ سیر و تفریحگاہ۔ ایک چٹیل میدان تھا اور کوسون کا بے گیاہ ریگستان۔ اس بنا پر وہان ایک خاص اہتمام کرکے ایسے عظیم الشان خطبہ اور واجب التعمیل ارشاد و ہدایت کی کیا ضرورت تھی شاہ

Presented by Ziaraat.Com

رسالت کو واقع ہوئی ؟ تعلیم و ہدایت کے متعلق جتنے احکام اصولی و فروعی - دین و دنیا کی ضرورت کے لیئے مفید اور ضروری سمجھے گئے - وہ ایک ایک کرکے بقول آپکے حجۃ الوداع کے دوران قیام اور مکہ سے لیکر منیٰ - عرفہ تک کے میدان مین اور مختلف مقامات مین متعدد خطبات و ارشادات کی صورتون مین تعلیم کر دیئے گئے سُنا دیئے گئے اور بتلا دیئے گئے - پھر اب وہ کون سا ضروری امر اور ناقابل تاخیر حکم تھا جو سلطان رسالت کو یکایک اس غیر معروف مقام مین پیش آیا - جسکے لیئے اتنے وسیع پیمانہ پر انتظام فرمایا گیا - وہ یکایک آیہ مبارکہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہونچا دو اوسکو اُمت پر جو تمپر نازل کیا گیا ہے تمھارے پروردگار کی طرف سے اور اگر تمنے نہین کیا پس تمنے رسالت ہی نہین پہونچائی اور خدا تمکو لوگون کے شر سے بچانیوالا ہے

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہان کوئی منزل نہین تھی لیکن اس سفر مین جناب رسالتمآب صلعم درگاہ احدیت کا یہ حکم تاکیدی اور فرمان تہدیدی سنکر اور تڑپے اور اسکی تعمیل و تبلیغ مین نہایت بلیغ کوشش فرمائی جس پہلو سے غور کیا جائے اور جس قرینہ سے دیکھا جائے یہ آیہ وافی ہدایہ ایک ایسے ہی ضروری امر کی تعمیل پر مبنی تھا - جس پر تکمیل اسلام کے ایسا سخت اور ضروری مسئلہ رُکا ہوا تھا -

ہمنے اس آیہ کو ایک سخت تاکیدی حکم لکھا ہے چنانچہ یہ امر غور طلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شروع رسالت سے کہ شعب ابی طالب مین بھی محصور رہے - مکہ سے مدینہ کو بھی ہجرت فرمائی - غزوات بدر واحد اور خندق وغیرہ جو قبل فتح مکہ واقع ہوئے اور جو خوف و اندیشے - دقتین اور مشکلین ان مقامات پیش آئین - وہ سب کے پیش نظر ہین لیکن ایسی سختی سے حکم کرنیوالی اور پھر خوف سے اطمینان دلانے والی آیت ابتک نازل نہین ہوئی تھی - جب ہم اس آیت کے ہر جملہ پر نظر ڈالتے ہین - تو مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو کسی امر خاص کی تعمیل کا پہلے سے آپکا تھا - اور الفاظ لَمْ تَفْعَلْ بتلا رہے ہین کہ وہ حکم کسی واقعہ اندرونی سے متعلق ہے - اور فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ سے ثابت ہے کہ وہ حکم ایسا ہی واجب التعمیل تھا کہ اوس پر رسالت کی جملہ تبلیغ منحصر و موقوف تھی سب سے آخر فقرہ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اس بات کا شاہد ہے کہ اس کام کے کرنے مین آنحضرت صلعم کو ضرور کوئی اندیشہ یا کھٹکا تھا اور یہی ابتک تاخیر کا باعث تھا وہ خوف و اندیشہ بھی گرد و پیش کی اندرونی مخالفت تھی اور اندرونی مخالفت ہمیشہ سخت امر اور نازک معاملہ ہوا کرتی ہے -

Presented by Ziaraat.Com

اتنا تمہیداً عرض کرکے ہم شبلی صاحب کے علمائے محدثین ومفسرین کے اقوال سے اس آیہ وافی ہدایہ کی شان نزول کو مفصلہ ذیل عبارتون مین علیحدہ علیحدہ لکھکر اپنے بیان کردہ دعویٰ کے ثبوت کامل پہونچاتے ہین۔

امام واحدی اسباب النزول مین حافظ محمد بن یوسف کفایۃ الطالب مین امام نووی اپنی شرح مین امام ابی حاتم رازی اور حافظ ابونعیم۔ کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ مین لکھتے ہین۔

عن ابوسعید الخدری قال نزلت هذه الایة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك یوم غدیر۔

ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہین کہ یہ آیت کہ اے رسولؐ پہونچادے اوس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تجھپر تیرے رب کی طرف سے غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔

حافظ ابوعبداللہ محمد یوسف الگنجی الشافعی کفایۃ الطالب مین لکھتے ہین۔

هكذا ذكره شیخ محی الدین النووی فقال ابوبكر النقاش انما نزلت فی بیان ولایة علیؑ

ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے لکھا ہے اور ابوبکر نقاش کہتے ہین کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی ولایت مین نازل ہوتی ہے۔

(۲) امام واحدی تفسیر مین امام رازی تفسیر کبیر مین۔ نظام اعرج تفسیر نیشاپوری مین۔ حافظ ابن کثیر شامی اپنی تفسیر مین۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیا مین۔ علامہ عینی شرح صحیح البخاری مین۔ ابن مردویہ مناقب مین اور امام سیوطی تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین۔

عن عبد الله بن مسعود قال كنا نقرء على عهد رسول الله صلى الله علیه وآله وسلم یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمك من الناس۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین اس آیت کو اسطرح پڑھا کرتے تھے کہ اے رسولؐ پہونچادے اوس چیز کو کہ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتاری گئی یہ کہ علیؑ مومنین کا مولا ہے۔ اگر تو نے نہین کیا تو تیری رسالت ہی کو نہین پہونچایا اور اللہ تجھے لوگون سے بچائے رکھیگا۔

(۳) امام واحدی تفسیر اسباب النزول مین اور امام ثعلبی اپنی تفسیر مین لکھتے ہین۔

عن البراء ابن عازب قال فی قوله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول الله صلعم ثم قال من كنت مولاه فعلی مولاه

براء بن عازب سے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے متعلق روایت ہے کہ اے رسولؐ علیؑ کے فضائل کو پہونچادے جب یہ غدیر خم کے روز نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے حضرت عمر کہنے لگے مبارک ہو

Presented by Ziaraat.Com

فقال عمر بخ بخ لك يا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنة۔

مبارک ہو تمھین اے علیؑ تم آج سے میرے اور کل مومن اور مومنہ کے مولا بنائے گئے ہو۔

(۴) امام شوکانی فتح القدیر مین تحریر کرتے ہین۔

نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك على رسول الله يوم غدير خم فی علی ابن ابی طالب رضی الله عنه۔

یہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک روز غدیر خم جناب رسولخداصلعم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوا ہے۔

(۵) علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین۔

معناه بلغ ما انزل اليك فی فضل علی ابن ابی طالب فلما نزلت هذه الآية اخذ بيد علی وقال من كنت مولاه فعلی مولاه۔

آیہ یا ایہا الناس بلغ ما انزل الیک کے یہ معنی مذکور ہین کہ اے رسول اوس حکم کو پہونچا دو جو تمھارے رب نے علی ابن ابیطالبؑ کی فضیلت مین نازل کیا ہی پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے

(۶) علامہ نیشاپوری تفسیر غرائب القرآن مین لکھتے ہین۔

انّ هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك نزلت فی فضل علی بن ابيطالب يوم غدير خم فاخذ رسول الله صلعم بيده وقال من كنت مولاه فعلیؑ مولاه اللّٰهمّ وال من والاه وعاد من عاداه۔

ابو سعید کہتے ہین کہ جب آیہ یا ایہا الرسولؐ نازل ہوا تو آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے الٰہی تو اوسکو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔

(۷) مسند امام احمد بن حنبل مین ہے۔

عن البراء بن عازب قال كنّا مع رسول الله فی سفر فنزلنا بغدير خمّ فنودی مناد الصّلوٰة جامعة وكسح لرسول الله صلعم تحت شجرتين فصلی الظهر واخذ بيد علی رضی الله تعالےٰ عنه فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنين من انفسهم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی

براء ابن عازب سے مروی ہے کہ ہملوگ جناب رسولخداصلعم کے ہمراہ سفر مین تھے جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصّلوٰۃ جامعۃ اور پیغمبر صاحبؐ کے لیئے درختون کے نیچے زمین صاف کی گئی پس آنحضرت صلعم نے بعد نماز ظہر علی ابن ابیطالبؑ کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا ایہا الناس کیا تم نہین جانتے کہ مومنون کیلیئے اونکے نفوس سے اولیٰ ہون سب نے کہا بیشک

Presented by Ziaraat.Com

اولی لکل مومن من نفسہ قالوا بلیٰ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھمّ وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال لہ ھنیئاً لک یا بن ابی طالب اصبحت وامسیت مولا کل مومن ومومنۃ۔

پھر آپنے فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کیلئے اوسکے نفس سے اولیٰ ہون۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہر مومن کے لیئے اوسکے نفس سے اولیٰ ہین تب آپ نے ارشاد کیا۔ کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملکر کہا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابی طالبؑ کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوے۔

حضرت علیؑ کے سر پر دستار امامت

اس واقعہ کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے سر پر دستار (امامت) باندھی۔ اصابہ مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

اخرج البغوی وقال فی کنز العمال اخرج ابن ابی شیبہ وابوداؤد الطیالسی والبیہقی عن علی قال عممنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ سوداء اطرق طرفیہا علی منکبی۔

ابن حجر اصابہ مین بروایت بغوی اور کنز العمال مین بروایت ابن ابی شیبہ وابوداؤد طیالسی و بیہقی حضرت علی مرتضیٰؑ سے روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز غدیر خم میرے سر پر ایک عمامہ سیاہ باندھا اور اوسکے دونو کنارے میرے کاندھون پر ڈال دیئے۔

خطیب بغدادی۔ علامہ دیلمی۔ ابوداؤد طیالسی۔ ملا علی متقی۔ ابن ابی شیبہ۔ محب الطبری اور ابن صبّاغ مالکی پھر اس روایت کو ان الفاظ مین بیان کرتے ہین۔

عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عزوجلّ امدنی یوم بدر ویوم حنین بملئکۃ متعممین ھذہ العمامۃ والعمامۃ حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین قالہ علی لم یعمم یوم غدیر خم و سدل طرفہا علی منکبہ

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بدر و حنین کے روز ہماری مدد رب العزت نے ایسے فرشتون سے کی جو عمامہ پوش تھے اور عمامہ مسلمین و مشرکین کے درمیان فرق بتلانیوالا ہے۔ یہ حدیث آنحضرت صلعم نے مجھسے غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی جبکہ آنحضرت صلعم نے میرے سر پر اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور اوسکے دونون سرے میرے کندھے پر لٹکا دیئے۔

اس دستار مبارک کی عظمت

اب یہ بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ یہ عمامہ مبارک کون تھا؟ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو کسقدر عزیز رکھتے تھے۔ علامہ علی بن برہان الدین شافعی لسان العیون

Presented by Ziaraat.Com

فی سیرۃ الائمۃ والمامون مین لکھتے ہین -

وکان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامۃ تسمّٰی السحاب کساھا علی بن ابی طالب بغدیر خم فکان ربّما اطلع علیہ علی فیقول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتاکم علی فی السحاب یعنی عمامۃ الّتی وھب لہ

منقول از ارجح المطالب جلد دوم مطبوعہ لاہور ۲۲۵ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا حضرت صلعم نے وہ عمامہ بروز غدیر خم جناب امیر علیہ السّلام کے سر پر باندھا تھا جب کبھی جناب امیرؑ اوس عمامہ کو باندھے ہوئے حضرتؐ کے حضور مین حاضر ہوتے تھے تو سرور عالم لوگون سے ارشاد فرماتے تھے کہ دیکھو علیؑ سحاب مین تمھارے پاس آرہے ہین یعنی اُسی عمامہ کو باندھے ہوئے جو انھین خلعت ہوا تھا -

خطبہ خم غدیر اب ہم اوس خطبہ کو اپنے سلسلہ بیان مین تحریر کرتے ہین جو خم غدیر کے موقع پر زبان رسالت سے ارشاد فرمایا گیا تھا اور جسکے جستہ جستہ فقرات آپکے علمانے اپنی اپنی مرویات مین مندرج کیے ہین لیکن اُسکی پوری نقل کرنے کی کسی کو بھی توفیق نہین ہوئی -

علاّمہ شہاب الدین احمد نے اپنی مشہور کتاب توضیح الدلائل مین اس خطبہ کو تمام وکمال لکھا ہے ہم اوسی کتاب سے اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین -

الحمد للہ علی آلائہ فی نفسی وبلائہ فی عترتی واھلبیتی استعیذہ علی نکبات الدنیا وموبقات الآخرۃ واشھد ان لا الٰہ الّا اللہ الواحد الاحد الفرد الصّمد لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ولا شریکا ولا عمدا وانی عبد من عبیدہ ارسلنی برسالتہ الی جمیع خلقہ لیھلک من ھلک عن بیّنۃ ویحیی من حی عن بیّنۃ واصطفانی علی العلمین من الاوّلین والآخرین واعطانی مفاتیح خزائنہ وکنا علی بعزائمہ واستودعنی سرہ وامرنی فابصرت لہ فانا الفاتح وانا الخاتم ولا قوۃ الّا باللہ اتقوا اللہ

مین خدا کی حمد اون نعمتون کیلئے ادا کرتا ہون جو میری ذات مین اُسکی طرف سے ودیعت ہوئی ہین اور اون امتحان وبلا کیلئے بھی منت گذار ہون جو میری عترت اور اہلبیت پر نازل ہونیوالی ہین . اور دنیا کی ناگوار مصیبتون اور روز آخرت کی مہلک زحمتون پر اوس سے مدد مانگتا ہون پھر مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدائے واحد واحد کے اور کوئی خدا نہین ہے وہ بالکل یکتا ہے اور بڑی عظمت والا ہے اوسنے اپنے لیئے کوئی زوجہ یا فرزند یا مددگار نہین قرار دیا ہے اور اوسکے بندون مین سے مین بھی ایک بندہ ہون لیکن اُس نے اپنی پیغمبری کیلئے مجھکو تمام خلق کے اوپر بھیجا ہے تاکہ وہ لوگ جو ہلاک ہونیوالی ہین وہ ایک حجت کے ساتھ ہلاک ہون اور جو نجات پانیوالے ہین وہ ایک حجت کے ساتھ نجات پائین مجھے خدا نے تمام عالم مین کہ جنمین اولین وآخرین بھی شامل ہین

Presented by Ziaraat.Com

ایّھا النّاس حق تقاتہ ولا تموتن
الّا وانتم مسلمون واعلموا ان اللہ
بکلّ شئ محیط وانہ ستکون
من بعدی اقوام یکذبون
علی فیقبل منھم ومعاذ اللہ ان
اقول علی اللہ الا الحق اوانطق
بامرہ الّا بالصّدق وما امرکم
الّا ما امرنی بہٖ ولا ادعوکم الا
الی اللہ وسیعلمون الّذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون فقام الیہ
عبادۃ بن الصامت فقال و
متی ذالک یا رسول اللہؐ ومن
ھولاء عرفناھم لتحذرکم
قال اقوام قد استعدّوا لنا من
یومھم وسیظھرون لکم اذا بلغت
النفس منی ھھنا واشار صلی اللہ
علیہ والہ وسلم الی حلقہ فقال
عبادۃ اذا کان ذلک فالی من
رسول اللہ صلعم علیکم بالسّمع والطّاعۃ
السّابقین من عترتی والاخذین
من بیعتی فانھم یصدونکم
عن الغی ویدعونکم الی الخیر
وھم اھل الحق ومعادن الصّدق
یحیون فیکم الکتاب والسنۃ ویجتبونکم

ہین برگزیدہ فرمایا ہے اور کنجیان خزانے کی مجھے عطا فرمائی ہین اور
جو عہد کہ مجھسے فرمائے ہین اُن کا مجھسے استحکام فرمایا ہے اور
اپنا راز میرے سپرد فرمایا ہے اور میری امداد کی ہے اسوجہ سے
مجھے اوسکی بصیرت حاصل ہوئی ہے پس مین آغاز کرنیوالا ہون
اور مین ہی انتہا پر پہونچانیوالا ہون رسوائے ذات اقدس الٰہی
کے اور کسی ذریعہ سے قوت حاصل نہین ہوسکتی - اے لوگو
خدا سے اتنا ڈرو جتنا ڈرنے کا حق ہے اور نہ جنگ کرو مگر
دین اسلام پر اور یاد رکھو خدا تمام چیزون پر احاطہ کیے ہوے
ہے قریب ہے کہ میرے بعد کچھ قومین ہونگی وہ مجھپر تہمتین باندھینگی
اور لوگ اونکے جھوٹ کو قبول کرینگے - مگر خدا کی پناہ - اگر مین
خدا کی طرف سے سوائے امر حق کے اور کچھ زبان سے نکالون
اور سوائے سچ کے اوسکے حکم سے خلاف کچھ اور بات کرون
اور سوائے اوس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے مین تمھین
کوئی اور حکم کرون اور سوائے اللہ کے اور چیزون کی طرف
تمھاری دعوت کرون اور جو لوگ کہ ظالم ہین - وہ بہت
جلد جان لینگے کہ کیسی بازگشت اونکی ہونے والی ہے -
(خطبہ کے اس مقام تک آپ پہونچے تھے کہ) عبادۃ بن صامت
کھڑے ہوگئے اور پوچھا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہین ہمین بتا دیجئے اور پہچنوا دیجئے
تاکہ ہم اون سے پرہیز کرین آنحضرتؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ
ہین جو ابتدا سے ہماری دشمنی کیلیے آمادہ ہین اور جب میری
جان یہان تک - (حلق مبارک کی طرف اشارہ کرکے پہونچیگی
اوسوقت ظاہر ہونگے عبادۃ نے کہا پھر ہم ایسے وقت مین
کسکی طرف رجوع کرین - فرمایا کہ تم اون لوگون کی پیروی

Presented by Ziaraat.Com

الالحاد والبدعة ويقمعون
بالحق اهل الباطل لايميلون
بالجاهل ايها الناس خلقني و
خلق اهلبيتي من طينة لم يخلق
منها غيرها كنا اوّل من ابتداء
من خلقه فلمّا خلقنا ونوّرنا
كل ظلمة واحيى بنا كل طينة
ثم قال صلى الله عليه واله وسلم
هولاء خيار امتي وحملة علمي و
خزانة سري وسادة اهل
الارض الداعون الى الحق المخبرون
بالصدق غير شاكين ولا مرتابين
ولا ناكصين ولا ناكثين
هولاء الهذاة المهتدون
والائمة الراشدون المهتدي
من جاءني بطاعتهم
ولا بتهم والضّال من
من عدل منهم وجاءني

اور اطاعت کرو جو میری عترت میں سب سے زیادہ پیش قدم ہیں
میری پیغمبری کے علم کے لینے والے ہیں۔ وہی تمکو گمراہی سے باز
رکھینگے اور نیکی کی طرف دعوت کرینگے۔ یہی اہلبیت اہل حق
ہیں۔ صدق و راستی کے معدن ہیں۔ کتاب و سنت کو تم
لوگوں میں زندہ رکھینگے اور الحاد و بدعت سے تمکو بچائینگے۔
جس کے ذریعہ سے باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل کی طرف
میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو۔ خدا نے مجھے اور میرے اہلبیت
کو ایک مٹی سے بنایا اور اوس سے سوائے میرے اور میرے
اہلبیت کے کسی اور کو نہیں بنایا۔ ہم اوّل وہ لوگ ہیں کہ
جنکی سب سے اوّل خلقت ہوئی اور جب خدا ہمکو پیدا کر چکا تو
ہمارے نور سے تاریکی کو روشن کر دیا اور پھر ایک طینت کو
ہمارے سبب سے زندہ کیا اور فرمایا کہ یہ لوگ بہترین امت سے
ہیں۔ میرے علم کے حامل ہیں۔ میرے اسرار کے خازن ہیں
سرداران اہل زمین اور حق کی طرف دعوت کرنیوالے
ہیں اور راستی کے ساتھ خبر دینے والے ہیں۔ اون کو کبھی
شک نہیں ہوتا۔ کوئی ریب اونکو عارض نہیں ہوتا۔ یہ کبھی راہ
خدا سے پیچھے ہٹنے کے نہیں کبھی خدا کے عہد کو توڑنے
نہیں۔ یہ وہ ہادی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ ائمہ راشدین
ہیں۔ جو انکی ولایت و اطاعت کو لیکر میرے پاس آئے
وہی ہدایت یافتہ ہے اور جو انکی عداوت لیکر آئے وہی گمراہ ہے
ان کی محبت ایمان ہے۔ ان کا بغض نفاق ہے۔ یہی ائمہ ہدایت
کرنیوالے اور احکام خدا کی مضبوط رسیاں ہیں۔ انھیں کے
ذریعہ سے اعمال صالح تمام ہوتے ہیں اور انھیں کی محبت
کا ہمیشہ اولین اور آخرین سے عہد لیگیا ہے اور یہی وہ ارحام ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اقسمکم اللہ بھا اذ یقول وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ثُمَّ یدعوکم بحبھم فقال قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ہُمُ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا اَلصَّادِقُوْنَ اِذَا نطقوا والعلمون اذا سئلوا الحفظون لما استودعوا جمعت فیھم الخصال العشرۃ لم تجمع لاحد فی عترتی واھلبیتی الحلم والعلم والنبوۃ والمیل والسماحۃ والشجاعۃ والصدق والطھارۃ والعفاف والحکم فھم کلمۃ التقوٰی ووسیلۃ الھدی والحجۃ العظمٰی والعروۃ الوثقٰی ھم اولیاءکم عن قول ربکم وعن قول نبی ما امرتکم بشیء فعلی مولاہ

جنکو قسم خدا نے اپنے کلام مجید مین یاد دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ ڈرو اس خدا سے جسکے متعلق تمسے سوال کیا جائیگا اور ارحام سے خدا تمھارا نگہبان ہے پھر دعوت دی تمکو انکی محبت کی طرف اور فرمایا کہ کہدے محمدین تمسے اجر رسالت سوائے اسکے کچھ اور نہین چاہتا کہ میرے اقربا سے محبت کرو یہی وہ لوگ ہین جن سے خدا نے ہر عیب و نجاست کو دور کرکے طیب و طاہر کیا ہے یہی لوگ ہین جب گویا ہوتے ہین تب نہایت راستگو ہوتے ہین اور جب اُن سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے اُس وقت بڑے جاننے والے ثابت ہوتے ہین اور جو چیز انکے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے اُسکی حفاظت کرتے ہین اور میرے اہلبیت مین دس خصلتین ایسی ہین کہ سوائے اونکے اور کسی مین وہ جمع نہین ہوسکتین حلم علم نبوت بزرگی شجاعت راستگوئی پاکیزگی عفت یہی لوگ کلمہ تقوٰی ہین یہی وسیلہ ہدایت ہین۔ حجت عظمٰی ہین۔ عروۃ الوثقی (مضبوط رسیان) ہین یہ لوگ بموجب ارشاد خدا تمھارے سید و سردار ہین اور جو کچھ مین تمسے کہتا ہون وہ میرے خدا کا حکم ہے حاضرین آگاہ ہو (حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکر) ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُسکا علیؑ مولا ہے خدایا دوست رکھ اوسکو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اُسکی جو مدد کرے اُسکی اور اُسکی مدد کرے اور ذلیل کر اسکو جو ذلیل کرے اس کو حاضرین۔ علیؑ کے بارے مین خدا نے وحی فرمائی ہے

فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اوحی الیّ ربّی فیہ ثلثا انہ سید المسلمین وامام الخیرۃ المتقین وقائد الغر المحجلین وقد بلغت عن ربی ما امرت واستودعھم اللہ فیکم واستغفر اللہ لی ولکم۔

کہ وہ سید المسلمین ہے پرہیزگارون اور نیکوکارون کا امام اور اون لوگون کا پیشوا ہے جنکی پیشانیان نورانی ہین۔ جو کچھ خدائے سبحانہ تعالی نے مجھے حکم دیا تھا وہ مین نے تمھین پہونچا دیا اب مین علیؑ کو تمھارے سپرد کرتا ہون اور اپنے لیئے اور تمھارے لیئے مغفرت کا خواستگار ہون۔

یہ خطبہ کتب صحاح مین بضرورت خاص مفصل اور مسلسل طریقہ سے درج نہین ہے مگر اسکے تمام فقرات

Presented by Ziaraat.Com

کو جو متعدد احادیث مندرجہ صحاح ستہ کے مختلف اور متفرق مقامات مین پائے جاتے ہین اول سب کو مرحوم سید العلما جناب سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہ نے اپنے ایک رسالۂ خاص مین کتب صحاح سے چنکر جمع کیا ہے۔ اسی خطبہ کے بعض بعض مقامات کا ترجمہ مسٹر جان ڈیونپورٹ (Mr Jhon Davenport) نے اپنی کتاب اپالوجیز اف محمدؐ اینڈ ہز قرآن Apology for Mohammad and his Quran مین بھی کیا ہے۔

تکمیل اسلام اور نزول آیۂ اکملت لکم دینکم

اس خطبہ کے ارشاد اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے اعلان عام کے بعد ہی تکمیل اسلام اور تحصیل نعمت اسلام اور تنزیل رضائے خدائے انام کی بشارت بیکبار آیہ وافی ہدایہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کے الفاظ مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسی وقت پہونچائی گئی چنانچہ فقیہ ابن المغازلی مناقب مین علامہ ابراہیم النطنزی کتاب خصائص العلویہ مین علامہ صالحانی اپنی کتاب المناقب مین اور علامہ شہاب الدین احمد توضیح الدلائل مین مجاہد کے اسناد سے لکھتے ہین۔

عن مجاهد عن ابو هريرة قال صام معه ثمانية عشر من ذى الحجة كتب له صيام ستين شهرا وهو يوم غدير خم لما اخذ النبى صلى الله عليه واله وسلم بيد على ابن ابى طالب فقال الست اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى يا رسول الله قال من كنت مولاه فعلى مولاه فقال عمر بن الخطاب بخٍ بخٍ لك يا ابن ابيطالب اصبحت مولاى ومولى كل مومن و مومنة فانزل الله تعالى اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

مجاہد ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص اٹھارہوین ذی الحجہ کو روزہ رکھے اوسکے نامہ اعمال مین ساٹھ مہینون کے روزون کا ثواب لکھا جائیگا۔ وہ غدیر خم کا دن ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کیا مین مومنون کے لیے اونکے نفسون سے اولی نہین ہون حاضرین نے عرض کی یارسول اللہ آپ بیشک اولی ہین ہمارے نفسون سے۔ آپنے ارشاد کیا جس کا مین مولا ہون اوسکے علیؑ مولا ہین عمر ابن الخطاب کہنے لگے مبارک ہو تمکو اے علی ابن ابی طالبؑ تم آج سے میرے اور کل مومنین و مومنات کے آقا قرار دیے گئے پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن مین نے تمھارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتون کو تم پر تمام کردیا اور تمھارے دین الاسلام سے راضی و خوشنود ہوا۔

علامہ ابن واضح اپنی تاریخ یعقوبی مین تحریر فرماتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

قد قیل انه آخر ما نزل علیه الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و هی الروایة الصحیحة الثابتة الصریحة وکان نزولها بغدیر خم

بروایت صحیحہ ثابتہ وصریحہ آیہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی قرآن مجید کی آخری آیت ہے اور اوس کا نزول غدیر خم مین ہوا ہے۔

ان محدثین کے علاوہ حافظ ابونعیم۔ امام سیوطی۔ ابن مردویہ۔ دیلمی اور حموینی وغیرہما نے بالاتفاق نزول آیہ اکملت لکم دینکم کو خاص خم غدیر کے موقع پر بتلایا ہے۔ اب غریب شبلی صاحب اس وقت کہان ہین جن سے استفسار کیا جاے کہ ان اسناد متواترہ اور متکاثرہ کے مقابلہ مین اس آیہ کے موقع تنزیل مین خواہ مخواہ آپ کا ان خود غرضانہ تحریف وتبدیل سے کیا فائدہ ہوا۔ محققین وناظرین کتاب نے دیکھ لیا اور سمجھ لیا کہ آپ کو نصوص الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے موقع اور شان نزول وغیرہ کے بدل دینے اور ادھر سے ادھر کر دینے مین ذرا بھی خوف نہین ہوتا۔

بہرحال تاریخ وحدیث کے تمام ماخذون سے ثابت ہوگیا کہ آیہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ کے حکم تنزیل کی حسن تعمیل حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی صورت مین واقع ہوئی اور اس حکم خداوندی کی ادا کاری کے صلہ مین خدائے سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ سے تکمیل دین۔ اتمام نعمت اور قبولیت مذہب اسلام کی بشارت آیہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے الفاظ مقدسہ مین نازل فرمائی گئی۔ ہم اس واقعہ کے متعلق جو اہتمام خاص کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے کیا گیا تھا اوپر بیان کر چکے ہین اور حضرت عمر کی ادائے تہنیت تک کے حالات لکھ چکے ہین۔ ملا معین لاہوری معارج النبوۃ مین لکھتے ہین۔

تہنیت امہات مومنین

گویند کہ بیشتر اصحاب حتی کہ امہات مومنین امیر المومنین علی بن ابی طالب را تہنیت بجا آوردند۔

کہتے ہین کہ اکثر اصحاب یہان تک کہ امہات مومنین نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔

حسان بن ثابت کا قصیدۂ غدیر

جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اس تقریب ولیعہدی کے موقع پر دربار رسالت کے ملک الشعراء حضرت حسان بن ثابت نے ذیل کا قصیدہ انشاء فرمایا۔ جسکو امام ابوبکر ابن مردویہ نے مناقب مین۔ حافظ ابونعیم نے وما نزل فی القرآن فی العلی مین۔ اخطب خوارزمی نے مناقب مین۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ مین۔ امام سیوطی نے اپنی کتاب باز ہا فیما عقدہ الشعراء من الاشعار مین اور محمد بن یوسف الگنجی الشافعی نے کفایۃ الطالب مین۔ امام حموینی نے فرائد السمطین مین اور علامہ ابراہیم النظنزی نے خصائص العلویہ مین تحریر فرمایا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عن ابوسعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ بغدیر خم قال حسان بن ثابت ائاذن یا رسول اللہ صلعم ان اقول ابیاتا فقال رسول اللہ صلعم قل علی برکۃ اللہ فقال حسّان یا معشر القریش اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلعم فقال ؎

ینادیھم یوم الغدیر نبیّھم
بخمّ واسمع بالرّسول منادیاً
وقال فمن مولاکم ووَلیُّکم
فقالوا ولم یبدوا ھناک التعامیا
الٰھک مولٰنا وانت ولینا
ولن تجدنّ فی ذلک الیوم عاصیا
فقال لہ قم یا علیّ فانّنی
رضیتک من بعدی اماماً وھادیا
فمن کنت مولاہ فھذا ولیُّہ
فکونوا لہ انصار صدق موالیا
ھناک دعا اللّٰھمّ وال ولیّہ
وکن للّذی عادٰ علیاً معادیا
فخص بھا دون البریّۃ کلھا
وسماہ الوزیر المواخیا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام مین ارشاد کیا کہ جس کا مین مولا ہون اُس کا علیؑ مولا ہے حضرت حسّان بن ثابت عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ مجھے چند اشعار کے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ خدا کی برکت سے بیان کرو۔ حسّان بن ثابت نے کہا کہ اے قریش کے لوگو جناب رسولخدا صلعم کی گواہی کو سُن رکھو۔ پھر یہ اشعار پڑھے

غدیر خم کے دن اون کے پیغمبرؐ نے خم کے مقام پر پکارا
اور جناب رسولخدا صلعم نے کہا اچھی منادی کی
ارشاد فرمایا کہ تمھارا کون مولا اور ولی ہے
اون لوگون نے جو اس مقام پر سرکشی نہین کرتے تھے عرض کیا
تیرا خدا ہمارا مولی ہے اور تو ہمارا ولی ہے
اور آج کے روز سے تو ہمین نافرمان نہین پائے گا
پس حضرت نے فرمایا اے علیؑ اوٹھ کھڑا ہو
بے شبہہ مین نے تجھکو اپنے بعد امام اور ہادی پسند کیا ہے
پس جس کا کہ مین مولا ہون اوس کا یہ مولا ہے
تم لوگ اس کے سچے مددگار بن جاؤ
وہین آپنے دعا کی کہ بارالہا علیؑ کے دوست کے دوست رکھ
اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ
تمام لوگون مین علیؑ کو اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص کیا
اور اون کا نام وزیر اور بھائی رکھا

ارجح المطالب جلد اوّل صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ لاہور

اسباب نزول آیہ سئل سائل بعذاب واقع

جس حُسن انتظام اور اہتمام خاص سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم خداوندی کی تعمیل فرمائی اور اہل اسلام کے اتنے بڑے مجمع کثیر مین کہ شاید

Presented by Ziaraat.Com

دنیائے اسلام مین اتنے بڑے کثیر مجمع کی کسی موقع پر کوئی مثال یا نظیر بتلائی جا سکے۔ ولایت و امامت حضرت علیؑ کا اعلان عام فرمایا گیا اور تمام حاضرین و مجتمعین نے اس کا جناب رسولخدا صلعم کے سامنے اقرار و اعتراف کیا۔ وہ مرقومہ بالا تاریخ و احادیث کے مشاہدات متواترات سے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ اس موقع پر اہل اسلام کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے لیکر ایک لاکھ چالیس ہزار تک بتلائی گئی ہے۔ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل مین ایک لاکھ چالیس ہزار کی تعداد پر اپنا مختار قائم کرتے ہین۔ حصائص مین امام نسائی لکھتے ہین۔

عن سعد بن ابی وقاص قال کنا مع رسول اللہ صلعم بطریق مکۃ فلمّا بلغ غدیر خم وقف للنّاس ثم ردّ من تبعہ ولحقہ من تخلّف۔

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ ہملوگ جناب رسولخدا صلعم کے ساتھ ہمسفر تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم مین پہونچے تو آپنے لوگون کو ٹھہرنے کا حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے نکل گئے تھے۔ واپس آئے جو پیچھے رہگئے تھے ملحق ہو گئے

یہ مہتم بالشان واقعہ من احسن الوجوہ تمام ہوگیا۔ تو بالکل خلاف توقع۔ باوجودیکہ اسکی قبولیت اس کا اعتراف و اقرار اہل اسلام کے اتنے بڑے مجمع مین ہو چکا تھا۔ اسکی مخالفت بھی ہوگئی۔ اور بارگاہ ایزدی سے مخالف کو فوراً بیرکت دعائے رسالت عاد من عاداہ سزا و عقوبت بھی مل گئی جس طرح ابتدا ہی سے اس واقعہ کے ہر شعبہ کی خبر نص قرآنی سے دی گئی ہے اوسی طرح اسکے اس شعبۂ آخر کی بھی نص قرآنی سے خبر پہونچائی گئی۔

ہم اسکی پوری تفصیل علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامہ۔ علامہ محمد بن یوسف الزرندی کی کتاب معارج الوصول۔ ملک العلمائے دولت آبادی کی مناقب السّادات۔ علامہ سمہودی کی جواہر العقدین محدث شیرازی کی روضۃ الاحباب۔ علامہ عبدالرؤف مناوی کی فیض القدیر۔ اور علامہ محمود بن محمد القادری کی صراط السوی۔ اور حلبی کی لسان العیون۔ علامہ احمد بن فضل بن محمد کشیر کی وسیلۃ الآمال اور علامہ محمد بن اسمعیل الامیر کی روضۃ الندیہ اور حافظ محمد بن یوسف الگنجی کی کفایۃ الطالب اور امام ابو اسحاق ثعلبی کی تفسیر سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

قال الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینہ سئل عن قولہ تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سئلتنی عن مسئلۃ ما سئلنی احد عنہا

امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مین نقل کرتے ہین کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آیہ سال سائل بعذاب واقع کس کے حق مین نازل ہوا ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

قبلك حدثني ابو جعفر محمّد
عن ابآئه عليهم السّلام ان رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم لمّا كان
بغدير خم نادى الناس فاجتمعوا فاخذ بيد
علىؑ وقال من كنت مولاه فعلىٌّ مولاه
فشاع ذلك فطار في البلاد وبلغ ذلك
بحارث بن النعمان الفهرى اتى رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم على
ناقة له فاناخ راحلته ونزل عنها
وقال يا محمد امرتنا ... ان نشهد
ان لا اله الا الله وانّك رسول الله
فقبلناه منك وامرتنا ان نصلى
خمسًا فقبلناه منك وامرتنا
بالزكوٰة فقبلناه منك وامرتنا
بصوم فقبلناه وامرتنا بالحج
فقبلناه منك. ثمّ لم ترض
بهذا حتى رفعت بضبعى ابن
عمّك تفضله علينا فقلت
من كنت مولاه فعلى مولاه
فهذا شئ منك ام من الله
عزّ وجلّ فقال النّبى صلعم
والّذى لا اله الّا هو ان هذا من
عند الله فتولّى الحارث يريد
راحلته وهو يقول اللّهم ان كان ما يقول

کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے بھی نہین پوچھا تھا۔ مجھ سے
جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے روایتًا اپنے آبائے کرام سے
بیان فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم
کے مقام پر پہونچے تو لوگون کو جمع کر کے سب کے سامنے جناب
امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون۔ اوس کا علیؑ مولا
ہے اور یہ بات اور لوگون مین تمام جگہ مشہور ہو گئی تو یہ خبر نعمان
ابن حارث فہری کو بھی معلوم ہوئی تو وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر اور اوس سے اوتر کر آپ کے
قریب پہونچا اور کہنے لگا یا محمدؐ آپنے ہمکو حکم دیا کہ ہم اس بات کی
گواہی دین کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہین ہے اور بیشک
آپ اوسکے رسول برحق ہین۔ ہم نے آپکا یہ حکم مان لیا پھر آپنے
ہمکو پانچ وقتون کی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ بھی ہمنے قبول کر لیا پھر
آپنے ہمکو زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ ہمنے وہ بھی قبول کر لیا۔ پھر
آپنے ہمکو روزہ رکھنے کے لیئے کہا ہمنے وہ بھی قبول کر لیا۔
پھر آپنے ہمکو حج کرنے کے لیئے حکم دیا ہمنے وہ بھی قبول کر لیا
پھر اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور
اپنے ابن عم کا بازو تھام کر اوٹھایا
اور اون کو ہملوگون پر فضیلت دی اور فرمایا جس کا
مین مولا ہون اوسکا علیؑ مولا ہے۔ یہ بات حضور اپنی طرف سے
فرماتے ہین یا خدا کی طرف سے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا
قسم ہے اوس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین ہے
یہ بات خدا کی طرف سے ہے۔ پس حارث یہ کہتا ہوا اپنے
ناقہ کی طرف لوٹا کہ اے خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

محمدٌ احقًا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذابٍ الیم فلمّا وصل راحلتہ حتی رماہ اللہ عزوجلّ الحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ تعالےٰ عزوجل سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْکَافِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ۔

جو کچھ بیان فرماتے ہین اگر سچ ہے تو (معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہمین عذاب دردناک مین بتلا فرما جب وہ اپنے ناقہ کی طرف لوٹا اور ابھی اوس تک پہونچا بھی نہین تھا کہ خدا تعالیٰ نے اوس پر پتھر پھینکا جو اوسکے سر پر گرا اور پشت سے نکل گیا اور وہ ہلاک ہوگیا پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ کافرون کے لیئے ہونیوالا ہے۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو مالک ہے سیڑھیون کا" ابرج المطالب مطبوعہ لاہور جلد دوم ص ۲۰۵

استخفاف واقعات غدیر اور اوسکے انکشافات

شبلی صاحب نے جب اس واقعہ کو اتنے اختصار و استخفاف کے طریقہ سے لکھنا شروع کیا ہے تو وہ اسکی تفصیلات کو لکھنا کب گوارا کر سکتے ہین اور کیسے لکھ سکتے ہین جب یہ تفصیلات و تصریحات ابتدا ہی سے شبلی صاحب کو استحفاظ عقائد اور تقلید اسلاف و تعلیم اخلاف کے استقرار کے مقابلہ مین نہ آیات قرآنی پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی حدیث کے خبر رکھنے کی حاجت ہے۔ عام اس سے کہ نصوص الٰہی اور احادیث حضرت رسالت پناہی سے اس واقعہ کی نسبت کیسی ہی تفصیل و تصریح نہ ثابت ہوتی ہو۔ کوئی پرواہ نہین ہے آپکے نزدیک سب کے سب مرفوع القلم ہین اور ایک بھی قابل الذکر نہین۔ دیکھئے اس واقعہ کی نسبت ایک نہین تین تین نصوص قرآنی ہم آپکے معتمد علمائے معتبرین کے اقوال و مختار سے باسناد متواترہ لکھ آئے ہین۔ اور یہ بالکل ناممکن ہے کہ ان مین سے ایک قول بھی شبلی صاحب کے ملاحظہ سے نہ گذرا ہو۔ لیکن ان مین سے ایک کو بھی آپنے نہ لکھا اور لکھنا کیسا اشارتًا اوسکا ذکر بھی نہین کیا۔ ممکن تھا کہ ذکر و نقل کے بعد اپنے مفید مطلب کوئی تاویل ہی فرما دی جاتی۔ جیساکہ اکثر مقامات پر تاویلات زبانی سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن شبلی صاحب بہت ہی ہوشیار اور محتاط ہین وہ خوب جانتے ہین کہ سیرۃ النبی صلعم مین یہی ایک واقعہ اونکے قلم کے لیے سب سے بڑا دشوار اور اہم ہے۔ اس بنا پر اوسکے لفظ لفظ پر آپکو اپنا قلم روک روک کر اور سنبھل سنبھل کر نہایت احتیاط سے اوٹھانا پڑا ہے۔ چونکہ ان واقعات صحیحہ اور مشاہدات صریحہ کے لیئے آپ سے کوئی تاویل ممکن نہین ہوئی۔ اس ضرورت سے آپنے ان تمام نصوص الٰہی اور احادیث حضرت رسالت پناہی سے قطعی انکار ہی کو مفید کار سمجھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اور عام اس سے کہ نصوص الٰہی ہون یا احادیث نبوی سب کو مکمل نسیاً منسیاً فرما دیا۔ این کار از تو آید و مرداں چنین کنند۔ لیکن اگر اسکے ساتھ آپنے اپنے تمام قدیم ماخذون کو بھی ندر آتش کر دیا ہوتا تو گویا ہمیشہ کے لئے یہ قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ نہ وہ قدیم ماخذ باقی رہتے۔ نہ آپ کی تحریر کے خلاف شہود و ثبوت پیش کیے جاتے مگر جبتک یہ ماخذ دنیائے اسلام مین قائم ہین آپ کی سیرۃ النبیؐ کی نقل و تحریر پر برابر تنقید و تردید ہوتی رہے گی اور کوئی پڑھا لکھا عقل و تمیز والا مسلمان آپکی اس یک طرفہ قلمکاریون پر اعتبار نہ کریگا۔

حقیقت مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس سوانح مین کوئی واقعہ اس شہرت و اعلان اور تفصیل و بیان کے ساتھ وقوع پذیر نہین ہوا اور غالباً جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین کسی واقعہ کے متعلق اتنے نصوص متواترہ کا نزول بھی نہین ہوا۔ کوئی مفسر کوئی محدث اور کوئی مورخ دنیائے اسلام مین ایسا نہین پایا جاتا جو ان نصوص و احادیث کے اسباب نزول کو اس واقعہ کے سوا کسی دوسرے واقعہ کے متعلق بتلاتا ہو۔ جیسا کہ آیہ تبلیغ سے لیکر آیہ سال سائل و یمک اور حدیث ثقلین سے لیکر حدیث من کنت مولاہ کے ارشاد تک اقوال معتبرہ و متواترہ سے اوپر ثابت کر دیا گیا ہے۔ اب اتنے شہود و ثبوت کے مقابلہ مین شبلی صاحب کا سکوت کیسا مہمل اور مضحکہ خیز ہے۔ سکوت سے تو بدرجہا یہ بہتر تھا کہ آپ ان اقوال و اخبار کو لکھکر ان کا سبب نزول اور باعث ارشاد واقعہ غدیر کے سوا اور کسی دوسرے واقعہ کے متعلق ثابت فرماتے یا کم سے کم لکھکر بتلا ہی دیتے تو یہ واقعہ اختلافی تو ہو جاتا۔ یون تو ویسا کا ویسا ہی ثابت رہ گیا۔ لیکن چونکہ اس واقعہ پر اتنے شواہد متواتر و متکاثر جمع تھے اور ایک سے لیکر ایک لاکھ چالیس ہزار تک اسکے دیکھنے والے اور اقرار کرنے والے موجود تھے کہ آپ اس مین کسی تبدیل و تاویل پر جرأت نہ کر سکے۔

لیکن اس واقعہ کی مرقومۂ بالا تمام خصوصیات کے ساتھ اسکی اس خصوصیت کا بھی ذکر کر دینا نہایت ضروری ہے کہ اسکے وقوع اور اعلان عام کے کل دو ہی برس بعد جب طمع دنیاوی اور حرص مال و دولت کی ضرورت سامنے آگئی تو پھر جس طرح اس عظیم الشان واقعہ کی نقل و یاد بھلا دی گئی۔ اور اسکی حقیقت۔ اصلیت اور واقعیت چھپائی گئی۔ گھٹائی گئی اور دنیائے اسلام سے مٹائی گئی اور اسکے خلاف خلافت کی چار دیواری بنائی گئی۔ ویسی کیسی واقعہ اسلامی کی نہین۔ چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی سے ضبط نہو سکا تو انھون نے اپنی کتاب سر العالمین مین اہل اسلام کے اس کتمان حقیقت پر عبرت و حسرت کے آنسو بہا کر حسب ذیل عبارت لکھدی۔

اجمعت الجماهير على المتن الحديث فی یوم غدیر	جمہور نے اس حدیث کے صحیح ہونے پر اجماع کر لیا ہے اور سب کا
باتفاق الجميع وهو يقول من كنت مولاه	اس پر اتفاق ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون

Presented by Ziaraat.Com

فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخٍ بخٍ لك یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنة فهذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ذلك غلب الهوی لحب الریاسة وحمل عمود الخلافة وعقود اللواء وخفقان الهواء فی قعقعة الرایات واشتمال واژدهام الخیول و فتح الامصار وسقاهم کاس الهوی فحملهم الی الخلافة فعادوا الی الخلاف الاول فسدوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔

اوس کا علی مولا ہے پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو مبارک ہو آپکو ابوالحسن درآنحالیکہ آپکو صبح ہوئی اور آپ ہمارے اور کل مومن ومنہ کے مولا ہوئے۔ بعد اسکے امام غزالی کہتے ہین کہ یہ ماکھنا حضرت عمر کا خلافت علیؑ کو تسلیم کرلینا ہے اور اون کے استخلاف پر راضی ہوجاتا ہے اور حضرت علیؑ کو حاکم سمجھ لینا ہے مگر بعدیں سمجھنے کے خواہش نفسانی نے واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت دنیا کے غلبہ کیا۔ ایک ریاست عظیمہ کا ہاتھ آنا۔ اور خلافت کے نشان کا ہر دیار و امصار مین گڑجانا اور علم کے پھر ہرون کا ہوا مین اوڑنا اور ہوا کا بیرقون سے لپٹنا اور سوارون کا دونون طرف جلوس مین چلنا اور گھوڑون کی ٹاپون کا مثل جال کے معلوم ہونا اور ملکون اور شہرون کا فتح ہونا۔ ان سب خیالات نے اُن لوگون کو خواہش نفسانی کا جام پلاکر مخمور کردیا اور اسی مدہوشی نے اُنکو خلیفہ کردیا اور جیسے اسلام کے قبل تھے پھر ویسے کے ویسے ہی ہوگئے۔ اور اُس عہد کو اُنھون نے پیچھے ڈال دیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنی چیز کو خرید کرلیا۔ پس کیا بُری چیز ان لوگون نے خرید کی۔

امام غزالی کے اس قول کو خلاصہ کرکے علامہ سبط ابن جوزی نے بھی تذکرہ خواص الائمہ مین لکھا ہے۔ اس واقعہ کے نزول بشارت اور حصول قبولیت کے ساتھ ہی مخالفت اور معارضت شروع ہوگئی۔ اور حارث بن نعمان فہری کی کافرانہ تعریض پر عذاب الیم کی جبارانہ تنزیل نے اوسی وقت اوس کی حقانیت کے مشاہدات امت اسلام کی نگاہون کے سامنے پیش کردیے گویا اس کا جوہر حقیقت لیعلم الاشیاء باضدادہا کے اصول مسلمہ کے معیار کے اوپر کامل اور تر گیا اور اسکی صداقت وصحت مدارج آزمائش اور معارج امتحان مین پوری ثابت ہوگئی ؎ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان ۔ تا سیہ روے شود ہر چہ درونش باشد۔

اسکی تصدیق وتوثیق کا سلسلہ کچھ زمانہ رسول اللہ صلعم ہی تک محدود ومو قوف نہین رہا بلکہ خلافت کے نظم جدید کے وقت حضرت علی مرتضیٰ نے بطور احتجاج امت اسلام کے سامنے استدلالاً پیش کیا ہے۔ لیکن بقول امام غزالی جب خود غرضی نفسانیت۔ حصول سلطنت وریاست جمع مال ودولت کے غیر متحمل اشتیاق و

تمنائین سامنے آگئین تو پھر خدا کی کون سنتا ہے اور رسول کی کون مانتا ہے - چنانچہ ابتدائے اجماع اور آغاز انعقاد خلافت اور تعیین خلیفہ کے وقت خود جناب صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمۃ الزہراؑ علیہا السّلام نے اپنے طولانی خطبہ مین بطور استدلال احتجاجیہ اس واقعہ کی بشارتون کو پیش کرکے حضرت علیؑ مرتضیٰ کی حقیقت خلافت ثابت فرمائی تھی - چنانچہ علّامہ جزری صاحب حصن حصین اسنی المطالب مین اور حافظ عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی مناقب مین لکھتے ہین -

عن بکر بن احمدؒ القصری قال حدثتنا فاطمۃ بنت علی بن موسی الرضا قالت حدثتنی فاطمۃ و زینب و ام کلثوم بنات موسی بن جعفر الکاظم قلن حدثتنا فاطمۃ بنت جعفر بن محمدؒ الصادق قالت حدثتنی فاطمۃ بنت علی بن الحسینؑ زین العابد بنؑ قال حدثتنی فاطمۃ و سکینۃ ابنتا الحسینؑ بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ صلعم و رضی اللہ عنہا قال اتیتم قول رسول اللہ صلعم یوم غدیر من کنت مولاہ اخرجہ الحافظ ابو موسی المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال ھذا الحدیث المسلسل من وجہ وھو انّ کل واحدۃ من الفواطم تروی عمۃ لھا فھو روایۃ خمس بنات اخ کل واحدۃ منھن عن عمتھا -

بکر بن احمد قصری ناقل ہین کہ ہم سے فاطمہ بنت علی بن موسی الرضا نے بیان کیا کہ مجھسے میری پھوپھیون - فاطمہؑ - زینبؑ اور ام کلثوم موسی بن جعفر الکاظم کی صاحبزادیون نے بیان کیا کہ اون سے فاطمہ بنت جعفر بن محمدؒ الصادقؑ ذکر کرتی تھین کہ اون سے اون کی پھوپھی فاطمہؑ بنت علی بن الحسینؑ زین العابدین فرماتی تھین کہ مجھ سے میری پھوپھی فاطمہ اور سکینہ جناب امام حسین علیہ السّلام کی صاحبزادیان ارشاد کرتی تھین کہ اون سے اون کی پھوپھی ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ میری والدہ ماجدہ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ نے لوگون کو مخاطب کرکے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ جناب رسولخدا صلعم کے اس ارشاد کو بھول گئے جو غدیر خم مین فرمایا تھا - کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے - حافظ ابو موسی المدینی نے اس حدیث کو اپنی کتاب مسلسل بالاسماء مین روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ایک وجہ سے یہ حدیث خود بھی مسلسل ہے کیونکہ ہر ایک فاطمہ نام رکھنے والی مخدومہ نے اس حدیث کو اپنی پھوپھی سے روایت کیا ہے اور یہ ایسی پانچ بھتیجیون کی روایت ہے کہ ہر ایک اپنی پھوپھی سے روایت کرتی ہے -

ابن عساکر اپنی تاریخ مین امام حاکم مستدرک مین اور ملّا علی متقی کنز العمال مین لکھتے ہین -

عن رفاعۃ بن ایاس الضبی عن ابیہ عن جدہ

رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اسکے دادا سے

Presented by Ziaraat.Com

قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحہ ان القنی فلقیہ فقال انشدک اللہ اسمعت رسول اللہ یقول من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم فقال فلم تقاتلنی قال فانصرف طلحۃ بن عبید اللہ۔ ارجح المطالب ص۲۰۸ جلد۲

ناقل ہین کہ مین جنگ جمل مین حضرت علیؑ کے ہمراہیون مین تھا جناب امیرؑ نے طلحہ کو بلا بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کرین۔ طلحہ آپ کے پاس حاضر ہوئے جناب امیر علیہ السلام نے اون سے فرمایا کہ مین تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا تمنے جناب رسالتمآب صلعم کو یہ کہتے ہوئے نہین سنا ہے کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے اے میرے پروردگار اسکو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ طلحہ نے کہا ہان سنا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا پھر تم کیون میرے ساتھ جنگ کرتے ہو۔ طلحہ اوسی وقت جنگ کرنے سے لوٹ گئے۔

علامہ ابن عقدہ۔ حافظ محمد بن حبان بستی۔ علامہ محب الدین طبری۔ ابن عساکر اور امام سمہودی جواہر العقدین مین لکھتے ہین۔

عن ابی الطفیل ان علیاً قام فحمد اللہ ثم قال انشد باللہ من شھد یوم غدیر ان یقوم ولا یقم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلاً منھم خزیمہ بن ثابت وسھل بن سعد وعدی بن حاتم وعقبہ بن عامر وابوایوب الانصاری وابولیلی والھیثم بن التیھان وابوسعید الخدری وشریح الخزاعی وابوقدامۃ الانصاری ورجال من قریش فقال علیؑ ھاتوا ما سمعتم فقالوا اشھد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظھر خرج رسول اللہ صلعم فامر بشجرات فشذھن والقا علیھن ثوبہ ثم نادی بالصلوۃ

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ مین خدا کی حمد کے بعد فرمایا ہے خدا کی قسم دیکر اوس شخص کو جو غدیر خم کے روز حاضر ہوا ہے کھڑا ہو جائے اور وہ شخص نہ کھڑا ہو جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا خبر دی گئی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جسکے کانون نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس ستر آدمی اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن مین خزیمہ بن ثابت۔ سہل بن سعد۔ عدی بن حاتم۔ عقبہ بن عامر۔ ابوایوب انصاری۔ ابولیلی۔ ابوالہیثم بن تیہان۔ ابوسعید خدری۔ شریح۔ ابوقدامۃ الانصاری رضی اللہ عنہم اور نیز قریش کے اور آدمی موجود تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ بیان کرو تم نے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب باسعادت مین مکہ سے واپس آرہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باہر تشریف لائے اور درختون کی کاٹ چھانٹ کا حکم دیا اور اونپر کپڑا ڈال دیا گیا پھر نماز کے لیے منادی کرائی گئی

Presented by Ziaraat.Com

فخرجنا وصلينا ثم قام فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللهم اشهد ثلاث مرات وقال اني اوشك ان ادعى فاجيب وانى مسئول وانتم مسئولون فما قال الا ان دمائكم واموالكم حرام كحرمة يومكم هذا وحرمة شهركم هذا اوصيكم بالنساء واوصيكم بالجار واوصيكم بالمملوك واوصيكم بالعدل والاحسان ثم قال ايها الناس اني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي اهليتي فانهما لن يفترقا حتى يردا علي الحوض بنبأني بذلك اللطيف الخبير ثم اخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه فقال على صدقتم وانا على ذلك من الشاهدين

ہملوگ اپنے اپنے خیمون سے نماز کے لیے باہر نکلے۔ آنحضرت صلعم نے کھڑے ہوکر خطبہ مین خدا کی صفت وثنا کے بعد یہان کیا اے لوگو تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کی آپنے خدا کا پیغام پہونچایا اس بات کو تین مرتبہ فرماکر آپنے کہا اے خدا گواہ رہیو۔ پھر ارشاد کیا میرا گمان ہے کہ مین بلایا جاؤنگا۔ اور تم بھی پوچھے جاؤگے بے شبہہ تمھارا خون تمھارا مال ایک دوسرے پر حرام ہوگیا ہے جیسا کہ یہ تمھارا آج کا دن اور یہ تمھارا مہینہ حرمت والا ہے تمکو وصیت کرتا ہون تمھاری عورتون کے لیے تمھاری ہمسایون کیلئے اور تمھاری لونڈی غلامون کیلئے اور تمکو وصیت کرتا ہون عدل واحسان کی پھر فرمایا ایہا الناس مین تم مین دو چیزین بزرگ چھوڑے جاتا ہون خدا کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہلبیت یہ دونون جدا نہ ہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون یہ مجھے خبر دی میرے خدائے لطیف وخبیر نے پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا جس کا مین مولا ہون پس یہ علیؑ اسکے مولی ہین پس حضرت علیؑ نے فرمایا تم لوگ سچ کہتے ہو اور مین بھی اسکی گواہی دیتا ہون۔

اس مناشدہ مقدسہ کی فوری حقانیت کے ثبوت بھی مفصلۂ ذیل عبارات احادیث مین ملاحظہ فرمائے جائین۔

صحابہ اور حالات غدیر کی شہادت سے خاموشی۔ اوسکی پاداش

امام ابوالحسن احمد بن یحیی البلاذری۔ کتاب انساب الاشراف مین تحریر فرماتے ہین۔

عن عمير بن سعد قال قال علي على منبر انتدر جلا سمع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يوم غدير خم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ان يقوم ويشهد تحت المنبر انس بن مالك وبراء بن عازب وجرير بن عبد الله البجلي فاعادها فلم يجبه احد فقال اللهم من كتم هذه الشهادة وهو يعرفها فلا تخرجه من الدنيا حتى تجعل به اية يعرف بها قال

عمیر بن سعد ناقل ہین کہ حضرت علیؑ نے منبر پر چڑھکر لوگون کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو سنا ہو وہ کھڑا ہوکر بیان کردے پس لوگون نے گواہی دی اور منبر کے نیچے انس بن مالک براء بن عازب اور جریر بن عبداللہ البجلی بھی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیرؑ نے ان لوگون سے کہا اور فرمایا مگر انمین سے کسی ایک نے بھی کچھ نہ کہا جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بارالہا جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے اوس شخص کو اوسوقت تک نہ مار یو جبتک کہ تو اسکے لیے کوئی نشان نہ مقرر کردے کہ وہ اس سے دنیا مین

Presented by Ziaraat.Com

فبرص انس وعمی البراء و رجع جریرا عرابیا بعد هجرته فاتی الشرات فمات فی بیت امه۔

پہچان لیے جاوین۔ عمیر بن سعد کہتے ہین کہ انس تو مبروص ہو گئے براء بن عازب اندھے ہو گئے۔ اور جریر بوڑھے ہو کر واپس آئے اور بکواس کرنے لگے یہانتک کہ اپنی مان کے گھر مین (بند رہکر) دنیا سے انتقال کر گئے۔

اسی روایت کو حافظ ابونعیم اور علامہ ابن مردویہ ان الفاظ مین لکھتے ہین۔

عن طلحه بن عمر قال شهدت علیا علی المنبر ناشدا اصحاب رسول الله صلعم وفیهم ابو سعید وابو هریرة وانس وهم حول المنبر وعلی علی المنبر وحول اثنا عشر بدریا من الانصار والمهاجرین فقال علی انشدتکم هل سمعتم رسول الله ص یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقاموا کلهم وانس بن مالک فی القوم ما شهد فقال له امیر المومنین ما منعک یا انس ان تشهد وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المومنین کبرت ونسیت فقال امیر المومنین اللهم ان کان کاذبا فاضربه ببیاض او بوضح لا تواریه العمامة فقال طلحه بن عمر فاشهد بالله لقد رایته بیضا بین عینیه۔

طلحہ بن عمر کہتے ہین کہ مین نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر دیکھا کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کے اصحاب کو قسم دے رہے تھے۔ ان مین ابو سعید۔ ابوہریرہ اور انس بن مالک بھی منبر کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے تھے اور منبر کے اردگرد مہاجرین وانصار بیٹھے تھے جن مین بارہ بزرگوار بدری تھے۔ جناب امیر نے ان سے کہا کہ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ کیا تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ارشاد کو سنا ہے پس جب سب لوگ کھڑے ہو گئے انس بن مالک بھی انلوگون مین موجود تھے اونھون نے گواہی نہین دی جناب امیر نے ان سے فرمایا کہ تم کو شہادت دینے سے کس امر نے روکا ہے باوجودیکہ تمنے بھی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگون نے سنا ہے۔ انس کہنے لگے۔ امیر المومنین مین بوڑھا ہو گیا ہون مجھے یہ بات بھول گئی۔ جناب امیر نے دعا کی اے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ بولتا ہے تو اسے برص کے مرض مین مبتلا کر دے کہ اوسے یہ اپنے عمامہ سے چھپا نہ سکے۔ طلحہ بن عمر کہتا ہے کہ مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبا اپنی آنکھون سے دیکھا تھا۔

حافظ جمال الدین فضل اللہ شیرازی المدعو بہ محدث شیرازی کتاب اربعین مین لکھتے ہین

عن ذر بن حبیش قال خرج علی من القصر

ذر بن حبیش ناقل ہین کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے

Presented by Ziaraat.Com

فاستقبله ركبان متقلدي السيوف عليهم
العمائم جدتني عهد بسفر فقالوا
السلام عليك يا مولانا فقال
علي بعد ما ردّ السلام عليهم من
ههنا من اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فقال اثنا عشر رجلا
منهم خالد بن زيد وابو ايوب الانصاري
وخزيمة بن ثابت ذوا الشهادتين وثابت بن
قيس بن شماس وعمار بن ياسر وابو الهيثم بن
التيهان وهاشم بن عتبة وسعد بن وقاص و
حبيب بن بديل بن ورقاء فشهدوا انهم
سمعوا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم
غدير خم من كنت مولاه فعلي مولاه فقال علي
لانس بن مالك والبراء بن عازب ما منعكما
ان تقوما لتشهدا فقد سمعتما كما سمع القوم فقال
اللهم ان كتماها معاندة فابلهما فاما البراء فعمي
فكان يسئله عن منزله فيقول كيف
يرشدون ادركته الدعوة و
اما انس فقد برصت قدماه وقيل
لما استشهد علي قول النبي صلى
الله عليه وآله وسلم من كنت مولاه
فعلي مولاه اعتذر بالنسيان فقال علي اللهم
ان كان كاذبا فاضربه ببياض
او بوضح لا تواريه العمامة فبرص وجهه

برآمد ہوئے اونکے سامنے عمامہ پوش سوار تلوارین لٹکائے
ہوئے آئے جنکے چہرون سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی سفر سے آئے
ہین اونھون نے جناب امیرؑ سے کہا کہ السلام علیک یا مولانا۔
جناب امیرؑ نے اونکو جواب سلام دیکر فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ مین سے کون کون اس مقام پر موجود
ہین۔ بارہ آدمی حاضر تھے۔ جن مین خالد ولید بن زید۔ ابو ایوب
انصاری۔ خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین۔ ثابت بن قیس بن
شماس۔ عمار بن یاسر۔ ابوالہیثم بن التیہان۔ ہاشم بن عتبہ۔
سعد بن وقاص اور حبیب بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم
بھی تھے۔ اوٹھکر گواہی دینے لگے کہ ہمنے جناب رسولخدا صلعم
سے سُنا ہے کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے جناب
امیرؑ نے انس بن مالک اور براء بن عازب سے کہا تمھین اوٹھکر
گواہی دینے سے کس نے منع کیا ہے۔ تمنے بھی وہی سُنا تھا جو
کچھ کہ لوگون نے سُنا تھا پس جناب امیر علیہ السلام نے دعا کی کہ
پروردگار اگر انھون نے گواہی کو عناد کی وجہ سے چھپایا ہے
تو انکو ناگہانی بلا مین مبتلا کر پس براء ابن عازب اندھے ہوگئے
یہان تک کہ اپنے گھر کا راستہ پوچھا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے
بھلا وہ شخص کیونکر راستہ دیکھ سکتا ہے جسکو بددعا لگ گئی ہو
اور انس بن مالک کا یہ حال ہوا کہ انکے پاؤن پر برص پیدا ہوگیا
اور یہ بھی روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر لوگون سے
گواہی طلب کی۔ اس پر انس ابن مالک نے نسیان کا عذر پیش کیا
جناب امیرؑ نے دعا کی کہ اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اسے برص کے
مرض مین مبتلا کردے کہ عمامہ سے نہ چھپ سکے پس انس اپنے

Presented by Ziaraat.Com

فنزل بعد ذلك برقعا على وجهه۔ منھ کے برص کو برقع مین چھپائے رکھتے تھے ابج المطالب ص ۲۱۶

حافظ ابن کثیر شامی اور امام دار قطنی لکھتے ہین۔

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خطب علی فقال انشد الله امرا نشدة الاسلام مع رسول الله صلعم یوم غدیر خم اخذ بید علیٍّ یقول الست اولی بکم یا معشر المسلمین من انفسکم قالوا بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلیٌّ مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله

عبدالرحمن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ مین اوس مرد خدا کو جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہون اور آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے کہ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز کہا تھا پوچھتا ہون کہ جس شخص نے آنحضرت صلعم سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کی حدیث کو سنا ہے وہ اوٹھ کر اوسکی شہادت بیان کرے پس دس آدمیون سے چند زاید آدمیون نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور ایک گروہ صحابہ نے اس شہادت کو چھپایا پس وہ لوگ اوس وقت تک دنیا سے عالم آخرت کو نہین گئے جب تک کہ وہ لوگ اندھے اور مبروص نہین ہو گئے۔

حافظ ابو موسیٰ اور علامہ ابن اثیر اسد الغابہ مین لکھتے ہین۔

عن ابن اسحق قال حدثنی من لا احصی انّ علیًّا نشد الناس فی الرحبة من سمع رسول الله ص من کنت مولاه فعلی مولاه اللهمّ وال من والاه وعادِ من عاداه فقام بضعة عشر رجلًا فشهدوا وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتی عموا وبرصوا

ابن اسحاق ناقل ہین کہ مجھ سے بہت سے آدمیون نے بیان کیا جن کا شمار مشکل ہے کہ جناب امیرؑ نے رحبہ مین لوگون کو قسم دیکر پوچھا کہ جس کسی نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ کی حدیث کو آنحضرت صلعم سے سنا ہو بیان کرے پس چند آدمیون نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انھون نے اس حدیث کو آنحضرت صلعم کی زبانی سنا ہے اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چھپایا وہ لوگ جبتک اندھے یا مبروص یا کسی اور بلا مین مبتلا نہ ہو لیے دنیا سے آخرت کو نہ سدھارے چنانچہ

فقام نفر فشهدوا انهم سمعوا ذلك من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وکتم قوم فماتوا من الدنیا حتی عموا وبرصوا واصابتهم آفة منهم یزید بن ودیعة وعبد الرحمن بن مدلج۔

یزید بن ودیعہ اور عبدالرحمن بن مدلج بھی انھین مین تھے۔

اتنے طول وطویل اور پر تفصیل مشاہدات ثبوت کے بعد بھی کیا کوئی صحیح الدماغ شخص کہہ سکتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت قبولیت اور تصدیق و توثیق مین خیر القرون کا کوئی زمانہ خالی گذرا ہے۔ خلفائے راشدین حضرات

Presented by Ziaraat.Com

عشرہ مبشرہ۔ اصحاب حل وعقد اور صحابہ سابقین کے ممتاز طبقات مین ممتازین و معززین صحابہ نے اس واقعہ کا صاف صاف اقرار و اعتراف فرمایا ہے اور اسکی حقیقت کو حلفاً بیان کیا ہے اور حارث بن نعمان فہری کی طرح ان مین سے انکار کرنیوالون نے عذاب و مصیبت کی سزا بھی پائی ہے۔ لیکن با اینہمہ۔ پھر کیا ہوا؟ دنیا پرستی اور زر مستی ایسی بُری بلا ہے کہ وہ نہ خدا کی سننے دیتی ہے اور نہ رسولؐ کی۔ اسی پیش آنے والے منظر کو مدنظر رکھکر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متواتر تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا تھا۔

لا ادری ما تحدثون بعدی — نہین معلوم تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔ (موطاء مالک)

فرمود بلی شما اصحاب من اید لیکن ندانم کہ شما بعد از من چہ کنید۔ (مدارج النبوۃ محدث دہلوی) — ارشاد ہوا تم میرے اصحاب تو ہو مگر مجھے معلوم نہین کہ میرے بعد تم لوگ کیا کیا کروگے۔

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا گیا تھا۔

مجھکو تمھارے مشرک یا کافر ہو جانے کا اندیشہ نہین ہے۔ لیکن خوف ہے تو یہ کہ تم کہین دنیا مین نہ پھنس جاؤ" وہی ہو کر رہا۔ صدقت یا رسول اللہ بابی انت وامّی فداہ۔

اس واقعہ مین حکم خدا و رسولؐ کے تفصیلی حالات۔ وقت وقوع سے لیکر وفات رسول مقبول تک استاد صحیحہ و متواترہ سے مستنبط کرکے لکھدیئے گئے ہین۔ ان تمام واقعات کو اون حالات سے مقابل کیا جائے جو وفات رسولؐ کے بعد اس حکم الٰہی اور ارشاد حضرت رسالت پناہی کے خلاف عمل مین لائے گئے تو جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورۂ بالا پیشین گوئیون کی جو اسکی خلاف ورزی کے متعلق ارشاد فرمائی گئی تھین۔ پوری اور کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

جب دینداری دنیاداری سے بدل گئی اور اوامر و احکام دین ملکی آئین اور سیاسی قوانین کے محکوم اور زیر اثر آگئے تو استحفاظ حکم و حکومت اور استقرار خلیفہ و خلافت کی غرض و غایت سے ان احکام الٰہی کے مقاصد اور فرمان رسالت پناہی کے مطالب بدل دیئے گئے۔ انکی حقیقت اور واقعیت کچھ سے کچھ کردی گئی۔ اصلی معانی و مطالب تو ذکر و نقل سے متروک و ممنوع کردیئے گئے۔ قیاسی اور موہوم تاویلات مہملہ اُن کی جگہون پر قائم کردین گئین۔

انھین ضرورتون کو مدنظر رکھکر آغاز خلافت سے لیکر آخر خلافت راشدہ تک جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السّلام نے تمام صحابہ کبار سے متواتر موقعون اور مختلف مقامون پر اسکے اعتراف کرآئے اور کھڑے کھڑے اقرار لیئے حالانکہ چالیس برسون سے اسکے خلاف مسلمانون کا عملدرآمد چلا آتا تھا۔ لیکن جناب

Presented by Ziaraat.Com

علی مرتضیٰ علیہ السلام کا استحقاق فی الخلافت کسی وقت و زمانہ میں مسلمانوں کی خلاف ورزی سے یا سوء عملی اور بدعہدی سے زائل یا باطل ہونیوالا نہیں تھا یہ وہ ابدی نعمت تھی اور ازلی دولت جو خدائے لازوال کی بارگاہ سے مخبر صادق علیہ السلام کی معرفت آپ کو مرحمت ہوئی تھی۔ اور جسکو سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد آپ نے ان الفاظ میں تمام ارباب اسلام اور اصحاب حل وعقد کے سامنے ارشاد فرمایا تھا۔ علامہ ابن اثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں۔

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انت منزلۃ الکعبۃ توتی ولا تاتی فان اتاک هولآء القوم وسلّموها الیک یعنی الخلافۃ فاقبل منهم وان لم یاتوک فلا تاتهم حتی یاتوک

حضرت علی مرتضیٰ نے کہا کہ جناب رسولخدا صلعم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علیؑ تو بمنزلہ کعبہ کے ہو کہ اوسکے حضور میں سب حاضر ہوتے ہیں اور وہ کسی کے پاس نہیں جاتا۔ پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر بیعت خلافت کرے تو تم قبول کر لینا ورنہ تم خود اس غرض سے اون کے پاس نہ جانا۔ ازالۃ الخفا ج ۲ ص ۲۱۸

خلافت راشدہ تک اگرچہ اس حدیث پر عملدرآمد نہوا۔ مگر اسکی حقیقت اور واقعیت سے کسی کو انکار کی جرأت بھی نہیں ہوئی اور ہر مناشدہ و مستفسرہ کے موقع پر اسکی شہادت دی گئی۔ اور اقرار کیا گیا۔ اسلیئے کہ بدیہیات سے انکار ناممکن تھا۔ اور اس وقت اسکے دیکھنے والے سیکڑوں سے لیکر ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے۔ اب رہا عملدرآمد۔ وہ حصول سلطنت۔ وصول مال و دولت کے سیاسی اصول اور ملکی ضرورتوں پر مبنی تھا۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ منتظمین خلافت اور اہل حل وعقد نے خدا و رسولؐ کے نصوص متعددہ و متواترہ کو اپنے احکام مجوزہ کے مقابلہ میں کالعدم کر دیا تھا۔ خیر القرون یا خلافت راشدہ کے زمانہ تک تو یہ کیفیت رہی خلافت راشدہ کی مدت تمام ہونے کے بعد جب مملکت عضوضہ کا زمانہ آیا اور حکومت امویہ و عباسیہ کا دور شروع ہوا جس میں بقول شبلی صاحب سیکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بن گئیں۔ عباسیوں کے زمانہ میں تو ایک ایک خلیفہ کی نام بنام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوئیں (سیرۃ النبی ج اول صلک دیباچہ) تو حدیث غدیر کے متعلق سلطنت کے محدثین وظیفہ خوار اور حکومت کے مفسرین فرمانبردار نے۔ جب انکار کی صورت نہیں دیکھی تو اس حدیث صحیحہ و متواترہ کے معنیوں میں نزاع لفظی پیدا کی اور لفظ مولا کے مختلف المعنی ہونیکی وجہ سے غیر موقع اور محض بیجا فائدہ اٹھانا چاہا

لفظ مولا پر نزاع لفظی

بعض نے ولایت جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے انکار کر کے بریدہ کی رفع شکایت اور حضرت علیؑ کے اظہار منقبت کو اس حدیث کے ارشاد کا باعث بتلایا۔ یہ دونوں تاویلیں جیسی محل ہیں

Presented by Ziaraat.Com

وہ عقل سلیم اور شعور کامل رکھنے والے حضرات پر ظاہر ہین - اسی طرح مولا کے کسی معنی کی طرف رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہین - جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف اور کھلے الفاظ مین پہلے اپنی نسبت من کنت مولاہ فرماکر پھر حضرت علیؑ کی نسبت وہی الفاظ فعلی مولاہ بتلاکر مساوات و مماثلت بالمعنی خود دکھلادی ہے - اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ مولا کے جس معنی مین خود جناب رسول اللہؐ سمجھے جائین گے بعینہ اوسی معنی مین حضرت علی مرتضیٰ بھی - تو پھر اب اسکے معنی مین نزاع کیسی اور اختلاف کیا -

بریدہ والی شکایت کی مہمل تاویل اور مولوی شبلی صاحب

اب رہا بریدہ والی شکایت کا معاملہ - شبلی صاحب لکھتے ہین -

احادیث مین یہ تصریح نہین کہ ان الفاظ کے (من کنت مولاہ) کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی - بخاری مین ہے کہ حضرت علیؑ اس زمانہ مین یمن مین بھیجے گئے تھے - جہان سے واپس آکر وہ حج مین شامل ہوئے تھے یمن مین اُنھون نے اپنے اختیار سے ایک ایسا واقعہ کیا تھا جسکو انکے بعض ہمراہیون نے پسند نہین کیا - ان مین سے ایک صاحب نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی - آپنے فرمایا علیؑ کو اس سے زیادہ حق تھا - عجب نہین کہ اسی قسم کے شکوک رفع کرنے کے لیے اس موقع پر آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہے - سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۳۲

قاضی محمد سلیمان صاحب صاحب رحمۃ العلمین

صاحب رحمۃ العلمین بھی شبلی صاحب کے ہم آہنگ ہین - اونکی عبارت حسب ذیل ہے -

راہ مین بریدہ اسلمی نے حضرت علی مرتضیٰؑ کی شکایت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمع مبارک تک پہونچائی - شکایات کا تعلق حضرت علیؑ کے چند افعال سے تھا جو حکومت یمن مین جناب علی مرتضیٰؑ سے تقسیم غنیمت وغیرہ کے متعلق صادر ہوئے تھے - درحقیقت شکایت کی بنیاد بُریدہ کے تصور کا فہم تھا - اسلیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خم غدیر پر ایک فصیح خطبہ پڑھا اور اسی خطبہ مین اہلبیت رضوان اللہ علیہم کی شان منزلت کا اظہار فرمایا اور علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کے مین مولا ہون اوس کا علی مولا ہے - اسی خطبہ کے بعد حضرت عمر فاروق نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کو اس شرف کی مبارکباد دی اور بریدہ نے بقیۃ العمر علی مرتضیٰ کی محبت و متابعت کو پورا کیا بالآخر یہ بزرگوار جنگ جمل مین شہید ہوئے[1] - رحمۃ مطبوعہ امرتسر صفحہ ۲۶۳

مولوی عبید اللہ صاحب صاحب ارجح المطالب

صاحب ارجح المطالب بھی انھین دونون صاحبون کے ہمرنگ ہین -

---

[1] جب جنگ جمل مین بریدہ کا فائز بدرجہ شہادت ہونا آپکو تسلیم ہے تو طرف مخالف کو انکے ناحق شہید کرنیکے جرم مین کیا فرمایا جائیگا فافہم فتدبر (المولف)

Presented by Ziaraat.Com

آپ مولیٰ کے معنی اولیٰ بالنفس قرار دیتے ہین اور اپنی استدلال کی طولانی بحث کے آخر مین تحریر فرماتے ہین۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ اسکے بعد حضرت صلعم نے حج نہین کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اسی یا نوے روز بقید حیات رہے۔ تمام اہل سیر متفق ہین کہ اس واقعہ سے پہلے حضرت نے جناب امیرؑ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا اور خالد بن ولید کو بھی دوسرے لشکر کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا تھا اور وقت روانہ کرنے دونون لشکرون کے فرمادیا تھا کہ جناب امیر علیہ السلام ہی امیر سمجھے جائینگے اور خالد بن ولید آپکی ماتحتی مین کارروائی کرینگے۔ چنانچہ دونون لشکرین مین مقام زبید پر جا ملے اور بنی زبید سے لڑائی ہوئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہوا۔ اور کفار کے زن و بچہ اسیر ہوئے۔ ان مین ایک لونڈی نہایت خوبصورت تھی۔ جناب امیرؑ اوسکو اپنے تصرف مین لائے۔ یہ امر بعض لوگون کو شاق گذرا جب دونون لشکر حضرت کی خدمت مین پہونچے اور حجۃ الوداع مین شریک ہوئے۔ چند آدمیون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب امیرؑ کی شکایت کی۔ حضرت صلعم نے بعض لوگون کو اسی وقت جواب دیا کہ تم علیؑ کے پیچھے نہ پڑو علیؑ میرا ہے اور مین علیؑ کا ہون اور وہ میرے بعد تمھارا ولی ہے پھر جب حضرتؐ حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مقام جحفہ مین پہونچے تو حضرت نے باقی لوگون کے شکوک رفع کرنے کے لیئے خطبہ مین جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑکر ارشاد کیا جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے۔ یعنی تملوگ جو اس کنیز مین تصرف کرنیکی نسبت شکایت کرتے ہو۔ وہ تو میری طرح مومنون کے ہر ایک امر مین اولیٰ بالتصرف ہے کتب سیر و رجال اور تاریخ و احادیث مین اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کی ہے۔ علامہ ابن حجر نے بھی صواعق محرقہ مین اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتلائی ہے چنانچہ وہ کہتے ہین۔

فسبب ذلك كما نقله الحافظ	اس حدیث کے ارشاد ہونیکا سبب یہ ہے کہ جس کا ذکر حافظ
شمس الدين محمد بن محمد الجزري	شمس الدین محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی المطالب
عن ابن اسحق ان عليًا تكلّم فيه	مین سیرۃ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگون نے جو جناب
بعض من كان معه في اليمن فلمّا	امیر علیہ السلام کے ساتھ مین یمن مین گئے ہوئے تھے واپس آکر جناب
قضى صلى الله عليه وآله وسلم حجة	امیرؑ کی شکایت کی جب آنحضرت صلعم حج سے فارغ ہوکر واپس
خطبها تنبيهًا على قدره وردًّا على	آئے تو لوگون کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع
من تكلّم فيه كبريدة	کرنیکیلئے اور ان امور کے کرنیکیلئے آپنے خطبہ ارشاد کیا اور جو لوگ شکایت کرتے تھے مثل بریدہ وغیرہ کے

Presented by Ziaraat.Com

كما فى البخارى ان كان ببغضه سبب ذالك ما صححه الذهبى الخرج معه اليمن فرأى منه جفوة فقصه للنبى صلى الله عليه واله وسلم فجعل ويتغير وجهه ويقول يا بريدة الست اولى بالمومنين من انفسهم قال بلى يارسول اللهؐ قال من كنت مولاه فعلىؑ مولاه (نقله شمس الدين مظفر الخلخالى فى المفاتيح شرح المصابيح)

جن کا ذکر امام بخاری نے بھی کیا ہے کہ بریدہ رض ابتدا مین جناب امیر سے بغض رکھا کرتے تھے اور بعض کی وجہ یہ ہے کہ جسکی صحت حافظ ذہبی نے کی ہے کہ بریدہ رض جناب امیرؑ کے ساتھ یمن کو گئے تھے۔ راہ مین باہم کچھ فکر رنجی ہوگئی تھی اس وجہ سے بریدہ جناب رسولخدا صلعم کے حضور مین جناب امیر علیہ السّلام کی شکایت کرنے لگے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا۔ اور آپنے فرمایا بریدہ کیا مین مومنون کے لیے اونکی جان سے اولیٰ نہین ہون۔ بریدہ نے عرض کی یارسول اللہ صلعم حضور بیشک اولیٰ ہین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے۔

بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد یہ بیان کیا ہے۔

كان سبب ذلك ان اسامة بن زيد قال لعلى لست مولائ انما مولائ رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال رسول الله صلعم من كنت مولاه فعلى مولاه (نقله شمس الدين مظفر الخلخالى فى المفاتيح شرح المصابيح)

اس کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید رض نے جناب امیرؑ سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہین ہین میرے مولا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جب یہ بات آنحضرت صلعم کو معلوم ہوئی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون اوس کا علیؑ مولا ہے (اسکو شمس الدین مظفر الخلخالی نے مفاتیح شرح مصابیح مین نقل کیا ہے)۔

لیکن وجہ اوّل زیادہ تر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زید ہوے ہون اور دوبارہ بریدہ اسلمی رض کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد علی رؤس الاشہاد بیان کیا ہو۔

بہرحال یہ کہنا کہ حضرت امیرؑ علیہ السّلام حجۃ الوداع مین شریک ہی نہین تھے۔ یا یہ حدیث متواتر نہین ہے یا مولیٰ کے معنی متعین کرنے مین چون وچرا کرنا بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر تعصب کے بڑھ جانیسے

Presented by Ziaraat.Com

پیدا ہوجاتا ہے۔ واولوا الارحام بعضکم اولی ببعض مین لفظ اولی بعیر من کے مستعمل ہوا ہے۔ اس تسویلات سے لوگون کو فریفتہ کرکے راہ حق سے بے راہ کرنا نہ چاہیئے۔ ارجح المطالب جلد دوم صفحہ ۳۸۵

ہم نے زمانۂ حال کے تینون مصنفین کی جدا جدا رائین لکھدی ہین۔ ان تاویلات مہملات کے موجد اوّل وہی بخاری صاحب جن سے پہلے کسی کے دماغ مین اس تاویل اور بے عقلی کی تخئیل کا خیال بھی نہین تھا۔ یہ تاویلات ایسی مہمل ہین جو کسی طرح نہ معیار نقل کے موافق اوترتی ہین اور نہ شعار عقل کے مطابق۔

معیار نقل کے مخالف و معارض تو یون ہین کہ ان تینون مصنفین مین سے کوئی صاحب بریدہ کے واقعہ کو اسکے سبب ارشاد قرار دینے مین یقین کامل نہین رکھتے۔ صرف احتمال ہی کی حد تک بتلاتے ہین شبلی صاحب کے الفاظ یہ ہین۔

"عجب نہین کہ اس قسم کے شکوک رفع کرنے کے لیے اس موقع پر آپنے یہ الفاظ ارشاد فرمائے"

قاضی محمد سلیمان صاحب۔ صاحب رحمۃ العالمین کے بھی یہی الفاظ بیان ہین۔

خواجہ عبید اللہ صاحب مصنف کتاب ارجح المطالب نے بریدہ کے ساتھ اسامہ بن زید کا واقعہ بھی لکھا ہے اور دونون واقعات کو لکھکر تحریر فرمایا ہے۔

لیکن وجہ اوّل صحیح تر ہے۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زید ہون۔ دوسری دفعہ بریدہ اسلمی کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ ارشاد علیٰ رؤس الاشہاد فرمایا ہو۔

یہ بیان بھی مشکوک۔ نا مستحکم اور بالکل مبہم ہے۔ ان دونون توجیہون مین۔ وجہ اوّل صحیح تر بتلائی جاتی ہے۔ لیکن وجہ دوم کی تردید و تکذیب پر جرأت بھی نہین کی جاتی۔ اسلیے محض وہم و قیاس کی بنا پر دونون روایتون مین تجمیع کی ترکیب بھی داخل کی جاتی ہے۔ نقل و بیان کی یہ شان بالکل خلاف تحقیق ہے۔

مخالف نقل ہونے کی یہ صورت ہے۔ اب اسکی عقلی حیثیت ملاحظہ ہو۔ تو کوئی محدث۔ کوئی مفسر۔ کوئی مورخ۔ یہان تک کہ خود بخاری صاحب بھی واقعہ غدیر اور اس ارشاد حدیث کی ذیل مین بریدہ اسلمی کے واقعہ شکایت کو یاد نہین کرتے اور نہ خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوس طولانی خطبہ سے جسکو ہم نے توضیح الدلائل سے نقل کیا ہے۔ یا اون تمام خطبہائے مبارک کے کسی لفظ و حرف سے۔ جس کا شبلی صاحب نے حجۃ الوداع کے ذکر مین مکہ معظمہ کے مختلف مقامات مین ارشاد فرمانا

Presented by Ziaraat.Com

نقل فرمایا ہے اور اون کو تمام کتب صحاح سے بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ چن چنکر لکھا ہے۔ اون مین بھی کہین بریدہ والی شکایت کا کوئی ذکر نہین ہے۔ ہم ان تمام خطبات کو اونکے خاص خاص مقامات پر نقل کر چکے ہین۔ اون سب مین زیادہ تر دینیات و اخلاقیات کے احکام ہین۔ یا اہل بیت علیہم السّلام کے ساتھ محاسن سلوک قائم رکھنے کی تاکیدین فرمائی ہین۔ مکہ معظمہ سے لیکر تحفہ کے قیام تک۔ حرمت خون مسلمین۔ احترام شہرہائے حرام۔ عظمت بیت الحرم۔ ادائے حقوق نسوان وغیرہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ حدیث ثقلین۔ اوصیکم فی اھلبیتی۔ اذکروا فی اھلبیتی۔ فانظروا کیف تخلفونی فیھما کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی۔ وغیرذالک الفاظ ارشاد فرمائے گئے ہین۔ جن سے خاص طور پر جناب علی مرتضیٰ کی خاص منقبت کا نہ کوئی اعلان پایا جاتا ہے اور نہ بریدہ اسلمی والی شکایت کا کوئی نام ونشان۔

اب اتنے شواہد صحیحہ وصریحہ کے مخالف ایک بے سروپا اور محض خبر بے بنیاد کی تاویل کو اس ارشاد کا باعث بتلایا گیا ہے جسکو نہ عین موقع پر ارشاد فرمانیوالے نے اپنے کسی خطبہ مین اشارتًا وکنایتہً بتلایا اور نہ ایک لاکھ چالیس ہزار سننے والون مین سے کسی فرد واحد نے اسکی سماعت کا اظہار کیا۔ ہان۔ وقت وقوع سے تقریبًا سو دو سو برس بعد جب بدقسمتی اسلام کے اخبار وآثار تمام تر سیاسی نقطہ نظر سے قلمبند اور اصول عقائد بھی حکومت کی ضرورت استحکام کو مدنظر رکھکر مرتب ہونے لگے۔ اور احکام دینیات فرامین سیاسیات مین جذب کر لیئے گئے اور علمائے شکم پرور نے السُّنۃ قاضیۃ علی الکتاب (سنّت قرآن پر حاکم ہے) کے اصول موضوعہ تمام معتقدات ومسلمات اسلامیہ مین قائم کر آئے تو اوس وقت ان تمام مشاہدات اسلامی کی حقیقت اور اصلیت بدل گئی۔ اون کے حقیقی مدّعا ومقاصد پر انواع واقسام کے مصنوعات سے نقاب پوشی کی گئی اصل واقعات حقیقت مٹائے گئے۔ گھٹائے گئے اور چھپائے گئے۔ اور جب یہ کوئی صورتین ممکن نہ ہوسکین تو اون کے مفہوم بدلے گئے۔ اصل مطالب کچھ سے کچھ کر دیئے گئے۔ یہ بھی امکان سے باہر دیکھا گیا تو تاویلات رکیکہ سے کام لیا گیا۔ انھین موضوعات کثیرہ مین سے بریدہ اسلمی کے واقعہ شکایت کو حدیث غدیر کے ارشاد کا باعث بتلانا بھی داخل ہے۔

ہم نے واقعات غدیر کی ابتدائی تفصیل مین پہلے قرآن مجید کی نص صریح کو متعدد محدثین ومفسرین کے اقوال متواترہ سے لکھدیا ہے اور بتلادیا ہے کہ ان نصوص اور آیات مخصوص کا نزول خم غدیر کے خاص موقع پر ہوا ہے۔ پھر ہمنے ان احکامات الٰہیہ مین نصوص احادیث درج کیئے ہین۔ اس تفصیل وتصریح کے ساتھ کہ حکم خدا پاتے ہی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہتمام خاص سے ایک لاکھ چالیس ہزار

Presented by Ziaraat.Com

مسلمانون کو جمع فرماکر (آگے چلے جانے والون کو واپس بلواکر اور پیچھے رہ جانیوالون کے پہونچ جانے تک کا انتظار کرکے) ایک طولانی خطبہ مین حدیث غدیر ارشاد فرمائی۔ اسکے بعد محدثین۔ مفسرین و مورخین کے متعدد اقوال و آرا سے اس واقعہ کا متواتر ہونا ثابت کردیا ہے۔ اور بتلا دیا ہے کہ حکم قدرت کے مطابق شہنشاہ رسالت کے اس اہتمام انتظام کا مدعا ئے خاص جناب علی مرتضیٰ کی ولایت و امامت کا اعلان تھا۔

اب انصاف پسند اور حقیقت بین ناظرین ولایت و امامت کی اہمیت و ضرورت کو ایک طرف رکھین اور بریدہ اسلمی کی شکایت والے معمولی واقعہ کی مقدار حیثیت کو ایک طرف۔ دونون کے معائنہ کے بعد خود تجویز فرمالین اور تصفیہ کرلین کہ آنحضرت صلعم کا اتنا بڑا عظیم الشان اہتمام۔ مقام خم کے ایسے ویران ریگستان اور محض غیر معروف بیابان مین دفعتہً آپ کا قیام۔ ایک معمولی شخص کی رفع شکایت کی غرض و غایت کے ساتھ منطبق ہوتا ہے یا اپنے بعد اپنے مقرب ترین عزیز کو اپنا قائمقام اور جانشین مقرر فرمانے کی ضرورت و اشاعت کے ساتھ موزون ہوتا ہے۔ پھر اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی تصفیہ کرلین کہ حضرت عمر بن الخطاب کا خطاب تہنیت ہ بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ بریدہ کے واقعہ شکایت کے ساتھ چسپان ہوتا ہے۔ یا جناب امیر علیہ السلام کی امامت و امارت کے ساتھ موزون ہوتا ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ تنہا اسی تاویل قیاسی پر اکتفا نہین کی گئی ہے بلکہ اس واقعہ کی حقیقت چھپانے اور مٹانے مین کوئی امکانی قوت اوٹھا نہین رکھی گئی۔ بعض متی مغزون نے سرے سے اس واقعہ کے وجود ہی سے یہ کہکر انکار کردیا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ تو حجۃ الوداع مین شریک ہی نہین تھے۔ پھر امامت اور امارت کسکی؟ بعض نافہمون نے صورت واقعہ اور مقام وقوع ہی کو بدلدیا ہے۔ اور بریدہ اسلمی کے واقعات شکایت کی مقدار سے بھی گھٹاکر۔ اسامہ بن زید کی نزاع لفظی کو اس کا باعث ٹھہرایا ہے۔ بعض کج بحثون نے مولا کے معنی بتلانے مین ذہن و دماغ خالی کرکے عربی ادب کو بھی بدنام کردیا ہے۔ بعض کوتہ بینون نے من کنت مولاہ مین حرف من کے استعمال کو قرآن مجید کی ترکیب زبان کے خلاف ٹھہرایا ہے اور آیہ والارحام بعضکم اولیٰ ببعض کو استدلالاً پیش فرمایا ؎ تو کار زمین را نکو ساختی ؎ کہ بر آسمان نیز پرداختی۔ گویا۔ افصح العرب والعجم کے ادبی کمال کو ناقص بتلایا ہے۔ اعوذ باللہ من ہذہ الہفوات۔

لیکن خیریت تھی کہ صاحب ارجح المطالب نے خود ان تمام توہمات باطلہ کی ایسی تردید کردی ہے کہ مجھکو مزید تنقید کی ضرورت نہین رہی۔ اون کی عبارت حسب ذیل ہے۔

بہرحال یہ کہنا کہ جناب امیر علیہ السلام حجۃ الوداع مین شریک ہی نہین تھے یہ حدیث متواتر نہین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یا مولیٰ کے معنی مین چوں و چرا کرنا بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر تعصب کے بڑھ جانے سے پیدا ہوتا ہے یا اولوالارحام بعضکم اولیٰ ببعض مین اولیٰ بغیر من کے استعمال ہے - ایسی تسویلات سے لوگون کو فریفتہ کرکے راہ حق سے بے راہ نہ کرنا چاہیئے - ؎

کر گئے احمدؐ غدیر خم مین حیدرؑ کو امام
لوگ مانین یا نہ مانین بات ہے مانی ہوئی

(مولف عفی عنہ)

وفات جناب سرور کائنات علیہ وآلہ الصلوات

۲۸ صفر یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری

(آغاز سال یازدہم ہجری)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

(تمام چیزین فنا ہو جانے والی ہین صرف ذات اقدس ذوالجلال والاکرام باقی رہجانے والی ہے)

وفات جناب سرور کائنات
۲۸ صفر یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

اسلام نے جس طرح ذات الٰہی کی توحید و تفرید کے شعبون کو تمام داخلی اور خارجی - آمیزشون اور آلائشون سے پاک وصاف کردیا تھا اوسی طرح مسئلہ فنا وبقا کے متعلق بھی حدوث وقدم اور ازلیت وعارضیت کی حقیقت کا بھی انکشاف فرمادیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ قدم وازلیت ذات الوہیت کے ساتھ مخصوص ہین اور حدوث وعارضیت نفوس مخلوقات کے ساتھ ضروری اور لازمی - اسی بناپر انک میت وانھم میتون - (تم بھی مرنیوالے ہو اور وہ بھی) کے حکم محکم - کل شئ ھالک الا وجھہ (سوائے ذات خدا کے سب ہلاک ہونیوالے ہین) کے امر مسلم (کل من علیھا فان (سب فانی ہونے والے ہین) کے لازمی فرمان بطور عام بھیجکر حاکم قضا وقدر نے خاص طور پر بتلا دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس اور سراپا نورانی ہستی بھی ایک دن ضرور فانی ہونے والی ہے - وہ دن آ گئے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی اس امر ناگزیر کی خبر ہو چکی تھی اسی امر کی تعمیل و بجاآوری کی غرض سے حجۃ الوداع کے مہتم بالشان انتظامات مرتب ومکمل فرمائے گئے تھے - اور اس حج کو خاص کر حج آخر بتلا کر اسکے تمام مناسکات مین دینیات واخلاقیات کی تفصیل وتصریح کے متعلق مختلف اور متعدد مقامات مین خطبات ارشاد فرمائے گئے تھے اور اون کے بیانات مین دنیا سے مفارقت فرمانے کی طرف کھلے الفاظ مین تلمیح واشارت فرمادی گئی تھی اور خم غدیر کے مشہور موقع تک پہونچکر دینیات

Presented by Ziaraat.Com

واخلاقیات کی تعلیمی ضروریات کو پورا فرماکر سیاسیات اور نظم بلاد ورعایائے اسلامی کی نسبت جتنا وہ تمام لوازم ومراسم بتلا دیئے گئے اور خود عملی طور سے ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانون کے مجمع عام کی دونون آنکھون کے سامنے دکھلا دیئے گئے۔ جو ایک ناشر شریعت اور حاکم حکومت اپنے بعد اپنے نظم ونسق ملکی کے آئندہ انتظام وقیام کی نسبت اختیار کرتا ہے۔ اعلان وفات کی ان ضرورتون کے ساتھ بہت بڑا تحقیقی اور اصلی مدعا اس امر کی تعلیم دینا اور اس بات کا یقین کرانا تھا کہ باوجود مرتبۂ رسالت کے۔ ذات نبوت بھی ایک فانی ہونے والی ہستی تھی۔ نہ عیسائیون کے گمراہانہ اور کافرانہ یقین واعتقاد کی طرح الوہیت مین شامل اور انسانیت مین داخل ہونے والی۔

ان ضرورتون کے علاوہ۔ فرائض منصبی جو قدرت کی طرف سے اس متمم رسالت کو خاص طور پر سپرد فرمائے گئے تھے وہ من احسن الوجوہ تعمیل وتکمیل پا چکے تھے۔ توحید خالص کی تعلیم کامل ہو چکی تھی۔ خداپرستی۔ خوف الٰہی۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے دستور جاری ہو چکے تھے۔ اخلاق۔ تمدن اور معاشرت کی ترتیب ودرستی۔ کردار واطوار کی شائستگی کے احکام وقوانین مرتب ہو چکے تھے۔ ملک وقوم مین امن وامان اور آرام واطمینان قائم ہو چکے تھے۔ ہر قرینہ اور ہر طریقہ سے اس آخر رسالت اور خاتم نبوت سے جو مدعائے قدرت تھا اور منشائے مشیت۔ وہ بھی پورا ہو چکا تھا۔ اب رضائے الٰہی کو زیادہ تکلیف دہی منظور نہین تھی۔ بلکہ اپنی محنت وریاضت شاقہ کے بعد اپنے رسول ﷺ کو بار فرائض سے سبکدوش کرکے نعمتہائے قدس سے بہرہ اندوز فرمانا مقصود تھا۔

سورۂ فتح مین اس تقدیر الٰہی کی طرف اشارت ہو چکی تھی اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ کے صاف الفاظ مین اس کا حکم صریح نازل ہو چکا تھا (بخاری باب التفسیر۔ طبری۔ ابن خزیمہ۔ ابن مردویہ) اس بنا پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر وعبادت معمول سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ہر سال رمضان المبارک کے آخر عشرہ مین اعتکاف کیا جاتا تھا۔ امسال دس روز کی جگہ بیس روز تک مسجد مین اعتکاف فرمایا گیا۔ ہر سال ماہ صیام مین ایک بار پورا قرآن روح الامین کی زبانی سُن لیا جاتا تھا۔ اب کی سال دو بار قرآن مجید کی سماعت روح القدس سے فرمائی گئی پھر آخر سال مین حجۃ الوداع کے موقع پر تو آنحضرت صلعم نے اس ارادۂ الٰہی کو۔ آپنے ان الفاظ مین صاف صاف بیان کردیا کہ۔

مجھے امید نہین ہے کہ آئندہ سال پھر مین (اس مقام پر) تم لوگون سے مل سکون۔

بعض روایتون مین آپکے الفاظ اطلاعی یہ تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

شاید مین اس سال کے بعد حج نہ کرسکون ۔

زیارت شہدائے احد حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ مین تشریف لائے ۔ تو جنت البقیع مین ۔ شہدائے احد کے مزارون پر تشریف لے گئے یہ مصیبت نصیب غریب وہی مظلوم تھے جو ابتک نماز جنازہ سے محروم تھے ۔ اور اسلامی غزوات مین ایک یہی معرکۂ جنگ ایسا ثابت ہوتا ہے ۔ جس مین مسلمانون نے بڑی مصیبت اور غربت سے اپنی جانین خدا کی نذر کردی تھین اونکے رفقا ندد گار بھی اوسی بلا و مصیبت مین ایسے گرفتار تھے کہ اون کی اس آخری خدمتون کو بھی انجام نہ دیسکے ۔ اسکی یاد ۔ اسکی حسرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل دردمند مین ہر وقت نشتر زن تھی ۔ مدینہ مین آکر خاطر قدسی مآثر مین یہ آیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر تو قریب قریب تمام اہل اسلام کو آخری بار دیکھ لیا ۔ اور الوداعی ملاقات کرلی شہدائے احد وہان کہان تھے ۔ کہ ان سے بھی لقائے ظاہری کئے جاتے ۔ لیکن چونکہ شہدائے احد بحکم بَلْ هُمْ اَحْيَآءٌ (لیکن وہ تو زندہ ہین) زندہ جاوید ہین اسلیئے اون سے مل لینا بھی ضروری ہے ۔ اس لقائے روحانی کے اشارے سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعیت صحابہ کے ساتھ جنت البقیع کا قصد فرمایا ۔ شبلی صاحب لکھتے ہین ۔

چنانچہ اسی زمانہ مین آپ اُن کی (شہدائے احد) قبر پر تشریف لے گئے ۔ اور اون کے لیئے دعائے خیر فرمائی اور اس رقت انگیز طریقہ سے اون کو رخصت کیا جس طرح ایک مرنیوالا اپنے زندہ عزیزون کو وداع کرتا ہے ۔ اسکے بعد ایک خطبہ دیا ۔ جس مین فرمایا ۔ مین تم سے پہلے حوض پر جارہا ہون ۔ اوسکی وسعت اتنی ہے ۔ جتنی ایلہ سے جحفہ تک مجھکو تمام دنیا کے خزانون کی کنجی دی گئی ہے ۔ مجھے یہ خوف نہین ہے کہ میرے بعد تم شرک کروگے ۔ لیکن مین اس سے ڈرتا ہون کہ تم دنیا مین نہ مبتلا ہوجاؤ ۔ اور اسلیئے آپس مین کشت وخون نہ کرو تو پھر اوسی طرح تم بھی ہلاک ہوجاؤ ۔ جس طرح تم سے پہلے قومین ہلاک ہوئین ۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ آخری دفعہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوے سُنا ہے ۔

سیرۃ النبی صلعم ۱۳۴ جلد دوم

اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ شہدائے احد کی یہ خدمت کچھ ایک ہی بار پر موقوف نہین رکھی گئی بلکہ اس وقت سے لیکر زمانۂ وفات تک کئی بار جنت البقیع مین تشریف لیجاکر شہدائے احد کی یاد فرمائی اور غمخواری کی گئی ۔

جیش اسامہ کا حکم اول سنہ ۱۱ ہجری کا محرم تمام ہوکر صفر کا مہینہ بھی نصف سے زائد گذر چکا تھا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ

Presented by Ziaraat.Com

علیہ وآلہ وسلم نے اُون غدار اور خونخوار عربون کی سزادہی اور گوشمالی کا قصد فرمایا - جنھون نے زید بن حارثہ کو حدود شام مین محض بیقصور و بیگناہ قتل کر ڈالا تھا - فرامین ومکتوبات رسالت کے باب مین حدود شام کی سفارت اور زید کی شہادت کے تفصیلی حالات قلمبند ہوچکے ہین - شبلی صاحب اس موقع پر صرف اتنا ہی لکھتے ہین -

آغاز علالت سے ایک روز پہلے آپنے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر (اہل شام کی طرف) جائین اور اون شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین - ۱۸ یا ۱۹ صفر سنہ ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنت البقیع (جو عام مسلمانون کا قبرستان تھا) تشریف لائے - وہان سے واپس آئے تو مزاج ناساز ہوا - سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۵۳

افسوس ہے کہ شبلی صاحب ایسا اختصار فرمادیتے ہین کہ اون کے اصلی موضوع تالیف مین ابہام پیدا ہوجاتا ہے ابھی ابھی شہدائے احد کے حالات مین اخلاق نبویہ کے مفصل بیان خود تحریر فرماچکے ہین - اس بنا پر ضرور تھا کہ مومنین مدفونین جنت البقیع کے لیے دعا ومناجات مین جو کلمات ارشاد فرمائے گئے تھے وہ لکھدیے جاتے کہ اون کے شرف ووقار خاص اور اون کے ساتھ آپکے اشفاق واخلاق مزید کا کامل اظہار ہوجاتا بہرحال ہم اسکی تفصیل کو محدث شیرازی کی عبارت سے ذیل مین نقل کرتے ہین -

از عائشہ مروی ست کہ گفت شبے از خواب برآمدم	حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک رات کو میری آنکھ کھلی تو
ورسول صلعم را در جامہ خواب نیافتم از عقب آن	مین نے جناب رسولخدا صلعم کو فرش خواب پر نہ پایا مین اوٹھی
سرور بیرون رفتم دیدم کہ در بقیع درآمد و گفت السلام	اور آپکی تلاش مین باہر نکلی - یہانتک کہ مین نے دیکھا کہ آپ جنت
علیکم دار قوم مومنین انتم لہا	البقیع مین تشریف رکھتے ہین اور فرماتے ہین - سلام ہو تمپر مومنین کے
فرط وانا بکم لاحقون اللھم لاتحرمنا	گھرون - تم اس وقت ہم سے جدا ہو لیکن ہم تم سے بہت جلد
اجرھم ولا تفتنا بعدھم اللھم	آکر ملنے والے ہین پروردگار تو ان کے ثوابون سے ہمکو محروم
اغفر لاھل البقیع الغرقد - وروایتے	نہ رکھنا - پروردگار بقیع غرقد کے مدفونین کی آمرزش کرنا - اور
آنکہ عائشہ گفت در اول شبے بود کہ آنحضرت	ایک روایت مین حضرت عائشہ بیان کرتی ہین کہ ایک رات کو
صلعم از جامہ خواب برجست در وان	جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفعۃً فرش خواب سے
شد گفتم پدر و مادرم فدائے تو باد بکجا	اوٹھکر باہر جانے لگے تو مین نے عرض کی میرے ماں باپ آپپر
می روی گفت مامور گشتیم باستغفار	قربان ہون حضور اسوقت کہان تشریف لیے جاتے ہین ارشاد
برائے اہل گورستان بقیع - و	ہوا کہ بقیع غرقد کے مدفونین کی طلب آمرزش کے لیے خدا کی

Presented by Ziaraat.Com

ابو رافع و بروایتے ابو مویہبہ و بروایتے
ہر دو کہ آزاد کردہ وے بودند با خود
ببردہ ابو مویہبہ گوید آمد بہ بقیع
و بجہت اہل آن مقبرہ زمانے طویل
استغفار نمود و چندان دعاے خیر
کرد برایشان کہ آموزو کردم کہ کاشکے من
ہم از اہل آن گورستان بودمے تا شرف
آن دعا را یافتمے۔ آنگاہ فرمود گوارا باد
تا آن نعیم کہ در آید۔ و دور آید از آن
فتنہا کہ مردم در آنند۔ نجات دادہ است
خداوند تعالیٰ شما را از آنکہ رو بمردم دارد
و فتنہا ہمچون قطعہاے شب تاریک اند
آخر آن باوّل ان متصل است۔
آخر آن فتنہا بدتر است از اول۔ بعد ازان
رو بمن کرد۔ و گفت اے ابو مویہبہ۔ خزائن دنیا
را بر من عرض کردند و مرا مخیر ساختند
میان آنکہ در دنیا باقی باشم و بعد از آن
بہشت را اختیار بکنم میان لقاے پروردگار
خود و بعد ازان بہ بہشت گفتم یا رسول اللہ پدر و
مادرم فداے تو باد خزاین دنیا و بقاے آن
و بعد ازان بہشت را اختیار بکن فرمود نہ بتحقیق کہ لقاے
پروردگار خویش و بہشت را اختیار کردم۔ و چون از انجا باز
گشت مریض شد۔ و منقولست از عطا بن یسار کہ گفت
رسول اللہ را شبے گفتند برو بہ بقیع و جہت اہل آن مقبرہ

طرف سے مجھے حکم ہوا ہے اسکے بعد ایک روایت کے مطابق ابو رافع
یا ابو مویہبہ اور دوسری روایت کے موافق دونون کو جو آپ کے
غلام تھے آزاد کردہ ہمراہ لیکر بقیع کی طرف روانہ ہوئے۔ ابو مویہبہ
کا بیان ہے کہ آپ بقیع مین تشریف لاکر بڑی دیر تک وہان کے مدفونین
کے لیے استغفار و طلب آمرزش فرماتے رہے اور اونکے لیے اتنی دعاے
خیر کرتے رہے کہ مجھکو بڑی حسرت آئی کہ کاش مین بھی ان مرنیوالون
مین ہوتا تو اسوقت آپکی اس دعا و مناجات کی تشریفیابی کا مستحق
ہوتا۔ دعا کے بعد آپنے مدفونین جنت البقیع سے خطاب کرکے کہا
خوشحال تمہارا کہ تم لوگ خدا کی نعمتون پر فائز ہو اور اون تمام فتنہ
و فساد سے دور اور علیحدہ ہو جو ہین اہل دنیا مبتلا اور گرفتار ہین
تملوگ وہ ہو خدا نجات دیچکا ہے اور اب تمکو کسی سے امید لگانے
کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ دنیا کے فتنہ و فساد رات کی تاریکی کی
مثل ہین اول حصہ آخر حصہ سے ملا ہوا ہے اور آخر حصہ اون کا
اول سے بھی بدتر ہے ابو مویہبہ کا بیان ہے کہ یہ ارشاد فرماکر آنحضرت
صلعم مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے اے ابو مویہبہ خداوند عالم
نے مجھے دولت دنیا پر فائز ہوکر داخل بہشت ہونے اور لقاے
پروردگار پر فائز ہوکر داخل ہونیکی حالتہاے مشروطہ مین اختیار
دیا ہے اور استفسار کیا ہے کہ مین جس شرط کو چاہون اختیار کرون
ابو مویہبہ کہتے ہین مین نے عرض کی کہ آپ دولت دنیا پر فائز
ہوکر داخل بہشت ہونے والی شرط کو اختیار فرمائین۔ آپنے
فرمایا۔ نہین۔ مین تو حاضری بارگاہ الٰہی کی شرط کو قبول کرچکا
اور عطا بن یسار سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو رات کے وقت حکم آیا کہ جنت البقیع کے مردون
کے لیے دعا کرو۔ چنانچہ آنحضرت صلعم وہان تشریف لے گئے

Presented by Ziaraat.Com

استغفار کن۔ حضرت رفت و استغفار نمود و بازگشت و در خواب شد باز باوے گفتند برو برائے اہل بقیع استغفار کن باز رفت و طلب آمرزش نمود و بازگشت و باستراحت مشغول شد باز باوی گفتند برو و برائے شہدائے احد دعائے خیر بتقدیم رسان حضرت صلعم بکوہ احد رفت و در شان شہدائے احد دعائے خیر بتقدیم رسانید و مر آن حضرت را صداع گشتہ و سر خود را بعصابہ بربستہ بود۔

اور حسب الحکم اون کے لیئے طلب آمرزش اور دعائے استغفار فرمائی۔ اور واپس آکر سو رہے پھر حکم آیا کہ بار دیگر جاؤ اور اہل بقیع کے لیئے دعائے آمرزش کرو سب الحکم آپ پورا اٹھے اور دعائے مغفرت کی اور واپس ہوئے اور استراحت فرمائی پھر حکم آیا کہ جاؤ کوہ احد پر اور شہدائے احد کے لیئے دعائے خیر کرو آپ پھر کوہ احد پر تشریف لیگئے اور شہدائے احد کیلیئے دعائے خیر اور طلب آمرزش فرماکر دولتسرا میں واپس اوسی وقت سے درد سر میں مبتلا ہوئے۔ سلہ

روضۃ الاحباب
صفحہ ۵۴۵

ابتدائے مرض اور حضرت عائشہ سے اظہار مرض

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دعا و مناجات سے مدعا کیا تھا۔ وہی جو ہم اوپر بتلا آئے ہین۔ ان بزرگوارون کے احوال اور محاسن خدمات پر مزید اشفاق و اخلاق کا اظہار۔ ان کی قدر و عظمت کا اعلان۔ اور بالکل زندون کی طرح ان مردون (رضی اللہ عنہم) سے سلام الوداع اور پیام الفراق۔

تمام محدثین و مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ اس واقعہ کے بعد ہی سے آپ کی علالت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ رات کو یہ واقعہ گذرا۔ صبح کو اوٹھے تو سر مین شدید درد تھا۔ شدت درد سے آپ نے رومال سے سر باندھ لیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ خود بیان فرماتی ہین۔

ابتدائے مرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خانہ میمونہ بود و در روز نوبت او از انجا بخانہ من آمد و از اتفاق مرا نیز صداع طاری گشتہ بود و می گفتم وا راساہ۔ فرمود چہ ضرر بود ترا اے حمیرا کہ پیش من از دنیا بروی و من تجہیز و تکفین تو نمائم و بر تو نماز گزارم عائشہ گوید از روئے غیرت

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کی ابتدا میمونہ کے گھر سے ہوئی وہ اونھین کی باری کا دن تھا حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ آپ اوس دن میمونہ کے گھر سے ہوکر میرے گھر مین آئے۔ اتفاق سے مجھے بھی اوس دن درد سر تھا اور مین بھی سر پکڑے کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی۔ ہائے میرا سر آپ بھی درد سر کی اوسی حالت مین تشریف لائے۔ بیٹھے اور مجھ سے فرمانے لگے اے عائشہ کیا اچھا ہوتا کہ تم میرے سامنے دنیا سے گذر جاتین

سلہ نجدی تو دور ہین لیکن ہندوستان مین نجدیون کے ہمنوا وہم ہوا بھرے پڑے ہین۔ اس واقعہ مین جو تمام محدثین و مورخین کا مختار متفقہ ہے۔ حکم خدا اور عمل جناب رسول خدا صلعم ملاحظہ فرمائین وہی بقیع ہے اور وہی بقیع کے مظلومین مدفونین جنکی زیارت۔ جنکے لیئے دعائے آمرزش اور طلب مغفرت کی غرض سے آنحضرت بار بار جگائے جاتے ہین اور اوس مقبرے مین بھجوائے جاتے ہین۔ خدا کا سچا رسول اونکے فضائل و مناقب بیان کرتا ہے نجات و مغفرت کی بشارت دیتا ہے حکم خدا کے مطابق اونکی آمرزش کی دعا کرتا ہے اور چلا آتا ہے چودہ سو برسون کے بعد عرب کا اسلام نما خونخوار اس مقبرہ کو مسمار کرتا ہے اور اپنے مسلمان ہونے کا دم بھرتا ہے فاعتبروا ۱۲ مولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

گفتم یا رسول اللہ تو این معنی را میخواہی و گمان من اینست کہ در ہمان روز کہ از دفن من فارغ بشوی با زن دیگر در خانۂ من عروسی بکنی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبسم شد و فرمود بل انا وا راساہ یعنی اے عائشہ درد سر تو بہ می شود ولکن درد سر من درد لیست کہ خلاصی ازان مشکل است۔ و در آن سخن اشارتے بود بر آنکہ در آن مرض از عالم خواہد رفت۔

تو مین تمھاری تجہیز و تکفین کرکے تم پر نماز پڑھتا۔ عائشہ کا بیان ہے کہ مین نے از راہ غیرت کہا کہ یا رسول اللہ شاید اس سے آپکی یہ خواہش ہے اور میرا یہ گمان ہے کہ آپ مجھے دفن کرکے اُسی روز ایک نئی عورت میرے ہی گھر مین بیاہ کر لینگے۔ یہ سنکر آپ متبسم ہوئے اور فرمایا۔ لیکن افسوس ہے میرے سر کا درد وہ درد ہے جس سے نجات مشکل ہے۔ آپ کے اس کلمہ مین صاف اشارہ تھا کہ آپ اسی مرض مین انتقال فرمائینگے۔ روضۃ الاحباب ص۵۴۶

تاریخ ابوالفدا مین اس واقعہ کے یہ الفاظ ہین۔

عن عائشہ قالت جآء رسول اللہ صلعم وبی صداع وانا اقول وا راساہ وقال بل انا واللہ یا عائشہ ثم قال ما ضرک لو مت قبلی فقمت علیک وکفنتک وصلیت علیک ودفنتک فقلت کانی بک واللہ لو فعلت ذلک فرجعت الی بیتی فعرست ببعض نسائک۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ (بعد ازان) جناب رسولخدا صلعم میرے یہان تشریف لائے اوسوقت مین درد سر کی شدت سے واہ راساہ کہکر کراہتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے میری یہ حالت دیکھکر فرمایا واللہ اے عائشہ مین خود درد سر مین مبتلا ہون اسکے بعد حضرت نے فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو تمکو کیا ضرر ہے مین تمھاری تجہیز و تکفین کا کفیل ہون گا۔ کفن دیکر اور نماز پڑھکر تمکو دفن کردون گا یہ سنکر مین نے کہا واللہ میرا گمان تو یہ ہے کہ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی آپ میرے ہی گھر مین کسی دوسری بی بی سے ہم صحبت ہونگے۔ احمدی ص۹۲

بیماری اور حضرت عائشہ کے گھر تیمارداری

شبلی صاحب کی تحقیق مین یہ صفر ۱۱ھ کی اونیسوین تاریخ تھی اور چہارشنبہ کا دن۔ مورخ ابوالفدا کہتے ہین۔

وابتدء برسول اللہ صلعم مرضہ فی اواخر الصفر

جناب رسولخدا صلعم کے مرض کا آغاز صفر کی اخیر تاریخون مین ہوا۔

صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین۔

حضرت عائشہ سے مرقومۂ بالا گفتگو ہونے کے بعد پھر آپ حضرت میمونہ کے گھر واپس گئے اسلیئے کہ وہ دن اونھین کی باری کا تھا۔ شبلی صاحب لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ اسی حالت (مرض) مین بھی ازراہ عدل وکرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرہ مین تشریف لے جاتے رہے۔ دوشنبہ کے دن (۲۴ صفر) مرض مین شدت ہوئی۔ ازواج مطہرات سے اجازت لی کہ حضرت عائشہ کے گھر مین قیام فرمائین۔ خلق عظیم کی بنا پر اجازت بھی صاف اور علانیہ نہین تھی بلکہ پوچھا کہ کل مین کسکے گھر رہونگا۔ دوسرا دن دوشنبہ حضرت عائشہ کے یہان قیام فرمانے کا تھا۔ ازواج مطہرات نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی آپ جہان چاہین قیام فرمائین۔ ضعف اسقدر ہوگیا تھا کہ چلا نہین جاتا تھا حضرت علیؑ اور عباس دونون بازو تھامکر بمشکل حضرت عائشہ کے حجرہ مین لائے۔ سیرۃ النبی جلد دوم

شبلی صاحب کی بڑی مہربانی کہ آپ نے آزادی سے اس واقعہ مین حضرت علی کا ذکر کردیا ورنہ حضرت عائشہ تو اس واقعہ مین حضرت علیؑ کا نام لینا بھی نہین چاہتی تھین۔ ملاحظہ ہون طبری کے الفاظ۔

عن عبید اللہ بن عباس عن عائشہ قالت فخرج رسول اللہ صلعم بین رجلین من احدھما الفضل بن عباس ورجل آخر تخط قدماہ الارض عاصبا راسہ حتی دخل بیتی قال عبید اللہ حدثت ھذا الحدیث عبد اللہ ابن عباس فقال ھل تدری من الرجل قلت لا قال علی ابن ابی طالب ولکنھا لا تقدر علی ان تذکرہ بخیرہ۔

عبیداللہ بن عباس سے حضرت عائشہ کی زبانی مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم اوسی حالت (مرض) مین فضل ابن عباس اور ایک دوسرے مرد کے سہارے سے باین صورت میرے گھر مین تشریف لائے کہ سر مبارک رومال سے بندھا ہوا تھا اور چلتے مین دونون پاؤن کی رگڑ کا نشان زمین پر پڑتا جاتا تھا۔ عبیداللہ کہتے ہین کہ مین نے اس حدیث کا ذکر عبداللہ بن عباس سے کیا تو اونھون نے کہا تم جانتے ہو وہ دوسرا مرد کون تھا جس کا نام عائشہ نے نہین لیا مین نے کہا نہین۔ ابن عباس بولے کہ وہ علی ابن ابی طالب تھے۔ لیکن عائشہ اسپر قادر نہین تھین کہ علیؑ کا ذکر خیر کے ساتھ کرین۔

بہرحال شبلی صاحب لکھتے ہین۔

آمد ورفت کی قوت جبتک رہی آپ مسجد مین نماز پڑھانے کی غرض سے تشریف لاتے رہے آخری نماز جو پڑھائی وہ مغرب کی تھی۔ ج ۲ ص ۱۳۶

شبلی صاحب کے سلسلہ بیان مین بے ربطی

یہان سے شبلی صاحب کے سلسلہ بیان مین بے ربطی پیدا ہوگئی ہے۔ اسلیئے کہ آپ حضرت ابوبکر کی پیشنمازی کی تصدیق کی دُھن مین اور اُسکی تعیین وقت کے خیال مین ایسے وارفتہ ہوگئے ہین کہ تقدیم وتاخیر واقعات کی بھی خبر نہین۔ پیشنمازی کے بعد واقعہ قرطاس کو فوراً بیان کردیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس عجلت کی غرض وغایت یہ ہے کہ جلدی سے رسالت ختم ہو جائے اور خلافت مل جائے۔ واقعہ قرطاس کے لکھدینے سے دوسری غرض خاص یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت سے یہ جمعرات کا واقعہ قرار پاتا ہے۔ اس طرح مدت پیشنازی بھی بڑھ جاتی ہے جو آپ کا خاص مدعا ہے۔ اور محض بیکار دبیجا ہے۔ ان سے کام چلیگا اور نہ چلا ہے۔ یہ ترتیب آپ کی محض خود غرضانہ ہے اور غیر متدیانہ۔ نہ واقعات اس سلسلہ وترتیب سے واقع ہوئے اور نہ آجتک کسی مورخ یا اہل سیر نے اس ترکیب سے اوسکو لکھا۔ اسلیے مجھکو شبلی صاحب کی تقلید خود غرضی کی ضرورت نہین۔ جو ترتیب وترکیب متقدمین اہل سیرت وتاریخ نے قائم کی ہے مین اوسی کی نقل کو کافی سمجھتا ہون۔

شدت مرض اور صبر وسکون آنحضرت صلعم

مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ابھی تک صرف اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ آپ کو صرف دردسر کی شکایت پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ تپ شدید مین مبدل ہوگئی چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب حضرت ابن مسعود کی اسناد سے لکھتے ہین۔

بہ ثبوت پیوستہ کہ عبداللہ بن مسعود رض گفت درآمدم بسدید صحیح عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مین ایام علالت مین
نزد آنحضرت صلعم دا و تپ شدید داشت دست جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کو گیا۔ دیکھا کہ
بروے مالیدم چنان گرم بود کہ دستم تحمل آپکو شدید بخار لاحق ہے۔ مین نے جسم مبارک پر ہاتھ رکھا تو اتنا
آن حرارت نہ داشت وازا بوسعید خدری گرم پایا کہ مجھکو اوس حرارت کی برداشت کا تحمل نہین رہا۔
منقول است کہ گفت درآمدم نزد آنحضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہین کہ مین جب آپکی عیادت کو گیا
صلعم قطیفہ برخود پوشیدہ بود حرارت تو آپ لحاف اوڑھے ہوئے تھے اور بخار کی حرارت بالاپوش
تپ ویرا زبالائے قطیفہ دریافتم ودست تحمل کے اوپر سے محسوس ہوتی تھی اور اتنی شدید حرارت تھی کہ مین
آن نہ داشت کہ دست بے واسطہ بدن بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر اپنا ہاتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برسانم ازدے نہین رکھ سکتا تھا۔ مین نے یہ حال دیکھکر استعجاباً
تعجب سبحان اللہ فرمود ہیچ احدے را بلائے کہا۔ فرمایا کہ بنی انسان مین کسی فرد واحد پر انبیاؑ سے زیادہ تکلیف
سخت تر از انبیا نیست وچندانکہ بلائے ایشان وبلا نہین ہوتی جتنی اونکی بلا ومصیبت زیادہ ہوتی ہے
مضاعف است اجر ایشان نیز مضاعف اور اتنے ہی اونکے اجر وثواب بھی زیادہ ہوتے ہین انبیاؑ کے
است وبعضے از ایشان را حق تعالیٰ بمبتلا ساختہ گروہ مین بعض حضرات انبیا کو فقر وافلاس کی ایسی حالت مین
بفقر ودرویشی تا بحدے کہ از ملبوس قادر مبتلا فرمایا گیا ہے کہ فی عمر ہم اونکے پاس سوائے ایک عبا کے

نہ بودے برجزیک عبا کہ شب و روز ہمان
پوشیدے و فرح بعضے از انبیا زیادہ بود
از فرح شما بعطا

دوسری عبا پہننے کے لیے میسر نہین تھی۔ لیکن انبیا اس مصیبت
وبلا مین اوس سے زیادہ مسرور الحال ہوتے ہین جیسا کہ تم
حصول عطا و نعمت کے وقت مسرور ہوتے ہو۔
روضۃ الاحباب ص۵۴۷

اشتداد مرض اور اوسکی ایذا و تکلیف کو آپ باعث اجر و ثواب ہمیشہ بتلاتے رہے اور درد و مصیبت مین صبر و سکون۔ رضا و تسلیم کی روحانی تعلیم و ہدایت فرماتے رہے۔ چنانچہ روضۃ الاحباب مین حضرت عائشہ سے مروی ہے۔

از عائشہ صدیقہ منقول است کہ گفت رسول اللہ صلعم در مرض موت بسیار اضطراب می نمود و بر فرش خویش منقلب می شد گفتم یا رسول اللہ اگر مثل این حالت از کدام مادر وجود آید ہر آئینہ کہ بر وے غضب نمائی فرمودے عائشہ مرض من بغایت صعب است و بدرستی کہ خدا تعالی بلا بر مومنان و صالحان بسیار صعب و شدید می فرستد و ہیچ مومن نباشد کہ بوے بلا و ایذا برسد حتی کہ خارے کہ در پاے وے برود الا آنکہ حق تعالی آن سبب درجہ برائے آن بلند گرداند و خطیئہ وے کم کند

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض مین سخت بیچینی تھی اور شدت مرض سے فرش علالت پر آپ برابر کروٹین بدلا کرتے تھے مین نے خدمت مبارک مین عرض کی کہ یہ حالت اگر ہم لوگون پر طاری ہوتی اور ہم سے ایسی بیچینی جاری ہوتی حضور ہم پر ضرور عتاب فرماتے۔ ارشاد ہوا کہ خداوند عالم بندگان مومنین و صالحین پر سخت مصیبتین نازل فرماتا ہے کوئی بندۂ مومن ایسا نہین ہوتا کہ اوسکو کوئی نہ کوئی ایذا نہ پہونچتی ہو۔ یہانتک کہ اگر ایک کانٹا بھی پاؤن مین گڑجائے تو اسکے لیے بھی اوسکے مدارج مین اضافہ ہوگا اور خطا و گناہ مین ازالہ۔

انصار کے متعلق مہاجرین کو اور مہاجرین کی نسبت انصار کو اتحاد و سلوک کی وصیت

مرض مین شدت ہوتی اور تکلیف روز بروز بڑھتی گئی۔ جسم مبارک کی طاقت گھٹتی گئی۔ یہان تک کہ نشست و برخاست بھی مشکل ہوگئی۔ لیکن اس ضعف و اضمحلال شدت مرض اور نقاہت جسم کی خاص حالتون مین بھی۔ وہ ہادی دوجہان۔ وہ رہبر عالم فرائض رسالت۔ لوازم نبوت۔ ہدایت مومنین اور وصیت مسلمین کو نہ بھولا۔ چہارشنبہ کا دن بھر مرض کی خاص شدت مین گذرا اور پنجشنبہ صبح تک اوس مین کوئی کمی محسوس نہین ہوتی تھی یہ دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات مشکون سے غسل فرمایا۔ غسل فرمانے سے حرارت مین کسیقدر کمی آئی۔ اور طبیعت مین قدرے سکون ہوا۔ تو آپ حضرت علیؑ اور حضرت عباس کے سہارے سے مسجد مین تشریف لائے حافظ جمال الدین محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

جناب رسولخدا صلعم از خانہ بیرون آمدو با مردم نماز

جناب رسالتمآب صلعم (قریب نصف النہار) باہر تشریف لائے جماعت

Presented by Ziaraat.Com

گذارد وخطبہ خواند وبعد از حمد وثنائے خداوند تعالیٰ واستغفار برائے شہدائے احد فرمود۔ بدرستیکہ انصار خاصۂ من ومحل اسرار من اند با ایشان ہجرت کردم ومرا جائے دادند بنیکان ایشان راگرامی دارید واز بدایشان درگزرانید مگر حدے از حدود اللہ وروایتے آنکہ فرمود اے گروہ مردمان بدرستیکہ شما زیادہ می گردید وانصار کم خواہند شد بآن خدائیکہ نفس من بید قدرت اوست کہ من ایشان را دوست میدارم انچہ برایشان بود بتقدیم رسانیدند وحق مواساۃ وجوانمردی بجا آوردند واکنون انچہ ایشان رابشماست باقی ماند پس باینکان ایشان نیکوئی بکنید واز بدایشان عفو نمائید وروایتے آنکہ چون انصار دیدند کہ مرض حضرت روز بروز زیادہ میگردد در خانہ خویش صبر وآرام نداشتند حیران وسراسیمہ گرد مسجد نبوی می گشتند عباس بن عبد المطلب درآمد وحضرت را از حال انصار اعلام کرد وباز فضل بن عباس آمد وحال انصار را بعرض رسانید پس علیؑ بن ابی طالب بیامد ومثل آن اعلام نمود وحضرت دست خود

کے ساتھ نماز پڑھی اور خطبہ ارشاد فرمایا حمد وثنائے الٰہی کے بعد شہدائے احد کے لیئے دعائے مغفرت فرما کر ارشاد کیا کہ انصار میرے نزدیک میرے مخصوصین ہین ہین اور میرے رازدار ہین۔ مین نے اون کے لیئے ہجرت کی اونھون نے مجھے رہنے کی جگہ دی۔ اون کے نیک لوگون کی قدر ومنزلت کیا کرو اور اونکے بُرے لوگون کو معاف کردیا کرو سوائے اون قصورون کے جو خدا کے نزدیک واجب الحد قرار پاچکے ہین اسکے بعد ایک روایت مین یون آیا ہے آپنے ارشاد فرمایا ایہا الناس ایک دن وہ آنیوالا ہے کہ تملوگ زیادہ ہوجاؤگے اور انصار کم رہ جائینگے۔ اوس خدا کی قسم جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ مین انصار کو دوست رکھتا ہون جو کچھ میرا حق اُن پر تھا وہ ان لوگون نے پورا کردیا اور رفاقت دلیری اور ہمت کی خدمات بجالائے۔ اور اب اُن لوگون کے حقوق تملوگون کے ذمہ باقی ہین۔ انکے نیک لوگون کے ساتھ نیکی کرو اور ان کے بدلوگون کو معاف کردو اور ایک دوسری روایت کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انصار نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض روز بروز بڑھتا جاتا ہے تو وہ لوگ فرط قلق واضطراب سے بیقرار گھرون سے نکل پڑے اور پریشان وحیران سراسیمہ وسرگردان مسجد نبوی کے چارون طرف پھرنے لگے حضرت عباس ابن عبد المطلب نے اون کی یہ کیفیت خدمت رسالت مین عرض کی پھر اونکی یہی حالت فضل ابن عباس نے بھی آکر گذارش کی فضل کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب بھی باہر سے آئے تو وہی انصار کی کیفیت دُہرانے لگے حضرت نے مفصل

Presented by Ziaraat.Com

برداشت ۔ حضرت را مدد دادند تا بنشست
و فرمود انصار چہ گویند علیؑ گفت
می گویند می ترسیم کہ پیغمبرؐ از دنیا نقل
بکند و ما نیز انیم کہ حال ما بعد از وے
چہ خواہد شد پس سید عالم برخاست و دستے
بر دوش علیؑ و دست دیگر بر دوش فضل انداخت
و پایہائے او بر زمین می کشید و عباس پیش آن
سروری رفت تا بمسجد در آمد و بر پایہ اوّل از
منبر نشست و عصا بہ بر سر مبارک بستہ
بود ۔ مردم بروے جمع شدند و بعد از حمد و ثنائے
خداوند تعالیٰ فرمود اے گروہ مردم من رسیدہ
کہ شما از موت می ترسید گویا منکر موت اید و
بچہ جہت انکار موت پیغمبر خود مینمایید ۔ شما را نہ خبر دار
کردہ اند از مرگ من و از مرگ شما ۔ ہمانا این سخن اشارت
نمود بآیت کریمہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ و
فرمود کہ ہیچ پیغمبر در میان قوم خود جاوید
ماندہ تا من در میان جارید بمانم ۔ بدانید و آگاہ
باشید کہ بازگشت من و شما بخدا است وصیت میکنم
شما را کہ با مہاجرین اوّلین نیکوئی بجا آرید و وصیت میکنم
مہاجرین را کہ با یکدیگر نیکی کنند حق تعالیٰ فرمود وَالْعَصْرِ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ و تا آخر سورہ بخواند ۔ آنگاہ
فرمود جریان امور باذن خدا است باید کہ باعث
نشود بر شمردن امرے شما را بر استعجال آن ۔ زیرا
کہ خداوند تعالیٰ تعجیل نمیکند در ہیچ کارے برائے

کیفیت سنکر اور ہاتھ اوٹھاکر اشارہ کیا کہ مجھے بٹھاؤ حاضرین
موجود تھے اونھین کے سہارے سے آپ اوٹھکر فرش پر
بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے انصار کیا کہتے ہین ۔ حضرت علیؑ نے
عرض کی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے بعد ہمارا کیا حال
ہوگا ۔ یہ سنکر آپ اٹھے ۔ اپنا ایک ہاتھ علیؑ کے دوش پر اور
دوسرا فضل کے دوش پر رکھا اور پائے اقدس کو زمین پر
گھسیٹتے ہوے مسجد تک تشریف لائے ۔ لوگون کا ہجوم تھا حضرت
عباس آپکے آگے لوگون کو ہٹاتے جاتے تھے آپ مسجد مین تشریف
لاکر منبر کے اول زینہ پر بیٹھ گئے ۔ سر اقدس پر رومال باندھے تھے
جب سب لوگ جمع ہو گئے تو خدا کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا
ایہا الناس مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ میری موت سے ڈرتے
ہو گویا میری موت کا انکار کرتے ہو نہین معلوم تم کس وجہ سے
اپنے پیغمبرؐ کی موت کا انتظار کرتے ہو ۔ تمکو تو میری اور تمھاری موت
کی خبر پہونچ چکی ہے اور اس کلمہ سے آنحضرت صلعم کی مراد اس
آیہ سے تھی کہ اے پیغمبر تم بھی مرنیوالے ہو اور یہ لوگ بھی پھر
آپنے ارشاد فرمایا کہ کوئی پیغمبرؐ اپنی امت کے درمیان ہمیشہ
زندہ نہین رہا اور یہ سمجھ لو کہ ہماری اور تمھاری بازگشت خدا کی
طرف ہونیوالی ہے ۔ مین تمھین وصیت کرتا ہون کہ مہاجرین
اولین کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ ۔ اسکے بعد آپنے سورۂ والعصر
آخر تک پڑھا اور فرمایا کہ جملہ امور کی اجرا خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہوتی ہے اسلئے تمکو چاہیئے کہ اپنے امور کے صدور مین اپنی
طرف سے جلدی نہ کرو ۔ کیونکہ عادت الٰہی عجلت پسند نہین
ہے اور ہر امر اور ایسا شخص جو کسی کام مین اسلیئے جلدی کرے
کہ حکم خدا پر غالب آجائیگا خراب ہو جائیگا اور وہ شخص حکم خدا سے

Presented by Ziaraat.Com

تعجیل احدے وہر کس کہ در صدد آن در آید تا بر
قضائے حق غالب بشود مغلوب بگردد و ہر کس کہ
با خداوند تعالیٰ مخادعہ نماید خود فریفتہ و منکوب شود این
آیت را بخواند هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا
فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ بعد ازان فرمود
اے گروہ مہاجران شما را وصیت می کنم در شان
انصار چہ ایشان کسانے اند کہ مستعد و آمادہ
داشتند برائے ہجرت یعنی مدینہ را برائے شما
و سبقت گرفتند با ایمان پیش از آنکہ شما ہجرت
با ایشان کنید و شمار میوہائے بستان خود
را با شما مناصفہ کردند و در منازل خود شما را
جا دادند و با وجود آنکہ خود محتاج بودند شما را
بر نفس خود ایثار کردند و ہر کس کہ از شما
بر ایشان حاکم شود باید کہ از محسن ایشان
قبول کند و از مسیٔ ایشان تجاوز نماید
و بر ایشان کسے اختیار نکند اے انصار
بعد از من جماعتے را بر شما ایثار خواہند
کرد و بر شما ترجیح خواہند نمود انصار گفتند
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با ایشان چہ
کنیم فرمود صبر کنید تا زمانیکہ در لب
حوض کوثر بمن برسید عباس گفت یا رسول
اللہ ﷺ در شان قریش نیز مردم را
وصیت فرمائی۔ فرمود وصیت میکنم

مغلوب ہو کر رہیگا اور جو شخص کہ حکم خدا سے مخالفت و
مخاصمت کریگا وہ ضرور ہی نادم و پشیمان ہوگا پھر آپ نے
یہ آیت تلاوت فرمائی جسکے معنی یہ ہین۔ پھر بسا اوقات تم
خدا کی راہ سے منحرف ہو گئے۔ اور تم نے دنیا مین فساد برپا
کیئے اور اپنے قریبی لوگون سے صلہ رحم قطع کر ڈالے یہ فرما کر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین سے مخاطب ہوئے
اور ارشاد کیا کہ مین گروہ انصار کے حق مین تم سے وصیت
کرتا ہون اسلیئے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ انھون نے ہجرت اور
غربت کے عالم مین خاص ہمارے لوگون کے لیئے مکان تیار کر رکھے
اور قبول اسلام مین تم پر سبقت کی اور اپنے تمام نخلستان کے
میوے اور پھل تمکو اپنی طرف سے دیدیئے اور ہجرت کے
زمانہ مین ہم لوگون کو اپنے مکانون مین اوتارا اور آرام دیا
اور باوجودیکہ وہ خود نادار تھے لیکن اونھون نے اپنے
نفوس پر تمھارے نفوس کو ترجیح دیکر تم پر لطف و ایثار کیا
اسلیئے جو شخص تمسے اُن پر حکمران ہو جائے چاہیئے کہ انکو اپنا
محسن قبول کرے اور اُن کی فروگذاشتون کو معفو فرمائے
اور کسی کو اُن پر ترجیح نہ دے یہ کہکر آپ انصار کی طرف
مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے گروہ انصار میرے بعد
ایک قوم تمپر غالب آجائیگی اور تم پر دوسرون کو ترجیح دیگی
انصار نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ایسے وقت مین کیا
کرین۔ جواب مین ارشاد ہوا صبر کرنا یہان تک کہ مجھسے
حوض کوثر پر آکر مل جانا۔ اس اثنا مین حضرت عباس ابن
عبد المطلب نے اوٹھکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم قریش[1]

[1] قریش سے مقصود بنی ہاشم ہیں کیونکہ مہاجرین و انصار کی نسبت وصیت ہو چکی تھی فافہم فتدبر۔ المولف عفی عنہ

باین امر یعنی خلافت مرقریش راضی اند زیرا کہ مردمان پیروان قریش اند نیکو کار ایشان تابع نیکو کار ایشان و بدکار ایشان تابع بدکار ایشان۔ اے قریش قبول کنید وصیت مرا در شان مردم بہ نیکوئی وبا ایشان تا نیکی بجا آرید اے گروہ مردم بدرستیکہ گناہ سبب تغیر نعم و واسطہ تبدل قسم است چون مردم نیکو کار باشند حاکمان و والیان ایشان با ایشان نیکی بجا آرند وچون بدکار باشند با ایشان بدی کنند وحق تعالیٰ فرمود کَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ وباین طریق بعضے از ظالمین ظالمان دیگر را بدخواہند گفت برائے آنکہ ایشان عمل نمودہ اند۔

حق مین بھی کچھ وصیت فرمایئے یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تمکو گونکو قریش کے حق مین وصیت کرتا ہون اور بتلا دیتا ہون کہ امارت وخلافت قریش مین ہے کیونکہ تمام لوگ قریش کے پیرو اور مطیع ہین۔ نیک لوگ قریش کے قریش کے نیک لوگون کے ساتھ اور بدلوگ قریش کے بدلوگون کے ساتھ ہین اور اے قوم قریش کے لوگو میری وصیت کو سنو اور اسکو قبول کرو اور وہ یہ ہے کہ تمام لوگون کے ساتھ بطریق مساوات نیکی کے ساتھ پیش آؤ اور نیکی کرو اور یاد رکھو کہ صرف گناہ کی وجہ سے تمام دولت ونعمت متغیر اور متبدل ہوجاتی ہے جب رعایا نیکوکار ہوگی تو اون کے حاکمان و والیان بھی اونکے ساتھ نیکی کرینگے۔ اور جب وہ بدکردار ہونگے تو اونکے حکام بھی بدکردار ہونگے کیونکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ اون مین سے بعض بعض منحرف ہوکر ظالم ہوگئے اور اب وہ اسی کی جزا پائینگے۔ [1]

خطبہ ہدایت عام اور ادائے مطالبات

اسکے بعد عصر کا وقت ہوگیا تو بقول محدث شیرازی ایک موعظت عام اور ہدایت اہل اسلام کا خاص اہتمام کیا گیا۔ بلال کو حکم ہوا۔ وہ مدینہ کی تمام گلی کوچون مین اعلان کرآئے اور الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا دے آئے۔ نبوت ختم ہورہی تھی اور دنیا کی بدقسمتی سے خاتم النبیین خود ختم ہونے والا تھا۔ اگرچہ نبوت ورسالت کے فرائض تمام شعائب وصول کے ساتھ تمام ہوچکے تھے۔ اونکی تکمیل کی تصدیق وتعلیم کی بشارت بھی خدا کی طرف سے نازل ہوچکی تھی۔ لیکن باایں ہمہ اتمام حجت بھی حضرت ختم المرسلین کی تبلیغ کا آخر مدعا تھا اوسکی تبلیغ آخر بھی رسالت کے فرائض مین داخل تھی۔ اس بنا پر بارگاہ رسالت سے اسکے نفاذ واجرا کا خاص طور پر اہتمام فرمایا گیا۔ محدث شیرازی اسکی حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین۔

---

[1] موید ین خلافت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان ہدایتون اور وصیتون کو خلافت کے طرز عمل سے ملاکر خود سمجھ لین کہ ان اخلاقی محاسن کے قائم رکھنے مین وصیت رسول صلعم کی کہانتک تعمیل وتقلید کی گئی ۱۲ المولف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

مین نے فوراً دیدیے - یہ سُنکر آپنے فضل بن عباس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اسے تین درم دیدو - اُنھون نے فوراً دیدیے -

اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح میرا حق اگر کسی کے پاس رہگیا ہو تو اوسکے لیے بھی واجب ہے کہ وہ اپنی گردن کو اوسکے بار ہلکا کرلے - اور اپنے دل مین یہ وہم وگمان نہ کرے کہ ایسے اقرار سے بھرے مجمع مین میری فضیحت ہوگی کیونکہ سمجھ رکھو کہ دنیا کی فضیحت عقبیٰ کی فضیحت سے کہین زیادہ آسان ہے - دفعتاً ایک شخص کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مینے مال غنیمت سے تین درم کی خیانت کرلی ہے - اور وہ آجتک میرے ذمہ باقی ہین - رحمت عالم نے پوچھا - خیانت کی کیا ضرورت واقع ہوئی - اوس نے عرض کی کہ اوس دن مجھے تین درمون کی سخت ضرورت لاحق ہوئی تھی آپنے فضل بن عباس کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ ان سے تین درم لے لو -

امت کیلئے دعائے نیکی اخلاق وسیرت

پھر آپنے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جس شخص مین کوئی بُری عادت پڑگئی ہو اور وہ اوسکی بُرائی اور رسوائی کا باعث ہوتی ہو تو کھڑا ہوجائے - مجھ سے بیان کرے تو مین اوسکے دفعیہ کے لیے خدا سے دعا کرون - یہ سُنکر ایک شخص کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا - مین جھوٹا ہون اور فحش بکتا ہون اور بہت سویا کرتا ہون - جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے لیے یہ دعا فرمائی کہ پروردگار تو اسکو صدق زبانی عطا فرما - فحش سے اور جاگنے کی ضرورت کے وقت سونے سے اسکو محفوظ رکھ اسکے بعد ایک دوسرا شخص مجمع سے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مین تو جھوٹا بھی ہون اور منافق بھی اور کوئی برائی ایسی نہین ہے جو مجھ سے وجود مین نہ آئی ہو - یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا تم تو عجب آدمی ہو - بھرے مجمع مین خواہ مخواہ اپنے آپ کو رسوا وبدنام کررہے ہو - اجی چُپ بھی رہو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی فضیحت عقبیٰ کی رسوائی سے بہت ہلکی ہے - پھر دست مبارک اوٹھاکر اوس شخص کے حق مین یہ دعا فرمائی - پروردگار تو اسکو ثبات ایمان عطا فرما - اسکے دل کو بُرائیون سے دُور اور نیکی کی طرف مائل کردے -

جناب سیدالمرسلین حضرت رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین کی یہ ہدایتین اور وصیتین ایسی ہین جو اُمت اسلامیہ کے تمام موجودہ اور آیندہ دینی اور دنیوی فوائد پر شامل ہین اور ایسی جامع اور کامل ہین کہ پھر اونکے مقابل کسی معلم یا مبلغ کی ضرورت نہین - ان وصایا وہدایا سے آنحضرت صلعم کے اون جذبات قلبی کا بھی پورا پتا مل جاتا ہے جو آپ کو اُمت اسلامیہ کی محبت والفت کے متعلق ہمیشہ دلنشین تھے - گو یہ سلسلہ پند وموعظت حجۃ الوداع کے زمانہ ہی سے عموماً شروع تھا - لیکن یہ

Presented by Ziaraat.Com

مواعظ ونصائح بالخصوص عام مسلمانون کی بہی خواہی - فلاح دارین اور فوائد دین ودنیا پر حاوی ہین اس ارشاد کے الفاظ ومضامین مین دینیات واخلاقیات کی اعلیٰ تعلیم کے علاوہ مسلمانون کے آیندہ ملکی قومی اور سیاسی مصالح اور منافع بھی مشتمل ہین جن سے اونکی سبق آموزی اور غیرت پذیری منظور تھی - باعتبار اسناد کے ان مواعظ ووصایا کو قریب قریب تمام تاریخ وسیر اور اصحاب حدیث نے بے کم وکاست نقل کیا ہے - لیکن ہمارے شبلی صاحب کا قلم ان واقعات کو تحریر کیے جاتا ہے -

مرض مین بار دیگر شدت

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتمام حجت کے مرقومہ بالا فرائض تمام کرکے بیت الشرف مین تشریف لائے تو مرض پہلے سے زیادہ شدید ہوگیا - گویا چہارشنبہ کا دن تمام ہوکر پنجشنبہ کی رات تھی معمول پسند اور ظاہر بین تو یہی کہینگے کہ خلاف معمول محنت کی گئی جسمانی اور دماغی قوت صرف کی گئی یہی اضمحلال طبیعت اور غلبہ مرض کا باعث ہوا - لیکن حقیقت شناس اور حقیقت بین خوب جانتے ہین کہ ایک معلم ربانی - مؤسس عالم اور مجاہد فی سبیل اللہ اپنے فرائض منصبی کے مقابل جان ومال کی پروا نہین کرتا مقدرات کا مطیع ومنقاد ہوتا ہے مرض کی شدت اور اسکی خاص علت کی تصریح مین جو کچھ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا گیا تھا وہ اوپر حضرت عائشہ کی زبانی نقل ہوچکا ہے - اس بار شدت مرض کے خاص عالم مین بھی آپ ہمہ تن راضی برضائے الٰہی تھے - اور مقدرات پر متوکل پھر اس استقلال واستحکام اور ثبات وقار سے کہ نہ مرض کی شکایت ہے اور نہ اوسکی شدت کا کوئی شکوہ - نہ فکر علاج تھی نہ خیال مداوا ؎

اگرم خلاص گوئی اگرم ہلاک خواہی ۔۔۔ سر بندگی بخدمت بنہم کہ بادشاہی

بثبات علی مقدر رضا برضائے الٰہی

محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سکینہ الٰہی کے متعلق تحریر فرماتے ہین -

در صحاح احادیث آوردہ شدہ کہ عائشہ گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماران را تعویذ می کرد باین کلمات اذھب الباس برب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقماً و روایتے آنکہ چون مریض شدے خود تعویذ کردے مر نفس خود را باین کلمات دوست مبارک خویش بر بدن اطہر ہا لیدے چون

احادیث صحیحہ مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمارون کو ان الفاظ مین لکھکر تعویذ دیا کرتے تھے - اے انسانون کے پروردگار - خوف کو دور کر - شفا عنایت فرما - اسلیئے کہ تو شفا دینے والا ہے - تیری ہی شفا اصل شفا ہے - ایسی شفا عنایت فرما جو مرض کو بالکلیہ دور کردے - اور جب کبھی آپ کا مزاج خود ناساز ہوتا تھا تو یہی دعا پڑھکر دستہائے مبارک کو جسم اطہر پر پھیر لیتے تھے لیکن جب

Presented by Ziaraat.Com

مریض شد بمرض موت وثقیل گشت من آن دعا خواندم
وخواستم کہ دست او را بر بالینش بمالم دست
خود را برکشید از من وگفت اللھم اغفرلی
والحقنی بالرفیق الاعلیٰ در روایتے آنکہ
فرمود اللھم اجعل حنکۃ الخلد
در روایتے آنکہ فرمود این تعویذ پیش از این مرا نفع می
رسانید اکنون اینہا ہیچ سود نمیدہند ؎
فغان ونالہ زار وسرشک لعل چہ سود
چو دادنی ہمہ دادند وبودنی ہمہ بود
ومروی است کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
در ہمہ مرضہائے خود از خدا وند تعالیٰ عافیت
وشفا خواستے۔ مگر در مرض موت کہ دعائے شفا
نکردے وگفتے۔ اے نفس چہ بودہ است
ترا کہ پناہ ہر ملجا وملاذ می جوئی ونیز از عائشہ
صدیقہ مروی ست کہ گفت در ایام صحت
از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ بودم
کہ ہیچ پیغمبرؑ از دنیا نرود الا آنکہ قبل از ان مخیر
گردانند او را درمیان دنیا وآخرت وچون
مریض شد بمرض موت او را سرہ گرفت می
گفت مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ و
وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا آنگاہ فرمود
مَعَ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

مرض الموت مین آپ مریض ہوئے اور صاحب فراش ہو گئے
تو حضرت عائشہ بیان کرتی ہین کہ مین نے یہی دعا پڑھکر چاہا کہ آپکے
دست مبارک آپکے جسم اطہر پر پھیرون۔ تو آپنے اپنا ہاتھ فوراً کھینچ
لیا۔ اور مجھکو مخاطب کرکے یہ دعا پڑھی پروردگار تو مجھے بخشدے
اور رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ اور ایک روایت مین یون آیا ہے
کہ حضرت عائشہ سے یہ بھی فرمایا کہ یہ تعویذ مجھے پہلے نفع کرتا تھا
لیکن اب اس سے کوئی فائدہ نہین۔ (شعر فارسی کا ترجمہ)
فغان ونالہ اور اشک خونین سے اب کیا فائدہ
جو کچھ دینا تھا وہ دیدیا گیا اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا
ایک روایت مین منقول ہے کہ طبع مبارک کی ناسازی کے
وقت آپ ہمیشہ خدا سے شفا وصحت کی دعا فرماتے تھے لیکن
جب مرض الموت مین گرفتار ہوئے تو ایکدن بھی آپنے شافی
برحق اور حکیم مطلق سے حصول صحت کے لیئے دعا نہین مانگی
بلکہ ارشاد فرمایا کہ اے نفس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ادھر ادھر
مامن اور جائے پناہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے حضرت عائشہ بیان
کرتی ہین کہ ایام صحت مین مین نے آنحضرت صلعم کی زبانی سنا
تھا کہ کوئی پیغمبرؑ ایسا نہین گذرا ہے جس سے اوسکی حیات
وممات اختیار کرنے کے لیئے اوس سے نہ استفسار فرمایا گیا ہو
اور اوسکو دونون مین سے ایک شے کے قبول کرنے کا اختیار
نہ دے دیا گیا ہو جب مرض الموت مین آپ مبتلا ہوئے تو
آپکو کھانسی آتی تھی تو آپ فرماتے تھے اون لوگون کے ساتھ جنکو
تو نے اپنی نعمتین نازل فرمائین وہ انبیاؑ وصدیق اور شہدا ہین اور
بندگان نیکوکار ہین۔ اور وہی رفیق ہین یہ کہکر آپ فرماتے تھے
ان سب کے ساتھ اوپر والے رفیق کے ساتھ۔ حضرت عائشہ

Presented by Ziaraat.Com

کہتی ہین کہ یہ کلمات سنتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ آپنے حیات پر
وفات کو اختیار فرمایا ہے۔

ان روایات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج وبلا۔ درد وایذا کے موقع پر صبر وتحمل۔ تسلیم و رضا واستقلال واستحکام باقصی المرام ثابت ہو گیا اور اس مین بھی کوئی کلام نہین کہ سوائے فطرت صالحہ کے طبیعت عامہ سے انکا اظہار دشوار ہے اسلیئے عام طبیعت والے انکو آزار سمجھتے ہین اور فطرت صالحہ والے اسے عین راحت وآرام۔ امراض جسمانی اون کے آگے الطاف ربانی کا مرادف ہے۔ اسلیئے کہ وہ امراض وآزار جسمانی کے تحمل وبرداشت کو اپنے لیئے نعمتہائے الٰہی اور ثوابہائے لامتناہی کا اصلی باعث قرار دیتے ہین۔ اور بحکم محکم لَا تُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا (اپنے رب کی عبادت مین کسی فرد واحد کو بھی شریک نہ کرو) حالت مرض مین بھی کسی غیر کی خدمت اور ملازمت کے استحسان ظاہر کو بھی گوارا نہین فرماتے۔ محدث شیرازی کی حسب ذیل عبارت سے اس امر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

گویند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آمد وگفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می خواہم کہ در ایام خستگی تیمارداری تو بجا آرم وشرط خدمت بتقدیم رسانم۔ فرمود اے ابوبکر من در این تیمارداری ومعالجہ خود را اگر بہ غیر دختران وزنان خویش بفرمایم مصیبت ایشان زیادہ عظیم گردد وتحقیقکہ اجر تو بر خدا تعالیٰ است روضہ ص۵۴۶

حالت مرض مین حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے میری تمنا ہے کہ مین موجودہ علالت کی حالت مین آپکی خدمت میں حاضر رہکر خدمت تیمارداری بجالاؤن آپنے جواباً ارشاد فرمایا اے ابوبکر۔ بات یہ ہے کہ اگر مین اپنی علالت مین اپنی لڑکیون اور بیویون سے تیمارداری کی خدمت علیحدہ کرلون اور کسی غیر کے حوالہ کردون تو اونکی مصیبت اور زیادہ عظیم ہو جائے گی۔ لیکن تمھارا ثواب خدا پر ہے۔

واقعۂ قرطاس پنجشنبہ ۱۱ھ

چہارشنبہ تک کی حالت اور مرض کی شدت اوپر بیان ہو چکی ہے پنجشنبہ کی صبح سے علالت اور زیادہ بڑھ گئی۔ ضعف ونقاہت کا اسقدر غلبہ ہوا کہ فرش علالت سے نقل وحرکت دشوار ہو گئی۔ ضعف واضمحلال کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بار بار غشی طاری ہونے لگی حرارت ویبوست اتنی بڑھ گئی کہ طشت مین پانی بھروا کر پاس رکھوا لیا گیا تھا پانی مین رومال تر کرکے سر اور منھ بار بار پونچھا جاتا تھا تاہم تسکین نہین ہوتی تھی۔ دوپہر قریب تھی۔ شدت مرض سنکر تمام ممتازین صحابہ کا مجمع تھا۔ اہلبیت وازواج مطہرین پردہ مین تھین۔ تمام حجرہ علالت بھرا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی حالت تھی۔ صحیح مسلم مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عن عبید اللہ بن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ ص قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ ص کتابا لن تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ ص قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب من اختلافھم ولغطھم

عبیداللہ بن عباس سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت احتضار قریب ہوا تو وہ تشریف رکھتے تھے بیوت مین حضرت عمر بن الخطاب اور دیگر اصحاب مجتمع تھے رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا کہ آؤ مین تمھارے لیے کچھ لکھدون کہ جسکی وجہ سے تملوگ میرے بعد گمراہ نہو حضرت عمر بولے کہ پیغمبر صاحب مرض کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہین۔ قرآن ہمارے لیے کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف ہوا بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ چاہین ہمارے لیے تحریر فرادین اور بعض حضرت عمر کے ہمزبان تھے جب اس بات پر بہت شور و اختلاف ہونے لگا تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ مصیبت اور سخت مصیبت تھی وہ چیز جو لوگون کے شور و اختلاف کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کے ارادہ کتابت مین حائل ہوئی اور جسکی وجہ سے آنحضرت صلعم کچھ نہ لکھ سکے۔

صحیح بخاری مین ہے۔

تاریخ احمدی ص ۳۷۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ یوم الخمیس فقال ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا

بروایت سعید ابن جبیر حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ روز پنجشنبہ کیسا دن تھا اور یہ کہکر ایسا روئے کہ جو سنگریزے اوس جگہ پڑے ہوئے تھے اون کے آنسوؤن سے تر ہو گئے بعد ازان کہنے لگے کہ جب روز پنجشنبہ رسول اللہ صلعم پر مرض کی شدت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ مجھے کتابت کا سامان دو تاکہ مین تمھارے لیے کچھ لکھدون جس سے تم لوگ میرے بعد گمراہ نہو

فوٹ نوٹ متعلق واقعہ قرطاس۔ شبلی صاحب حاشیہ مین (اس واقعہ کی نسبت) لکھتے ہین۔

یہ روایت صحیح بخاری موقع وفات کی ہے۔ صحیح بخاری مین یہ حدیث مختلف ابواب مین مذکور ہے اور ہر جگہ الفاظ مین کچھ نہ کچھ

Presented by Ziaraat.Com

فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا هجر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم۔

اس بات پر لوگون مین نزاع و اختلاف ہوا اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہذیان پر مبنی ہے حالانکہ نبی کریم کے حضور مین تنازع مناسب نہ تھا۔

علامہ طبرانی اس واقعہ کو مفصلہ ذیل الفاظ مین خاص حضرت عمر کی زبانی لکھتے ہین۔

عن عمر قال لما مرض رسول الله صلعم قال ادعوا الی بصحیفة ودواة اکتب کتابا لا تضلوا بعده ابدا فقال النسوة من وراء الستر لا تسمعون ما یقول رسول الله صلی علیه وآله وسلم فقلت ان کن صواحبات یوسف اذا مرض رسول الله صلعم عصرتن اعینکن واذا صح رکبن عنقه فقال رسول الله صلعم دعوهن فانهن خیر منکم۔

حضرت عمر سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت مرض مین ارشاد کیا کہ کاغذ اور دوات وغیرہ (سامان کتابت) لاؤ تاکہ مین تمھارے لیئے ایک ایسی تحریر لکھدون جسکی وجہ سے تملوگ میرے بعد کبھی گمراہ نہو۔ حضرات عصمت نے پردہ کے اندر سے اصحاب کو مخاطب کرکے کہا کہ کیا تملوگ رسول اللہ صلعم کا ارشاد نہین سنتے ہو۔ حضرت عمر نے اون بیبیون کو جواب دیا کہ تمھاری مثال حضرت یوسف کی بیبیون کی ہے پیغمبر صاحب کی بیماری مین تو روتی ہو اور بوقت صحت اونکی گردن پر سوار ہوجاتی ہو۔ یہ سنکر آنحضرت صلعم نے فرمایا ان عورتون سے تعرض نہ کرو۔ یہ تم سے بدرجہا بہتر ہین۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۳۶۔ اختلاف ہے (صحیح مسلم کتاب الوصیۃ مین یہ روایتین یکجا ہین) جن صحابی نے قلم و دوات لانے مین گفتگو کی۔ بخاری مین اونکا نام نہین لیکن حدیث کی اور کتابون مین (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے ان کے الفاظ یہ ہین۔ (۱) قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن وحسبنا کتاب الله۔ آپکو مرض کی شدت ہے۔ تمھارے پاس قرآن موجود ہے خدا کی کتاب ہمارے لیئے کافی ہے۔ صحیح مسلم کی دوسری روایتون کے یہ الفاظ ہین فقالوا ان رسول الله صلعم هجر لوگون نے کہا یا رسول اللہ صلعم بدحواسی کی باتین کرتے ہین فقالوا اهجر استفهموه لوگون نے کہا کیا آپ بے حواسی کی باتین کرتے ہین آپ سے خود پوچھو۔ اس بنا پر شیعہ اور سنی کا یہ روایت بڑا معرکۃ الآرا میدان بن گئی ہے۔ شیعہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت علیؑ کی خلافت کا فرمان لکھوانا چاہتے تھے۔ سنی کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو واقعی تکلیف تھی اور یہ معلوم تھا کہ شریعت کے متعلق کوئی نکتہ باقی نہین رہا۔ خود قرآن مجید آیت اکملت لکم نازل ہوچکی تھی۔ اسلیئے حضرت عمر نے آپکو تکلیف دینا مناسب نہین سمجھا۔ اگر کوئی ضروری حکم ہوتا تو آنحضرت صلعم کسی کے روکے سے کیونکر رک سکتے تھے۔ اسوقت نہ سہی بعد کو لکھوا دیا ہوتا۔ اور یہ کیونکر معلوم ہوا آپ کیا لکھوانا چاہتے تھے بخاری مین ہے آپ عبداللہ بن ابی بکر کو بلاکر حضرت

Presented by Ziaraat.Com

مسند امام احمد بن حنبل مین ہے۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس انه قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی جری دمعه حتی رایت علی خدیه کانها مظام اللؤلؤ قال قال رسول الله صلعم ائتونی بالکتف والدواة اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده ابدا فقالوا ان رسول الله صلعم یهجر۔

سعید ابن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ ابن عباس نے کہا کہ روز پنجشنبہ کیا دن تھا۔ یہ کہکر اتنا روئے کہ موتیون کی لڑی کی طرح آنسو جاری ہوگئے۔ بعد ازان کہا پنجشنبہ وہ دن تھا کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ مجھے سامان کتابت لادو کہ مین تمھارے لیے ایک تحریر لکھدون کہ اوسکے بعد تم گمراہ نہو۔ مگر افسوس لوگون نے کہدیا کہ آنحضرت صلعم ہذیان بک رہے ہین۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۳۷ ابوبکر کی خلافت کا فرمان لکھوانا چاہتے تھے۔ پھر آپنے ضروری نہین سمجھا اور فرمایا کہ خود خدا اور اہل اسلام ابوبکر کے سوا کسی اور کو نہ پسند کرینگے۔ اس اختلاف کے بعد آپنے لوگون کو زبانی وصیتین فرمائین جو ضروریات آپ لکھوانا چاہتے تھے ممکن ہے وہ یہی ہون، یا وہ اگر ان کے علاوہ تھین تو آپ اونکو اون عام وصیتون کے ساتھ زبانی بھی فرما سکتے تھے اسکے بعد مجمع عام مین جو خطبہ دیا اوس مین بھی اس کا اظہار فرما سکتے تھے۔ (س) مجھکو احتیاط کرنا چاہیئے کہ کتابت تاریخ کی حیثیت سے نکلکر علم کلام کے دائرے مین نہ آجائے۔ تاہم جو میری تحقیق ہے مین الفاروق مین لکھ چکا ہون۔

جلد دوم سیرۃ النبی صفحہ ۱۳۸

اول تو یہ عبارت صاف طور سے معلوم نہین ہوتی کہ شبلی صاحب مولف سیرۃ النبی کے قلم کی لکھی ہوئی ہے یا سید سلیمان صاحب ندوی جامع سیرۃ النبیؐ کی تحریر کردہ ہے۔ مین اسکو ابتدا سے ندوی صاحب کی تحریر سمجھتا تھا اسلیئے کہ خاتمہ عبارت سے دو سطر پہلے۔ س۔ لکھکر اپنے نام کا اشارہ فرما دیا گیا ہے۔ لیکن پھر آخر مین یہ لکھکر کہ جو میری ذاتی رائے ہے وہ مین الفاروق مین لکھ چکا ہون۔ دیکھکر مجھکو شبہہ ہوتا ہے کہ وہ عبارت بھی تو شبلی صاحب کی نہین" خیر کسی صاحب کی ہو۔ مجھکو اوسکی حقیقت کا انکشاف ضروری ہے۔

اس عبارت مین پہلے تو یہ کوشش کی گئی ہے کہ حضرت عمر کا نام چھپ جائے اور اس بنا پر لکھا گیا ہے کہ بخاری مین ان کا نام نہین لیکن پھر صحیح مسلم کی روایت سے بتصریح ان کا نام ہونا ثابت بھی کر دیا گیا ہے اور اعتراف تحریری بھی کر لیا گیا ہے تو پھر یہ کیسی مضحکہ خیز کوشش ثابت ہوتی ہے اور صرف اسی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت عمر سے یہ ایسی خطائے فاحش عمل مین آئی ہے کہ بالآخر اون کے معتقدین و مخلصین کو بھی تحریری حیلون سے اوسکو چھپانا پڑا۔ اب رہا شبلی صاحب کا یہ دعویٰ کہ حضرت عمر کا نام بخاری کی کسی حدیث مین نہین ہے۔ صحیح مغالطہ دہی ہے اور بالکل سفید جھوٹ ہے۔ بخاری نے حدیث قرطاس

Presented by Ziaraat.Com

قدردانی عالم باالہ علوم شد۔ رسالت کی زبان صداقت ترجمان۔ او۔ ہذیان۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضرین کی خلوص و عقیدت کا پورا اندازہ ہوگیا۔ بالآخر جیسا کہ الفاظ مرویات بتلا رہے ہین۔ سب کو پاس سے ہٹوا دیا گیا اور سکوت اختیار فرمایا گیا۔ اب اس بدتمیزانہ اور گستاخانہ شور و شغب کا اثر اسلام اور اوسکے معاملات پر کیسا پڑا وہ علامہ شہرستانی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

قال الشهرستانی فی الملل والنحل اوّل تنازع فی مرضه علیه السّلام فیما روی محمد بن اسمعیل البخاری باسناده عن عبدالله بن عباس قال لمّا اشتدّ برسول الله صلعم مرضه الّذی

علامہ شہرستانی کتاب ملل و نحل مین لکھتے ہین کہ پہلا تنازع اور اختلاف جو رسول مقبول صلعم کے زمانۂ مرض مین واقع ہوا وہ تھا کہ جسکو بخاری نے کتاب صحیح مین اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عباس سے یون روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض مین زیادتی ہوئی تو آنحضرت صلعم نے

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۳۴۸ کو ایسی صحیح کے سات مختلف مقامات پر لکھا ہے تفصیل یہ ہے کہ۔ (۱) کتاب العلم (باب کتابت العلم) مین (۲) کتاب الجہاد (باب ہل یستشفع الی اہل الذمہ و معاملتہم و جوائز الوفد) مین۔ (۳) کتاب الخمس (باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب) مین (۴) باب مرض النبی ص و وفاتہ (۵) باب ایضاً (۶) کتاب المرضی (باب قول المریض قوموا عنی) (۷) کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ (باب الکراہۃ بالخلافت) مین۔ پہلی روایت کتاب العلم باب کتابت العلم کی یہ ہے اور اوسکے الفاظ یہ ہین۔ حدّثنا یحیٰی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب قال اخبرنی یونس عن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عباس قال لمّا اشتد بالنبیّ وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی قد غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین کتابہ۔ یحیٰی ابن سلیمان ابن وہب سے ابن وہب یونس سے۔ یونس شہاب سے۔ شہاب عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم پر مرض اور اوسکی تکلیف کی شدت ہوئی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے قلم دوات کاغذ دو کہ مین تمھارے لیئے ایک تحریر لکھدون کہ تم میرے بعد گمراہ نہو۔ حضرت عمر نے کہا کہ حضرت پر مرض کی شدت ہے ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے اور وہی ہمارے لیئے کافی ہے۔ اس امر پر اختلاف اور شور ہونے لگا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ میرے پاس اختلاف و تنازع نہ کرو۔ پس سب لوگ اوٹھکر چلے گئے حضرت ابن عباس فرماتے تھے سب سے بڑی مصیبت وہ مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم اور آپکی کتابت کے درمیان حائل ہوئی۔ دوسری روایت کتاب المرضی باب قول المریض قوموا عنی مین ہے اوسکے الفاظ یہ ہین

Presented by Ziaraat.Com

مات فیه قال ائتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابًا لا تضلّوا بعدی فقال عمران رسول اللّٰہ ص قد غلبه الوجع حسبنا کتاب اللّٰہ وکثرا للغط فقال النبی صلعم قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع قال ابن عباس رض الرزیّة کل الرزیّة ماحال بیننا وبین کتاب رسول اللّٰہ صلعم۔

فرمایا مجھے سامان کتابت لادو تاکہ مین تمھارے لیے لکھدون۔ جسکی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہو۔ یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبر صاحب علبہ مرض کی وجہ سے ایسا کہتے ہین ہمارے لیے کتاب خدا کافی ہے چنانچہ اس بات پر شور وغل ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ تم لوگون کو لازم نہین ہے کہ میرے سامنے تنازع اور اختلاف کرو۔ اسی پر عبداللہ بن عباسؓ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ مصیبت اور عظیم مصیبت تھا وہ اختلاف جس نے ہمارے اور پیغمبر صاحب کی تحریر مین حائل ہوکر آنحضرت صلعم کو کتاب سراپا ہدایت سے باز رکھا۔

بقیہ عبارت حاشیہ صـ۴۳۹ عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللّٰہ صلعم وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطّاب قال النبی صلعم هلم اکتب لکم کتابًا لا تضلّوا بعده فقال عمر ان النبیّ ص قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللّٰہ واختلف اهل البیت فاختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم النبیّ ص کتابًا لن تضلوا بعدہ ومنهم من یقول ما قال عمر فلمّا اکثروا اللّغو والاختلاف عند النبی قال صلی اللّٰہ علیه والہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللّٰہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین رسول اللّٰہ صلعم وبین ان یکتب لهم ذلک الکتاب من اختلافهم ولغطهم عبیداللہ بن

عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جب جناب رسولخدا صلعم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو لوگ آپکے پاس گھر مین موجود تھے جن مین حضرت عمر بن خطاب بھی تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا مجھے قلم دوات دو کہ مین تملوگون کو ایک تحریر لکھدون کہ پھر تم لوگ میرے بعد گمراہ نہو۔ حضرت عمر نے کہا کہ آپکے اوپر مرض کی شدت ہے اس وجہ سے ایسا کہتے ہین ہملوگون کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لیے خدا کی کتاب کافی ہے پس موجودہ لوگون مین اختلاف ہوا بعض کہتے تھے کہ جناب رسولخدا صلعم کو سامان کتابت دیدیا جائے کہ وہ ہملوگون کے لئے ایک تحریر لکھدین کہ ہم لوگ گمراہ نہون اور بعض وہی کہتے تھے جو حضرت عمر کہہ چکے تھے۔ پس جب لوگون مین شور و اختلاف کثیر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم سب کے سب میرے پاس سے اوٹھ جاؤ۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عباس کہا کرتے تھے کہ سب سے بڑی مصیبت وہ مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم کے کتابت لکھنے مین لوگون کے اختلاف کی وجہ سے اور شور مچانے کے باعث سے حائل ہوئی تیسری

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ کی طلبی

آنحضرت صلعم کے پاس سے سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ تخلیہ ہو گیا۔ تو آپ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ علیؑ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ تاریخ طبری مین ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایتوا الیّ علیا فادعوہ فقالت عائشۃ لو بعثت الی ابو بکرو وقالت حفصہ لو بعثت الی عمر فاجتمعوا عندہ جمیعاً فقال رسول اللہ صلعم انصرفوا فان تک لی حاجۃ ابعث الیکم انصرفوا۔

ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے اوسی بیماری کی حالت مین ارشاد فرمایا کہ علیؑ کو میرے پاس بلا لاؤ حضرت عائشہ نے کہا کاش ابوبکر کو بلایا ہوتا حضرت حفصہ نے کہا کاش عمر کو بلایا ہوتا اتنے مین یہ حضرات وہان جمع ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ واپس جاؤ۔ اگر تمھاری ضرورت ہو گی تو مین خود تم لوگون کو بلا لونگا۔ یہ سنکر وہ لوگ چلے گئے۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۰ روایت کتاب الاعتصام کے باب کراہۃ الخلافۃ مین ہے اوسکے الفاظ یہ ہیں۔ عن ابن عباس قال حضر النبی صلعم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب فقال ھلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ فقال عمر ان النبیّ صلعم غلبہ الوجع وعندکم القرآن فحسبنا کتاب اللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب جناب رسولخدا صلعم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو بہت سے لوگ آپکے پاس گھر مین حاضر تھے آپنے ارشاد فرمایا مجھے سامان کتابت لا دو کہ مین تمھارے لیئے ایک تحریر لکھدون کہ تم میرے بعد گمراہ نہو۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم پر مرض نے غلبہ کیا ہے ہملوگون کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لیئے خدا کی کتاب کافی ہے۔ (ماخوذ از کتاب تشئید المطاعن جلد دوم صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ لودھیانہ)

اب شبلی صاحب بخاری کے ان الفاظ کو اپنے ان خاص الفاظ سے کہ بخاری مین ان کا (حضرت عمر کا) نام نہین ہے ملاتین اور سمجھ لین کہ کھلی کھلی مغالطہ دہی۔ صاف صاف سفید جھوٹ اور فریب دہی یہی کہلاتی ہے۔ ناحق کوشی حق فراموشی اور حقیقت پوشی اسی کا نام ہے۔ انصاف پسند محققین جانتے ہین کہ اصول استدلالیہ اور ثبوت کلامیہ کے مطابق جب عنوان استدلال ہی غلط ٹھہرا تو اس جرم و الزام سے حضرت عمر کی برات کا وہم و خیال کب صحیح ٹھہر سکتا ہے۔ یہ ناحق جنبہ داری کا نتیجہ ہے۔ تمہید استدلال تو یون پامال ہوئی۔ اب آپ کی آیندہ عبارت استدلالیہ یہ ہے۔

اس بنا پر یہ روایت شیعہ و سنی کا بڑا معرکۃ الآرا میدان بن گئی ہے۔ شیعہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت علیؑ کی خلافت کا فرمان لکھوانا چاہتے تھے۔

اسلیئے کہ حجۃ الوداع کے واقعہ کی زبانی حکم و تاکید کا صحابہ کی موجودہ رفتار و کردار سے جو نتیجہ ہونیوالا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ کو بلا کر اس موقع پر کیا ارشاد کیا گیا۔ اوسکی تفصیل محدث شیرازی کے الفاظ مین حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

فرمود بخوانید برادر من علیؑ را۔ علیؑ بیامد و بر بالین وے نشست حضرت سر خود را از بستر برداشت۔ امیر در شیب بغل وے در آمد و سر مبارکش را بازوے خویش بنہاد۔ آن سرور فرمود اے علیؑ فلان یہودی پیش من چندین مبلغ دارد کہ از وے برائے تجہیز لشکر اسامہ قرض گرفتہ بودم زنہار کہ وے را از ذمہ من ادا کنی و اے علیؑ تو اول کسے خواہی بود کہ بر لب حوض کوثر بمن رسی و بعد از من بسے امور مکروہ بتو خواہند رسید باید کہ تنگدل نشوی و طریق مصابرت پیش گیری و چون بینی کہ مردم دنیا را اختیار کردند تو باید کہ آخرت را اختیار کنی

فرمایا کہ میرے بھائی علیؑ کو بلاؤ۔ حضرت علیؑ آئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلعم نے اپنا سر اوٹھا کر اونکے بازو پر رکھدیا اور حضرت امیرؑ کو اپنی بغل مین لے لیا اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ فلان یہودی سے مین نے لشکر اسامہ کے سامان کے لیئے اسقدر قرض لیا ہے۔ خبردار اوسکو میری طرف سے ادا کر دینا اور اے علیؑ۔ تم وہ شخص ہو جو سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے اور میرے بعد تمکو بہت سے مکروہات امور پیش آئینگے۔ اونکو بطریق صبر برداشت کرنا اور جب دیکھنا کہ لوگون نے دنیا اختیار کی تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۱ وہ آپ کے پیش نظر تھا۔ اس بنا پر اوس زبانی حکم کو تحریری فرمان مین لانیکی ضرورت تھی۔ اسکے بعد کی عبارت یہ ہے۔

سنی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعی تکلیف تھی اور یہ معلوم تھا کہ شریعت کے متعلق کوئی نکتہ باقی نہین رہا خود قرآن مجید مین آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہو چکی تھی۔ اسلیئے حضرت عمر نے آپکو تکلیف دینا مناسب نہین سمجھا۔

سبحان اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لن تضلوا بعدہ فرما کر امت کے لیئے ابتک ارشاد و ہدایت کی ضرورت سمجھین اور امت کے لوگ رسول اللہ سے بھی عقل و فہم اور ادراک و احساس مین بڑھ گئے کہ اونکو اسکی ضرورت نہین معلوم ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جو معنی شبلی صاحب اسوقت بغرض تاویل لگا رہے ہین وہ تو ناسمجھ سے ناسمجھ آدمی بھی سمجھ نہین سکتا۔ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کا یہ ارشاد حضرت عمر کے خود غرضانہ مقاصد و مطالب کے بالکل خلاف تھا اسلیئے کہ اگر یہ کتابت لکھدی جاتی تو تیئیس ۲۳ چوبیس ۲۴ برسون کی لگی ہوئی تمناؤن کا خون ہو جاتا۔ واقعات غدیر کی زبانی تاکیدین پتھر کی لکیر ہو جاتین پھر مٹائے نہ مٹتین۔ اسی لیئے رسول اللہ صلعم پر غلبہ مرض۔ ہذیان اور بدحواسی کی باتون کا مغالطہ دیکر تعمیل تحریر کو روکدیا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اگر معمولی مریضون کی طرح آپکی بہ بحرانی تقریر ہوتی تو آپ بھی اسکے بعد طبائع مرضا کے اصول معمول کے موافق خاموش یا پھر بیہوش ہو جاتے یا پھر اپنی بحرانی کیفیت مین کسی غیر مربوط سلسلہ سے تقریر فرماتے۔ نہین صحابہ کے منکرانہ شور و غل کو سنکر آپنے فوراً ارشاد فرمایا قوموا عنی۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم ابتدائے تقریر سے اس وقت تک صحیح ہوش و حواس اور سالم عقل و ادراک سے کار فرما تھے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ابوبکر کی پیشنمازی کی مقدار حقیقت

جمعہ اور سنیچر کے دن بھی مرض کی اوسی شدّت مین گذر گئے - اشتداد مرض کے ساتھ ضعف و اضمحلال بھی زیادہ ہوتا جاتا تھا - پے در پے بیہوشی اور غشی طاری ہوتی جاتی تھی - اتوار کے دن تو صبح سے اس قیامت کی ناتوانی تھی کہ بستر سے سر اوٹھانا اور پہلو بدلنا مشکل تھا - آپ اسی حالت مین تھے کہ بلال نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ نماز کا وقت ہے - سیرۃ الحلبیہ مین ہے -

فقال علیه السّلام ما استطیع الصّلوٰة خارجًا و مر عمر بن الخطّاب فلیصل بالنّاس فخرج بلال و هو یبکی فقال له المسلمون ما ورائك فقال ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا یستطیع الصّلوٰة خارجًا فبکوا وقال لعمر ان

بلال نے خدمت نبوی مین آکر عرض کی یا رسول اللہ صلعم نماز کا وقت آگیا آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ اب مجھ مین اتنی قوت نہین ہے کہ نماز کے لیئے باہر نکل سکون - تم عمر ابن الخطاب کے پاس جاکر کہو کہ وہ لوگون کو جاکر نماز پڑھائین - بلال روتے ہوئے باہر نکلے لوگون نے رونے کا سبب دریافت کیا تو بلال نے کہا آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیئے باہر تشریف نہین لا سکتے یہ سنکر سب رونے لگے بلال نے جاکر حضرت عمر سے کہا کہ رسول

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۲ اور صحابہ کی رفتار و کردار کے جا و بیجا طریقہ کو پورے طور سے معلوم فرما رہے تھے - تو پھر حضرت عمر کا غلبہ مرض کا حکم صحیح اتہام تھا یا نہین"

اب شبلی صاحب کا یہ لکھنا کہ شریعت کے متعلق کوئی نکتہ باقی نہین رہا - یہ بالکل صحیح ہے کہ تبلیغ و تعلیم شریعت کے متعلق کوئی نکتہ باقی نہین تھا - لیکن شریعت مین احداثات و مخترعات کا شوشہ تو ضرور باقی رہگیا تھا - جسکی نسبت اکثر موقعون پہ فرمایا جاتا تھا لا یعلم ما احدثوا بعدی - نہین معلوم تملوگ میرے بعد کیا احداث کروگے - آیت اکملت لکم تکمیل شریعت کی بشارت تو ضرور ہے - لیکن صحابہ تو ابھی سے اسکی شان نزول کے اصلی مقصود ہی کو غائب کرنا چاہتے ہیں - اور اس تحریر مین اسی کے اصل مقصود کو لکھکر بتلا دینا منظور رسالت تھا - اسکے آگے لکھا جاتا ہے -

اس واقعہ کے بعد آپ چار دن تک زندہ رہے - اسوقت نہ سہی بعد کو لکھوا دیا ہوتا"

سیرۃ النبی کے موضوع ہین جلدون کی جلدین سیاہ کر ڈالی گئین - لیکن شبلی صاحب کو ابتک سیرت نبوی کی معرفت نہ ہوئی جس طرح حضرت عمر آنحضرت صلعم کے اصلی مقصود کو سمجھ گئے تھے اوسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت عمر اور تمام صحابہ کے مسعود ذہنی کو بخوبی سمجھ گئے تھے - اسلیئے اصرار بیکار تھا - کیونکہ صحابہ کی خود غرضی اور دنیا پرستی سے جو نتیجہ نکلنے والا تھا وہ آپکے پیش نظر تھا - اس بنا پر اخلاق مصطفوی اور غیرت نبوی سے یہ کبھی ممکن نہین تھا کہ مخاطب کے اقرار یقینی کو ملاحظہ فرمانے کے بعد بھی اپنے ارشاد پر اصرار فرمائین - اسلیئے قوموا عنی کہکر مجمع کو برخاست کردیا - اور اب

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یامرک ان تصلی بالناس فقال عمر رضی اللہ عنہ ماکنت لاتقدم بین یدی ابابکر ابدا فاذھب علی نبی اللہ صلعم فاخبرہ ان ابا بکر علی الباب فدخل علیہ صلعم بلال فاخبرہ بذلک فقال نعم ما رای مرابابکر فلیصل بالناس فخرج الی ابابکر فامرہ ان یصلی بالناس فصلی بالناس۔

صلعم نے آپکو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمر بولے حضرت ابوبکر کے ہوتے ہوئے مین ہرگز نماز نہین پڑھا سکتا۔ تم جاکر رسول صلعم سے کہو کہ ابوبکر یہان موجود ہین بلال سے واپس آکر آنحضرت صلعم سے یہ حال بیان کیا۔ آنحضرت صلعم نے کہا کہ عمر کی رائے بہتر ہے۔ تم ابوبکر کے پاس جاکر کہو کہ لوگون کو نماز پڑھائین۔ بلال نے حضرت ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ آپکو نماز پڑھانے کا ہوا ہے۔ پس حضرت ابوبکر نے نماز پڑھائی

دوسری روایت جو تذکرۃ الاحباب مین ان الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے۔

عائشہ صدیقہ گفت چون مرض پیغمبر خدا صلعم سنگین شد یاران نماز خفتنی بود کہ در مسجد منتظر آن سرور بودند فرمود آیا مردم نماز گذاردند۔ گفتم نے یارسول اللہ صلعم

عائشہ صدیقہ کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض سنگین ہوگیا اور وہ وقت نماز عشا کا تھا لوگ مسجد مین بیٹھے ہوئے آنحضرت صلعم کا انتظار کر رہے تھے۔ آپنے پوچھا کیا لوگ

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۳ صحابہ کی طرف سے پورے طور سے مایوس ہوکر آپ حضرت علیؑ کو صبر و تحمل کی وصیت فرما گئے جو اوپر نقل ہوچکی ہے۔ آپ کا یہ فقرہ کہ کسی کے روکنے سے آپ کب رک سکتے تھے عجیب مضحکہ انگیز ہے۔ جواباً عرض ہے کہ جس طرح رسول کسی دوسرے کے روکنے سے کب رک سکتے تھے بالکل اوسی طرح آپ اپنی خود غرضی کے سامنے رسول ص کے کہنے سے کب مان سکتے تھے۔ حجۃ الوداع کا وہ حکم جو ایک لاکھ سے زائد صحابہ کے سامنے بالاعلان نافذ فرمایا گیا تھا کب مانا گیا جو بستر علالت کی ہدایت پر اسوقت خیال کیا جاتا۔ ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر تحریر وصیت پر رسالت کا اصرار باقی رہتا تو ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ صاحبان اخلاق و آداب آج اوسکے کمال عقل و ادراک پر کہان تک عیوب و نقائص کے الزام لگاتے۔ اسکے بعد لکھا گیا ہے۔

اور یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آپ کیا لکھوانا چاہتے تھے۔ بخاری مین ہے کہ آپ عبداللہ بن ابوبکر سے حضرت ابوبکر کی خلافت کا فرمان لکھوانا چاہتے تھے۔ یہ لکھنا تو پہلے سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ اس کا جواب صرف یہی ہے کہ جس طرح آپکو اور آپکے امام بخاری کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن ابوبکر سے خلافت ابوبکر کی سند لکھوانا چاہتے تھے اوسی طرح شیعون کو بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے آپ حضرت علیؑ کی خلافت و امامت کا فرمان تحریر کرانا چاہتے تھے۔ پھر اس مین استبعاد کیا ہے۔ لیکن گذارش یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی امارت و خلافت کے متعلق تو نصوص الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کی متعدد اور متواتر اسناد کثیر موجود ہین۔ لیکن خلافت حضرت ابوبکر کی تحریر کی نسبت تو سوائے اس روایت موضوعہ کے جسکے راوی خود انکے

Presented by Ziaraat.Com

انتظار تو می کشند گفت آبے برائے من در مخضب
نمایند۔ چنان کردیم۔ آن سرور آن آب را
بر خود ریخت و بدن خود را شست آنگاہ خواست
کہ برخیزد۔ بیہوش شد۔ تا سہ نوبت آن صورت متحقق
گشت و ہر بار کہ بہوش می آمدی پرسید کہ مردم
نماز گذاردند می گفتم نہ۔ انتظار تو می کشند
و در کریت سوم کسے را فرستاد
بہ نزد ابوبکر کہ با مردم نماز گذارد و فرستادہ
آنحضرت صلعم رفت و پیغام با ابوبکر
رسانید۔ ابوبکر مردے بود رقیق القلب
گفت یا عمر تو با مردم نماز گذار

نماز پڑھ چکے۔ عرض کی گئی نہین۔ سب لوگ آپکا انتظار کر رہے
ہین۔ آپنے فرمایا میرے لیئے طشت مین پانی بھرو۔ چنانچہ پالی
بھرا گیا آپنے جسم مطہر کو دھوکر چاہا کہ اوٹھین مگر بیہوشی طاری
ہوگئی جب ہوش آیا تو پوچھا لوگ نماز پڑھ چکے۔ عرض کی گئی
نہین بلکہ سب آپ کا انتظار کر رہے ہین فرمایا طشت مین پانی
بھرو۔ پانی بھرا گیا۔ آپنے پھر تمام بدن پر پانی ڈالا اور جسم مطہر کو
دھویا مگر پھر غش آگیا۔ تین بار پے در پے یہی صورت
ہوئی۔ ہر بار جب ہوش آتا تھا تو آپ یہ پوچھتے تھے نماز ہوگئی۔ کہا
جاتا تھا نہین سب آپ کا انتظار کر رہے ہین۔ تیسری بار آپ نے
کسی کو بھیجکر حضرت ابوبکر کے پاس کہلا بھیجا کہ نماز پڑھا دو۔ اوس
آدمی نے آکر حضرت ابوبکر کو آنحضرت صلعم کا حکم سنایا۔ حضرت ابوبکر

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۴ صاحبزادے عبداللہ ہین۔ اور کوئی معلوم نہین ہوتی۔ اب نہین معلوم کہ اصول شہادت کے
مطابق باپ کے لیئے بیٹے کی گواہی یہان بھی قابل اعتماد سمجھی جائیگی یا نہین کیونکہ واقعہ فدک مین حضرت ابوبکر خود اسی اصول
کی بنا پر حضرت فاطمہ کے حق مین حضرت حسنین علیہم السلام کی شہادتین مسترد فرما چکے ہین جب حقیقت حال یہ ہے تو شبلی صاحب
یا ان کے تلمیذ رشید سید سلیمان صاحب ندوی ایسی مجہول اور خلاف اصول سند والی روایت سے اپنا استدلال کیسے
قائم کر سکتے ہین۔ آپ آپ کا یہ لکھنا کہ

اس اختلاف کے بعد آپنے تین وصیتین فرمائین۔ جو ضروری بات آپ کاغذ پر لکھوانا چاہتے تھے۔ ممکن ہے کہ
یہی ہون۔ یا اگر وہ ان کے علاوہ تھین تو آپ اوسکو ان عام وصیتون کے ساتھ بھی بیان فرما سکتے تھے۔ اسکے بعد مجمع عام
مین جو خطبہ دیا اس مین بھی اوس کا اظہار فرما سکتے تھے۔ (سیرۃ النبی جلد دوم صفحہ ۱۳۱۰ حاشیہ)

آپ کا یہ بیان بھی مغویانہ ہے۔ اوّل تو ان واقعات کے اوقات خاص طور پر کسی روایت مین معین نہین ہین۔ سب نے
قیاس ہی قیاس سے کام لیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسکی صحت۔ اس کا وقت اور موقع خاص بھی تسلیم کر لیا جاوے۔ تاہم
ہم کہینگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اخلاق و آداب اور حفظ مراتب کے خیال سے خاموش رہ گئے
اور آزمودہ را آزمودن کے اصول اخلاق پر عمل پیرا ہوئے اور اسی وجہ سے آپنے اوس کا ذکر نہ فرمایا۔ مگر آپنے اس
روایت مین بھی تحریف صریح کی ہے۔ حالانکہ اصل الفاظ روایت مین ہے کہ اصل راوی حدیث کو تیسری وصیت

Presented by Ziaraat.Com

عمر باو گفت تو احق ازمن درین امر۔ پس ابو بکر نماز با مرم بگذارد و بعد از آن بپیغمبر خدا صلعم را خفتے از مرض حاصل شد روز دیگر ابو بکر با مردم نماز پیشین میگذارد کہ آن سرور درمیان دو مرد یکے ازان عباس بود بیرون رفت و با ایشان گفت مرا بہ پہلوے ابو بکر بنشانید چنان کردند چون ابو بکر دانست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد خواست کہ متاخر شود حضرت اشارت نمود کہ در مقام خویش باش آنسرور در نشست نماز گذارد و ابو بکر مقتدی شد بوے و مردمان مقتدی با بو بکر بودند یعنی بواسطہ تکبیر وے بر افعال و انتقالات پیغمبر وقوف می یافتند۔

چونکہ رقیق القلب بزرگ تھے حضرت عمر سے کہنے لگے آپ نماز پڑھا دین حضرت عمر بولے آپ اس امر کے لیئے مجھسے زیادہ مستحق ہین۔ دوسرے دن آنحضرت صلعم کے مرض مین کچھ تخفیف ہوئی۔ دوسرے دن حضرت ابو بکر نماز ظہر پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت صلعم دو آدمیون کے سہارے جن مین ایک عباس تھے مسجد مین تشریف لائے اور ہمراہیون سے کہا کہ مجھکو ابو بکر کے پاس بٹھلا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب حضرت ابو بکر نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم آگئے تو انھون نے پیچھے ہو جانے کا قصد کیا۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔ آپنے بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی۔ حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلعم کی اقتدا کی اور لوگون نے حضرت ابو بکر کی اقتدا کی۔ اس طرح کہ حضرت ابو بکر کی آواز تکبیر سنکر صحابہ آنحضرت صلعم کے ارکان و سکنات نماز سے واقف و مطلع ہوتے تھے۔

بقیہ عبارت حاشیہ ص۴۴۵ یاد ہی نہین رہی۔ صحیح مسلم مین حدیث قرطاس کے آخر حصہ مین ہے عن ابن عباس قال دعونی فالذی انا فیہ خیرا اوصیکم بثلث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم قال وسکت عن الثالثۃ او قالھا فانسیتھا ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھ سے اون وصیتون کو سُن لو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا وہ تین وصیتین یہ تھین۔ ایک تو مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ اور وفود جس طرح ہم بھیجا کرتے تھے اوسی طرح تم بھی بھیجتے رہو۔ پھر تیسری وصیت کے متعلق آپ خموش ہو گئے۔ یا راوی کا بیان ہے کہ آپنے اوسکو بھی کہا لیکن مین بھول گیا مشکوۃ شریف مین بھی یہ روایت باب الکرامات کے بعد باب مناقب الصحابہ مین بیک لفظ مندرج ہے (تشئید المطاعن ۲ ۳۶۹) اب اس راوی کے بیان سے ظاہر ہوا کہ وہ تیسری وصیت بھول گیا اور وہ عجب نہین کہ وہ ولایت و خلافت علیؑ کے متعلق ہو جسے وہ حقیقتاً بھول گیا۔ یا مظالم خلافت کے خوف سے جسکی وجہ سے۔ علیؑ کا نام لینا۔ علیؑ کے نام پر نام رکھنا اور علیؑ کا ذکر کرنا۔ ناقابل عفو جرم تھا۔ راوی مذکور نہ بیان کر سکا ہو۔

آخر مین آپکی یہ تاویل کہ اسکے بعد جو خطبہ دیا اوس مین اس کا اظہار فرما سکتے تھے۔ صریح مغالطہ دہی ہے۔ ذرا الفاظ

Presented by Ziaraat.Com

اسی روضۃ الاحباب مین تیسری روایت یون مرقوم ہے۔

چون موذن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را اعلام کرد از وقت نماز عصر عبداللہ بن زمعہ پیش آن سرور بود۔ باوے گفت بگو مردم را کہ نماز بگذارند۔ عبداللہ بن زمعہ بیرون آمد و بعمر رسید و گفت با مردم نماز گذار عمر پیش رفت و نماز گذارد و قرأت بجہر کرد۔ سید عالم از حجرۂ خود آواز قرأت عمر شنید گفت آیا این آواز عمر نیست گفتند آرے۔ فرمود تابی اللہ ولک والمومنین وسر از دریچہ خانہ بیرون کرد و گفت نے نے باید کہ ابوبکر با مردم نماز بگذارد۔ عمر منصرف شد و با عبداللہ

جب موذن نے نماز کا اعلان کیا تو عبداللہ بن زمعہ اوس وقت آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپنے اون سے ارشاد کیا کہ جاکر لوگون سے کہدو کہ نماز پڑھ لین۔ عبداللہ بن زمعہ باہر آئے تو اونھین حضرت عمر مل گئے۔ عبداللہ نے کہا آپ لوگون کو نماز پڑھادین۔ حضرت عمر آگے کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھانے لگے اور نماز مین زور زور سے قرأت کرنے لگے جناب سرور کائنات ؐ نے اپنے حجرہ مین اُن کی آواز سنی تو پوچھا کیا عمر کی آواز نہین ہے۔ لوگون نے عرض کی جی ہان آپنے ارشاد فرمایا۔ نہ یہ خدا ہی کو پسند ہے اور نہ مومنین کو آپنے اپنا سر دریچہ سے باہر نکالا اور فرمایا نہین نہین۔ ابوبکر لوگون کو نماز پڑھائین چنانچہ عمر وہان سے چلے آئے اور عبداللہ بن زمعہ

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۶ حدیث پر بھی نظر رہا کرے۔ اصل حدیث مین لفظ حضر آیا ہے جسکے معنی حالت احتضار کے ہین۔ تو جب الفاظ حدیث اس بیان کے موقع کو حالت احتضار کے ساتھ مخصوص بتلا رہے ہین تو پھر کون کھوئی ہوئی عقل والا اور بگڑا ہوا دماغ والا ایسا ہوگا جو یقین کریگا کہ اس حالت احتضار کے بعد بھی آنحضرت صلعم نے مجمع عام مین کوئی خطبہ دیا۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

اب ہم ناظرین کے اطمینان اور اپنی حقیقت بیان کے ثبوت مین علامہ ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغۃ کے فارسی ترجمہ سے دو واقعات خاص حضرت عمر کی زبانی نقل کرتے ہین۔ جن سے حضرت عمر کے مقصود دلی کا خود اونکی زبان سے اظہار و اقرار ہوجاتا ہے وہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہین۔

از ابن عباس منقول است کہ گفت من در راہ شام با عمر بودم روزے دیدم کہ بر شتر خود سوار است و تنہا میرود و من از پے او رفتم گفت اے پسر عباس من شکایت میکنم بتو از پسر عمت یعنی علیؑ۔ سوال کردم از او کہ با من بیاید قبول نکرد و ہمیشہ او را با خود غضبناک می یابم تو

ابن عباس سے منقول ہے کہ مین شام کی راہ مین حضرت عمر کے ہمراہ تھا ایکدن مین نے اونکو دیکھا کہ اپنے اونٹ پر اکیلے سوار ہین اور چلے جاتے ہین مین اونکے پیچھے ہولیا۔ مجھ سے کہنے لگے اے پسر عباس مین تم سے تمھارے ابن عم یعنی علی کی شکایت کرتا ہون۔ مین نے اُن سے درخواست کی کہ وہ میرے ہمراہ چلین مگر اونھون نے قبول نہین کیا

Presented by Ziaraat.Com

بن زمعہ گفت حضرت ترا نگفتہ بود کہ با مردم
نماز بگذارد عبداللہ جواب داد ہیچکس را معین
نکردہ بود لیکن چون ابوبکر را در میان مردم
اصحاب ندیدم ترا گفتم کہ با مردم نماز گذار چہ
نزد من کسے از حاضران اولے از تو نہ
بود۔ عمر گفت من ندانستم کہ چنین است
والا امام مردم نمی شدم۔

سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے
نہین کہدیا تھا کہ کون شخص نماز پڑھائیگا عبداللہ نے کہا مجھ سے
تو کسی شخص خاص کا تعین نہین کیا تھا لیکن چونکہ مین نے اُس
وقت لوگون مین حضرت ابوبکر کو نہ پایا مین نے تمکو نماز پڑھانے
کے لیے کہا اسلیے کہ حاضرین مین میرے نزدیک تم سے بہتر کوئی
شخص اوس وقت موجود نہین تھا حضرت عمر بولے کہ اگر مجھے
یہ معلوم ہوجاتا تو مین کبھی لوگون کا امام نہ بنتا۔

اسی روایت کو امام عبدالبر نے استیعاب مین۔ بذیل ذکر مناقب ابوبکر ان الفاظ مین لکھا ہے۔

روی الزھری عن عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن
بن امیہ عن ابیہ عن عبداللہ بن زمعہ بن الاسود
قال کنت عند رسول اللہ ص وھو

زہری عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن امیہ سے اور وہ اپنے
باپ سے اور اوسکا باپ عبداللہ بن زمعہ بن اسود کی زبانی بیان
کرتے ہین کہ عبداللہ بن زمعہ کا بیان ہے کہ مین جناب رسالتمآب صلعم

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۷ چہ گمان داری غضب وخشم
او از چیست گفتم توہم بیش را میدانی گمان
می کنم کہ غضب او برائے فوت خلافت است
ازو۔ گفت بیش ہمین است او چنین می داند کہ جناب
رسولخدا صلعم خلافت را از برائے او میخواست ہرگاہ
خدا نخواست کہ او برسد خواستہ جناب پیغمبر ص چہ فائدہ
کرد۔ رسول ص امرے خواست وخدا غیر آن خواست۔ مگر ہر چہ
پیغمبر ص میخواست نمی شد حضرت رسولخدا ص خواست کہ عم او
ابی طالب مسلمان بشود چون خدا نخواست نشد۔

اور مین تو ہمیشہ انکو اپنے اوپر غضبناک پاتا ہون۔ تم کیا خیال کرتے ہو مجھسے
اونکے غضبناک رہنے کا کیا باعث ہے مین نے کہا اوسکے سب کو
تو آپ بھی جانتے ہین۔ اُنکا عتاب خلافت نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔
حضرت عمر بولے۔ ہان زیادہ یہی باعث ہے کیونکہ اونکا خیال ہے کہ
جناب رسولخدا صلعم اونکے لیے خلافت چاہتے تھے جب خدا کی یہ
خواہش نہین تھی کہ خلافت اونکو پہونچے تو پیغمبر کی خواہش سے کیا
فائدہ ہوا۔ رسول ص جو چاہین وہ ہوتا بھی نہین تھا کیونکہ رسول اللہ
صلعم نے چاہا کہ اونکے چچا ابوطالب مسلمان ہوجائین۔ مگر چونکہ خدا
نہین چاہتا تھا وہ نہین ہوے۔

دوسری نقل ابن ابی الحدید نے یہ لکھی ہے۔

در روایت دیگر چنین است کہ عمر گفت کہ حضرت
رسولخدا صلعم خواست کہ در مرض موت خود از برائے خلافت
او ذکر کند پس مانع شدم او را از ترس فتنہ و از خوف آنکہ

دوسری روایت مین یون منقول ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ
رسولخدا صلعم نے چاہا کہ اپنے مرض موت مین اونکی خلافت کا ذکر کرین
لیکن مین نے منع کیا اس خوف سے کہ فتنہ برپا ہوجائیگا اور اسلام

Presented by Ziaraat.Com

علیل فدعاہ بلال الی الصلوٰۃ فقال لمّا مرّوا من یصلی الناس فقال فخرجت فاذا عمر فی الناس وکان ابوبکر غائبًا فقال قم یا عمر فصل بالنّاس فقام عمر فلمّا کبّر سمع رسول اللہ صلعم صوتہ وکان مجھرًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این ابوبکر یابی اللہ ذلک والمسلمون بعث الی ابی بکر فجاء بعد ان صلی عمر تلک الصلوٰۃ فصلی بالناس طول علتہ حتی قبض رسول اللہ صلعم۔

کی خدمت مین اونکی علامت کے زمانہ مین حاضر تھا کہ بلال نے نماز کیلئے اوان دی آپنے مجھسے ارشاد کیا کہ لوگون سے کہدو کہ نماز پڑھ لین یہ سنکر مین باہر آیا اور مین نے حضرت عمر کو لوگون مین پایا۔ حضرت ابوبکر اُسوقت وہان نہین تھے مین نے حضرت عمر سے کہا آپ نماز پڑھاؤن حضرت عمر کھڑے ہوگئے اور تکبیر کہی آنحضرت صلعم نے انکی تکبیر بلند کی آواز سنی تو پوچھا ابوبکر کہان ہین۔ یہ خدا اور مسلمانون کو پسند نہین ہے لوگ حضرت ابوبکر کو بلا لائے لیکن وہ اوسوقت آئے جب وہ نماز پڑھا چکے تھے پھر ابوبکر آپکی وفات کے وقت تک نماز پڑھاتے رہے۔

(تشیید المطاعن ص ۶۳-۶۴)

بقیہ عبارت حاشیہ ص ۴۴۸ اسلام پراگندہ شود پس حضرت رسولخدا دانست آنچہ در نفس من بود و نگفت و خدا آنچہ مقدر کردہ بود شد۔ و نیز روایت کردہ اند از ابن عباس کہ گفت کہ من داخل شدم بر عمر در اوّل خلافتش و از برائے او یک صاع خرما بر حصیرے ریختہ بودند او میخورد مرا تکلیف کرد۔ یکدانہ برداشتم۔ ہمہ را خورد و سبوے آبے پیش او گذاشتہ بود برداشت و بیاشامید و تکیہ کرد بر بالش و حمد خدا بجا آورد پس گفت از کجا می آئی اے عبداللہ گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بچہ حال گذاشتی۔ گمان کردم کہ عبداللہ بن جعفر را می گوید گفتم کہ با ہمسنان خود بازی میکند۔ گفت او را نمی گویم بزرگ شما اہلبیت را میگویم گفتم او در بستان مشغول آب کشیدن بود و تلاوت قرآن می نمود گفت اے عبداللہ ترا سوگند میدہم کہ خونہائے شتر بر تو لازم باشد کہ کتمان کنی کہ آیا

پراگندہ ہوجائیگا پس رسولخدا میرے نفس مطلب کو سمجھ گئے اور پھر اُسکا ذکر نہین کیا۔ اور خدا جو کچھ مقدر کرچکا تھا وہی ہوا۔ اور ایک دوسری روایت مین ابن عباس سے یہ بھی منقول ہے کہ مین عمر کی اوائل خلافت مین اونکے پاس گیا۔ اونکے سامنے چٹائی پر ایک صاع (۲۰ ۱/۲) خرمے رکھے ہوئے تھے اور اوسمین وہ کھاتے جاتے تھے۔ مجھے بھی کھانے کیلئے کہا مین نے صرف ایک دانہ کھایا تھا کہ اس اثنا مین وہ سب کھجورین کھا گئے ایک پانی کا گھڑا رکھا تھا اوسے اوٹھا کر پی گئے پھر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور خدا کا حمد و شکر بجا لائے۔ پھر مجھسے پوچھنے لگے اے عبداللہ اسوقت کہان سے آتے ہو مین نے کہا مسجد سے۔ پوچھا اپنے ابن عم کو کس حال مین چھوڑا مین سمجھا کہ عبداللہ بن جعفر کو پوچھتے ہین جواب دیا وہ اپنے ہمسنون کے ساتھ کھیلتے ہین کہا نہین ہم تمھارے بزرگ اہلبیت کو دریافت کرتے ہین مین نے کہا کہ اپنے باغ کو سیراب کر رہے ہین اور قرآن کی تلاوت فرما رہے ہین۔ کہنے لگے اے عبداللہ مین تمھین قسم دیکر پوچھتا ہون اب بھی اونکے دل مین خلافت کی

Presented by Ziaraat.Com

امامت حضرت ابوبکر کی نسبت اتنا اختلاف ہے جس کا تصفیہ دشوار ہے ہمنے صرف تین روایتین مختلف بیانات کے ساتھ لکھدی ہین جن سے اُسکے اختلاف بیانات پر کافی روشنی پڑتی ہے شبلی صاحب نے اوّل روایت کو بیان کیا ہے اور باقی دو روایتون کا ذرا بھی ذکر نہین کیا ہے۔ حاشیہ کی عبارت مین کسیقدر ان اختلافات کا ذکر کیا ہے جو حسب ذیل نقل کیا جاتا ہے۔

کسی روایت مین یہ مذکور نہین ہے کہ حضرت ابوبکر نے آپکی زندگی مین کے دن تک نماز پڑھائی ابن سعد نے واقدی سے دو روایتین نقل کی ہین۔ ایک یہ ہے کہ ۱۷ وقتونکی نماز پڑھائی دوسری یہ کہ تین دن تک امامت کی شب جمعہ کی عشار سے دوشنبہ کی صبح تک جسدن آپنے وفات پائی حساب لگایا جاوے تو ۱۷ نمازین ہوتی ہین اور جمعہ سنیچر۔ اتوار تین دن ہوتے ہین۔ لیکن اصولاً یہ دونو روایتین نہایت کمزور ہین۔

افسوس ہے کہ شبلی صاحب نے اس اختلاف کو بہت چھپاکر اور گھٹاکر دکھلایا ہے۔ اور صرف تعداد نماز کے اختلاف پر روشنی ڈالی ہے۔ حالانکہ اسمین اور بھی کثیر اختلافات موجود ہین۔ جنکو آپ بالکل مرفوع القلم فرما گئے ہین۔ ہم انکو فتح الباری شرح صحیح بخاری کے مفصلہ ذیل الفاظ مین نقل کرتے ہین۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۴۹ در نفس آوازہ دعائے خلافت کوئی ہوس باقی ہے۔ مین نے کہا ہان۔ بلکہ اوس پر مین اتنا زیادہ

چیزے ماندہ است گفتم بلے وزیادہ براین گویم از پدرم پرسیدند ازانچہ او دعویٰ میکند پدرم گفت راست می گوید عمر گفت از حضرت رسولخدا صلعم شنیدم کہ در امراو گاہے سخنے چند صادر می شد کہ اثبات نمی کرد و قطع عذرے نمی نمود یعنی صریح نبود و گاہے از جہت محبتے کہ با او داشت میخواست کہ میل از حق بسوے باطل در باب او بکند و در مرض موت خواست کہ تصریح اسم او بکند من منع کردم او را از این معنی از برائے شفقت بر امت و محبت اسلام و بحق خانہ کعبہ سوگند کہ قریش ہرگز براو اتفاق نخواہند کرد و اگر خلافت را بگیرد قریش براو در اطراف زمین شورش خواہند کرد پس رسولخدا دانست

کرتا ہون کہ لوگون نے اونکے اس دعوی کی نسبت میرے باپ (عباس ابن عبدالمطلب) سے پوچھا تو اونھون نے کہا کہ وہ جو دعوی کرتے ہین سچ ہے حضرت عمر نے کہا کہ حضرت رسولخدا صلعم سے اکثر اونکی نسبت ایسی باتین صادر ہوتی تھین جو ثبوت مین نہین ہوتی تھین اور تمام عذرون کی قاطع نہین تھین یعنی حکم صریح نہین تھین اور کبھی کبھی آپ اپنی غایت محبت و الفت کی وجہ سے جو آپ کو اونکے ساتھ تھی۔ چاہتے تھے کہ امر حق کو باطل کی طرف پھیر دین (نعوذ باللہ) چنانچہ اپنی بیماری مین آپنے چاہا کہ اونکے خاص نام کی تصریح فرادین لیکن مین نے آپکو محبت اسلام اور شفقت امت پر دلاکر منع کردیا۔ خانہ کعبہ کی قسم کہ قریش کبھی اون پر اتفاق نکرینگے اور اگر خلافت اونھین مل بھی جاے تو قریش چارون طرف سے ملک مین شورش پھیلا دینگے پس آنحضرت صلعم میرے مدعا کو سمجھ گئے

Presented by Ziaraat.Com

وروایته هذه وصلها البزار قال حدثنا ابو موسیٰ محمد بن المثنی حدثنا داؤد به ولفظه کان رسول صلعم المقدم بین یدی ابوبکر کذا رواه مختصراً وهو موافق القصة حدیث الباب لکن رواه ابن خزیمة فی صحیحه من محمد بن بشار عن ابی داود بسنده هذا عن عائشة قالت من الناس من یقول کان ابوبکر المقدم بین یدی رسول الله من الصف ومنهم من یقول کان النبی المقدم ورواه مسلم بن ابراهیم عن شعبه بلفظ ان النبی صلی الله خلف ابوبکر اخرجه ابن المنذر وهذا عکس روایة ابوموسیٰ وهو اختلاف شدید وقع فی روایة مسروق عنها ایضاً اختلاف فاخرجه ابن حبان من روایة عاصم عن شقیق عنه بلفظ ان النبی صلی

اس روایت کے متعلق بزار کی یہ روایت ہے کہ ابوموسیٰ محمد بن مثنی نے اوراون سے ابوداؤد نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم حضرت ابوبکر سے مقدم تھے۔ جیساکہ مختصراً روایت ہوا اور یہ اس حدیث کے قصہ متدرجہ باب کے موافق ہے لیکن ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین محمد بن بشار سے۔ اوس نے ابوداؤد سے حضرت عائشہ کے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صف نمازمین آنحضرت صلعم سے مقدم تھے یہ وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر سے مقدم تھے۔ اور مسلم ابن ابراہیم نے شعبہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ابن منذر نے لکھا ہے اور یہ روایت ابوموسیٰ کے برعکس ہے اور یہ اختلاف شدید ہے اور مسروق کی روایت مین بھی جو حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ سخت اختلاف ہے۔ اور ابن حبان نے عاصم بن شقیق کی اسناد سے جو روایت لکھی ہے اوسمین یہ الفاظ موجود ہین کہ ابوبکر آنحضرت

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۴۵۰ کہ من یافتم کہ او چہ در خاطر داشت کہ مین جو کچھ کرنا چاہتا ہون اوسکو یہ جان گئے۔ یہ سمجھکر آپ خاموش شد و تصریح باسم او جاری نکرد و خدا جاری کرد آنچہ مقدر شدہ بود رہ گئے۔ اور خدا نے جو مقدر کیا تھا وہ ہوگیا۔

اب اس سے بڑھکر حدیث قرطاس کے تمام جزئیات کی اور کیا انکشافات تنقیدی ہوسکتے ہین اب اس تفصیل پر بھی کسی کا اطمینان نہو تو پھر عیون لایبصرون بها وقلوب لا یفقهون بها کی تلاوت کرنا چاہیئے۔

ابن ابی الحدید نے ان واقعات کو تاریخ بغداد مصنفہ علامہ احمد بن ابی طاہر سے نقل کیا ہے۔ اونکی توثیق کشف الظنون کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

قیل اول من صنف لها (ای بغداد) تاریخا احمد بن ابی طاهر البغدادی وتلاه الامام الحافظ ابوبکر احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی المتوفی سنة (جلد اول مطبوعہ مصر باب الثانی صفحہ ۱۰۱)

ثلث وسنین واربع مائت (ماخوذ از کتاب تشئید المطاعن) (۴۶۳)

Presented by Ziaraat.Com

ذهب الى كون ابوبكر مؤتما بالنبى صلى الله عليه وآله وسلم فى تلك الصلوة وممن ذكر ذلك ايضا محمد بن بشار عن عائشة لكن تشاهد الهيئة المذكورة لكن ظاهر الروايات عنها بالجزم بما يدل ان النبى كان هو الامام فى تلك الصلوة منها رواية موسى ابن ابى عائشة التى اشرنا اليها فيها فجعل ابوبكر يصلى الصلوة النبى والناس يصلون بصلوة ابوبكر وهذا رواية زائدة بن قدامه عن موسى وخالفه شعبه ايضا فرواه عن موسى بلفظ ان ابابكر صلى بالناس ورسول الله صلعم فى الصف خلفه ومن العلماء من سلك الترجيح فقدم الرواية التى فيها ان ابوبكر كان مأموما للجزم بها ولان ابا معاوية احفظ فى حديث الاعمش من غيره ومنهم من عكس ذلك ورجح انه كان اماما وتمسك بقول ابوبكر الاتى فى باب من دخل ليؤم الناس حيث قال ما كان لابن ابى قحافه ان يتقدم بين يدى رسول الله صلى عليه وآله وسلم۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی اقتدا کرتے تھے اور ترمذی نسائی اور ابن خزیمہ بن شعبہ عن نعیم بن ابی ہند عن زید عن شقیق کے سلسلہ سے جو روایت لکھی ہے اسکے یہ لفظ ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی اور محمد بن بشار کی روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ نے اس واقعہ کو حقیقتاً اپنی آنکھوں سے اس صورت میں نہیں دیکھا تھا لیکن ان تمام روایات کی تجمیع سے علی الظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نماز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے جیسا کہ ہمنے موسیٰ بن ابی عائشہ کی روایت لکھکر اشارہ کیا ہے اور اسمیں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم کی تقلید کرتے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی تقلید کرتے تھے یہ اور وہ روایت ہے جو زائدہ بن قدامہ نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے نقل کی اسکی مخالف شعبہ کی روایت ہے جس میں ان الفاظ سے مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صف میں اُن سے پیچھے تھے۔ اور علماء سے جو ترجیح کے قائل ہیں اونھوں نے اون روایات کو ترجیح دی ہے جس میں تحقیق کے ساتھ یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر مأموم تھے لیکن ابا معاویہ نے اعمش سے اسکی نسبت جو کچھ سنا ہے وہ اسکے خلاف ہے اور بالکل برعکس۔ اور اس میں بیان مرجح ہے کہ حضرت ابوبکر امام تھے اور اسکے ثبوت میں خود ابوبکر کا قول نقل کیا ہے جو باب امامت بالناس میں مفصل مذکور ہے اور اس وجہ سے وہ لکھتے ہیں کہ کون شخص ابن ابو قحافہ کے برابر ہو سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کے آگے کھڑے ہوئے تھے۔ (نعوذ باللہ)

Presented by Ziaraat.Com

یہ واقعہ پیشنمازی کی حالت ہے جسکے ہر ہر جزئیات میں اختلاف واقع ہے۔ اوقات نماز۔ تعداد نماز اذن نماز اور سب سے آخر میں امام نماز کی شخصیت کی نسبت بھی اختلافات کی وہی کثرت ہے۔ کوئی کہتا ہے رسول امام تھے کوئی کہتا ہے ابوبکر۔ اس پر جو طول و طویل بحثیں علما میں ہوئیں اور انھیں اختلافات کی بنا پر ان علما میں جو فرقہ بندیاں ہوئیں اور جیسے جیسے موضوعات و مصنوعات مرویات اپنے اپنے استدلال کے استحکام میں طرفین سے پیش ہوئے وہ ابن حجر کے الفاظ سے ظاہر ہوئے۔ بڑا افسوس تو ان علمائے اسلام کی ذہانت اور قوت حافظہ پر یہ ہے کہ اپنے اپنے ان اقوال و آراء کے استحکام میں ان لوگوں نے اتنا شور و غل مچایا لیکن اپنے اس شور و شغف میں کسی کے منھ سے اتنی آواز نہ پھوٹی کہ رسول۔ متبع اور امام ماموم اور فاضل مفضول ہوا جاتا ہے جو عقلاً اور نقلاً قطعاً محال ہے۔ یہ صحابیت کی مجنونانہ وارفتگی کا نتیجہ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پیشنمازی سے خلافت کا خواب غلط

انھیں روایت موضوعہ کی بنا پر اسی امامت نماز سے حضرت ابوبکر کی خلافت کا مضمون ترشا گیا ہے۔ اوّل تو اصول حدیث کے رو سے جب ان مرویات امامت نماز میں اتنے اختلافات کثیر واقع ہیں تو اصولاً وہ ساقط از اعتبار اور ناقابل الاستناد ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر اسکو استخلاف کی نص صریح مان بھی لی جائے تو حضرت عمر کی یہ متفقہ اور مسلمہ مفصلہ ذیل حدیث متواتر بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہو جائیگی صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔

قال عمر ان لم استخلف فان رسول اللہ صلعم لم یستخلف وان استخلف فان ابابکر استخلف وھذا تصریح منہ بعدم استخلاف النبی صلعم۔

حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں نے کسی کو اپنے بعد وصی نہیں کیا تو رسول اللہ صلعم نے بھی کسیکو وصی نہیں کیا اور اگر میں وصی مقرر کر جاؤں تو ابوبکر بھی وصی مقرر کر چکے ہیں اور یہ آنحضرت صلعم کے کسیکو نہ وصی کرنے پر دلیل صریح ہے۔

قاضی عبدالجبار کتاب مغنی میں لکھتے ہیں۔

ان ابابکر نص علی عمر و ترک التاسی بالرسول لانہ لم یستخلف۔

حضرت ابوبکر نے حضرت عمر پر نص کیا اور یہ اتباع و تقلید رسول صلعم کے بالکل خلاف تھا اسلیے کہ رسول نے کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔

ابن حجر بھی صواعق محرقہ کے پہلے باب چوتھی فصل کی اسی بحث میں کہ خلافت کیلیے کسی پر نص نہیں فرمائی گئی تحریر کرتے ہیں۔

اخرجہ الشیخان عن عمر انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من

شیخین بخاری و مسلم نے حضرت عمر کا یہ قول نقل کیا ہے جب ان پر طعن کی گئی کہ میں نے اگر استخلاف کیا تو مجھسے پہلے وہ شخص استخلاف

Presented by Ziaraat.Com

هو خير منّى يعنى ابوبكر وان اتركم فقد ترككم من هو خير منّى يعنى رسول الله صلعم۔

کر چکا ہے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر اور اگر مین نے ترک استخلاف کیا تب بھی اوس شخص نے ترک استخلاف کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ تفضیل الشیخین مین حضرت عمر کے ان اقوال کو لکھکر تحریر فرماتے ہین

فعرف الناس انّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم يستخلف احدا وكان عمر متمّم على ابوبكر

سمجھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہین مقرر کیا اسلیے حضرت عمر پر حضرت ابوبکر کی مخالفت کا الزام عاید نہین ہوسکتا

یہان رسول اللہ صلعم کا اصل امر استخلاف ہی ثابت نہین ہوتا تو پیشنمازی کو دلیل استخلاف بناکر پیش کرنا کسقدر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

جیش اسامہ سے تخلّف کرنیوالون پر عتاب

پیش نمازی کی بحث تنقیدی کو تمام کرکے ہم پھر اپنے گذشتہ سلسلہ بیان پر آجاتے ہین۔

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ آغاز علالت سے ایک دن پہلے جیش اُسامہ کی تیاری اور تمام صحابہ کو باستثنائے حضرت علی مرتضیٰ ہمراہی لشکر کا حکم دیدیا گیا تھا شبلی صاحب بھی اس واقعہ کو ان الفاظ مین لکھ چکے ہین۔

آغاز علالت سے ایک روز پہلے آپنے اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور اون شریرون سے جنھون نے اونکے باپ حضرت زید بن حارثہ کو حدود شام مین قتل کرڈالا تھا اپنے باپ کا انتقام لین۔

صحابہ مین اسکے متعلق چہ میگوئیان ہوتی ہین۔

اور انھین چہ میگوئیون مین تقریباً ایک ہفتہ گذر گیا۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو حالت علالت مین اور ملالت خاطر بڑھ گئی۔ شبلی صاحب پھر لکھتے ہین۔

اوپر گذر چکا ہے کہ رومیون کی طرف جس فوج کا بھیجنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز کیا تھا اوسکی سرداری اسامہ بن زید کو تفویض فرمائی تھی اوسپر بعض لوگون نے (ابن سعد نے تصریح کی ہے کہ وہ منافقین تھے) شکایت کی کہ بڑون کے ہوتے ہوئے نوجوانون کو یہ منصب کیون عطا ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسئلہ کی نسبت ارشاد کیا کہ اگر اسکی یعنی اسامہ کی سرداری پر تمھین اعتراض ہے تو اسکے باپ (زید) کی سرداری پر بھی تم معترض تھے۔ خدا کی قسم وہ اس منصب کا مستحق تھا۔ اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور اب اوسکے بعد یہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔

شبلی صاحب تو ایسے ایسے موقع پر واقعات کو بس وہین تک لکھینگے جہان تک اونکے مفید مطلب ہوگا اسکے بعد چاہے وہ کیسا ہی نامکمل غیر مفصّل مبہم اور مخل ہی کیون نہ ہوجائے پھر اوسکا ایک حرف نہین لکھنے کے۔ اگرچہ

Presented by Ziaraat.Com

آپنے اپنے ان مختصرات کو بڑے حزم و احتیاط کے ساتھ لکھا ہے اور جب کچھ نہیں چلی ہے۔ تو صحابہ کی تعریض خاص ابن سعد کی سند منفردہ سے منافقین کے سر باندھی ہے۔ لیکن باایں ہمہ بیان ویسا ہی کا ویسا مبہم اور مبتدا ویسا ہی کا ویسا بے خبر رہگیا ہے۔ یہ کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ آنحضرت صلعم کی اس تاکید و تہدید کے بعد صحابہ کرام لشکر اسامہ کے ساتھ گئے بھی یا نہیں۔ اگر گئے تو کوئی عذر و کلام نہیں۔ نہیں گئے تو پھر کیا ہوا؟ شبلی صاحب نے سطحی طور پر واقعہ کا خلاصہ تو لکھدیا نتیجہ کچھ نہ نکالا۔ اسلیئے کہ آپکے مدعا کے خلاف تھا۔

اب ہم اس واقعہ کی شروع سے آخر تک پوری تفصیل ابن حجر کی زبانی مفصلہ ذیل الفاظ میں نقل کرتے ہیں

بعث النبی صلعم اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ انما اخر المص (کتاب الغزوات) ھذہ الترجمۃ لما جاء انہ کان تجھیز اسامہ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین وکان ابتداء ذلک قبل مرض النبی صلعم فندب الناس للغزو الروم فی اخر صفر ودعا اسامہ فقال سر الی موضع مقتل ابیک فاوطئھم الخیل فقد ولیتک ھذا الجیش واغد صباحا وحرق علیھم وسرع السیر تسبق اخبارک فان ظفرک اللہ بھم فاقلل اللبث فیھم فبدی برسول اللہ وجعہ فی الیوم الثالث فعقد لاسامہ لواء بیدہ سامیا فاخذہ اسامہ ودفعہ الی بریدہ وعسکر بالجرف وکان انتدب مع اسامہ کبار المھاجرین والانصار منھم ابوبکر وعمر وابو عبیدۃ وسعد (بن ابی وقاص) وسعید (بن العاص) وقتادۃ بن النعمان وسلمۃ بن اسلم فتکلم قوم فی ذلک منھم عیاش بن ربیعہ المخزومی فردہ علیہ عمر واخبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخطب مما ذکر فی ھذا الحدیث ثم اشتد برسول اللہ وجعہ فقال انفذوا بعث اسامہ فجھزہ ابوبکر بعد

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مرض کی حالت میں جس میں آپکا انتقال ہوا آپنے اسامہ کو لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور آپکے اس حکم و ارادہ کی ابتدا آغاز مرض کے قبل سے ہوچکی تھی۔ اور آپنے تمام لوگوں کو غزوہ روم کا حکم آخر ماہ صفر میں دیدیا تھا اس طرح کہ اسامہ بن زید کو اپنی خدمت میں بلاکر ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی قتل گاہ کی طرف جاؤ۔ لشکر کو جمع کرو۔ ہمنے تمکو اس لشکر کا امیر مقرر کیا جلد چلا جانا خیر کا باعث ہوتا ہے۔ خداوند عالم تمکو اون پر فتحیاب فرمادے اور اونکی جماعت کو قلیل کرے پھر منگل کے دن آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو آپنے اسامہ کیلئے اپنے ہاتھ سے ایک علم آراستہ کیا۔ اسامہ نے اوسے اوٹھالیا اور بریدہ کو دیدیا مقام جرف کو اپنی لشکر گاہ بنایا۔ اور تمام اکابر مہاجرین و انصار کو اسامہ کی ہمراہی کا حکم دیا جن میں ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ سعد (ابن ابی وقاص) سعید (بن العاص) قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم شامل تھے اس امر میں لوگوں نے کلام کیا جن میں عیاش بن ربیعہ مخزومی بھی تھے۔ حضرت عمر نے عیاش کے اس اعتراض کی تردید کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی خبر کردی اس پر آپنے تمام لوگوں کو بلاکر خطبہ دیا جو اس حدیث میں مذکور ہے اسکے بعد آنحضرت صلعم کے مرض میں شدت

Presented by Ziaraat.Com

ان استخلف فی الجهة التی امر بها فسار
عشرین لیلة وقتل قاتل ابیه ورجع
بالجیش سالماً وقد غنموا وقد قص اصحاب
المغازی قصة المطولة فلخصتها وکانت آخر
سریة جهزها النبی صلی الله
علیه وآله وسلم واول شیء جهزه
ابوبکر وقد انکر ابن تیمیة فی
کتاب الرد علی ابن المطهر ان یکون
ابوبکر وعمر کانا فی بعث اسامه و
مستند من ذکره اخرجه الواقدی باسناده
فی المغازی وذکره ابن سعد فی اواخر
الترجمة النبویة بغیر اسناد و
ذکره ابن اسحاق فی سیرة الصغری المشهورة
ولفظه بدی برسول الله صلعم وجعه یوم
الاربعاء فاصبح الخمیس فعقد لاسامه وقال
اغز فی سبیل الله وسر الی موضع مقتل ابیك
فقد ولیتك علی هذه الجیش فذکر القصة
وفیها لم یبق احد من المهاجرین
والانصار الا انتدب فی
تلك الغزوة منهم ابوبکر
وعمر ولما جهزه ابوبکر
ان یاذن له باقامته
فاذن ذکر ذلك فی
المنتظم جازبابه۔

ہوگئی اور اسامہ کی روانگی رک گئی پھر حضرت ابوبکر کے خلیفہ ہونے
کے بعد ابوبکر نے اسامہ کو اوسطرف بھیجا اور وہ بیس شبانہ روز مین پہونچے
اور اپنے باپ کے قاتلون کو لڑکر مارا اور صحیح وسالم لشکر کے ہمراہ واپس
آئے اور مال غنیمت لائے اصحاب مغازی نے اس قصہ کو طولانی
طریقہ سے لکھا ہے ہمنے صرف اس کا خلاصہ درج کیا ہے اور یہ
آنحضرت کا آخر سریہ تھا جسکو جناب رسالتمآب صلعم نے روانہ فرمایا
تھا پہلی لشکرکشی جسکی تیاری حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے
زمانہ مین کی۔ اور ابن تیمیہ نے ابن مطہر (علامہ حلی علیہ الرحمہ) پر اس
مسئلہ مین اعتراض کیا ہے کہ ابوبکر و عمر جیش اسامہ کے ساتھ کیسے
جا سکتے تھے۔ لیکن مستند وہی امر ہے جو ذکر اوپر ہو چکا ہے اور
جسکو واقدی نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن سعد نے
بغیر سند کے لکھا ہے آنحضرت صلعم کے آخر حال مین۔ اور
اور ابن اسحق نے سیرۃ صغری مین لکھا ہے اور اونکے الفاظ
یہ ہین کہ بدھ کے روز آنحضرت صلعم پر مرض کی شدت ہوئی۔
اور صبح ہوئی تو جمعرات کے دن اپنے اسامہ بن زید کے لیے لشکر
کشی کا انتظام کیا اور ارشاد فرمایا جاؤ خدا کی راہ مین جہاد کرو
اور اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ ہمنے تمکو اس لشکر پر امیر
کیا پھر اسکے بعد تمام قصہ کا ذکر کیا ہے یہان تک کہ مہاجرین
وانصار کے طبقہ مین کوئی متنفس ایسا نہین بچا جو اس لشکر کے ہمراہ
نہ بھیجا گیا ہو۔ انھین مین حضرت ابوبکر و حضرت عمر بھی تھے۔ اور
جب حضرت ابوبکر نے اپنے وقت مین اس لشکر کو بھیجا تو اسامہ سے
اپنے رہ جانے کی اجازت چاہی اور اونھون نے اجازت دیدی
ان تمام باتون کو ابن جوزی نے کتاب منتظم کے ایک علحدہ باب مین
لکھا ہے

Presented by Ziaraat.Com

اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ معترضین خاص منافقین نہین تھے بلکہ مہاجرین ہی کی ایک جماعت تھی جسکے نمائندے عیاش تھے۔ اور اسی لیئے حضرت عمر نے اون پر اعتراض بھی کیا تھا۔ اور اونکے اس اعتراض کی خبر آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچادی۔ اس سے معلوم ہتا کہ حضرت عمر بڑے شوق وذوق سے اُسامہ اور اونکے باپ کی امارت کو تسلیم کرتے تھے لیکن افسوس ہے کہ آپکا یہ شوق وجوش۔ آپکی یہ پُرجوشی اور حلقہ بگوشی صرف آنحضرت صلعم کے سامنے ہی تک تھی جب آپکی آنکھین بند ہوگئین تو یہ اطاعت ومتابعت صریح مخالفت ومنافرت سے تبدیل ہوگئی۔ جیسا کہ بہت جلد تفصیل سے بیان ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت ابوبکر وعمر کی جانبداری مین ابن تیمیہ نے جو ان حضرات کی عدم شرکت کی تاویل کی تھی وہ کیسی بے اصل اور مہمل تھی جسکی تفصیل ہم اور وضاحت سے آئندہ کرینگے۔ بااین ہمہ اس عبارت سے بھی اصل واقعہ کا نتیجہ نہین معلوم ہوا۔ اسلیئے ہم محدث دہلوی شاہ عبدالحق صاحب کی اصل عبارت جو اونکی کتاب مدارج النبوۃ مین مندرج ہے۔ حسب ذیل نقل کرتے ہین۔

حکم عالی چنان صادر شد کہ اعیان مہاجر وانصار مثل ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان ذوالنورین وسعد ابن ابی وقاص وابوعبیدۃ الجراح وغیرہم الا علی مرتضیٰ کہ ہمراہ نگردد۔ در آن لشکر اُسامہ ہمراہ باشند ودر مجالس سخنان ازین جماعت درین باب بظہور می آمد ودر وی یافت این اخبار چون بسمع شریف رسید خاطر مبارکش رنجیدہ شد وبغضب درآمد وباوجود تپ ودرد سر از خانہ سر مبارک بعصابہ بستہ بیرون آمد وبر سر منبر رفت وخطبہ خواند وگفت اے معشر الناس این چہ سخن است کہ در باب امیر ساختن من اسامہ را از شما سر می زند ودر باب امارت پدرش در غزوہ موتہ نیز سخن میکردید بخدا سوگند کہ سزاوار امارت است وپدرش نیز سزاوار امارت بود واسامہ از دوست ترین مردم است نزدمن بعد از پدرے وہر دو مظنہ خیر اند۔ اکنون وصیت من در شان وے

حکم عالی یون صادر ہوا کہ تمام اکابر مہاجرین وانصار مثل ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذوالنورین سعد ابن ابی وقاص ابوعبیدہ جراح وغیرہم سوائے علی مرتضیٰ کے کہ وہ ہمراہ نہ جائین۔ بس لشکر اسامہ بن زید کے ساتھ جائین تو لوگون نے اُسامہ کی امارت لشکر کے باب مین گفتگو شروع کی۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچین تو باوجود بخار اور درد سر کے سر مبارک کو رومال سے باندھ کر آپ باہر تشریف لائے منبر پر گئے اور ارشاد فرمایا لوگو۔ یہ کیا باتین ہین جو تم اُسامہ کے امیر بنانے کی نسبت کہا کرتے ہو۔ ایسے ہی لوگ غزوہ موتہ کے موقع پر بھی اوسکے باپ زید کی امارت کے تعلق باتین کیا کرتے تھے۔ خدا کی قسم۔ اُسامہ بھی امارت کے قابل ہے اور اوسکا باپ بھی امارت کے قابل تھا اور میرے نزدیک دونون خیر سے ذکر کیئے جانے کے قابل ہین اب اونکے بارے مین میری وصیت نیکی کے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

بہ نیکی قبول کنید کہ وے از جملہ اخیار شماست پس از منبر فرود آمد و بخانہ درون رفت و اُسامہ بنا بر فرمودۂ حضرت صلعم بہ لشکرگاہ معاودت نمود و فرمان داد تا لشکر کوچ کند و چون خواست کہ خود سوار شود مادرش ام ایمن پیغام فرستاد کہ رسو لخدا صلعم در نزاع است اُسامہ بازگشت و اشراف صحابہ نیز مراجعت نمودند۔

قبول کرتے جاؤ کیونکہ یہ تمھارے اخیار لوگون مین ہے۔ یہ کہکر آپ منبر سے نیچے اوتر آئے اور دولت سرا مین تشریف لیگئے اور اسامہ حسب الحکم لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان جاکر اونھون نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور خود جاہتے تھے کہ سوار ہون کہ اتنے مین اونکی مان ام ایمن نے اونکے پاس کہلا بھیجا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حالت نزع طاری ہے۔ یہ سنکر اُسامہ واپس آئے اور ممیزین صحابہ بھی واپس آئے۔

مرقومۂ بالا عبارت سے ثابت ہوگیا کہ باستثنائے حضرت علی مرتضیٰ تمام مہاجرین و انصار کو معیت لشکر و تبعیت اُسامہ کا حکم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین جناب شاہ صاحب نے واقعہ کو نتیجہ تک تو ضرور پہونچایا لیکن شرف صحابیت کی رعایت سے جیش اُسامہ سے تخلف کرنیوالے حضرات اور اون پر آنحضرت صلعم کے عتابانہ خطابات کو بالکل مرفوع القلم فرمادیا۔ لیکن ع: کجا باشد نہان رازے کہ سازند محفلہا۔ اب باقی تفصیل بھی محدث شیرازی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔ روضۃ الاحباب مین آنحضرت صلعم کی آخر امامت نماز کے بعد مرقوم ہے۔

آنحضرت صلعم ابوبکر و عمر و جماعتے از مسلمانان را طلبید و فرمود کہ نہ گفتم بالشکر اُسامہ بیرون روید گفتند بلے یا رسول اللہ گفتی۔ فرمود پس چرا امر مرا اطاعت نہ کردید ابوبکر گفت من بیرون رفتم و برگشتم برائے آنکہ عہد ترا تازہ بکنم و عمر گفت یا رسول اللہ من بیرون رفتم و برگشتم برائے آنکہ خواستم کہ خبر بیماری ترا از دیگران پرسم پس حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ روان کنید لشکر اُسامہ را و بیرون روید بالشکر اسامہ۔ خدا لعنت کند کسے را

ابوبکر و عمر اور مسلمانون کی ایک جماعت کو آنحضرت صلعم نے بلایا اور فرمایا کہ کیا مین نے تملوگون سے نہین کہا تھا کہ لشکر اُسامہ کے ساتھ باہر چلے جاؤ۔ سب نے کہا ہان آپنے کہا تھا فرمایا پھر تملوگون نے میرے حکم کی کیون تعمیل نہین کی حضرت ابوبکر نے کہا کہ مین باہر گیا اور پھر واپس چلا آیا اسلیئے کہ آپکے ساتھ عہد و پیمان کو پھر تازہ کرلون حضرت عمر نے عرض کی مین باہر گیا اور پھر لوٹ آیا اسلیئے کہ مین نے نہین چاہا کہ آپکی بیماری کی خبر دوسرون کی زبانی سنون یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے ارشاد فرمایا کہ اُسامہ کا لشکر روانہ کردو اور سب کے سب اوسکے ساتھ چلے جاؤ۔ خدا اون لوگون پر

Presented by Ziaraat.Com

کہ تخلف نماید از لشکر اسامہ سہ مرتبہ این سخن را فرمود و مدہوش شد — لعنت کرے جو اُسامہ کے لشکر سے تخلف کرین یہ فرماکر آپ پھر بیہوش ہوگئے۔

حافظ جمال الدین فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب کے الفاظ سے معلوم ہوگیا کہ نہایت سخت و شدید الفاظ مین معیت و شرکت لشکر اُسامہ کی تاکید فرمائی گئی اور لشکر سے پیچھے رہجانیوالے نفرین الٰہی کے مستحق ٹھہرائے گئے جب مویدین صحابیت اور معتقدین خلافت سے عموماً اور امام المتکلمین ملت جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے اس واقعہ کی تردید مین کچھ نہ چلی تو آپنے حافظ جمال الدین محدث شیرازی کے ایسے معتبر اور مستند بزرگ کو جنکو وہ خود اور اونکے والد بزرگوار اپنے سلسلہ اجازت مین داخل ہونیکا اقرار فرما چکے ہین۔ فارسی نویس لکھکر غیر ثقہ اور غیر معتبر قرار دیدیا ہے۔ افسوس ہے کہ امام ملت حضرت ابو حنیفہ تو ارکان نماز مین عبارات قرآنی کو زبان فارسی مین ترجمہ کرکے پڑھنے کی عام طور سے اجازت دین اور آپ ترجمہ و معانی حدیث کو فارسی مین ترجمہ ہونیکے باعث غیر معتبر اور ناقابل الاستناد قرار دین۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

بہتر۔ اگر عربی عبارت ہی کے ثبوت پر اصرار ہے تو وہ بھی تیار ہے۔ علامہ ابوبکر جوہری لکھتے ہین۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر فی مرض موتہ اسامہ بن زید بن حارثہ علی جیش فیہ اجلۃ المہاجرین والانصار منہم ابوبکر و عمر و ابو عبیدۃ بن الجراح و عبدالرحمان بن عوف و طلحۃ و الزبیر و امرہ ان یغزو اعلی موتۃ حیث قتل ابوہ زید وان یغزوا وادی فلسطین فتثاقل اسامۃ وتثاقل الجیش بتثاقلہ وعجل رسول اللہ صلعم فی مرضہ یثقل ویخف ویوکد القول فی تنفیذ ذلک البعث حتی قال لہ اسامۃ بابی انت وامی اتاذن لی ان امکث ایاما حتی یشفیک اللہ قال اخرج و سر علی برکۃ اللہ فقال یارسول اللہ ان اخرجت وانت علی ہذہ الحال خرجت وفی قلبی قرحۃ منک فقال سر علی النصر والعافیۃ فقال یارسول اللہ انی اکرہ ان اسأل عنک الرکبان

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت مرض موت مین اسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر کے ساتھ جانیکا حکم فرمایا جسمین اکابر مہاجرین و انصار مثل حضرت ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ جراح، عبدالرحمن ابن عوف طلحہ زبیر داخل تھے اور اُسامہ کو حکم دیا کہ لشکر لیکر جاؤ اور مقام موتہ مین پہونچکر جہاد کرو جس طرح کہ اونھون نے تمھارے باپ کو وہان قتل کر ڈالا ہے اور وادی فلسطین تک جہاد کرو۔ آپنے اوس لشکر پر اُسامہ کو امیر بنایا اور لشکر سنگین جمع ہوگیا لیکن آنحضرت صلعم کا مرض بھی سنگین اور گرانبار ہوگیا آپنے اوسی شدت مرض مین لشکر اُسامہ کی روانگی کی نسبت تاکید فرمائی اُسامہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون مجھے اتنے دن یہان رہجانیکی اور اجازت دی جائے کہ خداوند عالم حضور کو اس مرض سے شفا دے۔ ارشاد فرمایا جاؤ اور خدا کی برکت پر روانہ ہو اُسامہ نے بار دیگر عرض کی کہ اگر مین آپکو اس حالت مین چھوڑکر باہر چلا گیا تو آپکی علالت کی وجہ سے میرا دل ہمیشہ دونیم رہا کریگا ارشاد ہوا کہ خدا کی اعانت و سلامتی پر یقین کرکے چلے جاؤ اُسامہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اہل لشکر کی موجودہ حالت عرض کرنے سے

Presented by Ziaraat.Com

فقال انفذ لما امرتك ثم اغمی علی رسول
اللہ صلعم وقام اسامہ فتجھز للخروج فلما افاق
رسول اللہ صلعم سأل عن اسامہ والبعث
فاخبر انھم یتجھزون فجعل یقول انفذوا البعث
اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہ ویکرر ذلك
فخرج اسامہ واللواء علی راسہ والصحابۃ
بین یدیہ حتی اذا کان بالجرف نزل ومعہ
ابوبکر وعمر واکثر المھاجرین ومن الانصار
اسید بن حضیر وبشر بن سعد وغیرھما من الوجوہ
فجاءہ رسول ام ایمن یقول لہ ادخل فان
رسول اللہ صلعم یموت فقام من فورہ فدخل المدینۃ
واللواء علی راسہ فجاء بہ حتی رکزہ فی باب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد ثقل فی تلك الساعۃ
قال فما کان ابوبکر وعمر یخاطبان اسامۃ الا بالامیر

کراہت کرتا ہون فرمایا جاؤ جیسا مین حکم دیتا ہون۔ اسکے بعد آپ پر
پھر غشی طاری ہوگئی اور اُسامہ تہیہ سفر کرنے لگے جب آپکو بیہوشی سے افاقہ
ہوا تو آپنے اُسامہ اور اونکے لشکر کی روانگی کی نسبت استفسار فرمایا تو کہا گیا
کہ لوگ تہیہ سفر کرتے ہین ارشاد ہوا سب سے کہدو کہ اُسامہ کے ساتھ چلے جائین
خدا لعنت کرے اوس پر جو لشکر اُسامہ سے پیچھے رہجاوے اور اس کلمہ کو
آپنے دوبارہ ارشاد فرمایا۔ اُسامہ نکلے اونکے سر پر علم لشکر سایہ فگن تھا اور
صحابہ ساتھ ساتھ تھے۔ یہانتک کہ وہ مقام جُرف مین پہونچکر منزل
گزین ہوئے اون کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر وغیرہم تھے مہاجرین سے
اور انصار سے اُسید بن حضیر اور بشر بن سعد وغیرہم ہمرکاب تھے اس
اثنا مین اُم ایمن اسامہ کی ماں نے آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ واپس چلے آؤ
رسول اللہ صلعم نے قضا کی یہ سُنکر اسامہ واپس ہوکر داخل مدینہ ہوئے اس
طرح کہ اونکے سر پر علم تھا۔ اُسامہ نے رسول صلعم کے دروازے پر علم کو گاڑ دیا
آنحضرت صلعم نے اوسی وقت انتقال فرمایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جبتک
حضرت ابوبکر و عمر زندہ رہے اسامہ کو برابر امیر کہکر خطاب کرتے رہے۔

علامہ ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم الشافعی تاریخ مظفری مین لکھتے ہین۔

ثم دخلت سنۃ احدی عشر وفیھا ضرب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بعث الی الشام وامر علیھم اسامہ بن
زید وامرہ ان یوطی الخیل تخوم البلقاء والدارم فبینما ھم
یتھیؤن للسفر ویدبر رسول اللہ صلعم الحج فاشتعلوا بہ
فقال لھم رسول اللہ صلعم جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ
من تخلف عنھا فوقع بینھما الخلاف فقال بعضھم
بمثل قول النبی صلعم ولسیروا للغزو وقال بعضھم
لا تطیب قلوبنا الفرقۃ وھو
مریض فنصیر حتی یبصر ما یکون

پھر سنہ ۱۱ ہجری داخل ہوا۔ امسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر
شام کی طرف بھیجنے کا حکم کیا اور اُسامہ بن زید کو اوس کا امیر مقرر کیا اور
اوسکو حکم دیا کہ جابلقا اور دارم تک چلے جاؤ۔ لوگ تہیہ سفر کر رہے تھے
کہ آنحضرت کی تکلیف مرض بڑھ گئی۔ اور تمام لوگ اوسمین مشغول ہوگئے یہ
دیکھکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اون پر جو لشکر اُسامہ سے
تخلف اختیار کرین۔ لوگون مین اختلاف کثیر واقع ہوا بعض حکم رسول
صلعم کی تعمیل کرنا چاہتے تھے اور بعض جہاد پر روانہ ہونے پر اصرار کرتے
بعض کہتے تھے ہمارے قلوب اس وقت آپ سے جُدائی کی حالت
کو برداشت نہین کر سکتے کیونکہ آپ مریض ہین اسلیئے ہمکو اوس وقت تک

Presented by Ziaraat.Com

من الامر۔ توقف کرنا چاہیئے کہ آپکے مرض کا نتیجہ دیکھیں [1]

[1] توثیق علامہ ابراہیم الشافعی صاحب تاریخ مظفری۔ علامہ تقی الدین ابوبکر بن احمد بن شہبۃ الاسدی الدمشقی اپنی کتاب طبقات الفقہاء الشافعیہ مین لکھتے ہین۔

ابراهیم بن عبد الله بن عبد المنعم بن علی بن محمد القاضی شهاب الدین ابو اسحق الهمدانی باسکان المیم الحموی المعروف بابن الدم ولد بحماة سنة ثلث وثلاثین وخمسمائة ووصل الی بغداد فتفقه بها وسمع وحدث بالقاهرة وکثیر من بلاد الشام وولی قضاء بلده وکان اماما فی المذهب وعالما بالتاریخ وله نظم ونثر توفی بحماة شهر جمادی الاخری سنه اثنین واربعین وستمائة ومن تصانیفه شرح مشکل الوسیط وهو نحو الوسیط مرتین فیه اعمال کثیرة وفوائد غریبة وادب لقضاء له مجلد فیه فوائد وکتاب فی التاریخ فی الفرق الاسلامیة وقال الذهبی له التاریخ الکبیر المظفری ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم بن علی بن محمد القاضی شہاب الدین ابو اسحق الہمدانی (بسکون میم) الحموی المعروف بابن الدم ۵۸۳ھ مین بمقام حماۃ پیدا ہوئے اور بغداد مین آکر علم فقہ کی تحصیل کی اور شہر قاہرہ مین علم حدیث کی سماعت کی اور نیز ملک شام کے بہت سے شہرون مین استماع حدیث کی پھر اپنے شہر حماۃ مین قاضی ہوگئے۔ وہ اپنے مذہب کے امام تھے اور تاریخ کے عالم تھے اور نظم ونثر کے مصنف تھے۔ جمادی الآخر ۶۴۲ھ مین قضا کر گئے۔ انکی تصانیف سے شرح مشکل الوسیط ہے یہ شرح دو جلدون مین ہے جسمین اعمال کثیرہ اور فوائد غریبہ شامل ہین اور ادب القضاء مین بھی انکی ایک جلد خاص ہے اور اسمین بھی فوائد داخل ہین اور تاریخ مین بھی ایک کتاب ہے جسمین تمام فرقہائے اسلامیہ کا ذکر ہے اور علامہ ذہبی کہتے ہین کہ انکی تصانیف سے تاریخ کبیر مظفری مشہور ہے۔

صلاح الدین خلیل بن ابیک صفدی تاریخ وافی بالوفیات مین لکھتے ہین۔

ابراهیم بن عبد الله بن عبد المنعم بن علی بن محمد القاضی شهاب الدین ابو اسحق الهمدانی الحموی الشافعی المعروف بابن الدم قاضی حماة ولد بها سنة ثلث وثمانین وخمسمائة ورحل وسمع ببغداد وحدث بحماة والقاهرة وحلب وله نظم ونثر وله تاریخ الکبیر المظفری فی الفرق الاسلامیة توفی سنة اثنین واربعین وستمائة ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم بن علی بن محمد القاضی شہاب الدین ابو اسحق الہمدانی الحموی الشافعی المعروف بابن الدم ۵۸۳ھ مین بمقام حماۃ پیدا ہوئے۔ بغداد جاکر استماع حدیث کیا اور شہر حماۃ۔ قاہرہ اور حلب مین علم حدیث کی تعلیم تدریس کی نظم ونثر کے مصنف تھے۔ فرقہائے اسلام کے بیان مین انکی تاریخ کبیر مظفری مشہور ہے ۶۴۲ھ مین وفات پائی۔

کشف الظنون مین ہے

التاریخ المظفری للقاضی شهاب الدین ابراهیم بن عبد الله ابی الدم الحموی المتوفی سنة ۶۴۲ وهو تاریخ یختص بالملة الاسلامیة فی نحو ست مجلدات۔ تاریخ مظفری قاضی شہاب الدین ابراہیم بن عبداللہ ابی الدم الحموی متوفی ۶۴۲ھ کی تصنیف ہے اور اسمین مخصوص فرقہائے اسلامیہ کا بیان ہے اور وہ چھ جلدون مین ہے۔

المؤلف عفی عنہ

علامہ اسدی اپنی شرح کی فصل رابع قاعدہ سابعہ مین تحریر فرماتے ہین ۔

واختلافهم بعد ذلك في التخلف عن جيش اسامه وقد قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لجيش اسامه لعن الله من تخلف عنه قال قوم بوجوب الاتباع وقال قوم بالتخلف انتظارا لما يكون رسول الله في مرضه ۔

پھر اختلاف جیش اسامہ کی نسبت واقع ہوا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے متعلق فرما چکے تھے ۔ اوس پر خدا کی لعنت ہو جو جیش اسامہ سے تخلف کرے اس حکم کے متعلق لوگون مین اختلاف ہوا بعض اسکو واجب الاتباع سمجھتے تھے بعض اسکے خلاف تھے ۔ کہتے تھے کہ ہمکو مرض رسول اللہ صلعم کے نتیجہ تک ضرور انتظار کرنا چاہیئے ۔

علامہ عبدالرحمن بن عبدالرسول بن قاسم کتاب مرآۃ الاسرار مین لکھتے ہین ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سہ روز پیش از وفات نماز بامامت ابوبکر صدیق امر فرمود و اسامہ بن زید بن حارثہ را کہ پیشتر امیر کردہ نامزد شام ساختہ بود و دو روز پیش از وفات کہ روز شنبہ دہم ربیع الاول بود باوجود مرض بدست مبارک خود لوائے عقد نمودہ باسامہ سپرد فرمودہ و دعائے خیر در شان او کردہ رخصت فرمودہ اسامہ لوائے گرفتہ بیرون رفت و در جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شود پس اعیان و انصار و مہاجر مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان بن عفان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ جراح وغیرہم مامور گشتند تا آنکہ در لشکر ہمراہ اسامہ باشند آنصورت بر بعضی از مردم دشوار نمود بر سبیل طعن گفتند کہ این غلام را آنحضرت بر مہاجرین امیر میگرداند این مقالہ بسمع آنحضرت صلعم رسید بسیار بغضب رفتہ فرمود من تخلف جیش اسامہ فھو ملعون پس لاچار جملہ صحابہ ہمراہی اسامہ اختیار کردند و غیر از بنی ہاشم و اہلبیت کسے دیگر ہیچکس نزد آنحضرت صلعم نماندہ بودند جمیع صحابہ ہمراہ اسامہ بجرف بودند وے امر فرمود بکوچ و میخواستند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے تین روز پہلے حضرت ابوبکر کو نماز کی امامت عنایت فرمائی اور اسامہ بن زید کو غزوہ شام کی طرف نامزد فرما چکے تھے دو روز وفات سے پہلے کہ دسوین ربیع الاول روز شنبہ تھا باوجود مرض شدید کے ایک علم خاص آراستہ فرما کر اوسکے حق مین دعائے خیر کی اور اسامہ کو شام کی طرف رخصت فرمایا ۔ اسامہ علم لیکر باہر نکلے اور مقام جرف مین منزل کی اسلیئے کہ لشکر وہان جمع ہو جاوے پس تمام مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان بن عفان سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ جراح وغیرہم کے لشکر اسامہ کی ہمراہی پر مامور ہوئے یہ صورت بعض لوگون کو ناگوار معلوم ہوئی وہ طعن کی راہ سے کہنے لگے کہ آنحضرت صلعم نے اس غلام کو ہمارے اوپر امیر مقرر کیا ۔ اون لوگون کے یہ کلام آنحضرت صلعم کو معلوم ہوئے تو آنحضرت صلعم کو سخت غصہ آیا اور ارشاد فرمایا جس نے لشکر اسامہ سے تخلف اختیار کیا وہ ملعون ہے پس تمام مہاجر و انصار نے مجبور ہو کر اسامہ کی ہمراہی اختیار کی اور سوائے بنی ہاشم اور اہلبیت کے کوئی دوسرا شخص آنحضرت صلعم کے پاس باقی نرہا کیونکہ تمام صحابہ ہمراہی لشکر اسامہ مقام جرف مین

سلہ توثیق علامہ عبدالرحمن صاحب مرآۃ الاسرار شیخ الہند شاہ ولی اللہ صاحب اپنے رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھتے ہین کہ در مرآۃ الاسرار مذکور ست کہ حضرت گنج شکر در راحۃ القلوب میفرماید کہ من می خواستم کہ نعمت سجادہ ملک ہندوستان را بکسے دیگر دہم ہاتف غیب آواز داد کہ شیخ نظام الدین در راہ است بدار تا وے برسد (کما فی تشئید صفحہ ۷۱-۷۲) المولف عفی عنہ

ناسوار شوند کہ ام ایمن مادروے کسے را فرستاد
کہ آنحضرت صلعم در نزاع است اسامہ باز گشت
واکابر صحابہ کہ بیرون رفتہ بودند بنابرین خبر
ایشان نیز مراجعت نمودند۔

چلے گئے تھے۔ اسامہ نے کوچ کا حکم دیدیا تھا اور لوگ سوار ہوکر
چلنے کو تھے کہ اسامہ کی ماں ام ایمن نے کسی کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ آنحضرت
صلعم حالت نزع میں ہیں اسامہ لوٹ آئے اور تمام صحابہ بھی واپس
چلے آئے۔

جیش اسامہ کے متعلق صحابہ کے تساہل اور تامل کے باعث سے جو نتیجہ آخر میں ظاہر ہوا وہ معتبر اور متواتر اسناد سے اوپر مذکور ہو چکا صحابہ کرام کا یہ طرز عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رنجیدگی اور سخت کبیدگی خاطر کا باعث ہوا ویسا ہی جیسا قرطاس والا واقعہ۔ ان دونوں واقعات کی مذکورہ بالا تفصیل پڑھکر تحقیق کے مشتاق ناظرین پورے طور سے صحابہ کرام کے طرز عمل کے موجودہ تغیرات کو سمجھ جائینگے بلکہ تعجب کرینگے کہ ایسے اخلاصمند ایسے عقیدت کیش اور فرمانبردار اصحاب اور حکم رسالت۔ فرمان نبوت میں اتنا تامل۔ ایسا تساہل اور اس درجہ کا مفرط تغافل ؎ خموشی معنیٔ دارد کہ در گفتن نمی آید۔ اس واقعہ میں حضرت عمر کے تلون کی زندہ مثال نہایت تعجب خیز ہے۔ یہ وہی بزرگوار ہیں جو بقول شبلی صاحب واقعۂ ایلا میں اجازت باریابی نہ ملنے کے باعث حضرت حفصہ۔ اپنی صاحبزادی کے سر کاٹنے پر تیار تھے اور پھر اسی واقعہ جیش اسامہ میں منتظرین کی انتظار کرنیوالی رائے کے سخت مخالف اور خدمت نبوی میں امارت اسامہ پر معترضین کی تعریض کی خبر پہونچانے والے بھی یہی تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر نے جب جیش اسامہ کو بھیجنا چاہا تو آپنے سخت مخالفت کی۔ کنز العمال میں اس واقعہ کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائی جاوے۔

عن سیف بن عمر عن ابی حمزہ وابو عمرو غیرھما عن الحسن بن الحسن قال ضرب رسول اللہ صلعم بعثا قبل وفاتہ علی اھل المدینۃ من حولھم وفیھم عمر بن خطاب وامر علیھم اسامہ بن زید فلم یجاوزا خرھم الخندق حتی قبض رسول اللہ صلعم وقد وقف اسامہ بن زید بالناس ثم قال لعمر ارجع الی خلیفۃ رسول اللہ فاستاذنہ لی فارجع بالناس فان معی وجوہ الناس فلا امن علی خلیفۃ رسول اللہ واثقال المسلمین ان یتخطفھم المشرکون وقالت الانصار قد ان ابی الا ان تمضی فابلغنا واطلبا الیہ

سیف ابن عمر نے ابی حمزہ اور ابو عمرو غیرہما سے اور انھوں نے حسن بن حسن کی اسناد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ اور حوالی مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا جسمیں عمر بن خطاب بھی داخل تھے اور اسامہ بن زید کو اوس لشکر کا امیر مقرر کیا یہ لوگ مقام خندق سے آگے نہیں بڑھے تھے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے قضا کی۔ اسامہ لشکر کے ساتھ رک گئے اور حضرت عمر کو بلا کر کہا کہ خلیفہ رسول سے جاکر میرے لیے لشکر کے ساتھ جانیکی اجازت مانگئے کیونکہ میرے ہمراہی ایسے بھی لوگ ہیں جو خلیفہ رسول پر اور مقاصد رسول و مسلمین پر کہ مشرکین متاصل کر دیے جائیں اعتبار نہیں کرتے اور انصار نے کہا کہ آپ ہماری طرف سے اون سے جاکر کہدیجئے کہ ہمارے اوپر

Presented by Ziaraat.Com

ان یولی امرنا رجلا اقدم سنا من اسامہ فخرج عمر بامر اسامہ فاتی ابو بکر فاخبرہ بما قال اسامہ فقال ابو بکر لوا حتطفنی الکلاب والذئاب اردد قضاء قضاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فان الانصار امرونی ان ابلغک انہم یطلبون الیک ان تولی امرہم رجلا اقدم سنا من اسامہ فوثب ابو بکر وکان جالسا فاخذ بلحیۃ عمر وقال ثکلتک امک وعدمتک یا ابن الخطاب استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتامرنی ان انزعہ فخرج عمر الی الناس فقالوا لہم ما صنعت فقال امضوا ثکلتکم امہاتکم ما لقیت من سببکم الیوم من خلیفۃ رسول اللہ صلعم

ایسے شخص کو امیر لشکر بنائین جو اُسامہ سے سن مین زیادہ ہو حضرت عمر وہان سے چلے اور حضرت ابو بکر کی خدمت مین آئے اور پہلے جو کچھ اُسامہ نے کہا تھا اون سے کہدیا حضرت ابو بکر تو خدا کی قسم آپ کہتے اور بھیڑیے مجھے کھا جائین تب بھی مین حکم رسول سے عدول نہین کر سکتا اسکے بعد حضرت عمر نے کہا کہ انصار نے آپکو پیام دیا ہے کہ آپ اُسامہ سے زاید سن والے کسی شخص کو اون پر امیر مقرر فرمائین۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ابو بکر بیٹھے سے اُٹھ کھڑے ہو گئے اور حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑکر کہنے لگے کہ تیری ماں تیرے سوگ مین روئے اور تو تمام ہو جائے۔ اے ابن خطاب تم جانتے ہو کہ اونکو رسول اللہ صلعم نے امیر مقرر کیا ہے۔ یہ سنکر تم مجھ سے کہتے ہو کہ مین اوسے معزول کردون۔ یہ سنکر حضرت عمر لشکر مین واپس آئے اور جو کچھ گذرا تھا بیان کر دیا اور اون سے کہا کہ تمھاری مائین تمھارے سوگ مین روئین کہ مین نے تمھارے باعث خلیفہ رسول صلعم کے ہاتھون یہ سب کچھ اوٹھایا۔

(تشیید المطاعن ص۶۶)

یہ واقعہ حضرت عمر کے طرز عمل مین اونکے تغیر و تبدل رائے کا کافی ثبوت ہے۔ اور سیاسی نقطۂ خیال کے اعتبار سے ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد کی عملی تدابیر پر مبنی ہے۔ آنحضرت صلعم کی حیات مین اسکی کچھ اور مصلحت تھی اور وفات کے بعد اب اسکی صورت و ضرورت کچھ اور ہو گئی۔ جدھر ہوا کا رخ ہوا اودھر تنکے اوڑے۔

قرب وفات کے حالات

مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایام مین واقعہ قرطاس۔ تجہیز جیش اسامہ پیشنمازی حضرت ابو بکر کے تمام جزوی و کلی حالات و واقعات کے کامل انکشافات کر کے ہم اب آپکے قرب وفات کے حالات مفصل اور مسلسل قلمبند کرتے ہین۔

مرقومۂ بالا حالات و واقعات صاف صاف ثابت کر رہے ہین کہ مرض رسول اللہ صلعم کی شدت اور روز بروز آپکی حالت نازک دیکھ کر آنحضرت صلعم کے کسی حکم و فرمان کی آپکے مدعا و ایما کے موافق تعمیل نہین کی گئی اور قریب قریب تمام گروہ مسلمین کے خیالات و جذبات مین انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ اور حکم رسول صلعم کی تعمیل و اجرا مین ہر فرد واحد

Presented by Ziaraat.Com

اطاعت خلوص اور متابعت کی جگہ اپنی جگہ قوت اجتہادیہ سے کام لینے لگا۔ اور جیسے جیسے اوس نفس قدسی برکت کے فیوض روحانی کم ہوتے گئے۔ اسلام مین خود غرضی اور خواہشات نفسانی بڑھتی گئین۔ اس عالم ناشنوائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سوائے خاموشی کے اور چارا ہی کیا تھا۔

یکشنبہ کی دوپہر سے آپکی حالت بالکل تغیر ہوگئی تھی۔ آجتک مریض رسالت کو کوئی دوا نہین دی گئی تھی یکشنبہ کے دن حالت خراب دیکھکر امہات مومنین نے بیہوشی کی حالت مین آپکو دوا پلادی جب افاقہ ہوا تو آپکو دوا کا ذائقہ محسوس ہوا۔ چونکہ آپ اس مرض کو مرض الموت یقین کر چکے تھے۔ کسی مداوا کو ضروری نہین سمجھتے تھے اس بنا پر دوا کا پلایا جانا کسیقدر ناگوار طبع ہوا۔ شبلی صاحب لکھتے ہین۔

وفات سے ایکدن پہلے (اتوار کو) لوگون نے دوا پلانی چاہی چونکہ گوارا نہ تھا آپنے انکار کیا۔ اس حالت مین غشی طاری ہوگئی۔ لوگون نے منھ کھول کر پلادی افاقہ کے بعد آپکو احساس ہوا۔ تو فرمایا سب کو دوا پلوائی جائے معلوم ہوا جن لوگون نے زبردستی دوا پلائی تھی ان مین حضرت عباس شامل نہ تھے۔ اسلیے وہ اس حکم سے مستثنی رہے محدثین اس واقعہ کو لکھکر کہتے ہین کہ یہ بشریت کا اقتضا تھا یعنی جس طرح بیمارون مین نازک مزاجی آجاتی ہے آپنے بھی اوسی طرح یہ حکم دیا تھا۔ لیکن ہمارے نزدیک تو یہ نازک مزاجی نہین۔ بلکہ لطف طبع تھا۔

ہمکو نہ شبلی صاحب کی رائے سے اتفاق ہے اور نہ اونکے محدثین کے مختار ہے۔ اسلیے کہ شدت مرض کا موجودہ عالم اضطراب ہرگز نزاکت یا لطافت طبع کا مقتضی نہین تھا۔ بلکہ اون لوگون کو دوا پلوانیکی ترکیب مین اُس حکیم الٰہی کو اس امر کی تنبیہ و تعلیم منظور تھی جسکو ہم اوپر بتتبع مداوا کے ذکر مین لکھ آئے ہین۔ یعنی دوا پلوانے والون کو دوا پلوا کر بتلا دیا گیا کہ جس طرح اس دوا پینے سے تمکو گون کو کوئی نفع و ضرر نہین ہوگا اوسی طرح مجھکو بھی اس سے کوئی نقصان یا فائدہ نہوگا اسلیے کہ یہ مرض میرا مرض الموت قرار پا چکا ہے۔ اور موت کا مرض کسی دوا سے نہین جا سکتا۔ اسلیے دوا کی کوشش بیکار ہے۔

اشرفیون کا تصدق

شبلی صاحب لکھتے ہین۔

مرض کی کرب و بیچینی مین ایکدن یاد آیا کہ حضرت عائشہ کے پاس کچھ اشرفیان رکھوائین تھین دریافت فرمایا۔ عائشہ وہ اشرفیان کہان ہین؟ محمدؐ خدا سے بدگمان ہوکر نہ ملیگا۔ جاؤ اونکو خدا کی راہ مین خیرات کر دو۔

لیکن محدث شیرازی اس واقعہ کو ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

بصحت پیوستہ کہ برائے آن سرور صلعم چند دینار زرسرخ ازجائے آوردہ بودند ہمہ را بالفقرا قسمت فرمودہ آلاشش

روایت صحیح مین مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس کہین سے اشرفیان آئی تھین وہ سب مستحقین پر تقسیم کر دی گئین اُنمین سے چھ

یا ہفت دینار کہ بعائشہ سپرد بعد ازان ویرا درمرض اغمائے حاصل شد سر برسینہ عائشہ نہادہ بود۔ چون بہوش آمد فرمود اے عائشہ آن دنانیر را چہ کردی گفت پیش من است فرمود بر فقرا تصدق کن وبیہوش شد چون بہوش باز آمد فرمود اے عائشہ انفاق کردی آن را یا نہ۔ گفت نہ یا رسول اللہ صلعم۔ وہمانا کہ تاخیر در انفاق آن بہ سبب آن واقع شدہ بود کہ عائشہ بہ تیمارداری وخدمت آن سرور مشغول بود فرمود تا آن را بیاورد۔ او آورد وحضرت آن دنانیر را بر کف دست مبارک بنہاد و بشمرد وآنگاہ فرمود چہ گمان بود محمدؐ را بہ پروردگار خود اگر بخدا رسد واین دنانیر نزد وے باشد پس آنہا را بپیش علی ابن ابی طالبؑ فرستاد تا بر فقرا قسمت کرد و فرمود این وقت استراحت یافتم۔

یا سات بچ گئین تھین۔ آپنے حضرت عائشہ کے پاس رکھوادی تھین ایکبار بیماری کی اوس حالت بیہوشی مین کہ آپکا سر حضرت عائشہ کے سینہ پر رکھا ہوا تھا۔ ہوش آیا تو آپ کو وہ اشرفیان یاد آئین۔ فوراً عائشہ سے پوچھا کہ تمنے وہ اشرفیان کیا کین۔ فرمایا رکھی ہوئی ہین ارشاد ہوا وتھین فوراً تصدق کردو۔ یہ کہکر آپ پھر بیہوش ہوگئے۔ ہوش آیا تو پوچھا وہ اشرفیان تصدق کردین۔ حضرت عائشہ نے کہا نہین تاخیر انفاق کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ آپکی تیمارداری مین مصروف تھین۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اون اشرفیون کو لے آؤ۔ وہ لے آئین۔ آپنے اون کو ہتھیلی پر رکھکر شمار کیا پھر فرمایا کہ محمدؐ کی نسبت پروردگار کا کیا گمان ہوتا ایسی حالت مین کہ وہ اوسکے دربار مین حاضر ہو اور اوسکے پاس یہ اشرفیان باقی اور موجود ہون۔ یہ فرماکر آپنے اون اشرفیون کو حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس بھجوادیا کہ فقرا پر تقسیم کردی جائین وہ تقسیم کردی گئین جب یہ خبر آپکو ملی تو فرمایا اب مجھے اطمینان ہوگیا۔ روضۃ الاحباب ص۵۵۶

حضرت عباسؓ اور حضرت علیؑ سے گفتگو

دوشنبہ کا دن غضب کا روز اور قیامت کی صبح تھی۔ وہ دن تھا کہ خاتم نبوت گھنٹہ دو گھنٹون مین ختم اور متمم رسالت مرض الموت کے ۱۳ یا چودہ ۱۴ دن پورے کرکے تمام ہونیوالا تھا آفتاب ہدایت وارشاد لب بام تھا اور کفر واسلام ونفاق واخلاص کا قصہ تمام۔ شمع ارشاد واتحاد خاموش ہونیوالی تھی۔ ظلمت کفر والحاد فضائے عالم مین چھانیوالی تھی۔ وحی الٰہی اور برکات لامتناہی مسدود ہورہی تھی اور اسلام کے پیکر روحانیت مین۔ خود غرضی۔ نفسانیت اور تباہی موجود ہونیوالی تھی۔ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو طبیعت مین بخلاف اور دنون کے سکون تھا۔ مگر یہ سکون وقفۃ الموت تھا جو بشریت کا لازمہ فطرت ہے۔ اسی عالم سکون مین اپنے دست مبارک سے حجرۂ مبارک کا پردہ اوٹھایا۔ مسجد مین نماز صبح کی جماعت دیکھکر اظہار مسرت فرمایا اور پھر حجاب گرادیا۔ گویا مسجد وجماعت کا یہ آخری معائنہ اور رخصتی مواجہہ تھا۔ محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن عباس روایت میکند کہ علی ابن ابی طالب از نزد آنحضرت صلعم بیرون آمد مردم گفتند اے ابوالحسن رسولؐ امروز چون است فرمود الحمدللہ نیکو است و افاقہ ویرا حاصل شد عباس دست ویرا گرفتہ و بطریق خفیہ ازو گفت کہ رسولؐ بعد از سہ روز دیگر از دنیا نقل میکند و تو مامور امر دیگرے خواہی شد و من علامتی در روے فرزندان عبدالمطلب میدانم کہ در حین حاصل میشود و آن علامت امروز در روے آن سرور مشاہدہ کردم بیا تا نزد وے رویم و پرسیم کہ امر خلافت بعد از وے از آن کیست۔ اگر از آن ما است بدانیم و اگر از آن غیر ما است معلوم کنیم کہ کیست و از وے التماس بنمائیم تا برائے ما وصیت فرماید علیؑ در جواب گفت بخدا سوگند کہ اگر سوال کنیم از وے خلافت را وما را از وے منع نکند۔ مردم بعد ازوے بما نخواہند داد۔ واللہ کہ من از رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این سوال نکنم و دنیا نطلبم۔ روضۃ الاحباب ص۵۵۵

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب آپکی خدمت سے اوٹھکر باہر آئے تو لوگون نے پوچھا کہ آج رسول صلعم کا مزاج کیسا ہے۔ بولے الحمدللہ آج کچھ افاقہ ہے۔ حضرت عباس نے اون کا ہاتھ تھامکر بطور خفیہ اون سے کہا کہ رسول اللہ صلعم تین روز کے بعد انتقال کرجائینگے۔ اور تم دوسرون کے محکوم ہوجاؤگے اور مین اولاد عبدالمطلب کی اون علامتون کو خوب پہچانتا ہون جو وقت موت اون پر طاری ہوتی آؤ ہملوگ اونکے پاس چلین اور دریافت کرین کہ آپکے بعد خلافت کسکو ہونیوالی ہے۔ اگر ہملوگون کو ہونیوالی ہے تو ہمین معلوم ہوجائے اور اگر دوسرون کو ملنے والی ہے تو ہملوگ پھر آپ سے درخواست کرین کہ اون سے ہمارے حق مین وصیت فرمادی جائے حضرت علی مرتضیٰؑ نے جواب مین ارشاد کیا خدا کی قسم اگر خلافت کے لیئے ہم آپ سے درخواست بھی کرین اور آپ ہمکو اوس سے منع بھی کرین یعنی دینے سے بھی دین تاہم لوگ بعد آپکے اوسکو ہمکو نہ دینگے اور واللہ مین جناب رسولخدا صلعم سے ایسا سوال کبھی نہ کرونگا اور دنیا نہ مانگونگا۔

عام اس سے کہ یہ روایت اصولاً قابل اعتبار و احتجاج ہو یا نہو لیکن اس سے حقیقت کے متلاشی۔ اصلیت کے مدعی حضرت عباس کی عمومیت اور حضرت علیؑ کی خصوصیت طبع کو کامل طور سے اندازہ کرلینگے کہ دنیاوی امارت و ثروت کی طرف مائل و راغب کون تھا اور ان خواہشات و تعلقات سے تائب کون فیضی مرحوم ؎

اما مے کہ روز وفات پیمبرؐ خلافت گذارد بما تم نشیند

حضرت فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام سے الوداع

جون جون دن چڑھتا جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیہوشی خاموشی اور بے درپے غشی بڑھتی جاتی تھی ہوش آتا تھا تو چشم مبارک کھولدیتے تھے پھر بند کرلیتے تھے اسی عالم مین ایک بار آنکھ کھلی تو جناب سیدہ کو سرہانے روتا دیکھا۔ ارشاد ہوا۔ فاطمہؑ بچون کو بلاؤ۔ محدث شیرازی لکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (در وقت احتضار) با فاطمہؑ فرمود پسرانت را پیش آر فاطمہ حسن و حسین را علیہم التحیۃ والرضوان بہ نزدیک آنحضرت صلعم آوردند۔ وے سلام کردند۔ و در برابر جد بزرگوار نشستند چون او را با آن حال دیدند گریہ آغاز نہادند و چنان زار زار بگریستند کہ از گریہ ایشان ہر کہ در آن خانہ بود بگریست حسنؑ روے خویش را بر روے مبارک آنحضرت و حسینؑ سر را بر سینہ پر سکینہ آن سرور نہاد آنحضرت صلعم چشمان نرگسین کشاود در ایشان از سر لطف و شفقت نظر کرد۔ ایشان را ببوسید و ببوئید و در باب تعظیم و احترام و محبت ایشان وصیت فرمود و روایتے آنکہ بعضے از خواص اصحاب بر در حجرہ حضرت حاضر بودند و از گریہ حسنؑ و حسینؑ بگریستند چنانکہ آواز گریۂ ایشان بگوش پر ہوش آن سرور رسید و وے نیز در این حالت بگریست۔

عالم احتضار میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ۔ حضرت فاطمہ حسنین علیہما السلام کو خدمت مبارک میں لے آئیں۔ انھوں نے سلام کیے اور اپنے جد بزرگوار کی پاس بیٹھ گئے۔ اور دونوں آپکی یہ حالت زار دیکھکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اُن کے رونے سے تمام حاضرین رونے لگے حسن علیہ السلام نے بے اختیار ہوکر اپنا منھ آنحضرت صلعم کے روے مبارک پر رکھدیا اور حسین علیہ السلام نے اپنا سر سینہ اقدس پر آنحضرت صلعم نے آنکھیں کھول کر دونوں بچوں کے منھ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھا۔ دونوں کے بوسے لیئے۔ دونوں کے گیسو سونگھے اور پھر تمام حاضرین کو ان دونوں کی تعظیم۔ احترام اور محبت کے متعلق وصیت فرمائی اور ایک روایت میں یوں منقول ہے کہ بعض خواص صحابہ کی جماعت باہر دروازے پر جمع تھی وہ لوگ بھی ان بچوں کی گریہ وزاری سنکر ڈاڑیں مار کر رونے لگے یہاں تک کہ ان لوگوں کی صدائے گریہ سنکر آنحضرت صلعم بھی رونے لگے۔

حضرت علی سے آخری رخصت اور وصیت

امام فخر الدین رازی اور امام دار قطنی لکھتے ہیں۔

عن ام المومنین عائشۃ رضؓ قالت لما حضر رسول اللہ الموت قال ادعوالی حبیبی فدعوت لہ ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوالی حبیبی فدعوت لہ عمرا فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوالی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا لہ علی ابن ابی طالب فواللہ مایرید غیرہ فلما راہ اخرجہ الثوب الذی کان علیہ

ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر کو بلا بھیجا وہ جب آئے تو حضرت نے سر اوٹھا کر انکو دیکھا اور پھر تکیہ پر سر رکھ لیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب عمرؓ کو بلا بھیجا آپنے سر اوٹھا کر انکو بھی دیکھا اور تکیہ پر سر رکھ لیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ تب میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تم پر حضرت علی ابن ابی طالب کو بلاؤ جب حضرت صلعم نے علی ابن ابی طالب کو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ اوڑھے

Presented by Ziaraat.Com

ثم ادخلہ فیہ فلم یزل لتحضنہ حتی قبض ویدہ علیہ۔ ارجح المطالب ص۳۳۴ ج ۲

ہوئے تھے۔ آپنے اوٹھایا اور علیؑ کو اوسمین لے لیا اور علیؑ سے بغلگیر رہے یہان تک کہ حضرت کا انتقال ہوگیا ۔[1]

مرقومۂ بالا روایت سے ثابت ہوگیا کہ ایام مرض مین شدت مرض کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجبوریان دقتین اور مشکلین اتنی سخت اور دشوار ہوگئی تھین کہ سوائے اخلاق رسولؐ کے عام طبائع انسانی اونکی تحمل و برداشت کی قوت نہین رکھتی تھین۔ تجویز رسالت اور صحابہ کی قوت اجتہاد دو متضاد صورتین متصادم تھین۔ رسول اللہ صلعم کی موجودہ حالت۔ مرض کی شدت۔ ضعف و اضمحلال۔ بیکسی و مجبوری بیماری و بیچاری جیسا کہ ہم اوپر لکھکر بتلا آئے ہین

---

[1] تعصب اور نفسانیت نے اس خلوص کی خلوت و قربت کو بھی بیداغ نہ چھوڑا اور تمام ایسے ایسے دوسرے واقعات و حالات کی طرح دار الصناعت خلافت سے اس معاملہ مین بھی حضرت علیؑ کا مقابل کھڑا کر دیا۔ وہ کون حضرت عائشہ۔ کیسے ؟۔ اس طرح کہ آنحضرت صلعم نے ان کے دو سینون کے درمیان انتقال فرمایا۔ حضرت علیؑ کے زانو یا آغوش مین آپ نے انتقال نہین فرمایا۔ یہ بحث بھی دوسری بحثون کی طرح ایک معرکۃ الآرا بحث بن گئی ہے۔ شیعہ تو ابھی کنارے ہین خود سواد اعظم اہلسنت مین دو فرقے بن گئے ہین۔ ایک حضرت عائشہ کے موید ہین۔ دوسرے حضرت علیؑ کے ممد و معاون۔ امام رازی اور امام دار قطنی خود حضرت عائشہ کی زبانی حضرت علیؑ سے بغلگیر ہونیکی حالت ہی مین آپکے انتقال فرمانیکو لکھتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے لیکن شبلی صاحب باوجودیکہ امام دار قطنی کے پایہ استناد کو اسمٰعیلی وغیرہ ارباب حدیث سے کہین مرجح و مرتفع بتلا چکے ہین مگر اسوقت اونکی مرویات پر اعتبار نہین فرماتے اور حضرت عائشہ والی روایت کی تقلید و تائید مین لکھتے ہین۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر کے صاحبزادے عبدالرحمٰن خدمت اقدس مین آئے۔ آپ حضرت عائشہ کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹتے تھے عبدالرحمٰن کے ہاتھ مین مسواک تھی۔ مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا حضرت عائشہ سمجھین کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہین۔ عبدالرحمٰن سے مسواک لیکر دانتون سے نرم کی اور خدمت اقدس مین پیش کی۔ آپنے بالکل تندرستون کی طرح مسواک کی۔ آپکا وقت وفات قریب آیا تھا۔ سہ پہر تھی۔ سینہ مین گھر گھراہٹ محسوس ہوتی تھی۔ اتنے مین لب مبارک ہلے تو لوگون نے یہ الفاظ سنے۔ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ پاس پانی کی لگن تھی۔ اسمین بار بار ہاتھ ڈالتے تھے اور چہرے پر ملتے تھے۔ چادر کبھی منھ پر ڈال لیتے اور کبھی ہٹا دیتے اتنے مین ہاتھ اوٹھا کر اونگلی سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا بل الرفیق الاعلیٰ "اب کوئی نہین بلکہ وہ بڑا رفیق درکار ہے" یہی کہتے تھے ہاتھ لٹک آئے۔ آنکھین پھٹ کر چھت سے لگ گئین اور روح پاک عالم قدس مین پہونچ گئی اللّٰھم صل علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ صلواۃ کثیرا کثیرا۔

اگرچہ شبلی صاحب کا بیان مجمل اور مبہم ہے لیکن تاہم آپکے ابتدائے بیان ہی مین اس لکھدینے سے کہ آپ حضرت عائشہ کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹتے تھے۔ صاف طور سے مترشح ہوتا ہو کہ اسی حالت و عالم مین آپنے انتقال فرمایا۔ قرن اولیٰ اور خیر القرون ہی کے وقت سے

Presented by Ziaraat.Com

سوائے سکوت اور خاموشی کے اور کیا کر سکتی تھی ۔ رسول الثقلین بستر مرگ پر وصیت نہین کر سکتا۔ شہنشاہ کونین اپنے خاص عزیز سے مرتے دم رخصت نہین ہو سکتا۔ وہ آخری وصیت کے لیئے اپنے حبیب خاص اپنے قریب مخصوص کو بلاتا ہے پیش کیئے جاتے ہین دوسرے لوگ ۔ وہ صورت دیکھتا ہے اور تدعا کے خلاف پاکر خموشی سے پھر بالش علالت پر سر رکھدیتا ہے اور آنکھین بند لیتا ہے ۔ کہین جاکر تیسری مرتبہ اوسکی خواہش پوری کی جاتی ہے وہ اپنے حبیب اور قریب خاص کو دیکھکر اپنے ہاتھ اوسکی گردن مین ڈالدیتا ہے جو عموماً ہر ملک و قوم مین رخصت ہونے کا دستور ہے ۔ ردائے مبارک اٹھاکر اوسکو اپنی ردا مین لے لیتا ہے اور مرتے وقت جو کچھ وصیت آخری کی صورت مین کہنا ہوتا ہے ۔ کہدیتا ہے ۔ اسی خلوت خاص کے عالم مین

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ گذشتہ اسکی بحث صحابہ مین چھڑ گئی ۔ ابن سعد طبقات مین لکھتے ہین عن علی بن الحسینؑ قال قبض رسول اللہ صلعم و راسہ فی حجر علی وفیہ ایضاً عن ابی عطفان قال سئلت ابن عباس رایت رسول اللہ صلعم توفی و راسہ فی حجر احد قال توفی رسول اللہ صلعم وھو المستند الی صدر علی قلت فان عروۃ حدثنی عن عائشہ انھا قالت توفی رسول اللہ صلعم بین سحری و نحری فقال ابن عباس اتعقل واللہ لتوفی رسول اللہ صلعم وھو مستند الی صدر علی وھو الذی غسلہ حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ جس وقت جناب رسولخدا صلعم نے انتقال کیا تو آنحضرت صلعم کا سر علیؑ کی گود مین تھا اور ابو عطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپنے دیکھا تھا کہ وقت وفات آنحضرت صلعم کا سر کسکی گود مین تھا ۔ ابن عباس نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تو آنحضرتؐ کا سر مبارک علی ابن ابیطالب کے سینہ سے لگا ہوا تھا ۔ مین نے کہا عروہ تو مجھسے حضرت عائشہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ جب پیغمبر صاحب نے انتقال فرمایا تو آنحضرت صلعم اونکی گود مین تھے عبداللہ بن عباس نے کہا کہ کچھ سمجھتے بھی ہو ۔ خدا کی قسم جب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی تو وہ علیؑ کے سینہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے ۔ اور علیؑ ہی نے انھین غسل دیا امام نسائی خصائص مین لکھتے ہین عن ام سلمۃ قالت والذی تحلفت بہ ام سلمۃ ان اقرب الناس عھداً برسول اللہ صلعم علیؑ قالت لما کان غداۃ قبض رسول اللہ صلعم فارسل الیہ رسول اللہ صلعم قالت واظنہ کان بعثہ فی حاجۃ فجعل یقول جاء علی (ثلاث مرات) فجاء قبل طلوع الشمس فلما ان جاء عرفنا انہ الیہ حاجۃ فخرجنا من البیت وکنا عند رسول اللہ صلعم یومئذ فی بیت عائشہ وکنت فی اٰخر من خرج من البیت ثم جلست من وراء الباب فکنت ادناھم الی الباب فاکب علیہ علی فکان اٰخر الناس بہ عھدا فجعل یسارہ ویناجیہ واللفظ حدیث للمستدرک فجعل یسارہ ویناجیہ ثم قبض صلعم حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ قسم خدا کی قریب ترین مردم بوقت وفات سرور کائنات علی ابن ابی طالبؑ ہین یعنی جس دن آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا اوسکی صبح کو آپنے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ ۔ جنھین شاید کسی کام کے لیئے باہر بھیجا تھا اور جبتک وہ نہین آئے کئی بار دریافت کیا کہ علیؑ آئے یا نہین اتنے مین علیؑ آگئے آپس مین ہملوگ یہ گمان کرکے کہ غالباً علیؑ سے رسول اللہ صلعم کو کوئی خاص حاجت ہے ۔ خانہ عائشہ سے باہر نکل آئے اور مین سب کے بعد نکل کر دوسری عورتون کی نسبت دروازے سے بالکل قریب بیٹھی چنانچہ مین نے دیکھا کہ علیؑ نے اپنا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب جھکا دیا اور آنحضرت صلعم

Presented by Ziaraat.Com

بحکم وقت پورا ہو جاتا ہے۔ خدا کی بارگاہ سے طلبی آجاتی ہے اور وہ بکمال سکون و اطمینان الرفیق الاعلیٰ کہتا ہوا الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم کی آخری وصیت فرماتا ہوا خاکدان دنیا سے چمنستان عقبیٰ کی طرف تشریف لے جاتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون انک میت وانھم میتون اللھم صل وبارک وسلم علی محمد سید المرسلین والہ الطیبین صلوٰۃ وسلاماً کثیراً کثیراً۔

وفات رسول پر گریہ و بکا

شبلی صاحب نے ذکر وفات کے بعد اہلبیت اور ازواج مطہرات کے حزن وملال اور گریہ وزاری کے حالات جو لازمہ فطرت انسانی ہیں۔ غالباً اس وجہ سے نہیں لکھے ہیں کہ انکو تاریخی واقعات سے تعلق نہیں۔ یا۔ اس سے جواز گریہ کی ایک خواہ مخواہ صورت قائم ہو جائیگی۔ جو آگے چلکر امتناع بکار علی الحسینؑ کی مخالف ثابت ہوگی ہے۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اون سے بطور سرگوشی راز کی باتیں کرتے رہے پس علیؑ ہی وہ شخص ہیں جو رسول مقبول کے پاس آخر وقت تک رہے۔ نیز مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلعم وقت وفات تک حضرت علیؑ سے راز کے امور ارشاد کرتے رہے۔

حضرت عمر کو بھی اسکا اقرار ہے۔ محدث شیرازی روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں از جابر بن عبداللہ انصاری منقول است کہ گفت در زمان خلافت عمر بن الخطاب کعب الاحبار بنزد وے آمد و گفت یا امیر المومنین آخر کلمہ کہ رسول اللہ صلعم بآن تکلم نمود چیہ بود عمر گفت از علی پرسید۔ امیر فرمود الصلوٰۃ الصلوٰۃ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے ایام خلافت میں کعب الاحبار نے اون سے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم نے وقت وفات سب سے آخر کون کلمہ ارشاد فرمایا تھا حضرت عمر نے کہا حضرت علیؑ سے پوچھو۔ علیؑ بیٹھے تھے کہنے لگے۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز) الصلوٰۃ (نماز) بحوالہ تاریخ احمدی صلا

خود جناب علی مرتضیٰ نے اپنے اس اعزاز خاص سے احتجاج فرمایا ہے۔ راس المحدثین امام عقیلی لکھتے ہیں عن ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشوریٰ فارتفعت الاصوات فسمعت علیاً یقول یبایع الناس ابوبکر فانا واللہ باولی منہ واحق بہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفاراً وفیکم احدیٰ اخرعھدہ برسول اللہ حین وضعتہ فی حجرتہ غیری ابوالطفیلؓ سے مروی ہے کہ میں شوریٰ کے دن دروازے پر بیٹھا تھا پس لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا لوگوں نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی حالانکہ میں واللہ امر خلافت میں اون سے اولیٰ اور احق تھا پس میں نے سنا اور تسلیم کرلیا کہ مبادا لوگ کافر ہو جائیں کیا تم میں میرے سوا کوئی ایسا ہے جو سب کے بعد حضرت سے جدا ہوا ہو اور جس نے آپکو قبر میں اوتارا ہو۔

شبلی صاحب اور تاریخ وفات رسول کی تحقیق

شبلی صاحب نے بڑی جانکاہی سے وفات رسولؐ کی اصل تاریخ جو تحقیق فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائے مرض کے دن۔ مدت علالت اور تاریخ وفات کے تعین میں روایات مختلف ہیں امر مختلف فیہ سے پہلے اون امور کو بتلا دینا چاہیئے جن پر تمام روایات کا اتفاق ہے اور جن پر گویا تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہیں (۱) سال وفات ۱۱ھ ہجری ہے (۲) مہینہ ربیع الاوّل کا تھا (۳) یکم سے بارہ تک کوئی تاریخ تھی۔ (۴) دوشنبہ کا دن تھا۔ (صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنائز) زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل ۱۳ دن بیمار رہے۔ اس بنا پر

شبلی صاحب کی آل اندیشی نتیجہ شناسی اور باریک بینی کی ہم ہمیشہ داد دیتے آئے ہین۔ اور اس وقت بھی ہم آپکی اس حزم و احتیاط کی ضرور داد دینگے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اس مقام پر آپکی تائید نہین کر سکتے اسلیئے کہ لازمۂ فطرت اور خاصۂ طبیعت انسانی سے علیحدہ ہو جانا پڑیگا۔ اس ضرورت سے آپکی ترتیب خاص کے خلاف ہم اپنے سلسلۂ بیان مین وہی سلسلۂ تفصیل ضرور قائم رکھینگے جو تمام حدیث و تاریخ کے مؤلفین متقدمین و متاخرین نے قائم رکھا ہے۔

(بقیہ عبارت حاشیہ صفحۂ گذشتہ) اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہو جائے کہ آپنے کس تاریخ کو وفات فرمائی تو تاریخ آغاز مرض بھی متعین کی جا سکتی ہے۔ حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح ۸ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور یہین وفات فرمائی اسلیئے ایام علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے۔ عام روایت کے رو سے پانچ دن اور چاہئین۔ اور یہ قرائن سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے اسلیئے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے۔ علالت کے پانچ دن آپنے دوسری ازواج کے حجرون مین بسر فرمائے۔ اس حساب سے علالت کا آغاز چہار شنبہ سے ہوتا ہے۔ تاریخ وفات کی تعیین مین راویون کا اختلاف ہے۔ کتب حدیث کا تمام دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی کوئی روایت مجکو حدیث مین نہین مل سکی۔ (یہین سے شبلی صاحب سمجھ جائین کہ سیرت نگاری کی تالیفی ضرورت مین حدیث کو سیر و تاریخ پر ترجیح دینا کیسا مضحکہ خیز خیال ہے۔ مؤلف) ارباب سیر کے ہان تین روایتین ہین۔ یکم ربیع الاول۔ دوم ربیع الاول اور ۱۲ (دوازدہم) ربیع الاول ان روایتون مین ترجیح دینے کے لیئے روایت و درایت سے کام لینا ہے۔ روایتاً دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری ص ۱۸۵۰) اس روایت کو اکثر قدیم مورخون نے (مثلاً یعقوبی و مسعودی وغیرہ نے) قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونون راوی مشہور دروغگو اور غیر معتبر ہین۔ یہ روایت واقدی سے طبری اور ابن سعد نے نقل کی ہے (خبر وفات) لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اوسنے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول ہے البتہ بیہقی نے دلائل مین بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوسری ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس) لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری) امام سہیلی نے روض الانف مین اس روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے (جلد دوم ذکر وفات) اور سب سے پہلے امام مذکور ہی نے اس نکتہ کو درایۃً دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتین یقینی طور پر ثابت ہین۔ روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ) اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذی حجہ سنہ ۱۰ھ کی نوین تاریخ کو جمعہ کا دن تھا۔ (صحاح قصۂ حجۃ الوداع صحیح بخاری تفسیر الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک حساب لگاؤ۔ ذی حجہ۔ محرم۔ صفر۔ ان تین مہینون کو، خواہ ۲۹-۲۹-۲۹ لو خواہ ۳۰-۳۰-۳۰۔ خواہ بعض ۲۹ بعض ۳۰۔ کسی حالت اور شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہین پڑ سکتا۔ اسلیئے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے۔ دوم ربیع الاول کو حساب سے اوسوقت دوشنبہ ہو سکتا ہے جب تینون مہینے ۲۹ کے ہون۔ جب پہلی دونون صورتین صحیح نہین ہین تو اب صرف تیسری صورت رہگئی جو کثیر الوقوع ہے یعنی ۲ مہینے ۲۹ کے اور ایک مہینہ ۳۰ کا لیا جاوے

محدث دہلوی شاہ عبدالحق صاحب مدارج النبوت مین ان کلمات کے ساتھ اتنا اضافہ اور فرماتے ہین -

دا ابتاہ ۔ بعد از تو وحی بر کہ فرود آید خداوندا روح فاطمہ را بروح او رسان بارخدایا مرا بہ رسول خویش قرین گزار ۔ باخدایا مرا از ثواب حبیب خویش بے نصیب مدار و در روز قیامت از شفاعت او محروم مگزار ۔

اے پدر نامدار ۔ بعد آپکے وحی اب کس پر نازل ہوگی خدایا تو فاطمہ کی روح کو اوسکی روح کے پاس پہونچا دے ۔ بارخدایا مجھکو اپنے رسول سے قریب کردے ۔ بارخدایا ۔ مجھے اپنے حبیب کے ثواب سے محروم نہ رکھ ۔ اور قیامت مین اوسکی شفاعت سے محروم نہ چھوڑیو

حضرت عائشہ کی گریہ وزاری

حضرت عائشہ کی اوسی کتاب مین یہ گریہ وزاری منقول ہے ۔

مرویست کہ عائشہ صدیقہ زاری میکرد و میگفت دریغ پیغمبرے کہ فقر بغنا اختیار کرد و آن دین پرورے کہ از غم گناہان امت ہیچ شب تمام در بستر راحت باستراحت مشغول نشد و ہرگز از میدان صبر و تحمل از محاربہ نفس فرار ننمودہ و چشمان او ہرگز بمہیات التفات نہ فرمودہ و با وجود کثرت ایذا و اضرار کفار و اہل ضلال گرد بر روے با اقبال وے نشست و در انعام و افضال بر روے ہیچ فقیرے زوال نہ بست و دندان دُر مثال وے بضرب سنگ دشمن شکستہ و سر وے بعصابہ حوادث روزگار بستہ شد و شکم وے در روز متتابع از نان جو سیر نشد ۔

حضرت عائشہ رو رو کر کہنے لگین آہ ۔ وہ پیغمبر کہ جس نے نادارى مالداری پر اختیار کی ۔ وہ دین پرور جو امت کے گناہون کے غم سے کبھی رات بھر بآرام نہ سویا اور نفس کے مقابلہ مین میدان صبر و تحمل سے کبھی نہ ہٹا اور ضروریات دنیا کی طرف کبھی اوسکی آنکھین ملوث نہوئین اور باوجود اتنی ایذا و ضرر کفار کے کبھی آپکے روئے مبارک پر گرد ملال نہ بیٹھی ۔ جسکے عطا و جود کا دروازہ کبھی فقیر بنوا کے لیے کبھی بند نہوا ۔ اوسکے موتی کے ایسے دانت قوڑے گئے ۔ اوسکے سر پر درد مصائب کی وجہ سے رومال بندھے اوس کا شکم مطہر کبھی علی الاتصال دو دن بھی نان جو سے سیر نہوا ۔

اس حساب مین فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جسپر اسلامی قمری مہینون کی بنیاد ہے ۔ اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہو سکتے ہون ۔ کتب تفسیر مین تحت آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے یوم نزول (۹ ذی الحجہ ۱۰ھ) سے رسول وفات تک ۸۱ دن ہوتے ہین (دیکھو ابن جریر ۔ ابن کثیر اور بغوی وغیرہ) ہمارے حساب سے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ ہجری سے لیکر یکم ربیع الاول ۱۱ھ ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ کا لیکر جو ہماری مفروضہ صورت ہے پورے ۸۱ دن ہو جانا چاہیے ہیں ۔ ابو نعیم نے بھی دلائل مین بسند صحیح یکم ربیع الاوّل تاریخ وفات نقل کی ہے ۔ ج دوم صفحہ ۱۴۶ س

شبلی صاحب کی موجودہ تحقیق اپنی ایک حد تک ضرور قابل قدر و تعریف ہے اور تاریخ ولادت کی تحقیق سے زیادہ معتبر لیکن اپنی جانی ہوئی کوشش کے بعد آپ یکم ربیع الاوّل کو تاریخ ولادت قرار دیتے ہین ۔ یہ آپکی سہو النظری ہے یا تقلید اسلاف کی ذوالثری یکم ربیع الاول وفات کی تاریخ نہین ہے بلکہ دفن کی تاریخ ہے ۔ وفات کی اصلی تاریخ وہی ہے جو علمائے اہلبیت رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے اور وہ ۲۸ صفر ہے

Presented by Ziaraat.Com

تعزیت اہلبیت اسکے آگے صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین ۔

چون آن واقعہ ہائلہ رو نمود مردان اہل بیت در آمدند و پردہ درمیان زنان و مردان بستند و از ناحیۂ خانہ آوازے شنیدند و ہیچ گوئندہ را نمی دیدند کہ می گفت السلام علیکم یا اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ کُلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامۃ بدانید کہ ہر مصیبتے را نزد خداوند تعالیٰ تسلیہ و ہر فوت شدہ را خلفی است پس بخداوند تعالیٰ واثق باشید و باو باز گردید و جزع ننمائید کہ بحقیقت مصیبت رسیدہ کسے است کہ از ثواب محروم باشد و السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ علی کرم اللہ وجہہ

جب یہ واقعہ عظیم رونما ہوا تو اہلبیت کے مردون نے گھر مین آکر فوراً مردون اور عورتون کے درمیان پردہ کھینچدیا اور اطراف خانہ سے یہ آواز سنائی دی مگر آواز دینے والا نہ دکھلائی دیا ۔ وہ ندا یہ تھی کہ اے اہل بیت سلام ہو تمپر اور خدا کی رحمت و برکت ۔ ہر جاندار شے موت سے لذت پذیر ہونیوالی ہے اور تمام لوگ بروز قیامت اپنے اجر پانیوالے ہین ۔ یہ سمجھ لو کہ ہر مصیبت کے لیئے ایک تسکین و تسلی ہے اور ہر مصیبت رسیدہ کے واسطے ایک عالم خاص ہے ۔ خداوند عالم کے وعدہ و اقرار کے ساتھ سچے رہو اور اوسی کی طرف رجوع کرو ۔ آہ و نالہ کرو ۔ حقیقتاً مصیبت زدہ تو وہ شخص ہے جو صواب سے محروم رہجاوے ۔ سلام ہو اوپر تمھارے اور خدا کی رحمت و برکت ہو ۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔ آپ اپنی کتاب مین برابر اور تمامتر اپنی سناتے چلے آئے ۔ کبھی کبھی دوسرون کی بھی سن لیا کیجئے ۔

آپ خود آغاز حالات مرض مین لکھ چکے ہین ۔ ۱۸ یا ۱۹ صفر ۱۱ھ ہجری مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع مین (جو عام مسلمانون کا قبرستان تھا) تشریف لیگئے وہان سے تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا ۔ یہ حضرت میمونہ کی باری کا دن تھا اور روز چہارشنبہ تھا ۔ پانچ دن تک آپ اسی حالت مین رہے اور بروایت عدل و کرم ایک ایک بیوی کے حجرہ مین تشریف لیجاتے رہے ۔ سیرۃ صفحہ ۱۳۵ ۔ پھر اسی عبارت کے زیر حاشیہ مرقوم ہے ۔ زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل ۱۳ دن بیمار رہے اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہوجائے کہ آپنے کس تاریخ کو وفات پائی تو تاریخ آغاز مرض بھی متعین کیجا سکتی ہے ۔ حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح ۸ روز تک (ایک دو تپنہ سے دوسرے دو شنبہ تک) بیمار رہے اور یہین وفات فرمائی ۔ علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے ۔ عام روایت کی رو سے پانچ دن اور چاہئین اور یہ قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیئے مدت علالت ۱۳ دن صحیح ہے ۔ علالت کے پانچ دن آپنے دوسری ازواج کے حجرون مین بسر کیئے ۔ اس حساب سے علالت کا آغاز چہارشنبہ سے ہوتا ہے

(حاشیہ صفحہ ۱۳۵)

لیکن اصل کتاب کی اصل عبارت مین آپنے مدت علالت کل ۹ دن کی ویسی کی ویسی ہی چھوڑدی ۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر چکے ہین صفحہ ۱۳۴ کی آخر سطر مین ۱۸ یا ۱۹ صفر کی آدھی رات کو آپکا جنۃ البقیع مین تشریف لیجانا اور وہان سے واپسی پر آغاز علالت بتلایا گیا ہے تو اگر ۱۸ کا اعتبار کرکے ۱۹ سے آغاز علالت کا حساب کیا جائے تو بھی یکم ربیع الاول تک ۔ گیارہ دن تمام ہوکر بارہوان دن یوم وفات قرار پاتا ہے ۔ اور اگر ۱۹ صفر سے ایام علالت قرار دیئے جاتے ہین تو ۱۰ دن ختم ہوکر گیارہوان دن یوم الوصال ثابت ہوتا ہے ۔ غرض دونون

Presented by Ziaraat.Com

فرمود ہیچ می دانید کہ این گویندہ کہ بود گفتند نہ فرمود کہ خضر بود کہ تعزیت ہمار سانیدہ ۔ روضہ صفحہ ۵۶۲

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کچھ جانتے ہو کہ یہ مذاکرنیوالا کون شخص تھا۔ لوگون نے کہا نہین۔ فرمایا۔ یہ خضر تھے۔ جو ہمکو تعزیت دینے آئے تھے۔

شبلی صاحب تجہیز و تکفین کی نسبت تحریر فرماتے ہین ۔

تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۲ ربیع الاول کو شروع ہوا اس تاخیر کے متعدد اسباب تھے (۱) عقیدتمندون کو یقین نہ آتا تھا کہ حضور نے اس دنیا کو الوداع کیا (چنانچہ حضرت عمر نے تلوار کھینچ لی کہ جو کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اوسکا سر اوڑا دونگا لیکن جب حضرت ابوبکر آئے اور اونھون نے تمام صحابہ کے سامنے خطبہ دیا کہ حضور کا اس خیال سے تشریف لیجانا یقینی تھا اور قرآن مجید کی چند آیتین پڑھین تو لوگون کی آنکھین کھلین اور اس ناگزیر واقعہ کا یقین آیا۔ (۲) اسکے بعد اتنا وقت نہین رہا تھا کہ غروب آفتاب سے پہلے تجہیز و تکفین سے فراغت ہو سکے (۳) قبر کنی کا کام غسل و کفن کے بعد شروع ہوا اسلیئے دیر تک انتظار کرنا پڑا (۴) جس حجرے مین آپنے وفات پائی تھی وہین لوگ علی الترتیب تھوڑے تھوڑے کر جاتے اور نماز جنازہ ادا کرتے تھے۔ پہلے بھی دیر لگی اور سہ شنبہ کا دن تمام ہو کر رات کو فراغت ملی ۔

شبلی صاحب کے رقم کردہ وجوہات تاخیر تدفین کے انکشافات

حقیقت حال پر شبلی صاحب کی نقاب افگنی کا تو یہ خاص الخاص مقام ہے۔ اور ہمارے انکشافات کا بھی خاص موقع ۔

بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔ حساب سے کسی طرح تیرھوان دن آپکے انتقال کا روز نہین پایا جاتا ۱۳ دن علالت کے صحیح ہین لیکن یہ حساب اوسوقت صحیح ہوگا جب علالت کی ابتدا ۱۵ صفر سے قرار دیجائیگی اور مطابق مرویات اہلبیت علیہم السلام بالاتفاق ۲۸ صفر روز انتقال ٹھہرایا جائیگا تو اول سے آخر تک تمام مرویات کے بیانات صحیح اور ٹھیک ٹھیک اوتر جائینگے اس طرح کہ ۱۵ صفر سے لیکر ۲۸ صفر تک ۱۳ دن علالت کے بھی صحیح اوتر جائینگے اور ۲۸ اور ۲۹ صفر دو دن (رویت ۲۹ کی جیسا کہ آپ خود صورت مفروضہ نمبر ۵ عبارت حاشیہ صفحہ ۱۲۵ مین لکھ چکے ہین بقول آپکے تجہیز و تکفین کے اہتمام یا انتظام سقیفہ سے صحابہ کی واپسی کے انتظار مین صرف ہو کر آنحضرت صلعم یکم ربیع الاول کو مدفون ہوئے۔ ہم اوپر لکھ کر بتلا چکے ہین کہ یکم ربیع الاول یوم انتقال اور روز وصال نہین ہے۔ بلکہ یوم الدفن ہے ۔

اسلیئے جبتک کہ مرویات اہل بیت علیہم السلام کی متابعت نہ کیجائیگی۔ اصل تاریخ روز وفات نہ آجتک معلوم ہوا ہے اور نہ قیامت تک معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ ایک حساب کیا ہزارون حساب بنا لیئے۔ زائچون پر زائچے کھچوا لیئے۔ بلکہ آسمان و زمین کے قلابے ملا لیئے۔ کوئی حساب نہ ٹھیک اوترا ہے اور نہ اوتریگا۔ ولادت کی تعیین روز و تاریخ مین بھی شبلی صاحب نے اپنی تحقیق کی ایسی ہی جدت دکھلائی ہے اور آسمان سے لیکر زمین تک کی خبر لے ڈالی ہے۔ مگر سب مشکوک مظنون اور غیر موزون۔ وہان بھی ہم لکھکر بتلا آئے ہین کہ ۱۷ تاریخ یوم ولادت قرار دینے سے۔ جو خاص مرویات اہلبیت علیہم السلام اور جسکو صاحب تاریخ الخمیس وغیرہم نے بالآخر مجبور ہو کر نقل کیا ہے سب حساب ٹھیک ہو جاتے ہین۔ ورنہ تمام قیاسی شمار اور مفروضہ طومار۔ ایک سے ہزار تک بالکل بیکار ہین۔ فافہم فتدبر۔

المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

ہان شبلی صاحب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی تاخیر کے متعلق جتنے اسباب خارجی اور ظاہری تھے وہ آپنے لکھکر دکھلادیئے مسلمانون کو عموماً اور حضرت عمر کو خصوصاً آپکی وفات کا یقین نہ آتا تھا حضرت ابوبکر آئے حضرت عمر کو سمجھایا۔ اسی سمجھوتے مین دیر لگی " شبلی صاحب۔ آپ بیکار کیون تمام مسلمانون کو سمیٹتے ہین۔ اس واہمہ و قیاس کے پھیلانے والے۔ اس مخالف فطرت انسانی معارض احکام ربانی عقیدے کے بتلانے والے تو حضرت عمر ہی ثابت ہوئے ہین۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبری کی مفصلہ ذیل عبارت

توفی رسول اللہ وابوبکر بالسُّنح وعمر حاضر فلما توفی رسول اللہ ص قام عمر ابن الخطّاب فقال ان رجالاً من المنافقین یزعمون ان رسول اللہ توفی وان رسول اللہ صلعم ما مات۔

رسول مقبول صلعم کی وفات کے وقت حضرت عمر موجود تھے مگر حضرت ابوبکر موضع سُنح مین تھے جب آنحضرت صلعم کا انتقال ہوگیا تو حضرت عمر نے کہا کہ منافقین کو گمان ہے کہ رسول اللہ صلعم فوت ہوگئے۔ مگر خدا کی قسم۔ آنحضرت صلعم فوت نہیں ہوئے۔

علامہ شہرستانی۔ کتاب ملل ونحل مین تحریر فرماتے ہین۔

قال عمر ابن الخطاب من قال ان محمداً مات قتلته بسیفی ھذا۔

حضرت عمر ابن الخطاب نے کہا کہ جو شخص کہیگا کہ رسولؐ کا انتقال ہوگیا۔ مین اوسکو اپنی اس تلوار سے قتل کرڈالونگا۔

محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

مردم بواسطہ سخن عمر در شک افتادند در موت آنحضرت صلعم و در آن ساعت ابوبکر صدیق در منزل خویش در محلۂ سنح بود کسے را فرستادند تا وے را خبردار گردانیدند پس ابوبکر بہ تعجیل سوار شد و میگفت واہ محمداہ و میگریست تا بہ مسجد رسول ص درآمد و دید کہ مردم متفرق الحال اند۔

حضرت عمر کے اس قول کو سُنکر لوگ شک مین پڑگئے کہ آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا یا نہین۔ اوسوقت حضرت ابوبکر اپنے مکان واقعہ محلہ سُنح مین تھے اونکو رسول اللہؐ کے انتقال کی خبر دی گئی تو فوراً سوار ہوکر روتے ہوئے اور واہمحمداہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور مسجد نبوی مین آکر دیکھا کہ لوگ مختلف الحال ہورہے ہین۔

تصور کرین حضرت عمر پکڑے جائین سب مسلمان۔ اب تو شبلی صاحب اور اونکے مویدین کو معلوم ہوگیا کہ حضرت عمر ہی اس خیال کے بانی اور موجد تھے۔ سیدھے سادھے مسلمان انھین کی شخصیت سے مرعوب ہوگئے۔ کہ اب اسکی تمام کیفیت اوسی روضۃ الاحباب کی باقی عبارت سے حسب ذیل ملاحظہ کی جائے جس سے ثابت ہوجائیگا کہ آپ کے اسباب اربعہ مین سے ایک بھی تاخیر تکفین و تدفین آنحضرت صلعم کا اصلی سبب نہین تھا۔ بلکہ جو حقیقی وجہ تاخیر تھی وہ اس عبارت سے بکمال وضاحت معلوم ہوجائیگی۔

پس ابوبکر صدیق از خانہ بیرون آمد و عمر در میان خلائق مردم

حضرت ابوبکر جسد رسول کی زیارت سے مشرف ہوکر باہر نکلے تو لوگون کے

سخن میکرد و می گفت پیغمبر صر وفات نیافتہ
صدیق سہ نوبت باو ے گفت بنشین و ہر بار عمر
ابا نمود پس ابو بکر گفت ایہا الرجل بدرستیکہ
رسول خدا وفات یافتہ۔ نشنیدہ کہ حق
تعالیٰ در کتاب خویش باو ے این خطاب
فرمود انک میت وانہم میتون
وفرمود وما جعلنا لبشر من
قبلک الخلد فان مت ھم
الخالدون۔ آنگاہ بر منبر رسول ؐ برآمدہ۔
مردم ہمہ عمر را گذاشتند و با بو بکر متوجہ شدند
صدیق خطبہ خواند مشتمل بر حمد و ثنائے خداوند
تعالیٰ و درود بر محمد مصطفیٰ ؐ و گفت من کان
یعبد محمدا فان محمدا قد مات و
من کان یعبد اللہ فان اللہ حی
لا یموت وآیت وما محمد ؐ الا
رسول قد خلت من قبلہ
الرسل افائن مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم تا آخر آیہ خواند عمر گوید
پائے من لرزید و بیفتادم و گویا من این
آیت را نہ شنیدہ بودم و ہمہ
مردم آن دو آیت را از ابو بکر فرا گرفتند
و می خواندند و ابن عمر گوید گویا
بر روئے ما پردہ بود و بواسطہ
ابو بکر برداشتہ شد پس اہالی مدینہ

ہجوم میں حضرت عمر کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ پیغمبر خدا نے
وفات نہیں پائی ہے حضرت صدیق نے تین بار پکارا ان سے کہا کہ
بیٹھ جاؤ۔ لیکن ہر بار حضرت عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تب تو حضرت صدیق
نے (ڈانٹ کر) ان سے کہا کہ۔ مرد خدا رسول اللہ صلعم نے یقیناً وفات
پائی۔ کیا تم نے آجتک نہیں سنا ہے کہ خدائے سبحانہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید
میں ان سے خطاب کر کے کہا ہے تم بھی مرنیوالے ہو اور تم سے پہلے
بھی لوگ (انبیائے متقدمین) مر چکے ہیں پھر ارشاد باری یہ بھی ہے
کہ ہمنے کسیکو ابدی زندگانی نہیں دی ہے ہاں جب وہ مریگے تب
ابدی زندگانی پائینگے یہ فرما کر حضرت ابو بکر منبر کی طرف بڑھے
تمام لوگ اوسی وقت حضرت عمر کا ساتھ چھوڑ کر حضرت ابو بکر کی طرف
متوجہ ہو گئے حضرت ابو بکر منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثنائے الٰہی میں
ایک خطبہ پڑھا اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود
بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ جو محمد ؐ کی (نعوذ باللہ معبود سمجھکر) عبادت کرتا ہے
وہ سمجھ لے کہ محمد ؐ نے انتقال کیا اور جو شخص کہ خالص خدائے واحد
کی عبادت کرتا ہے وہ یقین کرے کہ خدائے بزرگ و واحد ہمیشہ
زندہ رہنے والا ہے اور کبھی مرنیوالا نہیں۔ اسکے بعد یہ آیت تلاوت
فرمائی کہ محمد صلعم ایک رسول ہیں۔ اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں
تو کیا تم دین سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اس آیہ کو آخر فقرہ۔
تم بھی مرنیوالے ہو اور وہ بھی مرنیوالے تھے۔ تک تلاوت فرمایا۔
حضرت عمر کا بیان ہے کہ یہ سنکر میرے پاؤں کانپنے لگے اور میں کھڑے
کھڑے گر پڑا۔ گویا کہ میں نے ابتک اس آیت کو سنا ہی نہیں تھا۔
تمام لوگوں نے اس آیت کو حضرت ابو بکر سے سنکر یاد کر لیا اور پڑھنے
لگے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ گویا اسوقت تک ہماری آنکھوں
پر پردہ پڑا تھا اور حضرت ابو بکر کے وسیلے سے وہ حجاب اس وقت

Presented by Ziaraat.Com

و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل بر فوت آنحضرت صلعم نہادند انا للہ وانا الیہ راجعون گفتند ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تعزیت و تسلیۂ اہلبیت بجا آورد و گفت مہم غسل و تجہیز و تکفین آنحضرتؐ تعلق بشما دارد و خود با اکابر مہاجر و انصار بسقیفہ بنی ساعدہ رفت تا امر خلافت قرار دہند۔ ص ۵۶۳

سامنے سے اوٹھ گیا۔ پس باشندگان مدینہ و نیز تمامی صحابہ رسول مقبول صلعم کو اسوقت سے آنحضرت صلعم کی وفات کا یقین ہوگیا۔ تب سب لوگون نے آیہ ترجیع انا للہ وانا الیہ راجعون کو پڑھا۔ اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق اہلبیت علیہم السّلام کی خدمت مین جاکر رسم تعزیت اور تسلیہ بجالائے اور فرمایا آپ حضرات سے جناب رسالتمآب صلعم کے غسل و تجہیز و تکفین کی مرد یات متعلق ہین۔ آپ انھین انجام دین اور خود تمام بزرگان مہاجرین و انصار کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لے گئے کہ امر خلافت کو قرار دین۔

مرقومۂ بالا عبارت سے اصل وجہ تاخیر کا راز سربستہ کھل گیا کہ اس تمام التوا و تاخیر کا اصلی باعث اور حقیقی سبب سقیفہ کی پنچایت اور خلافت کا دنگل تھا جب یہ پنچایت اوٹھ گئی اور یہ دنگل برخاست ہوگیا۔ تو رسول اللہ کی نعش مبارک دفن کی گئی صحابۂ کرام کے اس خاص طرز عمل مین آجتک یہ شعر زبان زد خاص و عام ہے ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

فاضل عباسی گورکھپوری نے اس موقع کی روئداد حاضرہ کی نسبت اپنی کتاب تاریخ الاسلام مین نہایت معقول اور پُر واقع رائے قائم کی ہے اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کے مردے دفن نہین کیے جاتے ہین جبتک کہ ولیعہد کی تخت نشینی کا مسئلہ طے نہین پالیتا ہے۔ افسوس ہے کہ خانۂ رسالت بھی اس دستور سے خالی نہ رہ سکا۔ جبتک کہ خلافت کا مسئلہ طے نہ پالیا رسول اللہ صلعم کی نعش مبارک دفن نہین کی گئی۔

فاضل مورخ کا استعجاب نہایت صحیح ہے لیکن اس استعجاب سے پہلے ہمارے فاضل محقق کو سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلعم کی آنکھ بند ہوتے ہی احکام شریعت اور قوانین رسالت سب رخصت ہوگئے۔ اور انکی جگہ نظام حکومت و سیاست قائم ہوگئے زمانۂ رسالت مین سیاست شریعت کی تبع تھی اور اب شریعت سیاست کا ایک ماتحتی شعبہ قرار دیدی گئی جسکے نزدیک رسول اللہ صلعم کی مقدار ذات ایک ملکی حاکم اور قومی سردار سے زیادہ نہین بڑھتی۔ اس بنا پر وفات رسولؐ کے بعد بھی عموماً وہی کیا گیا جو عام حاکمان ملکی اور سرداران قومی کے مرنیکے بعد ملک و قوم مین کیا جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر بنی ہاشم کو تاخیر کرنیکی کیا مجبوری تھی۔ اول مین سے تو ایک شخص بھی سقیفہ بنی ساعدہ مین شریک نہ تھا جواب یہ ہے کہ اول تو بنی ہاشم مین اسوقت تک کل چھ آدمی مرد تو تھے ہی۔ اور باقی سب بچے اگر یہ کل چھ آدمی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش مطہر کو بلا انتظار مہاجر و انصار دفن فرما دیتے تو جو فساد اور

Presented by Ziaraat.Com

مصیبتین اونکو وفات رسول ص کے بعد معرکہائے جمل وصفین سے لیکر واقعہ کربلا تک پیش آئین - وہ اسی وقت فوراً سامنے آجاتین اسکے علاوہ ازدواج مطہرات خصوصاً امہات المومنین حضرت عائشہ وحفصہ ودیگر خواتین جنکے اعزا واقارب ارباب سقیفہ اور اصحاب حل وعقد تھے - کب بلا مشارکت اپنے عزیزون کے لاش رسول ص کو دفن ہونے دیتین - اسلیے حضرات اہلبیت علیہم السلام اور بزرگان بنی ہاشم مراسم تجہیز وتکفین سے فراغت کرکے لاش مطہر رسول اللہ صلعم کو لیئے بیٹھے رہے اور اسلام کی نئی دنیا کے انقلاب کو بہزار چشم حسرت وعبرت مشاہدہ فرماتے رہے -

یہ سب شبلی صاحب اور اونکے اسلاف کی موضوعہ تاویلین ہین کہ اس وجہ سے دفن مین دیر ہوئی اس باعث سے قبر کنی مین تاخیر ہوئی - اور اس سبب سے آپکس مین اختلاف رائے ہوا - اختلاف ہوا تو کیسے - اختلاف تو جب ہوتا ہے جب متعدد آدمی ہوتے ہین - وہان سب لوگ تو سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع تھے - یہان سوائے بنی ہاشم کے تھا ہی کون جس سے اختلاف رائے ہوتا - حقیقت اتنی ہے کہ قبر مطہر کھد گئی - غسل وکفن بھی ہوگیا - نعش مبارک بھی تیار ہوگئی - یہ صاحب آلین وہ بزرگ تشریف لالین - اسی انتظار نے ایک دن کا دو دن کر دیا - بات تھی تو اتنی ہی - اب جتنا جی چاہے بڑھا لیجئے -

روضۃ الاحباب کے مرقومہ بالا روایت سے علاوہ حقیقت حال کے مفصلہ ذیل حالات پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے -

اول یہ (۱) تمام صحابہ کرام کو عموماً اور حضرت عمر بن الخطاب کو خصوصاً ان آیات قرآنیہ کا جنکو حضرت ابوبکر نے تلاوت فرمایا ابتک کوئی علم واطلاع نہین تھی - اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ صحابہ کرام مین سے کسیکو بھی پورا قرآن یاد نہین تھا اور ان مین سرنمبر حضرت عمر قرار پاتے ہین -

(۲) یہ بھی ثابت ہوگیا کہ باوجود اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے یقین کامل کے تمام صحابہ کرام علی الخصوص حضرت عمر بن الخطاب جناب رسالتمآب ص کے وجود ذیجود کو آجتک فنا پذیر نہین سمجھتے تھے - اسی بنا پر وہ رسول اللہ صلعم کی موت سے انکار فرماتے تھے اور اس امر مین اپنی پوری قوت اجتہادیہ سے کام لیتے تھے چنانچہ کنز العمال مین ہے -

عن عباس ان عمر بن الخطاب ذکر له ما حمله على مقالته التی قال حین توفی رسول الله ص قال کنت اتامل هذه الایة وکذلك جعلنکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس فوالله ان کنت لاظن انه سیبقی فی امته حتی یشهد علیها بآخر اعمالها وانه الذی حملنی ان قلت ما قلت (اخرجه البیهقی فی دلائل النبوة)

ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عمر نے اون سے ذکر کیا کہ مجھکو جناب رسولخدا صلعم کی وفات مین اس آیت نے تامل دلادیا تھا - وہ آیت یہ ہے کہ مین نے تمکو امت وسطی (درمیان) قرار دیا ہے تاکہ تم لوگون کا مشاہدۂ حالات کیا کرو - اسوجہ سے مین نے خیال کیا کہ آپ اپنی امت مین باقی رہکر اونکے آخر اعمال تک کا مشاہدہ فرمائینگے اور یہی وجہ تھی کہ ہمسے اوسوقت جو کہنے کی بات تھی کہدی تھی -

(بیہقی فی الدلائل) منقول از کنز العمال)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر کا یہ اجتہاد کسقدر معارف اصول توحید تھا اور مخالف قرآن مجید و محققین کے فیصلہ پر موقوف ہے۔

(۳) جب اتنے مسلمان ایک خاص شخص کو جیسا ہے وہ ارتقائے فطرت کے نقطۂ انتہا تک کیون نہ پہونچا ہو۔ فانی نہین سمجھتے تھے۔ بلکہ اپنے خیال مین باقی اور ابدی سمجھتے تھے۔ تو وہ کیسے اصول اسلام کے موافق کامل الاسلام اور خالص الایمان کہے جائینگے کیونکہ ہم دیکھتے ہین عموم صحابہ کے علاوہ خود حضرت عبداللہ بن عمر سا متشرع بزرگ بھی یہ اقرار کرتا ہے کہ ہماری آنکھون پر اب تک پردے پڑے ہوے تھے۔ جو حضرت ابوبکر کی تصریحات آیات نے سامنے سے ہٹا دیئے۔ انکے اقرار کے علاوہ۔ خاص حضرت عمر کا اعتراف ہے جو حضرت ابوبکر کے استدلال آیات قرآنیہ سے آپ پر مستولی ہوا تھا شاہد صادق ہے۔

(۴) اتنی مدت تک یہ حضرات جو اس عقیدہ پر قائم رہے وہ اصولاً عقائد اسلامی کے متمسک تھے یا نہین۔

(۵) تدفین رسول ص اور تعیین خلیفہ کی اہمیت اور فرق مابہ الامتیاز بھی پوری طور سے ثابت ہوگیا۔

(۶) اسی کے ساتھ بنی ہاشم اور اہلبیت رسول صلعم کے ساتھ تمام اہل اسلام کے موجودہ اور آیندہ طرز عمل بھی معلوم ہو گئے اور اسی وقت سے معلوم ہوگیا کہ ملی تنظیم یا سیاست مین بنی ہاشم اور اہلبیت علیہم السلام کا ان تمام لوگون کے نزدیک کوئی حق و حصہ نہین تھا۔ اور نہ ان مین اسکی کوئی صلاحیت و قابلیت تھی۔ اسی بنا پر حضرت ابوبکر نے ان بزرگوارون کو تجہیز و تدفین رسول ص کے موجودہ کامون کے لیئے مخصوص طور پر علاحدہ کردیا اور خود تمام مہاجر و انصار کے ساتھ نظام حکومت اور استحکام امارت کے لیئے سقیفہ مین تشریف لے گئے بقولیکہ ؎ از صحن خانہ تا بلب بام افغان من + و ز سقف خانہ تا بثریا افغان تو یا سمجھنے والے یون سمجھ لین کہ جس کا مردہ ہو وہ گاڑے۔ ہم کیون ہاتھ لگانے جائین۔

تجہیز و تکفین آنحضرت صلعم

شبلی صاحب اسکی تفصیل مین لکھتے ہین۔

تجہیز و تکفین کی خدمت خاص اعزا و اقارب نے انجام دی۔ فضل ابن عباس اور اسامہ نے پردہ کیا اور حضرت علی نے غسل دیا۔ حضرت عباس بھی موقع پر حاضر تھے اور بعض روایتون مین ہے کہ انھین نے پردہ کیا تھا۔ چونکہ اس شرف مین ہر شخص شریک ہونا چاہتا تھا۔ اسلیے حضرت علی نے اندر سے کنواڑ بند کر لیے تھے۔ انصار نے دروازے پر آواز دی کہ خدا کے لیئے ہمارے حقوق کا بھی خیال رکھیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتگاری مین ہمارا بھی حصہ ہے۔ حضرت ابوبکر نے جیساکہ واقدی کا بیان ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلعم مین کسی کا حق نہین ہے اسلیئے اگر سب کو اجازت دی گئی تو کام رہجائیگا۔ لیکن انصار کے اصرار پر حضرت علی نے اوس بن خولی انصاری کو۔ جو اصحاب بدر مین تھے اندر بلالیا وہ پانی کا گھڑا بھر بھر کر لاتے تھے۔ حضرت علی نے جسم مبارک کو سینہ سے لگا رکھا تھا۔ حضرت عباس اور اونکے دونون صاحبزادے قثم اور فضل جسم مبارک کی کروٹین بدلتے تھے اور اسامہ بن زید اوپر سے

Presented by Ziaraat.Com

پانی ڈالتے تھے۔

شبلی صاحب نے حقیقت حال تو لکھدی۔ لیکن عادت اور ضرورت سے مجبور تھے۔ حضرت ابوبکر کی شرکت کو داخل ہی کر دیا حالانکہ روضۃ الاحباب کی مرقومہ بالا عبارت سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر خود تجہیز و تکفین رسولؐ کی خدمت بنی ہاشم اور اہل بیت علیہم السلام کو سپرد فرما کر سقیفہ بنی ساعدہ تشریف لے گئے تھے۔ پھر آپ موجود کہاں تھے جن سے انصار شمول خدمت کی اجازت لیتے۔ یہ تو بالکل خلاف واقع ہے۔ تجہیز و تکفین رسول اللہ صلعم سے حضرت ابوبکر وغیرہم کی غیر حاضری محدثین و مورخین اور جملہ اسلامی مؤلفین کا اتفاقی مسئلہ۔ آپ خود بھی لکھکر اقرار کر چکے ہیں کہ تجہیز و تکفین کی خدمت خاص اعزا و اقارب نے انجام دی۔ بڑی تلاش اور سخت کد و کاوش کے بعد آپکو واقدی کے ایک قول سے تجہیز و تکفین رسول اللہ صلعم میں حضرت ابوبکر کی شرکت معلوم ہوئی اور آپنے اوسکو لکھ مارا۔ چونکہ اسوقت اپنے مطلب کی ہے اسلیئے واقدی کی تحریر پر نقد و تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں اور نیز اوسکی مجہولیت و موضوعیت کی شہرت خاص سے کوئی بحث نہیں۔ وہ تو اسوقت ائمین بخاری و مسلم کے برابر قوی الاسناد ہیں۔ لیکن ہم آپکو بتلائے دیتے ہیں کہ واقدی وہی بزرگ ہیں جنکی نسبت آپ خود لکھ چکے ہیں کہ واقدی کی مجہولیت کا مسئلہ عام ہے۔ پھر ایسے مجہول خاص بھی نہیں مجہول عام سے آپ حضرت ابوبکر کی خصوصیت کی سند پیش کریں تو سوائے آپکی خوش فہمی کے اور کیا کہا جائے۔

بہرحال۔ اب تجہیز و تکفین رسول اللہ صلعم میں حضرت ابوبکر کی مشارکت کے واقعہ کو حسب ذیل محدثین و مورخین کی عبارت میں ملاحظہ فرما کر بتلایا جاوے کہ ان حضرات کی مرویات میں حضرت ابوبکر کی مشارکت کا کہیں ذکر و مذکور بھی ہے۔

محدث شیرازی لکھتے ہیں۔

عباس و علیؑ و فضل و قثم پسران عباس و اسامہ بن زید و صالح حبشی کہ آزاد کردہ رسولؐ بود و شقران لقب داشت آن سرور را برداشتہ در اندرون کلہ در آوردند و غسل مشغول شدند و عباس فرمود تا در را بروے مردم ببستند و در غسل آنحضرت بغیر ازان شش مرد کہ مذکور شدند ہیچکس در نیامد و در روایتے آنکہ انصار بیرون فریاد برآوردند کہ اے اہلبیت ما اخوان آنحضرت ایم و حق قرابت و خدمت ما بادے ہمہ را معلوم است و صدق و اخلاص ما در اسلام بر ہمہ روشن است۔ یک کس باید کہ از ما پیش شما باشد

حضرت عباس حضرت علیؑ۔ فضل و قثم پسران عباس اسامہ بن زید صالح حبشی جو آنحضرت صلعم کا آزاد کردہ غلام تھا اور جس کا لقب شقران تھا۔ آپکو اوٹھا کر حجرہ میں لے آئے اور غسل میں مصروف ہوئے حضرت عباس نے کہا کنواڑے بند کر دو اور غسل میں سوائے ان چھ آدمیوں کے اور کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ باہر سے انصار نے فریاد کی کہ اے اہلبیت رسولؐ ہم بھی جناب رسول خدا صلعم کے بھائی ہیں اور ہماری قربت و خدمت آنحضرت صلعم کے ساتھ سب کو معلوم ہے اور اسلام میں ہمارا خلاص اور صداقت بھی سب پر روشن ہے۔ اس بنا پر

Presented by Ziaraat.Com

تا ما را شرفے حاصل شود و از دولت تعہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محروم نہ مانیم و بروایتے آنکہ اوس بن خولی خزرجی انصاری گفت اے علی بن ابی طالب سوگند میدہم ترا بخدا کہ مرا اجازت دہ تا درایم امیر دیرا دستوری دادکہ آید۔ فاما در غسل ہیچ مدخل نہ داشت و روایتے ہست کہ از چاہ سعد بن خیثمہ آب می کشید و می آورد و اہل بیت غسل میدادند۔ اسامہ و شقران آب می ریختند و فضل پیراہن را از بدن وے جدا نگاہ می داشت تا علیؑ علیہ السلام بآسانی جسد اطہر آن سرور را می شست و عباس و قثم در گردانیدن دیرا از طرفے بطرفے اعانت و امداد حضرت علی می نمودند۔ سہ نوبت بہ آب ورق کنار و آب خالص آنحضرت صلعم را شستند۔ صہ ۵۶۴

لازم ہے کہ ہملوگون مین سے بھی ایک آدمی آپ کی خدمت غسل مین شریک کرلیا جاوے کہ ہمکو بھی شرف حاصل ہو اور ہم بھی خدمت رسول سے محروم نہ رہجائیں۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اوس بن خولی خزرجی الضاری نے چلاّکر کہا اے علی ابن ابی طالب۔ آپ کو مین خدا کی قسم دیتا ہون کہ مجھے اندر آنے کی اجازت دی جائے حضرت امیرؑ نے اوسکو اندر آنے کی اجازت عنایت فرمادی اور وہ اندر آیا۔ لیکن اوس نے غسل مین کوئی مداخلت نہین کی ایک روایت مین ہے کہ اوس چاہ سعد بن خیثمہ سے صرف پانی لاتے تھے اور آپکے اہلبیت آپکو غسل دیتے تھے حضرت علیؑ قبلہ رو آپکی میت کو غسل دیتے تھے اور عباس و قثم آپکے جسم مطہر کو ایک طرف سے دوسری طرف بدلتے تھے۔ فضل آپکے کپڑون کی حفاظت کرتے تھے۔ اور اسامہ و شقران پانی ڈالتے تھے حضرت علیؑ آپکو آہستگی اور بجمیع خاطر آپکو غسل دیتے تھے۔ تین مرتبہ بیری کی پتیون سے اوٹائے ہوئے پانی سے اور اتنی ہی مرتبہ آب خالص سے آپکو غسل دیا گیا اور اس طرح غسل کا کام انجام پایا۔

کہین حضرت ابوبکر کی شرکت یا موجودگی وقت غسل کا ذکر نہین ہے۔

مورخ ابن الوردی اپنی تاریخ لکھتے ہین۔

تولی غسلہ علی والعباس والفضل وقثم ابنا العباس واسامہ بن زید وشقران مولی النبی صلعم فکان العباس وابناءہ یقلبونہ واسامہ وشقران یصبان الماء وعلی یغسلہ۔

رسول اللہ صلعم کے غسل کے متولی حضرت عباس علی فضل قثم ابنائے عباس اسامہ بن زید و شقران مولی رسول اللہ صلعم تھے عباس اور اونکے صاحبزادے میت مبارک کو اس طرف اوس طرف پھیرتے تھے۔ اسامہ و شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی غسل دیتے تھے۔

اس مین بھی حضرت ابوبکر کی موجودگی کا ذکر نہین۔

تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کان العباس والفضل یقلبونه وکان اسامه و شقران یصبان الماء واعینهم مصبوبة ۔

عباس اور فضل آپکے جسد اطہر کو ادھر اودھر پلٹتے جاتے تھے اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور سب کی آنکھون پر پٹیان بندھی تھین

اس مین بھی حضرت ابوبکر کی حاضری کا نام نہین ۔

حضرت علیؑ کی غسل رسول کیلئے خصوصیت

ابن سعد طبقات مین لکھتے ہین ۔

عن علی قال اوصانی النبی صلعم ان لا یغسله احد غیری فانه لا یری عورتی احد الا طمیت عیناه ۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص آپکو غسل نہ دے اسلیے کہ جو کوئی آپکی عورتین کو دیکھے گا وہ اندھا ہو جائیگا

سوائے حضرت علیؑ مرتضی کے اور سب کی آنکھون پر پٹی بندھنے کی یہ وجہ تھی ۔

تاریخ ابن ہشام مین یہ عبارت مرقوم ہے ۔

حدثنی عبداللہ بن ابوبکر و حسین بن عبداللہ وغیرهما من اصحابنا ان علی بن ابیطالب والعباس بن عبدالمطلب والفضل بن العباس وقثم بن العباس و اسامه بن زید وشقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم هم الذی ولوا غسله وان اوس بن خولی احد بنی عوف بن الخزرج قال لعلی بن ابی طالب انشدك اللہ یا علیؑ وحظنا من رسول اللہ صلعم وکان اوس من اصحاب رسول اللہ ص واهل بدر فقال ادخل فدخل مجلس وحضر غسل رسول اللہ صلعم فاسنده علی ابن ابی طالب علی صدره وکان العباس والفضل وقثم یقلبونه معه وکان اسامه بن زید وشقران مولاه هما اللذان یصبان الماء علیه وعلی یغسله ۔

عبداللہ بن ابوبکر و حسین بن عبداللہ وغیرہما ہمارے اصحاب رواۃ نے بیان کیا ہے کہ علی بن ابی طالب ۔ عباس بن عبدالمطلب اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس ۔ اسامہ بن زید اور شقران آنحضرت صلعم کے غلام تھے ۔ یہ وہ بزرگوار تھے جو غسل و کفن رسول اللہ صلعم کے مہتمم خاص تھے اور اوس بن خولی تھے جو بنی عوف بن خزرج کے قبیلہ انصار مین سے رسول اللہ صلعم کے صحابی اور شرکاء بدر مین تھے ۔ چلا کر کہا اے علی بن ابی طالب مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ ہمکو بھی خدمت رسولؐ سے سرفراز فرمایئے ۔ آپنے انھین اجازت دیدی اور وہ اندر آکر حاضر خدمت غسل ہوئے ۔ عباس ۔ فضل اور قثم آپکو غسل دینے مین اس کروٹ سے اوس کروٹ کرتے تھے ۔ حضرت علیؑ سینہ سے لگائے تھے ۔ اسامہ بن زید اور شقران آپکے غلام آپ پر پانی ڈالتے تھے ۔ اور علی بن ابی طالب میت مبارک کو غسل دیتے تھے ۔ جلد سوم صفحہ ۶۰۳ مصر

اب شبلی صاحب اور انکے مویدین سمجھین کہ آپکے واقدی ایسے مجہول السند شخص کا قول موضوعہ و منفردہ کتنے علمائے محدثین و مورخین کے اقوال متواترہ و متکاثرہ کے مقابلہ مین کیسے قابل تسلیم سمجھا جائیگا آپنے حضرت ابوبکر کی

Presented by Ziaraat.Com

ہوا خواہی ہین یہ خبر اوڑادی جو سراپا خلاف واقعیت اور معارض اصلیت ہے پہلے آپ اُسوقت حضرت ابوبکر کی وہان موجودگی ثابت کرلین - پھر اوس بن خولی کو اجازت دینا نہ دینا بیان کرینگے - آپکے امام واقدی کی ایک روایت مجہول وموضوع کے مقابلہ مین حدیث وتاریخ کے اتنے اسناد قوی الاعتماد والاستناد لکھدیئے گئے ہین جو پوری طور سے ثابت کررہے ہین کہ حضرت ابوبکر نہ اوسوقت موجود تھے - نہ اُوس نے آپ سے اجازت مانگی اور نہ آپنے دی بلکہ اوس بزرگ محترم نے اوس بن خولی کی استدعا پر اوسے خدمت غسل مین صرف حاضر باشی کا شرف خاص عنایت فرمایا - جو منجانب الرسول آپکے غسل وتکفین کے لیئے قبل سے مامور ہوچکا تھا هذا فضل الله یؤتیه من یشآء ان الله ذو الفضل العظیم

غسل کے بعد تکفین کی تفصیل یون فرمائی گئی ہے -

کفن کے لیئے جو کپڑا تجویز کیا گیا تھا وہ حضرت ابوبکر کے صاحبزادے عبداللہ کی مین کی لائی ہوئی چادر تھی لیکن بعد کو اتار لی گئی - اور تین سوتی سفید کپڑے جو سحول کے بُنے ہوئے تھے - کفن مین دیئے گئے - ان مین قمیص اور عمامہ نہین تھا -

سیرۃ النبی ج ۲ ص ۱۴۴۲

جب آپ لکھکر خود اقرار کرتے ہین کہ عبداللہ بن ابوبکر کی لائی ہوئی چادر یا چھائے کفن مین استعمال نہین ہوئی بلکہ اوتار لی گئی - تو پھر اسکے بیان ونقل کی کیا ضرورت تھی - وہی حضرت ابوبکر کی ہوا خواہی - اگرچہ بالکل واہی اور خوامخواہی سہی - ایک تو امام مسلم صاحب ہی کی خوش فہمی ہے - جنھون نے خود اپنے ستر اور انکاری واقعہ کو لکھا اوسپر آپکا طریقہ استخراج واستنباط اور مستزاد ہے کہ آپنے ایسے ناقابل الذکر واقعہ کو سمجھکر بھی نقل کردیا - لیکن آپ یا مسلم صاحب کیا کرین مطلب دونون کا ایک مدعا مساوی اور غرض مشترک -

افسوس تو اس پر ہے کہ حضرت ابوبکر کے ساتھ تو خلوص عقیدت کی یہ پرجوشی تھی لیکن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومنزلت کی طرف سے بالکل بیخبری اور گران گوشی - اتنا بھی خیال نہ آیا کہ آخر وہ عبداللہ کی چادر کیون اوتار لی گئی - اسلیئے کہ عموماً تمام مستطیع مسلمان مردون کے لیئے یہ کفن - غسل - آب غسالہ - ملبوس کفن اور مقام قبر اوسکی ملکیت خاص ہونا چاہیئے - ان مین سے کسی شے کے لیئے اوسکو دوسرون کا زیربار احسان نہین ہونا چاہیئے جب عام مردون کے لیئے خدا ورسول نے شرائط قائم فرمادیئے ہین تو پھر رسول اللہ کی میت کیونکر بال غیر کے احسان کی زیربار کی جاتی اسلیئے حضرات اہلبیت اور بزرگان بنی ہاشم نے ایک منٹ کے لیئے بھی اسے گوارا نہ کیا اور عبداللہ کی دی ہوئی چادر فوراً اُتار لی -

اگر شبلی صاحب اس واقعہ کے ساتھ یہ توجیہ بھی قلمبند فرمادیتے تو اصل حقیقت بھی معلوم ہوجاتی اور بنی ہاشم کی غیرت وحمیت - مگر آپ کیسے لکھتے - یہ تو اوصاف بنی ہاشم کی تفضیل ہوجاتی جو ہمیشہ سے ناگوار طبع لطیف ہے - جتنی تاریخ و حدیث کی کتابین میرے پیش نظر ہین - اُن مین عبداللہ کی چادر کا کہین ذکر نہین ہے - اسلیئے کہ جب وہ پارچہائے کفن

سے خارج کردی گئی تو پھر اوسکے نقل کی ضرورت ہی کیا تھی یہ سمجھکر کسی نے بھی اوسے نہ لکھا۔ ابن ہشام تکفین کے متعلق صرف اتنی عبارت لکھکر تمام کردیتے ہین۔

قال ابن اسحق فلما فرغ من غسل رسول اللہ صلعم کفن فی ثلاثۃ اثواب ثوبین صحاریین وبردۃ حبرۃ۔

جب آنحضرت صلعم کے غسل سے فراغت ہوگئی۔ تو تین پارچون مین آپ کو کفن دیگیا۔ جس مین دو موٹے کپڑے تھے اور ایک حبرہ کی چادر تھی۔

روضۃ الاحباب مین یہ تصریح ہے۔

آنگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در سہ جامہ سفید سحولی کہ در ہیچ کدام از آنہا قمیص و عمامہ نبود۔ کفن کردند۔

پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین پارچہائے سحولی جن مین عمامہ اور قمیص نہ تھی۔ کفن پہنایا۔

کوئی شخص عبداللہ کی چادر کا حال نہین لکھتا۔ مگر شبلی صاحب لکھتے ہین۔ اور پھر لکھنے کے بعد یہ بھی لکھدیتے ہین کہ وہ چادر اوتار لی گئی۔ پھر لکھنے سے فائدہ؟ اس راز کو صرف شبلی صاحب بتلائینگے؟

اسکے آگے صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین۔

و در روایتے آنکہ کفن دے دو جامہ سفید و یک یمانی بود و مشک و حنوط بر کفن و سجدہ گاہ دے پاشیدند و چون از این امور فارغ گشتند ویرا بر سریر بخوابانیدند چنانکہ وصیت فرمودہ بود۔ ص ۵۶۴

اور ایک روایت مین منقول ہے کہ دو جامہ سفید اور ایک بردیمانی کا اسیکو کفن دیگیا اور مشک و حنوط کفن مبارک اور سجدہ کی جگہون پر مل دیگیا۔ جب ان امور سے فراغت ہوگئی تو آپ کے جنازے کو چارپائی پر آپکی وصیت کے مطابق رکھدیا۔

تدفین رسول صلعم تدفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین۔

مدینہ مین دو صاحب قبر کھودنے مین ماہر تھے حضرت ابوعبیدہ جرّاح اور ابوطلحہ انصاری۔ حضرت ابوعبیدہ اہل مکہ کے دستور کے مطابق بغلی قبر کھودتے تھے۔ اور ابوطلحہ مدینہ کے رواج کے مطابق لحدی۔ لوگون مین اختلاف پیش آیا کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے۔ حضرت عمر نے کہا اختلاف مناسب نہین۔ دونو آدمیون کو بلا بھیجنا چاہیئے۔ جو پہلے آجائے۔ لوگون نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ حضرت عباس نے دونو صاحبون کے پاس آدمی بھیجے۔ اتفاق یہ کہ ابوعبیدہ گھر موجود نہ تھے ابوطلحہ آئے اور ان ہی نے مدینہ کی رواج کے مطابق قبر کھودی جو لحدی تھی یعنی بغلی نہین تھی۔ نبی چونکہ نم تھی اسلیے جس بستر پر آپنے وفات پائی تھی وہ قبر مین بچھادیا گیا"

شبلی صاحب کی موقع شناسی کبھی چوکنے والی نہین۔ وفات کے حالات مین آپ کن کن قلمکاریون سے شیخین کی متفقہ اور مسلمہ غیر حاضری اور عدم موجودگی کے خلاف ہر واقعہ مین خوامخواہ اپنے تان کر اونکی مشارکت اور مداخلت تو کہان کم سے کم

Presented by Ziaraat.Com

حاضری اور موجودگی ثابت کرنا چاہتے ہین ہم ان حالات کے آغاز ہی مین لکھ آئے ہین اور اقوال متواترہ سے ثابت کر آئے ہین کہ حضرات شیخین غسل و کفن و دفن رسول اللہ ص مین شریک نہیں تھے پھر اُن مین سے کسی صاحب کی اسکی طرف نسبت یا اشارت کرنا کسقدر خلاف واقعیت اور معارض حقیقت ہے۔ مگر ہین شبلی صاحب کے اکثر سلف صالحین نے اس داغ کے مٹانیکی کوشش کی ہے شبلی صاحب بھی اُنھین کی تقلید مین اپنے حسن عقیدت کا اظہار کرنا چاہتے ہین اور ابن ماجہ کے اس موضوعہ اضافہ کی اسناد سے جو محض حضرت عمر کی خیر خواہی کے لئے تیار کیا گیا ہے لکھتے ہین۔

"لوگون مین (بغلی اور لحدی کھودی جانے کے متعلق) اختلاف پیش آیا کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے۔ حضرت عمر نے کہا اختلاف مناسب نہین۔ دونون آدمیون کے پاس آدمی بھیجا جاوے۔ جو پہلے آجاوے۔"

جب یہ مسلم ہو چکا ہے کہ حضرات شیخین وفات رسول ص کے بعد تجہیز و تکفین وغیرہ کا اہتمام حضرات اہلبیت اور بزرگان بنی ہاشم سے متعلق کر کے خود مہاجر و انصار کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف نظم خلافت کی غرض سے تشریف لیگئے جیسا کہ محدث شیرازی خود حضرت ابوبکر کی زبانی نقل فرماتے ہین۔

ابوبکر صدیق تعزیۃ و تسلیۃ اہلبیت بجا آورد و گفت مہم غسل و تجہیز و تکفین آن سرور تعلق بشما دارد و خود با اکابر مہاجر و انصار بسقیفہ بنی ساعدہ رفت تا امر خلافت را قرار دہد و اہل بیت کار سازی غسل می کردند۔

حضرت ابوبکر آئے اور رسم تعزیت و تسلی بجا لاکر اہلبیت ع سے کہنے لگے کہ غسل و تجہیز و تکفین رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتظام آپ لوگ کرین۔ یہ فرماکر خود اکابر مہاجر و انصار کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ کہ امر خلافت کو قرار دیں۔ ص ۵۶۳

حضرات اہل بیت ع آنحضرت صلعم کے غسل و کفن مین مصروف ہوگئے حضرت ابوبکر نے غسل و تکفین وغیرہ کی خدمت اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ کیون مخصوص کر دی تھی۔ اس مین بھی خاص مجبوری تھی۔ اسلیئے کہ خود مخبر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث انکے پیش نظر تھی۔

عن علی قال اوصانی النبی صلعم ان لا یغسلہ احد غیری فانہ لا یری عورتی احد الا طمست عیناہ

حضرت علی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص آنحضرت صلعم کو غسل نہ دے جو آپکی عورتین کو دیکھیگا وہ اندھا ہو جائیگا

بہرحال یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تجہیز و تکفین کے آغاز ہی سے حضرات شیخین تنہا بھی نہین بلکہ تمام اکابر مہاجر و انصار کو لیکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف تشریف لیگئے تھے تو پھر ان امور کی انجام دہی کیوقت یہ حضرات یا ان مین سے کوئی حضرت عمر کے ایسا فرد واحد موجود کہان تھا جو ان کو مشورہ دیتا یا ہدایت کرتا کسی حدیث و تاریخ کے عنوان بیان سے یہ بھی تو ظاہر نہین ہوا کہ یہ حضرات بیکوقت دونون کام انجام دیتے تھے سقیفہ مین امور امارت و خلافت بھی سنبھالتے تھے اور وہان سے بار بار آکر جسد رسول پر پانی بھی ڈالتے تھے اور کفن بھی پہناتے تھے! اور اگر کوئی صاحب اپنی خدمت کے اظہار سے ان قباحتون کا

اعتبار فرمائین۔ تو مسلمہ جمہور کے مخالف ہونے کے علاوہ خود حضرت ابوبکر صدیق کے اوس قول و حکم کے معارض ثابت ہوگا جو خاص طور پر ان امور کی نسبت حضرات اہل بیت و سائر بنی ہاشم کو دے چکے تھے۔ شبلی صاحب تو اپنے مفید مطلب ذرا سا شوشہ بھی پاکر بلا خیال پیش و پس لکھ مارتے ہین اور ذرا بھی خیال نہین فرماتے ؎ کین راہ کہ میروی بترکان است۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ایسے موقعون کے لیے آپ کی سیر صحاح کے مجلدات مین۔ جو پہلی تو آپ کے عقاید کی کتابین ہین۔ پھر اوسکے بعد ہر قسم کے موضوعات و غیر موضوعات مرویات کے ذخیرے۔ اگر وہ قابل تسلیم ہونگی تو آپ کے نزدیک دوسرے فرقہاے اسلامی اونپر کیون اعتبار کرنے لگے۔ آپ نے اپنے دیباچہ کتاب مین ترجیح حدیث علی التاریخ کا جو طلسم باندہا تھا اور جس کا تار تار تبصرہ اسوۃ الرسول جلد اوّل مین جدا جدا کر دیا گیا ہے۔ وہ اسی غرض و غایت سے تو تھا ہی اب محققین ناظرین خود تصفیہ فرمالین کہ ان واقعات کی تفصیل و تصریح علم حدیث کا موضوع صحیح قرار پاتی ہے۔ یا علم سیر و تاریخ کا اصلی مقصود۔ اگر اونکی عقل سلیم ہے اور سیر و تاریخ کی سیر کا مذاق صحیح ہے تو وہ ان واقعات کی تفصیل و تشریح کو کبھی احادیث کا موضوع نہین بتلا سکتے۔ بلکہ صرف سیر و تاریخ ہی کو ان کا ماخذ خاص قرار دینگے جب ان واقعات کی حقیقی ماخذ کتب تاریخ ہی قرار پائینگی تو اب یہ دیکھنا ہے کہ عرب کی سب سے قدیم کتاب تاریخ ابن ہشام کی کیا صورت حال پائی جاتی ہے۔ تاریخ ابن ہشام مین مرقوم ہے۔

حدثنی حسین بن عبداللہ عن عکرمہ عن ابن عباس قال لما ارادوا ان یحفروا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان ابو عبیدہ بن جراح یحفر لاہل مکۃ وکان ابو طلحہ زید بن سہل ھو الذی یحفر لاہل المدینۃ فکان یلحد فدعا العباس رجلین فقال لاحدھما اذھب الی ابی عبیدہ بن الجراح وللآخر اذھب الی ابی طلحہ اللھم خر لرسولک فوجد صاحب ابی طلحہ فجاء بہ فلحد رسول اللہ صلعم

ص ۱۰۲ ج ۳ مطبوعہ مصر

حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلعم کی قبر کھودنے کا انتظام ہونے لگا تو ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے دستور کے مطابق قبر کھودتے تھے اور ابو طلحہ جن کا نام زید بن سہل تھا وہ اہل مدینہ کے رواج کے موافق قبر کھودتے تھے اور وہ لحدی ہوتی تھی۔ حضرت عباس نے دو آدمی بلائے اور اون مین سے ایک کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس بھیجا اور دوسرے کو ابو طلحہ کے پاس اور فرمایا خدایا اپنے رسول صلعم کے لیے ان مین سے کسی کو بھیجدے اتفاق سے ابو طلحہ کے پاس فرستادہ آدمی ابو طلحہ کو مل گیا اور وہ اُس کے ساتھ چلے آئے اور انھین نے آنحضرت صلعم کی قبر کھودی۔

لیجیے اس مین بھی نہ معارضہ ہے اور نہ حضرت عمر کا محاکمہ۔ نہ سوا ے مخصوصین بنی ہاشم کے لوگون کا اجماع ہے اور نہ آپس مین نزاع۔ کچھ بھی نہین۔ یہ سب سامان تو صرف حضرت عمر کی حاضری اور موجودگی ظاہر کرنے کے لیے

Presented by Ziaraat.Com

مہیا کئے گئے تھے۔ سب سے سوا اس سراپا موضوع واقعہ کی خوبی تو یہ ہے کہ ابتدائی حالات تو دونون عبارتون مین لفظاً لفظاً ایک ہی پائے جاتے ہین حضرت عمر کے ذکر سے جو اصل جوڑ لگایا گیا ہے اوس کے الفاظ صاف صاف مصنوعی ہونے کا فرق بتلا رہے ہین۔ چنانچہ شبلی صاحب بھی اپنی عبارت مین حضرت عمر کا محاکمہ لکھکر اصل و موضوع کا یون منھ ملاتے ہین کہ "چنانچہ" کے لفظ کو خطوط ہلالی (برائیکٹ) کے اندر رکھکر لکھتے ہین۔ حضرت عباس نے دونو صاحب کے پاس آدمی بھیجے حضرت عباس کون بھیجنے والے۔ خود صاحب محاکمہ نے کیون نہ بھیجے۔ کیا حضرت عباس صرف آدمیون پر حکم چلانے والے تھے۔ اونکے تنازعات کے تصفیہ فرمانے پر قادر نہین تھے۔ جو حضرت عمر کو سقیفہ سے۔ اتنی دور سے اس معمولی بات کے تصفیہ و محاکمہ کے لیے زحمت دی گئی۔ حقیقت حال یہی ہے جو تاریخ ابن ہشام کی عبارت سے ثابت ہوئی اور اسکے قبل اور علمائے محدثین و مورخین کے اقوال سے ثابت ہو چکی کہ اس اختلاف رائے کا تصفیہ خود حضرت عباس نے اوسی صورت مین فرمالیا جس طرح تاریخ و حدیث کی متعدد کتابون سے نقل کرکے دکھلا دیا گیا ہے۔ شبلی صاحب انھین موضوعہ اضافات کو تحقیقات واقعات اور انھین جوڑ بندیون کو اپنی قلمکاری اور کمال واقعہ نگاری سمجھتے ہین جسکے نقل کرنے یا لکھنے سے کیا۔ اوسکے ذکر کرنے تک سے صاحبان تحقیق احتیاط و احتراز کرتے ہین۔

اسکے بعد شبلی صاحب لکھتے ہین۔

زمین چونکہ نم تھی۔ اسلیے جس بستر پر آپنے وفات پائی تھی۔ وہ قبر مین بچھا دیا گیا۔

قبر مین فرش پر میت کا دفن کرنا تمام اہل اسلام کے دستور عام کے خلاف ہے۔ اور خیر القرون کے زمانہ سے لیکر اس وقت تک امت اسلامیہ کے کسی اعلیٰ یا ادنی طبقہ کی میت کے ساتھ یہ طرز عمل نہ کبھی پایا گیا۔ نہ سنا گیا۔ شبلی صاحب کو تو اسکی توجیہ و تصریح کی ضرورت نہین اور نہ آپ اوسکے ذمہ دار ہین۔ ہان اگر صحابہ کرام یا حضرات شیخین کی نسبت اس کا تعلق ہوتا تو آپ اسکی توجیہ و تصریح کا انبار لگا دیتے۔ حالانکہ اصلی ماخذون مین اسکی توجیہ بھی موجود ہے اور تصریح بھی لکھکر بتلا دیا گیا ہے کہ یہ جسد مطہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی خصوصیت ہے۔ جو بعد آپکے پھر کسی مسلم میت کے ساتھ جائز نہین ہو سکتی۔ ملاحظہ ہو۔ ابن ہشام کی مفصلہ ذیل عبارت۔

قد کان مولاہ شقران حین وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حفرتہ وبنی علیہ قد اخذ قطیفۃ قد کان رسول اللہ صلعم یلبسہا ویفترشہا فدفنتہا

آپ کے غلام شقران نے جب جسد مطہر کو قبر کے پاس لاکر رکھا تو وہ چادر جو آپ اوڑھے ہوئے تھے اوتار کر قبر مین بچھا دی اور کہا کہ آپکے بعد کوئی دوسرا قیامت تک اسے نہین اوڑھ سکتا۔ پس وہ چادر بھی

فی القبر وقال واللہ لا یلبسہا احد بعدک ابدا فدفنت مع رسول اللہ صلعم

قبر منور مین جسد مطہر رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدفون کردی گئی۔ صفحہ ۱۰۶۔ جلد سوم مصر

اصل ماخذ کی عبارت مین تو نمی۔ رطوبت یا کسی خارجی وجہ وضرورت کا نام تک نہین۔ پھر آپکا یہ قیاس نہین تو کیا اگر آپکے قیاس کے موافق۔ زمین قبر کے نم ہونیکی وجہ سے قبر مطہر مین فرش کردیا گیا تھا تو اسوقت بھی قبرون مین نمی کیا اکثر پانی نکل آتا ہے۔ مگر فرش تو نہین کیا جاتا اور مردہ فرش پر تو نہین لٹایا جاتا۔ اس بنا پر آپکا یہ قیاس بالکل غلط ہے۔ حقیقت اور واقعیت وہی ہے۔ جو ابن ہشام نے لکھی ہے۔ یہ صرف جسد مطہر کی خصوصیت اور ردائے مبارک کے استحفاظ عظمت کی ضرورت تھی۔ اور کچھ نہین۔ چنانچہ محدث شیرازی نے روضۃ الاحباب مین اسکو لکھ کر بتلادیا ہے۔

علماء گفتہ اند کہ این از جملہ خصوصیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است صفحہ ۵۶۵

علماء نے بتلایا ہے کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

رسول کی نماز جنازہ

اسکے بعد نماز جنازہ کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

جنازہ تیار ہوگیا۔ تو لوگ نماز کو ٹوٹے۔ جنازہ حجرے کے اندر تھا۔ باری باری سے لوگ تھوڑے تھوڑے کرکے جاتے تھے پہلے مردون نے پھر عورتون نے۔ پھر بچون نے نماز پڑھی۔ لیکن کوئی امام نہین تھا"

کب جنازہ تیار ہوا کسوقت لوگ نماز جنازہ کے لیے ٹوٹے۔ کون کون آیا۔ کب اور کس وقت آیا۔ کوئی تصریح نہین۔ کوئی تفصیل نہین۔ اور تو اور۔ ذرا خاص طور پر اپنے حضرات شیخین اور اصحاب عشرہ مبشرہ کی نسبت جو امر امارت اور انعقاد خلافت کے ارباب حل وعقد تھے۔ دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شرکت آپ ثابت کرلین اور بحث امامت مین اپنی مستند کتاب عقائد نسفی کی یہ عبارت دیکھ لین۔ تو آگے بڑھین۔

ولان الائمۃ قد جعلوا اہم المہمات بعد وفات النبی صلعم نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن

مقتدایان دین نے بعد وفات رسول اللہ صلعم نصب امام کو اہم ترین مسائل تجویز کیا یہان تک کہ اوسکو دفن رسول ص پر مقدم فرمایا۔

اور صواعق محرقہ ابن حجر کی یہ عبارت۔

بل جعلوا اہم الواجبات حیث اشتغلوا بہ عن دفن رسول اللہ ص۔

نصب امام کو صحابہ کرام نے واجبات سے بھی زیادہ اہم قرار دیا اسی لیے دفن رسول ص کو چھوڑ کر اوس مین مشغول ہوئے۔

اور شرح مواقف کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائی جائے۔

وترکوا لہ اہم الاشیاء وہو دفن رسول اللہ ص۔

نصب امام کیلئے اونھون نے سب سے ضروری اشیاء کو چھوڑ دیا اور وہ دفن رسول صلعم تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اب شبلی صاحب اور انکے مؤیدین یا شائقین محققین اور ناظرین کتاب خود منصفہ فرمائین کہ مرقومۂ بالا عبارات سے جو انکے محدثین معتبرین اور علمائے متجرین کے اقوال استدلالیہ اور ارشاد احتجاجیہ سے ماخود و مستنبط ہین۔ دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین انکی حاضری۔ موجودگی اور شرکت تو ثابت ہوتی ہی ہین۔ جنازہ مطہر پر بقصد نماز انکا ٹوٹنا آپ کیسے ثابت کر سکین گے۔ اگر ثابت کرینگے تو اسی طرح کہ پہلے ان کتابون کو پانی مین دھوکر۔ اتباع عقاید اور تبعیت اسلاف سے ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھو لینا ہوگا۔ والا فلا۔

ہان۔ ہم بھی ایک حد تک شبلی صاحب کے اس لکھنے کو صحیح مانتے ہین کہ لوگ طیاری خبارہ کے بعد نماز کے لئے ٹوٹے جن مین بوڑھے۔ جوان۔ بچے اور عورتین تھین۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ مگر وہ کون لوگ تھے۔ غربا اور مساکین مدینہ اور قرب وجوار کی مسلم قومین جو وفات رسول صلعم کی خبر سنکر حاضر ہوئین تھین۔ وہی باری باری سے آکر جنازۂ رسول صلعم پر نماز پڑھنے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئین۔

امامت نماز کا مسئلہ بھی خواہ مخواہ حضرت ابوبکر کا فیصلہ بتلایا جاتا ہے۔ محدث شیرازی کی عبارت سے یہ بھی حضرت علی کا خاص حکم و ہدایت معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو روضۃ الاحباب کی مفصلہ ذیل عبارت۔

ترتیبے کہ در خبر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مقرر فرمود — اور مرقیات مین جو ترتیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

بود فوج فوج در آمدند و ہر یک نماز علحدہ گذاردند — کہ لوگ فوج فوج آتے گئے اور علحدہ علحدہ نماز پڑھتے گئے حضرت

و علیؑ گفت ہیچکس امامت نکند بر او کہ وے امام شماست — علیؑ نے فرمایا کوئی شخص امامت نکرے اس لیے کہ پیغمبر صاحب

ہم در حیات و ہم در ممات — حیات و ممات دونون مین تمھارا امام ہے۔

سب سے پہلے حضرت علیؑ نے نماز پڑھی۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی نے جناب رسو لخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

علی مرتضی کرم اللہ وجہہ بر طرف سر جنازہ ایستاد — حضرت علی مرتضی جنازہ مطہر کے سر مبارک کے قریب کھڑے ہوے

و گفت اے پیغمبر گرامی و دین پرور نامی۔ سلام — اور فرمایا۔ یا رسول گرامی منزلت۔ و نامی مرتبت خدائے بزرگ و برتر کا سلام

و رحمت و برکات حق تعالی بر تو باد۔ بار خدایا — اور اسکی رحمت اور اسکی برکت آپ پر نازل ہو۔ بارالہا۔ مین گواہی دیتا ہون

ما گواہی میدہیم کہ وے رسانید انچہ بر وے نازل — کہ آپنے امور رسالت جو آپ پر نازل ہوے تھے ہمکو باحسن الوجوہ پہونچادیے

شدہ و شرط نصیحت و موعظت بجا آوردہ و در راہ — اور جو شرایط نصیحت و موعظت رسالت تھے اونکو پورے طور سے بجالائے

خدا جہاد کردہ تا عزیز گرداند حق تعالی دین خود را — اور خدا کی راہ مین جہاد کیے یہان تک کہ خدائے سبحانہ تعالی نے اپنے دین کو عزیز

بار خدایا ما را از آن جملہ گردان کہ پیرو آن باشیم — اور غالب بنایا پروردگارا۔ تو ہم سب کو اُن امور کا پیرو ٹھہرا جو تو نے اُنپر

Presented by Ziaraat.Com

کہ بروے نازل شدہ ومیان ماو او در روز قیامت جمع کن مردم آمین گفتند ص ۵۶۵

نازل فرمایا ہے اور ہم مین اور اون مین بروز قیامت یکجائی اور اتحاد عطا فرما۔ سب لوگون نے آمین کہی۔

اس کے بعد۔ جیسا کہ مروّیات مرقومہ بالا مین تصریح ہے۔ لوگ آتے گئے۔ نماز پڑھتے گئے۔ اور واپس جاتے گئے غرض جو آئے۔ وہ آئے جو نہ آئے وہ نہ آئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہو گئے دفن کے بعد آنے والون نے قبر مبارک پر نماز پڑھ دی۔

لاش مطہر کو لیکر قبر منور مین اوترنے والے حضرات

شبلی صاحب دفن کی یہ کیفیت لکھتے ہین۔

جسم مبارک کو حضرت علی فضل بن عباس۔ اسامہ بن زید اور حضرت عبد الرحمن ابن عوف نے قبر مین اوتارا۔

پھر اس عبارت پر نمبر ۲ دیکر لکھا جاتا ہے۔ ابو داود کتاب الجنائز۔ ابن ماجہ اور ابن سعد مین اسامہ بن زید اور عبد الرحمن بن عوف کے بجائے قثم بن عباس اور شقران (غلام خاص) کے نام ہین۔ ارباب نظر جانتے ہین کہ اندونون روایتون مین کس کو ترجیح ہے۔

اس عبارت حاشیہ لکھنے پر بھی شبلی صاحب نے اپنے بیان کو مبہم ہی رکھا۔ اور کھل کر یہ نہ لکھا کہ آخر دونون روایات مین صحیح اور قابل ترجیح کون ہے جب تصفیہ منظوری نہین تھا۔ تو نظریہ ما حاشیہ چڑھانے کی ضرورت کیا تھی اور جب ناظرین ہی کے تصفیہ پر چھوڑ دینا تھا تو اصل عبارت کتاب ہی۔ ابن ماجہ اور ابن سعد والی روایتون کو بھی لکھدیا ہوتا۔ کھل کر لکھتے تو آپ مین جرأت کہان۔ مگر ہان حاشیہ کی عبارت سے آپ کی چھپے ڈھنکے مراد یہ ہے کہ ابو داود والی روایت جس مین حضرت سعد بن ابی وقاص کی شرکت دفن ثابت ہوتی ہے۔ قابل ترجیح ہے۔ اسلیے کہ حضرت سعد سقیفہ کے رکن ممتاز تھے اور اصحاب حل وعقد مین سب سے پیش پیش۔ پھر وہ کیسے پیچھے رہجائین گے۔ حالانکہ یہ دلیل خلاف واقع ہونیکے علاوہ شبلی صاحب کے اصول مقرر کردہ کے مخالف بھی ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ کتب صحاح مین جو پایہ سنن ابو داود کا ہے وہی سنن ابی ماجہ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ابن ماجہ پر مروّیات ابی داؤد کو ترجیح دی جاے گی۔ اس کے علاوہ۔ ابو داؤد منفرد ہین۔ اونکی تائید مین آپ کسی دوسرے کا قول لکھتے نہین۔ ابن ماجہ کی تائید مین آپ ابن سعد کا قول مؤید خود لکھ رہے ہین۔ جب دونون روایتون مین یہ فرق مابہ الامتیاز معلوم ہوتا ہے تو ہم بھی شبلی صاحب کے الفاظ مین لکھنے کے مجاز ہین کہ ارباب نظر جانتے ہین کہ اندونون روایتون مین صحیح اور قابل ترجیح کون ہے۔ لیکن ہمارے اس لکھدینے سے بھی وہی شبلی صاحب کی طرح ابہام رہجاتا ہے اور فیصلہ نہین ہوتا۔ اس لیے ابو داؤد۔ ابن ماجہ اور ابن سعد سے قدیم تر ماخذ کی طرف رجوع کیا جائے اور دیکھا جائے

Presented by Ziaraat.Com

اس مین کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ابن ہشام سے زیادہ قدیم ماخذ تاریخی مسلمانون کے پاس نہین ہے۔ اوس مین دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صاف صاف تحریر ہے۔

قال ابن اسحق وکان الذین نزلوا فی قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالب و الفضل بن عباس وقثم بن عباس وشقران مولی رسول اللہ صلعم۔

ابن اسحاق کہتے ہین۔ وہ لوگ جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مین اوترے وہ علی ابن ابی طالب فضل بن عباس قثم بن عباس اور شقران آنحضرت صلعم کے غلام تھے۔

شبلی صاحب کی غرض خاص تو بنی ہاشم اور اہلبیت کے خصائص کا استخفاف ہے جو آپ کی تمام تالیف کا موضوع خاص ہے اس لیے آپ ایسے موقعون پر اپنے ان ذخائر موضوعات سے کام لیتے ہین۔ جو محدثین کے صرف جوش عقیدگی اور خود غرضی کے اضافات ہین اور کچھ بھی نہین۔ نہ واقعیت سے ان مرویات کو کوئی واسطہ ہے اور نہ اصلیت سے کوئی سروکار۔ ہم تجہیز و تکفین کے وقت ہی سے لیکر اسوقت تک برابر اور مسلسل طور پر اقوال متواترہ لکھتے اور ثابت کرتے آئے ہین کہ حضرت ابوبکر کے حکم کے موافق گویا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آخری خدمات کو انجام دینے والے اور شروع سے آخر تک تمام کرنے والے حضرات بنی ہاشم اور بزرگان اہلبیت علیہم السلام تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ خدمات جو انجام دینے والے اور شروع سے آخر تک تمام کرنے والے حضرات بنی ہاشم اور بزرگان اہلبیت علیہم السلام تھے۔ من اولہا الی آخرہا بلا مشارکت احدے و مداخلت غیرے انھین افراد مبارکہ نے انجام دیئے۔ پھر ان اخبار متواترہ اور مختار متکاثرہ کے مقابلہ مین کسی شخص خاص کی مداخلت و مشارکت کا اظہار اور پھر اوس اظہار پر اصرار تو بدیہیات سے انکار ہے اور بالکل خلاف اصول روایت و درایت ہے فافہم فتدبر

حقیقت دفن وہی ہے جسے خود شبلی صاحب گویا حاشیہ مین لکھ بھی چکے ہین کہ علی ابن ابیطالب فضل ابن عباس قثم ابن عباس اور شقران نے قبر مین اوتارا۔ اور یہی حقیقت حال تمام قدیم ماخذون کا مختار ہے۔ اب جو غرضی نفسانیت اور تقلید اسلاف جتنے چاہے حاشیہ چڑھائے اور جیسے چاہے اضافات بڑھائے۔ وہ سب مشتے بعد از جنگ کا فایدہ دین گے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ جذبات بھی حضرت علی مرتضی کے محض خلوص و عقیدت کی بنا پر مبنی نہین تھے بلکہ آپ ان تمام خدمات کی انجام دہی اور بجا آوری پر منجانب رسولؐ اونکی وصیت کے موافق پہلے سے مامور ہو چکے تھے۔ اور غالبًا یہ وہی رازداری کے امور خاص تھے۔ جو قریب وفات آنحضرت صلعم نے باصرار تمام

حضرت علی کو بلوا کر اور اپنی ردائے خاص مین لیکر۔ اون سے ارشاد فرمائے تھے۔ جیسا کہ حالات وفات مین پوری تفصیل سے بیان ہوچکا ہے اور ضرورتاً پھر ایک سند نقل کر دیجاتی ہے۔ علامہ دیلمی لکھتے ہین۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم	ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
یا علی انت تغسل جثتی و تؤدی دینی وتوادینی	صلعم فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دوگے۔ میرے قرض کو ادا
فی حفرتی ونقی بذمتی وانت صاحب	کروگے اور جو کچھ میرے ذمے ہے اسے ادا کروگے۔ مجھے
لوائی فی الدنیا والاخرۃ۔	میری قبر مین اتاروگے اور دنیا و آخرت مین میرے
	علمبردار ہوگے۔

بہرحال۔ ان تمام تفصیلات و توجیہات کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام آخر خدمات حضرت علی مرتضی نے بالنفس النفیس بہمراہی بزرگان بنی ہاشم اس احتیاط و اہتمام خاص سے انجام دین کہ اوسکی لطافت۔ پاکیزگی اور نظافت کو کوئی غیر بنی ہاشم ہاتھ نہ لگا سکا اور یہ خدمات حقیقت مین۔ اون یقینیات کے موافق اور بدیہیات کے مطابق تھے حضرت علی مرتضی نے۔ رفاقت و حمایت اور نصرت و خدمت رسالت کے اون وعدون کی طرح۔ جو آپ نے سولہ برس کے سن مین۔ دعوت قریش کی معرکۃ الارا مجلس مین فرمایا تھا۔ آغاز نبوت سے لیکر انتہاے خدمت رسالت تک تمام فرما دیا وان ھذا فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

دفن سے فراغت ہوچکی تو محدث شیرازی لکھتے ہین۔

آنگاہ خاک بر قبر ان سرور ریختند وصورت قبر اورا سطح	اسکے بعد آپ کی قبر مطہر پر مٹی ڈالدی۔ اور صورت قبر کو مسطح
و بروایتے مسنم بر آوردند و بمقدار یک شبر از زمین بلند	اور ایک روایت کے موافق ماہی پشت بنایا اور زمین سے
گردانیدند و آب بران پاشیدند۔ (روضۃ الاحباب ص۵۶۵)	ایک بالشت اونچا کیا اور اوسپر پانی چھڑک دیا۔

اس کے آگے لکھتے ہین۔

چون از دفن فارغ گشتند اول بدر خانۂ فاطمہ زہرا	جب دفن سے فراغت ہوگئی۔ تو سب سے پہلے لوگ جناب فاطمہ زہرا
علیہا السلام آمدند و تعزیت و تسلیۃ وے بتقدیم رسانیدند	سلام اللہ علیہا کے دروازے پر ماتم پرسی اور تسلی کے لیے
پرسید کہ پیغمبر خود را دفن کردید۔ گفتند آرے۔ فرمود	آئے تو جناب سیدہؑ نے لوگون سے پوچھا کہ اپنے پیغمبرؐ کو دفن
شما را چون از دل برآمدہ کہ خاک بر آن سرور پاشیدید	کر آئے۔ سب نے عرض کی۔ ہان۔ فرمایا تم سے یہ کیسے ہوا کہ تم نے
آخر او نبی الرحمۃ نہ بود جواب دادند بلی بانت رسول اللہ	جسد مطہر پر مٹی ڈالی کیا وہ نبیؐ رحمت نہین تھے عرض کی کہ

Presented by Ziaraat.Com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاطر ما بجہت این معنی خود اندوہناک بود ؎

در خاک فتادہ چون توانم دیدن
آنکس کہ مرا ز خاک برداشتہ بود

لیکن از حکم ربانی چارۂ نیست۔

یہ امر خود ہم پر نہایت شاق تھا ہم اوس پیکر کو کیسے خاک کے اندر دیکھ سکتے تھے جس نے زمین سے اوٹھا کر ہمکو اونچا کیا تھا۔

لیکن حکم ربانی سے کوئی چارہ نہین ہے۔

مرثیہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد جناب سیدہؑ نے یہ اشعار پڑھے۔ جو اسلام کی تمام تاریخ و حدیث کی کتابون مین مرقوم ہین۔

ماذا علی شمّ تربۃ احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صُبّت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا

جس نے خاک پاک مرقد احمدی کو ایک بار سونگھ لیا وہ پھر مدت تک کسی خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہین رکھتا ہم پر ایسی مصیبتین پڑی ہین کہ اگر وہ دن پر پڑی ہوتین۔ تو دن رات ہوگیا ہوتا۔

تمت بالخیر والعافیۃ

Presented by Ziaraat.Com

اولاد امجاد آنحضرت صلعم

حناب سیدہ نساء العلمین
حضرت فاطمۃ الزہراؑ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بی بیون مین سوائے جناب صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے اور کسی سے آپ کی اولاد نہین ہوئی۔ مروّیات اہل بیتؑ کے اعتبار سے۔ صلب بے سالت سے جناب خدیجہؑ کی صرف نین اولادین ہوئین۔ دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی دونون صاحبزادے۔ قاسم اور طاہر صغر سنی ہی مین انتقال فرماگئے۔ صرف حضرت فاطمۃ الزہراؑ۔ جو اصغر اولاد تھین باقی رہین۔

ماریہ قبطیہ کے بطن سے ۸ھ ہجری مین حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ لیکن چھ مہینون کے بعد وہ بھی انتقال فرماگئے۔

علمائے اہلسنت کے اعتبار سے۔ آنحضرت صلعم کے۔ دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیان پیدا ہوئین دونو صاحبزادے تو بچپن ہی مین انتقال کرگئے اور چار صاحبزادیان حضرت فاطمۃ الزہراؑ (۲) حضرت زینب (۳) حضرت رقیہؑ (۴) حضرت ام کلثوم۔ (سیرۃ النبی جلد ۲)

شبلی صاحب نے صاحبزادیون کی یہ ترتیب باعتبار عظمت و اعزاز کے فرمائی ہے۔ اس لیئے اصغر اولاد جناب سیدہ کو سب سے اوّل لکھا ہے۔ ورنہ آپ کا نام نامی تو سب سے آخر مین ہونا چاہیے۔ شبلی صاحب سے اتنا ہی حفظ مراتب غنیمت ہے۔ ؟ ع نہ کار حرام ماند نے عود سر کشد الیٰ

ازواج مطہرات

جناب صدیقہ کبریٰ
حضرت خدیجہؑ

ازواج مطہرات مین سابقیت اور اذیت کا شرف آپ ہی کی خوش قسمتی کا سہرا تھا اور پھر اس استقرار و استمرار کے ساتھ کہ آپ کی حیات تک مشکوئے رسالت مین کوئی دوسری معظمہ اور محترمہ آپکی پہلو نشینی کا شرف نہ پاسکین۔

آپ کے والد کا نام خویلد۔ اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زایدہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب چوتھی پشت مین قصی بن کلاب پر پہونچکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ مشکوئے رسالت مین حضرت خدیجہ کے آنے اور زوجیت رسولؐ کے شرف و اعزاز پانے کے مفصل حالات جلد دوم مین بیان ہوچکے ہین اعادہ کی ضرورت نہین۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب خدیجہ کی ایک بہن تھین - ہالہ - دونون بہنون مین بڑی محبت تھی - دونون بہنین قد و قامت شکل و صورت اور آواز و انداز مین قریب قریب مساوی تھین - حضرت خدیجہ کے بعد ہالہ مدت تک زندہ رہین بہن کے انتقال کے بعد مدینہ مین ایکبار ہالہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مین ملنے آئین - آستانہ مبارک پر پہونچکر دستور آداب کے موافق اجازت چاہی - آواز کی مشابہت کی وجہ سے آواز سنتے ہی جناب رسولخداؐ فورًا جھجھک اوٹھے حضرت عائشہ موجود تھین - اون سے فرمایا - ہالہ آئین ہین - دروازے کھولدو - مجھے اُنکے پکارنے پر خدیجہ بیساختہ یاد آگئین دونون بہنون کی آواز قدرتی طور پر کسقدر یکسان ہین - شبلی صاحب لکھتے ہین -

حضرت عائشہ کو رشک ہوا - بولین کہ آپ ایک بڑھیا کی کیا ہمیشہ یاد کیا کرتے ہین - جو مرچکین اور خدا نے اون سے اچھی بیویان آپ کو دین - صحیح بخاری مین یہ روایت یہین تک ہے - لیکن استیعاب مین ہے کہ اسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا - ہرگز نہین - جب لوگون نے میری تکذیب کی تو اونھون (خدیجہؑ) نے تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائین - جب میرا کوئی معین نہین تھا تو اونھون نے میری مدد کی - (سیرۃ جلد ۲)

شبلی صاحب نے آداب عقیدتمندی کے لحاظ سے حضرت عائشہ کے الفاظ تعریض کو بہت نرم کرکے لکھا ہے - حدیث و تاریخ کے ماخذ مین انکے اصلی الفاظ یہ مرقوم ہین -

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت ما غرت علی خدیجة ولقد هلکت قبل ان یتزوجنی رسول اللہ صلعم فقلت له صلعم یوما قد مدح خدیجة ما تذکر عجوزا حمراء الشدقین قد بدّل اللہ خیرا منها فغضب رسول اللہ صلعم وقال ما ابدل اللہ خیرا منها امنت بی حین کذبنی الناس و رزقت منها اولدا -

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے کبھی کسی پر ایسا رشک نہین کیا - جیسا خدیجہ پر کیا باوجودیکہ جب میری تزویج رسول اللہ صلعم سے ہوئی اوس سے پہلے ہی حضرت خدیجہ کا انتقال ہوچکا تھا چنانچہ ایک روز جناب رسالمآب صلعم حضرت خدیجہ کی تعریف کر رہے تھے مین نے کہا کیا آپ ایک پوپلی بڑھیا کا ذکر کر رہے ہین حالانکہ اللہ نے اون سے بہتر بی بیان آپ کو دین ہین - آنحضرت صلعم نے غضبناک ہوکر ارشاد فرمایا کہ قسم خدا کی - خدیجہ سے بہتر بی بی مجھے ہرگز نہین ملی - وہ مجھپر اوس وقت ایمان لائین - جب لوگ میری تکذیب کرتے تھے - اور خدا تعالی نے اونھین سے مجھے اولاد عطا فرمائی

حضرت عائشہ کی یہ تعریض گو وہ کسی خاص وجہ پر مبنی ہو - خلاف آداب و اخلاق تھی - اسی وجہ سے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رنجیدگی، اور آزردگی خاطر کا باعث ہوئی -

Presented by Ziaraat.Com

مخدر صادق علیہ وآلہ السلام کی زبان صداقت ترجمان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جناب خدیجہ کبریٰؑ ازواج مطہراتؑ کے طبقہ مین۔ باعتبار مراتب و مدارج۔ اخلاق و اداب کے سب سے۔ اوّل۔ افضل اور اعلیٰ ترین محترمہ تھین سلام اللہ علیہا

نبوّت کے دسوین برس۔ رمضان کے مہینہ مین پینسٹھ برس کی عمر مین حضرت خدیجہؑ نے مکّہ معظمہ مین انتقال فرمایا اور مقام حجون مین مدفون ہوئین۔ جناب رسالتمآب صلعم اونکی لاش مبارک لے کر خود قبر مین اوترے۔ اونکے لیئے دعائے خیر کی اور مدفون فرمادیا۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ

جناب خدیجہؑ کے بعد یہی بی بی اپنی خوش نصیبی سے پہلے رسول اللہؐ کے شرف زوجیت پر فائز ہوئین۔ یہ پہلے سکران بن عمر کے نکاح مین تھین۔ یہ دونون میان بی بی سابق الاسلام تھے۔ دوسرے یا جو مسلمانون کی جماعت حبشہ مین ہجرت کر کے گئی تھی اوس مین یہ دونون بزرگوار داخل تھے۔ حبشہ سے مکّہ مین واپس آکر سکران نے انتقال کیا حضرت سودہ کا سکران سے ایک لڑکا عبدالرحمن تھا۔ جو جنگ جلولاء مین (حدود فارس) بزمانہ خلافت ثانیہ مارا گیا۔

سکران کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سودہ کے ساتھ تزویج کا پیام دیا شبلی صاحب لکھتے ہین۔

آپ کا ایما پا کر خولہ حضرت سودہ کے والد کے پاس گئین اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا انعم صباحاً[1] پھر نکاح کا پیام دیا۔ اونھون نے جواب دیا۔ ہان۔ محمدؐ کفو شریف ہین۔ لیکن سودہ سے بھی تو دریافت کرو غرض سب مراتب طے ہو گئے۔ تو آنحضرت صلعم خود تشریف لے گئے۔ سودہ کے والد نے نکاح پڑھا۔ چار سو درم مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد عبداللہ بن زمعہ (حضرت سودہ کے بھائی) جو اوسوقت کافر تھے۔ آئے اور اون کو یہ معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈالی کہ کیا غضب ہو گیا۔ چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت شعاری پر ہمیشہ اون کو افسوس آتا تھا۔

---

[1] شبلی صاحب کے اس واقعہ سے گڈ مارننگ (Good morning) کی قدامت استعمال اور عرب مین اسکا قدیم رواج معلوم ہو گیا۔ انگریزی تہذیب تمدّن کے شیدائی آپ کے اس انکشاف کی بڑی قدر کرینگے لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ شبلی صاحب نے اوس ترمیم کو نہ لکھا جو اسلام نے اپنے اصول شریعت کے موافق اس مین قائم کر دی تھی۔ آپ تو ماشاءاللہ مصر و روم اکثر بلاد اسلامی کی سیر کر چکے ہین کیا آپنے وہان کے مسلمانون کی زبان سے صبحکم اللہ بالخیر نہین سنا؟ المؤلف عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

حضرت سودہ بلند بالا اور فربہ اندام تھین۔ اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہین سکتی تھین حجۃ الوداع مین جب مزدلفہ سے روانہ ہونے لگے تو اُنھون نے آنحضرت صلعم سے اس بنا پر سب سے پہلے چلنے کی اجازت مانگی کہ ان کو بھیڑ بھاڑ مین چلنے سے تکلیف ہوگی۔

آیت حجاب سے پہلے عرب کے قدیم طرز پر ازواج مطہرات قضاے حاجت کے لیے صحرا کو جایا کرتی تھین حضرت عمر کو یہ ناگوار ہوتا تھا۔ اس بنا پر آنحضرت صلعم کی خدمت مین پردے کی تحریک کرتے رہتے تھے۔ لیکن ابھی انکی استدعا قبول نہین ہوئی تھی کہ حضرت سودہ رات کے وقت قضاے حاجت کے لیے نکلین چونکہ انکا قد نمایان تھا حضرت عمر نے کہا سودہ۔ تمکو ہم نے پہچان لیا۔ اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ (سیرۃ النبی جلد ۲)

شبلی صاحب حضرت عمر کی طرف سے چاہین جتنی قبل از وقت تحریک پردہ کی پیش بندیان باندھ لین بفرض محال اونکے مان لینے کے بعد بھی حضرت عمر سے حضرت سودہ کو اس موقع خاص پر ٹوک دینے کی نہایت نامزنانہ شرمناک اور حد درجہ کی خلاف تہذیب و اخلاق حرکت سرزد ہوئی۔ جسے کوئی شریف اور مہذب آدمی کبھی پسند نہین کر سکتا۔

شبلی صاحب حضرت سودہ کے اوصاف مین تحریر فرماتے ہین۔

حضرت سودہ عادات و اخلاق رسالت کا نمونہ تھین۔ اس لیئے کہ مُدّت سے شرف ملازمت و خدمت پر ممتاز تھین اور معارف نبوت کی خلوت و جلوت مین ہمراز و دمساز۔

لیکن اتنا لکھکر بھی۔ شبلی صاحب۔ ان اوصاف مین حضرت سودہ پر حضرت عائشہ کو ترجیح دیتے ہین ہمکو سواے حسن عقیدت کے اور کوئی وجہ ترجیح نہین معلوم ہوتی۔ اسکے آگے شبلی صاحب لکھتے ہین۔

حضرت عمر نے ایکبار ان کے وظیفہ کی رقم تھیلی مین رکھکر ان کے پاس بھیجدی۔ لانے والا جب وہ تھیلی اُنکے پاس لایا تو حضرت سودہ نے استفسار فرمایا اس مین کیا ہے۔ اوس نے کہا۔ روپے ہین۔ فرمایا۔ کہ اب تھیلیون مین بھر بھر کر روپیہ بھیجا جانے لگا۔ یہ فرمایا اور وہ تمام روپیہ مستحقین کو دیدیا۔

حضرت سودہ سے بہت کم روایتین نقل کی گئی ہین۔ محدثین نے ان سے صرف پانچ حدیثین نقل کی ہین۔ بخاری صاحب نے انکی ایک ہی روایت پر اکتفا فرمائی ہے۔ این ہم غنیمت است۔ صحابہ مین صرف دو حضرات عبداللہ بن عباس اور یحیی ابن عبدالرحمن نے روایت کی ہے۔ حضرت سودہ کے سال وفات مین اختلاف ہے۔ واقدی حکومت معویہ کے زمانہ مین ۵۵ھ مین اُنکی وفات بتلاتے ہین اور تعجب ہے کہ ابن حجر بھی اسی کو اپنا مختار بناتے ہین لیکن امام بخاری اپنی تاریخ اور علامہ ذہبی تاریخ کبیر مین ۲۳ھ مین بزمانہ خلافت

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمرؓ انکی وفات کو لکھتے ہین۔ امام ذہبی نے تو یہان تک تصریح کردی ہے کہ حضرت عمر کی خلافت کے آخر ایام تھے۔ حضرت عمر کی وفات ۲۳ھ مین ہوئی ہے۔ اس بنا پر حضرت سودہ کا انتقال ۲۲ھ مین واقع ہوا۔ علامہ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس مین لکھتے ہین کہ یہی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے

حضرت عائشہ

اسم مبارک عائشہ تھا۔ صاحبزادے ولا دنہین تھین۔ مگر عبداللہ بن زبیر اپنے بھائی کی رعایت سے جنھین آپنے پالا تھا۔ ام عبداللہ کی کنیت سے مشہور تھین۔ انکی مان کا نام زینب تھا اور اُمّ رومان کنیت۔ انکی ولادت بعثت رسول سے چار برس بعد واقع ہوئی والدین نے پہلے جبیر ابن مطعم کے ہان بات لگائی تھی۔ اس لیے جب خولہ بنت حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ انکی بات لیکر آئین تو پہلے حضرت ابوبکر نے اسی بنا پر انکار کیا۔ مگر جب خولہ نے کہا کہ اب وہ اسلام کی وجہ سے تمھارے ساتھ پیوند نہین کرینگے۔ تو حضرت ابوبکر جیسا کہ روضۃ الاحباب مین کتب انساب سے بیان کیا گیا ہے دریافت حال کی غرض سے خود جبیر کے ہان گئے جبیر سے تو ملاقات نہین ہوئی۔ مگر اونکی بیوی نے انکو دیکھتے ہی کہا کہ تم اپنی بیٹی بیاہ کر میرے ہان اسلام کے قدم جمانا چاہتے ہو۔ مین تمھین ایسا نہین کرنے دونگی۔ حضرت ابوبکر وہان سے براہ راست واپس آئے اور بلا ذریعہ و واسطہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین معروضہ پیش کیا۔ فوراً قبول فرمالیا گیا اور شوال کی بارھوین تاریخ کو حضرت عائشہ سے نکاح کرلیا گیا۔ اوسوقت حضرت عائشہ کی عمر کل چھ سال کی تھی۔

ہجرت کے تیسرے سال مدینہ منورہ مین عروسی ہوئی وہ بھی شوال ہی کا مہینہ تھا۔ احادیث کی مرویات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسم عروسی کی تحریک بھی حضرت ابوبکر ہی کی طرف سے پیش ہوئی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تنگدستی کی مجبوری دکھلائی تو حضرت ابوبکر نے پچاس درم قرض حسنہ دیکر عرض کی کہ اس سے سامان عروسی کرلیا جاوے۔ بات طے ہوگئی۔ سامان عروسی شروع ہوگئے۔ شبلی صاحب عروسی اور رسم رخصتی کے متعلق لکھتے ہین۔

مدینہ مین آکر حضرت عائشہ سخت بخار مین مبتلا ہوگئین۔ اشتداد مرض سے سر کے بال تک جھڑ گئے صحت ہوئی تو اُمّ رومان کو رسم عروسی کے ادا کرنے کا خیال آیا۔ اوسوقت اونکی عمر ۹ سال تھی سہیلیون کے ساتھ جھولا جھول رہی تھین ام رومان نے حضرت عائشہ کو آواز دی۔ اونکو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی۔ مان کے پاس آئین اونھون نے مونھ دھویا۔ بال درست کیے۔ گھر مین لے گئین۔ انصار کی عورتین انتظار مین تھین۔ یہ گھر مین داخل ہوئین تو سب نے مبارکباد دی۔ چاشت کے وقت آنحضرت صلعم تشریف لائے اور رسم عروسی ادا ہوئی شوال ہی مین نکاح ہوا اور شوال ہی مین یہ رسم بھی ادا کی گئی۔ جلد دوم حالات ازواج ص ۳۲۵

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام تقریبات نکاح کے موقع پر بڑے بڑے ولیمے دیئے سوائے حضرت عائشہ کے ساتھ نکاح کے موقع پر اس لیئے کہ وہ زمانہ آپ کے لیے شدت سے تنگی کا تھا۔ چنانچہ محدث شیرازی روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین۔

از حضرت عائشہ منقول است حضرت با من زفاف کرد وہیچ شتر و گوسفندے نکشتند و طعام عروسی ما کاسۂ شیرے بود کہ از خانہ سعد بن عبادہ فرستادہ بودند و من در آنروز نہ سالہ بودم و از اسماء بنت عمیس مروی است کہ من در زفاف عائشہ حاضر بودم و اللہ کہ در آنروز ہیچ طعام ولیمہ نبود الا قدحے از شیر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدارے ازان شیر تناول نمودہ بعد ازان بعائشہ داد و او شرم میداشت کہ بگیرد من گفتم دست پیغمبر را رد مکن و بستان از وے پس بشرم تمام آنرا بگرفت و مقدارے ازان آشامید بعد ازان حضرت فرمود تا بمن دہد۔ ما گفتم رغبت ندارم آنحضرت گفت گرسنگی و دروغ باہم جمع مکنید۔ من گفتم یا رسول اللہ اگر یکے از ما رغبت چیزے داشتہ باشد و گوید رغبت ندارم آنرا بدروغ می شمرند فرمود ارے ان الکذب یکتب کذبا حتے یکتب الکذبۃ کذبتہ

روضۃ الاحباب

صفحہ ۲۰۵

حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میری رخصتی کے دن کوئی بھیڑ ی ذبح نہین کی گئی ہمارا ولیمہ عروسی صرف ایک دودہ کا پیالہ تھا جو سعد بن عبادہ کے گھر سے آیا تھا میرا سن اوسوقت نو برس کا تھا اور اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ مین حضرت عائشہ کی تقریب رخصتی مین حاضر تھی۔ خدا کی قسم اوسدن ولیمہ کے لیے کسی قسم کا کوئی طعام تیار نہین تھا سوائے ایک جام شیر کے۔ جسمین سے تھوڑا جناب رسول خدا صلعم نے نوش فرماکر پیالہ کو حضرت عائشہ کی طرف بڑھا دیا اونھون فرط حجاب سے اوس پیالہ کے لینے مین تامل کیا۔ تو مین نے اون سے کہا کہ پیغمبر کے دست (عنایت) کو رد نہین کرتے پیالہ لے لو۔ یہ سنکر حضرت عائشہ نے نہایت حجاب کے ساتھ وہ پیالہ لے لیا۔ اور اوسمین سے تھوڑا سا پی لیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے اون سے ارشاد کیا کہ مجھے (اسماء بنت عمیس کو) دیدو۔ مین نے عرض کی مجھے تو اسوقت اشتہا نہین ہے آپ نے ارشاد فرمایا بھوکا اور جھوٹا ایک جا جمع نکرو۔ مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم اگر ہم مین سے کسی کو اشتہا نہو۔ اور وہ کہے کہ مجھے اشتہا نہین ہے تو کیا یہ بھی جھوٹ ہی مین شمار ہوگا۔ ارشاد ہوا جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جائیگا اگرچہ جھوٹ لکھنے والے نے جھوٹ ہی لکھا ہو۔

شبلی صاحب لکھتے ہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ سے بڑی محبت تھی۔ اسی محبت سے آپنے مرض الموت مین

آپ نے تمام ازواج مطہرات سے اجازت لی اور اپنی زندگی کے آخری دن حضرت عائشہ کے حجرے مین بسر کیے اس محبت کا اظہار جن طریقون سے ہوتا تھا اون کے متعلق احادیث وسیر مین نہایت کثرت سے واقعات درج ہین"۔

آنحضرت صلعم کا حضرت عائشہ سے یہ محبت کرنا تعجب انگیز نہین اسلیے کہ فطرتاً ہر شوہر اپنی بی بی سے محبت کرتا ہے پھر اسمین حضرت عائشہ کیلیے شرف خصوصیت کیا ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ آنحضرت صلعم سے حضرت عائشہ کو محبت نہین تھی۔ اگر ہوتی تو آپ آنحضرت صلعم کے ساتھ انکی محبت کا بھی اظہار فرمادیتے۔ وہ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرط محبت سے انکے ساتھ یہ کیا انھون نے اپنی شدت محبت کے تقاضے سے آپ کے ساتھ کیا کیا گیا۔ مگر شبلی صاحب نے اسے نہین لکھا۔ اس بنا پر اوسکا وجود ہی نہین تھا۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ انکا ذرا ذرا سی بات پر روٹھنا۔ جزوی شکایتون پر منھ بنانا۔ نان ونفقہ ودیگر اخراجات خاص کیلیے رسول اللہ صلعم کو تنگ کرنا۔ آیت تخییر کا نازل ہونا۔ پھر سال ہی بھر کے بعد قصہ تحریم مین دیگر ازواج مطہرات کو اپنی ہم آہنگ بنا کر رسول اللہ صلعم کے خلاف مظاہرہ کرنا۔ جسکے نسبت آپ خود یہ الفاظ تحریر فرماتے ہین کہ مظاہرہ کی ارکان اعظم حضرت عائشہ وحضرت حفصہ تھین۔ سیرۃ ص ۲۹۰ جلد ۱ آپ غریب کس شمار مین ہین۔ خدائے تبارک وتعالی اس مظاہرہ کے متعلق اور ان دونون خواتین کی نسبت۔ صغت قلوبکما۔ (دل اون دونون کے تیرھے ہوگئے ہین) کی صورت حال اور صواحب لوط ویوسف کی مثال قرآن مجید مین دے چکا ہے۔ تو کیسے کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان محترمہ کو اپنے مقدس شوہر کے ساتھ محبت تھی۔

اب رہا مرض الموت مین انکے حجرہ مین تشریف رکھنے سے افراط محبت کے جو معنی نکالے گئے ہین۔ اوسکی نسبت گذارش ہے کہ واقعات پر نظر رکھنے والے اور حقیقت کے جاننے والے اسکو منتہاے اخلاق رسول کی مراعات یقین کرتے ہین۔ آپ کی محبت مخصوصہ کی مضمون تراشی اوسوقت صحیح ہوتی جب حجرۂ علالت حضرت عائشہ کی جلوت وخلوت کے لیے مخصوص ومحدود کردیا جاتا واقعات تبلا رہے ہین کہ ایام علالت مین حجرۂ حضرت عائشہ عام مسلمانون کی گذرگاہ بنا ہوا تھا۔ تمام ازواج اور اہلبیت طاہرین بھی وہین اوٹھا آئین تھین۔ اسلیے اوس محبت کی خصوصیت جسپر آپکا استدلال قائم ہوتا ہے۔ عین عمومیت ثابت ہوتی ہے اور اوس کا کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا۔

اب رہا خلاف اوازواج مطہرات کے انکے حجرۂ خاص مین اوٹھا آنیکی مصلحت یہ تھی کہ موصوفہ کو شکایت کا موقع نہ ملے اور پھر کسی تازہ مظاہرہ کا اندیشہ نہونے پاے اور خاصکر انکی اور انکے مؤیدین کی خاص اطلاع کے لیے اہلبیت طاہرین اور دیگر مومنین کے لیے جو وصیتین فرمائی گئین اور اون کے ساتھ مرتے دم تک جو محاسن سلوک قائم کئے گئے وہ سب انکی آنکھون کے سامنے گذر جائین۔ یہ خود مشاہدہ فرمالین پھر اختیار رہے۔ چاہین اُن پر عمل فرمائین یا نفرمائین اسکے بعد شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین "حضرت عائشہ کی علمی زندگی بھی نمایان حیثیت رکھتی تھی حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کیوقت مین فتوی دیتی تھین"

Presented by Ziaraat.Com

نہین معلوم حضرت علیؑ کا دور حکومت۔ انکے اجرائے فتوے سے کیون محروم رکھا گیا۔ شبلی صاحب خوامخواہ حقیقت کو کیون چھپاتے ہین۔ وہ تو چھپنے والی نہین۔ حضرت علیؑ کے وقت مین بھی اُنھون نے فتوے دے۔ انکا سب سے بڑا موثر فتویٰ اور عظیم الشان اور واجب الاذعان اعلان تھا۔ جس نے جنگ جمل قائم کرادی اور عراق عرب سے لیکر حجاز۔ شام مصر اور تمام ممالک اسلامیہ مین آگ لگادی۔ اور خاص سرزمین بصرہ پر ہزارون مسلمانون کے خون بہوادیئے۔ ہان۔ بصرے مین شکست کھاکر گھر مین واپس آئین تو کف لسان فرماگئین۔ اس کے بعد شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین۔

حضرت عائشہ نے صحابہ پر دقیق اعتراض کیئے ہین۔ جنکو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ مین جمع کردیا ہے"

ہمکو اسکی تفصیل و تحقیق کی ضرورت نہین کہ ان اعتراضات مین اصابت رائے کس طرف تھی۔ صحابہ کی رائے صحیح تھی یا حضرت عائشہ کی۔ اسے صحابہ جانین اور حضرت عائشہ۔ ہان اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ حضرت عائشہ کے اعتراضات اور آپکے اعترافات سے ثابت ہوگیا کہ صحابہ کی اصابت رائے کے متعلق آپ کا اصول کُلتہم عدول قابل قبول نہین۔ اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ اصول موضوعہ صحابہ کے زمانہ سے بہت پیچھے وضع کیا گیا ہے۔

ایک اور حضرت عائشہ کا تبحر علمی۔ وہ تو ذیل کے واقعہ سے بخوبی ثابت ہے۔ امام حاکم مستدرک مین تحریر فرماتے ہین۔

عن عائشہ دعت ابو هريرة فقالت يا ابا هريرة ما هذه الاحاديث التي يبلغنا انك تحدث بها عن النبي صلعم هل سمعت الا ما سمعنا وهل رأيت ما رأينا قال يا امّاه انه كان يشغلك عن رسول الله صلعم المرءة والملحة والتصنيفة لرسول الله صلعم واني والله ما كان عنه شيء وهذا حديث صحيح لم يخرجاه الشيخان۔

حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ مین نے ابوہریرہ کو بلاکر پوچھا کہ اے ابوہریرہ یہ کیسی حدیثین ہین جو ہمکو پہونچی ہین کہ تم اونکو رسول اللہ صلعم کا قول بیان کرتے ہو۔ حالانکہ تم نے بھی وہی سُنا جو ہم لوگون نے سُنا اور تم نے بھی وہی دیکھا جو ہملوگون نے دیکھا۔ ابوہریرہ نے کہا۔ امّاجان آپکو آئینہ بسمہ دانی اور بناؤ سنگھار (احادیث رسول سننے سے) سے باز رکھتا تھا جو تم رسول اللہ صلعم کے لیئے کیا کرتی تھین۔ اور خدا کی قسم ہمکو ان مین سے کوئی چیز بھی مانع نہین تھی۔ امام حاکم کا بیان ہے کہ یہ روایت (مکالمہ حضرت عائشہ و ابوہریرہ) صحیح ہے۔ گو اسکو شیخین بخاری و مسلم نے نہین لکھا ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس نے جناب موصوفہ کی تفسیر بااخت هارون کو (ہارون سے مراد برادر حضرت موسیٰ ہین)۔ بدیہتاً غلط بتلایا" یہی دو مثالین آپ کے تبحر علمی۔ ابطال دعوی کے لیئے کافی ہین۔

ہر امر کے لیے ایک حقیقت ہوتی ہے اور ایک شہرت عقیدت۔ اہل تحقیق کو اکتشاف و اکتساب حقیقت مدنظر رہتا ہے نہ ثواب عقیدت۔ اس لیے کتب احادیث مین فضل و کمال علمی حضرت عائشہ کی نسبت جو کچھ مذکور ہے وہ جناب موصوفہ کی علمی تجلیات نہین ہین۔ بلکہ خوش عقیدہ مولفین کی تعلیقات۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نو برس تک زندگی بسر کی۔ نو برس کی عمر مین وہ آپکی خدمت مین آئین جب آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو انکی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عائشہ قریباً ۴۸ برس تک زندہ رہین ۵۸ھ مین وفات پائی۔ اوسوقت انکی عمر ۶۶ سال کی تھی وصیت کے مطابق جنۃ البقیع مین رات کے وقت دفن ہوئین

شبلی صاحب کے قلم عقیدت رقم نے جناب موصوفہ کی وفات کے متعلق تو یہ گہرافشانی فرمائی ہے جو مندرجۂ بالا عبارت مین لکھکر دکھلائی گئی۔ اور طرفہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی اس قلمی عقیدت کو قید اسناد وغیرہ سے بالکل آزاد رکھا ہے۔ جس پر آپ کی عقیدتمندانہ طباعی کا بھی گمان ہوسکتا ہے لیکن مین آپکی خدمت مین اس دیدہ دیری کی نسبت نہین کرسکتا۔ اور قرینہ یہ ہے کہ اپ نے ان مرقومات کو بھی کسی عقیدتمندانہ تحریر سے نقل فرمایا ہے۔

بہرحال وائل السیوطی کی مفصلۂ ذیل عبارت آپکی تحریر کے خلاف حضرت عائشہ کی وفات کا واقعہ اس تفصیل سے تبلاتی ہے۔

وکان معویۃ علی المنبر رسول اللہ صلعم	معویہ منبر رسول اللہ صلعم پر بیٹھے ہوے یزید کیلئے بیعت لے رہے تھے کہ
یاخذ البیعۃ لیزید فاخرجت عائشۃ راسھا	حضرت عائشہ نے حجرہ سے سر نکالا۔ اور کہا کہ چپ ہو چپ ہو اے معاویہ
من الحجرۃ وقالت صہ صہ ھل استدعی الشیوخ	آیا شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر) نے بھی اپنے بیٹون کے لیے بیعت لی تھی
لابنا ھما البیعۃ قال لا قالت فیمن یقتدی	معویہ نے کہا نہین۔ عائشہ نے کہا پھر تو کس کی تقلید کرتا ہے پس معویہ
انت فخجل ونزل عن المنبر وبنی لھا حفر	شرمندہ ہوکر منبر سے نیچے اوتر آے اور ام المومنین عائشہ کے لیے اسطرح
فوقعت فیھا ومانت	ایک غار کھدوایا کہ وہ اوس مین گر کر انتقال فرماگئین۔

حکیم سنائی غزنوی۔ جو بقول شاہ عبدالعزیز صاحب بلوی اولیاے کبار سے ہین۔ اپنے حدیقہ مین اس واقعہ کی طرف ان دو اشعار مین اشارت فرماتے ہین۔

عاقبت ہم بدست آن طاغی	آخرکار اوس گمراہ کے ہاتھون سے
شد شہید و بکشت آن باغی	وہ شہید ہوئین اور اوسی باغی نے اونھین مارا
آنکہ با جفت مصطفےؐ زینسان	جو شخص زوجہ مصطفےؐ کے ساتھ ایسی برائی
بد کند مرد را تو مرد مخوان	کرے تو اوس مرد کو مرد نکہنا چاہیے۔

ان کے علاوہ اور محدثین نے بھی یہی تفصیل وفات لکھی ہے۔ جسکی تصریح کا یہ موقع نہین ہے

اگر جنت البقیع کی دفن والی روایت پر اعتبار کیا جاوے تب بھی حالت بالکل دگرگون معلوم ہوتی ہے۔ جیساکہ معارف ابن قتیبہ کی حسب ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

توفیت عائشۃ رضی اللہ عنہا سنۃ ثمان وخمسین	یعنی ۵۸ھ مین حضرت عائشہ کا انتقال ہوا۔ وقت وفات جب

Presented by Ziaraat.Com

فقیل لها فدفنك عند رسول الله صلعم فقالت انے قد احدثت بعده فادفنونی مع اخواتے فدفنت بالبقیع۔

لوگون نے اون سے پوچھا کہ ہم تمکو رسول اللہ صلعم کے پاس دفن کرین تو حضرت عائشہ نے کہا کہ چونکہ حضرت رسول اللہ صلعم کے بعد مجھسے ایسی باتین سرزد ہوی ہین جو مناسب نہین تھین لہذا مجھے آنحضرت صلعم کے قریب دفن نکرنا بلکہ میری بہنون کے پاس بقیع مین دفن کرنا۔

علامہ عبدربہ بھی عقد الفرید مین یہی عبارت لکھتے ہین۔

حضرت حفصہؓ

حضرت عمر ابن الخطاب کی صاحبزادی تھین جس سال قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اوسی سال انکی ولادت واقع ہوئی خنیس بن خذافہ سے انکی شادی ہوئی خنیس نے مسلمان ہوکر مدینہ مین ہجرت کی۔ بدر مین شریک ہوکر زخمی ہوے گھر آکر اونھین زخمون کے باعث انتقال کر گئے لیکن اصابہ مین غزوہ احد مین انکا شہید ہونا بتلاتے ہین شبلی صاحب اونکی تنقید قول مین لکھتے ہین۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ حضرت عمر نے رقیہ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان سے اونکے نکاح کی خواہش کی تھی اور یہ مسلم ہے کہ حضرت رقیہ کا انتقال غزوہ بدر کے بعد ہوا اور اسی وجہ سے حضرت عثمان شریک بدر نہو سکے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خنیس نے غزوہ بدر کے بعد وفات پائی۔ دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عثمان بیٹھے تھے حضرت عمر اودھر سے گذرے اور پوچھا کہ حفصہ سے نکاح کرتے ہو۔ اوسکی عدت گذر گئی" اگر خنیس نے احد مین شہادت پائی ہوتی تو اونکی عدت کا زمانہ ۳ھ ہوتا۔ حالانکہ انکا نکاح ۳ھ مین ہوا۔ (بحوالہ فتح الباری جلد ۹ صہ ۱۵۲-۱۵۳)

ہمکو خنیس کی وفات کے متعلق جو اختلاف قول ہے یا شبلی صاحب نے اپنی منقدانہ تحقیق کے بعد جو اپنا مختار قائم کیا ہے اوسکی نسبت کوئی عذر و کلام نہین ہے صرف حضرت عمر کے اظہار صاف اور موجودہ زمانہ کے اور سابق زمانہ کے اسلامی تمدن کے باہمی اختلاف کو اس واقعہ مین دکھلا دینا ضروری ہے کہ حضرت عمر راہ چلتے صاحبزادی کے نکاح کا پیام دیتے تھے اور تاہم کوئی شنوا نہین ہوتا تھا چنانچہ شبلی صاحب پھر اسکی تفصیل حسب ذیل الفاظ مین لکھتے ہین

حضرت حفصہ کے بیوہ ہو جانے کے بعد حضرت عمر نے اونکے نکاح کی خواہش حضرت عثمان سے کی۔ اونھون نے کہا کہ اس معاملہ مین مین غور کرون گا حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے ذکر کیا اونھون نے خاموشی اختیار کی حضرت عمر کو اونکی بے التفاتی سے رنج ہوا۔ اسکے بعد خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ سے نکاح کی خواہش کی۔ نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر حضرت عمر سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھسے حفصہ کے نکاح کی درخواست کی اور مین خاموش رہا تو تمکو ناگوار گذرا لیکن مین نے اس بنا پر کچھ جواب نہین دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا ذکر کیا تھا اور مین آپکا

Presented by Ziaraat.Com

راز فاش کرنا نہین چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلعم نے اون سے نکاح کو نہ کہا ہوتا تو مین اوسکے لیے آمادہ تھا مدینۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۳۲۷

حضرت ابوبکر کی خاموشی تک تو آپ کی نقل و تحریر مین واقعہ نگاری ہے۔ اوسکے بعد محض عقیدت شعاری جو حضرت عمر اور حضرت حفصہ کی حفظ مراتب کی ضرورت خاص سے اختیار فرمائی گئی ہے صحیح بخاری مین حضرت ابوبکر کا یہ جواب ضرور ہے لیکن اوسمین یہ کہان لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خود اپنی طرف سے حضرت حفصہ کا پیام دیا۔ واقعہ یہ ہے۔

حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت ابوبکر کی خاموشی سے رنجیدہ ہو کر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اندوتون حضرات کی بے التفاتی عرض کی۔ آپ نے انکی استمالت اور مصلحت وقتی کے لحاظ سے حضرت حفصہ کو اپنی زوجیت مین لے لینے کے لیے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی انکی مایوسانہ شکایت کے جواب مین جو الفاظ زبان مبارک سے نکلے تھے۔ وہ یہ تھے۔ کہ اچھا کوئی شخص حفصہ سے جب نکاح کے لیے راضی نہین ہوتا تو مین سب سے اچھا شخص اون کیلئے تجویز کرتا ہون۔ اور وہ مین ہون حفصہ اوسوقت ۳۵ برس کی ہو چکی تھین شبلی صاحب حقیقت کو توڑ مروڑ کر چھپانا چاہتے ہین اور وہ چھپتی نہین" اسکے آگے لکھا جاتا ہے۔

حضرت حفصہ آخر حضرت عمر کی بیٹی تھین۔ اس لیے مزاج مین ذرا تیزی تھی۔ صحیح بخاری مین ہے کہ واقعہ ایلاء کے متعلق خود حضرت عمر کا بیان ہے کہ ہملوگ زمانہ جاہلیت مین عورتون کو کوئی چیز نہین سمجھتے تھے۔ مین ایکدن کسی معاملہ مین غور کر رہا تھا اتفاق سے میری بی بی نے مجھے مشورہ دیا۔ مین نے کہا تمکو ان معاملات مین کیا دخل ہے۔ بولین کہ تم میری بات پسند نہین کرتے۔ حالانکہ میری بیٹی رسول اللہ صلعم کو برابر کا جواب دیتی ہے۔ مین اوٹھا اور حفصہ کے پاس آیا۔ مین نے کہا بیٹی تم رسول اللہ کو جواب دیتی ہو۔ یہان تک آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہین۔ بولین۔ ہان ہم ایسا کرتے ہین۔ مین نے کہا خبردار۔ مین تمھین غضب الٰہی سے ڈراتا ہون۔ تم اوسکے گھمنڈ مین نہ آجانا جسکے حسن نے رسول اللہ صلعم کو فریفتہ کر لیا ہے یعنی عائشہ۔ سیرۃ النبی جلد دوم صفحہ ۳۲۷

شبلی صاحب کی موقع شناسی اسی واقعہ کو اپنے خاص مقام پر ان الفاظ مین لکھتی ہے۔

حضرت عمر کا بیان ہے کہ قریش لوگ عورتون پر قابو رکھتے تھے اور اون پر غالب رہتے تھے لیکن جب مدینہ مین آے تو یہان انصار کی عورتین مردون پر غالب تھین۔ اون کا انداز دیکھکر ہماری عورتون نے بھی انکی تقلید شروع کی۔ ایکدن کسی بات پر اپنی بیوی کو ڈانٹا۔ اوسنھون نے اولٹ کر جواب دیا۔ مین نے کہا میری بات کا تم جواب دیتی ہو۔ بولین تم کیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویان اونکو برابر کا جواب دیتی ہین۔ یہان تک کہ دن بھر آنحضرت صلعم سے روٹھی رہتی ہین مین نے دل مین کہا غضب ہو گیا۔ اوٹھکر حفصہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا واقعی تو رسول اللہ صلعم سے رات بھر روٹھی رہتی ہے۔ حفصہ نے اقرار کیا۔ مین نے کہا تجھکو یہ خیال نہین کہ رسول اللہ صلعم کی ناراضی خدا کی

Presented by Ziaraat.Com

ناراضی ہے بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا خیال کرتے ہین۔ ورنہ تجھکو طلاق دے چکے ہوتے (سیرۃ النبی جلد اول ص۴۰۱)

محققین دونون عبارتون کے فرق مابہ الامتیاز کو پڑھکر خود سمجھ لینگے۔ جب جیسا۔ تب تیسا۔

افسوس ہے۔ شبلی صاحب نے جناب موصوفہ کی نسبت نہ محبت رسول صلعم کا کوئی دعوی کیا اور نہ انکی استعداد علمی اور اجتہاد فقہی کا کوئی اظہار فرمایا۔ کم سے کم محافظین قرآن ہی مین انکا نام لکھدیا ہوتا۔ جیسا کہ باتفاق جمہور ثابت ہوتا ہے کہ اوسوقت تک حضرت حفصہ ہی کے پاس مجموعہ قرآن کا ایک نسخہ تھا جو حضرت عثمان کے زمانہ خلافت مین ان سے لیکر ضائع کرادیا گیا جیسکا افسوس موصوفہ کو تمام عمر باقی رہا۔

حقیقتاً حضرت حفصہ کی ذات اون تمام کمزوریون کا مجموعہ تھی جو فطرت نسوانی کی خصوصیات ہین تیز مزاجی اور درشت طبعی تو بقول شبلی صاحب موروثی تھی۔ اسی وجہ سے جناب رسولخدا صلعم نے انھین طلاق دیدی تھی مگر نظر بمصالح چند پھر رجعت فرمالی مسند امام حنبل مین ہے۔

عن عاصم بن عمر ان رسول اللہ صلعم طلق حفصہ بنت عمر بن الخطاب ثم ارتجعها (بحوالہ احمدی ص۳۷)

عاصم بن عمر سے منقول ہے کہ جناب سولخدا صلعم نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب کو طلاق دیدی تھی لیکن پھر رجعت فرمالی۔

موصوفہ کی اخلاقی کمزوریون کی تفصیل مین شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین۔

ترمذی مین ہے کہ ایکدفعہ حضرت صفیہ رو رہی تھین۔ آنحضرت صلعم تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی اونھون نے کہا مجھے حضرت حفصہ نے کہا ہے کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔ آپنے فرمایا کہ تم نبیؐ کی بیٹی ہو۔ تمھارا چچا پیغمبر ہے اور تم پیغمبرؐ کے نکاح مین ہو۔ حفصہ تم پر کس بات مین فخر کرسکتی ہین۔

ایک بار حضرت عائشہ اور حفصہ نے صفیہ سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے نزدیک تم سے زیادہ عزیز ہین ہم آپکی بیوی بھی ہین اور آپ کی چچازاد بہن بھی حضرت صفیہ کو ناگوار گذرا اونھون نے آنحضرت صلعم سے شکایت کی آپنے فرمایا کہ تم نے اُن سے یہ کیون نہ کہا کہ تم مجھسے زیادہ معزز کیونکر ہوسکتی ہو۔ میرے شوہر محمدؐ میرے باپ ہارونؑ اور میرے چچا موسیٰؑ

حضرت عائشہ اور حفصہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی بیٹی تھین۔ جو تقرب نبوی مین دوش بدوش تھے۔ اس بنا پر حضرت عائشہ اور حفصہ بھی دیگر ازواج کے مقابلہ مین ایک تھین۔ لیکن کبھی کبھی خود بھی باہم رشک و رقابت کا اظہار ہوجایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حفصہ دونون آنحضرت صلعم کے ساتھ ہمسفر تھین۔ رسول اللہ صلعم راتون کو حضرت عائشہ کے اونٹون پر چلتے تھے اور اُنسے باتین کرتے تھے ایکدن حضرت حفصہ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور مین تمھارے اونٹ پر سوار ہون تاکہ مختلف مناظر دیکھنے مین آئین حضرت عائشہ راضی ہوگئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاس آئے جسپر حضرت حفصہ سوار تھین جب منزل پر پہونچے اور حضرت عائشہ نے آپکو نہین پایا تو اپنے پاؤن کو اذخر ایک گھاس ہوتی ہے جسمین سانپ بچھو رہتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

کے درمیان لٹکا کر کہنے لگین۔ خداوندا کسی سانپ بچھو کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے۔ سیرۃ النبیؐ جلد دوم صـ۳۲۸۔

یہ روایت خواتین موصوفین کے اخلاقی کمزوریون کو اس طرح عام اور طشت از بام کر رہی ہے کہ بالآخر شبلی صاحب کو بھی اس پر نظریہ کی ضرورت لاحق ہوئی۔ نظریہ زیر حاشیہ کی عبارت یہ ہے۔

اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے کہ ازواج مطہرات مین اس قسم کی روایتین صرف حضرت عائشہ اور حفصہ کے متعلق مذکور ہین۔ اس لیئے اسکے اسباب تلاش کرنا چاہیے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے ساتھ منافقین کو جو عداوت تھی وہ قابل لحاظ ہے۔ عبارت زیرین حاشیہ صـ۳۲۸

شبلی صاحب۔ عبارت آرائی سے کام نہین چلتا۔ کہان کہان منافقین کو یاد کیجیے گا۔ دل ہمہ داغدار شد پنبہ کجا کجا نہم لیجیے۔ مان لیا منافقین نے یہ باتین جھوٹ موٹ مشہور کر دین۔ تو خیریت سے علماء کرام آپ کے ایسے سادہ لوح کیون ہونے لگے کہ مومن و منافق کے اقوال کی تمیز نکر سکے اور علما سے آگے چلیئے تو خود حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اس غفلت شعاری اور بداحتیاطی سے کیون کام لیا کہ اپنے سلسلہ اسناد مین منافقین اور مومنین سب کی بھرتی کر لی۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

حضرت حفصہ نے ۴۵ھ مین وفات پائی۔ اوسوقت انکی عمر ۶۳ برس کی تھی۔ مروان الحکم (طرید رسول اللہؐ) نے نماز جنازہ پڑھائی اور ابناے حضرت عمر نے قبر مین اوتارا۔ جنت البقیع مین مدفون ہوئین۔

حضرت زینب امّ المساکینؓ

زینب نام تھا۔ چونکہ فقرا و مساکین کے ساتھ خاص طور پر مسلوک ہوا کرتی تھین۔ اسلیے امّ المساکین کے خاص لقب و کنیت سے مشہور تھین۔ پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح مین تھین۔ وہ جنگ احد مین شہید ہوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حبالہ نکاح مین آئین۔ لیکن انھین صرف دو یا تین مہینے اس شرف کو حاصل کیئے ہوئے تھے کہ داعی حق کو لبیک فرما گئین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنۃ البقیع مین مدفون ہوئین۔ وقت وفات انکی عمر ۳۰ برس کی تھی۔

حضرت ام سلمہؓ

نام ہند تھا۔ کنیت ام سلمہ۔ مان کا نام عاتکہ بنت حضرت عبدالمطلب۔ پہلے عبداللہ بن عبدالاسد کے نکاح مین آئین اونکے صلب سے سلمہ نامی لڑکا پیدا ہوا جسکی رعایت سے مان کی کنیت ام سلمہ اور باپ کی کنیت ابوسلمہ مشہور ہوئی عبداللہ بن عبدالاسد سابق الاسلام بزرگوارون مین شامل ہین۔ اسی طرح حضرت ام سلمہ بھی۔ یہ دونون بزرگوار

Presented by Ziaraat.Com

بیکبار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت اسلام سے مشرف ہوے حضرت ام سلمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ مین ہجرت کی چنانچہ سلمہ اُنکے صاحبزادے کی پیدائش وہین ہوئی۔ پھر حبشہ سے مکہ مین آئین اور مکہ سے مدینہ مین ہجرت فرماہوئین۔ مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی وقت انکے قبیلہ کے مشرکین کفار نے ان سے سخت مزاحمت کی بڑے ظلم وستم کئے۔ یہان تک کہ انکی گود سے سلمہ کو چھین کرلے گئے۔ سوبچے کہ شاید اس تدبیر سے مدینہ جانے سے باز آئین لیکن انکی عقیدت اور رقاقت اسلام مین ذرا فرق نہ آیا۔ آخر کار مشرکین نے بھی پیچھا چھوڑدیا اور یہ مدینہ منورہ مین چلی آئین

ان کے شوہر ابوسلمہ بہت بڑے شجاع تھے اور مشہور سہسوار۔ غزوات بدر و احد مین اُنکی نمودار یان اور جان نثاریان اسلام کی تاریخون مین یادگار مین۔ غزوۂ احد مین یہ زخمی ہوگئے تھے۔ اور زخم بھی کچھ ایسے کاری لگے کہ غریب جان بر نہو سکے اور قضا فرماکر شہدائے احد کے حسنات و درجات پر فائز ہوگئے انکی شہادت جمادی الثانی ۴ھ مین واقع ہوئی۔ ان کے جنازہ کی نماز بڑے اہتمام سے پڑھی گئی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخلاف معمول انکی جنازہ کی نماز ۹ تکبیرون سے پڑھائی۔ نماز کے بعد لوگون نے عرض کی۔ یارسول اللہؐ حضور کو شمار تکبیر مین کہین سہو تو نہین ہوگیا ہے۔ ارشاد ہوا۔ نو تکبیرین کیا یہ تو ہزار تکبیرون کے مستحق تھے۔ سیرۃ النبی ج ۲ ص ۳۲۹۔

عدت گذر جانے کے بعد حضرت اُم سلمہ کے پاس آنحضرت صلعم نے پیام عقد بھیجا تو بقول شبلی صاحب ام سلمہ نے ذیل کے چند عذر پیش کئے۔

(۱) مین سخت غیور عورت ہون۔

(۲) صاحب عیال ہون۔

(۳) میرا سن زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب زحمتون کو گوارا کرلیا۔ اور عقد فرمالیا۔

حضرت اُم سلمہؓ کے فضل وکمال اور علم وآداب کے متعلق شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین۔

ازواج مطہرات مین حضرت عائشہ کے بعد فضل وکمال مین انھین کا درجہ تھا۔ ابن سعد نے طبقات مین اسکی تصریح کی ہے۔ روایت حدیث اور نقل احکام مین حضرت عائشہ کے سوا اور تمام بیبیون پر انکو فضیلت حاصل ہے۔ صلح حدیبیہ مین جب مکہ سے باہر حلق (سر منڈوانا) اور قربانی مین تامل تھا تو حضرت ام سلمہ ہی کی تدبیر سے یہ مشکل حل ہوئی اور یہ آپکی دانشمندی اور عقل و ذہانت کی سب سے بہتر مثال ہے۔ یہ واقعہ صحیح بخاری مین بتفصیل موجود ہے۔ سیرۃ النبی ج ۲۔

علم وکمال مین حضرت ام سلمہ کا حضرت عائشہ سے کم مایہ ہونا صرف شبلی صاحب کی عقیدتمندانہ باریک بینی ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور کچھ بھی نہین - واقعہ ایلاء مین حضرت عمر کے سوال وجواب مین حضرت ام سلمہ کا یہ فرمانا کہ تم بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھ گئے کہ اب رسولؐ اور اونکی بیبیون کے امور خاص مین بھی دخل دینے لگے - انکی ذاتی عظمت وجلالت اور حیا وغیرت کی کامل مثال ہے -

اسی طرح خدمت رسالت مین ایک صحابی جو رشتہ مین حضرت ام سلمہ کے عزیز تھے مسائل نسوانی کے متعلق کسی قدر بیباکی سے استفسار کرنے لگے حضرت ام سلمہ سنتی تھین - وہین سے انھین ڈانٹ کر کہنے لگین کہ تم مسائل شرعیہ اور احکام الٰہیہ پوچھنے آئے ہو - یا عورتون کو رسوا کرنے -

حضرت ام سلمہ نے انت علی الخیر کی پیشینگوئی پوری کردی اور قرن فی بیوتکن کے مطابق جس گھر مین آئین اوسی گھر مین اپنی زندگی تمام کردی - اور تمام عمر اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی رفاقت مین جسکی تمنا وآرزو انھون نے نزول تطہیر کے موقع پر کی تھی خدائے سبحانہ تعالی نے اوسے اونکی خواہش کے موافق پورا کردیا - آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو گویا اپنی تبنیت مین لیا تھا - اور اونکی ولادت کے وقت ہی سے - اونکی پرورش اور آرام رسانی آپ ہی سے متعلق تھی - اسی بنا پر واقعہ شہادت کی احادیث آپ ہی سے زیادہ تر مروی ہین - جن کو ہم بالتفصیل کتاب ذبح عظیم مین بیان کرچکے ہین -

انکے صاحبزادے سلمہ جنگ صفین مین حضرت علی کے ہمراہ تھے - لڑکر شہید ہوگئے - حسن بصری انھین کے خرید کردہ غلام تھے جنکو کمسنی مین خدمت کے لیے خرید فرمایا تھا - اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر وغیرہم کے ساتھ حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے تعلیم دلوائی تھی - لیکن جنگ جمل کے موقع پر - بقولیکہ ؎

کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

حضرت علی کی خدمت درفاقت سے انکی دست برداری جناب ام سلمہ کی ایسی سخت ناراضی کا باعث ٹھری کہ پھر آپ نے عمر بھر حسن کا مُنھ نہ دیکھا اور نہ اپنے دروازے پر چڑھنے دیا -

انکی وفات کے متعلق شبلی صاحب قمطراز ہین -

اہل سیر متفق ہین کہ ازواج مطہرات مین سب کے بعد حضرت ام سلمہ نے وفات پائی - لیکن ان کے سن وفات مین نہایت اختلاف ہے - واقدی نے ۵۹ھ بتلایا ہے - ابراہیم حربی کے نزدیک ۶۲ھ ہے اور تقریب مین اسی کو صحیح کہا ہے - امام بخاری نے تاریخ کبیر مین لکھا ہے کہ ۵۸ھ مین وفات پائی - بعض روایتون مین ہے کہ ۶۱ھ مین جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر آئی تو اوسوقت اونکا انتقال ہوا ہے - ابن عبداللہ نے اس روایت کی تصحیح کی ہے - اس اختلاف روایت کی حالت مین سن وفات کی تعیین مشکل ہے - تاہم یقینی یہ ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

واقعۂ حرا نا ک زندہ تھین مسلم مین ہے کہ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان حضرت ام سلمہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور اوس لشکر کا حال پوچھا جو زمین مین دھنس جائیگا۔ یہ سوال اوسوقت کیا گیا تھا جب یزید نے مسلم ابن عقبہ کو لشکر شام لے کر مدینہ کی طرف بھیجا تھا اور واقعہ حرا ۶۳ھ مین پیش آیا تھا۔ اس لیے اس سے پہلے انکی وفات کی تمام تاریخین صحیح نہین۔

شبلی صاحب کی تحقیق درست ہے لیکن اتنے اضافہ کے ساتھ کہ جناب موصوفہ کی وفات یقینی طور پر ۶۴ھ کے اواخر یا ۶۵ھ کے اوائل مین واقع ہوئی۔ اس لیے کہ قاتلان امام حسین علیہ السلام کا خاتمہ کرکے جو تاریخ سے ۶۴ھ کے واقعات معلوم ہوتے ہین جب امیر مختار بن ابو عبید ثقفی مدینہ مین آئے تو حضرت ام المومنین اُم سلمہ کی زیارت کو حاضر ہوے تو جناب موصوفہ نے اپنی کنیز خاص کے ہاتھ عطر دان باہر بھیجدیا کہ انکے سر و ریش کے بالون کو معطر کردے۔ اس بنا پر یہ بالکل صحیح اور فی الواقع ہے کہ حضرت ام سلمہ یقیناً ۶۴ھ تک زندہ تھین۔

اس کے بعد شبلی صاحب لکھتے ہین۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ کی وصیت کی بنا پر سعید بن زید نے نماز جنازہ پڑھائی لیکن اس روایت کی صحت مین کلام ہے اسلیے کہ سعید بن زید نے باختلاف روایات ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۵ھ مین انتقال کیا ہے اور یہ یقینی طور پر ثابت ہے کہ اوسوقت حضرت ام سلمہ زندہ تھین۔ واقدی نے لکھا ہے کہ ابوہریرہ نے انکی نماز جنازہ پڑھائی اگر انکی وفات کے وقت سعید بن زید زندہ ہوتے تو حضرت ابوہریرہ خلاف وصیت کیونکر نماز جنازہ پڑھا سکتے تھے۔

بہرحال ازواج مطہرات مین حضرت ام سلمہ نے سب کے بعد وفات پائی۔ وفات کے وقت انکی عمر ۸۴ سال کی تھی۔

افسوس ہے کہ شبلی صاحب اپنی خود غرضانہ خیال تعمیم کے آگے خصوصیت اور واقعیت کے حالات خاص کو عمداً قلم انداز فرما دیتے ہین۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کو حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے ساتھ ہمیشہ سے تعلق و تقرب خاص کا شرف حاصل تھا اور کیونکر نہوتا سلسلہ ایک۔ خانوادہ ایک۔ پھر فصل و جدائی کیسے ممکن تھی۔ یہ جس گھر مین پہلے بیاہی تھین وہ بھی یہی گھر تھا۔ اور دوبارہ جس گھر مین آئین وہ بھی یہی تھا۔ پھر جناب سولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے اپنی وفات کے دن تک اوسی گھر مین تشریف فرما رہین پھر ان واقعات کی موجودگی مین یہ کہنا کہ وفات کے وقت سعید بن زید کو اپنے نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت فرما گئین کسقدر لغو اور واقعیت سے خلاف ہے۔ کیا انکے اپنے گھر مین کوئی انکے وصی ہونیکی اہلیت نہین رکھتا تھا۔ اسمین شک نہین کہ یزید کے مظالم نے خاندان رسالت کو بالکل ویران کردیا تھا لیکن تاہم کاشانہ نبوت مین ابھی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا وجود ذیجود۔ حضرت محمد بن حنفیہ۔ حسن مثنیٰ۔ عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ و عبیداللہ

Presented by Ziaraat.Com

پسران حضرت ابا الفضل عباس ابن علیؑ کی ایسی مبارک اور مقدس ہستیان موجود تھین۔ جو ہر طریق و عنوان سے اونکے موصی لہ ہونیکی صلاحیت رکھتی تھین پھر کون مجنوط العقل اور مسلوب الحواس شخص تسلیم کرسکتا ہے کہ مرنیوالا اپنے گھر مین اتنے لائق بیٹے اور پوتے رکھکر غیرون کو اپنا وصی کرنے جائیگا۔

یہی حالت نماز جنازہ کی بھی ہے جس کو آپنے صرف واقدی کی سند سے لکھا ہے۔ شکر ہے کہ دیباچہ اور تبصرہ مین اتنی بے نقط سُنانے کے بعد آپ نے واقدی کو قابل الاسناد تو تسلیم کرلیا۔ آپ اسوقت اپنی غرض سے واقدی کو جیسا کچھ نہ سمجھ لین۔ دوسرا کیون سمجھنے لگا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کا اپنی میت پر نماز جنازہ پڑھانے کی سعید بن زید کو وصیت کرنا یہ سب تہتام ہے جس کا مواخذہ واضعان روایت کے ذمہ ہے حضرت ام سلمہ کا دامن بالکل پاک و صاف ہے اسی طرح ابوہریرہ کا نماز پڑھانا بھی بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ کوئی صحیح الدماغ اور سلیم العقل مسلمان کبھی باور نہین کرسکتا کہ حضرت امام زین العابدین۔ سید الساجدین حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے موجود ہوتے کسی شخص غیر نے حضرت اُم المومنین ام سلمہ کے جنازہ کی نماز پڑھانے پر جرأت کی ہو۔ فافہم فتدبر۔

حضرت ام سلمہ سے ۳۷۸ حدیثین مروی ہین۔ جن مین سے کُل ۳ حدیثون کو بخاری نے اور ۱۳ احدیثون کو مسلم نے لکھا ہے۔ باقی اور حدیثین دوسرے محدثین نے اپنے اپنی مصنفات و تالیفات مین نقل کی ہین۔

حضرت زینب بنت جحش

یہ وہی محترمہ تھین جو زید بن حارثہ کے عقد نکاح مین تھین۔ اور زید کے طلاق دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف زوجیت پر ممتاز ہوئین۔ آنحضرت صلعم نے جس ضرورت سے اُنکو اپنے نکاح مین لیا وہ تفصیل سے ایک علیحدہ باب مین بیان ہوچکی ہے۔ شبلی صاحب انکے اوصاف مین لکھتے ہین۔

ازواج مطہرات مین جو بی بیان حضرت عائشہ سے ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھین اون مین حضرت زینب بھی تھین۔ خود حضرت عائشہ کہتی ہین کانت تساميني یعنی وہ میرا مقابلہ کرتی تھین اور اونکو اس کا حق بھی تھا۔ نسبی حیثیت سے وہ آنحضرت صلعم کی پھوپھی زاد بہن تھین۔ جمال مین بھی ممتاز تھین۔ عبادت مین نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ مشغول رہتی تھین۔ جب آنحضرت صلعم نے اُنکو عقد مین لانا چاہا تو اُنھون نے کہا مین بغیر استخارہ کے کوئی رائے قائم نہین کرتی۔ ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے۔ حضرت زینب اس معاملہ مین کچھ بول اُٹھین حضرت عمر نے ڈانٹا۔ آپ نے فرمایا۔ ان سے درگذر کرو۔ یہ اوّاہ ہین (یعنی خاشع

Presented by Ziaraat.Com

اور متضرع)۔ نہایت قانع اور فیاض طبع تھین۔ خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھین اور اوسکو خدا کی راہ مین لٹا دیتی تھین۔ ایک دفعہ حضرت عمر نے اونکا سالانہ نفقہ بھیجا انھون نے اوس پر کپڑہ ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ دارون اور یتیمون کو تقسیم کر دو۔ برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے اونھون نے کہا کہ کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمھارا حق ہے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا اس سال کے بعد مین عمر کے عطیہ سے فائدہ نہ اوٹھاؤن۔ دعا مقبول ہوئی اور اوسی سال اونکا انتقال ہو گیا۔

آنحضرت صلعم نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا اسرعکن لحاقا بی اطولکن یدا تم مین سے جلد مجھسے وہ ملی ہی ملے گی جسکا ہاتھ لمبا ہوگا۔ یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا لیکن ازواج مطہرات اسکو حقیقت سمجھین۔ چنانچہ باہم اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھین۔ حضرت زینب اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیشینگوئی کی مصداق ثابت ہوئین اور ازواج مطہرات مین سب سے پہلے انھین نے انتقال کیا۔ اپنے کفن کا خود سامان کیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر بھی کفن دین تو اون مین سے ایک کو صدقہ کر دینا چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی۔ بیت المال سے آیا ہوا کفن دیا گیا اور اُنکا اپنا تیار کردہ کفن تصدق کر دیا گیا (روضۃ الاحباب) حضرت عمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسکے بعد ازواج مطہرات سے دریافت کیا کہ کون قبر مین داخل ہوگا۔ انھون نے کہا جو شخص اُنکے گھر مین داخل ہوتا ہو۔ چنانچہ اسامہ۔ محمد بن عبداللہ بن جحش۔ عبداللہ بن ابی احمد بن جحش نے انکو قبر مین اُتارا۔ حضرت زینب نے ۵۳ برس کی عمر مین وفات پائی۔ جب آنحضرت صلعم سے نکاح ہوا تو ۳۵ برس کی تھین ۲۰ھ مین وفات ہے

حضرت جویریہؓ

قبیلہ بنی المصطلق کے رئیس حارث بن ضرار کی لڑکی تھین۔ مسافع بن صفوان سے بیاہی تھین۔ غزوہ مریسیع مین مسافع مارا گیا۔ غزوہ مریسیع مین بہت سے مرد عورتین اسیر ہوئین۔ انھین مین جویریہ بھی تھین اور ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصہ غنیمت مین آئین تھین۔ اسلام کے فیوض عام مین اسیران جنگ کے ساتھ ایک مخصوص رعایت قائم کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اسیر اپنی حیثیت آزادی کے لیے ایک رقم خاص اپنے آقا سے طے کر لین اور وہ اوسے قبول کر لے تو وہ اسیر رقم مشروطہ ادا کرنے کے بعد بالکل آزاد ہو جائے گا۔ اصطلاح فقہا مین اسکو مکاتبت کہتے ہین۔ حضرت جویریہ نے اسی مکاتبت کے ذریعہ سے ثابت بن قیس سے اپنی آزادی حاصل کر لی تھی جسکی تفصیل جلد دوم کے ایک علیحدہ باب مین بیان ہو چکی ہے لیکن مقامی ضرورت کے اعتبار سے اتنا لکھدینا ضروری ہے کہ نو اُوقیہ طلا خالص پر شرائط مکاتبت طے پائے تھے اور وہ جویریہ کے امکان سے بالکل باہر تھے۔ یہ مایوس ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

Presented by Ziaraat.Com

کی خدمت مین آئین اور رقم مشروطہ بطور امداد مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ مین تمکو اس سے بہتر ترکیب وا کاری بتلا دون۔ انھون نے عرض کی بتلائی جاوے ارشاد فرمایا کہ مین اپنے پاس سے اتنی رقم ادا کر دیتا ہون اور تم مجھسے بیاہ کر لو۔ وہ راضی ہوگئین۔ آپ نے ثابت بن قیس کو وہ رقم ادا کر کے اُنکو آزادی دلوادی پھر حسب قرارداد سے نکاح کر لیا۔ شبلی صاحب لکھتے ہین جب انکے ساتھ آپ کے نکاح کرنے کا چرچا پھیلا تو لوگون نے قبیلہ بنی مصطلق کے تمام لونڈی غلامون کو اس بنا پر آزاد کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگون سے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا آزاد شدہ غلامون کی تعداد ایک سو سات مین سات سو بتائی گئی ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہین کہ جویریہ کی برکت سے سیکڑون گھرانے آزاد ہوگئے۔ بعض روایتون مین ہے کہ آنحضرت صلعم سے خود حضرت جویریہ نے یہ خواہش ظاہر کی تھی اور آپ نے تمام قیدیون کو اون پر ہبہ کر دیا تھا حضرت جویریہ نے ۵۰ھ مین وفات پائی اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئین اوسوقت اونکا سن ۶۵ برس کا تھا۔

حضرت اُمّ حبیبہ

اصلی نام رملہ تھا۔ کنیت اُم حبیبہ۔ ابوسفیان کی لڑکی معویہ کی بہن تھین۔ بعثت سے سترہ برس پہلے پیدا ہوئین قبل بعثت انکا نکاح ابن جحش سے ہوگیا تھا اور یہ دونون میان بیوی مشرف باسلام ہو چکے تھے ہجرت حبشہ کے دوسرے دور مین مسلمانون کے قافلہ کے ساتھ یہ میان بیوی بھی مدینہ سے چلے گئے۔ اُنکی لڑکی حبیبہ وہین حبشہ ہی مین پیدا ہوئی۔ عبداللہ بن جحش شرایط اسلام پر قائم نہ رہے اور عیسائی ہوگئے۔ لیکن اُم حبیبہ اپنے اسلام پر قائم رہین۔ اس بنا پر عبداللہ بن جحش نے اِن سے مفارقت کی جب اسکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ مین معلوم ہوئی تو آپ نے عمر بن اُمیۃ الضمیری کو نجاشی کے پاس بھیجکر اون سے نکاح کا پیغام دیا۔ ام حبیبہ نے بہزار مفاخرت ومسرت قبول کر لیا اور مشاطہ کو جو ابرہہ نامی نجاشی کی کنیز تھی۔ دو کنگن اور انگوٹھیان چاندی کی انعام دین۔ اور نجاشی کے پاس کہلا بھیجا کہ مین اپنی طرف سے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کرتی ہون۔ شام ہوئی تو نجاشی نے تمام مسلمانون کو جو اوسوقت حبش مین موجود تھے۔ نوید مین بلایا۔ اونکے مجمع مین جعفر ابن ابی طالب بھی تھے۔ چار سو دینار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد نکاح پڑھا اور رقم مہر اپنی طرف سے تمام لوگون کے سامنے خالد بن سعید کو ادا کر دی۔ نکاح کے بعد لوگون نے مجلس شاہی سے رخصت ہونا چاہا تو نجاشی نے کہا کہ آپ حضرات ذرا اور توقف فرما جائین۔ اس لیئے کہ دعوت تمام انبیا کی سُنّت خاص ہے اور اوس کا سامان حاضر ہے۔ چنانچہ تمام حاضرین دعوت سلطانی سے محظوظ ہوئے اور اپنے مقام پر واپس آئے۔ خالد بن سعید نے چار سو دینار مہر کے جب ام حبیبہ کے سامنے رکھے تو اونھون نے ابرہہ کنیز نجاشی کو جو اوسوقت موجود تھی اوس مین سے پچاس دینار دیئے لیکن اوسنے وہ روپیہ اور چاندی کے کنگن اور انگوٹھیان

Presented by Ziaraat.Com

واپس دین اور عرض کی بادشاہ نے سختی سے ان چیزون کے لینے کی ممانعت کردی ہے۔ دوسرے روز ابرہہ بادشاہ کی طرف سے انکی خدمت مین عُود و زعفران و عنبر اور دیگر طیبات تحفہ لیکر آئی جسکو حضرت ام حبیبہ اپنے ہمراہ لے کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ نجاشی نے پھر نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ شرحبیل بن حسنہ کی ہمراہی مین ام حبیبہ کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجدیا۔

حضرت ام حبیبہ رابطہ عقیدت مین خالص اور کامل تھین۔ یہان تک کہ معاملات ایمان مین اُنکو کسی کی قرابت یا خصوصیت کا بھی کوئی لحاظ و پاس نہین ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد۔ انکے باپ۔ ابوسفیان شرائط حدیبیہ کی توسیع کے لیے درخواست لے کر دربار رسالت مین آئے تو اپنی لڑکی سمجھکر انھین کے ہان فروکش ہوئے لیکن یہ اپنے بستر پر بھی اون کے بیٹھنے تک کی روادار نہین ہوئین اور یہ کہکر فوراً بستر اولٹ دیا۔ کہ یہ فرش رسولؐ ہے اور ابا جان۔ آپ ابتک مشرک ہین۔

افسوس ہے کہ شبلی صاحب نے محض حضرت ابوسفیان اور معویہ صاحبان کی پاسداری اور حفظ مراتب کے خیال سے اسواقعہ کو انکے ذکر خاص مین نہین لکھا۔ حالانکہ ان کے خلوص اور رسوخ فی الایمان کی اس سے بہتر دوسری شہادت نہین ہوسکتی۔

حضرت ام حبیبہ نے ۴۴ھ مین انتقال فرمایا اور مدینہ مین مدفون ہوئین۔

حضرت میمونہ

میمونہ نام تھا۔ باپ کا نام حارث اور مان کا نام ہند تھا مسعود بن عمیر الثقفی ان کے پہلے شوہر تھے مسعود نے انھین طلاق دیدی تو ابورہم بن عبدالعزیٰ نے ان سے نکاح کرلیا۔ ابورہم کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف زوجیت مین آئین۔ اُنکے ساتھ نکاح کرلینے کی درخواست حضرت عباس نے کی تھی اسلیے کہ حضرت عباس کی زوجہ ام الفضل کی یہ چھوٹی بہن تھین عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف مین انکا نکاح واقع ہوا تھا اور وہین انھون نے انتقال بھی فرمایا۔ سنہ ۵۰ھ کے آخر مین وفات ہوئی اور حضرت عبداللہ بن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی جب جنازہ لوگ لے چلے تو عبداللہ بن عباس نے تاکید فرمائی کہ آہستہ لے چلو۔ جنازہ کو زیادہ حرکت ندو۔ بادب آہستہ لے چلو۔ یہ رسول اللہ صلعم کی زوجہ محترمہ ہین۔

حضرت صفیہؓ

شبلی صاحب ان کے حالات مین رقمطراز ہین صفیہ اصل نام نہ تھا۔ زرقانی نے لکھا ہے کہ عرب مین مال غنیمت کا

Presented by Ziaraat.Com

جو بہترین حصہ امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہو جاتا تھا اوسکو صفیہ کہتے تھے۔ چونکہ وہ جنگ خیبر مین اس طریقہ کے موافق۔ آنحضرت صلعم کے نکاح مین آئین تھین۔ اسلیئے صفیہ کے نام سے مشہور ہوئین۔ ورنہ اصلی نام انکا زینب تھا باپ نام حیی بن اخطب تھا۔ اور مان کا نام ضرۃ حضرت صفیہ کو باپ اور مان دونون کی طرف سے سیادت حاصل تھی۔ باپ قبیلہ بنو نضیر کا سردار۔ اور مان قریظہ کی رئیس کی بیٹی تھی سیرۃ النبی جلد دوم۔

شبلی صاحب کا یہ خیال سیادت غلط ہے۔ اوسے آپ مالداری، سرداری اور دولت و ثروت کی کثرت پر مبنی بتلاتے ہین۔ سیادت کا شرف مال و دولت کی بہتات سے نہین ہوتا ہے ؎

این سعادت ززور بازو نیست گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت صفیہ کی سیادت کا اصلی سبب خود آپ نے آخر مین حضرت عائشہ کی تعریض کے جواب مین زبان رسالت سے نقل فرمایا ہے۔ وہی اسکے انکشاف حقیقت کے لیے کافی ہے۔ اپنی عبارت ملاحظہ کیجائے۔

آنحضرت صلعم ایک بار حضرت صفیہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ رو رہی ہین۔ آپ نے رونے کی وجہ پوچھی تو اونھون نے کہا کہ عائشہ اور زینب کہتی ہین کہ ہم تمام ازواج مین افضل ہین۔ ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہنین بھی ہین۔ آپنے ارشاد فرمایا تم نے یہ کیون نکہدیا کہ میرے باپ ہارونؑ میرے چچا موسیٰؑ اور میرے شوہر محمدؐ (صلعم) ہین۔ اس لیے تملوگ مجھسے کیونکر افضل ہو سکتی ہو۔

آپ کی اس عبارت سے خود آپ معلوم کر لے سکتے تھے کہ سیادت کے لیے اصلاب شامخہ اور ارحام طاہرہ کی خاص ضرورت ہے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے جو آپ کی اختیار کردہ عمومیت مین نہین آسکتی۔

اس کے آگے شبلی صاحب لکھتے ہین۔

حضرت صفیہ کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی مشکم نے طلاق دیدی تو کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح مین آئین۔ کنانہ جنگ خیبر مین مقتول ہوا۔ حضرت صفیہ کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئین جب خیبر کے سب قیدی جمع کیئے گئے تو دحیہ کلبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی آنحضرت صلعم نے انتخاب کرنیکی اجازت دی اونھون نے حضرت صفیہ کو منتخب کیا۔ لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت مین عرض کی کہ آپنے رئیسۂ بنو نضیر و قریظہ کو دحیہ کو دیدیا۔ وہ تو صرف آپ کے قابل ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ دحیہ اوس عورت کے ساتھ حاضر ہون۔ وہ صفیہ کو لیکر آئے۔ تو آپ نے اونکو دوسری لونڈی عنایت فرمائی۔ اور صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ جب خیبر سے روانہ ہوئے تو منزل صہبا مین رسم عروسی ادا کی اور جو کچھ سامان لوگون کے پاس جمع تھا۔ اوسکو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی۔ سیرۃ النبی جلد دوم۔

Presented by Ziaraat.Com

محدث شیرازی انکے شرف زوجیت حاصل کرنے کی تفصیل مین لکھتے ہین۔

صفیہ را چون آوردند بفرمود تا بخیمۂ بردندش۔ آنگاہ خود بخیمہ تشریف داد صفیہ چون آنحضرت را دید برخاست و فرشے کہ خود بران نشستہ بود برداشت و برائے پیغمبر صلعم بسیط کرد و خود بر زمین نشست حضرت فرمود اے صفیہ پیوستہ بدل تو با من عداوت می نمود تا خداوند تعالیٰ وے را ہلاک ساخت گفت خداوند تعالےٰ ہیچ بندہ را بگناہ دیگرے نمی گیرد آنگاہ سرور عالم اورا مخیر ساخت میان آنکہ ازادش کند و او بقوم خود ملحق بشود و میان آنکہ اسلام بیاورد و حضرت اورا بخواہد۔ صفیہ بسیار عاقلہ و عاقلہ بود گفت یا رسول اللہ صلعم تحقیق کہ آرزوے اسلام دارم و تصدیق تو کردہ ام پیش از آنکہ مرا دعوت کنی۔ و اکنون بمنزل تو آمدہ ام و حالا مرا بہ یہودیت ہیچ حاجتے نیست۔ نہ پدرے دارم نہ برادرے در میان یہود۔ یا رسول اللہ صلعم مرا میان کفر و اسلام مخیر می گردانی۔ و الله کہ خدا و رسولؐ وے احب اند نزد من از آزادی و لحوق بقوم خود پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را خوش آمد و او را برائے خود نگاہ داشت و آزادش نمود و اعتاق آورد صداق او ساخت۔

روضۃ الاحباب

صفحہ ۵۹۵

حضرت صفیہ جب آپ کے پاس لائین گئین تو آپ نے اونکے احترام کے لحاظ سے حکم دیا کہ ایک علیحدہ خیمہ مین رکھی جائین پھر آپ اوس خیمہ مین تشریف لے گئے۔ صفیہ آپ کو دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوئین اور جس فرش پر بیٹھی تھین وہ آپ کے لیے چھوڑ دیا اور خود زمین پر بیٹھ گئین۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا صفیہ تمھارے باپ اپنی زندگی بھر ہماری خصومت و عداوت مین سرگرم رہے یہانتک کہ خدا نے اونھین ہلاک کیا۔ صفیہ نے کہا کہ یہ اعمال کی سزا تھی خدا تعالیٰ کسی بندے کو دوسرے کے گناہ کے لیے معذب نہین فرماتا آنحضرت صلعم نے کہا کہ مین تمھین اختیار دیتا ہون اگر تم چاہو تو مین تمھین ابھی آزاد کر دون اور تم اپنی قوم مین چلی جاؤ اور اگر یہ قبول نہین ہے تو اسلام لاؤ اور مین تمھین اپنی زوجیت مین لے لون۔ حضرت صفیہ نے جو فطرتاً بہت ہی عقیلہ اور فہیمہ خاتون تھین۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ صلعم مجھے اسلام لانیکی خود تمنا ہے اور قبل اسکے کہ آپ مجھے دعوت دین۔ مین آپکی تصدیق کر چکی ہون۔ اب مجھے اپنی قوم مین جانے کی حاجت ہے اور نہ ملت یہود سے کوئی واسطہ۔ اور نہ قوم یہود مین میرا کوئی باپ یا بھائی خبر گیران یا پرسان حال باقی ہے تعجب ہے کہ ایسی حالت مین آپ مجھے کفر و اسلام کے درمیان مختار فرماتے ہین خدا کی قسم مجھے خدا اور اوس کا رسولؐ اپنی آزادی اور قوم و قبیلہ مین واپسی سے زیادہ عزیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو صفیہ کی یہ عرض بہت پسند آئی۔ اور آپنے اونکو اپنی زوجیت کے لیے علیحدہ کر لیا۔ پھر آزاد کر دیا اور اونکی آزادی کو اونکا مہر قرار دیدیا۔

شبلی صاحب کے مختار کے خلاف منزل صہبا سے پہلے منزل تبار ہی مین۔ محدث شیرازی۔ رسم عروسی کا ہونا تبار ہے ہین۔ تبار خیبر سے کل چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مگر رسم عروسی ہو جانیکے بعد یہان زفاف واقع نہین ہوا اسلیئے کہ

Presented by Ziaraat.Com

حضرت صفیہؓ نے کسی وجہ خاص سے معذرت کی۔ جب منزل صہبا مین قیام ہوا تو آپ نے ام سلیم کو حضرت صفیہؓ کے خیمہ مین بھیجا۔ محدث شیرازی لکھتے ہین۔

ام سلیم بموجب فرمودہ او را بخیمہ بُرد و موی و سر او را شانہ کرد و او را خوشبو ساخت۔ صفیہ جوان و غایت صاحب جمال بود و ان منزل آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم باو زفاف نمود و آن شب کہ رسول اللہ صلعم بخیمۂ صفیہ بود حضرت ابو ایوب انصاری سلاح پوشیدہ بجا است آنحضرتؐ آمد و شب را زندہ داشت چون روز شد خواجہ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم از خیمہ بیرون آمد و آواز سلاح ابو ایوب شنیدہ فرمود این کیست ایوب گفت این ابو ایوب است۔ یا رسول اللہ صلعم زن جوان است یہودیہ۔ و پدر و شوہر وے را نزدیک کشتہ ایم ترسیدم کہ ناگاہ حرکتے از وے بظہور آمد با خود گفتم مناسب آن است کہ امشب بحول خدا صلعم نزدیک باشم حضرت تبسمے فرمود و او را دعاے خیر کرد و گفت اَللّٰھُمَّ احْفَظْ اَبَا اَیُّوْبَ کَمَا حَفَظَ نَبِیَّکَ

روضۃ الاحباب صـ ۵۹۵

حسب الارشاد نبویؐ ام سلیم حضرت صفیہؓ کو ایک خیمہ مین لے گئین اونکے سر اور بالون مین کنگھی کی۔ اونکے کپڑون مین خوشبو لگائی۔ حضرت صفیہؓ جوان خاتون تھین اور صاحب حسن و جمال۔ اسی منزل مین اونکا زفاف واقع ہوا۔ مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم رات کو حضرت صفیہؓ کے خیمہ مین تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب انصاری سلاح جنگ پہن کر رات بھر اوس خیمہ کے گرد پھرتے رہے۔ صبح کو جب آپ اوٹھے تو آپ نے سلاح جنگ کی آواز سُنی پوچھا کون ہے۔ جواب ملا۔ ہم ہین ابو ایوب۔ عورت یہودیہ جوان تھی۔ اوسکے باپ اور شوہر کو ہملوگ قریب ہی قتل کر چکے تھے ہمکو خیال ہوا کہ شاید وہ حضور کو کوئی صدمہ نہ پہونچائے اسلیے بہتر ہے کہ مین آج رات بھر حضور کے خیمہ اقدس کے پاس رہون۔ یہ سُنکر آنحضرت صلعم نے تبسم فرمایا اور ابو ایوبؓ کے لیے دعائے خیر کی اور ارشاد فرمایا یہ پروردگار ابو ایوب کی تو حفاظت کر جس طرح اوسنے تیرے نبیؐ کی حفاظت کی ہے۔

حضرت صفیہؓ نے بار اوّل امتناع زفاف کی وجہ ان الفاظ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان فرمائی محدث شیرازی لکھتے ہین۔

نقل است کہ چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خیمہ صفیہ تشریف آورد صفیہ عرض کرد کہ یا رسول اللہ صلعم ترسیدم از آنکہ یہود نزدیک بودند مبادا بتو آسیبے رسانند آنشب در راحوش آمد و موجب زیادتی محبت شد۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفیہ کے خیمہ مین تشریف لائے تو صفیہ نے عرض کی چونکہ اوس منزل سے یہود بہت قریب تھے اسلیے مجھے خوف ہوا کہ خدانخواستہ وہ آپ کو کسی قسم کی تکلیف دین آپکو صفیہ کا یہ کہنا بہت خوش آیا اور زیادتی محبت کا باعث ہوا۔

اس کے آگے محدث شیرازی تحریر فرماتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خیبر بمدینہ مراجعت نمود صفیہ را در خانہ از خانہاے حارثہ بن نعمان فرود آوردند۔ زنان انصار چون معلوم کردند کہ صفیہ کجا منزل گرفتہ و آوازہ حسن و جمال وے شنیدہ بودند۔ تبفرج او رفتند و او را ملاحظہ می نمودند و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نیز چادرے پوشیدہ و نقابے بر روے خود فرو گذاشتہ بناشناخت در میان زنان آمد تا صفیہ را ببیند۔ رسول اللہ صلعم او را بشناخت چون بیرون می رفت حضرت از عقب وے بیرون می رفت و او را دریافت چادر وے را بر گرفت و گفت اے حمیرا۔ صفیہ را چگونہ یافتی گفت یہودیہ را دیدم کہ در میان یہودیات نشستہ بود فرمود اے عائشہ چنین مگو کہ وے مسلمان شدہ و حسن الاسلام گشتہ و روایتے از ام سنان اسلمیہ این کہ در میان زنان چہار زن از امہات مومنین ہیئت خویش را متغیر ساختہ و نقابہا بر روے خود آویختہ تبفرج صفیہ آمدہ بودند۔ عائشہ صدیقہ، حفصہ۔ زینب بنت جحش و جویریہ۔ شنیدم کہ زینب با جویریہ می گفت نمی بینم کہ این جاریہ الا انکہ زود باشد کہ بر ما غلبہ کند جویریہ گفت چنین نیست کہ تو میگوئی۔ وے از ان قومی است کہ زنان ایشان را نزد شوہر بخت کم می باشد و از عائشہ صدیقہ مرویست کہ روزے با پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سفر بودیم شتر صفیہ خستہ شد و از راہ رفتن واماند زینب را

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر سے مدینہ مین واپس آئے تو حارثہ بن النعمان کے گھر مین حضرت صفیہ کو اوتارا زنان انصار جب صفیہ کی آمد۔ اونکے قیام کی جگہ اور اونکے حسن و جمال کے شہرے سے واقف ہوئین تو انکی جماعت کثیر انکے دیکھنے کے لیے جمع ہوئین اور صفیہ کو دیکھنے آئین حضرت عائشہ صدیقہ بھی ایک چادر اوڑھکر اور اپنے منھ پر نقاب ڈال کر تاکہ پہچانی نجائین۔ اور عورتون کی جماعت مین ملکر صفیہ کو دیکھنے آئین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونھین پہچان لیا۔ جب وہ اوٹھکر جانے لگین تو آپ بھی اوٹھکر اونکے پیچھے چلے یہان تک کہ آپنے اونکو پالیا۔ پھر اونکا گوشہ ردا تھامکر پوچھا اے حمیرا۔ تم نے صفیہ کو کیسا پایا۔ لو لین ایک یہودیہ ہے جو بہت سی یہودیہ عورتون مین بیٹھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ عائشہ ایسا نہ کہو۔ بخدا وہ اسلام سے مشرف ہو چکی ہے اور اوس مین اسلام کے محاسن جاگزین ہو چکے ہین۔ اور ام سنان اسلمیہ سے ایک دوسری روایت مین اس طرح منقول ہے کہ حضرت صفیہ کے دیکھنے کے لیے ازواج مطہرات مین سے چار بیبیان تبدیل ہیئت کرکے اور اپنے منھ پر نقابین ڈال کر آئین تھین۔ وہ چار بیبیان حضرت عائشہ حفصہ۔ زینب بنت جحش اور جویریہ تھین۔ زینب بنت جحش نے صفیہ کے حسن و جمال کو دیکھکر جویریہ سے کہا کہ یہ عورت ہملوگون پر غالب آجائے گی۔ جویریہ بولین۔ تمھارا یہ خیال غلط ہے۔ دختران یہود شوہرون کے نزدیک ہمیشہ کم نصیب ہوا کرتی ہین۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ایکبار ہملوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر مین تھے حضرت صفیہ کا اونٹ بہت لاغر تھا اور راہ نہین چل سکتا تھا۔ زینب بنت جحش کے پاس مضبوط اونٹ تھے۔ آنحضرت صلعم نے

شتر زیادہ بود حضرت ؐ با زینب گفت شتر صفیہ خستہ۔ چہ شود اگر شترے بوے دہی۔ چندانکہ بمنزل برسد۔ زینب گفت من باین یہودیہ چیزے ندہم۔ آن سرور صلعم از وے بقہر رفت و دو ماہ یا سہ ماہ ترک وے نمود۔

روضۃ الاحباب

صفحہ ۵۹۷

اون سے کہا کہ صفیہ کا اونٹ بالکل خستہ ہوگیا ہے اور راہ چلنے سے بالکل مجبور ہے۔ اس لیے صفیہ منزل پر نہین پہونچ سکتین۔ تم اپنے اونٹون مین سے ایک اونٹ اونھین دیدو اونھون نے جواب دیا کہ مین اوس یہودیہ کو اپنی کوئی چیز نہین دے سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونکا یہ جواب اسقدر گران گذرا کہ دو مہینون تک آپ نے زینب کے گھر جانا ترک فرمادیا۔

Checked 1987

شبلی صاحب خود لکھتے ہین۔

آپ ایکبار حضرت صفیہ کے پاس تشریف لے گیے۔ دیکھا رو رہی ہین۔ آپ نے رونے کی وجہ پونچھی اونھون نے کہا زینب اور عائشہ کہتی ہین کہ ہم تمام ازواج مین افضل ہین۔ ہم آپ کی زوجہ ہونے کے علاوہ آپ کی چچازاد بہنین بھی ہین۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیون نکہدیا کہ ہارونؑ میرے باپ۔ موسیٰؑ میرے چچا۔ اور محمدؐ میرے شوہر ہین اس لیے تم لوگ مجھسے کیسے افضل ہوسکتی ہو۔

حضرت صفیہ کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھین۔ ایک دن اونھون نے کھانا پکاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بھیجا آپ اُسوقت حضرت عائشہ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے حضرت عائشہ نے خادم کے ہاتھ سے پیالہ چھین کے زمین پر دے مارا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑے ٹکڑے چُن کر یکجا کیے۔ اون کو جوڑا۔ پھر دوسرا پیالہ منگوا کر واپس کیا۔

حضرت صفیہ نے ۵۰ھ ہجری مین وفات پائی اور جنت البقیع مین مدفون ہوئین۔

تمّت بالخیر والعافیۃ

تم المجلد الثالث من سیرۃ المصطفویۃ الموسومۃ بالاسوۃ الرسول علی صاحبہا وآلہ صلوٰۃ وسلام من رب القلوب والعقول فی التاریخ ثمان خلون من ربیع الآخر یوم الاربع فی سنۃ سادس واربعون وثلثمایۃ بعد الالف من الہجرۃ المقدسۃ النبویۃ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

کواتھ ضلع آرہ شریف العمارت

المؤلف الاحقر اولاد حیدر عفی عنہ

وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین الی یوم الدین آمین آمین ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ سہ شنبہ

Presented by Ziaraat.Com